صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ
۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

ترجمہ
علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ
فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

www.KitaboSunnat.com



1

مکتبہ اسلامیہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ
۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

۱-۲

ترجمہ
علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ
فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

ناشر
الکتاب انٹرنیشنل

Vol 1-1

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ..... صحیح مسلم

تالیف ..... ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

ترجمہ ..... علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

ناشر ..... الکتاب انٹرنیشنل

اشاعت اول ..... اکتوبر ۲۰۱۰ء

قیمت ۱۲۵۰

الکتاب انٹرنیشنل

F-50B سراوی روڈ، بلڈ بانکس، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Mob.- 09312508762, Ph 011-26986973

Vol. 1-2

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
عرض ناشر	9
دیباچہ	11
مقدمہ صحیح مسلم	17
ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہیے الخ	25
رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے	27
سُنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کے) کہہ دینا منع ہے	28
ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے الخ	29
حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور یہ دین میں داخل ہے۔	32
حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت میں داخل نہیں۔	34
معتزلہ حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے	56
کتاب الایمان	68
ایمان اور اسلام اور احسان کا بیان۔	68
ایمان کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان	74
اسلام کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان	76
نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے	77
اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان	78
بیان اس ایمان کا جس سے آدمی جنت میں جائے گا اور ایمان کا پابند جنتی ہے	81
اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں کا بیان	83
اللہ و رسول اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا الخ	84
لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے ارکان کا بیان	90

مضمون	صفحہ نمبر
جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں اُن سے لڑنے کا حکم	92
بیان اس بات کا کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو اس کا اسلام صحیح ہے۔	97
موحد قطعی جنتی ہے	99
جو شخص اللہ کی خدائی اور اسلام کے دین اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مؤمن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے	111
ایمان کی شاخوں کا بیان	113
جامع اوصاف اسلام کا بیان	116
خصائل اسلام کی فضیلت	117
ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا مزا ملتا ہے	118
رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے۔	119
ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے	120
ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے۔	121
ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب وغیرہ	121
بُری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔	123
ایمان داروں کا ایک دوسرے سے فضیلت میں کم زیادہ ہونا	128
جنت میں مؤمن ہی جائیں گے	133
دین خیر خواہی، سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں	134
گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے وغیرہ کا بیان	136

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
منافق کی خصلتوں کا بیان	139
مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان	141
اپنے باپ سے پھر جانے، نفرت کرنے اور دانستہ دوسرے کو باپ بنانے والے کے ایمان کا بیان۔	142
مسلمان کو گالی دینا، بُرا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔	143
نبی ﷺ کے اس جملہ کا معنی کہ "میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔"	144
نسب میں طعن کرنا اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق۔	145
اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان	146
اس شخص کا کافر ہونا جو کہے کہ بارش ستاروں کی گردش سے ہوئی۔	146
انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے	150
عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا	151
جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان۔	153
اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے افضل عمل ہے	154
شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے	157
ان گناہوں کے بارے میں جو کبیرہ ہیں۔	158
کبر (غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اس کا بیان۔	162
جو شخص شرک سے پاک ہو، اور مرے تو وہ جنت میں جائے گا	164
کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے	166
جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ مسلمان نہیں ہے	169
جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم میں سے نہیں ہے	170
رخسار پر مارنا، گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتیں کرنا حرام ہے	170
چغل خوری سخت حرام ہے	171
تہبند ٹخنوں سے زیادہ رکھنے کی اور احسان کر کے جتانے اور مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان۔	172
خودکشی کی سخت حرمت کا بیان۔	175
مال غنیمت چوری کرنا سخت حرام ہے۔	179
خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا۔	180
اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی.....الخ	181
فتنہ وفساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجالانے کی ترغیب	182
مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے	182
جب کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا کفر کے وقت کے اعمال کا مؤاخذہ ہوگا؟	183
اسلام، حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا۔	184
کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جائے۔	186
ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان	188
دل میں جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ جم نہ جائیں ان پر مؤاخذہ نہ ہوگا.....الخ	189
اللہ تعالیٰ کا درگزر کرنا دل کی باتوں پر جبکہ وہ پختہ عزم نہ ہوئی ہوں۔	191
جب بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو لکھ لی جاتی ہے مگر جب برائی کا ارادہ کرے تو نہیں لکھی جاتی۔	194
وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آئے تو کیا کہے۔	196
جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اس کی سزا جہنم ہے	199

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
جو شخص پرایا مال ناحق چھیننا چاہے تو اس کا خون اس کے حق میں لغو ہو جائے گا.....الخ	203
جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے جہنم ہے۔	204
بعض دلوں سے امانت اور ایمان کے اٹھ جانے کا بیان	206
اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور.....الخ	211
اخیر زمانے میں ایمان کا مٹ جانا	213
جو شخص ڈرتا ہوا اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے۔	214
ضعیف الایمان شخص کا بیان	214
جب دلیلیں خوب پہنچ جائیں تو.....الخ	216
ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی پیغمبری کا یقین کرنا اور.....الخ	218
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور.....الخ	221
اس زمانے کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا	224
رسول اللہ ﷺ پر وحی اترنے کا بیان	227
معراج النبی ﷺ کا بیان	233
مسیح ابن مریم اور مسیح دجال کا بیان۔	248
سدرۃ المنتہیٰ کا بیان	251
﴿ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ﴾ کا بیان	252
اس بات کا بیان کہ نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ وہ تو نور ہے.....الخ	258
اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں.....الخ	258
اللہ تعالیٰ کا دیدار مؤمنوں کو آخرت میں ہوگا۔	260
اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت کا بیان۔	261
شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے نکالا جانا۔	272
جہنم سے جو آخری شخص نکلے گا۔	274

مضمون	صفحہ نمبر
آپ ﷺ نے فرمایا "میں پہلا شخص ہوں گا".....الخ	294
نبی ﷺ کا اپنی امت کے لیے شفاعت کی دعا کا مؤخر کرنا۔	295
رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے.....الخ	297
جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا.....الخ	298
اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اے نبی! اپنے قرابت داروں کو ڈراؤ۔	298
رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہونے کا بیان۔	301
آگ کا عذاب جس کو سب سے کم ہوگا۔	302
کفر کی حالت میں مرنے والے شخص کو اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔	302
مؤمن سے دوستی رکھنے اور غیر مؤمن سے دوستی قطع کرنے اور ان سے جدا رہنے کا بیان۔	303
مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہونے کا بیان۔	303
جنت کے آدھے لوگ اس مت کے ہوں گے۔	308
اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو کہیں گے کہ.....الخ	309
کتاب الطہارۃ	311
وضو کی فضیلت کا بیان	311
نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے	312
وضو کی ترکیب اور اس کے پورا کرنے کا بیان۔	313
وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت۔ بیان ہے کہ پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہو جانے کا بیان۔	316
	320

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مضمون	صفحہ نمبر
دوسرا باب: وضو کی ترکیب میں۔	321
ناک میں پانی ڈالنا اور.....الخ	323
پورا پاؤں دھونا واجب ہے	324
وضو میں تمام اعضاء کو دو جو با پورا دھونے کا بیان	326
وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دور ہونے کا بیان	327
منہ کو زیادہ دھونا کہ.....الخ	327
وضو کے پانی کی جگہ تک زیورات پہنائے جانے کا بیان	331
سختی اور تکلیف کی حالت میں پورا وضو کرنے کا کیا ثواب ہے۔	332
مسواک کرنے کا بیان۔	332
سنت باتوں کا بیان۔	334
استنجے کے بیان میں۔	337
پائخانے پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم۔	340
گھروں میں اس امر کی رخصت کا بیان۔	340
داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت کا بیان۔	341
طہارت وغیرہ داہنی طرف سے شروع کرنے کا بیان۔	341
راستہ اور سایہ میں پائخانہ کرنے کی ممانعت	342
قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔	342
موزوں پر مسح کرنے کا بیان۔	343
پیشانی اور پگڑی پر مسح کرنا	347
موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان۔	349
ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا۔	350
پانی کے برتن میں نجاست سے مشکوک ہاتھ ڈالنا اس کو تین بار دھونے سے پہلے مکروہ ہے۔	350
کتے کے منہ ڈالنے کا بیان۔	352
تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت	353

مضمون	صفحہ نمبر
مسجد میں جب پیشاب کرے تو اس کو پانی سے دھونا ضروری ہے.....الخ۔	355
شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیسے دھونا چاہیے۔	356
منی کا حکم	358
خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان	360
پیشاب کی نجاست کا بیان اور اس سے پرہیز کے ضروری ہونے کا بیان۔	360
کتاب الحیض	362
تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا۔	362
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا۔	363
حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے وغیرہ	364
مذی کا بیان	367
سونے سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کا بیان	367
جنبی کو سونا درست ہے لیکن.....الخ	368
اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے	369
عورت اور مرد کی منی کا بیان اور.....الخ	372
غسل جنابت کا بیان	374
غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے اور.....الخ۔	376
سر وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان	379
عورتیں غسل میں چوٹیاں کھولیں یا نہ کھولیں۔	380
غسل حیض کرنے والی عورت کیا کرے؟	381
مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال	383
حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے۔	386
غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کر لے	387
دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے	388
تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے۔	388

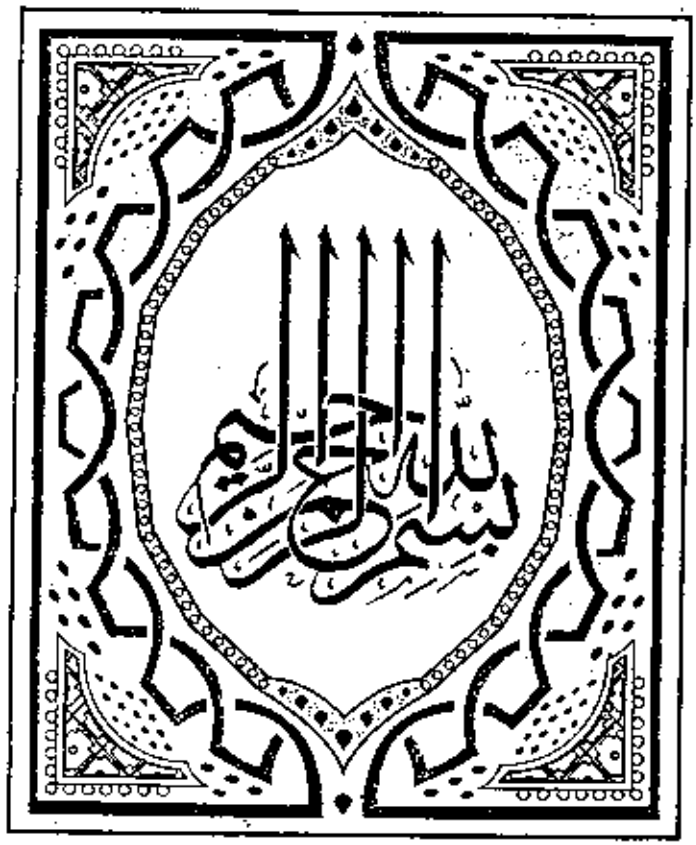
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا۔	390	اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان	396
اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا تھا.....الخ	391	جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر.....الخ	397
صرف منی سے غسل واجب ہے کے نسخ کا اور دو ختنوں کے ملنے پر غسل کے واجب ہونے کا بیان۔	392	مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے	398
جو کھانا آگ پر پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔	394	تیمم کا بیان	400
آگ سے پکے ہوئے کھانے کے بعد وضو کے نسخ کا بیان	395	مسلمان نجس نہیں ہوتا	405
		جنابت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا	405
		بے وضو کھانا درست ہے اور وضوئی الفور واجب نہیں ہے۔	406
		پاخانہ جاتے وقت کیا کہے۔	406
		بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔	407

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

دین اسلام کی تمام تر سنہری تعلیمات قرآن وسنت کی شکل میں زندہ وتابندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث مبارکہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس کو محفوظ بنانے کے لیے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [۳۳/احزاب ۲۱]

''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرتا ہے اس کے لیے آنحضرت ﷺ کی اقتدا ہی بہترین طریق کار ہے۔''

محدثین کرام رحمہم اللہ نے (اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے) آپ ﷺ کے اقوال، اعمال اور تقاریر (آپ کی طرف سے اجازت شدہ احکام) کو بڑی محنت اور لگن سے جمع کیا۔ ایک ایک حدیث مبارکہ کو لکھنے اور اس کی تحقیق کے لیے ہزاروں میل سفر طے کیا، بھوک پیاس برداشت کی، مصائب سے دوچار ہوئے، قید وبند کی پُرصعوبت وادیوں میں کود گئے مگر ان کے پایۂ استقلال میں کوئی جنبش واقع نہیں ہوئی۔ یہ ان عظیم لوگوں کی کاوش کا نتیجہ ہے کہ آج حدیث مبارکہ کی کئی کتب متداول ہیں اور آسانی سے دستیاب ہیں۔ ان عظیم لوگوں پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ اس بندے کے چہرے کو تر وتازہ رکھے جس نے میری حدیث کو سنا، اس کو دل میں جگہ دی اور پھر اس کو اسی طرح دوسروں کو بیان کر دیا (جیسے سنا تھا) اس لیے کہ بہت سے لوگ جن کو حدیث پہنچے گی وہ زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے سننے والے سے۔ ❶

اگرچہ بعض کتب احادیث ایسی بھی ہیں جن میں کسی وجہ سے کچھ کمزور روایات بھی نقل کی گئی ہیں مگر محدثین کرام نے ایسے اصول اور قوانین مرتب فرمائے ہیں جن سے وضع حدیث کی تمام مذموم کوششیں اپنی موت آپ مر گئی ہیں، لیکن بعض کتب ایسی بھی ہیں جن میں فقط صحیح احادیث کا انمول خزانہ ہی جمع کیا گیا ہے۔ ان کتب کی صحت پر پوری امت کا اجماع ہے اور ان کتابوں کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے، اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو سب سے پہلا نام صحیح بخاری اور پھر صحیح مسلم کا ہے۔ حسن ترتیب کے لحاظ سے صحیح مسلم لوگوں کے ہاں زیادہ مقبول ہے۔ صحیح مسلم کے کئی نسخہ جات بازار میں دستیاب ہیں مگر ہم اس عظیم کتاب کو منفرد انداز اور امتیازی خوبیوں کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہماری یہ کاوش آپ کو مندرجہ ذیل امتیازات سے مزین نظر آئے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

1. مختلف نسخوں سے تقابل کے بعد صحیح ترین عبارت نقل کی گئی ہے۔
2. آیات کریمہ کی تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے۔
3. تخریج حدیث اور رقم الحدیث کے ذریعے دیگر کتب احادیث کی طرف احالہ (رہنمائی) کا منفرد کام۔
4. مسلسل حدیث نمبر کا انتخاب۔
5. ہر حدیث مبارکہ کی کامل تشریح حدیث کے ساتھ ہی مکمل کی گئی ہے۔
6. قارئین کی سہولت کے لیے حدیث کے متن یعنی آپ ﷺ کے الفاظ کو سند اور دیگر عبارات سے الگ فونٹ (رسم الخط) کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔
7. اعلیٰ کاغذ اور معیاری جلد بندی۔
8. بہترین طباعت اور دیدہ زیب سرورق۔

ہم نے اس عظیم کتاب کی تیاری میں صحت الفاظ اور اعلیٰ طباعت کا معیار قائم رکھنے کے لیے پوری کوشش صرف کی ہے مگر بشری تقاضوں کے تحت ہمیں اپنی کوتاہیوں کا مکمل اعتراف ہے۔ اگر آپ کسی غلطی پر مطلع ہوں تو ہمیں ضرور آگاہ فرمائیے تاکہ آپ کے شکریہ کے ساتھ اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ ہماری نیک کوششوں کو قبول فرمائے اور اس ملک میں کتاب وسنت کا بول بالا کرے۔ (آمین)

واللہ المستعان.

ادارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد لله الذی من علینا بالهدایة الی دین الاسلام واحکمه فی قلوبنا خیر احکام وجنبنا من بواطیل الوساوس والاوهام بالاقتفاء بسنة نبیه خیر الانام علیه افضل الصلوات مانکررت اللیالی والایام وتعاقبت الانوار والظلام وعلیٰ اله واصحابه الکرام.

بعد حمد ونعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفاعنہ المنان خدمت میں تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین ﷺ کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے اواخر ۱۳۰۰ھ میں محض بتائید غیبی اور امداد خداوندی چار بڑی بڑی کتابیں حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمہ ہوگئیں یعنی مؤطا امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے ان چاروں کتابوں کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزار ہا نسخے ان کے طالبین نے ہر چہار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے۔ اب شروع چودھویں صدی یعنی ۱۳۰۱ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر جب تک چند نفس باقی ہیں وہ بھی اگر خدمت حدیث میں صرف ہوں تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے۔ پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کر کے میں نے صحیحین کے ترجمہ میں وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری کی شروحات اور ترجمے عربی اور فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں بلکہ حال ہی میں ایک ترجمہ اردو زبان میں بھی شہر مدراس میں چھپنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب نواب فیض مآب معلے القاب خادم سنت سید المرسلین، وارث الانبیاء والمرسلین، حامی شریعت مبین، ناصر دین متین، قامع بدعات، ماحی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر، امام قرن رابع عشر، فخر العلماء والمجتہدین، راس المفسرین والمحدثین جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی ہمت والا ہمیشہ اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کی طرف متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چھپوانا مصر میں شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروح بخاری اور فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تھی نہ بنے گی اس لیے ترجمہ بخاری میں اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تھا۔ میں نے ترجمہ بخاری کو بالفعل ملتوی رکھ کر حسب ایماء واشارت جناب ممدوح صحیح مسلم کا ترجمہ شروع کیا۔ صحیح مسلم بھی صحت حدیث اور جودت اسناد میں صحیح بخاری سے کم نہیں اور باتفاق علمایہ کتاب بھی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسی وجہ سے ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں اگرچہ اکثر علما نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اس پر مقدم رکھا ہے۔ لیکن حافظ ابوعلی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بھی زیادہ صحیح ہے اور بعض مغرب کے علما نے بھی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس کو دو ثقہ تابعیوں نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقہ میں دو ثقہ یعنی معتبر شخص دو شخصوں سے نقل کرتے آئے ہوں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرط کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabostunet.com

تبرک اور بہ خیال صحیح اور مشہور ہونے کے اس کا ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنیٰ ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دو سو برس تک حدیثیں لکھیں تو پھر بھی ان کا اعتماد آخر اسی کتاب پر رہے گا اور میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں داخل نہیں کی مگر سمجھ کر، دلیل رکھ کر۔ اسی طرح کوئی حدیث نہیں نکالی اس میں سے مگر سمجھ کر دلیل سے۔ احمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس کتاب کے جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک رہا۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ مکی بن عبدان نے کہا میں نے مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا پھر جس حدیث میں انھوں نے کوئی علت بیان کی اس کو میں نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انھوں نے کہا کہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے اس کو میں نے داخل کیا۔ اس روایت کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سند امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہے جس میں مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہوں اور جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات ہیں تین واسطوں کی حدیثیں تو وہ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سب میں مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہیں اور باسانید متصل مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک روایت کی گئی ہے اور ایک فائدہ خاص جو اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہیں اس حدیث کے تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہو اور تمام طریقوں سے وہ فائدہ اٹھائے اور یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ امام حافظ عبدالرحمٰن بن علی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف میں لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے! صحیح مسلم علم کا دریا ہے جس میں پانی بہنے کے راستے نہیں ہیں (یعنی سب پانی ایک ہی جگہ موجود ہے)۔ اور مسلم کی روایتوں کا ذخیرہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایتوں سے زیادہ مزا دیتا ہے۔ حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لے کر آخر تک، ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اوروں کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چھ سو پندرہ ایسے لوگوں سے روایت کی ہے جس سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نہیں کی۔ اسی طرح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار سو چونتیس ایسے شخصوں سے روایت کی ہے جس سے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کی۔ اور کتنی حدیثیں ایسی نکلیں گی جو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہیں اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے راویوں میں وہ سب شرطیں پائی جاتی ہیں جو صحیح حدیث کے لیے ضروری ہیں مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہیں پائی جاتیں۔ پھر مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں ایک ایسی راہ چلے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی وہ یہ کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے تمام متنوں کو اس کے سب طریقوں کے ساتھ ایک مقام میں جمع کر دیتے ہیں اور اس کو مختلف بابوں میں جدا جدا نہیں لاتے اور پوری عبارت اس کی بیان کرتے ہیں اور باب کے ترجموں میں اس کے ٹکڑے نہیں کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہیں اور نقل بالمعنی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہاں تک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے "حدثنا" کہا ہو اور دوسرے نے "اخبرنا" تو وہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں راوی نے "حدثنا" کہا اور فلاں نے "اخبرنا" اور حدیث کے ساتھ صحابہ کے اقوال اور تابعین رحمہم اللہ وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجموں کو نہیں ملاتے اس لیے کہ ان کو حرص تھی اس بات کی کہ حدیث میں کوئی اور چیز ملنے نہ پائے تو بعد مقدمہ کے اس کتاب میں اور کچھ نہیں ہے سوائے حدیث کے۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے کہا وہ سب حدیثیں جن کی صحت کا حکم کیا مسلم رحمہ اللہ نے اس کتاب میں یقیناً صحیح ہیں اور ایسی ہی وہ حدیثیں جن کو بخاری رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی کے علما نے ان دونوں کتابوں کی حدیثوں کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدھ شخص نے اس میں خلاف کیا ہے اس کے خلاف کا اعتبار نہیں۔ امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کھائے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ کی جو حدیثیں صحیح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہیں تو اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے گی کیونکہ حقیقت میں ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور علما نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمام امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ دونوں کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے کہا کہ مسلم رحمہ اللہ، ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتیں کرتے رہے۔ جب اٹھے تو کسی نے کہا انھوں نے چار ہزار حدیثیں اپنی صحیح میں جمع کی ہیں۔ ابوزرعہ رحمہ اللہ نے کہا پھر باقی حدیثیں کس کے لیے چھوڑ دیں۔ شیخ نے کہا مراد اس شخص کی تھی کہ صحیح مسلم میں اصل چار ہزار حدیثیں ہیں سوائے مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور حقیقت میں باب باب پر مرتب ہے پر باب کے ترجموں کو اس نے متن کتاب میں داخل نہیں کیا تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا لوگوں نے صحیح مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض اچھے ہیں اور بعض نہیں اس وجہ سے کہ ترجمے کی عبارت میں قصور ہے یا الفاظ اس کے رکیک ہیں اور میں اپنی شرح میں ان ترجموں کو مناسب عبارتوں کے ساتھ بیان کروں گا۔ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے ایک نسخہ میں بابوں کے ترجمے پائے جاتے ہیں تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ لوگوں نے ان کے بعد بنا دیے ہیں اور ان میں اچھے برے سب ہیں جیسے نووی رحمہ اللہ نے کہا اور ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب میں نہ لکھے جائیں جیسے پرانے نسخوں میں نہیں لکھے ہیں اور جن باتوں کی وجہ سے مسلم رحمہ اللہ کی کتاب، بخاری رحمہ اللہ کی کتاب سے ممتاز ہے ان میں سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم رحمہ اللہ نے تعلیقات (یعنی بے اسناد روایتیں) بہت کم بیان کی ہیں سوائے چند مقاموں کے۔ برخلاف بخاری رحمہ اللہ کے کہ ان کی کتاب میں تعلیقات بہت ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں عمدہ راہوں کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت کے ساتھ اور اس سے ان کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہائی تحقیق اور علو شان مستنبط ہے۔

مسلم رحمہ اللہ نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے حدیث کی تین قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جس کو بڑے بڑے عمدہ حافظوں نے روایت کیا ہو۔ دوسرے وہ جس کو متوسط لوگوں نے جن کا عیب ڈھکا ہوا ہے روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جس کو ضعیف اور متروک لوگوں نے روایت کیا ہو تو مسلم رحمہ اللہ جب پہلی قسم کی حدیثوں سے فارغ ہوتے ہیں تو دوسری قسم کی حدیثوں کو لاتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن تیسری قسم کی حدیثوں کو بالکل نہیں لاتے۔ علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آ گئی اور فقط پہلی قسم کی حدیثیں ان کی کتاب میں ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ غور سے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی اور اس نے اپنی کتاب میں تینوں طرح کی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو دو قسموں کی حدیثوں پر مرتب کرنا چاہا۔ ایک قسم مین عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں اور دوسری قسم میں مستور اور سچے متوسطین لوگوں کی روایتیں مگر ان کو موت آ گئی اور یہ آرزو پوری نہیں ہوئی۔ اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھ رہ گئی۔ باوجود اس کے ان کی کتاب مشہور اور مقبول ہوئی۔ اور تیسری قسم کی حدیثوں کو انھوں نے بالکل بیان نہیں کیا۔ پھر مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اور لوگوں نے کئی ایک کتابیں مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح کی طرح تالیف کیں اور عالی سندوں کو حاصل کیا اور ان میں سے بعض نے مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کو پایا اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو اپنی کتاب میں نکالا۔ شیخ ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جو کتابیں صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہیں اگرچہ ان میں صحت کی ایک نشانی ہے مگر تمام باتوں میں وہ صحیح مسلم کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ صحیح مسلم پر علما نے بہت سی شروحات لکھی ہیں۔ سب میں مشہور وہ شرح ہے جس کو امام حافظ ابوزکریا محی الدین نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع جو صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان میں طبع ہوئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ ہے جو کہ شمس الدین محمد بن یوسف قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا۔ اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کا نام "اکمال المعلم فی شرح صحیح المسلم" ہے اور ایک شرح ہے ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی۔ اور ایک شرح ہے امام ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی چار جلدوں میں اور ایک شرح ہے ابو عبداللہ محمد بن علی مازری کی جس کا نام "المعلم بفوائد کتاب المسلم" ہے اور ایک شرح ہے عمادالدین عبدالرحمٰن بن عبدالعلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبدالغافر بن اسمٰعیل فارسی کی جس کا نام "المفہم فی شرح غریب المسلم" ہے۔ اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ابوالفرج عیسیٰ بن مسعود زوادی کی پانچ جلدوں میں اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جس کا نام "الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج" ہے۔ اور ایک شرح ہے قوام الدین ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اس کا نام "منہاج الدیباج" ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدوں میں۔

صحیح مسلم کے مختصرات بھی بہت ہیں۔ ایک مختصر ہے ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن عبداللہ مرسی کا اور ایک مختصر ہے زائد مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر حافظ سراج الدین عمرو بن علی ملقن شافعی کا۔ ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین منذری کا اور اس مختصر کی شروحات بھی بہت ہیں اور سب سے عمدہ شرح اس کی "السراج الوھاج" ہے جو ہمارے زمانے میں جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے چھپ رہی ہے اور اس ترجمہ میں اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ نام ان کا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن ورد ین کرشاد نیشاپوری ہے۔ امام حافظ ہیں علم حدیث کے، انھوں نے سفر کیا حجاز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنے کے لیے اور مشہور مشائخ ان کے یہ لوگ ہیں یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، قتیبہ بن سعید، ابوبکر بن ابی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabostudio.com

شیبہ، محمد بن بشار، محمد بن المثنیٰ رحمہم اللہ وغیرہم۔ کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی۔ سب سے آخر وہ بغداد میں ۲۵۹ھ ہجری میں تشریف لائے، ترمذی رحمہ اللہ نے ان سے روایت کی ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا مسلم رحمہ اللہ، بخاری رحمہ اللہ کی بہت کرتے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اور ذہلی رحمہ اللہ میں اسی وجہ سے رنجش ہوگئی۔ حافظ محمد بن یعقوب رحمہ اللہ نے کہا بخاری رحمہ اللہ جب نیشاپور میں آئے تو مسلم ان کے پاس بہت آتے جاتے تھے۔ بعد اس کے بخاری رحمہ اللہ اور ذہلی رحمہ اللہ میں ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی رحمہ اللہ نے لوگوں کو منع کیا بخاری رحمہ اللہ کے پاس جانے سے لیکن مسلم رحمہ اللہ نے نہ مانا، جب ذہلی رحمہ اللہ کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوئے۔ مسلم رحمہ اللہ مجلس سے اٹھے اور جو کچھ ذہلی رحمہ اللہ سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اس کے پاس واپس کر دیں، اس پر ذہلی رحمہ اللہ سے ترک ملاقات ہوگئی۔ بہرحال امام مسلم رحمہ اللہ، علمائے اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام مقتدا ہیں اس فن کے جن کو ائمہ اہل حدیث نے تسلیم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف واکناف میں پھرے اور محمد بن مہران اور ابوغسان اور عمر بن سواد اور جزلہ بن یحییٰ اور سعید بن منصور اور ابومصعب رحمہم اللہ سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علما اور حفاظ کی جیسے ابوحاتم رازی اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابوبکر بن خزیمہ رحمہم اللہ اور بہت لوگوں نے جن کا شمار دشوار ہے۔ ابوعمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابوالعباس بن عقدہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ میں کون بڑھ کر ہے؟ انھوں نے کہا دونوں عالم ہیں۔ میں نے پھر پوچھا انھوں نے کہا اے ابوعمر! بخاری رحمہ اللہ سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام میں کہ ایک جگہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہیں اور دوسری جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم رحمہ اللہ سے بہت کم غلطی ہوتی ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا مسلم رحمہ اللہ نے پیروی کی ہے بخاری رحمہ اللہ کی اور وہ چلے ہیں بخاری رحمہ اللہ کی راہ پر۔ دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر بخاری رحمہ اللہ نہ ہوتے تو مسلم رحمہ اللہ کو بھی یہ راہ نہ ملتی۔ غرض مسلم رحمہ اللہ نے بخاری رحمہ اللہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ابواحمد شیخ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے کہا کہ مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں بخاری رحمہ اللہ کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری رحمہ اللہ کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں بخاری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔

مسلم رحمہ اللہ نے سوائے اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر، جامع کبیر، کتاب العلل، کتاب الطبقات، کتاب اوہام المحدثین، کتاب التمیز، کتاب فن لیس لہ الا راوواحد، کتاب اوہام المخضرمین، کتاب الاسماء والکنی، کتاب الوحدان، کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ، کتاب مشائخ الثوری۔

اور مسلم رحمہ اللہ کے عجیب حالوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔ حدیث کے کھوٹے کھرے کے پہچاننے میں اپنے زمانے میں سب پر مقدم تھے یہاں تک کہ بعض امور میں بخاری پر بھی ان کو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گزرا۔ ۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور اتوار کی شام کو رجب کی پچیسویں تاریخ ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ عمر ان کی پچپن برس کی تھی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا قصہ یوں لکھا ہے کہ کسی مجلس میں لوگوں نے ان سے ایک حدیث پوچھی۔ ان کو معلوم نہ ہوئی۔ وہ گھر میں آ کر سب کتابوں میں ڈھونڈنے لگے اور ایک ٹوکرا خرما کا ان کے سامنے رکھا تھا۔ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ ٹوکرا تمام ہوگیا اور حدیث کی تلاش میں اپنا مستغرق تھا کہ ان کو خبر نہ ہوئی اور

کتاب دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسی وجہ سے مر گئے۔ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے مرنے کے بعد ان کو خواب میں دیکھا، ان کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہاں چاہوں رہوں۔

مترجم کی سند امام مسلم تک:

اجازت دی مجھ کو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ علامہ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی حنبلی نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نے، ان کو اجازت دی شیخ حسن قویسنی مصری نے۔ ان کو اجازت دی شیخ سلیمان بجیری نے۔ ان کو اجازت دی شیخ محمد عشادی نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالعزیز عجمی نے، ان کو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے، ان کو اجازت دی محمد رملی نے، انھوں نے سنا شیخ الاسلام زکریا انصاری سے۔ انھوں نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پھر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہیں اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر و مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بخاری سے اور وہ مؤید طوسی سے اور وہ عبداللہ فراوی سے اور وہ عبدالغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہیں اس صحیح کے۔

راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں سے اور مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بھائیوں اور سب مومنین کی۔ سو مترجم کتاب سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک سولہ واسطے ہیں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رباعی حدیث میں چار ہیں۔ اس حساب سے مترجم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اکیس واسطے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

صحیح مسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ.

شروع کرتا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔ سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کو جو پالتا ہے سارے جہاں کو اور بہتر انجام انہی لوگوں کا ہے جو پرہیزگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اتارے حضرت محمد ﷺ پر جو تمام پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکت پر ختم کر دیا۔ اب دنیا میں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا) اور تمام نبیوں اور پیغمبروں پر (جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام)۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاْثُوْرَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَآءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ بِهَا نُقِلَتْ وَ تَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ فَاَرَدْتَّ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً وَسَاَلْتَنِيْ اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهٗ قَصَدْتَّ مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ اِلَيْهِ الْحَالُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَاقِبَةٌ مَحْمُوْدَةٌ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخاطب کو فرماتے ہوئے بعد حمد اور صلوٰۃ کے اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا کہ تیرا قصد یہ ہے کہ تلاش کرے ان سب حدیثوں کو جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہیں دین کے طریقوں اور حکموں میں (یعنی مسائل کی حدیثیں جو فقہ سے متعلق ہیں) اور ان حدیثوں کو جو ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہیں (یعنی فضائل اور اخلاق کی حدیثیں) اور ان کے سوا اور باتوں کی سندوں کے ساتھ جن کی رو سے وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور جن کو علمائے حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے میں (یعنی مشہور و معروف سندیں) تو تیرا مطلب یہ تھا اللہ تجھ کو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثوں سے واقف ہو جائے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو اختصار کے ساتھ تیرے لئے جمع کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور کرنا ہے اور ان سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے گا اور تو نے جس بات کا سوال کیا اللہ تجھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَمَنْفَعَةً مَوْجُوْدَةً وَ ظَنَنْتُ حِيْنَ سَأَلْتَنِيْ تَجَشُّمَ ذٰلِكَ اَنْ لَّوْ عُزِمَ لِيْ عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِيْ تَمَامُهٗ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يُصِيْبُهٗ نَفْعُ ذٰلِكَ اِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِيْ مِنَ النَّاسِ لِاَسْبَابٍ كَثِيْرَةٍ يَطُوْلُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ اِلَّا اَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ اَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيْلِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ وَاِتْقَانَهٗ اَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيْرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَّا تَمْيِيْزَ عِنْدَهٗ مِنَ الْعَوَامِّ اِلَّا بِاَنْ يُّوْقِفَهٗ عَلَى التَّمْيِيْزِ غَيْرُهٗ فَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ فِيْ هٰذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ اِلَى الصَّحِيْحِ الْقَلِيْلِ اَوْلٰى بِهِمْ مِنَ ازْدِيَادِ السَّقِيْمِ وَاِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِّنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِيْهِ بَعْضَ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ بِاَسْبَابِهٖ وَعِلَلِهٖ فَذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَهْجُمُ بِمَا اُوْتِيَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ جَمْعِهٖ فَاَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِيْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ اَهْلِ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنًى لَهُمْ فِيْ طَلَبِ الْحَدِيْثِ الْكَثِيْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيْلِ۔ ثُمَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِءُوْنَ فِيْ تَخْرِيْجِ مَا سَاَلْتَ وَتَاْلِيْفِهٖ عَلٰى شَرِيْطَةٍ سَوْفَ اَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ اِنَّا نَعْمِدُ اِلٰى جُمْلَةِ مَا اُسْنِدَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُقَسِّمُهَا عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتِ مِنَ النَّاسِ۔ عَلٰى غَيْرِ تَكْرَارٍ۔ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَغْنٰى فِيْهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِيْثٍ

کو عزت دے جب میں نے اس میں غور کیا اور اس کے انجام کو دیکھا تو اللہ چاہے اس کا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی اس میں فائدہ ہے (یعنی حال اور مآل دونوں کے فائدے کی بات ہے) اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جائے تو سب سے پہلے دوسروں کو تو خیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی اسباب کی وجہ سے جن کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ اس طول سے تھوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اس میں ایک طرح کا خلجان پیدا ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جن کو تمیز نہیں ہوتی کھوٹی کھری حدیث کی بغیر دوسرے کے بتلائے ہوئے اور جب حال ایسا ہوا جیسا ہم نے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثوں کا بیان کرنا ان کیلئے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثوں سے اور بہت سی حدیثیں بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص خاص شخصوں کو فائدہ دیتا ہے جن کو علم حدیث میں کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتوں کو وہ پہچانتے ہیں ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثوں کے جمع کرنے سے فائدہ اٹھائے گا لیکن عام لوگ جو برخلاف ہیں خاص لوگوں کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہیں ان کو کچھ حاصل نہیں بہت حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جس قدر کم حدیثیں انہوں نے دیکھی ہیں ان ہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر اگر اللہ نے چاہا تو ہم ان حدیثوں کے بیان کرنے میں جن کیلئے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم ان سب حدیثوں کی طرف قصد کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مسنداً (یعنی متصلاً) ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ ﷺ تک روایت کی گئی ہیں (سب حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لئے کہ سب مسند حدیثیں اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر ان کو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِيْهِ زِيَادَةُ مَعْنًى اَوْ اِسْنَادٌ يَقَعُ اِلٰى جَنْبِ اِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُوْنُ هُنَاكَ لِاَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي الْحَدِيْثِ الْمُحْتَاجَ اِلَيْهِ يَقُوْمُ مَقَامَ حَدِيْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَةِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ فِيْهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ اَوْ اَنْ نَفْصِلَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيْثِ عَلٰى اخْتِصَارِهٖ اِذَا اَمْكَنَ وَلٰكِنْ تَفْصِيْلُهٗ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهٖ فَاِعَادَتُهٗ بِهَيْئَتِهٖ اِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ اَسْلَمُ فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ اِعَادَتِهٖ بِجُمْلَتِهٖ عَنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنَّا اِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلّٰى فِعْلَهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ فَاَمَّا الْقِسْمُ الْاَوَّلُ: فَاِنَّا نَتَوَخّٰى اَنْ نُقَدِّمَ الْاَخْبَارَ الَّتِيْ هِيَ اَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوْبِ مِنْ غَيْرِهَا وَ اَنْقٰى مِنْ اَنْ يَكُوْنَ نَاقِلُوْهَا اَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيْثِ وَاِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوْا لَمْ يُوْجَدْ فِيْ رِوَايَتِهِمْ اِخْتِلَافٌ شَدِيْدٌ وَلَا تَخْلِيْطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيْهِ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَبَانَ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ فَاِذَا نَحْنُ نَقَصَّيْنَا اَخْبَارَ هٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ اَتْبَعْنَاهَا اَخْبَارًا يَقَعُ فِيْ اَسَانِيْدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوْفِ بِالْحِفْظِ وَالْاِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ عَلٰى اَنَّهُمْ وَاِنْ كَانُوْا فِيْمَا وَصَفْنَا دُوْنَهُمْ فَاِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمٍ.

اور راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کا، دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعفاء اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے، مگر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب میں سب سے پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضروری ہو۔ اس وجہ سے کہ اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسی اسناد ہو جو دوسری اسناد کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں (یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لئے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی حدیث میں جس کی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے۔ پھر ضروری ہے اس سب حدیث کا ذکر کرنا جس میں وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لیں گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہوا یعنی ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اس جملہ کو دوسری اسناد بیان کر کے نقل کر دیں گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لائیں گے۔ مگر ایسا جب کریں گے کہ اس جملہ کا علیحدہ ہونا حدیث سے ممکن ہو (نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس مسئلہ میں علمائے حدیث کا اختلاف ہے یعنی حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے میں بعضوں کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی ان کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہئے اور بعض کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اسی صورت میں درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لیں اور بعض کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ علما اور اہل معرفت کی یہ بات درست ہے۔ بشرطیکہ معنی میں خلل واقع نہ ہو) لیکن جب جدا کرنا اس جملہ کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کی ہم کو دوبارہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو (یعنی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی ایسی بات زیادہ نہ ہو جس کی احتیاج ہے) تو ہم اس کو دوبارہ بیان نہ کریں گے اگر اللہ چاہے پہلی قسم کی حدیثوں میں ان حدیثوں کو پہلے بیان کرتے ہیں جو عیبوں سے پاک اور صاف ہیں اس وجہ سے کہ ان کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنی مضبوط اور صاف ہیں اپنی روایات میں۔ نہ ان کی روایت میں سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے اس لئے کہ جو راوی اور ثقہ لوگوں سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتوں میں بہت خلط ملط کرے وہ قابل اعتبار نہیں رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہوگئی اور ان کی حدیث میں یہ بات کھل گئی ہے۔ پھر جب ہم بیان کر چکے اس قسم کے راویوں کی حدیثیں (یعنی جو موصوف ہیں ساتھ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اس کے بعد وہ حدیثیں لاتے ہیں جن کی اسناد میں وہ لوگ ہیں جن میں اتنا حفظ اور اتقان نہیں جیسا پہلی قسم کے راویوں میں تھا اور یہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویوں سے درجہ میں کم ہیں مگر ان کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت میں وہ بھی شامل ہیں (یعنی دوسرے درجے کے راوی بھی سچے اور ٹھیک ہیں اور جو کچھ ان میں عیب تھا وہ چھپایا گیا ہے۔ اہل حدیث نے ان کو متہم نہیں کیا ہے کذب سے، نہ ان سے روایت ترک کی ہے) جیسے عطاء بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم۔

فائدہ: یہ تینوں راوی دوسرے درجے کے ہیں جو حفظ اور اتقان میں اعلیٰ نہیں ہیں مگر ان کی سچائی میں شبہ نہیں۔ عطاء بن السائب کی کنیت ابوالسائب ہے یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں ان کے حافظہ میں فتور آ گیا تھا، اور جن لوگوں نے ان سے اختلاط سے پہلے سنا ہے ان کی روایت صحیح ہے اور جنہوں نے بعد میں سنا ہے البتہ ان کی حدیث مضطرب ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ نے ان سے اختلاط سے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبداللہ اور اسماعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے۔ ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ عطاء سے سب نے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابوعوانہ نے عطاء سے صحت اور اختلاط دونوں حالت میں سنا ہے تو ان کی روایت کا بھی اعتبار نہیں۔ یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر اور یحییٰ بن معین نے کہا: وہ کچھ نہیں اور ابو حاتم نے کہا: ضعیف ہے اور نسائی نے کہا: متروک الحدیث ہے اور ترمذی نے کہا: ضعیف ہے۔ لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تھا اور اس کی روایتیں مضطرب ہیں لیکن اس کی حدیث لکھی جائے گی۔ احمد بن حنبل نے کہا: وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ دارقطنی اور ابن عدی نے کہا: اس کی حدیث لکھی جائے گی اور اکثر لوگوں نے کہا کہ اس کی روایت لکھنے کے لائق نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

وَاَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ الْاٰثَارِ وَنُقَّالِ الْاَخْبَارِ فَهُمْ وَاِنْ كَانُوْا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسِّتْرِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مَعْرُوْفِيْنَ فَغَيْرُهُمْ مِنْ

اور ان کی مانند لوگ، حدیث کی روایت کرنے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہیں علم میں اور مستور ہیں۔ اہل حدیث کے نزدیک لیکن ان کے ہم عصر دوسرے لوگ جن کے پاس اتقان اور استقامت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ وَالْإِسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضُلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ لِأَنَّ هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَفِيعَةٌ وَخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ.

ہے روایت میں ان سے بڑھ کر ہیں حال اور مرتبے میں اس واسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ (یعنی ضبط اور اتقان)

أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِنَا وَازَنْتَ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ سَمَّيْنَا هُمْ عَطَاءً وَيَزِيدَ وَلَيْثًا بِمَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي إِتْقَانِ الْحَدِيثِ وَالْإِسْتِقَامَةِ فِيهِ وَجَدْتَهُمْ مُبَايِنِينَ لَهُمْ لَا يُدَانُونَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذٰلِكَ لِلَّذِي اسْتَفَاضَ عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِتْقَانِهِمْ لِحَدِيثِهِمْ وَأَنَّهُمْ لَمْ يُعْرَفُوا بِمِثْلِ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَيَزِيدَ وَلَيْثٍ.

کیا تو نہیں دیکھتا اگر تو نے ان تینوں کو جن کا ہم نے نام لیا یعنی عطاء اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور اسمٰعیل بن ابی خالد کے ساتھ (جو ان تینوں کے ہم عصر ہیں) حدیث کے اتقان اور استقامت میں تو ان کو بالکل جدا پائے گا ہرگز ان کے قریب نہ ہوں گے۔ اس بات میں کچھ شک نہیں اہل حدیث کے نزدیک اس لئے کہ ان کو ثابت ہو گیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور اسماعیل کا اور ان کا ضبط اور اتقان حدیث میں۔ جو نہیں ثابت ہوا عطاء اور یزید اور لیث میں۔

فائدہ: یعنی عطاء اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور اسماعیل کے سامنے کچھ نہیں اترتے اس لئے کہ عطاء اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے ان کا حال اوپر گزرا اور منصور اور اعمش اور اسمٰعیل یہ حدیث کے حافظوں اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔ اسمٰعیل بن ابی خالد تو تابعی مشہور ہیں۔ انہوں نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبداللہ بن ابی اوفی اور عمرو بن حریث اور قیس بن عابد اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہ سب صحابی ہیں اور سلیمان اعمش بھی تابعی ہیں کیونکہ انہوں نے انس کو دیکھا اور اعمش کہتے ہیں: ضعیف البصر کو جس کی بینائی میں فتور ہو۔ یہ ان کا لقب ہو گیا تھا۔ المحدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے میں قباحت نہیں دیکھی کیونکہ یہ القاب معرفت کیلئے بیان کئے جاتے ہیں نہ ذلت و توہین کیلئے۔ منصور بن معتمر اگرچہ تابعی ہیں مگر حفظ اور اتقان میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے مسلم نے ان کا نام پہلے رکھا۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کوفہ والوں میں سے زیادہ ثقہ ہیں۔

وَفِي مِثْلِ مَجْرَى هٰؤُلَاءِ إِنَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا أَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ صَاحِبَا هُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنَّ الْحَالَ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِي

اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنی تولے ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہم عصروں کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتھ یہ دونوں مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین میں سے ہیں) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تھے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنی ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑھ کر ہے) کمال فضل اور صحت روایت میں اگرچہ عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہیں (امام احمد نے کہا: عوف ثقہ ہیں صالح الحدیث اور یحییٰ بن معین نے بھی کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔ اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا کہ وہ ثقہ ہے اہل علم کے نزدیک) مگر اصل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَضْطَرُّ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا يُقْصِرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يَرْفَعُ مُتَّضِعَ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطِي كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَيُنْزِلُ مَنْزِلَتَهُ وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْ نُنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ)) مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾.

[۱۲/ یوسف:۷۶]

حال وہ ہے درجے کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان کا نام لے کر تا کہ ان کی مثال ایک نشانی ہو اور فراغت پائے اس کو سمجھ کر وہ شخص جس پر چھپا ہوا ہے راستہ علم والوں کا، اہل علم کی ترتیب میں تو کم نہ کیا جائے بلند درجے والا شخص اپنے درجے سے اور بلند نہ کیا جائے کم درجے والا اپنے درجے پر اور ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے اور اپنا درجہ۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اس کے مرتبے پر رکھنے کا۔ اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے'' (تو حدیث اور قرآن دونوں سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا۔)

فائدہ: امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو معلقاً یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثیں مسلم کی کتاب میں بہت کم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث بھی ہے جس کی صحت میں علما کا اختلاف ہے۔ حاکم ابو عبداللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا۔ میمون بن ابی شبیب سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ مگر میمون نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور مسند ہو۔ اس کا جواب یوں دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے فوت ہوئے۔ اور شرط مسلم کی یہ ہے کہ ہم عصر ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے۔ البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ملا تو اعتراض درست ہوتا۔ سوائے اس کے بزار نے اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعاً یہ حدیث اسی طور سے مروی ہے لیکن موقوفاً اور طریقوں سے بھی روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّهَمُونَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيجِ حَدِيثِهِمْ كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِسْوَرٍ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَصْلُوبِ.

تو جیسے اوپر ہم نے بیان کیا انہی طریقوں پر ہم جمع کرتے ہیں حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ سے، جن کا تو نے سوال کیا۔ اب جو حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن پر سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی یا اکثر اہل حدیث نے تو ان کو ہم روایت نہیں کرتے جیسے عبداللہ بن مسور ابی جعفر مدائنی اور عمرو بن خالد اور عبدالقدوس شامی (جو روایت کرتا ہے عکرمہ اور عطاء سے) عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اس کی حدیث کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب۔

فائدہ: دمشقی جس کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی یا ابو عبداللہ یا ابو قیس اس کے نسب اور نام میں بڑا اختلاف ہے۔ حافظ عبدالغنی نے کہا: وہ اپنے نام کو سو طرح پر بدلتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا: متروک الحدیث ہے اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بے دینی کی وجہ سے اور اس کی حدیث موضوع ہے اور خالد بن یزید نے کہا: میں نے اس سے سنا وہ کہتا تھا جب میں کوئی عمدہ بات سنوں تو اس کی اسناد بنانے میں کچھ قباحت نہیں۔ احمد بن صالح نے کہا: اس نے چار ہزار حدیثیں بنائیں۔

وَغِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمٍ أَبِي مُحَمَّدٍ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي يَحْيَى وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ بِوَضْعِ الْأَحَادِيثِ وَتَوْلِيدِ الْأَخْبَارِ وَكَذٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلٰى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوِ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلٰى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضٰى خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْلَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ.

اور لوگ جن سے حدیث بنانے کی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث تھے تو ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جن کی حدیث اکثر منکر (یعنی ثقہ کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اس کی روایت کا مقابلہ کیا جائے دوسرے لوگوں کی روایت سے جو اچھے اور حافظے والے ہیں تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف۔ جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مہجور الحدیث ہے یعنی اس کی روایت مقبول و مستعمل نہ ہوگی۔

فائدہ: تو منکر کے معنی یہ ٹھہرے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اس کو منکر مردود بھی کہتے ہیں۔ اور ایک منکر اس کو بھی کہتے ہیں جس کو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ، ضابط اور متقن ہو۔ (نووی رحمہ اللہ)

فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِي رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ.

اس قسم کے راویوں میں سے عبداللہ بن محرر اور یحییٰ بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابوالعطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اور عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہیں جو منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: عبداللہ بن محرر یا عبداللہ بن محرر مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور یا مین مہملتین اتباع تابعین میں سے ہے روایت کرتا ہے حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ترک پر۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں نے ترک کر دیا ہے اس کی حدیث کو۔ ابوانیسہ جو یحییٰ کا باپ ہے اس کا نام زید ہے اور ابوالعطوف جراح بن منہال سے روایت کرتا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اس کے متروک ہونے پر۔ (نووی رحمہ اللہ)

فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلٰى حَدِيثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ. لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي يُعْرَفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمْعَنَ فِي ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وُجِدَ ذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ. فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِي جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ

تو ہم ان لوگوں کی حدیثیں نہیں لاتے، نہ ان میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو ان کا مذہب معلوم ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جائے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظہ لوگوں کا ان کی بعض روایتوں میں یا بالکل موافق ہو ان کا، پھر جب یہ حال ہو اس کا اور کسی روایت میں کچھ عبارت زیادہ کرے جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہ ہو تو وہ قبول کی جائے گی لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری جیسے بزرگ شخص سے روایت کرنے کا قصد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ لِحَدِيْثِهٖ وَحَدِيْثِ غَيْرِهٖ أَوْلِمِثْلِ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيْثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوْطٌ مُشْتَرَكٌ ۔ قَدْنَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيْثَهُمَا عَلَى الْإِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِيْ أَكْثَرِهٖ ۔ فَيَرْوِيْ عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيْثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيْحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُوْلُ حَدِيْثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔ وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَّذْهَبِ الْحَدِيْثِ وَأَهْلِهٖ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهٖ مَنْ أَرَادَ سَبِيْلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهٗ وَسَنَزِيْدُ ۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ [تَعَالٰى] ۔ شَرْحًا وَإِيْضَاحًا فِيْ مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِيْ يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيْضَاحُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

وَبَعْدُ ۔ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ۔ فَلَوْ لَا الَّذِيْ رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيْعِ كَثِيْرٍ مِّمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهٗ مُحَدِّثًا فِيْمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْإِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ بِمَا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيْرًا مِّمَّا يَقْذِفُوْنَ بِهٖ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ وَمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّيْنَ بِمَنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ

کرے جس کے شاگرد بہت ہیں اور وہ حافظ ہیں اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں اس کی اور اوروں کی حدیثوں کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونوں کی یعنی ہشام اور زہری کی حدیثیں اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہیں اور مشترک ہیں اور ان دونوں کے شاگرد ان کی حدیثوں کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص ان دونوں سے چند ایسی حدیثیں نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونوں کے شاگردوں میں سے معلوم نہ ہوں اور وہ شخص اور صحیح روایتوں میں ان شاگردوں کا شریک نہ ہو تو اس قسم کی روایتیں ایسے لوگوں کی ہرگز مقبول نہ ہوں گی (بلکہ وہ منکر مردود ہوں گی)۔ اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اس قدر جو مقصود ہے اس شخص کا جو چلنا چاہے اہل حدیث کی راہ پر اور اس کو توفیق دی جائے چلنے کی اس پر اور اللہ چاہے تو ہم اس کو شرح اور وضاحت سے بیان کریں گے۔ اس کتاب کے کئی مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آئیں گی جن میں کچھ علتیں ہیں، ان مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہوگا۔

بعد ان سب باتوں کے جو اوپر گزریں اللہ تجھ پر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے وہ شخص جس نے اپنے تئیں محدث بنایا ہے یعنی لازم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو نقل نہ کرے اور فقط انہی حدیثوں کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جن کو ثقہ لوگوں نے جن کی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جن کو وہ عام لوگوں کو سناتا ہے منکر ہیں اور ان لوگوں سے مروی ہیں جن کی مذمت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہیں) البتہ ہم کو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے مطابق جو تو نے صحیح حدیثوں کو جدا کرنے کے لیے کی تھی دشوار ہوتی (کیوں کہ جب سب لوگ یہی طریقہ اختیار کرتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْاَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَاَلْتَ مِنَ التَّمْيِيْزِ وَالتَّحْصِيْلِ وَلٰكِنْ مِنْ اَجْلِ مَا اَعْلَمُكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْاَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْاَسَانِيْدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُوْلَةِ وَقَذْفِهِمْ بِهَا اِلَى الْعَوَامِّ الَّذِيْنَ لَا يَعْرِفُوْنَ عُيُوْبَهَا خَفَّ عَلٰى قُلُوْبِنَا اِجَابَتُكَ اِلٰى مَاسَاَلْتَ.

عوام کے دھوکہ کھانے کا ڈر نہ ہوتا اور صحیح حدیثوں کے جدا کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہم نے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثوں کو ضعیف اور مجہول سندوں سے بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو سنا دیتے ہیں جن کو عیبوں کے پہچاننے کی لیاقت نہیں تیری خواہش کا قبول کرنا ہم پر آسان ہوگیا (اس لئے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا کرنا آسان ہوتا ہے)

○ ○ ○ ○

بَابُ وُجُوْبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَذَّابِيْنَ وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْكِذْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہیے اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہو ان سے روایت نہیں کرنی چاہیے۔

وَاعْلَمْ - وَفَّقَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى - اَنَّ الْوَاجِبَ عَلٰى كُلِّ اَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيْزَ بَيْنَ صَحِيْحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيْمِهَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِيْنَ لَهَا مِنَ الْمُتَّهَمِيْنَ - اَنْ لَّا يَرْوِيَ مِنْهَا اِلَّا مَاعَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالسَّتَارَةَ فِيْ نَاقِلِيْهِ وَاَنْ يَّتَّقِيَ مِنْهَا مَاكَانَ مِنْهَا عَنْ اَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ.

جان تو! اللہ تجھ کو توفیق دے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا ہو اس پر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اس حدیث کو جس کے اصل کی صحت ہو اور اس کے نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا عیب فاش نہ ہوا ہو، اور بچے ان لوگوں کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہیں اہل بدعت میں سے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اس کو کفر تک پہنچا دیا ہو اس کی روایت تو بالاتفاق مقبول نہیں اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو اور صحیحین وغیرہما میں بہت سی روایتیں ان لوگوں سے منقول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے۔ اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنی تعصب کہ جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اس کی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اس کی عدالت روایت میں معلوم ہو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

وَالدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ الَّذِيْ قُلْنَا مِنْ هٰذَا هُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرُهُ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝﴾ [٤٩/ الحجرات:٦].

اور دلیل اس پر جو ہم نے کہا: یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچھتاؤ اپنے کیے ہوئے پر۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ ایک شخص کو حضرت ﷺ نے بھیجا ایک قوم پر زکوۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو۔ اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں دشمنی تھی۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے۔ الٹا بھاگا۔ مدینے میں آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہو گئی۔ حضور ﷺ ان پر فوج بھیجتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول نہیں۔

وَقَالَ جَلَّ ثَنَاءُهُ ﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾ [۲/ البقرۃ:۲۸۲] وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ [۶۵/ الطلاق:۲] فَدَلَّ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْآيِ۔ اَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ وَاَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مَرْدُوْدَةٌ وَالْخَبَرُ وَاِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِيْ بَعْضِ الْوُجُوْهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِيْ اَعْظَمِ مَعَانِيْهِمَا اِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا اَنَّ شَهَادَتَهٗ مَرْدُوْدَةٌ عِنْدَ جَمِيْعِهِمْ۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور گواہ کرو دو مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو (گواہی کیلئے یعنی جو سچے اور نیک معلوم ہوں) اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے گواہ کرو دو شخصوں کو جو عادل ہوں'' تو ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہیں۔ اور جو شخص عادل نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونوں شریک ہیں ایک بڑے مطلب میں۔ لہٰذا حدیث فاسق کی مقبول نہیں علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتیں اوپر بیان ہوئیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں لیکن حدیث اس کی مردود ہونا ان سے ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت ایک ہیں اگرچہ بعض باتوں میں کچھ فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ گواہی میں آزادی اور مردیت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث میں یہ شرط نہیں تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی، لیکن دونوں میں یہ ضروری ہے کہ اسلام ہو، عقل ہو، بلوغ ہو، عدالت ہو، مروت ہو، ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادائے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنے یاد کیجے اور ادا وہ وقت جب اس کو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی میں ایک تحمل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ سنے یاد کیجے اور ایک اداء کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دے) اندھے کی گواہی میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور علما کی ایک جماعت کے نزدیک جائز نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اس کی بالاتفاق مقبول ہے۔ اسی طرح بلوغ کی شرط حدیث کے اداء کے وقت ہے نہ کہ تحمل کے وقت، تو لڑکپن میں راوی جو سنے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اس کی روایت مقبول ہے۔ اور یہی قول ہے اکثر علما کا مگر بعضوں کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ اداء کے وقت اور یہ دونوں مذہب شاذ اور جمہور علما کے خلاف ہیں (نووی رحمہ اللہ)

وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلٰى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْاٰنِ عَلٰى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْاَثَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ)).

اسی طرح حدیث شریف سے یہ بھی بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا (جس کے غلط ہونے کا احتمال ہو) درست نہیں جیسے قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بہ شہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے: ''جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔''

فائدہ۔ یعنی گو اس نے جھوٹ نہیں بنایا۔ پھر جب اس کو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس کا بیان کرنا کیا ضروری ہے۔ اگر اس پر بھی بیان کیا اور اس کا عیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اس پر بھی اتنا ہی وبال ہو گا جتنا جھوٹی حدیث بنانے والے پر۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مشکل کہا کہ کئی حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

www.kitabosunnat.com

(گزشتہ سے پیوستہ ❀❀)۔ بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اس نے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی صحابیوں سے اور بعض نے کہا باسٹھ صحابیوں سے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ اور کوئی حدیث سوائے اس حدیث کے ایسی نہیں جس کو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو۔ اور بعض نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث دو سو اصحاب سے منقول ہے اور بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔

(۱) عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ. [ترمذی: ۲۶۶۲؛ ابن ماجه: ۴۱]

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گزری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے)

❖ ❖ ❖ ❖

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے اگلی روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا پھر اگر مؤمن ہے تو جہنم سے نکلے گا کیونکہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ دوسرے یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونے کا ظن ہو اس کو نقل کرنا بھی درست نہیں لیکن جب اس کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک۔ اس لئے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ موضوعات کو بھی۔ تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال میں غلطی ہو یعنی وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعض حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے۔ چوتھی یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ احکام ہو خواہ فضائل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق میں حدیث بنالینا درست ہے اور یہ ان کی انتہائے جہالت ہے۔ (نووی رحمہ اللہ مع زیادہ)

بَابُ تَغْلِيْظِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

(۲) عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَخْطُبُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ)). [بخاری: ۱۰۶؛ ترمذی: ۲۶۶۰؛ ابن ماجه: ۳۱]

ربعی بن حراش سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہتے تھے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے۔ اب اگر اللہ معاف کر دے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے۔ بعض نے کہا: یہ بددعا ہے جھوٹی حدیث بنانے والے کیلئے یعنی اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے۔

(۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [أَنَّهُ] قَالَ: إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھے بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی: "شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ)).

(٤)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ)). [بخاری: ١١٠ ، ٦١٩٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(٥)عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَةَ الْوَالِبِیِّ قَالَ : اَتَیْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِیْرَةُ اَمِیْرُ الْكُوْفَةِ قَالَ ـ فَقَالَ الْمُغِیْرَةُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ كَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ كَكَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ)). [بخاری: ١٢٩١؛ ترمذی: ١٠٠٠؛ وانظر فی مسلم: ٢١٥٧، ٢١٥٨، ٢١٥٩]

علی بن ابی ربیعہ والبی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں مسجد میں آیا اور ان دنوں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم تھے اس نے کہا: مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی، لیکن رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(٦)عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ یَذْكُرْ: ((اِنَّ كَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ كَكَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ)) [راجع:٥]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں ان الفاظ کے علاوہ (مجھ پر جھوٹ بولنا تمہارا کسی عام شخص پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے)

بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْحَدِیْثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

باب: سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کے) کہہ دینا منع ہے۔

(٧)عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَفٰی بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)). [ابوداود:٤٩٩٢]

حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا ''کافی ہے آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ بات کہ جو سنے اس کو بیان کرے''

فائدہ: بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو۔ پھر اگر عمداً ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت کہ جو سنے وہ کہہ ڈالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ، جب سچائی کا یقین ہو اس وقت اگر منہ سے نکالے تو برا نہیں۔

(٨)عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. [راجع:٧]

حفص بن عاصم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔

(٩)عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ

ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہہ ڈالے جو بات سنے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْكَذِبِ اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

(۱۰)عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ لِيْ مَالِكٌ: اِعْلَمْ اَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُوْنُ اِمَامًا اَبَدًا وَ هُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

ابن وہب سے روایت ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا: جان تو اس بات کو کہ جو شخص کہہ ڈالے جو سنے وہ بچ نہیں سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہوسکتا جو بیان کرے ہر ایک بات کو جس کو وہ سنے۔

(۱۱)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے۔

(۱۲)عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُوْلُ: لَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ اِمَامًا يُقْتَدٰى بِهٖ حَتّٰى يُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ.

عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت ہے (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) انہوں نے کہا: آدمی کبھی امام نہیں ہوسکتا (یعنی اس لائق کہ لوگ اس کی پیروی کریں) جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتوں کو جن کو اس نے سنا ہو اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا۔

(۱۳)عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: سَاَلَنِيْ اِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: اِنِّيْ اَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَاْ عَلَيَّ سُوْرَةً وَفَسِّرْ حَتّٰى اَنْظُرَ فِيْمَا عَلِمْتَ قَالَ: فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِيْ: احْفَظْ عَلَيَّ مَا اَقُوْلُ لَكَ اِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِي الْحَدِيْثِ فَاِنَّهُ قَلَّمَا حَمَلَهَا اَحَدٌ اِلَّا ذَلَّ فِيْ نَفْسِهٖ وَكُذِّبَ فِيْ حَدِيْثِهٖ.

سفیان بن حسین سے روایت ہے مجھ سے ایاس بن معاویہ نے کہا: میں دیکھتا ہوں تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے میں (یعنی علم تفسیر میں) تو ایک سورت پڑھ میرے سامنے پھر اس کا مطلب بیان کرتا کہ میں دیکھوں تمہارا علم۔ سفیان نے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ ایاس نے کہا یاد رکھ جو میں کہتا ہوں تجھ سے۔ بچ تو شناعت سے حدیث میں (شناعت کے معنی قباحت یعنی ایسی حدیثیں مت نقل کر کہ لوگ تمہیں برا سمجھیں اور جھوٹا جانیں) کیوں کہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بھی ذلیل ہوا اور دوسروں نے بھی اس کو جھٹلایا (یعنی اس کا اعتبار جاتا رہا۔ اب سچی بات بھی اس کی جھوٹی سمجھی جاتی ہے)۔

(۱۴)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهٗ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تو لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کرے جو ان کی عقل میں نہ آئیں تو بعض لوگوں کیلئے اس میں فتنہ ہوگا یعنی وہ گمراہ ہو جائیں گے اسی لئے ہر شخص سے اس کی عقل کے موافق بات کرنی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْاِحْتِيَاطِ فِيْ تَحَمُّلِهَا۔

باب: ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کے تحمل کے وقت احتیاط کرنی چاہئے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس بات کو یوں لکھا ہے۔ بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِيْنَ وَ مَنْ يُّرْغَبُ عَنْ حَدِيْثِهِمْ۔ یعنی باب ضعفاء اور کذابین یعنی جھوٹوں کے بیان میں اور جن کی حدیث سے نفرت کرنی چاہئے۔

(۱۵)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

محدث ویب سائٹ پر موضوعاتی مضامین، مفت کتب اور مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ قَالَ: ((سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ اُنَاسٌ يُحَدِّثُوْنَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ)).

اخیر امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا، نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے بچے رہنا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ان کے فریب میں نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح سے جانچ لینا۔ اب ا ر . نے میں بھی بہت سے جاہل فقیر ادھر اُدھر کے کٹ ملا اپنی بات جمانے کیلئے حدیثیں بے سند نقل کرتے ہیں ان کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے جب تک وہ حدیث صحیح کتابوں میں نہ ملے۔ اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ قریب باتمام ہے۔ عام لوگوں کو بھی یہ کتابیں فائدہ دے سکتی ہیں۔

(١٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اخیر زمانے میں دجال (یعنی جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذاب (یعنی جھوٹ بولنے والے) پیدا ہوں گے۔ وہ ایسی حدیثیں تم کو سنا دیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی تو بچے رہنا ان سے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔"

(١٧) عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَاْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا اَدْرِيْ مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ.

عامر بن عبدہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: شیطان ایک مرد کی صورت بن کر لوگوں کے پاس آتا ہے پھر ان سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے۔ جب لوگ اس جگہ سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے میں نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا۔

(١٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِيْنَ مَسْجُوْنَةً اَوْثَقَهَا سُلَيْمٰنُ يُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَاَ عَلَى النَّاسِ قُرْاٰنًا.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: دریا میں (یعنی سمندر میں) بہت شیطان ہیں جن کو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے، قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

(١٩) عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ: جَاءَ هٰذَا اِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ - يَعْنِيْ بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ - فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: عُدْ لِحَدِيْثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَلَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ: عُدْ لِحَدِيْثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَلَهُ فَقَالَ لَهُ مَا اَدْرِيْ اَعَرَفْتَ حَدِيْثِيْ كُلَّهُ وَاَنْكَرْتَ هٰذَا؟ اَمْ اَنْكَرْتَ حَدِيْثِيْ كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ لَمْ [يَكُنْ] يُكْذَبْ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ

طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بشیر بن کعب، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حدیثیں بیان کرنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ فلاں حدیث پھر بیان کر۔ انہوں نے پھر دوبارہ بیان کیا اور کہا: مجھے معلوم نہیں ہوتا کیا تم نے سب حدیثیں میری پہچانیں اور اسی کو منکر سمجھا یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitaboSunnat.com

الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ تَرَكْنَا الْحَدِيْثَ عَنْهُ.

حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دیا۔

(۲۰)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَالْحَدِيْثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَّا إِذْ رَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَّذَلُوْلٍ فَبِيْهَاتَ. [ابن ماجه:۲۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد کرنی چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا۔

○ ○ ○ ○

(۲۱)عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: جَاءَ بَشِيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذَنُ لِحَدِيْثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! مَالِيْ لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيْثِيْ؟ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْتَدَرَتْهُ أَبْصَارُنَا وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِآذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ.

مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کان نہ رکھا ان کی طرف نہ دیکھا ان کو۔ بشیر بولے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے۔ میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے اور تم نہیں سنتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس طرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے۔ پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں)۔

(۲۲)عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابًا وَيُخْفِيَ عَنِّيْ فَقَالَ: وَلَدٌ نَاصِحٌ أَنَا أَخْتَارُ لَهُ الْأُمُوْرَ اخْتِيَارًا وَأُخْفِيْ عَنْهُ.

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ میرے لئے ایک کتاب لکھ دو اور چھپا لو (ان باتوں کو جن میں کلام ہے تا کہ جھگڑا نہ ہو) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لڑکا (اچھی) نصیحت کرتا ہے (یعنی ابن ابی ملیکہ کو کہا) میں اس کے لیے چنوں گا باتوں کو اور چھپا لوں گا جو چھپانے کی باتیں ہیں۔

فائدہ۔ یہ ترجمہ جب ہے کہ اس روایت میں يُخْفِيَ اور أُخْفِيَ خائے معجمہ سے ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں یہ دونوں لفظ حائے حطی سے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا کہ کم کر لیں ان باتوں کو جو کمی کے قابل ہیں یعنی بہت لمبی کتاب نہ لکھیں، مختصر لکھیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کہا کہ کم کروں گا میں یا عنی معنوں میں عَلَيَّ کے ہے یعنی میں نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کہا کہ میں خوب انتخاب کروں گا حدیثوں کو اور اچھی طرح اس کو لکھوں گا۔

قَالَ: فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ فَيَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا قَضَى بِهٰذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ ضَلَّ

پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو منگوایا۔ ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہوگا تو بہک گئے (یعنی ان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی ہوئی)۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جو خلفائے راشدین میں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور ساتھی اور علم کے دریا تھے۔ ان کے فیصلوں میں غلطی ہو تو اور عالموں اور مولویوں کے سب حکم کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں۔ بعض نے کہا: مطلب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گمراہ نہ تھے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کر کیا ہوگا۔

(۲۳)عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: أُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرَ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ.

طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی کتاب آئی۔ انہوں نے سب کو مٹا دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر رہنے دیا (جو فیصلہ صحیح تھا اس لئے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلوں کی ٹھیک نہیں)۔

(۲٤)عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: لَمَّا أَحْدَثُوا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَاتَلَهُمُ اللهُ أَيَّ عِلْمٍ أَفْسَدُوا.

ابواسحاق نے کہا: جب لوگوں نے ان باتوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد نکالا (یعنی جھوٹی جھوٹی روایتیں ان سے شائع کیں) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک رفیق بولے: اللہ ان کو تباہ کرے یا ان پر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنی لوگوں کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کا ستیاناس کیا)۔

(۲۵)عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ يُصَدَّقُ عَلَى عَلِيٍّ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو لوگ روایت کرتے تھے ان کی روایت نہ مانی جاتی جب تک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس کی تصدیق نہ کرتے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنَ الدِّينِ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا عَنِ الثِّقَاتِ وَأَنَّ جَرْحَ الرُّوَاةِ بِمَا هُوَ فِيهِمْ جَائِزٌ بَلْ وَاجِبٌ وَأَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْغِيبَةِ الْمُحَرَّمَةِ بَلْ مِنَ الذَّبِّ عَنِ الشَّرِيعَةِ الْمُكَرَّمَةِ.

باب: حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور یہ دین میں داخل ہے۔ اور صرف ثقہ لوگوں سے روایت کرنی چاہیے اور راویوں پر جرح واجب ہے اور یہ عمل غیبت نہیں بلکہ شریعت کو اس قسم کی گندگی سے محفوظ رکھنا چاہیے؟

(۲٦)عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہیں) نے کہا کہ یہ علم دین ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو (یعنی ہر شخص کا اس میں اعتبار نہ کرو۔ جو سچا اور دیندار اور معتبر ہو اسی سے علم دین حاصل کرنا ضروری ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۷)عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ

ابن سیرین نے کہا: پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوْا: سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيْثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيْثُهُمْ.

نہ پوچھتے۔ پھر جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں روافض اور خوارج اور مرجیہ اور قدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا: اپنی اپنی سند بیان کرو۔ پھر دیکھا جائے گا اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہیں تو قبول کی جائے گی روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۸)عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ : لَقِيْتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ : حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ إِنْ كَانَ [صَاحِبُكَ] مَلِيْئًا فَخُذْ عَنْهُ.

سلیمان بن موسیٰ نے کہا: میں طاؤس سے ملا اور میں نے کہا: فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسی اور ویسی۔ انہوں نے کہا: اگر وہ معتبر ہے (یعنی اس کی دیانت اور امانت پر بھروسہ ہوسکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اس سے روایت کر حدیث کو۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۹)عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ : قُلْتُ لِطَاوُسٍ: إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِيْ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ : إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيْئًا فَخُذْ عَنْهُ.

سلیمان بن موسیٰ نے کہا: میں نے طاؤس سے کہا: فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسی اور ویسی۔ انہوں نے فرمایا اگر تیرا ساتھی معتبر ہے تو اس سے روایت کر حدیث کو۔

(۳۰)عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ : أَدْرَكْتُ بِالْمَدِيْنَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ مَأْمُوْنٌ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيْثُ يُقَالُ: لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ.

ابوالزناد (جن کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا: میں نے مدینہ میں سو اشخاص کو پایا۔ سب کے سب اچھے تھے مگر ان سے حدیث کی روایت نہیں کی جاتی، لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہیں ہیں۔

فائدہ۔ یعنی اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث کے مقبول ہونے کیلئے اور شرطیں بھی ضروری ہیں جیسے حفظ اور اتقان اور معرفت فقط زہد و ریاضت کافی نہیں اس لئے ان سے روایت نہیں کرتے تھے۔

(۳۱)عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ يَقُوْلُ: لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا الثِّقَاتُ.

سعد بن ابراہیم نے کہا: نہیں حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ ﷺ سے مگر ثقہ لوگوں کی (جن کی روایت پر بھروسا ہوسکتا ہے)۔

(۳۲)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ: الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْ لَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ.

عبداللہ بن مبارک کہتے تھے: اسناد، دین میں داخل ہے اور اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْإِسْنَادَ.

عبداللہ بن مبارک نے کہا: ہمارے اور لوگوں کے درمیان پائے ہیں یعنی اسناد (جیسے جانور بغیر پاؤں کے تھم نہیں سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے جم نہیں سکتی)۔

❖ ❖ ❖ ❖

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عِيْسَى الطَّالَقَانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ : يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! الْحَدِيْثُ الَّذِي جَاءَ ((إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ

ابواسحاق نے (جن کا نام ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی ہے) کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ ﷺ سے "نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑھے اپنے ماں باپ کیلئے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکھے ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَتَصُوْمُ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: يَا أَبَا إِسْحٰقَ! عَمَّنْ هٰذَا؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ شِهَابِ بْنِ خِرَاشٍ فَقَالَ: ثِقَةٌ عَمَّنْ؟ قَالَ: قُلْتُ: عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ: ثِقَةٌ عَمَّنْ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! إِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِيْنَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيْهَا أَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلٰكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ.

کیلئے اپنے روزے کے ساتھ۔" انہوں نے کہا: اے ابواسحاق! یہ حدیث کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا: شہاب بن خراش۔ انہوں نے کہا: وہ تو ثقہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا: وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا: حجاج بن دینار سے۔ انہوں نے کہا: وہ بھی ثقہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا: وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ عبداللہ نے کہا: اے ابواسحاق! ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ ان کے طے کرنے کے لئے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں البتہ صدقہ دینے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

فائدہ: یعنی حجاج تو تبع تابعین میں سے ہے تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تک دو راوی اور ہوں گے جن کا پتہ نہیں۔ پھر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے جنگلوں سے یہی غرض ہے کہ کئی راوی چھوٹ گئے ہیں جن کا معلوم ہونا ضروری ہے تو حدیث قابل اعتبار نہ ٹھہری مگر جس کا جی چاہے اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے البتہ نماز، روزہ اور عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے تو شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان چیزوں کا ثواب میت کو نہیں پہنچے گا مگر جس صورت میں میت پر روزے واجب ہوں اور اس کا وارث اس کی طرف سے قضا کرے تو ادا ہو جائیں گے اور ایک قول یہ ہے کہ ادا نہ ہوں گے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہنچ سکتا ہے جیسے نماز، روزہ، دعا، تلاوت قرآن وغیرہ۔ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَئِمَّةِ فِيْ ذٰلِكَ.

باب: حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت میں داخل نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ عَلٰى رُءُوْسِ النَّاسِ: دَعُوْا حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ.

عبداللہ بن مبارک لوگوں کے سامنے کہتے تھے چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیوں کہ وہ برا کہتا تھا اگلے بزرگوں کو۔

(۳۳) عَنْ أَبِيْ عَقِيْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ فَقَالَ يَحْيٰى لِلْقَاسِمِ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! إِنَّهُ قَبِيْحٌ عَلٰى مِثْلِكَ عَظِيْمٍ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الدِّيْنِ فَلَا يُوْجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ: وَعَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى ابْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: يَقُوْلُ لَهُ الْقَاسِمُ: أَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدِيْ مَنْ

ابوعقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر) سے روایت ہے جو صاحب تھا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہے، ابوعقیل اس کے مولیٰ تھے) کہ میں قاسم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھا تھا وہاں یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا: اے ابومحمد! تمہارے جیسے آدمی کیلئے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے پھر تم کو اس کا علم نہ ہو؟ نہ اس کا جواب قاسم نے کہا: کس وجہ سے؟ یحییٰ نے کہا: اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے کیونکہ قاسم کی ماں ام عبداللہ ہیں جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اٰخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا اَجَابَهُ.

بیٹے ہیں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے) قاسم نے کہا: اس سے بھی زیادہ یہ بات بری ہے اس شخص کے نزدیک جس کو اللہ نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ میں کہوں ایک بات اور اس کا مجھے علم نہ ہو یا میں اس شخص سے روایت کروں جو معتبر نہ ہو۔ یہ سن کر یحییٰ چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یحییٰ نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تھے دین کے تم انہی کے نواسے اور پوتے ہو تم کو بھی چاہئے کہ خوب علم حاصل کرو اور حدیثیں بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحییٰ کو سوائے سکوت کے کچھ نہ بن پڑا۔ تھوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتھ ہو طوفان بدتمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہ ہوا۔ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے۔ اس روایت میں یحییٰ بن متوکل جس کی کنیت ابوعقیل ہے ضعیف ہے۔ جرح کی ہے اس پر یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے۔ پھر مسلم نے جو اس سے روایت کیا ہے اس کا جواب دو طرح ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہوں نے جرح کی ہے وہ مبہم ہے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نہ کی جائے تو وہ قبول کے لائق نہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٣٤)عَنْ اَبِيْ عَقِيْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ اَنَّ ابْنًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَعْظِمُ اَنْ يَّكُوْنَ مِثْلُكَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَيِ الْهُدٰى۔ يَعْنِيْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ۔ تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَيْسَ عِنْدَكَ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ: اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ۔ قَالَ۔ وَشَهِدَ هُمَا اَبُوْ عَقِيْلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِيْنَ قَالَا: ذٰلِكَ.

ابوعقیل سے روایت ہے جو صاحب تھا بیہ کا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک بیٹے سے کوئی بات پوچھی جس کا جواب ان کو نہ آیا۔ یحییٰ بن سعید نے ان سے کہا کہ یہ امر مجھ پر بہت گراں گزرا کہ تمہارے جیسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے اماموں یعنی حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر کا اس سے کوئی بات پوچھی جائے اور وہ بتلا نہ سکے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اور اس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور اس کے نزدیک جس کو اللہ نے عقل دی یہ بات ہے کہ میں کہوں اور مجھ کو علم نہ ہو یا روایت کروں اس شخص سے جو ثقہ نہ ہو۔ سفیان نے کہا: یحییٰ بن متوکل یعنی ابوعقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥)عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: سَاَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُوْنُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ فَيَاْتِيْنِي الرَّجُلُ فَيَسْاَلُنِيْ عَنْهُ قَالُوْا: اَخْبِرْ عَنْهُ اَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ.

یحییٰ بن سعید نے کہا: میں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت میں اور کوئی اس کا حال مجھ سے پوچھے (تو میں اس کا عیب بیان کروں یا چھپاؤں؟) ان سب نے کہا: بیان کر دے کہ وہ شخص معتبر نہیں (اور اس کے بیان کرنے میں غیبت کا گناہ نہیں بلکہ اجر ہوگا۔ کیونکہ نیت بخیر ہے۔ دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اس شخص کی)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٦)عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُوْلُ: سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيْثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى

نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا: شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکھٹ پر انہوں نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ: إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوْهُ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوْهُ ۔ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ يَقُوْلُ: أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوْا فِيْهِ. [ترمذی: ۲۶۹۷]

شہر کو لوگوں نے ترک کیا۔ شہر کو لوگوں نے ترک کیا۔ مسلم نے کہا: ترک کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے اس میں کلام کیا اور اس کے حق میں جرح اور طعن کیا۔

فائدہ: مگر شہر بن حوشب کی توثیق کی ہے بہت سے اماموں نے جیسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحیٰی بن معین نے۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا کہ وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابوزرعہ نے کہا: لا بأس به اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا: شہر ثقہ ہے۔

(۳۷) عَنْ شُبَابَةَ قَالَ: قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ لَقِيْتُ شَهْرًا فَلَمْ أَعْتَدَّ بِهِ.

شبابہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا میں شہر بن حوشب سے ملا ہوں مگر میں اسکی روایت کو شمار نہیں کرتا۔

(۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ: إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيْرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيْمٍ فَتَرَى أَنْ أَقُوْلَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ؟ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيْهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِيْ دِيْنِهِ وَأَقُوْلُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ.

عبداللہ بن مبارک نے کہا: میں نے سفیان ثوری سے پوچھا: تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے تو تمہاری کیا رائے ہے کہ میں لوگوں سے کہہ دوں نہ روایت کرو اس سے۔ سفیان نے کہا: ہاں کہہ دو۔ عبداللہ نے کہا: پھر جس مجلس میں میں ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اس کی دینداری کی تعریف کرتا لیکن کہہ دیتا کہ مت روایت کرو حدیث کو۔

فائدہ: یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے۔ ترک کر دیا اہل حدیث نے اس کو۔ امام احمد نے کہا: وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتا ہے اگرچہ یہ شخص ظاہری حال میں مرد دیندار اور صالح تھا، لیکن حدیث کے روایت کرنے میں اسے سلیقہ نہ تھا، وہ غلط روایت کو صحیح روایت سے تمیز نہیں کر سکتا تھا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ فَقَالَ: هٰذَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ فَاحْذَرُوْهُ.

عبداللہ بن مبارک نے کہا: میں شعبہ کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا: یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو (یعنی اس سے روایت کرنے میں)۔

(۳۹) عَنِ الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: سَأَلْتُ مُعَلًّى الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ الَّذِيْ رَوَى عَنْهُ عَبَّادُ ابْنُ كَثِيْرٍ فَأَخْبَرَنِيْ عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ: كُنْتُ عَلَى بَابِهِ وَسُفْيَانُ عِنْدَهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ كَذَّابٌ.

فضل بن سہل سے روایت ہے اس نے کہا: میں نے معلی رازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہوں نے نقل کیا عیسیٰ بن یونس سے۔ انہوں نے کہا: میں عباد کے دروازہ پر تھا اور سفیان اس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو میں نے پوچھا ان سے عباد کے متعلق۔ سفیان نے کہا: وہ جھوٹا ہے۔

(۴۰) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمْ نَرَ الصَّالِحِيْنَ فِيْ شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ أَبِيْ عَتَّابٍ: فَلَقِيْتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِنِ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيْهِ: لَمْ نَرَ أَهْلَ الْخَيْرِ فِيْ شَيْءٍ

محمد بن یحیٰی بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحیٰی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ کہتے تھے: ہم نے نیک آدمیوں کو (یعنی درویشوں اور صوفیوں کو) اتنا جھوٹا کسی چیز میں نہیں دیکھا جتنا جھوٹا حدیث کی روایت کرنے میں دیکھا۔ ابن ابی عتاب نے کہا: میں محمد بن یحیٰی سے ملا اور ان سے یہ بات پوچھی۔ انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مُسْلِمٌ: يَقُولُ: يَجْرِي الْكَذِبُ عَلَى لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكَذِبَ.

نے کہا: تو نیک لوگوں کو اتنا جھوٹا کسی بات میں نہ پائے گا جتنا حدیث روایت کرنے میں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جھوٹی حدیث ان کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جھوٹ نہیں بولتے۔

فائدہ۔ اس لئے کہ اگر وہ قصداً جھوٹی حدیث بنائیں تو ان سے بدتر کون ہوگا۔ پھر وہ نیک کیوں رہیں گے اکثر زاہد اور درویشوں کی روایت غلط اور کذب نکلی ہے اور محدثین نے ان کا اعتبار نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہیں ہوتی تھی کہ وہ حدیث کی طرف زیادہ توجہ کریں اور اس کو جانچیں، صحیح کو سقیم سے جدا کریں۔ وہ لوگ نہایت بھولے بھالے سیدھے سادھے ہوتے تھے جس نے جو حدیث ان کے سامنے بیان کی وہ اس کو سچا سمجھ کر اس کو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویوں کے عیب اور نقصان کی طرف التفات کم کرتے تھے۔ اس جگہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی اور تقدس اور چیز ہے اور علم دوسری چیز ہے ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

بعض حضرات ایسے بھی گزرے ہیں جو زہد اور درویشی کے ساتھ علوم ظاہریہ میں بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن بصری، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، وکیع بن الجراح راحمی ہو اللہ ان سب سے، یہ اگلے لوگوں کا حال ہے تو پچھلے علما کو بھی اسی طرح خیال کرنا چاہئے۔ امام غزالی رحمہ اللہ جو علم کلام اور حکمت اور اصول میں بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے۔ ان کی کتابوں میں اکثر بے اعتبار حدیثیں ہیں۔

(٤١) عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ مُوسَى قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَأَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ فَإِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانُ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانُ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ.

خلیفہ بن موسیٰ نے کہا: میں غالب بن عبیداللہ کے پاس گیا۔ وہ مجھ کو لکھوانے لگا، حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے۔ اتنے میں اس کو پیشاب آ گیا۔ وہ پیشاب کرنے گیا۔ میں نے اس کی کتاب کو دیکھا تو اس میں یوں لکھا تھا حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس سے اور ابان نے فلاں سے۔ یہ دیکھ کر میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

[قَالَ]: وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُولُ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ [قَالَ] قُلْتُ لِعَفَّانَ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ: إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ.

امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: سنا میں نے حسن بن علی حلوانی سے وہ کہتے تھے میں نے عفان کی کتاب میں ہشام ابوالمقدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے۔ ہشام نے کہا: مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس کا نام یحییٰ تھا فلاں کا بیٹا اس نے محمد بن کعب سے سنا۔ میں نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہیں ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا: ہشام اسی حدیث کی وجہ سے آفت میں پڑ گیا پہلے کہتا مجھ سے حدیث بیان کی یحییٰ نے اس نے سنا محمد سے۔ پھر کہنے لگا: میں نے خود سنا محمد سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا۔ اس کو ضعیف کہا ہے محدثین نے، اسی وجہ سے جو بیان ہوئی مگر اس قدر وجہ اس کے ضعف کیلئے کافی نہیں ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے اس نے سنا ہو محمد سے پھر بھول گیا اور یحییٰ کے واسطے سے سنا پھر اس کو یاد آیا کہ میں نے محمد سے خود سنا ہے مگر یہ احتمال ہے اور ائمہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہیں سنا۔ اس لئے اس کا جھوٹ کھل گیا (نووی رحمہ اللہ)

(٤٢) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُولُ: عبداللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا: وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قُلْتُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيْثَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: ((يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ))؟.

کون شخص ہے جس سے تم نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی کہ عید الفطر یوم الجوائز ہے (عبداللہ بن مبارک نے کہا)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جوائز جمع ہے جائزہ کی یعنی عطائیں اور انعامات، اور وہ حدیث یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستے کے ناکوں پر آجاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے مسلمانو! چلو اپنے پروردگار کے پاس جو رحمت والا ہے، حکم کرتا ہے نیک کام کا پھر بدلہ دیتا ہے اس کا۔ اس نے حکم کیا تم نے روزہ رکھا اور اپنے پروردگار کا کہنا مانا تو قبول کرو اپنے اپنے جوائز یعنی عطاؤں کو۔ پھر جب عید کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں کو مراد پا کر۔ تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اس دن کو یوم الجوائز کہتے ہیں۔

قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ: اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِيْ يَدِكَ مِنْهُ. قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ: وَسَمِعْتُ وَهْبَ ابْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ: رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَذَرَ الدِّرْهَمِ.

سلیمان بن الحجاج نے کہا۔ دیکھو تم نے ان سے کیا حاصل کیا (یعنی وہ عمدہ شخص تھے اور ثقہ تھے، یہ تعریف ہے ان کی) ابن قہزاذ نے کہا: میں نے سنا وہب بن زمعہ سے وہ روایت کرتے تھے سفیان بن عبدالملک سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا: میں نے روح بن غطیف کو دیکھا جس نے درہم کے برابر خون کی حدیث روایت کی۔

فائدہ: روح نے زہری سے اس نے ابوسلمہ رحمہ اللہ سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑھ لے تو نماز کو لوٹا دے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا اور یہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک۔

وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِي مِنْ أَصْحَابِيْ أَنْ يَرَوْنِيْ جَالِسًا مَعَهُ كُرْهَ حَدِيْثِهِ.

اور میں اس کی صحبت میں بیٹھا پھر اپنے دوستوں سے شرمانے لگا کہ وہ کیا کہیں گے مجھے اس کے پاس بیٹھا دیکھ کر اس وجہ سے کہ اس سے روایت کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

فائدہ: کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے۔ بخاری نے کہا: وہ منکر الحدیث ہے۔

(٤٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: بَقِيَّةُ صَدُوْقُ اللِّسَانِ وَلٰكِنَّهُ يَأْخُذُ عَمَّنْ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ.

عبداللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنی ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا اسی وجہ سے اس کو بھی ضعیف کہا ہے محدثین نے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٤) عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ الْهَمْدَانِيُّ وَكَانَ كَذَّابًا.

شعبی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حارث الاعور ہمدانی نے حالانکہ وہ جھوٹا تھا۔

(٤٥) عَنِ الشَّعْبِيِّ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ أَحَدُ الْكَذَّبِيْنَ.

عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک جھوٹا شخص تھا۔

فائدہ: یہ حارث بیٹا ہے عبداللہ یا عبیداللہ کا۔ اعور اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا کنیت اس کی ابوزہیر ہے، کوفے کا رہنے والا، مصاحب تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مگر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھنا شروع کیا اور بہت حدیثیں غلط سلط روایت کیں۔ آخر اس کا جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا۔ صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٤٦)عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قَالَ عَلْقَمَةُ: قَرَاْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ: اَلْقُرْاٰنُ هَيِّنٌ اَلْوَحْيُ اَشَدُّ.

ابراہیم نخعی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو مصاحب تھے عبداللہ بن مسعود کے) کہا: میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا۔ حارث کہنے لگا: قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے۔

فائدہ۔ یہ روایت حارث کی بدمذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اس نے قرآن کو وحی سے الگ قرار دیا جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیندہ کی باتیں اور اسرار اور مخفیات حضرت کو بتلائے تھے جن کو حضرت نے خاص علی بن ابی طالب کو بتلایا اور انہی کو اپنا وصی کیا۔

(٤٧)عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْوَحْيَ فِيْ سَنَتَيْنِ. اَوْ قَالَ: الْوَحْيَ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ.

ابراہیم سے روایت ہے، حارث نے کہا کہ میں نے قرآن کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا کہا وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو برس میں۔

○ ○ ○ ○

(٤٨)عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اُتُّهِمَ.

ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنی وہ منسوب کیا گیا کذب اور بدمذہبی سے)۔

(٤٩)عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ قَالَ: سَمِعَ مُرَّةُ الْهَمْدَانِيُّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ: اقْعُدْ بِالْبَابِ. قَالَ: فَدَخَلَ مُرَّةُ وَاَخَذَ سَيْفَهُ. قَالَ: وَاَحَسَّ الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَذَهَبَ.

حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو اس سے کہا: تم دروازہ میں بیٹھو اور مرہ اندر گئے اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کریں) حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے تو وہ چل دیا۔

(٥٠)عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ: اِيَّاكُمْ وَالْمُغِيْرَةَ بْنَ سَعِيْدٍ وَاَبَا عَبْدِالرَّحِيْمِ فَاِنَّهُمَا كَذَّابَانِ.

ابن عون سے روایت ہے ہم سے کہا ابراہیم نے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابوعبدالرحیم سے وہ دونوں جھوٹے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ مغیرہ بن سعید کوفی نسائی نے کتاب الضعفاء میں کہا کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ میں نخعی کے زمانے میں اور اس نے دعویٰ کیا تھا نبوت کا۔ ابوعبدالرحیم اس کا نام شقیق الفسی ہے جو قاصی تھا۔ اور بعض نے کہا کہ اس کا نام سلمہ بن عبدالرحمٰن نخعی ہے اور دونوں کی کنیت ابوعبدالرحیم ہے اور دونوں ضعیف ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٥١) عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: كُنَّا نَاْتِيْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ اَيْفَاعٌ فَكَانَ يَقُوْلُ لَنَا: لَاتُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ لَبِي الْاَحْوَصِ وَاِيَّاكُمْ وَشَقِيْقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيْقٌ هٰذَا يَرَى رَاْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِاَبِيْ وَائِلٍ.

عاصم سے روایت ہے کہ ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور اس زمانے میں ہم جوان لڑکے تھے (یعنی جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے: مت بیٹھا کرو قصہ خوانوں کے پاس سوائے ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے۔ اور یہ شقیق خارجیوں کا سا اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ ابووائل نہیں ہے۔

فائدہ۔ ابووائل شقیق دوسرے ہیں جو سلمہ کے بیٹے ہیں۔ وہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ یہ شقیق وہی ہے نسبی کوئی جس کا ذکر اوپر گزرا اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا۔ اس کی کنیت ابوعبدالرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعض نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اس کا نام سلمہ بن بدالرحمٰن نخعی ہے۔ یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا۔ (نووی رحمہ اللہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۲)عَنْ جَرِيْرٍ يَقُوْلُ: لَقِيْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيْدَ الْجُعْفِيَّ فَلَمْ اَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ.

جریر سے روایت ہے' میں جابر بن یزید جعفی سے ملا پھر میں نے اس سے حدیث نہیں لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا۔ رجعت سے مراد یہاں یہ ہے کہ جو رافضیوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور ابر میں رہتے ہیں۔ جب ان کی اولاد میں سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعوں کو ابر میں سے آواز دیں گے کہ اس کے ساتھ شریک ہوں۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کو کوئی عاقل قبول نہ کرے گا۔

(۵۳)عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيْدَ قَبْلَ اَنْ يُّحْدِثَ مَا اَحْدَثَ.

مسعر سے روایت ہے' ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اس سے پہلے جو اس نے نئی بات نکالی (یعنی بدمذہبی سے پہلے' اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۵۴)عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُوْنَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ اَنْ يُّظْهِرَ مَا اَظْهَرَ فَلَمَّا اَظْهَرَ مَا اَظْهَرَ اَتَّهَمَهُ النَّاسُ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيْلَ لَهٗ: وَمَا اَظْهَرَ؟ قَالَ: الْاِيْمَانُ بِالرَّجْعَةِ.

سفیان سے روایت ہے' پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کرتے تھے جب تک اس نے بداعتقادی نہیں ظاہر کی تھی۔ پھر جب اس نے اپنا اعتقاد کھولا تو لوگوں نے اسے متہم کیا حدیث میں اور بعض نے اس کو ترک کر دیا۔ لوگوں نے کہا: بداعتقادی اس کی کیا معلوم ہوئی؟ سفیان نے کہا: رجعت پر یقین کرنا۔

(۵۵)عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: عِنْدِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهَا.

جابر بن یزید جعفی نے کہا: میرے پاس ستر (۷۰) ہزار حدیثیں ہیں جن کو میں نے روایت کیا ہے ابوجعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

فائدہ۔ امام محمد باقر نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں۔ دوسرا روایت کرنے والا جابر ایسا بداعتقاد شخص ہے' اس لئے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہوں گی جن کو شیعہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

(۵۶)عَنْ زُهَيْرٍ يَقُوْلُ: قَالَ جَابِرٌ اَوْ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: اِنَّ عِنْدِيْ لَخَمْسِيْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَيْءٍ قَالَ: ثُمَّ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيْثٍ فَقَالَ: هٰذَا مِنَ الْخَمْسِيْنَ اَلْفًا.

زہیر سے روایت ہے' جابر کہتا تھا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جن کو میں نے لوگوں سے بیان نہیں کیا۔ پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ ان ہی پچاس ہزار میں سے ہے۔

(۵۷)عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِيَّ يَقُوْلُ: عِنْدِيْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہ میں نے سنا جابر جعفی سے' میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ کی۔

○ ○ ○ ○

(۵۸)عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَاَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ

سفیان سے روایت ہے' میں نے سنا ایک شخص نے جابر جعفی سے پوچھا اس آیت ﴿فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْ اَبِيْ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝﴾ . [۱۲/ یوسف: ۸۰] .

فائدہ۔ یہ آیت سورۂ یوسف میں ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا: میں نہ جاؤں گا اس ملک سے جب تک کہ اجازت دے مجھ کو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لئے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا۔

قَالَ فَقَالَ جَابِرٌ : لَمْ يَجِئْ تَاْوِيْلُ هٰذِهِ قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ فَقُلْنَا [لِسُفْيَانَ]: وَمَا اَرَادَ بِهٰذَا؟ فَقَالَ: اِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ: اِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْ وَلَدِهٖ حَتّٰى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ ۔ يُرِيْدُ عَلِيًّا ۔ اَنَّهٗ يُنَادِيْ اخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ يَقُوْلُ جَابِرٌ : فَذَا تَاْوِيْلُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِيْ اِخْوَةِ يُوْسُفَ .

جابر نے کہا: اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ سفیان نے کہا: جابر جھوٹا تھا۔ حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا: ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا: جابر کی کیا غرض تھی؟ انہوں نے کہا: رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابر میں ہیں اور ہم ان کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں تک کہ آسمان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے اور جھوٹ کہا: اس لئے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے قصہ میں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس آیت کے اول اور آخر ان کے بھائیوں کا قصہ ہے۔ یہ تفسیر جو جابر نے عقل کے خلاف کی۔ نری بے تکی ہے۔ رافضی لوگ قرآن کو اس طرح سے بے تکا ادھر ادھر پھیرتے ہیں اور غور نہیں کرتے۔

(۵۹)عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ مَا اَسْتَحِلُّ اَنْ اَذْكُرَ مِنْهَا شَيْئًا وَّاَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا.

سفیان سے روایت ہے میں نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثوں کو۔ میں حلال نہیں جانتا ان میں سے ایک بھی حدیث بیان کرنے کو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے (یعنی کیسی ہی دولت ملے مگر میں ان حدیثوں کو نقل نہ کروں گا کیونکہ وہ سب جھوٹی تھیں)۔

عَنْ اَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو الرَّازِيَّ قَالَ: سَاَلْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِالْحَمِيْدِ فَقُلْتُ : اَلْحَارِثُ ابْنُ حَصِيْرَةَ لَقِيْتَهٗ؟ قَالَ: نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيْلُ السُّكُوْتِ يُصِرُّ عَلٰى اَمْرٍ عَظِيْمٍ.

ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے کہا: میں نے جریر بن عبدالحمید سے پوچھا: تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں ایک بزرگ تھا، اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا۔ تقریب میں ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جس کی کنیت ابونعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفض کے۔

(۶۰)عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: وَ ذَكَرَ اَيُّوْبُ رَجُلًا يَوْمًا فَقَالَ : لَمْ يَكُنْ بِمُسْتَقِيْمِ اللِّسَانِ وَذَكَرَ اٰخَرَ فَقَالَ : هُوَ يَزِيْدُ فِي الرَّقْمِ .

حماد بن زید نے کہا: ایوب (سختیانی ابن ابی تمیمہ کیسان ابوبکر بصری جو ثقہ، ثبت حجت، فقیہ، عابد مشہور تھے) نے کہا: ایک شخص کا حال کہ اس کی زبان درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ اکثر بے ایمان سوداگروں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑوں کے تھانوں پر جو خریدکی رقم لکھی ہوتی ہے اس کو بڑھا دیتے ہیں تا کہ خریدار کو دھوکہ دے کر اپنا نفع بڑھالیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ حدیث میں اضافہ کر دیتا۔ اور یہ دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنی دونوں جھوٹے اور کذاب تھے۔

(٦١)عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ اَيُّوبُ: اِنَّ لِيْ جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهٖ وَلَوْ شَهِدَ عِنْدِيْ عَلٰى تَمْرَتَيْنِ مَارَاَيْتُ شَهَادَتَهٗ جَائِزَةً.

حماد بن زید سے روایت ہے' ایوب نے کہا: میرا ایک ہمسایہ ہے پھر بیان کی اس کی فضیلت (یعنی اس کی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں پر گواہی دے تو میں اس کی گواہی درست نہ سمجھوں۔

فائدہ۔ یعنی اس میں یہی عیب ہے کہ جھوٹ بولتا ہے تو ایسے معمولی مقدمہ میں بھی اس کا اعتبار نہیں ہوسکتا۔

(٦٢)عَنْ مَعْمَرٍ مَارَاَيْتُ اَيُّوْبَ اغْتَابَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا عَبْدَالْكَرِيْمِ يَعْنِيْ اَبَا اُمَيَّةَ فَاِنَّهٗ ذَكَرَهٗ فَقَالَ: كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَاَلَنِيْ عَنْ حَدِيْثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ.

معمر سے روایت ہے کہ میں نے ایوب کو کبھی کسی شخص کی غیبت کرتے نہیں سنا مگر عبدالکریم بن ابی المخارق کی جس کی کنیت ابوامیہ ہے ذکر کیا انہوں نے اس کا اور کہا: اللہ رحم کرے اس پر وہ ثقہ نہ تھا۔ ایک بار مجھ سے ایک حدیث پوچھی عکرمہ کی پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکرمہ سے۔

فائدہ۔ مگر صرف اس بات سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سن کر بھول گیا ہو پھر ایوب سے سن کر اس کو یاد آیا اور روایت کرنے لگا۔ مگر دوسرے قرینوں سے اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔ اور ضعیف کہا ہے اس کو عبدالکریم سفیان بن عیینہ' عبدالرحمٰن بن مہدی' یحییٰ بن سعید القطان' احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور یہ عبدالکریم بصرہ کے فاضلوں اور فقیہوں میں سے تھا (نووی رحمۃ اللہ علیہ) تقریب میں ہے کہ اس کے باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ مکہ میں آ کر رہا تھا ضعیف ہے۔ بخاری نے اس سے ایک زیادت نقل کی ہے باب قیام اللیل میں اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر تھوڑی۔

(٦٣)عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا اَبُوْدَاوُدَ الْاَعْمٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ: كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ.

ہمام سے روایت ہے' ابوداؤد نابینا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: حدیث بیان کی مجھ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ارقم نے، ہم نے یہ قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے کہا جھوٹا ہے اس نے نہیں سنا ان سے (براء اور زید سے)۔

فائدہ۔ اور وہ کہتا تھا کہ میں نے اٹھارہ بدری صحابیوں سے سنا ہے۔ یہ ابوداؤد بالاتفاق علما ضعیف ہے۔ عمرو بن علی نے کہا: وہ متروک ہے اور یحییٰ بن معین اور ابوزرعہ نے کہا: اسکی کوئی حیثیت نہیں اور ابوحاتم نے کہا: منکر الحدیث ہے۔

اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ سَآئِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ طَاعُوْنِ الْجَارِفِ.

وہ تو ایک منگتا تھا، لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا سخت وبا کے زمانے میں۔

فائدہ۔ یہ وبا یعنی طاعون ایک قسم کا پھوڑا تھا جس میں جلن ہوتی تھی اور گرداگرد اس کے سرخی یا سیاہی یا سبزی پھیل جاتی تھی اور اس کے ساتھ خفقان اور قے عارض ہوتی۔ علما نے اس کے زمانے میں اختلاف کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: ایوب سختیانی اسی طاعون کے زمانے میں مرے ۱۳۲ ہجری میں اور ابن قتیبہ نے معارف میں اصمعی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں ہوا ۶۷ ہجری میں۔ اور قاضی عیاض نے کہا: یہ طاعون ۱۱۹ ہجری میں ہوا اور حافظ عبدالغنی مقدسی نے کہا: مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون ۸۷ ہجری میں تھا اور احتمال ہے کہ ان سب سالوں میں طاعون واقع ہوا ہو۔ اور جارف اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ جارف کے معنی جھاڑنے والا اور یہ طاعون بھی لوگوں کو جھاڑ کر لے گیا یعنی بہت لوگوں کو ہلاک کیا۔ ابن قتیبہ نے معارف میں اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں طاعون عمواس شام میں واقع ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور اسی سے فوت ہوئے ابوعبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور ان کی بی بی اور بیٹی' راضی ہو اللہ ان سے۔ پھر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں' پھر طاعون فتیات کو کہ لازماً واقع ہوا ہے عورتوں پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفہ میں (بقیہ حاشیہ آگلے صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اس زمانے میں حجاج ظالم واسط میں تھا۔ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں اور اس کو طاعون اشراف بھی کہتے ہیں کیوں کہ بہت سے شریف لوگ اس طاعون سے ہلاک ہوئے۔ پھر طاعون عدی بن ارطاق ۱۰۰ ہجری میں واقع ہوا۔ پھر طاعون غراب ۱۲۷ ہجری میں ہوا پھر طاعون مسلم بن قتیبہ ۱۳۱ ہجری میں واقع ہوا شعبان اور رمضان میں اور موقوف ہوا شوال میں۔ اسی میں ایوب سختیانی مرے اور مدینہ اور مکہ میں کوئی طاعون واقع نہیں ہوا یہ ابن قتیبہ نے کہا۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا اسلام میں پانچ طاعون مشہور ہیں۔ ایک طاعون شیرویہ جو مدائن میں ہوا رسول اللہ ﷺ کے زمانے ۶ ہجری میں۔ دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں واقع ہوا۔ اس میں پچیس ہزار آدمی مرے۔ تیسرا طاعون جارف عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں ۶۹ ہجری میں ہوا۔ اس میں ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک۔ انس بن مالک کے تراسی یا تہتر بیٹے مر گئے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے۔ چوتھا طاعون فتیات جو شوال ۸۷ ہجری میں واقع ہوا۔ پانچواں طاعون ۱۳۱ ہجری میں ہوا رجب میں اور سخت ہو گیا رمضان میں کئی دن۔ اس طاعون میں ایک ہزار جنازے سکتہ المربد میں آتے تھے۔ پھر شوال میں کم ہو گیا۔ اور ایک طاعون کوفہ میں ہوا ۵۰ ہجری میں جس میں مغیرہ بن شعبہ مرے۔ اور طاعون عمواس ۱۸ ہجری میں واقع ہوا۔ اور ابوزرعہ نے کہا ۱۷ ہجری میں اور عمواس ایک گاؤں کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ کی پیدائش ۶۱ ہجری میں ہے اور ان کی وفات ۱۱۷ ہجری میں ہوئی۔ اس صورت میں قاضی عیاض نے جو اس طاعون کی تاریخ ۱۱۹ ہجری بیان کی ہے غلط معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر لازماً دو طاعون میں سے ایک طاعون مراد ہے یا ۶۷ ہجری کا طاعون مگر اس وقت قتادہ کی عمر صرف چھ برس کی ہوتی ہے یا ۸۷ ہجری کا اور یہی ظاہر ہے (نووی رحمہ اللہ) طاعون ہمیشہ ایک قسم کا نہیں ہوتا بلکہ بیماریوں کی ایک عمر ہے۔ ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک رہتی ہے۔ پہلے آہستہ آہستہ نشو ونما کرتی ہے۔ پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گھٹتی گھٹتی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ اگلے زمانہ میں طاعون بثورات اور پھوڑوں سے ہوتا تھا۔ چیچک بھی اگر عام ہو تو اسی قسم میں سے ہے۔ پھر بخار کا طاعون ہوا۔ اب ہمارے زمانے میں ایک سو سال سے کہ ۱۳۰۱ ہجری ہے طاعون تے اور اسہال کا ہوتا ہے جس کو ہیضہ کہتے ہیں۔ یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے۔ ولایت ہند، عرب اور گرم ملکوں میں یہ عارضہ تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے۔ ۱۳۰۰ ہجری کے اخیر میں ولایت مصر میں بڑی شدت ہو گئی تھی۔ اب دیکھئے اس کی عمر دنیا میں کب تک ہے۔

(٦٤)عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: دَخَلَ اَبُوْ دَاوُدَ الْاَعْمٰى عَلٰى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا: اِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ: هٰذَا كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ! مَاحَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ.

ہمام سے روایت ہے ابوداؤد اعمیٰ قتادہ کے پاس آیا۔ جب وہ اٹھ کر چلا تو لوگوں نے کہا: یہ کہتا ہے کہ میں ان اٹھارہ صحابیوں سے ملا جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ قتادہ نے کہا: یہ تو طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا۔ اس کو حدیث روایت کرنے کا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی حدیث میں۔ اللہ کی قسم! حسن بصری نے (جو ابوداؤد سے عمر میں زیادہ تھے اور حدیث کے عالم بھی تھے) کوئی حدیث ہم سے نہیں بیان کی کسی بدری صحابی سے سن کر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن مالک سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ تو جب ان دونوں صاحبوں نے جو ابوداؤد کی نسبت سن اور علم میں زیادہ تھے کسی بدری سے نہیں سنا سوائے سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے تو ابوداؤد نے کیوں کر اٹھارہ بدری صحابیوں سے سنا۔ یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابوداؤد کا۔ اس جگہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہ سنا ہے ان کو دیکھا اور اکثر احادیث کا اس پر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ حسن کا سماع حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اسی بنا پر سلسلۂ تصوف قائم کرتے ہیں۔

(٦٥)عَنْ رُقَيْبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ

رقیہ بن مسقلہ بن عبداللہ کوفی نے کہا کہ ابوجعفر ہاشمی مدنی (جس کا نام عبداللہ بن مسور مدایتی ہے) سچی سچی باتوں کو حدیث بنا کر نقل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ يَرْوِيْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

کرتا حالانکہ وہ حدیث نہ ہوتیں اور روایت کرتا ان کو رسول اللہ ﷺ سے۔

فائدہ: یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اس کو رسول ﷺ کا فرمودہ قرار دیتا۔

(٦٦) عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ.

یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔

فائدہ: یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت میں رہتا تھا پھر قدری اور معتزلی ہو گیا۔

(٦٧) عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ: قُلْتُ لِعَوْفِ ابْنِ اَبِي جَمِيْلَةَ: اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ الْحَسَنِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). قَالَ: كَذَبَ وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنَّهُ اَرَادَ اَنْ يَّحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ.

معاذ بن معاذ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا: عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری کے حوالے سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے (یعنی مسلمانوں کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' عوف نے کہا: قسم اللہ کی عمرو جھوٹا ہے۔ اس کا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اس سے ثابت کرے۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقوں سے مروی ہے۔ خود مسلم نے آگے اس کو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تھا یہ غرض ہے کہ حسن نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹھہرا۔ عمرو بن عبید چونکہ معتزلہ مذہب کا پیشوا تھا۔ اس کا اعتقاد یہ تھا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر۔ اور اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک اور راستہ نکالتا تھا اور کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بھی مثل کافر کے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس حدیث کو اس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کیلئے روایت کیا کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے۔ اور مسلمان پر ہتھیار اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اور کافر بھی نہیں ہے۔ پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر۔ یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان یا کافر ہے یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار۔ اللہ کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اس کا گناہ معاف کرے یا چند روز کیلئے جہنم کا عذاب دے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا اس لئے کہ ایمان اس کا قائم تھا پھر وہ ضائع نہ جائے گا۔ اور آگے کتاب الایمان میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت حدیثیں بیان ہوں گی جن سے معتزلہ کے مذہب کا رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے شریر اور نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے۔ اسی طرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کی دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے: ((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)) یعنی جو خرید و فروخت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٦٨) عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ اَيُّوْبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ اَيُّوْبُ فَقَالُوْا لَهُ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا اَنَا يَوْمًا مَعَ اَيُّوْبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا اِلَى السُّوْقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ

حماد بن زید سے روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا۔ ایک مرتبہ ایوب نے اس کو نہ پا کر پوچھا تو لوگوں نے کہا: اے ابوبکر! (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے۔ حماد نے کہا: ایک روز میں ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تھا اتنے میں وہ شخص سامنے آیا۔ ایوب نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ لَزِمْتَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ: سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ: نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ قَالَ: يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ: إِنَّمَا نَفِرُّ أَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ.

اس کو سلام کیا اور حال پوچھا۔ پھر اس سے کہا میں نے سنا ہے تم اس شخص کے پاس رہتے ہو، عمرو بن عبید کا نام لیا۔ وہ بولا: ہاں اے ابوبکر! کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سناتا ہے۔ ایوب نے کہا ہم تو ایسی ہی عجیب باتوں سے بھاگتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی غریب اور نادر حدیثوں سے جن کو اور لوگ نہیں پہچانتے اور عمرو بن عبید ان کو روایت کرتا ہے اس لئے کہ وہ جھوٹی ہیں اور عمرو بن عبید کا اعتبار نہیں۔

(٦٩)عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: قِيلَ لِأَيُّوبَ: إِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ رَوَى عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: لَا يُجْلَدُ السَّكْرَانُ مِنَ النَّبِيذِ فَقَالَ: كَذَبَ أَنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: يُجْلَدُ السَّكْرَانُ مِنَ النَّبِيذِ.

حماد سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست ہو جائے اس پر حد نہ پڑے گی۔ ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے۔ حسن کہتے تھے: جو شخص نبیذ سے مست ہو جائے اس پر حد پڑے گی۔

(٧٠)عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ: بَلَغَ أَيُّوبَ أَنِّي أَخْتَلِفُ إِلَى عَمْرٍو فَأَقْبَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَا تَأْمَنُهُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ تَأْمَنُهُ عَلَى الْحَدِيثِ؟

سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے: تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پر تجھے بھروسا نہ ہو کیا اس کی حدیث پر تو بھروسا کر سکتا ہے۔

(٧١)عَنْ أَبِي مُوسَى يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ قَبْلَ أَنْ يُحْدِثَ.

ابوموسیٰ کہتے تھے: مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اس کے کہ اس نے نکالیں نئی باتیں (یعنی بداعتقادی سے پہلے)۔

(٧٢)عَنْ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى شُعْبَةَ أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ قَاضِي وَاسِطٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ: لَا تَكْتُبْ عَنْهُ شَيْئًا وَمَزِّقْ كِتَابِي.

معاذ عنبری نے کہا: میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابوشیبہ واسط (ایک گاؤں کا نام ہے بصرہ کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اس سے کچھ اور پھاڑ ڈال میرا خط۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: تاکہ اور کوئی نہ دیکھے۔ ایسا نہ ہو ابوشیبہ کو خبر پہنچے اور وہ کچھ ایذا دے اور فساد پھیلا دے۔ یہ ابوشیبہ دادا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا۔ متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اس کے پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصاً ابوبکر بن ابی شیبہ جن کا "مصنف" مشہور ہے۔ اسی ابوشیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھیں۔ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابوشیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے۔

(٧٣)عَنْ عَفَّانَ قَالَ: حَدَّثَتْ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ: كَذَبَ وَحَدَّثَتْ هَمَّامًا عَنْ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ فَقَالَ: كَذَبَ.

عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے ثابت سے۔ حماد نے کہا: جھوٹ ہے۔ پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی۔ انہوں نے کہا: جھوٹ ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ یہ صالح مری، بشر کا بیٹا بصری ہے، بڑے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھا اور مری اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ باپ اس کا عربی تھا اور اس کی ماں لونڈی جس کو کوئی مرد کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ صالح مری کی حکایتیں صوفیوں میں بہت مشہور ہیں۔ آواز ان کی نہایت عمدہ تھی۔ قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑھتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کا قرآن سن کر خوف کے مارے مر گئے ہیں۔ یہ خود بھی بہت صالح اور اہم باستی اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ اکثر اللہ کے خوف سے رویا کرتے مگر حدیث کی روایت میں ان کا اعتبار نہیں جیسے اوپر گزر چکا ہے کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز۔

(۷۴)عَنْ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ: قَالَ لِیْ شُعْبَةُ: اِئْتِ جَرِیْرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَهٗ: لَایَحِلُّ لَكَ اَنْ تَرْوِیَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَاِنَّهٗ یَكْذِبُ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: قُلْتُ لِشُعْبَةَ: وَكَیْفَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنَا عَنِ الْحَكَمِ بِاَشْیَاءَ لَمْ اَجِدْ لَهَا اَصْلًا ۔قَالَ: قُلْتُ لَهٗ: بِاَیِّ شَیْءٍ؟ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَكَمِ: اَصَلَّى النَّبِیُّ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ؟ فَقَالَ: لَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِمْ۔ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰى عَلَیْهِمْ وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ: مَا تَقُوْلُ فِیْ اَوْلَادِ الزِّنَا؟ قَالَ: یُصَلّٰى عَلَیْهِمْ قُلْتُ: مِنْ حَدِیْثِ مَنْ یُّرْوٰى؟ قَالَ: یُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ فَقَالَ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ یَحْیٰى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ.

ابوداؤد سے روایت ہے مجھ سے شعبہ نے کہا: تو جریر بن حازم کے پاس جا اور کہہ تجھ کو درست نہیں حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا: میں نے شعبہ سے پوچھا: کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے؟ شعبہ نے کہا: اس وجہ سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے چند حدیثیں نقل کیں جن کی اصل میں نے کچھ نہ پائی۔ میں نے کہا: وہ کونسی حدیثیں ہیں؟ شعبہ نے کہا: میں نے حکم سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی تھی؟۔ حکم نے کہا: نہیں۔ پھر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا۔ اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر اور دفن کیا ان کو۔ اور میں نے حکم سے کہا: تم زنا کی اولاد کے حق میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ان پر نماز پڑھی جائے جنازے کی۔ میں نے کہا: کس سے روایت کیا گیا ہے اس باب میں؟ انہوں نے کہا: حسن بصری سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا: مجھ سے حکم نے بیان کیا۔ انہوں نے یحیٰی بن الجزار سے سنا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ تو ان دونوں مقامات میں حسن بن عمارہ کا جھوٹ ظاہر ہوا کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے مل کر پوچھا اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی، پھر حکم خود ہی کیوں کر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑھی ان پر۔ اسی طرح سے حکم نے ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے ان ہی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علی دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ، راویوں کا کذب دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہیں۔ یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے۔ قاضی بغداد کا اور بالاتفاق ضعیف ہے اور متروک۔

(۷۵)عَنْ یَزِیْدَ بْنِ هَارُوْنَ وَذَكَرَ زِیَادَ بْنَ مَیْمُوْنٍ فَقَالَ: حَلَفْتُ اَنْ لَّا اَرْوِیَ عَنْهُ شَیْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَخْدُوْجٍ۔ وَقَالَ: لَقِیْتُ زِیَادَ ابْنَ مَیْمُوْنٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ حَدِیْثٍ فَحَدَّثَنِیْ بِهٖ عَنْ

یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا: میں نے قسم کھائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نہ کروں گا نہ خالد بن مخدوج سے۔ یزید نے کہا: میں زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچھی۔ اس نے روایت کیا اس حدیث کو بکر بن عبداللہ مزنی سے۔ پھر میں اس سے ملا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بِكْرِ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ بِهِ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ بِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ۔ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ: سَمِعْتُ عَبْدَالصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَنَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ۔

اس نے روایت کیا اسی حدیث کو مورق بن شمرج سے۔ پھر میں اس سے ملا تو روایت کیا اس حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جھوٹا کہتے تھے۔ حسن حلوانی نے کہا: میں نے عبدالصمد سے سنا' میں نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا۔ انہوں نے کہا: جھوٹا ہے۔

فائدہ: زیاد بن میمون بصری جس کی کنیت ابوعمار ہے ضعیف ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا: ترک کیا اس کو محدثین نے اور خالد بن محدوج واسطی بھی ضعیف ہے۔ نسائی نے اس کو ضعیف کہا۔ کنیت اس کی ابوروح ہے اور اس نے دیکھا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو (نووی رحمہ اللہ)

(۷۶)عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ مَنْصُوْرٍ فَمَالَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِيْ رَوَى لَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ؟ فَقَالَ لِيْ: اسْكُتْ فَإِنَّا لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ: هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَرْوِيْهَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوْبُ أَلَيْسَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: قُلْنَا نَعَمْ: قَالَ: مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَاقَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّيْ لَمْ أَلْقَ أَنَسًا. قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ يَرْوِيْ فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ: أَتُوْبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ.

محمود بن غیلان سے روایت ہے' میں نے ابوداؤد طیالسی سے کہا: تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطارۃ عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہمارے لئے۔ انہوں نے کہا چپ رہ۔ میں اور عبدالرحمٰن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے۔ وہ بولا: تم دونوں کیا سمجھتے ہو۔ اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کر لے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ عبدالرحمٰن نے کہا: البتہ معاف کرے گا۔ زیاد نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا، نہ بہت نہ کم۔ اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنی تم تو جانتے ہو) میں انس رضی اللہ عنہ سے ملا تک نہیں۔ ابوداؤد نے کہا: پھر ہم کو خبر پہنچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔ میں اور عبدالرحمٰن پھر گئے۔ اس نے کہا: میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ بعد اس کے روایت کرنے لگا۔ آخر ہم نے اس کو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا بھی کیسا کہ توبہ کا بھی خیال اس نے چھوڑ دیا)

فائدہ: وہ عطارۃ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطارۃ جس کا نام حولاء تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا۔ آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اس کو پورا نقل کیا ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

(۷۷)عَنْ شَبَابَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُالْقُدُّوْسِ يُحَدِّثُنَا فَيَقُوْلُ سُوَيْدُبْنُ عَقَلَةَ. قَالَ شَبَابَةُ: وَسَمِعْتُ عَبْدَالْقُدُّوْسِ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ غَرَضًا. قَالَ: فَقِيْلَ

شبابہ بن سوار مدائنی سے روایت ہے' عبدالقدوس ہم سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنی ہوا کو غرض میں لینے سے۔ لوگوں نے کہا: اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ بولا: مطلب یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَهُ اَیُّ شَیْئٍ هٰذَا؟ قَالَ یَعْنِیْ یَتَّخِذُ کُوَّةً فِیْ حَائِطٍ لِیَدْخُلَ عَلَیْهِ الرَّوْحُ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیَّ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَیْدٍ یَقُوْلُ لِرَجُلٍ۔ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِیُّ بْنُ هِلَالٍ بِاَیَّامٍ مَاهٰذِهِ الْعَیْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِیْ نَبَعَتْ قِبَلَکُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ یَا اَبَا اِسْمٰعِیْلَ!.

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سنا عبیداللہ بن عمر وقواریری سے انہوں نے سنا' حماد بن زید سے، انہوں نے کہا ایک شخص سے' جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیسا کھاری چشمہ ہے جو پھوٹا تمہاری طرف۔ وہ شخص بولا: ہاں اے ابواسماعیل۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ سب عبدالقدوس کی تصحیف اور نا فہمی ہے۔ اس نے غلطی کی اسناد اور متن دونوں میں۔ اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن عفلہ ہے یعنی اور فا سے۔ نہ عقلہ عین اور قاف سے۔ اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بضم راء ہے یعنی جان، نہ روح بفتح راء جس کے معنی ہوا کے ہیں۔ اور غرض عین سے ہے نہ غرض عین سے۔ اور اصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آپ نے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جس کو عبدالقدوس نے الٹ پلٹ کر کدھر کا کدھر کر دیا۔ ابواسمٰعیل کنیت ہے حماد بن زید کی۔ کھاری چشمے سے ان کی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تھا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ضعف پر۔ نسائی نے کہا: وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متروک ہے۔ روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۷۸)عَنْ اَبِیْ عَوَانَةَ قَالَ: مَا بَلَغَنِیْ عَنِ الْحَسَنِ حَدِیْثٌ اِلَّا اَتَیْتُ بِهٖ اَبَانَ ابْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَرَاَهُ عَلَیَّ.

ابوعوانہ سے روایت ہے' مجھے حسن سے کوئی روایت نہیں پہنچی مگر میں نے پوچھا ابان بن ابی عیاش سے اس نے پڑھا اس کو میرے سامنے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی ابان کا یہ حال تھا کہ جو بات اس سے پوچھتے وہ اس کو روایت کرتے حسن سے اور یہ دلیل ہے اس کے کذب اور جھوٹ کی۔ تقریب میں ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اس کی کنیت ابواسمٰعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے۔

(۷۹)عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَا وَحَمْزَةُ الزَّیَّاتُ مِنْ اَبَانَ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ نَحْوًا مِنْ اَلْفِ حَدِیْثٍ. قَالَ عَلِیٌّ: فَلَقِیْتُ حَمْزَةَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ فِی الْمَنَامِ فَعَرَضَ عَلَیْهِ مَا سَمِعَ مِنْ اَبَانَ فَمَا عَرَفَ مِنْهَا اِلَّا شَیْئًا یَسِیْرًا خَمْسَةً اَوْ سِتَّةً.

علی بن مسہر سے روایت ہے میں نے اور حمزہ زیات نے ابان بن عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثوں کے سنیں۔ علی نے کہا پھر میں حمزہ سے ملا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ ابان سے سنا تھا وہ آپ کو سنایا۔ آپ نے نہ پہچانا ان حدیثوں کو مگر تھوڑی حدیثیں قبول کیں پانچ یا چھ۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے، نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقیناً ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو چکی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور اس پر علما کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہیں۔ ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بھی یہی کہا ہے۔ اور اتفاق کیا ہے اس پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہیں سکتی۔ اور یہ امر اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مقرر مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہیں سکتا۔ اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور مثل شیطانی پریشان خیالات کے نہیں، مگر حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ خواب میں جو کچھ وہ ایک شرعی حکم ہے۔ اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی۔ اور اتفاق کیا ہے علما نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور جو شخص سو رہا ہے اس میں یہ کوئی صفت نہیں، پھر اس کی روایت کیوں کر مقبول ہوگی۔ مگر یہ سب جو بیان ہوا اس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو۔ لیکن اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اس کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہو یا اس کا کوئی دنیا کا کام ہو جس میں کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے انتہی۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جائے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ کرے گا کہ میں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے یوں سنا ہے۔ پھر اس کی تصدیق دشوار ہوگی۔ اور اس میں شک نہیں کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور اللہ والے محب رسول ﷺ ہیں ان کے خواب اکثر صحیح ہوتے ہیں مگر ان کی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرع کی صحت خواب سے۔

(۸۰)عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ: اُكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَارَوٰى عَنِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَاتَكْتُبْ عَنْهُ مَارَوٰى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَارَوٰى عَنِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ. [ترمذی:۲۸۵۹]

زکریا بن عدی نے کہا: مجھ سے کہا: ابو اسحاق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کے بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگوں سے اور مت لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے مجہول لوگوں سے اور مت لکھ تو اسماعیل بن عیاش کی حدیث ہرگز اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگوں سے بھی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسماعیل بن عیاش کے حق میں، خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے۔ عباس نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے سنا، وہ کہتے تھے: اسمٰعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والوں کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے سنا، وہ کہتے تھے: اسمٰعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے برا جانتے تھے اس کی روایت کو اور بخاری رحمہ اللہ نے کہا: اسمٰعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگوں سے صحیح ہے۔ عمرو بن علی نے کہا: جب وہ اپنے شہر والوں سے روایت کرے تو اس کی روایت صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا: میں اپنے یاروں سے سنتا تھا وہ کہتے تھے: شام کا علم اسماعیل بن عیاش کے پاس ہے۔ یعقوب نے کہا: بعض لوگوں نے اسماعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے، عادل ہے، سب سے زیادہ جانتا ہے، شام والوں کی حدیث کو اور اکثر نے اس کے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے مکہ اور مدینہ کے ثقہ لوگوں سے۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ اسماعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور اہل حجاز سے اس کی روایت معتبر نہیں کیونکہ اس کی کتاب تلف ہو گئی تھی اور اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابو حاتم نے کہا: وہ ضعیف ہے مگر اس کی روایت لکھی جائے گی۔ اور میں نہیں جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اس کی روایت سے سوائے ابو اسحاق فزاری کے۔ ترمذی نے کہا: وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثیں منکر ہیں۔ احمد بن ابی الحواری نے کہا: وکیع نے مجھ سے کہا: تمہارے یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسمٰعیل بن عیاش سے۔ میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اس سے روایت کرتے ہیں اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہیں شہر والے تو ولید اور مروان ہیں (یعنی ولید اور مروان ہی معتبر ہیں) اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۸۱)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْ لَا أَنَّهُ كَانَ يَكْنِي الْأَسَامِيَ وَيُسَمِّي الْكُنٰى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْوَحَاظِيِّ فَنَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ.

عبداللہ بن مبارک نے کہا: بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر وہ ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنی بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدلیس و تلبیس کرتا ہے۔ راویوں کا عیب چھپانے کیلئے نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تاکہ لوگ پہچانیں نہیں)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مدت تک ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ابوسعید وحاظی سے۔ جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبدالقدوس ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی عبدالقدوس بن حبیب کلائی ابوسعید شامی جس کا بیان اوپر گزرا اس کا نام مشہور ہے۔ کنیت اس کی مشہور نہ تھی تو یقینہ نے اس کو کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ نہ پہچانیں۔

(۸۲)عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ يَقُوْلُ: مَارَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهِ: كَذَّابٌ إِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَهُ: كَذَّابٌ.

عبدالرزاق سے روایت ہے' عبداللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہوئے مگر عبدالقدوس کے وہ کہتے تھے: جھوٹا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۸۳) عَنْ أَبِيْ نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْوَائِلٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ أَبُوْنُعَيْمٍ: أَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ؟.

ابونعیم نے ذکر کیا معلّٰی بن عرفان کا تو کہا کہ معلّٰی نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابووائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبداللہ بن مسعود صفین میں، ابونعیم نے کہا: شاید مر کر پھر قبر سے اٹھے ہوں گے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مقصود اس سے معلّٰی کا جھوٹ ظاہر کرنا ہے ابووائل پر، اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے وفات پائی ۳۲ھ ہجری یا ۳۳ھ میں حضرت عثمان کی وفات سے تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اس میں کیسے نکل سکتے ہیں مگر اسی طرح کہ پھر جی اٹھے ہوں اور ابووائل ثقہ اور فاضل ہیں، ان سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا تو ضروری ہے کہ معلّٰی نے جھوٹ باندھا ہو۔ یہ معلّٰی بن عرفان اسدی کوفی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے۔ بخاری نے تاریخ میں کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اس کو ضعیف کہا۔ صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی۔

(۸٤)عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ: اغْتَبْتَهُ فَقَالَ إِسْمٰعِيْلُ: مَا اغْتَابَهُ وَلٰكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ.

عفان بن مسلم سے روایت ہے' ہم اسمٰعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی۔ میں نے کہا: وہ معتبر نہیں۔ وہ شخص بولا: تو نے اس کی غیبت کی۔ اسمٰعیل نے کہا: اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ معتبر نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ مثل فتویٰ اور حکم کے ہے۔

(۸۵)عَنْ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنْهُ بْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِثِقَةٍ

بشر بن عمر سے روایت ہے' میں نے امام مالک سے پوچھا: محمد بن عبدالرحمٰن کے متعلق جو روایت کرتا ہے سعید بن المسیب سے۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے مالک بن انس سے ابوالحویرث کے متعلق۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ اور پوچھا میں نے ان سے شعبہ کے متعلق جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذئب۔ انہوں کہا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ اور پوچھا میں نے ان سے صالح کے متعلق جو مولیٰ ہے توامہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ هَؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ؟ فَقَالَ: لَيْسُوا بِثِقَةٍ فِي حَدِيثِهِمْ وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَخَرَ نَسِيتُ اسْمَهُ؟ فَقَالَ: هَلْ رَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي قُلْتُ: لَا قَالَ: لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي.

کا۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ اور پوچھا میں نے ان سے حرام بن عثمان کے متعلق۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ اور پوچھا میں نے امام مالک سے ان پانچوں آدمیوں کے متعلق (جن کا ذکر اوپر گزرا) انہوں نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں۔ اور میں نے پوچھا ان سے ایک اور شخص کے متعلق جس کا نام میں بھول گیا تو انہوں نے کہا: تو نے اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ امام مالک نے کہا: اگر وہ ثقہ ہوتا تو تو اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھتا۔

فائدہ: یعنی عبدالرحمٰن بن مہدی کو حاکم نے کہا: وہ قوی نہیں ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے مالک رحمہ اللہ کے قول کا انکار کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا اس کو تاریخ میں اور نہیں کلام کیا اس میں اور شعبہ نے اس کی کنیت ابوالجوزیہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب میں ہے کہ یہ عبدالرحمٰن سچا ہے مگر حافظہ اس کا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ ارجاء یعنی مرجیہ ہونے کے۔ یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کے مشہور امام ہیں۔ وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہیں اور یہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے مولیٰ ابن عباس کا۔ اس کی کنیت ابوعبداللہ یا ابویحییٰ ہے، اس کو ضعیف کہا ہے بہت ائمہ حدیث نے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے کہا: وہ کچھ برا نہیں۔ ابن عدی نے کہا: میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی۔ تقریب میں ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اس کا خراب تھا۔ یہ صالح بیٹا ہے نبہان کا مدینہ کا رہنے والا اور اس کو مولیٰ توأمہ کہتے ہیں اسی لئے کہ جس عورت نے اس کو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ توام یعنی جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے صالح کو ضعیف کہا لیکن روایت کی اس سے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہے اور مالک نے اس کو پایا جب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اسی طرح ثوری نے بھی اس کو تب پایا جب وہ سٹھیا گیا تھا تو سنیں اس سے کئی منکر حدیثیں لیکن جن لوگوں نے روایت کیا ہے اس سے قبل اختلاط (یعنی حافظہ بگڑنے سے پہلے) ان کی روایت صحیح ہے۔ ابن عدی نے کہا: ابن ابی ذئب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور ان کی روایت میں کوئی برائی نہیں۔ یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے۔ بخاری نے کہا: وہ منکر الحدیث ہے۔ زبیری نے کہا: وہ شیعہ تھا روایت کرتا تھا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے نسائی نے کہا: وہ ضعیف ہے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ سب لوگوں کے نزدیک ثقہ ہوں البتہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ثقہ ہیں۔ اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ایک مجہول شخص سے روایت کرے تو اس سے اس مجہول کی توثیق ہوگی یا نہیں؟ اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اس سے باعث توثیق نہیں اور یہی ٹھیک ہے کیونکہ کبھی ثقہ غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے نہ اس وجہ سے کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کیلئے البتہ جب ثقہ ایسا کہے جیسا مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اس کے نزدیک ثقہ سمجھا جائے گا اور جو ثقہ اتنا کہے کہ مجھ سے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کیلئے (نووی رحمہ اللہ)

(٨٦)عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ مُتَّهَمًا.

ابن ابی ذئب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کے۔ یہ شرحبیل بڑا عالم تھا مغازی کا۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا: اس سے بڑھ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تھا۔ وہ محتاج ہو گیا تو لوگ اس ڈر کے مارے اس کو دیتے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کہہ دے تیرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھا۔ اور شرحبیل مولیٰ ہے انصار کا مدنی، کنیت اس کی ابوسعد ہے۔ محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑھا تھا، روایت کی ہے اس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ ﷺ کے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن آخر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا سو برس کا ہو کر مرا۔

(٨٧)عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ أَنْ أَلْقَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت میں جاؤں یا عبداللہ بن محرر سے ملوں تو میں پہلے اس سے ملتا پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُحَرَّرٍ لَاخْتَرْتُ اَنْ اَلْقَاهُ ثُمَّ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْهُ

جنت میں جاتا (ایسی اس کی تعریف سنتا تھا اور اس قدر اس سے ملنے کا اشتیاق تھا) پھر جب میں اس سے ملا۔ تو ایک اونٹ کی مینگنی مجھے اس سے بہتر معلوم ہوئی۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یعنی ایسا نکما اور خراب نکلا۔

(۸۸) عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِي اُنَيْسَةَ قَالَ: لَا تَاْخُذُوْا عَنْ اَخِيْ.

زید بن ابی انیسہ نے کہا: مت روایت کرو میرے بھائی سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی یحییٰ بن ابی انیسہ سے جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لئے کہ وہ ضعیف ہے۔ بخاری نے کہا: وہ کچھ نہیں۔ نسائی نے کہا: ضعیف ہے متروک الحدیث ہے۔ تقریب میں ہے کہ کنیت اس کی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے۔ نووی نے کہا: اس کا بھائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے، حجت لی ہے اس سے بخاری اور مسلم نے۔ محمد بن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ الجرح والتعدیل کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے فائدے کا خیال رکھتے تھے۔ مگر اپنی قرابت کا لحاظ نہ کرتے تھے۔

(۸۹) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ يَحْيَى بْنُ اَبِي اُنَيْسَةَ كَذَّابًا.

عبید اللہ بن عمرو نے کہا: یحییٰ بن انیسہ جھوٹا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۹۰) عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: ذُكِرَ فَرْقَدٌ عِنْدَ اَيُّوْبَ فَقَالَ: اِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ.

حماد بن زید نے کہا: فرقد (بن یعقوب سنجی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے۔ انہوں نے کہا: وہ صاحب حدیث نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے۔ فرقد کو اس میں دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد و زاہد تھا جیسے اوپر گزرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ انہوں نے ثقہ کہا فرقد کو۔ تقریب میں ہے کہ روایت کیا اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تھا مگر حدیث میں ضعیف ہے کثیر الخطاء ۱۳۱ھ میں مرا۔

(۹۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ فَضَعَّفَهُ جِدًّا فَقِيْلَ لِيَحْيَى: اَضْعَفُ مِنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَطَاءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ثُمَّ قَالَ: مَا كُنْتُ اَرَى اَنَّ اَحَدًا يَرْوِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ.

عبدالرحمٰن بن بشر عبدی نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا، ان کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہوں نے بہت ضعیف کہا اس کو کسی نے کہا: کیا وہ یعقوب بن عطاء سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر کہا کہ میں نہ سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرے گا۔

○ ○ ○ ○

(۹۲) عَنْ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ ضَعَّفَ حَكِيْمَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ الْاَعْلٰى وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنَ مُوْسَى بْنِ

بشر بن حکم سے روایت ہے میں نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے (جو امام تھے حدیث کے) انہوں نے ضعیف کہا حکیم بن جبیر کو اور عبد الاعلیٰ (بن عامر ثعلبی) کو اور ضعیف کہا یحییٰ بن موسیٰ بن دینار کو اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دِينَارٍ قَالَ: حَدِيثُهُ رِيحٌ وَضَعَّفَ مُوسَى بْنَ دِهْقَانَ وَعِيسَى بْنَ أَبِي عِيسَى الْمَدَنِيَّ.

کہا: حدیث اس کی مثل ہوا کے ہے اور موسیٰ بن دہقان کو اور عیسیٰ بن ابوعیسیٰ مدنی کو۔

فائدہ: یہ حکیم بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تھا۔ ابوحاتم رازی نے کہا: بڑا کٹر شیعہ تھا۔ عبدالرحمٰن بن مہدی اور شعبہ سے پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیوں چھوڑا۔ انہوں نے کہا: ہم ڈرتے ہیں جہنم سے یعنی اس کی روایتیں جھوٹی ہیں۔ اگر ہم اس سے نقل کریں گے تو دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ تقریب میں ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ اور روایت کیا اس سے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔ اور نہیں روایت کیا اس سے بخاری اور مسلم نے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے یعنی لغو اور بے ثبات ہے اس مقام میں تمام نسخوں میں یحییٰ کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو یقیناً غلطی ہے۔ اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ نہ ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والوں سے ہوئی ہے نہ مسلم سے۔ یہ موسیٰ بن دینار کی ہے جو روایت کرتا ہے سالم سے جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب سے۔ تقریب میں ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ یہ عیسیٰ بن میسرہ ہے اس کی کنیت ابوموسیٰ ہے یا ابومحمد غفاری مدنی اصل اس کی کوفی ہے اس کو خیاط یا حناط کہتے ہیں یا خباط۔ یحییٰ بن معین نے کہا: پہلے خیاط (درزی) تھا پھر اس پیشے کو چھوڑ کر حناط ہوا (یعنی گیہوں بیچنے لگا حاطہ سے) پھر اس کو چھوڑ کر خباط ہوا (یعنی پتے جھاڑنے والا) تقریب میں ہے کہ یہ متروک ہے۔

[قَالَ] وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ: قَالَ لِيَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: إِذَا قَدِمْتَ عَلَى جَرِيرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهُ كُلَّهُ إِلَّا حَدِيثَ ثَلَاثَةٍ لَا تَكْتُبْ عَنْهُ حَدِيثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمَعِيلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ.

امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سنا حسن بن عیسیٰ سے وہ کہتا تھا مجھ سے کہا عبداللہ بن مبارک نے، جب تو جریر کے پاس جائے تو اس کا سارا علم لکھ (یعنی سب حدیثیں اس کی روایت کر) مگر تین آدمیوں کی حدیثیں مت لکھ عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمٰعیل اور محمد بن سالم کی روایتیں۔

فائدہ: کیونکہ یہ سب ضعیف ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا یہ تینوں کوفی ہیں اور متروک ہیں۔

قَالَ مُسْلِمٌ: وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا. مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَّهَمِي رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَأَخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيرٌ يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى اسْتِقْصَائِهِ وَفِيمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيمَا قَالُوا مِنْ ذَلِكَ وَبَيَّنُوا.

امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور اس کے مانند جو ہم نے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویوں میں اور ان کے عیوب بہت ہیں جس کے بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جائے گی اور جس قدر ہم نے بیان کیا وہ کافی ہے اس شخص کیلئے جو قوم کا مذہب سمجھ بوجھ جائے۔

فائدہ: یعنی یہ کتاب کوئی جرح اور تعدیل کی تھوڑی ہے کہ اس میں سب راویوں کا حال بیان کیا جائے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو اور بڑی بڑی کتابیں ہیں جن میں تمام راویوں کا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تو چند راویوں کا عیب ائمہ حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا۔ صرف اس مقصد کیلئے کہ اہل الحدیث کے تزویک راویوں کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہیں اور اس کو غیبت میں داخل نہیں کرتے۔

وَإِنَّمَا أَلْزَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَفْتَوْا بِذَلِكَ حِينَ سُئِلُوا لِمَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْخَطَرِ إِذِ الْأَخْبَارُ فِي أَمْرِ الدِّينِ إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ أَوْ تَحْرِيمٍ

اور حدیثوں کے اماموں نے راویوں کا عیب کھول دینا ضروری سمجھا اور اس بات کا فتویٰ دیا۔ جب ان سے پوچھا گیا اس لئے کہ یہ بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ دین کی بات جب نقل کی جائے گی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کیلئے ہوگی یا حرام ہونے کیلئے یا اس میں کسی بات کا حکم ہوگا یا کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ تَرْغِيبٍ أَوْ تَرْهِيبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّاوِي لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيهِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهُ كَانَ آثِمًا بِفِعْلِهِ ذَلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ إِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلَى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْأَخْبَارَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا أَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا أَوْ أَكْثَرَهَا أَكَاذِيبُ لَا أَصْلَ لَهَا مَعَ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ وَأَهْلِ الْقَنَاعَةِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا مُقْنِعٍ۔

بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کی طرف رغبت دلائی جائے یا کسی کام سے ڈرایا جائے گا۔ بہرحال جب راوی سچا اور امانت دار نہ ہو پھر اس سے کوئی روایت کرے جو اس کے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نہ کرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار ہوگا اور دھوکا دینے والا ہوگا عام مسلمانوں کو۔ اس لئے کہ بعض لوگ ان حدیثوں کو سنیں گے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کریں گے اور شاید وہ سب یا ان میں سے اکثر جھوٹی ہوں۔ (اور بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ان میں کم یا بہت جھوٹی ہوں) جن کی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کی روایت پر قناعت ہو سکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جن کی روایت پر قناعت نہیں ہو سکتی ان کی روایتوں کی احتیاج پڑے۔

فائدہ۔ یعنی روایت کرنے کیلئے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں۔ پھر ضرورت کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے۔

وَلَا أَحْسِبُ كَثِيرًا مِمَّنْ يُعَرِّجُ مِنَ النَّاسِ عَلَى مَا وَصَفْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الضِّعَافِ، وَالْأَسَانِيدِ الْمَجْهُولَةِ وَيَعْتَدُّ بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِمَا فِيهَا مِنَ التَّوَهُّنِ وَالضَّعْفِ إِلَّا أَنَّ الَّذِي يَحْمِلُهُ عَلَى رِوَايَتِهَا وَالِاعْتِدَادِ بِهَا إِرَادَةُ التَّكْثِيرِ بِذَلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِأَنْ يُقَالَ: مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِنَ الْحَدِيثِ وَأَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ. وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هَذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا نَصِيبَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ بِأَنْ يُسَمَّى جَاهِلًا أَوْلَى مِنْ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى الْعِلْمِ.

اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور ان میں مصروف ہیں اور وہ جانتے ہیں ان کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنا کثرت علم ثابت کریں اور اس لئے کہ لوگ کہیں سبحان اللہ! فلاں شخص نے کتنی زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں۔ اور جس شخص کی یہ چال ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے، اس کا علم، حدیث میں کچھ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ کیونکہ علم وہ ہے جس کو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل ناواقف لوگوں کا کیا اعتبار ہے، وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو ان کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ حدیث کے امام اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثیں نقل کرے اور صحیح اور ضعیف میں تمیز نہ کرے، جاہل اور بے وقوف جانیں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویوں کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باجماع علما اس واسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت میں داخل نہیں جو حرام ہے بلکہ نصیحت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کیلئے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ سے محدثین ﷺ کے فاضل اور پرہیزگار اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہیں جیسے مسلم رحمہ اللہ نے اس بات میں کتنے ہی بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) جو شخص راویوں کا عیب بیان کرے وہ اللہ سے ڈرے اور سوچ سمجھ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا عیب بیان نہ کرے جو عیب سے پاک ہو یا جس کا عیب فاش نہ ہوا ہو، اس لئے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اس راوی کی روایتیں اعتبار کے قابل نہیں رہتیں اور اس کی حدیثیں سب رد ہو جاتی ہیں۔ پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتوں اور حدیثوں کو رد کیا۔ اسی واسطے جرح اسی شخص کی مقبول ہے جو خود صاحب معرفت مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درست نہیں۔ اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونوں میں ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونے چاہئیں۔ اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا کافی ہے۔ پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بہت سے علما کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہیں اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری نہیں۔ اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اس کیلئے سبب بیان کرنا ضروری نہیں۔ اور جو نہیں پہچانتا اس کیلئے ضروری ہے۔ پھر جن لوگوں کے نزدیک جرح میں سبب کا بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسی قدر ہوگا کہ اس کی روایت حجت کے لائق نہ رہے گی جب تک اس جرح کا ثبوت یا ابطال نہ ہو۔ اب صحیحین میں جو بعض ایسے راوی ہیں جن پر اگلے لوگوں نے جرح کی ہے تو ان کی جرح مبہم ہے جو ثابت نہیں ہوئی۔ اگر بعض لوگ جرح کریں اور بعض تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول مختار جس پر جمہور علما اور محققین ہیں یہ ہے کہ جرح قبول کی جائے گی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنے والے عدد میں زیادہ ہوں۔ اور بعض نے کہا کہ اگر تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس بات میں شعبی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلاں نے اور وہ متہم تھا۔ اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ کذاب اور متہم ہیں۔ اور اس کے کئی جواب ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کیلئے کہ اس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جائیں۔ دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد اس کی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں۔ تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو حدیث کے امام اس کی روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور ان کو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ امر ان پر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن سائب) کی روایت کرنے کو منع کیا کہ تم کیوں اس سے روایت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں اس کے جھوٹ اور سچ کو پہچان لیتا ہوں۔ چوتھی یہ کہ اکثر ضعیف شخصیتوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکھا، نہ محققین علما نے اور یہ جو بعض فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کی) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے اس لئے کہ اگر ان کو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نہ تھا دلیل لانا اس سے کیونکہ سب علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں قابل حجت نہیں ہے۔ اور اگر ان کو معلوم نہ تھا ضعف اس کا تو بھی درست نہ تھی یہ بات کہ نقل کرتے اس کو بغیر جانچ ہوئے یا اور اہل علم سے پوچھے بغیر۔ کاذبین یعنی حدیث بنانے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کا جھوٹ صاف کھل گیا ہے وہ کئی طرح پر ہیں۔ بعض تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق، بے دین لوگ، جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے حدیثیں بنا لیتے ہیں یا اپنا فخر جتانے کیلئے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق لوگ کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کیلئے جیسے بدعتی اور شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلهم الله تعالیٰ اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعض ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو نہیں بناتے لیکن اس کیلئے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعض سند کو الٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعض اس میں بڑھا دیتے ہیں اور اس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعض اس طرح جھوٹ بولتے ہیں کہ جس سے نہیں سنا اس سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے یا جس سے نہیں ملے اس سے ملنا بیان کرتے ہیں اور اس کی صحیح حدیثیں نقل کرتے ہیں اور بعض ایسا کیا کرتے ہیں کہ صحابی رضی اللہ عنہ یا تابعی رحمہ اللہ یا حکیم کے قول کو بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کر دیتے ہیں۔ ان سب قسموں کے لوگ کذاب ہیں اور متروک ہیں اہل الحدیث کے نزدیک۔ اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرأت کرتا ہے بغیر اس کو تحقیق کئے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نہ ان کی روایتیں قبول کرتے ہیں اگر چہ صرف ایک ہی بار انہوں نے ایسا کیا ہو کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی تو ان کا اعتبار جاتا رہا جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سے اس کی گواہی اعتبار کے لائق نہیں رہتی۔ پھر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آئندہ بھی اس کی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہوگی، اس لئے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جنہوں نے آئندہ بھی قبول نہ کیا۔ ان کی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنی حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنا تو اس کی سزا بھی سخت ہونی چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا۔ دوسری قسم کا ذہین کی یہ ہے کہ حدیث میں تو وہ کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولتے لیکن اور دنیا کی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں ایسے لوگوں کی روایت بھی قبول نہیں ہوتی نہ ان کی گواہی قبول ہے۔ البتہ اگر توبہ کریں تو قبول ہو سکتی ہے لیکن اگر ایک آدھ جھوٹ کسی دنیا کی بات میں نکل جائے اور وہ معلوم اور مشہور نہ ہو تو اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ اس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود ایک مرتبہ جھوٹ بولنے کا اقرار کرے بشرطیکہ اس کے جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر توبہ کرے تو بھی اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور ان گناہوں میں نہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اس قسم کی خطائیں اکثر لوگوں سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی حکم ہے اس جھوٹ کا جو بطریق تعریض یا طنز کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہیں اگر چہ ظاہر صورت میں جھوٹ ہے جیسے رسول اللہ نے ابوالجہم کو کہ وہ اپنی لاٹھی کندھے سے زمین پر نہیں رکھتا (یعنی اکثر مار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کیا کہ اپنی بی بی کو بہن بتلایا۔ یہ توریہ جو بنظر مصلحت ہو درست ہے' تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ صِحَّةِ الْاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الْمُعَنْعَنِ اِذَا اَمْكَنَ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ مُدَلِّسٌ.

باب: معنعن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جبکہ معنعن والوں کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں کوئی تدلیس کرنے والا نہ ہو۔

فائدہ: معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی اسناد میں فلان عن فلان عن فلان ہو یعنی فلاں نے فلاں سے اور اس نے فلاں سے روایت کیا۔ چونکہ ایسی اسناد میں راوی یوں نہیں کہتا کہ میں نے فلاں سے سنا یا اس نے مجھ سے بیان کیا تو شبہ رہتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بیچ میں کوئی راوی رہ گیا ہو اس واسطے معنعن حدیث کے حجت ہونے میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اس کی ملاقات اس سے ممکن ہو تو روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی۔ امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور اس باب میں اسی کو ثابت کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کم سے کم ایک بار اس راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات ہو جانا ثابت ہو جائے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا یہ قول اعتبار کے لائق نہیں اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم میں سے کسی نے اختیار نہیں کیا اور بدعت ہے لیکن محققین علما نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم رحمہ اللہ کے مذہب کو ضعیف کیا ہے۔ علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کی مخالفت میں ہیں بلکہ بعض نے اس سے زیادہ اور شرطیں بھی کی ہیں کہ اس راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات معلوم اور مشہور ہو اور ان میں صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی رحمہ اللہ اور بخاری رحمہ اللہ نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہو گئی، تو روایت متصل سمجھی جائے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اس کی عادت تدلیس کی نہیں۔ تدلیس کے معنی چھپانا اور اصطلاح اہل الحدیث میں تدلیس اس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اس کے اوپر کے راوی کا نام لے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے۔ اور یہ عادت بعض اہل الحدیث کی تھی جن کا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد بتلانے کیلئے یا کسی ادنی شخص سے روایت کرنے میں شرم کر کے تدلیس کیا کرتے تھے۔ پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معنعن حدیث میں ہو تو وہاں ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کیلئے کافی نہ ہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہو جائے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی۔ بعض نے یہ کہا کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت میں حجت کے لائق نہیں مگر یہ قول مردود ہے باجماع سلف اس کو کسی نے اختیار نہیں کیا (نووی رحمہ اللہ مع زیادہ) نووی رحمہ اللہ نے اس باب کے ترجمہ کو اس طرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ مکتبہ میں لائل پور [illegible] (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) بَابُ مَا يُصَحُّ بِهِ رِوَايَةُ الرُّوَاةِ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيهِ عَلَى مَنْ غَلِطَ فِي ذٰلِكَ۔ یعنی باب بیان میں اس بات کے کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اس غلطی کا جو لوگوں نے اس مقام پر کی ہے، اگرچہ یہ ترجمہ بھی برا نہیں مگر نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے اس واسطے ہم نے اسی کو اختیار کیا اور وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گزری کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے خود تو باب کے ترجمے لکھے نہیں، لوگوں نے ان کے بعد لکھ دیئے۔ پھر ہر ایک نے مناسب دیکھ کر اپنی رائے سے باب قائم کئے۔ ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اسی کو لکھا کریں گے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُتَعَجِّلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحاً لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذٰلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّ لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَأَسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ خَطَإِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدِّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ ۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے لوگوں نے جنہوں نے جھوٹ موٹ اپنے تئیں محدث قرار دیا ہے، اسناد کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے۔ اگر ہم بالکل اس کو نقل نہ کریں اور اس کا ابطال نہ لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک راستہ ہوگا اس لئے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اس کو مٹانے کیلئے اور اس کے کہنے والے کا نام کھودنے کیلئے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کیلئے تاکہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس غلط بات کی مگر اس وجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علما کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے، ہم نے اس قول کی غلطی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا اس کا فساد و بطلان اور خرابیاں ذکر لوگوں کیلئے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اس کا انجام بھی نیک ہوگا اگر اللہ عزوجل چاہے۔

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِخْبَارِ عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هٰذَا الْمَجِيءَ حَتّٰى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا

اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جس کے فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہا یوں گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسی ہو جس میں فلاں عن فلاں ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ممکن ہو کہ یہ حدیث ایک نے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے اس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت میں اس بات کی تصریح پائی کہ وہ دونوں ملے تھے اور ان میں منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حجت نہیں ہے جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جائے جس میں اس امر کا بیان ہو کہ ان دونوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيْثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيْهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا أَوْ تَلَاقِيْهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَمْ تَأْتِ رِوَايَةٌ صَحِيْحَةٌ تُخْبِرُ أَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا۔ لَمْ يَكُنْ فِيْ نَقْلِهِ الْخَبَرَ عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَالْأَمْرُ۔ كَمَا وَصَفْنَا۔ حُجَّةً وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مَوْقُوْفًا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيْهِ سِمَاعُهُ مِنْهُ لِشَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ قَلَّ أَوْ كَثُرَ فِيْ رِوَايَةٍ مِّثْلِ مَاوَرَدَ.

ملاقات ایک یا زیادہ بار ہوئی تھی۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کی جائے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت میں حجت نہیں ہے اور وہ حدیث موقوف رہے گی، یہاں تک کہ ان دونوں کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو۔

وَهٰذَا الْقَوْلُ۔ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ فِي الطَّعْنِ فِي الْأَسَانِيْدِ قَوْلٌ مُّخْتَرَعٌ مُّسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ صَاحِبُهُ إِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا أَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوٰى عَنْ مِّثْلِهِ حَدِيْثًا وَجَائِزٌ مُّمْكِنٌ لَّهُ لِقَاءُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا جَمِيْعًا كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَاحِدٍ وَإِنْ لَّمْ يَأْتِ فِيْ خَبَرٍ قَطُّ أَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ أَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَوٰى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَأَمَّا وَالْأَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى الْإِمْكَانِ الَّذِيْ فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ عَلَى السَّمَاعِ أَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ الدَّلَالَةُ الَّتِيْ بَيَّنَّا.

اور یہ قول اسناد کے باب میں اللہ تجھ پر رحم کرے ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ حدیث کے عالموں نے اس کی موافقت کی ہے اس لئے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلوں کا، وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور ان دونوں کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ وہ دونوں ایک زمانے میں موجود تھے اگرچہ کسی حدیث میں اس بات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونوں ملے تھے یا ان میں روبرو بات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہے اور وہ روایت ثابت ہے۔ البتہ اگر اس امر کی وہاں کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہیں ملا یا اس سے کچھ نہیں سنا تو وہ حدیث حجت نہ ہوگی لیکن جب تک یہ امر مبہم رہے (یعنی گول مول اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہ ہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جائے گی۔

فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِيْ وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ: قَدْ أَعْطَيْتَ فِيْ جُمْلَةِ قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ عَنِ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ

پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اس کی حمایت کرتا ہے اس سے یوں گفتگو کریں گے کہ خود تیرے ہی سارے کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ پھر تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْعَمَلُ ثُمَّ اَدْخَلْتَ فِيْهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ : حَتّٰى يُعْلَمَ اَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِيْ اشْتَرَطْتَهُ عَنْ اَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ؟ وَاِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيْلًا عَلٰى مَازَعَمْتَ.

نے خود ایک شرط بعد میں بڑھادی کہ جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا۔ اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پانا ہے جس کا ماننا ضروری ہو۔ اگر ایسا قول نہیں ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعوے پر لانا۔

فَاِنِ ادَّعٰى قَوْلَ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَآءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ اِدْخَالِ الشَّرِيْطَةِ فِيْ تَثْبِيْتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهٖ وَلَنْ يَّجِدَ هُوَ وَلَا غَيْرُهٗ اِلٰى اِيْجَادِهٖ سَبِيْلًا وَاِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيْمَا زَعَمَ دَلِيْلًا يَحْتَجُّ بِهٖ قِيْلَ لَهٗ : وَمَا ذٰلِكَ الدَّلِيْلُ؟

اگر وہ یہ کہے کہ اس باب میں سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کے ثبوت کیلئے تو کہا جائے گا کہاں ہے؟ لا! پھر نہ اس کو کوئی قول ملے گا اور نہ کسی اور کو۔ اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھیں گے وہ دلیل کیا ہے؟

فائدہ۔ اس مقام پر امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا، وہ ہے عمل کرنا خبر واحد پر۔ علما نے کہا ہے کہ حدیث یعنی خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر، ایک احاد۔ متواتر تو وہ ہے جس کے روایت کرنے والے اتنے آدمی ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے میں اس کے راوی اسی کثرت سے ہوں۔ اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اس پر عمل بھی واجب ہوتا ہے۔ خبر احاد وہ ہے جس کو ہر طبقے میں اس قدر راویوں نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقوں میں اس کے راوی کثرت سے ہوں مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے لیکن بہت سے تابعین نے اس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہو گی لیکن خبر احاد میں داخل ہے۔ خبر احاد کے حکم میں علما کا اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد اور محدثین اور فقہا اور علما کا مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہے اور اس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہئے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہ ہو تو سارا حدیث کا علم بے کار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثیں متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہیں ہیں، باقی سب احاد میں پھر سوائے قرآن کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ قدریہ اور رافضیہ کا قول یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہیں۔ اور بعض اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے اس لئے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی احاد حدیثیں علم کو موجب ہیں اور عمل کو بھی باقی کتابوں کی احاد حدیثیں صرف عمل کو موجب ہیں مگر یہ سب اقوال ضعیف ہیں اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یعنی یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اعتقادات میں خبر واحد پر بھروسا نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر اخبار احاد بہت سی ہوں جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جائے گا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے لیکن ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور اس پر یقین کرنا لازم ہے۔ شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہیں جن کے مضامین مختلف حدیثوں اور روایتوں سے متواتر ہو گئے ہیں۔

فَاِنْ قَالَ: قُلْتُهٗ لِاَنِّيْ وَجَدْتُّ رُوَاةَ الْاَخْبَارِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا يَرْوِيْ اَحَدُهُمْ عَنِ الْاٰخَرِ الْحَدِيْثَ وَلَمَّا يُعَايِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ اسْتَجَازُوْا رِوَايَةَ الْحَدِيْثِ بَيْنَهُمْ

پھر اگر وہ شخص یہ کہے: میں نے یہ مذہب اس لئے اختیار کیا ہے کہ میں نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ اس ایک نے دوسرے کو دیکھا ہے نہ اس سے سنا تو جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے جائز رکھا ہے مرسل کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰكَذَا عَلَى الْاِرْسَالِ مِنْ غَيْرِ سِمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِيْ اَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ ۔ اِحْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ اِلَى الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ رَاوِيْ كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِيْهِ فَاِذَا اَنَا هَجَمْتُ عَلٰى سِمَاعِهٖ مِنْهُ لِاَدْنٰى شَيْئٍ ثَبَتَ [عَنْهُ] عِنْدِيْ بِذٰلِكَ جَمِيْعُ مَايَرْوِيْ عَنْهُ بَعْدُ فَاِنْ عَزَبَ عَنِّيْ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ اَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِيْ مَوْضِعَ حُجَّةٍ لِاِمْكَانِ الْاِرْسَالِ فِيْهِ .

روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور علم والوں کے نزدیک حجت نہیں ہے تو احتیاج پڑی مجھ کو راوی کے سماع دیکھنے کی جس کو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے۔ پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اس کی تمام روایتیں اس سے درست ہو گئیں۔ اگر بالکل مجھے معلوم نہ ہوا کہ اس نے اس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھوں گا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی اس لئے کہ ممکن ہے اس کا مرسل ہونا (دلیل ہوئی مخالف کی۔ اب اس کا جواب آگے مذکور ہوتا ہے۔)

فائدہ: مرسل کہتے ہیں اس روایت کو جس کی اسناد میں اتصال نہ ہو یعنی کوئی راوی بیچ میں چھوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اس تابعی نے سنا ہے۔ منقطع اور معضل بھی اس کی قسمیں ہیں مگر منقطع اس روایت کو اکثر کہتے ہیں جو تبع تابعی، صحابی سے روایت کرے یا نیچے کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور معضل وہ جس میں دو راوی چھوٹ گئے ہوں۔ مرسل حدیث کے قبول کرنے میں علما کا بہت اختلاف ہے۔ مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ حجت نہیں اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہا کا اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

فَيُقَالُ لَهٗ: فَاِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ فِيْ تَضْعِيْفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْاِحْتِجَاجَ بِهٖ اِمْكَانَ الْاِرْسَالِ فِيْهِ لَزِمَكَ اَنْ لَّا تُثْبِتَ اِسْنَادًا مُعَنْعَنًا حَتّٰى تَرٰى فِيْهِ السَّمَاعَ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى اٰخِرِهٖ؟ وَذٰلِكَ اَنَّ الْحَدِيْثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِاِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِيْنٍ نَعْلَمُ اَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ وَاَنَّ اَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ اَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ يَجُوْزُ اِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ - فِيْ رِوَايَةٍ يَرْوِيْهَا عَنْ اَبِيْهِ - ((سَمِعْتُ)) اَوْ ((اَخْبَرَنِيْ)) اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَبِيْهِ فِيْ تِلْكَ الرِّوَايَةِ اِنْسَانٌ اٰخَرُ اَخْبَرَهٗ بِهَا عَنْ اَبِيْهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ اَبِيْهِ لِمَا اَحَبَّ اَنْ يَّرْوِيَهَا مُرْسَلًا

تو اس سے کہا جائے گا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنے کی اور اس کو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے اس کا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لے کر آخر تک اس میں تصریح نہ ہو سماع کی (یعنی ہر راوی دوسرے سے یوں روایت کرے کہ میں نے اس سے سنا) مثلاً جو حدیث ہم کو پہنچی ہشام کی روایت سے اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے باوجود اس کے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سن کر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اس کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَلَا يُسْنِدُهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذٰلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذٰلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يُنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطَ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي [الرَّجُلَ] الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ وَيَتْرُكَ الْإِرْسَالَ.

مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اس کا ذکر مناسب نہ جانا۔ اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے، ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ میں ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک اسناد میں جس میں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ ایک نے دوسرے سے بہت سی روایتیں سنی ہیں۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ بعض روایتیں اس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سن کر اس کو مرسلا نقل کیا ہو پر جس کے ذریعہ سے سنا اس کا نام نہ لیا اور کبھی اس اجماع کو رفع کرنے کیلئے اس کا نام بھی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا۔

فائدہ۔ حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے حجت نہ ہونے کیلئے کافی ہوا تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جائے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اس کی روایت کی ہوئی خود اسی سے سن لی ہوں۔ جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سنے، کچھ اور لوگوں کے واسطے سے سنے تو ملاقات کا حال معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کیلئے کافی نہ ہوا۔ پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزاروں صحیح متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں۔ مخالف اس کا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال، رفع اتصال کیلئے کافی نہیں۔ جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال، مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا۔ کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسی کا ہے اس لئے کہ راوی مدلس نہیں برخلاف اس صورت کے جہاں ملاقات ایک بار بھی ثابت نہیں وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں، اس لئے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کے موقوف ہونے کو۔

وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُودٌ فِي الْحَدِيثِ مُسْتَفِيضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِينَ وَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرَ مِنْهَا. إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى. فَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. قَالَتْ]: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ. فَرَوَى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہیں ہے) بلکہ موجود ہے حدیث میں اور جاری ہے بہت سے ثقہ محدثین کی روایتوں میں۔ ہم تھوڑی سی ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں اللہ چاہے تو ان سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتوں پر۔ پہلی روایت وہ ہے جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک جماعت نے سوائے ان کے ہشام سے نقل کی، اس نے اپنے باپ عروہ سے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں خوشبو لگاتی رسول اللہ ﷺ کے احرام کھولتے وقت اور احرام باندھتے وقت جو سب سے عمدہ مجھ کو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا۔ ہشام نے کہا: خبر دی مجھ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

عثمان بن عروہ نے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔

فائدہ۔ تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد میں عثمان کا واسطہ نہیں ہے صرف ہشام عن عروہ ہے حالانکہ پہلی اسناد نقل کرنے والے حدیث کے بڑے بڑے امام ہیں۔ ان سب سے غلطی نہیں ہو سکتی تو ضروری ہے یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہیں سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا لیکن کبھی ہشام نے اس کو مرسلا عروہ سے نقل کیا اور کبھی سند اً عثمان سے۔ اگرچہ اس مقام میں یہ احتمال بھی ہے کہ ہشام نے اس کو پہلے عثمان کے واسطے سے سنا ہو پھر خود عروہ سے مل کر بلا واسطہ بھی ان سے سن لیا ہو۔

وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ [قَالَتْ] كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بِعَيْنِهَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

دوسری روایت ہشام کی ہے، اپنے باپ عروہ سے، اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے۔ میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ اسی روایت کو بعینہ امام مالک رحمہ اللہ نے زہری سے روایت کیا ہے۔ اس نے عروہ سے اس نے عمرہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

فائدہ۔ تو امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں عروہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ میں ایک واسطہ ہے عمرہ کا جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں، ایک یہ کہ حائضہ عورت کے اور اعضاء پاک ہیں اور اس پر علما کا اتفاق ہے۔ اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہیں۔ دوسرے یہ کہ معتکف اپنے بالوں میں کنگھی کر سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے اور اس کو چھو سکتا ہے بغیر شہوت کے۔

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ [بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ] أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے ابو سلمہ سے نقل کیا اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے۔ یحیٰی بن ابی کثیر نے اس بوسے کی حدیث کو یوں روایت کیا خبر دی مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے ان کو خبر دی عمر بن عبدالعزیز نے ان کو خبر دی عروہ نے ان کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے۔

فائدہ۔ اور ایک نسخہ میں صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط ہے۔ صحیح صالح بن ابی حسان ہے۔ نسائی نے اس کو روایت کیا ابن وہب سے، اس نے ابن ابی ذئب سے، اس نے صالح بن ابی حسان سے، اس نے ابو سلمہ سے، ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان بصری ابو الحارث دوسرا شخص ہے، وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے (نووی رحمہ اللہ) تو یحیٰی بن کثیر نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ میں دو واسطے اور نقل کئے عمر بن عبدالعزیز اور عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلی اسناد میں نہیں ہیں۔ اس اسناد میں ایک نادر بات ہے وہ یہ کہ چاروں راوی یعنی یحیٰی اور ابو سلمہ اور عمر بن عبدالعزیز اور عروہ تابعین میں سے ہیں اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ. فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهٰذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيْرٌ يَكْثُرُ تَعْدَادُهُ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِذَوِي الْفَهْمِ.

چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کی، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کھلایا گھوڑوں کا گوشت اور منع کیا پالتو گدھوں کے گوشت سے۔ اسی حدیث کو روایت کیا حماد بن زید نے عمرو سے، انہوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے، انہوں نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد میں نہیں) اور اسی قسم کی حدیثیں بہت ہیں جن کا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کیں وہ سمجھنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

فَاِذَا كَانَتِ الْعِلَّةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ فِيْ فَسَادِ الْحَدِيْثِ وَتَوْهِيْنِهِ اِذَا لَمْ يُعْلَمْ اَنَّ الرَّاوِيَ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَوٰى عَنْهُ شَيْئًا اِمْكَانَ الْاِرْسَالِ فِيْهِ لَزِمَهُ تَرْكُ الْاِحْتِجَاجِ فِيْ قِيَادِ قَوْلِهِ بِرِوَايَةِ مَنْ يُعْلَمُ اَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَوٰى عَنْهُ اِلَّا فِيْ نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِيْ فِيْهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلُ عَنِ الْاَئِمَّةِ الَّذِيْنَ نَقَلُوا الْاَخْبَارَ اِنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتٌ يُرْسِلُوْنَ فِيْهَا الْحَدِيْثَ اِرْسَالًا وَلَا يَذْكُرُوْنَ مَنْ سَمِعُوْهُ مِنْهُ وَتَارَاتٌ يَنْشَطُوْنَ فِيْهَا فَيُسْنِدُوْنَ الْخَبَرَ عَلٰى هَيْئَةِ مَا سَمِعُوْا فَيُخْبِرُوْنَ بِالنُّزُوْلِ فِيْهِ اِنْ نَزَلُوْا وَبِالصُّعُوْدِ اِنْ صَعِدُوْا كَمَا شَرَحْنَا ذٰلِكَ عَنْهُمْ.

پھر جب علت اس شخص کے نزدیک جس کا قول ہم نے اوپر بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہ ہو تو ارسال ممکن ہے تو اس کے قول کے بموجب اس کو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا ان روایتوں کے ساتھ جن کے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے (لیکن خاص اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جس میں سماع کی تصریح ہے کیوں کہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ حدیث روایت کرنے والے اماموں کا حال مختلف ہوتا ہے کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہو اس کا نام نہیں لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کی پوری اسناد جس طرح سے انہوں نے سنا ہے، بیان کر دیتے پھر اگر ان کو اتار ہوتا تو اتار بتلاتے اور جو چڑھاؤ ہوتا چڑھاؤ بتلاتے جیسے ہم اوپر صاف بیان کر چکے ہیں۔

فائدہ: اتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہ ہوئی اور واسطے زیادہ ہوئے تو اتار ہوا۔

وَمَا عَلِمْنَا اَحَدًا مِنْ اَئِمَّةِ السَّلَفِ مِمَّنْ يَسْتَعْمِلُ الْاَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُوْا صِحَّةَ الْاَسَانِيْدِ وَسَقَمَهَا مِثْلَ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فَتَّشُوْا عَنْ

اور ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی اور جو ان کے بعد ہیں کسی کو نہیں سنا کہ وہ اسناد میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں جیسے یہ شخص دعویٰ کرتا ہے جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا۔ البتہ جنہوں نے ان میں سے راویوں کے سماع کی تحقیق کی ہے تو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْاَسَانِيْدِ كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِيْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ. وَاِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ مِمَّنْ رَوٰى عَنْهُمْ اِذَا كَانَ الرَّاوِيْ مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيْسِ فِي الْحَدِيْثِ وَشُهِرَ بِهٖ فَحِيْنَئِذٍ يَبْحَثُوْنَ عَنْ سَمَاعِهٖ فِيْ رِوَايَتِهٖ وَيَتَفَقَّدُوْنَ ذٰلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنْزَاحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيْسِ فَمَا الْبَتَّةَ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذٰلِكَ عَنْ اَحَدٍ مِمَّنْ سَمَّيْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنَ الْاَئِمَّةِ فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاٰى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَوٰى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا. وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَضٰى وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ- اَلَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ- بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَاٰثَارٍ. وَ هِيَ فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ- مُهْمَلَةٌ عَلَى اَنَّ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الشَّاْنِ وَفَتَّشَ عَنْهُ

ان راویوں کے جو مشہور ہیں تدلیس میں۔ اس وقت بے شک ایسے راویوں کے سماع سے بحث کرتے ہیں اور اس کی دریافت کرتے ہیں تا کہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہو جائے لیکن سماع کی تحقیق اس راوی میں جو مدلس نہ ہو جس طرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہم نے کسی امام سے نہیں سنا ان اماموں میں سے جن کا ذکر ہم نے کیا اور جن کا نہیں کیا۔

اس قسم کی روایت میں سے عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے (جو خود صحابی ہیں) انہوں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے، ہر ایک سے ایک ایک حدیث کو جس کو انہوں نے مسند کیا ہے رسول اللہ ﷺ تک، مگر ان روایتوں میں اس بات کی تصریح نہیں کہ عبداللہ بن یزید نے سنا ان دونوں سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے سنا) اور نہ کسی روایت میں ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ، حذیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم سے روبرو ملے اور ان سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہیں ہم نے پایا کہ عبداللہ نے ان دونوں کو دیکھا کسی خالص روایت میں (مگر چونکہ عبداللہ خود صحابی تھے) اور اس کا سن اتنا تھا کہ ملاقات ان کی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ممکن ہے اس لیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام مسلم کا مذہب ہے اور کسی علم والے سے نہیں سنا گیا نہ اگلے لوگوں سے، نہ ان سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انہوں نے طعن کیا ہو ان دونوں حدیثوں میں جن کو عبداللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو ان کے مشابہ ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ ان کا استعمال جائز رکھتے ہیں اور ان سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اس شخص کے نزدیک جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) واہی ہیں اور بے کار ہیں جب تک سماع عبداللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے تحقیق نہ ہو

محدث علی و یحییٰ کے تعریفی متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَوٰى.

فائدہ: ابومسعود سے انہوں نے نفقة الرجل علی اهله کی حدیث روایت کی ہے جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا اور حذیفہ سے وہ حدیث روایت کی ہے اَخْبَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اخیر تک جس کو مسلم نے نقل کیا ہے تو عبداللہ بن یزید صحابی ہیں۔ انہوں نے روایت کیا حذیفہ اور ابومسعود سے جو مشہور صحابی ہیں۔

وَلَوْ ذَهَبْنَا نَعُدُّ الْاَخْيَارَ الصِّحَاحَ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يُّهِنُ بِزَعْمِ هٰذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيْهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا وَاِحْصَائِهَا كُلِّهَا وَلٰكِنَّا اَحْبَبْنَا اَنْ نُّثْبِتَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُوْنُ سِمَةً لِّمَنْ سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا.

اور اگر ہم سب ایسی حدیثوں کو، جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں، بیان کریں تو ان کا ذکر کرتے کرتے ہم تھک جائیں گے (اس قدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی ان میں سے بیان کریں تا کہ باقی کیلئے وہ نمونہ ہو۔

وَهٰذَا اَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَاَبُوْ رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ اَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمُ الْاَخْبَارَ حَتّٰى نَزَلَا اِلٰى مِثْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيْهِمَا قَدْ اَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَلَمْ نَسْمَعْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا اَنَّهُمَا عَايَنَا اُبَيًّا اَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا.

ابوعثمان نہدی (عبدالرحمٰن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرے) اور ابورافع صائغ (نفیع مدنی) ان دونوں نے زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر نہ ہوئی ایسے لوگوں کو مخضرم کہتے ہیں) اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں۔ پھر ان سے ہٹ کر اور صحابہ سے یہاں تک کہ ابوہریرہ اور ابن عمر اور ان کے مانند صحابیوں سے ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت کی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ان دونوں نے ابی بن کعب کو دیکھا یا ان سے کچھ سنا۔

وَاَسْنَدَ اَبُوْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ اَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا وَاَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثَيْنِ. وَاَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وُلِدَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَاَسْنَدَ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَقَدْ اَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ ﷺ. عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ هُوَ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ

اور ابوعمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جوان مرد تھا اور ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ نے ہر ایک نے ان میں سے دو دو حدیثیں ابومسعود انصاری سے روایت کیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور عبید بن عمیر نے، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور عبید پیدا ہوئے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے ابومسعود انصاری سے تین حدیثیں روایت کیں اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ ﷺ ثَلٰثَةَ اَحْيَارٍ . وَاَسْنَدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلِيًّا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثَيْنِ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَقَدْ سَمِعَ رِبْعِيٌّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَرَوٰى عَنْهُ . وَاَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا . وَاَسْنَدَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ثَلٰثَةَ اَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَاَسْنَدَ عَطَاءُ ابْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثًا . وَاَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَحَادِيْثَ .

کی صحبت میں رہا۔ ایک حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور ابوبکرہ سے ایک حدیث، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور ربعی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت کی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں روایت کیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں کو نووی رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں ان میں سے مسلم نے آگے نقل کیں ہیں اس لیے بخوف طوالت ہم نے ان کو یہاں نہیں لکھا اور غرض ان سب راویوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب راوی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگوں سے روایت کی ہے ان سے سن سکتے ہیں لیکن ان کا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہیں ہوا حالانکہ محدثین نے ان روایتوں کو قبول کیا ہے اور ان کو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ثبوت ہے سماع ضروری نہیں۔

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا اَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ اَسَانِيْدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ

پھر یہ سب تابعین رحمہم اللہ جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا، ان کا سماع ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی معین روایت میں معلوم نہیں ہوا، نہ ملاقات ہی ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اس کے یہ سب روایتیں حدیث اور روایت کے پہچاننے والوں کے نزدیک (یعنی ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف کہا ہو یا اس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهَنُوْا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوْا فِيْهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِالسَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُمْكِنٌ مِّنْ صَاحِبِهِ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِيْ إِتَّفَقُوْا فِيْهِ۔ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِيْ حَكَيْنَاهُ فِي تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفَ اَقَلَّ مِنْ اَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ إِذْكَانَ قَوْلًا مُّحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِاَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِيْ وَصَفْنَا مَ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

سماع کی تلاش کی ہو، اس لئے کہ سماع ممکن ہے اس کا انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے اور یہ قول جس کو اس شخص نے نکالا ہے جس کا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کیلئے اس علت کی وجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہیں کہ اس طرف التفات کریں یا اس کا ذکر کریں، اس لئے کہ یہ قول نیا نکالا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم سلف میں سے اس کا قائل نہیں ہوا۔ اور جو لوگ سلف کے بعد گزرے انہوں نے اس کا انکار کیا تو اس سے اس کے رد کرنے کی حاجت نہیں۔ جب اس قول کی اور اس کے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس بات کو رد کرنے کیلئے جو عالموں کے مذہب کے خلاف ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔ تمام ہوا مقدمہ مسلم کا۔ اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جس پر موقوف ہے نجات آخرت کے عذاب سے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِيمَانِ

ایمان کا بیان

فائدہ۔ خطابی نے کہا اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور زہری نے کہا: اسلام زبان سے اقرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مؤمن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کو مؤمن ہونا ضروری نہیں۔ ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا، تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہوتا ہے مگر دل میں اس کے یقین نہیں ہوتا وہ مسلم ہے نہ مؤمن۔ پھر ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤں سے ادا کرے اس لئے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا۔ اور اس کی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اور مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں، اسی لئے ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس بات میں موافق ہوئے ہیں مرجیہ کے مگر فرق یہ ہے حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کیلئے ضروری جانتے ہیں اور مرجیہ کہتے ہیں اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا۔ اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اس لئے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں۔ انہوں نے غور نہیں کیا اس لئے کہ تصدیق اور یقین دونوں صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ پس اسی طرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ کمیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضروری ہے کیونکہ مقلد کا ایمان ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان ادنیٰ عامی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیوں کر برابر ہو سکتا ہے۔ اب علما نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جس پر حکم کیا جائے گا اہل قبلہ ہونے کا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا وہ شخص ہے جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کا۔ اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اس سے کہا جائے گا رسالت کے اقرار کیلئے، پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے اور عمل نہ کرے جس کا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا کا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جائے گا۔ (نووی رحمہ اللہ باختصار مع زیادہ)

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَوُجُوبِ الْإِيمَانِ بِإِثْبَاتِ قَدَرِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى.

باب: ایمان اور اسلام اور احسان کا بیان اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیر پر ایمان کا بیان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.maktabah.org

قَالَ الْاِمَامُ اَبُوالْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نَبْتَدِئُ وَاِيَّاهُ نَسْتَكْفِيْ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهٗ قَالَ:

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں ہم شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر۔ اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا مگر اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اس کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے میں اختصار کے واسطے حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل علم اور اہل معرفت ہیں اور عام آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علمائے حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اس پر عمل کرے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اسناد میں کہیں حدثنا اور اخبرنا کہتے ہیں اور کہیں حدثنی اور اخبرنی۔ اس سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں معلوم ہوتی ہے۔ حدثنی اور اخبرنی وہاں کہا جاتا ہے جہاں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث سنی یا اکیلے پڑھ کر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہاں جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی۔

(۹۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: كَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ بِالْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ اَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا: لَوْ لَقِيْنَا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهٗ اَنَا وَصَاحِبِيْ اَحَدُنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِيْ سَيَكِلُ الْكَلَامَ اِلَيَّ فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! اِنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ۔ وَذَكَرَ مِنْ شَاْنِهِمْ۔ وَاَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ قَالَ اِذَا لَقِيْتَ اُولٰئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّيْ وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهٗ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ

یحییٰ بن یعمر سے روایت ہے، سب سے پہلے جس نے تقدیر میں گفتگو کی بصرے میں (جو ایک شہر ہے دہانہ خلیج فارس پر آباد کیا تھا اس کو عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ سمعانی نے کہا: بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا۔ اور درحقیقت بصرہ ایک شہر ہے جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اس شہر کی بنا ہوئی ہوگی) وہ معبد جہنی تھا تو میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری دونوں مل کر چلے حج یا عمرے کیلئے اور ہم نے کہا: کاش! ہم کو کوئی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے جس سے ہم ذکر کریں اس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں تو مل گئے ہم کو اتفاق سے عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما مسجد کو جاتے ہوئے۔ ہم نے ان کو بیچ میں کر لیا یعنی میں اور میرا ساتھی داہنے اور بائیں بازو ہو گئے۔ میں سمجھا کہ میرا ساتھی (حمید) مجھ کو بات کرنے دے گا (اس لئے کہ میری گفتگو اچھی تھی) تو میں نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی) ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں یا اس کی باریکیاں نکالتے ہیں اور بیان کیا حال ان کا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور سب کام ناگہاں ہو گئے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو جب ایسے لوگوں سے ملے تو کہہ دے ان سے میں بیزار ہوں اور وہ مجھ سے۔ اور قسم ہے اللہ جل جلالہ کی کہ ایسے لوگوں میں سے (جن کا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہیں) اگر کسی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا)) قَالَ: صَدَقْتَ۔ قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ؟ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ)) قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي: ((يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)). [ابوداود: ٤٦٩٥، ترمذی: ٢٦١٠، نسائی: ٥٠٠٥، ابن ماجه: ٦٣]

پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر وہ اس کو خرچ کرے اللہ کی راہ میں تو اللہ قبول نہ کرے گا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لائے پھر کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو پہچانتا نہ تھا، وہ بیٹھ گیا آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر اور اپنے گھٹنے حضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا: اے محمد ﷺ! بتلاؤ مجھ کو اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنی زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا اللہ کے اور محمد (ﷺ) اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے۔'' (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو) وہ بولا: سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیوں کرے گا) پھر وہ شخص بولا: مجھ کو بتلاؤ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجا لاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی ہے) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کیلئے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب اللہ پاک کی طرف سے ہے۔'' (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا: سچ کہا تم نے۔ پھر اس شخص نے پوچھا: مجھ کو بتلاؤ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا: بتایئے مجھ کو قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' وہ شخص بولا تو مجھے اس کی نشانیاں بتلایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا ننگوں کو جن کے پاؤں میں جوتا نہ تھا، تن پر کپڑا نہ تھا، کنگال بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں۔'' راوی نے کہا: پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟'' میں نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہیں۔ یعنی یوں کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ازل میں سب چیزوں کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلاں چیز فلاں وقت میں فلاں طرح پر واقع ہوگی۔ پھر اسی کے موافق جیسے اللہ کے علم میں تھا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ان کا اندازہ نہیں کیا۔ اس کو ان کا علم نہ تھا بلکہ جب وہ چیزیں واقع ہوئیں تو اس وقت اللہ کو ان کا علم ہوا، اور یہ ان کا جھوٹ ہے اللہ عزوجل پر۔ اس فرقہ کو قدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا۔ صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدریہ کا تمام ہو گیا اور کوئی اہل قبلہ میں سے اس قول کا قائل نہ رہا اور اخیر زمانہ میں جو قدریہ کہلاتے ہیں وہ تقدیر الٰہی کو ثابت کرتے ہیں، مگر یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کی طرف سے ہے۔ اور معتزلہ کو بھی قدریہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خیر ہوں یا شر خالق ہے۔ اور رافضی بھی اس باب میں معتزلہ کے شریک ہوئے ہیں اور الحدیث یہ کہتے ہیں کہ خالق کوئی نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق یہاں تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادے کا بھی۔ مگر اللہ نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب اور ثواب منحصر ہے۔ پر اس اختیار کو خلق نہیں کہتے۔ خود قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [۳۷/الصافات:۹۶] یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو۔ اور فرمایا: ''هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ'' یعنی کوئی خالق نہیں سوائے اللہ کے۔ ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث میں اور ابو المعالی امام الحرمین نے ''ارشاد'' میں یوں لکھا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہیں ہم قدریہ نہیں ہیں بلکہ اہل سنت قدریہ ہیں کیونکہ وہ قدر اور قضا ثابت کرتے ہیں اور یہ محض دھوکا اور فریب ہے اس لئے کہ اہل حق تمام کاموں کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور قدر اور افعال کو اللہ کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولیٰ ہے کہ نام رکھا جائے اس چیز کے ساتھ بہ نسبت اس شخص کے جو اس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کیلئے ثابت کرے۔ امام الحرمین نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قدریہ مجوس ہیں اس امت کے'' تو مشابہت دی قدریہ کو مجوس کے ساتھ جیسے مجوس (فارسی لوگوں) نے دو خالق ثابت کئے ہیں ایک خیر کا اس کو ''یزدان'' کہتے ہیں اور ایک شر کا اس کو ''اہرمن'' کہتے ہیں۔ اسی طرح قدریوں نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہیں مجوس سے کیونکہ مجوس نے تو دو خالق نکالے اور انہوں نے ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں خالق کر دیئے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث کہ قدریہ مجوس ہیں اس امت کے روایت کیا اس کو ابو حازم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اور روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سماع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہو جائے۔ خطابی نے کہا: معنی اللہ کے رسول ﷺ نے قدریہ کے مجوس اس مشابہت کی کہ ان کا قول مشابہ ہے مجوس کے قول کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کیونکہ مجوس دو اصلوں کے قائل ہیں ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور کہتے ہیں کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بت پرست اور مشرک ہوئے اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہیں خیر کی اللہ کی طرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق ہے خیر اور شر سب کا اور کوئی کام برا ہو یا بھلا بغیر اس کی مشیت اور ارادے کے نہیں ہوتا تو خیر اور شر دونوں باعتبار خلق کے منسوب ہیں اللہ کی طرف اور باعتبار کسب اور فاعلیت کے بندے کی طرف اور بعض آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ بالکل مجبور ہے اللہ کی قدر اور قضا کے سامنے اور اس کو کسی طرح کا اختیار نہیں۔ یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کی طرح گمراہ ہے اور اہل سنت سے خارج ہے حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہیں بلکہ قضا و قدر اللہ تعالیٰ کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کرے گا برے یا بھلے اور کب کرے گا مگر بندے کو اس کا علم نہیں اسی واسطے وہ سب کام اپنے اختیار سے کرتا ہے اور اس کا ثواب یا عذاب ملتا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ مع زیادۃ) سمعانی نے کتاب الانساب میں لکھا ہے کہ جہنی نسبت ہے جہینہ کی طرف جو ایک قبیلہ ہے قضاعہ میں سے اور اس کا نام زید بن لیث بن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھا۔ کچھ لوگ ان میں سے کوفے کے ایک محلہ میں اترے جو منسوب ہے جہینہ کی طرف اور کچھ بصرے میں۔ اور بصرے والوں میں تھا معبد بن خالد جہنی جو حسن بصری کا شاگرد تھا اور سب سے پہلے اس نے گفتگو کی تقدیر کے متعلق بصرے میں، پھر بصرہ والے اس کی راہ چلنے لگے۔ حجاج بن یوسف نے اس کو قتل کیا باندھ کر۔ تقریب میں ہے کہ بعض نے کہا: اس کے باپ کا نام عبداللہ بن عقیم ہے اور بعضوں نے کہا اس کا دادا عویمر تھا وہ سچا ہے مسکین بدعتی تھا، اس نے اول تقدیر میں گفتگو کی بصرے میں اور قتل کیا گیا ۸۰ھ میں۔

حدیث میں یہاں يَتَقَفَّرُوْنَ ہے بتقدیم قاف بر فا جس کے معنی یہ ہے کہ طلب کرتے ہیں علم کو اور شوق رکھتے ہیں۔ اور بعض نسخوں میں يَتَفَقَّرُوْنَ ہے بتقدیم فا بر قاف اس کے معنے یہ ہیں کہ باریکیاں نکالتے ہیں اور موشگافیاں کرتے ہیں۔ اور بعضوں نے مسلم کے سوا بلفظ روایت کیا ہے يَتَفَقَّرُوْنَ بحذف الراء یعنی پیروی کرتے ہیں علم کی۔ قاضی عیاض نے کہا: بعضوں نے يَتَقَعَّرُوْنَ پڑھا قَعْر سے یعنی گہری باتیں نکالتے ہیں اور ابو یعلیٰ کی روایت میں يَتَفَقَّهُوْنَ ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہیں (نووی رحمہ اللہ)

یعنی ابتدائی اچانک ہی بے سوچے سمجھے ہو گئے اللہ تعالیٰ کو بیشتر سے ان کا علم نہ تھا، نہ اس نے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تھا بلکہ وقوع کے بعد اللہ کو علم ہوا جیسے اوپر گزرا کہ یہ قول غلاۃ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہیں اور قائل اس کا گمراہ اور جھوٹا ہے اللہ سب مسلمانوں کو اس اعتقاد سے بچائے یعنی علاۃ اسلام کا اس لئے کہ وہ سب کافر ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وہ قدریہ ہیں جو اللہ کا علم مخلوق کے ساتھ نفی کرتے ہیں وہ بالاتفاق کافر ہیں اور یہ لوگ درحقیقت فلاسفہ ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہو سکتا اگر ہو بھی تو ایک طرح کا اجمالی علم ہوگا، نہ تفصیلی بعضوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدریہ کے کافر ہونے پر۔ اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن آگے کی عبارت سے صاف ان کا کفر معلوم ہوتا ہے۔ اس ایک فقرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے تصوف اور سلوک کو بیان کر دیا۔

تصوف کی تعریف

خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو اللہ سے محبت اور الفت پیدا ہو اور اللہ کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے تو اعلیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ بندہ اللہ کی ذات کے تصور میں ایسا غرق ہو جائے کہ سوائے اللہ کے کچھ نہ نظر آئے گو ظاہری آنکھوں سے دنیا کی چیزیں دیکھے اور کانوں سے سنے، پر جب دل اللہ سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کی آنکھ اور کان کی طرح کھلے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو صوفی کی ہے اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے فقیروں اور صوفیوں اور اللہ کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنیٰ ہے جس کے حاصل کرنے کیلئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے وہ یہ کہ ہر وقت اللہ کو حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ اللہ اس کے تمام حرکات اور سکنات یہاں تک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے۔ پھر اس کی عبادت کے وقت دوسری چیز میں دل لگانا اور بیہودہ وسوسوں کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہئے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص کرے اور دل لگائے یعنی عبادت بہت خشوع اور خضوع سے کرے۔ قاضی عیاض نے کہا: یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہیں یعنی قیامت کا آنا کسی کو معلوم نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) جس کو وہ نہیں جانتا تو یوں کہنا چاہئے کہ مجھ کو معلوم نہیں۔ اور یہ کہنا اس کی ذلت اور نقصان کا باعث نہ ہوگا بلکہ دلیل ہے اس کے کمال علم اور ورع اور تقوے کی۔ بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں۔ یہ ترجمہ ہے: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا جیسے اس روایت میں ہے۔ اور ایک روایت میں دَبَّتَهَا کے بدلے رَبَّهَا ہے مذکیر کے ساتھ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میاں کو۔ اور ایک روایت میں بَعْلَهَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو۔

اس فقرہ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا: مطلب یہ ہے کہ لونڈیاں بہت بکڑی جائیں گی اور ان کی اولاد بہت پھیلے گی۔ اور ظاہر ہے کہ لونڈی بھی شریعت کی رو سے ایک مال ہے اور باپ کا مال اس کے بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بنی اپنی ماں کے میاں بلی اور مالک ہوں گے۔ بعضوں نے کہا: مراد یہ ہے کہ لونڈیاں بادشاہوں کی مائیں ہوں گی کیونکہ اس زمانہ میں بادشاہ موافق شریعت کے نکاح کے پابند نہ ہوں گے بلکہ بہت سے نکاح ہی نہ کریں گے لونڈیاں اور خواصیں رکھیں گے۔ پھر ان کے لڑکے اور لڑکیاں تخت پر بیٹھ کر بادشاہ بنیں گے اور اپنی ماں کو اپنی رعیت میں شامل کریں گے۔ بعض نے کہا: غرض یہ ہے کہ لوگوں کا حال تباہ ہوگا اور ام ولد کو بیچنا شروع کر دیں گے۔ آخر بکتے بکتے بکتے کبھی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتھ آن کر بکے گی اور اس کو معلوم نہ ہوگا کہ میری ماں ہے۔ اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیوں میں بھی ہو سکتی ہے مثلاً ایک لونڈی کا لڑکا سوا اس کے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شبہ یا زنا سے پھر وہ لونڈی بکتے بکتے اس لڑکے کے ہاتھ میں جا پڑے اور وہ نہ پہچانے اور بَعْل کے معنی بھی مالک مُتبد کے آئے ہیں جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو۔ اور بعض نے کہا بعل سے مراد خاوند ہے یعنی غضب وہ کہتے ہیں لونڈیوں کی خرید و فروخت اس کثرت سے ہوگی کہ کبھی ایک شخص اپنی ماں سے نکاح کر لے گا اور اس کو معلوم نہ ہوگا۔ اور بعض نے کہا: مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤں کی عزت اور حرمت چھوڑ دیں گے اور ماں سے وہ سلوک کریں گے جو لونڈی سے کرتے ہیں۔

اللہ اپنی پناہ میں رکھے اس زمانہ میں بھی بہت سے لوگ ایسے نکلے ہیں جو ماں باپ کا ادب نہیں کرتے اور ان کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ لونڈی غلاموں کی طرح ان کو جھڑکتے ہیں۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی ہے کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگوں نے استدلال کیا اس امر پر اس حدیث سے تعجب ہوتا ہے اس لئے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو، اس کا حرام یا مذموم ہونا ضروری نہیں کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا، دولت بہت کمانا، پچاس پچاس عورتیں رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں یعنی دنیا کی حالت میں ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاش بھوکے تھے وہ امیر و مالدار ہو جائیں گے اور جو امیر مالدار تھے وہ مفلس محتاج ہو جائیں گے۔ اگرچہ ایسے انقلاب دنیا میں بڑی جنگوں سے کئی بار ہو چکے ہیں پر قیامت کے قریب وہ ساری دنیا میں ہوں گے۔ اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصہ میں ہوئے جیسے دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کشت و خون بہت ہوگا اور فساد عالمگیری ہو جائے گا۔ بعض نے کہا: مراد ان ننگوں کنگالوں سے عرب کے لوگ ہیں۔ اور یہ ایک پیشگوئی تھی ان کیلئے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربوں کی شوکت بڑھے گی اور وہ چٹائی اور غربت سے نکل کر مالدار اور امیر بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئے اور عرب کے لوگ مالا مال ہو گئے۔

یہ ترجمہ ہے: فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعض نسخوں میں فَلَبِثْتُ مَلِيًّا یعنی بہت دیر تک چپ رہے۔ اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے، تین دن کے بعد نبی ﷺ مجھ سے ملے۔ لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے کہ وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ آپ نے فرمایا: اس کو بلاؤ۔ لوگ دوڑے تو وہاں کسی کو نہ پایا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل تھے۔ اور ممکن ہے تطبیق اس طور پر کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں تو آپ نے اور لوگوں سے اسی وقت کہا ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن کے بعد۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین میں داخل ہے۔

اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہم نے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدے اس کے اوپر مذکور ہوئے۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو ان کو معلوم کرانے کیلئے پوچھنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جائیں۔ دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنی چاہئے۔ پوچھنے والے کو اچھی طرح سے جواب دینا چاہئے کہ اس کی تشفی ہو جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹۴) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذٰلِكَ. قَالَ. فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّهُ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَهْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانِ أَحْرُفٍ. [راجع:۹۳]

یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں کہ جب معبد نے تقدیر کے مسئلہ میں باتیں شروع کیں تو ہم نے مخالفت کی اس وقت کی بات ہے کہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حج کے لیے روانہ ہوئے باقی حدیث بعض الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بیان کی۔

(۹۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: لَقِينَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدَرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيهِ شَيْءٌ مِنْ زِيَادَةٍ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا. [ابوداود:٤٦٩٦]

(دوسری سند) یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے تقدیر کے بارے میں جو لوگ غلط باتیں کرتے ہیں انکا تذکرہ کیا تو انہوں نے وہی حدیث بیان کی جو گزر چکی ہے کچھ کمی بیشی کے ساتھ۔

(۹۶) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ. [راجع:۹۳]

ایک اور سند سے یحییٰ بن یعمر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے اسی طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔

بَابُ الْإِيمَانِ مَا هُوَ؟ وَبَيَانُ خِصَالِهِ.

باب: ایمان کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان۔

(۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں میں برآمد تھے، اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا: یارسول اللہ ﷺ! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے پچھلے روز جی اٹھنے پر۔'' پھر وہ شخص بولا: یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دے تو زکوٰۃ کو جس قدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے پھر وہ شخص بولا: یارسول اللہ ﷺ! احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا (یعنی اتنا استغراق نہ ہو اور یہ درجہ نہ ہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' پھر وہ شخص بولا: ''یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُؤُوْسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)) ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ [لقمان: ٣١-٣٤] قَالَ: ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ)) فَاَخَذُوْا لِيَرُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ))

[بخاری: ٥٠، ٤٧٧٧؛ ابن ماجه: ٦٤، ٤٠٤٤]

پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن اس کی نشانیاں میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن، ننگے پاؤں پھرنے والے لوگ سردار بنیں تو قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں یا بھیڑیں چرانے والے بڑی بڑی حویلیاں بنا دیں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے (یعنی نر یا مادہ) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں مرے گا۔ اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے۔'' راوی نے کہا: پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو پھر لے آؤ۔'' لوگ چلے اس کو لینے کو لیکن وہاں کچھ نہ پایا (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرئیل علیہ السلام تھے تم کو دین کی باتیں سکھلانے آئے تھے۔''

فائدہ: اللہ سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔ اور پچھلے روز جی اٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے۔ بعضوں نے کہا: اللہ سے ملنا حساب و کتاب کے بعد ہوگا لیکن ملنے سے اللہ کا دیدار مراد نہیں کیونکہ وہ خاص لوگوں کو ہوگا۔ (نووی رحمہ اللہ) یعنی اللہ کے برابر کسی کو نہ سمجھے نہ قدرت میں نہ تصرف میں نہ عبادت میں، نہ دعا میں بلکہ پوجے تو اللہ ہی کو پوجے، مانگے تو اللہ سے مانگے، سوا اللہ کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے۔ اگرچہ بعض بندوں کا اور غلاموں کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور ان کو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے۔ پر اللہ کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہیں۔ البتہ بندوں میں ان کو امتیاز ہے۔ یہ سب چیزیں عبادت میں داخل ہیں۔ مگر چونکہ یہ چیزیں عبادت میں اعلیٰ درجے کی تھیں اس لئے ان کو علیحدہ بیان کیا اور بعضوں نے کہا: عبادت سے مراد معرفت الٰہی ہے اور اقرار ہے اس کی وحدانیت کا۔ نماز میں قیدلگائی فرض کی اس لئے کہ مسلمان ہونے کیلئے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے۔ سنن اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہیں۔ اسی طرح نفل صدقات کا دینا لازمی نہیں۔ اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ اس کو پورا کرے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران میں ایک طرح کی تہذیب اور شائستگی تھی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانوروں کی طرح تھے خصوصاً انگلینڈ کے لوگ اور روم کے لوگ تو انسانیت سے بہت تھوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانوروں کی طرح جھاڑوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ ان میں بادشاہیت یا ملک داری کا سلیقہ بالکل نہ تھا، اب ہمارے زمانے میں چند روز سے انہی وحشی لوگوں نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہیں۔ پس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو اس حدیث سے۔

(٩٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْحَيَّانَ التَّيْمِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ بَعْلَهَا يَعْنِي السَّرَارِيَ))

[راجع: ٩٧]

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور ''رب'' کے بجائے ''بعل'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ الْإِسْلَامِ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ.

باب: اسلام کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان۔

(۹۹)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَلُوْنِیْ)) فَهَابُوْهُ اَنْ يَّسْاَلُوْهُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْاِسْلَامُ؟ قَالَ: ((لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ)) قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْاِيْمَانُ؟ قَالَ: ((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكِتَابِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهٖ)) قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاالْاِحْسَانُ؟ قَالَ: ((اَنْ تَخْشَى اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَّاتَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ)) قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَارَاَيْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُرَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ)) ثُمَّ قَرَاَ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَاتَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان:۳۱-۳۴) اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ قَالَ: ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُدُّوْهُ عَلَیَّ)) فَالْتَمِسُوْا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پوچھو مجھ سے۔'' (دین کی باتیں جو ضروری ہیں، البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے) لوگوں نے خوف کیا پوچھنے میں (یعنی ان پر رعب آپ ﷺ کا چھا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور بولا: یارسول اللہ ﷺ! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے۔'' وہ بولا: سچ کہا آپ ﷺ نے پھر اس نے کہا یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یقین کرے تو اللہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے تو جی اٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر۔'' وہ بولا: سچ کہا آپ نے پھر بولا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرے جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' وہ بولا: سچ کہا آپ ﷺ نے پھر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تجھ سے اس کی نشانیاں بیان کرتا ہوں۔ جب تو لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میاں کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بہروں گونگوں کو (یعنی احمق اور نادانوں کو) وہ بادشاہ ہیں ملک کے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریاں چرانے والوں کو بڑی بڑی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت غیب کی پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم کسی کو نہیں سوا اللہ کے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ اخیر تک ''یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کس ملک میں مرے گا'' پھر وہ شخص کھڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو بلاؤ میرے پاس۔'' لوگوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرَادَ أَنْ تَعَلَّمُوْا إِذَا لَمْ تَسْأَلُوْا)).

ڈھونڈا تو کہیں نہ پایا اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے چاہا تم کو علم ہو جائے جب تم نے نہ پوچھا۔'' (یعنی تم نے سوال نہ کیا۔ رعب میں آ گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام آدمی کے بھیس میں بن کر آئے اور ضروری باتیں پوچھ کر گئے تا کہ تم کو علم ہو جائے)

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِيْ هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ.

باب: نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے۔

(۱۰۰) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ فَقَالَ: ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ)) فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ فَقَالَ: ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)). [بخاری: ٤٦، ٢٦٥٨، ١٨٩١، ٦٩٥٦؛ ابوداود: ٣٩١، ٣٩٢، ٣٢٥٢؛ نسائی: ٤٥٧، ٤٠٨٩، ٥٠٤٣]

طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے، نجد والوں (نجد عرب میں ایک ملک ہے) میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے بال بکھرے تھے۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آیا تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔'' وہ بولا: ان کے سوا میرے اوپر اور کوئی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اور رمضان کے روزے ہیں۔'' وہ بولا: ''مجھ پر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے۔ پھر آپ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ بولا: مجھ پر اس کے سوا اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے۔ راوی نے کہا: پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا: اللہ کی قسم! میں نہ ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مراد پائی اس نے اگر سچا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی سوا ان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب، وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہیں۔ اور جو کوئی ان کو واجب کہتا ہے اس پر یہ حدیث حجت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شاید اس وقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہ ہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے۔

رمضان کے سوا کوئی روزہ فرض نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے۔ تو قضاء کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کے کفاروں میں روزہ متعین نہیں اور چیزوں سے کفارہ ادا ہو سکتا ہے۔

بولا: زکوٰۃ کے سوا مجھ پر اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے تو صدقہ فطر واجب نہ ہوا اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا۔

اس شخص کے واپس جاتے ہوئے یہ کہنے پر کہ اللہ کی قسم! میں نہ ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کمی کروں گا۔ آپ نے فرمایا: مراد پائی اس نے اگر سچا ہے یعنی اگر بجالائے ان پانچ وقتوں کو اور کمی نہ کرے ان میں جیسے کہ کہتا ہے تو آخرت میں نجات پائے گا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اپنی مراد کو پہنچے گا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اس کے لیے۔

اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اس شخص نے یہ کیوں کہا اس سے زیادہ نہ کروں گا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو شریعت کی باتیں بتا دیں اور وہ کہتا جاتا تھا اللہ کی قسم! جس قدر اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے، میں اس میں کمی بیشی نہ کروں گا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آ گئے اور نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کیلئے ضروری نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ مگر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پائے گا۔ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں۔ اور بعض روایتوں میں روزہ کا ذکر نہیں۔ کسی میں زکوٰۃ کا ذکر نہیں۔

قاضی عیاض نے کہا: یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کہ کسی کو یاد رہا، ویسا اس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی قبول ہے تو سارے اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئے ہیں ضروری ٹھہرے بعض روایتوں میں نا ملانا یعنی عزیز داروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے موقع اور محل دیکھ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہوں، وہی بیان کیے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور ارکان کو جن کی فرضیت ان کو معلوم ہو جائے خواہ پیشتر سے معلوم نہ بھی بجا لائیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ)) اَوْ ((دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ)). [راجع: ۱۰۰]

طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری۔ اتنا فرق ہے کہ جب اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ بیشی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نجات پائی اس نے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جائے گا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے۔"

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے قسم کھائی اس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے: "جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تھا کیونکہ عرب کے لوگ باتوں میں اسی طرح کی قسم کھایا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جس میں تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اس کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ یہی جواب صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس وقت ہوگا جب اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نہ تھا۔ اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اللہ کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جائے یعنی جیسے اللہ کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کسی اور کی نہ ہو، نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضروری سمجھا جائے جیسے اللہ کے نام کی قسم کو۔ پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھ کر جیسے اللہ کو سمجھتا ہے اس کی قسم کھائے تو وہ شخص مشرک ہو جائے گا اور جو ایسا نہ سمجھے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو قسم کھائے تو وہ مشرک نہیں ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکوں کے افعال کے اس لیے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ ﷺ کا جو آپ نے فرمایا: "جو قسم کھائے کسی اور کی سوائے اللہ کے اس نے شرک کیا۔"

بَابُ السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ.

اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان۔

(۱۰۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم کو ممانعت ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھنے کی تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ دیہات کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص آئے مگر سمجھ دار ہو آپ سے پوچھے اور ہم سنیں تو دیہات کے رہنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ ؟قَالَ: ((صَدَقَ)) قَالَ : فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ)) قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ تَعَالٰى)) قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا مَا جَعَلَ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ)) قَالَ: فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ: ((صَدَقَ)) قَالَ: فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ: ((صَدَقَ)) قَالَ: فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ سَنَتِنَا قَالَ: ((صَدَقَ)) قَالَ: فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ: ((صَدَقَ)) قَالَ: ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ)).

[بخاری: ٦٣؛ ترمذی: ٦١٩؛ نسائی: ٢٠٩٠]

محمد ﷺ! آپ کا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ایلچی نے سچ کہا۔'' وہ شخص بولا: تو آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ نے۔'' پھر اس نے کہا: زمین کس نے پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے'' پھر اس نے کہا: پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں جو چیزیں ہیں، وہ کس نے پیدا کیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے۔'' تب اس شخص نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو کھڑا کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے سچ مچ آپ کو بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر وہ شخص بولا: آپ ﷺ کے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں ہر دن اور رات میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' وہ شخص بولا: قسم ہے اس کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ ﷺ کو ان نمازوں کا حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر وہ شخص بولا: آپ ﷺ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا'' وہ شخص بولا: قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے اللہ نے آپ کو زکوٰۃ کا حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر وہ شخص بولا آپ ﷺ کے ایلچی نے کہا: ہم پر رمضان کے روزے فرض ہیں ہر سال۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' وہ شخص بولا: ''قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا اللہ نے آپ کو ان روزوں کا حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔ پھر وہ شخص بولا: آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے؟ (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور راستہ میں امن ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' یہ سن کر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا: قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا، میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہے، تو جنت میں جائے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [٥/ المائدة: ١٠١] الخ) یعنی ''اے ایمان والو! مت پوچھو بہت چیزیں اگر تم پر کھلیں تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اترتا ہے تو کھول دی جائیں گی۔ اللہ نے ان سے درگزر کی ہے اور اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا ہے۔'' ویسی باتیں پوچھ چکے ہیں کچھ لوگ تم سے پہلے پھر پوچھ کر دو سرے دین کر گئے ہیں۔'' یعنی آپ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں۔ پس یہ کام کریں یا نہ کریں بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو۔ جو نہ فرمایا اس کو معاف جانو تا کہ دین آسان رہے اور اگر ہر بات کا جواب آئے تو دین تنگ ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(گزشتہ سے پیوستہ ❀❀) وہ بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں پوچھیں۔ کسی نے پوچھا: میرا باپ کون تھا۔ یا میری عورت گھر میں کس طرح ہے، اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دے تو شاید برا جواب آئے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالی جاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت سوال سے منع کیا، اس لیے کہ کبھی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تھا واجب ہو جاتا ہے، اور بخاری اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا ایسا کہ کبھی کسی نے ایسا خطبہ نہ سنا تھا۔ ایک شخص بولا:

میرا باپ کون تھا؟ اس وقت یہ آیت اتری۔ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچھنے والا عبداللہ بن حذافہ تھا۔ اس نے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے اس نے تین بار یہی پوچھا تب آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ جو بات میں بیان نہ کروں تم بھی اس کو چھوڑ دو۔ یعنی نہ پوچھو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ تباہ ہوئے اسی بہت پوچھنے کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر۔ جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے۔ اور یہ آیت اسی باب میں اتری۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پھر پوچھتے پھر پوچھتے یہاں تک کہ وہ شئے حرام ہو جاتی۔ جب حرام ہو جاتی تو اس کو کرنے لگتے۔ ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ اس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شئے کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہوئی۔ اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابوثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے حدیں باندھ دیں ہیں پھر اس سے آگے مت بڑھو اور فرض بتلا دیئے ہیں ان کو ادا کرو۔ اور حرام کر دیا ہے جن چیزوں کو ان کو مت کرو۔ اور جن باتوں کو نہیں بیان کیا ان کو وہ بھولا نہیں بلکہ رحمت ہے اس کی تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور ان کی بحث مت کرو۔ انتہی۔

اگرچہ یہ ممانعت بے فائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزوں کے پوچھنے سے تھی اور یہ مطلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تھا کہ لوگ ایمان کی باتیں یا ضروری کام دین کے نہ پوچھیں کیونکہ ان باتوں کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈر کر بعض وقت پوچھنے کی بات کو بھی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی نیا ناواقف شخص آئے اور وہ پوچھے تو ہم بھی سن لیں اور سمجھ لیں۔

پہلے اس شخص نے اللہ کی بابت دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی۔ بعد اس کے اعمال کو دریافت کیا۔ یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے۔ اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ پوچھنے والا اگرچہ دیہاتی تھا پر عاقل اور سمجھ دار تھا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے ان لوگوں کے لیے جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہیں، اس لیے کہ عوام کو بھی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تذبذب نہیں رہتا برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے ان پر کیونکہ آپ نے ان کے ایمان کو جائز رکھا اور یہ نہیں کہا کہ تجھ کو ان باتوں پر یقین کرنے کیلئے دلیل اور معجزہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے مگر اس کی مضبوطی پر بھروسہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس نے بغیر دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہے پھر اگر کوئی دوسرا اس میں شک ڈال دے تو اس کا اعتقاد پلٹ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کو شک پیدا نہ ہو اس وقت تک تو اس کا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے محقق کے ایمان کے جس نے دلائل میں غور کر کے حاصل کیا ہے۔ اب مقلب القلوب اللہ عزوجل ہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو ڈگمگا دے بڑے بڑے محقق وسوسوں میں پڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں اور مقلد کامیاب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور جہاں تک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہیں نہ تقلید میں کچھ حلاوت اور ذائقہ ہے مگر اس مزے کو وہی سمجھتے ہیں جو محقق ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتیں بتلانے کے لیے ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اس کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا: ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہو کر آیا تھا مگر اسلام کی باتوں کو اچھی طرح تحقیق کرنے کیلئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خود پوچھ لیا۔ حاکم ابوعبداللہ نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہے کیوں کہ اس شخص نے پہلے تمام باتیں دین کی ایلچی کے واسطے سے سنی تھیں۔ پھر یہ واسطہ زائل کر خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ اَنْ نَسْأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ. [راجع:۱۰۲]

دوسری سند میں روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن میں ہم کو منع کیا گیا تھا سوال کرنے سے باقی پہلے والی حدیث بیان کی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ الْإِيْمَانِ الَّذِيْ يَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

باب: بیان اس ایمان کا جس سے آدمی جنت میں جائے گا اور بیان اس بات کا کہ حکم بجالانے والا جنت میں جائے گا۔

(۱۰۴) عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ، اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ ﷺ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ! اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ: فَكَفَّ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ)) قَالَ: ((كَيْفَ قُلْتَ))؟ قَالَ: فَاَعَادَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ)). [بخاري: ۱۳۹۶، ۵۹۸۳؛ نسائي: ٤٦٧]

ابی ایوب (خالد بن زید) انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جا رہے تھے اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور آگے آ کر آپ ﷺ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ! یا یوں کہا: یا محمد ﷺ! مجھے وہ چیز بتلایئے جو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کرے۔ آپ یہ سن کر رک گئے اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا پھر فرمایا: ''اس کو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی یعنی اللہ نے اس کی مدد کی اور اس بات کے پوچھنے کی طاقت دی۔'' (توفیق کہتے ہیں: نیک بات کی قدرت دینے، اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے (اس دیہاتی سے) فرمایا: ''تو نے کیا کہا؟'' اس نے پھر وہی کہا (یعنی مجھ کو وہ بات بتلایئے جو جنت کے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور ادا کر نماز اور دے زکوٰۃ اور ناتے کو ملا (یعنی عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر (اگر وہ برائی کریں یا ملاقات ترک کریں تو تو نیکی کر اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو۔'' (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو خبر نہ جانا چاہیے اور اس کو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے میں علم ہوتے ہوئے سستی کرنا بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا شیطان ہے۔

(۱۰۵) عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ. [راجع:۱۰٤]

امام مسلم نے ایک اور سند سے بھی روایت بیان کی کہ ابو ایوب نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

(۱۰۶) عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهُ يُدْنِيْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ: ((تَعْبُدُ اللهَ

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے کوئی ایسا کام بتلایئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کام یہ ہے ''تو اللہ کی عبادت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ)) فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ اَبِي شَيْبَةَ ((اِنْ تَمَسَّكَ بِهِ .)) [راجع:١٠٤]

کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور ناتے کو ملائے۔'' جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ ان باتوں پر عمل کرے جن کا حکم کیا گیا یا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جائے گا۔''

(١٠٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ)) قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَّ لَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا)). [بخاري:١٣٩٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ کو بتلایئے کوئی ایسا کام جس کے کرنے سے میں جنت میں چلا جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کام یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو نماز کو اور دے زکوٰۃ جو فرض ہے اور رمضان کے روزے رکھے۔'' وہ شخص بولا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم، جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے پسند ہو کہ جنتی کو دیکھے تو اس کو دیکھے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ شاید اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت میں جائے گا کیونکہ یہ ان کاموں کو بجا لائے گا اور ہمیشہ کرے گا یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

(١٠٨) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ النُّعْمَانُ ابْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((نَعَمْ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں فرض نماز ادا کروں اور حرام کو حرام سمجھوں (اور اس سے باز رہوں) اور حلال کو حلال سمجھوں (اگرچہ اس کو نہ کروں) تو میں جنت میں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(١٠٩) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! بِمِثْلِهِ وَزَادَ فِيْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا.

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! باقی پہلے والی روایت مگر اس میں اضافہ یہ ہے: ''میں اس سے کچھ بھی زیادہ نہ کروں گا۔''

(١١٠) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا اَاَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَاللّٰهِ!

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اگر فرض نمازوں کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام، اس سے زیادہ کچھ نہ کروں تو جنت میں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' وہ شخص بولا: قسم اللہ کی میں اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَا أَزِيدُ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا.

بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ.

باب: اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں کا بیان۔

(۱۱۱)عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ)) فَقَالَ رَجُلٌ: الْحَجِّ وَصِيَامِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: لَا صِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ هٰكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے (یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت جس میں پانچ کھمبے ہوں) اللہ جل جلالہ کی توحید، نماز کو قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا۔'' ایک شخص بولا: حج اور رمضان کے روزے (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رمضان کے روزے اور حج۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یوں ہی سنا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: مگر دوسری روایت خود ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو تقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا۔ اس کا جواب علما نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوگا۔ ایک بار تقدیم صوم اور ایک بار تقدیم حج۔ پھر اس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو تقدیم صوم تھی، جب اس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت ﷺ نے یوں فرمایا تقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی۔ اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اس لئے انہوں نے انکار کیا۔ پھر یاد آئی تو اس کو روایت کیا۔ حافظ ابن الصلاح نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت اس ترتیب سے دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واؤ کلام عرب میں ترتیب کیلئے آتا ہے اور یہ مذہب ہے بہت سے فقہائے شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واؤ سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اس لئے نہ تھا کہ واؤ ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لئے کہ رمضان کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے اور حج ۶ ہجری یا ۹ ہجری میں فرض ہوا تو روزہ کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے۔ پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافات نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے۔ اور ابوعوانہ اسفرائینی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبارہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم (نووی رحمہ اللہ)

(۱۱۲)عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللّٰهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)). [راجع: ۱۱۱]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا (تمام جھوٹے معبودوں) کا انکار کیا جائے، دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوۃ دینا، چوتھے بیت اللہ کا حج کرنا، پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔''

(۱۱۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر۔ ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)).

معبود نہیں سوا اللہ کے اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے حج کرنا خانہ کعبہ کا، پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔"

(۱۱٤) عَنْ طَاوُسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا؟ فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی خَمْسَةٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ)). [بخاری: ۸؛ ترمذی: ۲۶۰۹]

طاؤس سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا کہ تم جہاد کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: "اسلام کے پانچ ستھم (ستون) ہیں ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے، دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے رمضان کے روزے رکھنا، پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا۔"

فائدہ: اور جہاد اس قسم کا رکن نہیں کہ ہر مسلمان کو اس کا کرنا ضروری ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعض نے کیا تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا رہا۔ البتہ اگر کوئی نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ یہ اس وقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونے کی ضرورت نہ ہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی ہو۔ اور جب کافر ہجوم کر آئیں اور جہاد کرنے والے ان کے مقابلہ سے عاجز ہوں تو اس وقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے۔ پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہوگا جب وہ بوڑھے ہوں گے یا اور کسی عذر سے ان کو جہاد میں جانے کی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہوگا جب کہ خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے ایسے وقت میں تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِهٖ ﷺ وَشَرَائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهٖ وَتَبْلِيْغِهٖ مَنْ لَّمْ يَبْلُغْهُ.

باب: اللہ و رسول ﷺ اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا اور اسکی طرف لوگوں کو بلانا دین کی باتوں کو پوچھنا یاد رکھنا اور دوسروں کو پہنچانا۔

(۱۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِالْقَيْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَیُّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُوْا اِلَيْهِ مَنْ وَرَآءَ نَا قَالَ: ((اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ)) ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ: ((شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ربیعہ کے قبیلہ میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ ﷺ کے بیچ میں مضر کے کافر روک ہیں (مضر بھی ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس کے لوگ کافر تھے اور وہ عبدالقیس اور مدینہ کے بیچ میں رہتے تھے، عبدالقیس کے لوگوں کو آنے نہ دیتے تھے) اور ہم آپ تک نہیں آ سکتے مگر حرام مہینے میں (عرب کے نزدیک چار مہینے حرام تھے یعنی ذیقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب ان مہینوں میں وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافروں کو نہ ستاتے اس وجہ سے ان مہینوں میں مسافر سفر کیا کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَ اَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُقَيَّرِ)) وَزَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) وَعَقَدَ وَاحِدَةً. [بخاری: ٥٣، ٥٢٣، ١٣٩٨، ٣٠٩٥، ٣٥١٠، ٤٣٦٨، ٤٣٦٩، ٦١٧٦، ٧٢٦٦، ٧٥٥٦؛ ابوداود: ٣٦٩٢، ٤٦٧٧؛ ترمذی: ١٥٩٩، ٢٦١١؛ نسائی: ٥٠٤٦، ٥٧٠٨؛ وانظر فی مسلم: ٥١٧٨]

اور بے خوف ہو کر راہ چلتے) تو ہم کو کوئی ایسی بات بتلایئے جس پر ہم عمل کریں اور اپنی طرف کے لوگوں کو بھی اس طرف بلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار باتوں سے۔ پھر وضاحت کی ان کے لیے حکم کرتا ہوں کہ گواہی دو اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور منع کرتا ہوں دباء سے (یعنی کدو کے تونبے) اور حنتم سے اور نقیر سے (یعنی چوبی برتن سے ایک لکڑی کو لے کر اس کو کھود کر گڑھا سا بنا لیتے تھے) اور مقیر سے۔'' خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینی اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اللہ کے اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے انگلی سے ایک کا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ وفد کہتے ہیں ان لوگوں کو جو ایک جماعت یا قوم کی طرف سے منتخب ہو کر بھیجے جائیں کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار کی طرف اور عبدالقیس ایک شخص کا نام ہے، جس کی اولاد کو بنی عبدالقیس کہتے ہیں اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا قبیلہ تھا عرب میں۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے چودہ سوار تھے جن کا سردار اشج عصری تھا اور ان لوگوں میں تھے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی صحار بن عباس مری اور عمرو بن محروم عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگوں کا نام معلوم نہیں ہوا۔ اور ان لوگوں کے آنے کا یہ سبب تھا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تھا جو اکثر مدینہ منورہ میں تجارت کے لیے آیا کرتا۔ جاہلیت کے زمانے میں ایک بار وہ چادریں اور کھجوریں ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ میں لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ منقذ راہ میں بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزرے۔ منقذ آپ ﷺ کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''منقذ تمہاری قوم کے سب لوگوں کا کیا حال ہے؟'' پھر آپ نے اس کی قوم کے بڑوں بڑوں میں سے ہر ایک کا نام لیا۔ منقذ یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہوا اور اسی وقت اسلام لایا اور سورۂ فاتحہ اور اقرأ سیکھی۔ پھر ہجر کی طرف جانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ایک خط روانہ کیا عبدالقیس کے لوگوں کو۔ وہ خط منقذ نے عبدالقیس کے لوگوں کو نہیں دیا اور اپنے پاس چھپا رکھا ایک بار منقذ کی بیوی جو اشج عصری کی بیٹی تھی۔ اشج کا نام منذر بن عائذ تھا لیکن حضرت محمد ﷺ نے اس کا نام اشج رکھا (کیونکہ اس کی پیشانی پر چوٹ کا نشان تھا) اس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑھتے دیکھ کر اپنے باپ منذر سے اس کا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے۔ ہاتھ پاؤں دھوتا ہے پھر ایک طرف (یعنی قبلہ کی طرف) منہ کر کے کبھی پیٹھ جھکاتا ہے (رکوع) کبھی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اس کے خاوند سے ملا اور دونوں کی باتیں ہوئیں تو اشج کے دل میں اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور پڑھ کر سنایا۔ ان تمام کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور انہوں نے ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کی جس کا سردار اشج کو بنایا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تمہارے پاس عبدالقیس کے لوگ آتے ہیں جو پورب والوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان میں اشج بھی ہے۔ وہ لوگ پھرنے والے نہیں نہ شک کرنے والے۔''

دوسری روایت میں پانچ باتیں مذکور ہیں۔ چار تو یہی (توحید و رسالت، نماز، زکوٰۃ، مال غنیمت میں سے پانچویں حصہ کی ادائیگی) اور ایک رمضان کے روزے۔ اور بخاری کی روایت میں بھی پانچ باتیں ہیں۔ اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتیں فرمائیں اور ذکر کیا پانچ کو۔ علما نے اس کا جواب کئی طرح سے دیا ہے، سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتیں تھیں یعنی توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کی زیادہ بتلائی اس لیے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تھے اور ان کو جہاد کرنا پڑتا تھا اور مال غنیمت ملتا تھا۔ اور ابن الصلاح نے کہا: وَاَنْ تُؤَدُّوْا کا عطف شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر نہیں تاکہ پانچ باتیں ہوں بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) (فرمایا میں تم کو منع کرتا ہوں دباء سے اور حنتم سے) حنتم کی تفسیر میں علما کے کئی اقوال ہیں صحیح یہ ہے کہ حنتم کہتے ہیں سبز لاکھی گھڑوں کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم میں کتاب الاشربۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور یہی قول ہے۔ عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا۔ اور بعضوں نے کہا کہ حنتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہیں یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں وہ روغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ لال ہوتے ہیں بعضوں نے کہا کہ حنتم لال رنگ کے گھڑے ہیں ان میں مصر سے شراب آیا کرتی تھی۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ طائف سے اس میں شراب آتی تھی اور کچھ لوگ ان میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ بعض نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہیں جو مٹی اور بال اور خون سے بنتے ہیں اور یہ عطاء سے منقول ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(فرمایا میں تم کو مقیر سے منع کرتا ہوں) مقیر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر قار چڑھا ہو۔ قار زفت کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سند صحیح منقول ہے کہ مزفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت کو ہندی میں رال کہتے ہیں۔

یہ جو ان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی، اس سے غرض یہ ہے کہ ان برتنوں میں شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور نہ بھگوؤ اس لئے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا کرتی تھی اور نشہ ان میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شربت بھگونے کی ممانعت نہیں کیونکہ چمڑا لطیف ہے اس میں نشہ والی چیز نہیں چھپتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اوائل اسلام میں تھی پھر بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شربت بھگونے سے سوا چمڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ ہر برتن میں اور نہ پیو اس شراب کو جو نشہ لائے۔ روایت کیا اس کو مسلم رحمہ اللہ نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور علما کی ایک جماعت نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق کا ہے اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۱۶) عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ: كُنْتُ اَتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهُ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ فَقَالَ: اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ اَتَوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ الْوَفْدُ؟ اَوْمَنِ الْقَوْمُ)) قَالُوْا: رَبِيْعَةُ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى)) قَالَ: فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا نَاْتِيْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَاِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَرَآءَ نَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ: فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ قَالَ: اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ))

ابو جمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے اٹکے اور لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا (یعنی اوروں کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھاتا) اتنے میں ایک عورت آئی جو پوچھتی تھی گھڑے کے نبیذ کے بارے میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عبدالقیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ وفد کون ہیں؟ یا یہ کس قوم کے لوگ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مرحبا ہو قوم یا وفد کو جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ۔'' (کیونکہ بغیر لڑائی کے خود مسلمان ہونے کیلئے آئے۔ اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو وہ رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے، مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) ان لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم آپ ﷺ کے پاس دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں یہ قبیلہ ہے مضر کے کافروں کا تو ہم نہیں آ سکتے آپ تک مگر حرام کے مہینہ میں (جب لوٹ مار نہیں ہوتی) اس لیے ہم کو حکم کیجئے ایک صاف بات کا جس کو ہم بتلا دیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ)) وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ. قَالَ شُعْبَةُ: وَرُبَّمَا قَالَ: النَّقِيْرِ. قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ: الْمُقَيَّرِ وَقَالَ: ((اِحْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ)) وَقَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((مَنْ وَّرَآءَكُمْ)) وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرِ. [راجع: ١١٥]

اور لوگوں کو بھی اور جائیں اس کے سبب سے جنت میں۔ آپ ﷺ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع فرمایا ان کو حکم کیا اللہ کی توحید پر ایمان لانے کا اور ان سے پوچھا: ''تم جانتے ہو ایمان کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور رمضان کے روزے رکھنا (یہ چار باتیں ہو گئیں۔ اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور غنیمت کے مال میں سے پانچویں حصہ کا ادا کرنا۔'' (یعنی جو کافروں کی لوٹ میں سے مال ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لیے نکالنا) اور منع فرمایا ان کو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور روغنی برتن سے۔ شعبہ نے کبھی یوں کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا: مقیر سے (دونوں کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) اور فرمایا: اس کو یاد رکھو اور ان باتوں کی ان لوگوں کو بھی خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے مَنْ وَّرَآءَكُمْ کہا بدلے مِنْ وَّرَآءِ كُمْ کے (اور مطلب دونوں کا ایک ہے اور ان کی روایت میں مقیر کا ذکر نہیں ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: ایک عورت نبیذ کے گھڑے کے بارے میں دریافت کرتی تھی یعنی مٹی کی مٹھور یا بلوئی یا گھڑے میں کھجور یا انگور کا شربت بنایا جائے اس کا پینا کیسا ہے؟ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردوں سے بات کر سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتی ہے اور وہ اس کی آواز سن سکتے ہیں احتیاج کے وقت۔

مرحبا ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ ملاقات کے وقت بولتے ہیں یعنی جب کوئی ملنے کو آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اچھی جگہ آئے وسعت اور کشائش کی جگہ میں۔

(١١٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَقَالَ: ((اِنَّهَا كُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ)). وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْاَشَجِّ عَبْدِالْقَيْسِ: ((اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ)). [راجع: ١١٥]

دوسری روایت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح ہے۔ اس میں یہ ہے کہ میں تم کو منع کرتا ہوں، اس نبیذ سے جو بھگوئی جائے کدو کے تونبے اور چوبی اور سبز لاکھی اور روغنی برتن میں۔ ابن معاذ رضی اللہ عنہما نے اپنی روایت میں اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ عبدالقیس کے اشج سے (جس کا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبداللہ بن عوف) فرمایا: ''تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک تو عقل مندی۔ دوسرے دیر میں سوچ سمجھ کر کام کرنا، جلدی نہ کرنا۔

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ جب عبدالقیس کے لوگ مدینہ میں پہنچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے مگر اپنے سامان کے پاس کھڑے رہے اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو نزدیک بلایا اور اپنے بازو کی طرف بٹھایا۔ پھر یہ فرمایا کہ حقیقت میں عقلمندی اور اطمینان یہ دونوں صفتیں ایسی ہیں جو تمام خوبیوں کی جڑ ہیں بعض آدمی عقلمند ہوتے ہیں لیکن جلد باز۔ ان سے بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں پھر شرمندہ ہوتے ہیں۔ عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اس میں خوب فکر کرے اور اس کے فائدوں اور نقصانوں پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہوں اور اس کا انجام بھی اچھا ہو تو اس کو کرے اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقلمند دوستوں سے مشورہ لے۔ حکما نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اس میں اور جانور میں کچھ فرق نہیں۔ جانور کی عقل اسی قدر ہے کہ جو خیال آیا اسی طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچھ نہیں۔

(۱۱۸) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ. قَالَ سَعِيدٌ : وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي حَدِيثِهِ هٰذَا أَنَّا سَمَّا مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْمُرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ)) قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيرِ؟ قَالَ: ((بَلٰى جِذْعٌ تَنْقُرُونَهُ فَتَقْذِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقَطِيعَاءِ)) قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ : ((مِنَ التَّمْرِ. ثُمَّ تَصُبُّونَ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوهُ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ)). قَالَ ـ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے عبدالقیس کے قبیلہ میں سے (اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی اس کو تدلیس کہتے ہیں) سعید نے کہا: قتادہ نے ابونضرہ کا نام لیا انہوں نے سنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تو قتادہ نے اس حدیث کو ابونضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (سعید بن مالک سنان سے) کہ کچھ لوگ عبدالقیس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! ہم ایک شاخ ہیں ربیعہ کی۔ اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر ہیں۔ اور ہم نہیں آ سکتے آپ تک مگر حرام مہینوں میں تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جس کو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں اور ہم اس کی وجہ سے جنت میں جائیں، جب ہم اس پر عمل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں (جن چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔ اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے' کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے۔'' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! نقیر، آپ نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں جانتا، نقیر ایک لکڑی ہے جس کو تم کھود لیتے ہو پھر اس میں قطیعاء (ایک قسم کی چھوٹی کھجور اس کو شہریز بھی کہتے) ہیں بھگوتے ہو۔'' سعید نے کہا: یا تمر بھگوتے ہو پھر اس میں پانی ڈالتے ہو۔ جب اس کا جوش تھم جاتا ہے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabostunnet.com

وَكُنْتُ اَخْبَأُهَا حَيَاءً مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: فَفِيْمَ نَشْرَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((فِيْ اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ الَّتِيْ يُلَاثُ عَلٰى اَفْوَاهِهَا)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَرْضَنَا كَثِيْرَةُ الْجِرْذَانِ وَلَا تَبْقٰى بِهَا اَسْقِيَةُ الْاَدَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ)) قَالَ: وَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لِاَشَجِّ عَبْدِالْقَيْسِ: ((اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ :اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ)).

اس کو پیتے ہو یہاں تک کہ تمھارا ایک یا ان کا ایک اپنے چچا کے بیٹے کو تلوار سے مارتا ہے (نشہ میں آکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہیں رہتی اپنے بھائی کو، جس کو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے۔ شراب کی برائیوں میں سے یہ ایک بڑی برائی ہے جس کو آپ ﷺ نے بیان کیا) راوی نے کہا: ہمارے لوگوں میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو اسی نشہ کی بدولت ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ لیکن میں اسکو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کے مارے میں نے کہا: یارسول اللہ! پھر کس برتن میں ہم شربت پئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیو چمڑے کے برتنوں میں مشکوں میں جن کا منہ باندھا جاتا ہے۔'' (ڈوری یا تسمہ سے) لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی ہمارے ملک میں چوہے بہت ہیں، وہاں چمڑے کے برتن نہیں رہ سکتے۔ آپ نے فرمایا: ''پیو چمڑے کے برتنوں میں اگرچہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں، اگرچہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں، اگرچہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں'' (یعنی جس طور سے ہو سکے چمڑے ہی کے برتن میں پیو، چوہوں سے حفاظت کرو لیکن ان برتنوں میں پینا درست نہیں کیونکہ وہ شراب کے برتن ہیں) راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے رئیس سے فرمایا: ''تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نہ کرنا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۱۹) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ اَنَّ فِيْهِ:((وَتُدِيْفُوْنَ فِيْهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ)) وَلَمْ يَقُلْ: قَالَ سَعِيْدٌ: اَوْ: ((قَالَ مِنَ التَّمْرِ)). (راجع:۱۱۸)

ایک اور سند سے ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (باقی پہلے والی حدیث بیان کی) صرف الفاظ میں معمولی تبدیلی ہے مفہوم پہلا ہی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَةِ؟ فَقَالَ: لَا تَشْرَبُوْا فِي النَّقِيْرِ قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَاكَ اَوَ تَدْرِيْ مَا النَّقِيْرُ؟

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عبدالقیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ ہم کو آپ ﷺ پر فدا کرے کونسی شراب ہم کو درست ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نقیر میں نہ پیو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ ہم کو آپ ﷺ پر فدا کرے کیا آپ ﷺ جانتے ہیں نقیر کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ: ((نَعَمِ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى)).

تقیر ایک لکڑی ہے جس کے بیچ میں کھود کر گڑھا کر لیتے ہیں اور کدو کے تونبے میں نہ پیو اور سبز لاکھی برتن میں نہ پیو اور پیو (چمڑے کی) مشکوں میں جن کا منہ ڈوری یا تسمہ سے بندھا ہو۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی نے کہا: اس حدیث سے (یعنی اس حدیث سے جو کئی راویوں سے مختلف طریقوں سے اوپر روایت کی گئی ہے) بہت سے مسائل معلوم ہوئے جو جا بجا اوپر مذکور ہوئے اور میں اختصار سے ان کو یہاں بیان کرتا ہوں۔ ایک تو روسا اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کاموں کے لیے۔ دوسرے سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا۔ تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوپر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ چوتھے عالم کا مدد چاہنا دوسروں کے سمجھانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مترجم ابو جمرہ تھے۔ پانچویں ترجمہ اور فتوی اور خبر میں ایک شخص کا قول کافی ہونا۔ چھٹے مہمان کے لیے مرحبا کہنا اس کے خوش کرنے کے لیے اس کی تعریف کرنا۔ ساتویں منہ پر تعریف کرنا جب کہ اس میں فتنہ کا خوف نہ ہو اور منہ پر تعریف کرنا یعنی مدح جو منع ہے وہ اسی وقت ہے جب کہ فتنہ کا خوف ہو ورنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مقاموں میں مدح ثابت ہے۔ آپ نے ازار لٹکانے کی حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہیں۔ اور فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! مست رو، سب لوگوں سے زیادہ احسان صحبت اور مال کی وجہ سے مجھ پر تیرا ہے اور جو میں کسی کو دوست بناتا (سوائے اللہ کے) تو ابوبکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثیں اور آثار منقول ہیں۔ آٹھویں پوچھنے والے پر عتاب نہ کرنا اگر وہ کہے مجھ سے کھول کر بیان کرو۔ نویں صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ دسویں عالم سے دوبارہ سمجھنے کے لیے پوچھنا۔ گیارہویں تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے۔ بارھویں یہ کہنا درست ہے کہ اللہ مجھے تم پر قربان اور فدا کرے۔ انتہی مختصراً۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ.

باب: لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے ارکان کا بیان۔

(١٢١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ)).

(بخاری: ١٣٩٥، ١٤٥٨، ٢٤٤٨، ٧٣٧٢؛ ابوداود: ١٥٨٤؛ ترمذی: ٦٢٥؛ نسائی: ٢٤٣١)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یمن کی طرف حاکم کر کے) بھیجا تو فرمایا: "تم ملو گے کچھ لوگوں سے اہل کتاب کے تو بلانا ان کو اس بات کی گواہی کی طرف کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اس کو مان لیں تو بتلانا ان کو یہ بات کہ اللہ نے ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بات بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی پھر انہی کے فقیروں اور محتاجوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو خبردار نہ لینا عمدہ مال ان کے (یعنی زکوٰۃ میں متوسط جانور لینا، عمدہ دودھ والا اور پرگوشت قربہ چھانٹ کر نہ لینا اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ○ ○ ○

۲۴۳۴، ۲۵۲۱؛ ابن ماجه: ۱۷۸۳]

فائدہ۔ یعنی فوراً اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے بہت باتیں نکلتی ہیں' قبول کرنا خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اس پر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے یمن کی طرف بھیجے گئے تھے۔ پھر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بھی نمازوں میں شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا طرف توحید کے جنگ سے پہلے اور حکم نہ ہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کرے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچوں نمازوں کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کا نصیحت کرنا اپنے عاملوں کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنے والے پر عمدہ مال چھانٹ لینا۔ اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مال دار کو۔ اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہیں یعنی ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو نہ بھیجی جائے۔ اور یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ اس سے مراد مسلمانوں کے فقیر ہو سکتے ہیں۔ اور بعض نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز، روزہ کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں یعنی ان کو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لائیں۔ اور اسی امر کے نہ کرنے پر ان کو عذاب ہوگا۔ نماز، روزہ وغیرہ ان پر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یوں فرمایا اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بتلاؤ تو معلوم ہوا کہ جب شہادتین ہی نہ مانیں تو اور ارکان اسلام ان پر واجب نہیں۔ اور یہ استدلال ضعیف ہے، اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب وہ شہادتین کا اقرار کریں تو ان کو بتلائے کہ نماز کا مطالبہ ان سے ہوگا دنیا میں۔ اور دنیا میں تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لائیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آخرت میں بھی ان کو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو۔ اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم پھر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لیں تو بتلاؤ ان کو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اس کے بعد زکوۃ فرض ہوتی ہے۔

(۱۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا)) بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ. [راجع: ۱۲۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا: ''عنقریب تم اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے پاس جا رہے ہو۔'' جو اوپر گزری صرف سند کا فرق ہے۔

(۱۲۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ)). [راجع: ۱۲۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے کہا: تم جاؤ گے اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس تو سب سے پہلے جس طرف تم ان کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پھر جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات و دن میں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالوں میں سے لی جائیگی پھر انہی کے فقیروں کو دی جائے گی۔ جب وہ یہ مان لیں تو ان سے زکوۃ لے اور ان کے عمدہ مالوں سے بچ۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اللہ کو نہیں پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے جو شخص رسول کو نہ مانے وہ اللہ کو پہچان لے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص اللہ کو اور مخلوقات کے مشابہ سمجھتا ہے یا اللہ کو جسم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہودیوں میں سے یا اللہ کی اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اس کی نسبت کہتا ہے کہ اللہ جسم ہے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں اور انگلیاں ہیں اور ان جسموں کی طرح ہیں یہ سب باتیں کفر ہیں۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نصاریٰ میں سے یا اس کے اوصاف ایسے بیان کرتا ہے جو اس کو لائق نہیں یا اس کیلئے شرک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستوں میں سے ان سب کا معبود درحقیقت اللہ نہیں اگرچہ وہ اس کا نام اللہ رکھیں تو درحقیقت انہوں نے سچے اللہ کو نہیں پہچانا۔ اس نکتہ کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہئے۔ (نووی رحمہ اللہ) یہ جو فرمان ان کے مال میں سے زکوۃ لی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوۃ نہ دے تو جبراً اس کے مال میں سے وصول کی جائے گی۔ اس میں خلاف نہیں ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ باطناً بینہ وبین اللہ زکوۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا، اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

باب: جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم۔

(۱۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى؟)) فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: وَاللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. [بخاری: ۱۳۹۹، ۱۴۵۷، ۶۹۲۴، ۶۸۵۵؛ ابوداود: ۱۵۵۶، ۱۵۵۷؛ ترمذی: ۲۶۰۷؛ نسائی: ۲۴۴۲، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۱، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۲۹۸۳، ۳۹۸۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ان لوگوں سے کیونکر لڑو گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "مجھ کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی نے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جائے گا) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔" (اگر اس کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس سے سمجھ لے گا۔ دنیا ظاہر پر ہے، دنیا میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ میں، اس لئے کہ زکوۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ ایک عقال روکیں گے جو دیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تو میں لڑوں گا ان سے اس کے نہ دینے پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ عزوجل نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے لڑائی کیلئے (یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔

تخریج: خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنی کفر کی حالت کی طرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے۔ اس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب کو کافر جانتا تھا اور اسود عنسی کو رسول مانتا تھا اور اس کے قبول کرنے والے یمن کے لوگوں میں سے تھے۔ اور ایک گروہ اس کے برعکس۔ یہ فرقے تو بالکل ہمارے پیغمبر ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا شروع کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور اکثر ان میں سے مارے گئے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ چکا تھا اور پھر اسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا۔ اس وقت اللہ کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا۔ ایک مکہ کی مسجد، دوسری مدینہ کی مسجد، تیسری عبدالقیس کی مسجد بحرین میں۔ دوسری طرح کے وہ لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ یہ لوگ درحقیقت ایک قسم کے باغی تھے، ان ہی لوگوں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شبہ ہوا۔ (السراج الوہاج)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراض بظاہر حدیث کے تھا کہ جب حضرت علیہ السلام نے فرمایا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے بچا لیا اپنے مال اور جان کو اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں پھر ان سے لڑنا اور ان کے مال و جان لینا کیوں کر درست ہوگا۔ مطلب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت دو شرطوں پر معلق کی ہے اور جو حکم دو شرطوں پر معلق ہو وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہیں ہوتا جب دوسری شرط نہ ہو پھر قیاس کیا اس کا نماز سے۔ بعد اس کے زکوٰۃ کو مثل نماز کے قرار دیا۔ اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے لڑائی درست ہے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ جو مختلف فیہ تھی نماز کے مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی تو اس معاملہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیاس سے اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے۔

مسلم میں عقالاً مروی ہے اور ایسا ہی بخاری میں اور بعض روایتوں میں عتال کے بدلے عناق ہے کہتے ہیں بکری کے بچہ کو۔ اور دونوں صحیح ہیں اور محمول ہیں اس امر پر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کلام دو مرتبہ کہا ہوگا ایک بار عقال کہا اور ایک بار عناق، تو روایت کئے گئے ان سے دونوں لفظ۔ تو عناق سے مراد بکریوں کے بچے ہیں جن کی مائیں مر چکی ہوں اور عقال سے مراد ایک سال کی زکوٰۃ ہے اور بعض نے کہا کہ عقال وہی رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہیں اور نووی نے اس کو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہاں تک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی زکوٰۃ مراد لیں تو یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ (السراج الوہاج)

نووی رحمہ اللہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقلید نہیں کی اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ خود مجتہد تھے اور مجتہد کو درست نہیں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا۔ اور روافض نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقلید کی اور بنا اس کی ان کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضروری ہے یہ ان کی کھلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی رحمہ اللہ نے کہا: بعض رافضیوں نے یہ خیال کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسلمانوں کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوٰۃ کے باب میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن میں یہ جو حکم ہے ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً .....﴾ الایۃ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے اس واسطے کہ تطہیر یعنی گناہوں سے پاک کرنا اور تزکیہ اور صلوٰۃ دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ خطابی نے کہا: یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین سے ذرا واسطہ نہیں اور ان کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں۔ بعض تو دین سے بالکل پھر گئے تھے اور مسیلمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوٰۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر ان ہی لوگوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کافر سمجھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کی۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ گزرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہئے بلکہ قتل کرنا چاہئے اور وہ لوگ جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے۔ لیکن باغی تھے اور اگرچہ ان میں سے بعض زکوٰۃ دینے پر راضی ہو گئے تھے، مگر ان کے سرداروں نے ان کو زکوٰۃ دینے سے روکا..... جیسے بنی یربوع وہ زکوٰۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور مال زکوٰۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے ان کو روکا۔ پھر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں میں شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتیں موقوف کرنے میں اس لئے کہ مرتد کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اس شخص پر جو پہلے ایک کام کی طرف توجہ رکھتا ہو پھر اس سے پھر جائے۔ اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا ان کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی۔ اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے کہ قرآن میں ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ میں خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ تو قرآن کے خطاب تین طرح کے ہیں۔ ایک خطاب عام جیسے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ﴾۔ یعنی اے ایمان والو! جب تم کھڑے ہو نماز کیلئے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾..... اے ایمان والو! فرض ہیں تم پر روزے۔ اور ایک خطاب خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے جس میں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) اور وہ جب ہے کہ آیت میں صاف ارشاد ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ﴾ اور جیسے فرمایا: ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کیا ہے مگر اس میں پیغمبر ﷺ اور سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾..... قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلتے ہی۔ اور جیسے: ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ یعنی جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے۔ اور جیسے: ﴿وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾ — اور یہ خطاب ہوا جہاد میں جو رسول اللہ ﷺ سے خاص نہیں بلکہ سب امت اس میں شریک ہے۔ اسی طرح یہ خطاب بھی ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے۔ اور اسی کے مثل ہے یہ آیت: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ — کہ خطاب ہے نبی کی طرف اور حکم ہے سب مسلمانوں کو بلکہ بعض مقاموں میں خطاب ہے پیغمبر کی طرف اور مراد اور لوگ ہیں جیسے: ﴿فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ﴾ اس لئے کہ حضرت ﷺ کو شک نہ تھا اس میں، جو آپ پر اترتا تھا۔ رہا تطہیر اور تزکیہ اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا ہے صاحب صدقہ کیلئے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم ہے آپ کی وفات سے موقوف نہیں ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کیلئے دعا کرے تا کہ اس کے مال کی ترقی اور برکت رہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور اس کے سوال کو رد نہ کرے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں زکوٰۃ نہ دینے کیلئے تاویل کی تھی، وہ باغی قرار پائے۔ اب اگر اس زمانہ میں کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اس کو ادا نہ کرے تو کیا اس کا حکم مثل باغیوں کے ہوگا تو جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں اس زمانہ میں جو کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجہوں سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا ان سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے تھے دوسرے یہ کہ وہ لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے شبہ میں پڑ گئے۔ اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتیں خاص اور عام سب کو معلوم ہو گئیں۔ اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اس کے انکار میں۔ اسی طرح حکم ہے ہر ایک شخص کو جو انکار کرے امت کے اجماعی باتوں میں سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچوں نمازوں کا یا رمضان کے روزوں کا یا جنابت سے غسل کا یا زنا کے حرام ہونے کا یا شراب کے حرام ہونے کا یا محرم عورتوں سے نکاح حرام ہونے کا البتہ اگر کوئی اس زمانہ میں بھی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے نادانستہ تو کافر نہ ہوگا اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی رہے گا۔ اور جو باتیں امت کی اجماعی ہیں، مگر خاص و عام میں مشہور نہیں ان کا انکار کفر نہ ہوگا۔ جیسے پھوپھی اور بھتیجی کو جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی کو یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی کو چھٹا حصہ ملنا (انتہی باختصار)

السراج الوہاج میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو دلیل لائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے جو اعتراض کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دوسری روایت کی خبر نہیں ہوئی جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور یقین لائیں میرے اوپر اور اس پر جو میں لایا۔ جب ایسا کریں گے تو بچا لیا انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے پھر حساب ان کا اللہ پر ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور ادا کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو۔ اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ منہ کریں نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف اور کھائیں ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری سی نماز پڑھیں، اس لئے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان روایتوں کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیوں کرتے۔

اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اس پر عمل کرنا۔ دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نہ کرنے والوں سے لڑنا۔ تیسرے باغیوں سے لڑنے کی اجازت۔ چوتھے امام کا ضرورت کے وقت اجتہاد درست ہونا اور امام سے بحث کرنا۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: قاضی رحمہ اللہ نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے پر جان اور مال محفوظ رہتا عرب کے مشرک اور بت پرستوں کیلئے ہے ان کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہیں جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہیں سکتے اس لئے دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو رسول مانیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ان سب کو مانیں۔ پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے زندیق کی توبہ قبول کرنے میں یعنی جو بالکل شریعت الٰہی کا منکر ہو، (جیسا ہمارے اس دجالی زمانہ میں ایک فرقہ نکلا ہے جس کو نیچری یا طبعی کہتے ہیں) تو اس کی توبہ کا قبول ہونا اس سے صحیح اور سوا ہے یہ کہ تو جو اس کی قبول ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) یہ سب احادیث صحیحہ مطلقہ کے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں بلکہ اس کو قتل کرنا چاہئے۔ پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت میں اس کی نجات ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ قبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہے اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں ورنہ قبول ہے۔ انتہی۔

(۱۲۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)). [نسائي: ۳۰۹۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اس کا اللہ پر ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۲۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور ایمان لائیں مجھ پر (کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور اس پر جس کو میں لے کر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں لایا) جب وہ ایسا کریں گے تو انہوں نے مجھ سے بچا لیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا جو دوسری روایتوں میں اختصار کیا گیا، صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتیں جن سے صرف لا الہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل ہیں جان اور مال بچانے کیلئے جیسے لا الہ الا اللہ کا اقرار ضروری ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا ماننا جن کا ثبوت بتواتر یقین کو پہنچ گیا ہے ضروری ہے اور اس کا بیان تفصیل سے اوپر گزر چکا ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نہ کرے تو وہ مومن ہے اور موحد، یہ ضروری نہیں کہ اہل کلام کے دلائل دریافت کرے اور اللہ کو ان دلیلوں سے پہچانے۔ یہی قول ہے محققین اور جمہور سلف کا۔ اور بعض لوگوں کے نزدیک ایمان پورا ہونے کیلئے دلائل پہچاننا ضروری ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے اس لئے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی صرف یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنے کی شرط نہیں کی۔

(۱۲۷) عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ) بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [ابن ماجه: ۳۹۲۷]

جابر اور ابو ہریرہ دونوں نبی ﷺ سے وہی حدیث بیان کرتے ہیں جو سعید بن مسیب ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پھر جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو بچا لیا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّمَا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝﴾. [الغاشية: ٢١-٢٢]

[ترمذی: ٣٣٤١]

اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو تو نصیحت کرنے والا ہے لوگوں کو تیرا کچھ زور ان پر نہیں (یہ آیت اس وقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا تھا۔

(١٢٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَإِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). [بخاری: ٢٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور بیشک محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو۔ پھر جب یہ کریں تو بچالیا انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔''

فائدہ۔ السراج الوہاج میں ہے کہ امام شوکانی رحمہ اللہ سے سوال ہوا وہ لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی نہیں بجالاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور آیا مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنا چاہئے یا نہیں؟ تو جواب دیا انہوں نے ''ارشاد السائل'' میں ہے کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو سوائے زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر۔ اس کا جان اور مال حلال ہے اس لئے کہ صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اس وقت بچے گی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافروں کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں ان پر واجب ہے کہ ان کافروں کو اسلام کے احکام بتلائیں اور ان کے بجالانے کیلئے ان کو رغبت دیں اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر ان کو سمجھائیں۔ اور اگر وہ مان لیں اور ارکان اسلام کو ادا کرنے لگیں تو خیر اور جو انکار کریں اور نہ مانیں تو مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہئے ان پر۔ اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لائیں ان کا خون اور مال حلال ہے اور ان کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کھول کر بیان کر دیا ہے ان باتوں کو جو کافروں کے ساتھ لڑنے سے متعلق ہیں اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ اس بات میں بہت ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں بلکہ خاص اسی امر کیلئے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور کتابیں اتاریں اور اس کا زیادہ بیان کرنے فائدہ طول ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک، دارالحرب ہے بلاشک اور بلاشبہ، اور جو احکام دارالحرب کے ہیں وہی احکام ان کے ملک کے ہوں گے۔ اور اختلاف کیا ہے مسلمانوں نے کہ کافروں کے ملک پر جہاد کرنے کیلئے امام کا ہونا ضروری ہے یا نہیں لیکن حق یہ ہے کہ ضروری نہیں اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ مطلق ہیں ان میں کوئی قید نہیں۔ انتہی۔

(١٣٠) عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)).

ابو مالک سے روایت ہے کہ اس نے سنا اپنے باپ سے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے: ''جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا ان چیزوں کا جن کو پوجتے ہیں سوائے اللہ کے (آدمی ہوں یا جن اوتار یا جھاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ) تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(١٣١) عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٣٠]

ابو مالک اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا نبی ﷺ کو آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جس نے اللہ کی وحدانیت بیان کی۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى صِحَّةِ اِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَالَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ. وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ. وَنَسْخِ جَوَازِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ وَالدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ مِّنَ الْوَسَائِلِ.

باب: بیان اس بات کا کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اس کا اسلام صحیح ہے جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے کوئی وسیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔

(۱۳۲) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ اَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ)) فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ: يَا اَبَا طَالِبٍ! اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتّٰى قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْكَ)) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ [۹/ التوبة: ۱۱۳] وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ﴿اِنَّكَ

سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں۔ ابن مدینی نے کہا: میں نے ان سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا' فقیہ ہیں' امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم سے جو صحابی ہیں) انہوں نے کہا: جب ابوطالب بن عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابوجہل (عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا میرے! تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لئے (یعنی اللہ عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابوطالب موحد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہونی چاہئے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا اقرار کیا تھا) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے: اے ابوطالب! عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لئے ادھر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم اللہ کی میں تمہارے لئے دعا کروں گا (بخشش

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاتَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾ . [٢٨/ القصص:٥٦] [بخاري: ١٣٦٠، ٣٨٨٤، ٤٦٧٥، ٤٧٧٢، ٦٦٨١؛ نسائي: ٢٠٣٤].

کی) جب تک منع نہ ہو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾۔ اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں کہ مشرکوں کیلئے دعا کریں اگرچہ وہ ناتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَاتَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ اخیر تک یعنی تم راہ پر نہیں لا سکتے جس کو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جس کو چاہے اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: سعید رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ مسیب رضی اللہ عنہ سے جو صحابی ہیں، اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب رضی اللہ عنہ سے اس کا راوی کوئی نہیں سوائے ان کے بیٹے سعید رحمہ اللہ کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جس کا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہے کہ سوائے صحابہ کے اور شخصوں سے روایت کرنے والے کم سے کم دو چاہئیں (نووی رحمہ اللہ) نبی ﷺ نے کہا اپنے چچا ابو طالب سے جب وہ مرنے لگے یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا یہ مراد نہیں ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکرات کے وقت تو یہ قبول نہیں فرمایا اللہ جل جلالہ نے: ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ﴾ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں کیلئے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آ گئی تو کہنے لگے: ہم نے اب توبہ کی۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو طالب سے حضرت ﷺ نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف ان کو سمجھایا۔ آخر ابو طالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی۔ قاضی عیاض نے کہا: بعض متکلمین نے یہاں یہ معنی کئے ہیں کہ نزع کی حالت ابو طالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں تو ابو طالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم کو اختیار کیا۔

السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبد المطلب بھی کفر پر مرے تھے۔ جیسے ابو طالب کے بارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا ہے کہ ابو طالب کفر پر مرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اللہ کی میں تو تمہارے لئے دعا کروں گا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلا دے درست ہے اور اس جگہ قسم سے تاکید مقصود ہے کہ میں تمہارے لئے ضرور استغفار کروں گا اور یہ آپ نے ابو طالب کو خوش کرنے کیلئے فرمایا اور ان کی وفات مکہ میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ابن فارس نے کہا: ابو طالب جب مرے تو رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف انچاس برس آٹھ مہینے گیارہ دن کی تھی اور ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسی واسطے اس سال کو "عام الحزن" کہتے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت ﴿اِنَّكَ لَاتَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ ابو طالب کے باب میں اتری ہے۔ زجاج نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(١٣٣) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ اَنْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَتَيْنِ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْكَلِمَةُ فَلَمْ يَزَالَا بِهٖ. [راجع: ١٣٢]

زہری سے اس سند سے مختلف راویوں نے معمولی اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے مگر معنی سب کا وہی ہے جو پہلے گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے مرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ: ((قُلْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَاَبٰى قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ الْاٰيَةَ. [ترمذی: ۳۱۸۸]

وقت کہا: ''تم لا الٰہ الا اللہ کہو میں قیامت کے دن تمہارے لئے اس کا گواہ ہوں گا۔'' انہوں نے انکار کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ اخیر تک۔

(۱۳۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهِ: ((قُلْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) قَالَ: لَوْ لَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ: اِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ، لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾. [۲۸/ القصص: ۵۶] [راجع: ۱۳۴]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا: ''کہو لا الٰہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دوں گا تمہارے لئے قیامت کے دن۔'' انہوں نے کہا: اگر قریش میرے اوپر عیب نہ رکھتے وہ کہیں گے ابوطالب ڈر گیا یا دہشت میں آ گیا البتہ میں ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہہ کر (یعنی تم کو خوش کر دیتا اور لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا مگر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے، وہ کہیں گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

باب: مُوَحِّد قطعی جنتی ہے۔

فائدہ: ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پائے گا اپنے گناہوں پر، مگر وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہ سکتا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف میں سے یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص توحید پر مرے، وہ ہر حال میں جنت میں جائے گا۔ پھر اگر گناہوں سے پاک ہو جیسے نابالغ مجنون جو بالغ ہوتے ہی مجنون ہو گیا ہو یا اس نے صحیح توبہ کی ہو تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نہ کیا ہو یا اللہ کی طرف سے اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوئی ہو وہ تو جنت میں جائے گا اور جہنم میں بالکل نہ جائے گا۔ اور یہ جو آیت ہے کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر جہنم پر اس کا ورود ہوگا تو ورود سے مراد مرور ہے یعنی اس پر سے گزرنا۔ اور گزر تو سب کیلئے ہے کیونکہ صراط یعنی پل جہنم کے اوپر سے ہے۔ اللہ ہم کو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچائے۔ (آمین) اور اگر اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں گے اور بغیر توبہ کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے تو اس کا قصور معاف کر دے اور اس کو جنت میں لے جائے اور اگر چاہے تو تھوڑے دنوں اس کے قصور کے لائق عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے، مگر وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے بھی گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں نہ جائے گا۔ یہ مختصر بیان ہے اہل حق کے عقیدہ کا اس مسئلہ میں اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہیں اس اعتقاد کی اور نصوص متواترہ ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں مگر ان کو اسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہئے تاکہ نصوص شرعیہ میں تناقض اور تخالف نہ ہو اور اللہ چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کریں گے جن سے اور حدیثوں کی تاویل بھی معلوم ہو جائے گی۔ انتہی۔

(۱۳۶) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مر جائے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جائے گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس شخص کے باب میں جو شہادتین کا قائل ہو یعنی توحید و رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہ (ایک گمراہ فرقہ ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا۔ اور خوارج کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا کبیرہ گناہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو مؤمن کہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مؤمن ہے اب اگر اس کا گناہ نہ بخشا جائے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہوگا ایک نہ ایک دن وہ جنت میں جائے گا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا۔ اور مرجیہ جو دلیل لائے ہیں اس حدیث سے ان کا جواب یہ ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے؟ اس حدیث میں تو یہ ہے کہ موحد جنت میں جائے گا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا گناہ بخش دیا جائے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پا کر جنت میں جائے اور یہ تاویل ضروری ہے اس لئے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے گناہ گاروں کیلئے عذاب نکلتا ہے۔ پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے۔ اور جو فرمایا اس حدیث میں کہ اس کو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کٹر مرجیہ کا جو کہتے ہیں شہادتین کو صرف زبان سے کہنے والا جنت میں جائے گا گو دل سے اس پر اعتقاد نہ ہو۔ اور دوسری حدیث میں اس کی اور تاکید مروی ہے یعنی اس کو شک نہ ہو اور یہ مؤید ہے ہمارے مذہب کے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے وہ شخص بھی حجت لاتا ہے جو کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضروری ہیں اور جہنم سے نجات پانے کیلئے صرف ایک کافی نہیں البتہ جب زبان میں کوئی آفت ہو جیسے گونگا پن ہے یا مہلت نہ ہو، زبان سے کہنے سے پہلے مر جائے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لئے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے کہ جس نے کہا: لا الٰہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الٰہ الا اللہ کی اور معاذ کی روایت میں ہے جس کی آخر بات لا الٰہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں جائے گا اور ایک روایت میں ہے اللہ سے ملے گا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ حرام کر دے گا اس کو جہنم پر اور ایسا ہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور عتبان بن مالک کی روایت میں ہے، عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے اعمال چاہے جیسے ہوں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اس کو شہادتین میں شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔

ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو سلف کی ایک جماعت سے جن میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اس وقت کی ہیں جب اور فرائض اور اوامر اور نواہی نہ تھے۔ اور بعض نے کہا: یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب ان کا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور ان کے حقوق و فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول حسن بصری کا ہے۔ اور بعض نے کہا یہ اس شخص کیلئے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اس کا اقرار کرے پھر مر جائے یہ قول بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت اسی وقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لے جائیں تو تاویل مشکل نہیں جیسے علمائے محققین نے بیان کیا تو پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ تمام اہل سنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں جائے گا۔ پھر اگر اس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو اپنے پروردگار کی رحمت سے جنت میں جائے گا اور جہنم اس پر حرام کی جائے گی۔ پھر اگر ہم ان حدیثوں کو ایسے شخصوں پر محمول کریں تو مطلب صاف ہوگا۔ اور حسن بصری اور بخاری کی یہی مراد ہے اور اگر وہ شخص گناہوں کے ساتھ آلودہ ہو، واجبات کو ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب کیا ہو تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ جہنم میں بالکل نہ جائے گا اور پہلے ہی پہل جنت میں چلا جائے گا لیکن اس کا یقین ہے کہ وہ ایک دن آخر کار ضرور جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کا گناہ معاف کر دے اور چاہے اس کو چند روز عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنی پر قائم ہیں اور جمع بھی ہو جائیں اس طرح پر کہ جنت میں جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اسے ہو گیا ہو یا بالفعل بعفو یا آئندہ بعد عذاب، اور جہنم حرام ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کے لیے جہنم اس پر حرام ہے اور دونوں مسئلوں میں خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث ((مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) - یعنی جس کی آخر بات لا الٰہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں جائے گا، یہ اس شخص کیلئے ہو جس کی زبان سے مرتے وقت آخر میں یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اس کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) دوسری بات نہ کرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کر چکا ہو لیکن شاید خاتمہ کلام کی وجہ سے اللہ کی رحمت شامل ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پائے برخلاف ان گنہگاروں کے جن کی آخری بات یہ کلمہ نہ ہو۔ اسی طرح پر جو عبادہ کی حدیث میں ہے کہ وہ جنت کے جس دروازہ میں سے چاہے جائے وہ خاص ہے اس کیلئے جو شہادتین کے ساتھ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھ متصف ہو اور اس کا ثواب اس قدر ہو جائے کہ اس کے گناہوں سے بڑھ جائے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے۔ اس لئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت دیر میں اسلام لائے تھے جس سال خیبر فتح ہوا ہے ہجری میں اور اس وقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تھے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوۃ کے فرض ہو چکے تھے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا اس قول کے موافق جو کہتا ہے حج ۵ یا ۶ ہجری میں فرض ہوا۔ اور شیخ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر ایک اور تاویل بیان کی ہے انہوں نے کہا کہ شاید یہ قصور راویوں کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ آپ نے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثوں میں کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ اختصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو بت پرستوں کے ساتھ خطاب کرنے میں کیونکہ توحید ان کیلئے دین کی تمام باتوں کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پارسی پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جائے گا اس کے اسلام کا اور ہم وہ کہیں گے اس حال میں جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے اسلام کا حکم کیا جائے گا پھر اس پر جبر کریں گے دوسرے احکام قبول کرنے کیلئے اس لئے کہ اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کیلئے اس پر جبر کریں گے اور اس کا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لائے اور نفس الامر اور آخرت کے احکام میں وہ مسلمان نہ ہوگا حالانکہ ہم نے جس کو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام میں مسلمان ہیں۔ واللہ اعلم (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۳۷) عَنْ عُثْمَانَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ: مِثْلَهُ سَوَاءً.

عثمان سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث سماعت کی ہے۔

(۱۳۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ: فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ: حَتّٰى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ جَمَعْتَ مَابَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ: فَفَعَلَ قَالَ: فَجَآءَ ذُوالْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُوالتَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ: وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَذُوالنَّوَاةِ بِنَوَاهُ قُلْتُ: وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوَاةِ؟ قَالَ: كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَآءَ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهَا حَتّٰى مَلَأَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ۔ قَالَ: فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَايَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر (جنگ تبوک) میں تو لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور آپ نے قصد کیا لوگوں کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش آپ جمع کرتے لوگوں کے سب توشے اور پھر اس پر اللہ سے دعا کرتے (تا کہ اس میں برکت ہو اور سب کیلئے کافی ہو جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیہوں تھی لے کر آیا اور جس کے پاس کھجور تھی وہ کھجور لے کر آیا اور جس کے پاس گٹھلی تھی وہ گٹھلی لے کر آیا۔ میں نے کہا: گٹھلی کو کیا کرتے تھے انہوں نے کہا: اس کو چوستے تھے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے۔ راوی نے کہا: آپ نے ان سب توشوں پر دعا کی تو لوگوں نے اپنے اپنے توشہ کے برتنوں کو بھر لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے (وہی سچا اللہ ہے باقی سب جھوٹے معبود ہیں) اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ حدیث میں حَمَائِلِهِمْ ہے حائے مہملہ سے یا جَمَائِلِهِمْ جیم سے دونوں منقول ہیں۔ صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونوں کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جَمَائِلِهِمْ جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے حائے مہملہ سے۔ شیخ ابوعمرو نے کہا: دونوں صحیح ہیں۔ تو جب حائے مہملہ سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنی وہ اونٹ جس پر لادا جائے سامان وغیرہ اور جب جیم سے ہو تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع ہے جمل کی۔ جمل اونٹ کو کہتے ہیں۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافروں کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ مل کر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھائے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا: یہ سنت ہے۔

جب لوگ اپنے اپنے توشہ کے برتنوں کو لے آئے تو آپ نے دعا کی تو توشہ میں آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزائش ہو گئی کہ یا تو تمام ہونے کے قریب تھا یا سب کے برتن پھر سے بھر گئے اور اطمینان حاصل ہوا۔ یہ ایک معجزہ تھا آپ ﷺ کے معجزوں میں سے۔

(۱۳۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَوْعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ شَكَّ الْاَعْمَشُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((افْعَلُوْا)) قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِیْئُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ : وَجَعَلَ يَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَجِیْئُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ يَسِيْرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((خُذُوْا فِیْ اَوْعِيَتِكُمْ)) قَالَ: فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ قَالَ: فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (یہ شک ہے اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) جب غزوۂ تبوک کا وقت آیا (تبوک شام میں ایک مقام کا نام ہے) تو لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ ہم کو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کاٹو۔'' اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر ایسا کیجئے گا تو سواریاں کم ہو جائیں گی لیکن سب لوگوں کو بلا بھیجئے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لے کر آئیں پھر اللہ سے دعا کیجئے کہ توشہ میں برکت دے شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے (یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا'' پھر ایک دسترخوان منگایا۔ اس کو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگایا۔ کوئی مٹھی بھر جوار لایا' کوئی مٹھی بھر کھجور لایا' کوئی روٹی کا ٹکڑا یہاں تک کہ سب مل کر تھوڑا سا دسترخوان پر اکٹھا ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے برتنوں میں توشہ بھر لو۔'' تو تمام نے اپنے اپنے برتن بھر لئے یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو نہ بھرا ہو۔ پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہو گئے۔ اس پر بھی کچھ بچ رہا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر یقین کر کے اللہ سے ملے، وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ دارقطنی نے اس حدیث کی اسناد میں طعن کیا ہے کہ اس میں اعمش سے اختلاف ہوا ہے کبھی اعمش (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) سے بھی عن ابی صالح عن جابر بھی روایت کیا گیا ہے مگر حدیث کی صحت میں یہ طعن کچھ قدح نہیں کرتا ہے، اس لئے کہ اعمش کو صحابی ﷺ کے نام میں شک ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سب ثقہ ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی راوی نام لے کر یوں کہے کہ مجھ سے فلاں نے یا فلاں نے حدیث بیان کی اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت حجت ہے بلا خلاف، اس لئے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے۔ اس قاعدہ کو خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے "کفایہ" میں اور دوسرے لوگوں نے بھی بیان کیا ہے۔ اور یہ غیر صحابہ میں ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں تو بطریق اولیٰ ہوگا۔ اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں۔ پھر راوی کے تعین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے سخت بھوک کی وجہ سے خواہش ظاہر کی کہ کاش آپ ﷺ ہم کو اجازت دیتے تو اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے، یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ادب کی جگہ پر سوال کرنے کا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جو لڑائی میں مدد دیتے ہیں کاٹنا درست نہیں جب تک امام اجازت نہ دے۔ (السراج الوہاج)

آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا اپنے اونٹوں کو کاٹو۔" اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ سے کہا: اگر ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم میں اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجہ والے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وقتی مصلحت کے مطابق بڑے درجہ والے کو عمدہ مشورہ دے اور ان کے حکم کو منسوخ کرنے کیلئے کہے۔

(١٤٠) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ [لَا شَرِيكَ لَهُ] وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ)). [بخاری: ٣٤٣٥]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں اور بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اور اس کی بندی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اس کے کلمہ (کن) سے پیدا ہوئے جو اس نے مریم میں ڈال دیا (یعنی حکم کر دیا کن کے ساتھ پھر وہ ہو گئے بن باپ کے) اور رحمت ہیں اللہ کی یا روح ہیں اللہ کی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہتے ہیں اس لئے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی روح کو پیدا کیا اگرچہ سب روحوں کو اللہ ہی نے بنایا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لئے اللہ کی طرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے، تو لے جائے گا اس کو اللہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے یہ چاہے جائے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتوں کا اختصار کے ساتھ، بعض لوگ ہمارے زمانہ میں یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے کیوں کر پیدا ہوئے حالانکہ فطرت کے قاعدہ سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے ان کا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث؟ اگر حادث مانتے ہو تو ابتدائے آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ ماں۔ پھر جب اللہ نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا دشوار ہے۔ اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہیں کہ عالم اسی طرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار میں ہمیشہ تغیر ہوتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کے کرات متفرق اور پریشان ہو سکتے ہیں اور ان کے اجزاء پھر دوبارہ مل کر ایک نما کرہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اسی وجہ سے ابی تور اور دیو جانس اور فلاسفہ کی ایک جماعت نے جو قدیم عالم کے قائل تھے یہ لکھا ہے کہ اوائل ترکیب زمین میں زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے۔ آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت گھٹتے گھٹتے اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ سوائے نباتات اور کم درجہ کے حیوانات جیسے چوہے گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہیں ہوتے۔

پھر جس اللہ نے زمین میں یہ استعداد اور کمی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اس میں سے پیدا کردے اس کے نزدیک خود انسان میں سے ایک دوسرا انسان پیدا کرنا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے۔ اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم بھرتے ہیں اور حکیموں اور فلسفیوں کی لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن و حدیث کی سچی، قرین قیاس باتوں میں شبہ کرتے ہیں، خود حکیم اور فلسفی انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر اختلاف رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے۔

(۱٤۱) عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيءٍ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ: ((مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ.)) [راجع: ۱٤۰]

عمیر بن ہانی اس سند میں ان الفاظ (جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے) کی جگہ یہ لفظ موجود ہیں کہ (اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کرے گا چاہے وہ جیسے اعمال کرتا ہوا بھی اس دنیا سے جائے)

○ ○ ○ ○

(۱٤۲) عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ: مَهْلًا لِمَ تَبْكِي؟ فَوَاللّٰهِ! لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِعْتُ لَأَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ)). [ترمذی: ۲٦۳۸]

صنابحی سے روایت ہے، میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ مرنے کے قریب تھے۔ میں رونے لگا۔ انہوں نے کہا: مجھ کو مہلت دو، (یعنی مجھ کو بات کرنے میں) کیوں روتا ہے؟ قسم اللہ کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو تیرے لیے (ایمان کی) گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آسکے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا: اللہ کی قسم! کوئی حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی، جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا البتہ ایک حدیث میں نے اب تک بیان نہیں کی وہ آج بیان کرتا ہوں اس لیے کہ میری جان جانے کو ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو یا جہنم کے اس طبقہ کو جس میں ہمیشہ رہنے والے کافر ڈالے جائیں گے۔)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ (صنابحی سے روایت ہے) صنابحی صنابح کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ مراد کی ایک شاخ ہے اور نام ان کا ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن عُسیلہ ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جلیل القدر تابعی تھے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے جا رہے تھے۔ ابھی یہ راہ میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ آپ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد یہ مدینہ میں آئے اور ابوبکر صدیق اور بہت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملے اور روایتیں کیں۔ ''تقریب'' میں ہے کہ عبدالملک کی خلافت میں انہوں نے انتقال کیا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: جس کو حدیث میں اشتغال نہیں وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہیں محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے صنابحی سے قسم کھا کر کہا: کوئی حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے وہ حدیثیں چھپائیں جن کے بیان کرنے میں ان کو نقصان یا فتنہ معلوم ہوا، اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور اس میں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کی حدود میں سے۔ اور ایسا بہت صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا خوف تھا اس وجہ سے کہ اس کے سمجھنے سے ان کی عقل قاصر تھی۔ ایسی ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں یا قیامت کی علامات میں یا کسی قوم کے برے اوصاف میں یا ان کی مذمت اور لعنت میں تھیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(١٤٣) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤَخِّرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

[بخاری: ٥٩٦٧، ٦٢٦٧، ٦٥٠٠]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپ کے درمیان میں سوائے پالان کی پچھلی لکڑی کے کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں آپ ﷺ کی خدمت میں اور آپ ﷺ کا فرمانبردار ہوں یا رسول اللہ! پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے کہا: ''یا رسول اللہ! فرمانبردار خدمت میں حاضر ہے۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول فرمانبردار آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے، فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ کا فرمانبردار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے، جب بندے یہ کام کریں'' (یعنی اسی کی عبادت کریں، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں) میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: ''صاحب تحریر'' نے کہا: حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جائے یا جس کا پایا جانا آئندہ ضروری ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے، موجود ہے، ازلی ہے، باقی ہے، ابدی ہے، موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں اس کے یہ معنی ہیں وہ ضرور پائی جائیں گی اور ہوں گی۔ اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں۔ یعنی وہ پائی گئی ہے۔ اور اس کا وجود ہے۔ اسی طرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں۔ جس میں اختیار نہ ہو۔ جیسے فرائض اللہ کے جن کا کرنا لازم ہے یا کسی کا قرض جس کا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے، تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بندہ پر تو اس کے معنی یہ ہیں جو بندہ پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے۔ اور جب یوں کہیں بندہ کا حق اللہ پر تو اس حق سے مراد اس کا تحقق وثبوت یعنی ہو ضرور پایا جائے گا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

Marfat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) یہ نہیں کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل شانہ پر کوئی کام لازم اور واجب نہیں اور نہ کوئی اس پر کسی کام کو واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب ہے سارے جہان کا۔ جو چاہے کرے جو نہ چاہے نہ کرے مگر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے، اسکی بات ٹلنے والی نہیں۔ اس نے جیسا فرمایا اس کے نیک بندے جنت میں ضرور جائیں گے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکوں کو بھی دوزخ میں ڈال دے کسی کی کیا مجال جو اس کو کچھ بھی کہہ سکے۔

(١٤٤) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا)).

[بخاری: ٢٨٥٦، ترمذی: ٢٦٤٣]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا جس کا نام "عفیر" تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟" میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اللہ اس کو عذاب نہ دے۔" میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں خوش نہ کردوں لوگوں کو یہ سنا کر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مت سنا ان کو ایسا نہ ہو کہ وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ عفیر بضم عین مہملہ اور فتح فا موحدہ یہی صحیح ہے اور یہی معتبر نسخوں میں ہے اور قاضی عیاض نے جو اس کو غین معجمہ سے کہا: وہ متروک ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا یہ وہ گدھا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی سواری کا تھا۔ بعض نے کہا: وہ حجۃ الوداع میں مر گیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اور وقت کا ہے اس لئے کہ پہلی حدیث میں پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان میں صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی۔

(آپ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لوگوں کو خوشخبری مت سنا کہیں ایسا نہ ہو وہ اس خوشخبری پر بھروسا کر بیٹھیں) پھر اور نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا چھوڑ دیں، اگرچہ توحید نجات کے لیے کافی ہے مگر جہنم سے بالکل محفوظ رہنے کے لیے اور جنت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

(١٤٥) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((أَنْ يَّعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ: ((أَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ؟)) فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ)). [بخاری: ٧٣٧٣]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا بندے پر کیا حق ہے؟" انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ حق یہ ہے کہ عبادت کی جائے اللہ کی اور شریک نہ کیا جائے اس کے ساتھ کوئی۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟" میں نے کہا: اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے" (یعنی ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا)۔

فائدہ۔ اور بعض نسخوں میں "شیئاً" ہے بھی تو ترجمہ یہ ہوگا کہ عبادت کرے وہ اللہ کی اور اس کے ساتھ شریک نہ کرے کسی کو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٤٦)عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ: دَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَتُّهُ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ)) نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ. [راجع: ١٤٥]

اسود بن ہلال سے روایت ہے' کہا: میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ کی بات پر لبیک کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے۔'' ان کی حدیث کی مانند۔

(١٤٧)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فِيْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا وَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ ـ وَالرَّبِيْعُ: الْجَدْوَلُ ـ فَاحْتَفَزْتُ [كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ] فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اَبُوْ هُرَيْرَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا شَاْنُكَ؟)) قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِيْ فَقَالَ: ((يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟)) وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ: ((اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيْتَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِيْ بِهِمَا مَنْ لَقِيْتُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اور آدمیوں میں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اٹھے (اور باہر تشریف لے گئے) پھر آپ ﷺ نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو اکیلا پا کر نہ مار ڈالیں۔ ہم گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں آپ ﷺ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلا اور بنی نجار کے باغ کے پاس پہنچا (بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا) اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا پھرا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں (شاید اس باغ میں دروازہ ہی نہ ہوگا یا اگر ہوگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہوگا) دیکھا کہ باہر کنویں سے ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا حال ہے تیرا۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ ﷺ کو ہم سے جدا دیکھ کر نہ ستائیں۔ ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا: ''اے ابو ہریرہ!'' اور عنایت کیے مجھ کو اپنے جوتے (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابو ہریرہ کی بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا: ''میرے یہ دونوں جوتے لے کر جا اور جو کوئی تجھے

محکم دلائل کو براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ : ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْهَشْتُ بُكَآءً وَرَكِبَنِيْ عُمَرُ فَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِيْ فَقَالَ [لِيْ] رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَالَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟)) قُلْتُ: لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ: ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عُمَرُ! مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَخَلِّهِمْ)).

(بخاری:۱۲۸)

اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے'' (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جوتے لے کر چلا) تو سب سے پہلے میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ انہوں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! یہ جوتے کیسے ہیں؟ میں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ دے کر مجھ کو بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہوا لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ میری چھاتی کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا۔ پھر کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ جا۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے والا ہی تھا کہ میرے ساتھ پیچھے سے عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! تجھے کیا ہوا۔'' میں نے کہا: میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور جو پیغام آپ ﷺ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچایا۔ انہوں نے میری چھاتی کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا لوٹ جا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تو نے ایسا کیوں کیا۔'' انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اپنے جوتے دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو، لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو خوشخبری دو اس کو جنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈرتا ہوں، لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے ان کو عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ان کو عمل کرنے دو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک نالی تیسیر خارجہ یعنی باہر کنویں سے باغ کے اندر جاری ہے تو خارجہ کنویں کی صفت ہے اور بعض نے کہا کہ خارجہ ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنویں سے یعنی پانی کی وہ نالی خارجہ کے کنویں سے آتی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی ﷺ کا خوشخبری والا پیغام عمر رضی اللہ عنہ کو سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری چھاتی کے بیچ میں ایک مکا مارا جس سے میں سرین کے بل گر پڑا، اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قصد نہ تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گرا دیں یا ایذا پہنچائیں بلکہ ان کو اس کام سے باز رکھنا مقصود تھا، اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ ان کو تسکین ہو اور وہ یہ کہنے سے باز رہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہ ﷺ پر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سلم میں اس نوع کے خوش کرنے سے کوئی برا کام نہیں ہوتا۔ (باقی اگلے صفحہ پر ❖ ❖)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے پیام کو فاش کر دینا خلاف مصلحت جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تھا دین میں اور تمام احکام الٰہی کا بجالانا علی الخصوص جہاد وغیرہ کی ترقی دین کے لیے اس وقت نہایت ضروری اور اگر یہ خوشخبری سب کو پہنچ جاتی تو احتمال تھا کہ بہت لوگ تن آسانی کرتے اور اس پر بھروسہ کر کے سست ہو جاتے اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے کو ٹھیک سمجھا اور اسی پر عمل کیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہنچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اس اعتراض کا معقول جواب دے کر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے (نووی رحمہ اللہ)

نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے۔ ایک عالم کا بیٹھنا لوگوں کو سمجھانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے۔ دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اس کی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ باغ کے اندر چلے گئے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا کھانا کھا لینا اور اس کے جانور پر سواری کرنا اور کھانا اپنے گھر لے جانا اور اس کے مثل اور باتیں جو اس کو ناگوار نہ ہوں لیکن روپیہ پیسہ لینا درست نہیں جو ناگوار ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی رضامندی کا یقین ہو۔ اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہیں۔ تیسرے امام کا نشانی دے کر کسی کو بھیجنا۔ چوتھے بعض دین کی باتیں چھپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد۔ پانچویں تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی رائے قبول کرنا جب رائے ٹھیک ہو۔ چھٹے یہ قول درست ہونا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں اور بعض سلف نے اس کو مکروہ رکھا ہے مگر وہ صحیح نہیں۔

(۱۴۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا [النَّاسَ] فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ: ((اِذًا يَتَّكِلُوْا)) فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَاَثُّمًا. [بخاری:۱۲۸]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے سواری پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے کہا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ!'' انہوں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ گواہی دے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کرے گا اس کو جہنم پر۔'' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس کی لوگوں کو خبر کر دوں وہ خوش ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب تو وہ تکیہ کر لیں گے اس پر۔'' پھر معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ سے بچنے کے لیے مرتے وقت یہ حدیث بیان کی۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جائے منع ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جائے گی، اس لیے انہوں نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم کے نہ تھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہور کرنے سے تھی نہ خاص لوگوں سے بیان کرنے کی ورنہ معاذ رضی اللہ عنہ کو کیوں بتلاتے۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اس ڈر سے کہ کہیں جاہل اور بے خبر آدمی سن کر دھوکہ نہ کھائے اور تکیہ کر بیٹھے۔ اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ان لوگوں کو بتلائی جن کے دھوکے میں پڑنے کا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بھی اسی راہ پر چلے۔ انہوں نے بھی خاص آدمیوں کو جن کو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) رسول اللہ ﷺ کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے۔ مگر آپ ﷺ کو اور مجتہدوں پر فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے۔ نبی الغور وحی سے اس کی اصلاح ہو جاتی، برخلاف اور مجتہدوں کے کہ وہ خطا پر قائم رہتے ہیں۔ اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہ ﷺ کے لیے اجتہاد جائز نہیں رکھا، وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اترا ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے وقت دوسرا حکم اترا ہو، جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد میں تفصیل ہے جو مشہور ہے تین دنیاوی امور میں تو آپ ﷺ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے۔ اور دین کی باتوں میں علما کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ آپ ﷺ اللہ سے پوچھ کر یقین حاصل کر سکتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں پھر جن علما نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز رکھا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپ نے کیا بھی یا نہیں۔

اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں کیا۔ اور بعض نے توقف کیا اس مسئلہ میں۔ پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ ﷺ سے ہو سکتی تھی یا نہیں۔ محققین کا یہ قول ہے کہ خطا آپ ﷺ سے نہیں ہو سکتی تھی۔ اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی مگر آپ ﷺ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے۔ اور یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں ہے۔

(۱۴۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ: حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ قَالَ: اَصَابَنِيْ فِيْ بَصَرِيْ بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِيْ تُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى. قَالَ: فَاَتَى النَّبِيُّ ﷺ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ وَاَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهُ اِلٰى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالَ: وَدُّوْا اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوْا اَنَّهُ اَصَابَهُ شَرٌّ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ وَقَالَ: ((اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالُوْا: اِنَّهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ: ((لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهُ)) قَالَ اَنَسٌ: فَاَعْجَبَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِيْ: اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ. [بخاری: ۴۲۴، ۴۲۵، ۶۶۷، ۶۸۶، ۸۳۸، ۸۴۰، ۱۱۸۶]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے محمود نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا: ایک حدیث ہے جو مجھے پہنچی ہے تم سے (تو بیان کرو اس کو) عتبان نے کہا: میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے کہ وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں آپ ﷺ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھیں تا کہ میں اس جگہ کو مصلی بنا لوں (یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں۔ اور یہ درخواست اس لئے کہ آنکھ میں فتور ہو جانے کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ میں ان کا آنا دشوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جن کو اللہ نے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے۔ آپ ﷺ اندر آئے اور نماز پڑھنے لگے اور آپ کے اصحاب آپس میں باتیں کر رہے تھے (منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے لگے اور ان کی بری باتیں اور بری عادتیں ذکر کرتے تھے) پھر انہوں نے بڑا منافق مالک بن دخشم کو کہا اور چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کیلئے بددعا کریں وہ مر جائے اور اس پر کوئی آفت اترے (تو معلوم ہوا کہ بدکاروں کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہیں) اتنے میں رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا: ''کیا وہ (یعنی مالک بن دخشم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ سوا اللہ کے کوئی سچا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٤٠٠٩، ٥٤٠١، ٦٤٢٢، ٦٩٣٨؛ نسائي: ٧٨٧، ١٣٢٦؛ ابن ماجه: ٧٥٤؛ وانظر في مسلم: ١٤٩٦، ١٤٩٧، ١٤٩٨]

معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔'' صحابہ نے عرض کیا: وہ تو اس بات کو زبان سے کہتا ہے لیکن دل میں اس کے یقین نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو گواہی دے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پھر وہ جہنم میں نہ جائے گا یا اس کو انگارے نہ کھائیں گے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا اس کو لکھ لے، اس نے لکھ لیا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انس رضی اللہ عنہ ہیں اور محمود رضی اللہ عنہ اور عتبان رضی اللہ عنہ۔ دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی۔ انس رضی اللہ عنہ بڑے ہیں محمود رضی اللہ عنہ سے سن اور علم اور مرتبہ میں۔

(انہوں نے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ کو بڑا منافق کہا) صحابہ نے نفاق میں اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا۔ حالانکہ یہ بدر میں شریک تھا اور لڑائیوں میں اور نفاق اس کا ثابت نہیں ہوا بلکہ خود حضرت نے اس کو مؤمن قرار دیا بخاری کی روایت میں ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محض اللہ کے واسطے کہتا ہے۔

(١٥٠) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: تَعَالَ فَخُطَّ لِي مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَاءَ قَوْمُهُ فَتَغَيَّبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ. [راجع: ١٤٩]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عتبان بن مالک نے وہ اندھے ہو گئے تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے مکان پر تشریف لائیے اور مسجد کی ایک جگہ مقرر کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ اور لوگ آئے مگر ایک شخص غائب تھا، جس کو مالک بن دخشم کہتے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئی کچھ اوپر گزریں۔ ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتھ تبرک کرنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ علما اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدوں اور شاگردوں کے گھر جانا اور ان سے ملنا بہتر ہے۔ تیسرے مفضول کو فاضل سے کچھ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے، چوتھے نماز پڑھنے والے کے سامنے باتیں کرنا درست ہے اگر نمازی کا حرج نہ ہو۔ پانچویں جو شخص ملاقات کو جائے اس کو امامت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو۔ چھٹے حاکم اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اس سے ضرر کا خوف ہو، درست ہے۔ ساتویں حدیث کا لکھنا درست ہے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: لکھ لے۔ اس کو لکھ لینا مستحب ہے۔ اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت بھی۔ ممانعت تو اس کیلئے ہے جو یاد نہ کرے صرف لکھنے پر بھروسا رکھے حالانکہ اس کو یاد کرنے کی طاقت ہو اور اجازت اس کیلئے ہے جو یاد نہ رکھ سکے اور بعض نے کہا: ممانعت اس وقت تھی جب حدیث کے مل جانے کا ڈر تھا، قرآن کے ساتھ۔ پھر اجازت ہوئی۔ اور پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں اختلاف تھا حدیث کی کتابت میں لیکن بعد میں کتابت کے درست ہونے پر امت کا اجماع ہو گیا۔ آٹھویں امام یا عالم کو اپنے آدمی کے ساتھ لے جانا درست ہے ملاقات کیلئے یا دعوت میں۔ انتہی باختصار۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنِ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبَائِرَ

باب: جو شخص اللہ کی خدائی، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مؤمن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۱) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا)). [ترمذی:۲۶۲۳]

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے: ''ایمان کا مزا چکھا اس نے جو راضی ہو گیا اللہ کی حکمرانی پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے نقل کیا ''صاحب تحریر'' سے راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کو طلب نہ کرے اور سوائے اسلام کے دوسرے کفر کے راستوں پر نہ چلے اور حضرت ﷺ کی شریعت کے موافق رہے۔ پھر جس میں یہ صفات ہوں گی بے شک ایمان کی حلاوت اس کے دل میں معلوم ہوگی اور وہ اس کا مزا چکھے گا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مزا چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہوگا اور اس کے دل کو اطمینان ہوگا، اس واسطے کہ جب وہ ان چیزوں سے راضی ہوا تو یہ دلیل ہے اس کے کمال معرفت اور نفاذ بصیرت کی اور اس کے ساتھ اس کا دل بھی خوش ہوگا، اس لئے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ اس پر سہل ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مؤمن کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور طاعتیں اس پر آسان ہو جاتی ہے اور لذت دیتی ہیں۔ تحفۃ الاخیار میں ہے کہ اللہ کی حکمرانی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے۔ رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے۔ اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے، کفر کی رسومات کے گرد نہ پھٹکے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے مزے کی خبر نہیں۔ انتہی۔

مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ایک بڑے مرتبہ کی طرف اشارہ کیا جو عام مؤمنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں، پھر دنیا میں ان کو ایمان کی حلاوت اور لذت کچھ نہیں ہے، وہ تمام عبادتیں اور طاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈال کے کرتے ہیں اور دین کے احکام بجا لانا ان کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہیں جیسے بھاری پتھر ڈھونا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جس کو دل نہ چاہتا ہو مگر پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے۔ قہر درویش بر جان درویش۔ پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشوں اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہئے پر ان باتوں کا مزا بہت آگے چل کر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہوگا، جب اس کا نفس بکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے ان کاموں کا عادی ہو جائے گا تو اس کو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزا حاصل ہوگا جیسے انسان پہلے کسرت کرتا، ڈنڈ پیلتا یا مگدر ہلاتا ہے تو چند روز کیسے ناگوار گزرتے ہیں پھر ان میں ایسا مزا آنے لگتا ہے کہ ان کا چھوڑنا دشوار گزرتا ہے اور بے کسرت کے چین نہیں پڑتا۔ یہ تو جسمانی قویٰ اور حرکات کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد چھوٹ نہیں سکتی۔ ایمان جو روحانی لذت ہے اس کا مزا اور ذائقہ کس قدر ہوگا۔ قیاس کرنا چاہئے مگر اس کا بیان کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اس کو تو وہی جانے جس نے اس کا مزا چکھا ہو۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اس کو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے مگر اسباب کی تشخیص اور شناخت میں غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اس کی کوشش رائیگاں اور اس کی سعی برباد ہونے سے اس کو دہشت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اخیر میں ایک ایسا تشتت اور اضطراب اس کے دل کو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے میں گرفتار ہیں ان کو دم بھر چین نہیں۔ ان کی زندگی، موت سے بدتر ہے۔ ان کو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ اللہ کی پناہ۔ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ برائے نام مؤمن ہے جو کلمات ایمان کو طوطے کی طرح کہتا ہے، مگر دل میں اس کے نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقدر کا مرتبہ اس کو حاصل نہیں جس نے رب کریم کو اپنا مالک، پروردگار، مربی، سرپرست، ہر طرح کی حاجتیں برلانے والا، سب کے کام نکالنے والا، برے اور اچھے کی خبر لینے والا، تمام ضروریات کا بندوبست کرنے والا، تمام ایذاؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا، سمجھا اور دل سے اس پر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا وہ اللہ کی عبودیت سے راضی اور خوش ہوا۔ اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اس کو رنج برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادوں پر اور اس کے کاموں پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اس کا عین مطلب اور مقصد ہے پھر اس کو کیا تکلیف اور رنج کیسا اور حقان کیسا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْضَلِهَا وَأَدْنَاهَا وَفَضِيلَةِ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهِ مِنَ الْإِيمَانِ

باب: ایمان کی شاخوں کا بیان کون سی شاخ افضل ہے اور کون سی ادنیٰ، شرم وحیا کی فضیلت اور اس کا ایمان میں داخل ہونے کا بیان

(۱۵۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)). [بخاري: ٩؛ ابوداود: ٤٦٧٦؛ ترمذي: ٢٦١٤؛ نسائي: ٥٠١٩، ٥٠٢٠، ٥٥٢١؛ ابن ماجه: ٥٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: دوسری روایت میں ساٹھ سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں مگر اس میں راوی کو شک ہے کہ ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شاخیں۔ اور بخاری رحمہ اللہ نے بغیر شک ساٹھ سے کچھ زیادہ روایت کی۔ اور ابوداؤد، ترمذی نے ستر سے کچھ زیادہ بغیر شک کے اور ایک روایت میں ترمذی کی ایمان کے چونسٹھ دروازے منقول ہیں۔ اور علما نے اختلاف کیا ہے کہ صحیح کون سی روایت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح ساٹھ سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ یہ شک سہیل راوی کی طرف سے واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر سے کچھ زیادہ شاخیں بغیر شک کے بھی منقول ہیں اور راجح کون سی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے۔ کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی ہے کسی نے زیادہ کی روایت کو۔

حدیث میں بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اس کے معنوں میں بھی علما کا اختلاف ہے کسی نے کہا: **بضع** تین 3 سے دس 10 تک کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا تین سے نو تک کو۔ خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا: دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو۔ اور **شُعْبَةٌ** سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ایمان ستر سے کچھ زیادہ خصلتوں کا نام ہے۔ قاضی عیاض نے کہا: اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ ایمان لغت میں یقین کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں دل سے یقین کرنے کو اور زبان سے اقرار کرنے کو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان، اعمال کو کہتے ہیں، جیسے ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ میں سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ کمال ایمان کا اعمال سے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان سب شاخوں کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی۔ اور یہ خصلتیں ان ہی کی ہیں جو تصدیق رکھتے ہیں تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی گویا یہ جڑ ہے۔ اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ سے ہٹا دینا اور ان دونوں کے بیچ میں بہت سی خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعض نے اس میں کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ ﷺ کے دل میں تھیں اور ان کا نہ پہچاننا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصول اور فروع ایمان کی سب معلوم اور محقق ہو چکی ہیں البتہ اجمالاً یقین کرنا کہ ایمان کے خصائل اس قدر ہیں ضروری ہے قاضی عیاض کا کلام ختم ہوا۔ حافظ ابن حبان نے کہا: میں نے اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر سے کچھ زیادہ سے بہت زیادہ ہیں۔ پھر میں نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا اور جن عبادتوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایمان میں شمار کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ ستر سے کچھ زیادہ سے کم ہوتی ہیں۔

آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کی طرف اور اس کو غور سے پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔ پھر میں نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں کہ ملیں ان کو نکال ڈالا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتیں ملا کر ستر 70 پر نو 9 ہوئیں نہ زیادہ نہ کم۔ جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ ﷺ کی یہ عبادتیں ہیں۔ اور ابن حبان نے ان سب عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس فن میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبداللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی۔ اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ سے کچھ زیادہ کی روایت بھی صحیح ہے اس لئے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہیں ہیں (النبلی کلام النووی) السراج الوہاج میں مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے۔ پھر میں نے قزوینی کے خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اس کا نام الروض النضیب رکھا۔

(۱۵۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)). [راجع: ۱۵۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر پر کئی یا ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں ان سب میں افضل لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہنا ہے اور ادنیٰ ان سب میں راہ میں سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حیا ایمان میں سے ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حیا سے نہیں ہوتی مگر بھلائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حیا بالکل خیر ہے۔ واحدی نے کہا کہ حیا اور استحیاء دونوں حیات سے نکلے ہیں اور حیا انسان کی قوت حیات ہے تو جس شخص کا احساس لطیف اور حیات قوی ہے اسی کو حیا ہوتی ہے۔ جنید بغدادی نے کہا کہ حیا نعمتوں کا دیکھنا اور اپنے قصوروں پر نظر کرنا ہے یعنی اللہ کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا، اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو حیا کہتے ہیں۔ اخلاق میں فضائل نفس تین رکھے ہیں عفت اور شجاعت اور عدالت۔ پھر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے۔ ابو علی بن مسکویہ نے کتاب التطہارۃ میں کہا کہ حیا نفس کا بری باتوں کے کرنے سے رک جانا ہے اور برائی سے پرہیز کرنا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا: حیا تو ایک خلقی صفت ہے پھر اس کو ایمان میں داخل کیا اس لئے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے، ریاضت اور کسب سے جیسے اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان میں ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے لیکن یہ جو فرمایا کہ حیا بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس سے مگر خیر، تو اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اس کے حقوق تلف ہو جاتے ہیں تو خیر محض کیونکر ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہیں ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اس کو حیا بعض نے مجازاً کہا ہے لیکن حقیقتاً حیا اس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کی طرف بلاتی ہے اور کسی حقدار کے حق میں قصور کرنے سے منع کرتی ہے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۵۴) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ: ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ)) [ترمذی: ۲۶۱۵؛ ابن ماجه: ۵۸]

سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے باب میں نصیحت کر رہا تھا فرمایا: (جانے دے یعنی حیا سے مت منع کر) حیا ایمان میں داخل ہے۔''

(۱۵۵) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ.

اس روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا داری کی نصیحت کر رہا ہے باقی حدیث وہی ہے

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۵۶) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا

عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا سے نہیں ہوتی مگر بہتری۔'' بشیر بن کعب نے کہا حکمت کی کتابوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ؟ [بخاری:٦١١٧]

میں لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینت ہوتی ہے۔ عمران نے کہا: میں تو تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ وقار کہتے ہیں سوچ سمجھ کر ایک کام کرنے کو اور اس کے خلاف چھچھورا پن ہے کہ جلدی سے جو خیال میں آئے کرنے لگے اور اس کا انجام نہ سوچے جیسے جانوروں کا حال ہے اور سکینہ بھی وقار کو کہتے ہیں یعنی سکون نفس اور ثبات حرکات کے وقت اور اس کے خلاف میں ہے اضطراب اور عجلت۔

(عمران بن حصین نے بشیر بن کعب سے کہا کہ میں تو تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے) یعنی قرآن و حدیث کے سامنے حکیموں کے اقوال بیان کرنا بے موقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پھر بھی ان سے ہزاروں طرح کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے، اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے۔ پھر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول جب مل جائے تو اب حکیموں کی بات ڈھونڈنا بے کار ہے۔

(١٥٧) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ)). قَالَ أَوْ قَالَ: ((الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوِ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا لِلّٰهِ تَعَالَى. قَالَ. وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ: فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ: أَلَا أَرَى أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتُعَارِضُ فِيهِ؟ قَالَ: فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ: قَالَ: فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ: فَمَازِلْنَا نَقُولُ [فِيهِ] إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ. [ابوداؤد:٤٧٩٦]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم عمران بن حصین کے پاس ایک ربط میں تھے، (ربط کہتے ہیں دس سے کم مردوں کی جماعت کو) اور ہمارے لوگوں میں بشیر بن کعب (ابن ابی الخمیر کی عدوی ابوایوب بصری) بھی تھے۔ عمران نے ایک دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا خیر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے۔'' بشیر بن کعب نے کہا: ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کیلئے اور ایک حیا ضعف نفس ہے۔ یہ سن کر عمران کو غصہ آیا ان کی آنکھیں لال ہوگئیں اور انہوں نے کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے۔ ابوقتادہ نے کہا: عمران نے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا۔ بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی، جب عمران غصے ہوئے (اور انہوں نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے: اے ابا نجید! (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم میں سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اس میں کوئی عیب نہیں (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں ہے جیسے تم نے خیال کیا)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ ایک حیا ضعف نفس ہے یعنی بودا پن اور ڈرپوک پنا، پست حوصلگی، جس کے دل میں طاقت نہیں ہوتی، خون اس میں کم ہوتا ہے۔ اس کو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اس کو عربی میں بجز اور خور اور مھانہ بھی کہتے ہیں۔ اس صفت کی وجہ سے انسان میں دنایت اور لئامت پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہیں کر سکتا، ڈرتا ہے آخر جھل جاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہیں مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کوشش بھی نہیں کرتا۔ اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت میں مبتلا ہیں اور یہ اخلاق ہمیہ میں سے ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہیں اور درحقیقت یہ حیا نہیں ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ میں سے ہے مگر بعض نے اس پر حیا کا اطلاق مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے۔ دیوجانس حکیم جو یونان میں تھا اس نے بھی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو ترک کرنا چاہئے۔ مراد اس کی حیا سے بھی صفت رذیلہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے۔

(عمران بن حصین نے بشیر بن کعب سے کہا میں تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے) ہر چند حدیث میں جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت ﷺ کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ میں سے ہے جس کا بیان ابھی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور بالکل خیر ہے، سراسر بہتری ہے اور حکمت کی رو سے جو امر بابت ہے وہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ حکیموں نے اس حیا کو برا نہیں کہا بلکہ ضعف نفس کو جو درحقیقت حیا میں داخل نہیں ہے اور دونوں قولوں میں کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہیں ہے۔ مگر چونکہ بشیر نے حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بھی کیا اور حیا کو دو قسموں پر تقسیم کیا ایک عمدہ اور ایک بری۔ اور حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف میں ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث کے مقابلہ میں بیان کیا، اس لئے عمران غصہ ہوئے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحا نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اس شخص پر جو رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجہ کا شخص ہو اس لئے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کی بات بھی حضرت ﷺ کے ارشاد کے خلاف میں محض بے وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت ﷺ کے اور جتنے لوگ ہیں سب کے اقوال میں سے کچھ لینے کے قابل ہیں اور کچھ چھوڑنے کے قابل خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ۔ اور مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور قیامت پر کہ اس کا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لے رسول اللہ ﷺ کی پھر اور کسی کی امت میں سے بات مانے یا سنے اور اس کی بات کو مقدم کرے رسالت مآب ﷺ کی بات پر جن کی شان میں یہ آیت اتری ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ [۵۳/النجم: ۳،۴]

(۱۵۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

ایک اور سند سے عمران بن حصین کی روایت ہے جس کا معنی سابقہ روایت والا ہے۔

بَابُ جَامِعِ اَوْصَافِ الْاِسْلَامِ

باب: جامع اوصاف اسلام کا بیان۔

(۱۵۹) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْ لِيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ غَيْرَكَ. قَالَ: ((قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ)). [ترمذی: ۲۴۱۰؛ ابن ماجه: ۳۹۷۲]

سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ ﷺ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جما رہ۔ ابواسامہ کی روایت میں ہے آپ کے سوا کسی سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ قاضی عیاض نے کہا: یہ حدیث جوامع الکلم میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا.....﴾ (۴۱/حٰمٓ السجدۃ: ۳۰) کے مطابق ہے یعنی جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے یعنی وحدانیت بیان کی اللہ جل جلالہ کی اور اس پر ایمان لائے اور جمے رہے یعنی توحید میں ڈگمگائے نہیں اور شرک میں نہ پھنسے اور انہوں نے اللہ جل جلال کی اطاعت لازم کر لی یہاں تک کہ اسی حال میں مرے اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی۔ اکثر مفسرین صحابہ کرام فمن بعدہم کے مطابق اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے۔ قاضی کا کلام تمام ہوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ.....﴾ کہ رسول اللہ ﷺ پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اتری اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ ﷺ سے کہا آپ جلد بوڑھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس کے مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

استاذ ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور ان کا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال نہ ہو اس کی کوشش سب رائیگاں ہے اور اس کی سعی سب بے نتیجہ ہے۔ بعض نے کہا: استقامت ایسی صفت ہے کہ اس کو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ رسومات کے ترک سے اور خلاف شریعت عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص وصدق کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتی ہے، اسی واسطے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز سب نیکیاں نہ کر سکو گے۔ واسطی نے کہا استقامت وہ خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اس کے نہ ہونے سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں۔ اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبداللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے..... اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر آفتیں اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں)۔ اور تربیت کی ابتدا حکما کے نزدیک یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اس کی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں، وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ مصلحت کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالے۔

بَابُ بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيُّ أُمُورِهِ أَفْضَلُ

باب: خصائل اسلام کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ اسلام میں کون سے کام افضل ہیں۔

(١٦٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)). [بخاری: ١٢، ٢٨، ٦٢٣٦؛ ابوداود: ٥١٩٣؛ نسائی: ٥٠١٥؛ ابن ماجہ: ٣٢٥٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(یہ کہ تو بھوکے اور مہمان کو) کھانا کھلا دے اور ہر شخص سے السلام علیکم کرے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ کون سا اسلام بہتر ہے؟ یعنی اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث سے بیان ہوئی کہ مسلمان سے السلام علیکم کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو۔ اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے اسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان ہو اچھی نہیں۔

(١٦١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ؟ فَقَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)).

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (یعنی نہ زبان سے کسی مسلمان کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دے)۔

(١٦٢) عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے تھے: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔''

(١٦٣) عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)). [بخاری: ١؛ ابوداود: ٢٤٨١؛ نسائی: ٤٩٩٥]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔''

محدث روپڑی اور دیوبندی سے فری، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.sirat-e-mustaqeem.net

ترمذی: ۲۵۰۴، نسائی: ۵۰۱۴]

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے اور جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ یہ اختلاف بھی اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور طعام یعنی کھانا کھلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع پر ایذا دہی سے روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اسی کو بیان فرمایا۔ اور یہ جو فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جس میں یہ صفت ہو..... اور یہ غرض نہیں کہ جس میں یہ صفت نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ اور ان حدیثوں میں بہت سے فوائد ہیں۔ ایک تو یہ کہ کھانا کھلانا اور سخاوت کرنا اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا دین کا بہت ضروری کام ہے۔ دوسرا یہ کہ مسلمانوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہئے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت نہ کرنا چاہئے۔ تیسرا اس میں مسلمانوں کو یک دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی ترغیب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا: باہم الفت رکھنا اور اتفاق کرنا، دین کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے اور شریعت کا بڑا رکن ہے اور اسی سے اسلام کا انتظام ہے۔ چوتھا حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام، خاص کیا گیا ہے اور کافر کو سلام کرنا ضروری نہیں۔ پانچواں ہدایت ہے اخلاص عمل کے واسطے۔ چھٹا ارشاد ہے تواضع اور انکساری کی طرف جو شعار ہے اسلام کا۔

(۱۶۴) عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ أَفْضَلُ؟ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

اس روایت میں دوسری سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا مسلمان افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ذکر فرمایا۔

بَابُ بَيَانِ خِصَالٍ مَّنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ.

باب: ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا مزا ملتا ہے۔

(۱۶۵) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ)). [بخاری: ۱۶، ۲۱، ۶۰۴۱، ۶۹۴۱، ترمذی: ۲۶۲۴، نسائی: ۵۰۰۳]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین باتیں ہیں، جس میں ہوں گی، وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو) تیسرے یہ کہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے اللہ نے اس کو نجات دی اس کو اتنا برا جاننا جیسے آگ میں پڑنا۔“

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ علماء نے کہا ہے: حلاوت ایمان کے معنی یہ ہیں کہ عبادت میں اور تکلیف اٹھانے میں اللہ اور رسول کی رضامندی کیلئے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر اللہ اور رسول کی رضامندی کو مقدم رکھے۔ اور اللہ کی محبت یہ ہے کہ اس کا حکم مانے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے۔ ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گزری ہے۔ ایک حدیث کہ ایمان کا مزا چکھا اس نے جو اللہ کی الوہیت کے ساتھ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے اور اسلام کے دین کے ساتھ راضی ہوا اس لئے کہ اللہ اور رسول کی محبت اسی طرح خالص اللہ کیلئے، دوسرے مسلمان سے محبت اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جس کا ایمان اور یقین زور دار ہے اور اس کے دل کو اطمینان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس پائی۔ (بقیہ حاشیہ آگے صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اور اللہ کیلئے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے اللہ کی محبت کا۔ اور بعض نے کہا: اللہ کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دے اللہ کی مرضی کے تو جو اللہ کو پسند ہے وہی اس کو بھی پسند ہو اور جو اللہ کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو۔ اور اس بات میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے۔ اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہیں، جیسے خوبصورتی، خوش آوازی، کھانے کا ذائقہ، اور کبھی ان چیزوں کی طرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علما اور اہل فضل کی۔ اور کبھی یہ میل اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے اس پر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو۔ اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم ﷺ میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ ﷺ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ ﷺ میں موجود تھے اور آپ ﷺ کا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانوں کی گردن پر ہے، ان کو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا۔ پھر رب کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیوں کہ اسی نے حضرت ﷺ کو پیدا کیا۔ پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا۔ پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی، محبت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور ائمہ دین کی راجع ہے، اللہ کی محبت کی طرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالغرض یعنی اللہ کی محبت کے ذیل میں اور جو کوئی سوائے اللہ کے کسی اور شے سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے ﴿ يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ﴾۔ یہ صفت ہے مشرکین کی۔ اور مومنوں کی یہ صفت ہے ﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ﴾۔ (نووی مع زیادۃ)

(١٦٦) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں تین باتیں ہوں گی، وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ جو شخص کسی سے دوستی رکھے پھر اس سے دوستی نہ رکھتا ہو مگر اللہ کیلئے (اللہ کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے اور سب لوگوں سے یا چیزوں سے زیادہ اور جو آگ میں ڈالا جانا پسند کرے، مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نہ کرے جب اللہ نے اس کو کفر سے نجات دی۔''

فائدہ: مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر اللہ نے ان کو اسلام سے مشرف فرمایا، تو ان کا اسلام ان کو تب ہی مزہ دے گا، جب وہ کفر کے دین سے اس قدر بیزار ہوں کہ آگ میں گرنا قبول کریں لیکن کفر قبول نہ کریں۔

(١٦٧) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((مِنْ أَنْ يَرْجِعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا)).

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی حدیث بیان کی مگر آخر میں لفظ یہ ہے (کہ وہ لوٹے یہودیت یا عیسائیت کی طرف)

○ ○ ○ ○

بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةَ

باب رسول اللہ ﷺ سے بی بی، اولاد، ماں، باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ)) وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ: ((الرَّجُلُ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)). [بخاری: ۱۵؛ نسائی: ۵۰۲۸، ۵۰۲۹؛ ابن ماجه: ۶۷]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ مؤمن نہیں ہوتا، جب تک اس کو میری محبت، گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔'' اور عبدالوارث کی روایت میں ہے: ''کوئی آدمی مؤمن نہیں ہوتا۔''

○ ○ ○ ○

فوائد۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا: مراد وہ محبت نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے تو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل سب چیزوں کو مقدم رکھے ماں، باپ، بی بی، اولاد، دوست، آشنا یہ سب اگر ناراض ہو جائیں تو قبول کرے مگر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرے۔ یہی محبت صادقہ ہے جس پر ایمان کا مدار ہے۔ ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا: محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے۔ دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے ماں باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ تیسری محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونے کی جیسے دوست آشناؤں سے ہوتی ہے تو حضرت ﷺ نے ان تمام محبتوں کو جمع کیا ہے۔ ابن بطال نے کہا: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہو، وہ اس بات کا یقین کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ کا حق اس پر زیادہ ہے اس کے باپ اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے طفیل سے ہم کو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ کی سنت کی مدد کرنا اور آپ ﷺ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اس کا جواب دینا اور آپ ﷺ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق ہو جائے۔ اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت ماں، باپ، بزرگ، محسن سب سے زیادہ دل میں نہ ہو اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ مؤمن نہیں ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۶۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)). [بخاری: ۱۳؛ ترمذی: ۲۵۱۵؛ نسائی: ۵۰۳۱، ۵۰۵۴؛ ابن ماجه: ۶۶]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے مؤمن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو میری محبت اولاد، مال، باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ.

باب: ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

(۱۷۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ، اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ)). [بخاری: ۱۳؛ نسائی: ۵۰۳۲]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے مؤمن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

محدث و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: علمانے کہا: مراد یہ ہے کہ مؤمن کامل نہیں ہوتا ورنہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی تمام وہ چیزیں جو اپنے لئے چاہتا ہے، چاہے۔ نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعض نے اس صفت کے حاصل کرنے کو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے یعنی اس کیلئے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا کوئی نقصان نہ ہو۔ اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنی جس کا دل صاف ہو، البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا ہوا ہو اس پر بہت دشوار ہے۔ اللہ ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے بچائے۔ (نووی رحمہ اللہ) حاصل یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اس میں کچھ ضرر نہ ہو تو اس پر خوش ہونا چاہئے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہئے۔

(۱۷۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ. اَوْ قَالَ لِاَخِيْهِ. مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مؤمن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی یا ہمسایہ کیلئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔''

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيْمِ اِيْذَآءِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے

(۱۷۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے مکر و فساد سے محفوظ نہیں ہے۔''

فائدہ: یعنی اس کی بدی اور ظلم سے امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھ کو صدمہ نہ پہنچے اس کی طرف سے علمانے کہا: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت میں نہ جائے گا، یا یہ غرض ہے کہ اس کو جنت کھلتے ہی جنت میں جانا نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جائے گا، یہاں تک کہ اس کے گناہ پر عذاب ہو یا معاف کیا جائے۔ اور ضرورت ان تاویلوں کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ چند روز عذاب دیا جائے گا یا معاف کیا جائے گا پھر جنت میں جائے گا۔ بہر حال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اس کو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلٰى اِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّيْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مِنَ الْاِيْمَانِ.

باب: ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور ان باتوں کا ایمان میں داخل ہونا۔

(۱۷۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر (قیامت) یقین رکھتا ہے اس کو چاہئے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ اپنے ہمسایہ کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔''

[بخاری: ۱۸، ۶۰۱۹، ابن ماجة: ۳۹۷۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ سبحان اللہ! کیا عمدہ نصیحت ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: غرض یہ ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرے تو سوچ لے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات، واجب ہے یا مستحب اس وقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولیٰ ہے کیونکہ مباح باتیں لے جاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کی طرف، اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ "یعنی جو بات انسان منہ سے نکالتا ہے اس کے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے تیار ہے اس کے لکھنے کو۔" اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلہ میں کہ انسان کی سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جن میں ثواب یا عذاب ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ صرف وہی باتیں لکھی جاتی ہیں جن کا بدلہ ملے گا ثواب یا عذاب۔ اس صورت میں آیت کو خاص کرنا پڑے گا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتیں بہت کرنا اچھا نہیں کیونکہ انسان اکثر بہت باتیں کرنے سے گو مباح ہوں، حرام، یا مکروہ باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنی چاہئے۔ پھر اگر اس کو یہ امر متحقق نہ ہو کہ اس بات سے کچھ نقصان نہیں تو اس بات کو نہ کہے۔ اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اس سے ضرر ہوگا یا ضرر اور عدم ضرر میں شک ہو تو چپ رہے۔ امام ابن ابی زید مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تمام آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثوں سے نکلتے ہیں ایک تو یہی حدیث، دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام یہ ہے کہ اس بات کو چھوڑ دے جو کام نہ آئے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث ((لا تغضب)) یعنی غصہ مت کرو۔ چوتھی وہ حدیث جو اوپر گزری کہ انسان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے۔ اور استاد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موقع پر چپ رہنا مردوں کی صفت ہے جیسے موقع پر بولنا نہایت عمدہ خصلت ہے اور میں نے ابو علی وقاق سے سنا وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہاں حق بات کرنے کا موقع ہو) تو وہ گونگا شیطان ہے لیکن ارباب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتیں کرنے کی طرح طرح کی آفتیں ہیں اور اس میں نفس کو حظ ہوتا ہے۔ وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی فصاحت اور شیریں بیانی لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت و خاموشی تہذیب و اخلاق کا ایک بڑا رکن ہے۔ فضیل بن عیاض نے یوں بیان کیا کہ جو شخص بات کو اپنے اعمال میں سے ایک عمل سمجھے گا وہ بے فائدہ بات کم کرے گا اور ذوالنون مصری نے کہا: سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے۔

جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کرے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلامی پر چلنا چاہے اس کو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضروری ہے اور اللہ نے اپنی کتاب میں ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھ کو وصیت کرتے تھے ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ جبرئیل اس کو ترکہ میں بھی حصہ دلائیں گے۔ اسی طرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور پیغمبروں اور صالحین کی خصلت ہے اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمان داری کرنا واجب ہے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے ہر مسلمان پر واجب ہے اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم کسی قوم پر اترو پھر وہ بطور مہمانی تم کو کچھ دیں تو اس کو قبول کرو اور جو نہ دیں تو ان سے اپنی مہمانی کا حق لے لو۔ اور اکثر فقہا اس بات پر ہیں کہ مہمانی کرنا اخلاق میں داخل ہے مگر واجب نہیں اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے کہ ضیافت کا جائزہ ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہیں عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتا ہے نہ کہ وجوبی۔ اور بھی حضرت نے فرمایا: چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہیں کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہیں اور اگلی حدیثوں کی یہ تاویل کی ہے وہ اوائل اسلام کی حدیثیں ہیں جب دل داری اور خاطر داری واجب تھی۔ پھر اختلاف کیا ہے علما نے کہ مہمان داری بستی والوں اور جنگل والوں دونوں پر واجب ہے یا صرف جنگل میں رہنے والوں پر تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونوں پر واجب ہے اور مالک اور سحنون نے کہا کہ صرف جنگل والوں پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر میں مسافر کو ٹھہرنے کی جگہ مل جاتی ہے سرائے وغیرہ میں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی سب بازار سے ملتی ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ضیافت جنگل میں رہنے والوں پر ہے نہ بستی والوں پر۔ لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۷٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ)).

اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔ اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہو، وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔"

○ ○ ○ ○

(۱۷۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ حُصَيْنٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ)).

ابو ہریرہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے سابقہ حدیث کی مانند ارشاد فرمایا: مگر اس سند میں یہ لفظ ہیں (اپنے ہمسایہ سے حسن سلوک کرے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۶) عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ)). [بخاری: ۶۰۱۹، ۶۱۳۵، ۶۴۷۵، مسلم: ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ترمذی: ۱۹۶۷، ۱۹۶۸؛ ابن ماجہ: ۳۶۷۲]

ابو شریح خزاعی (خویلد بن عمرو یا عبدالرحمٰن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کے ساتھ احسان کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ رہے۔"

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيْمَانِ وَاَنَّ الْإِيْمَانَ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ.

باب: بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

(۱۷۷) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: اَوَّلُ مَنْ بَدَاَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ؟ فَقَالَ: قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ)). [ابوداود: ۱۱۴۰، ۴۳۴۰؛ ترمذی: ۲۱۷۲؛ نسائی: ۵۰۰۴؛ ابن ماجہ: ۱۲۷۵، ۴۰۱۳]

طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا، وہ مروان تھا (حکم کا بیٹا جو خلفائے بنی امیہ میں سے پہلا خلیفہ ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: خطبہ سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے۔ مروان نے کہا: یہ بات موقوف کر دی گئی۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص تم میں سے کسی منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹا دے اپنے ہاتھ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (دل میں اس کو برا جانے) اور یہ کمزور درجہ کا ایمان ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: عید کے دن سب سے پہلے جس نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا۔ قاضی عیاض نے کہا: اس بات میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اور بعض نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز ختم ہوتے ہی چل دیتے تھے اور خطبہ کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرتے۔ اور بعض نے کہا: اس میں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز مل جائے اور جو لوگ دیر میں آئیں، ان کو بھی نماز ملے اور بعض نے کہا کہ یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا اور بعض نے کہا: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کیا (مگر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ پہلے نماز عید پڑھی پھر خطبہ شروع کیا۔ اور یہی قول ہے تمام ملکوں کے فقہا کا۔ اور بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع اختلاف کے بعد ہوا۔ یا یہ کہ التفات نہیں کیا گیا بنی امیہ کے اختلاف کی طرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا اور اس روایت میں ابوسعید رضی اللہ عنہ نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگوں کے سامنے، یہ دلیل ہے، اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک سنت ثابت ہو چکی تھی۔ برخلاف اس کے جو مروان نے کیا تھا۔ اور یہ بھی ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے اس کو مٹا دے۔ اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت کے خلاف ہوگا اور اس پر عمل نہ ہوا ہوگا، زمانہ سابق میں۔ اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ سوائے مروان کے اور کسی خلیفہ نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی رحمہ اللہ)

ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خطبہ سے پہلے نماز پڑھنی چاہئے۔ مروان نے کہا: یہ بات موقوف کر دی گئی۔ اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خود کیوں نہیں منع کیا اس برے کام سے یہاں تک کہ ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہوں گے۔ تو اس شخص نے اعتراض کیا پھر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آ گئے ہوں گے اور احتمال ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پہلے سے موجود ہوں لیکن انہوں نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لئے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا ان سے انکار جو واجب تھا۔ اور اس شخص نے خوف نہ کیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کی اور دوسری روایت میں جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے نکالا باب صلوۃ العید میں یہ ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خود مروان کا ہاتھ کھینچا جب اس کو منبر پر جاتے دیکھا اور مروان اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ساتھ آئے تھے پھر مروان نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبارہ ہوا ہو۔

اگر زبان سے منع یعنی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے۔ یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے اگر یہ بھی نہ ہو اور دل میں بھی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آئے تو سمجھنا چاہئے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جو حضرت نے فرمایا برے اور خلاف شرع کام کو مٹانے اور بگاڑے ہاتھ یا زبان سے۔ یہ امر باجماع امت وجوب کیلئے ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر کتاب وسنت اور اجماع امت سے دلیل ہے اور یہ نصیحت میں داخل ہے جو خود دین ہے۔ اور اس میں سوائے چند رافضیوں کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کے خلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام الحرمین نے بھی کہا کہ ان کے خلاف کا اس مسئلہ میں اعتبار نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ مسلمانوں کا اس کے وجوب پر رافضیوں کے پیدا ہونے سے پہلے اتفاق ہو چکا تھا اور وجوب اس کا شرع سے ہے نہ عقل سے۔ اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ یعنی اے ایمان والو تم اپنے تئیں سنبھالو تم کو دوسرے کے گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔'' جب تم ہدایت پاؤ گے۔ یہ ہمارے مذہب کے خلاف میں نہیں کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہیں کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہیں بجالاؤ گے تو دوسروں کی تقصیر سے تم کو ضرر نہ ہوگا جیسے دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [۳۵/ فاطر: ۱۸] یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا۔'' پھر جب کسی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اس پر سے مواخذہ جاتا رہا۔ اب گناہ اسی پر رہے گا جس نے برا کام کیا۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض نے کر دیا تو سب کے ذمہ سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ اور بعض مقاموں میں یہ فرض ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اس مقام پر کوئی نہ ہو سوائے اس کے یا اسی کے حکم سے وہ کلام منتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے۔ علما نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کئے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب بھی منع کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ نصیحت سے مسلمانوں کو کچھ نہ کچھ فائدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) برے کام سے۔ اب چاہے وہ مانے یا نہ مانے۔ مگر انا کا اس کا فرض نہیں ہے۔ جیسے اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہیں مگر پہنچا دینا۔ علما نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں ہے کہ حکم کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتوں سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر دار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہئے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک میں خلل ہونے سے دوسرے کو بھی ضائع کرنا ضروری نہیں اور یہ کام حاکموں سے خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک مسلمان اس کو کر سکتا ہے۔ امام الحرمین نے کہا: اس پر مسلمانوں کا اجماع دلیل ہے اس لئے کہ صدر اول میں اور اس کے قریب زمانہ میں ادنیٰ ادنیٰ مسلمان خود حاکموں کو بری باتوں سے منع کرتے اور اچھے کاموں کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان ان کو اس کام سے نہ روکتے اور اس پر زجر نہ کرتے۔ پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے تو البتہ اور مسلمان اس کو سمجھا دیتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہیں ہے۔ یہ بات ضروری ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اس مسئلہ کو جانتا ہو۔ اگر وہ بات مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز، روزہ، زنا، شراب، خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتوں کا علم ہے، وہ حکم اور منع کر سکتا ہے۔ اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اس میں مداخلت نہیں پہنچتی اور نہ ان کو انکار پہنچتا ہے بلکہ یہ منصب علما کا ہے۔ پھر علما کو بھی اس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہئے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو، اس میں کسی فریق کو دوسرے فریق سے جھگڑا کرنا درست نہیں اس لئے کہ ہر مجتہد مصیب ہے۔ بعض کے نزدیک اور تخطی بھی ہے اور بعض کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی تخطی لیکن تخطی معین نہیں ہو سکتا۔ اور جو معین بھی ہو تو بھی خطائے اجتہادی کے اس پر گناہ نہیں۔ مگر اگر نصیحت کے طور پر اس کو نرمی سے سمجھائے تو وہ بہتر ہے اس لئے کہ علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اختلاف سے نکل جانا چاہئے حتی المقدور جب کسی سنت میں خلل نہ آئے یا کسی اور دوسرے اختلاف میں نہ پڑ جائے۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن ماوردی بصری شافعی نے اپنی کتاب "احکام سلطانیہ" میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے کہ اگر بادشاہ کسی کو محتسب بنائے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لا سکتا ہے، اختلافی مسائل میں جس فقیہ کا چاہے مذہب اختیار کرے اور ہمیشہ فروعات میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور من بعد ہم کا اختلاف رہا تو نہ محتسب پر کوئی انکار کرے، نہ محتسب دوسرے پر، نہ اور کوئی دوسرے پر۔ اسی طرح علما نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے مخالف پر اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت ضائع ہو گیا بہت مدت دراز سے اور اس زمانہ میں جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا۔ جس پر دین کا مدار تھا۔ اور جب برائیاں بہت پھیلیں گی تو عذاب الٰہی عام ہو گا نیک و بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے نہ روکیں گے تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ﴾ الآیۃ "یعنی بچیں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے پہنچے گا ان کو فتنہ یا دکھ کا عذاب۔"

تو جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو، اس کو چاہئے کہ اس بات کا خیال رکھے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا، اس لئے کہ اس کا بڑا فائدہ ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب وہ موقوف ہو گیا ہے اور اپنی نیت خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع، اس سے خوف نہ کرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: البتہ اللہ مدد کرے گا اس کی جس نے اللہ کی مدد کی۔ اور فرمایا: جو شخص بھروسا کرے اللہ پر اس کو سیدھی راہ ملی۔ اور فرمایا: جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو اپنی راہ بتلائیں گے۔ اور فرمایا: لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے، اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہو گی۔ ان سے پہلے جو لوگ گزر گئے، ان کو بھی ہم نے آزمایا تو البتہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانے گا جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو جو جھوٹے ہیں۔ اور یہ بات خیال کر لینی چاہئے کہ ہمیشہ ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نہ کرنا چاہئے ویسے ہی دوستی اور محبت اور سستی کی وجہ سے ترک نہ کرنا چاہئے اور اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑھانے کیلئے بھی نہیں اس لئے کہ دوستی اور محبت سے تو اس کا حق اس پر ہو گیا۔ اور وہ حق یہ ہے کہ اس کو نصیحت کرے اور آخرت کی بھلائی بتلائے اور مضر اور مہلک باتوں سے بچائے اور آدمی کا دوست اور عزیز وہی ہے جو اس کی آخرت کی بھلائی میں کوشش کرے اگرچہ دنیا میں اس کی وجہ سے نقصان واقع ہو۔ اور دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اس سے حاصل ہو اور شیطان جو ان لوگوں کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے اور پیغمبر علیہ السلام جو مومنوں کے دوست سمجھے جاتے ہیں وہ اسی سبب سے کہ وہ ان کی آخرت کے درست کرنے میں کوشش کرتے ہیں یا اللہ! تو ہم کو اور ہمارے دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے میں کوشش کریں اور اپنی رحمت و عنایت ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علما کو چاہئے کہ نرمی کرے تا کہ لوگ جلدی نہ گھبرا جائیں اور بیزار نہ ہو جائیں۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر ❀❀)

محکم علما کو چاہئے کہ نرمی کرے تا کہ لوگ جلدی نہ گھبرا جائیں اور بیزار نہ ہو جائیں۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر ❀❀)

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی، اس کو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کھلم کھلا نصیحت کی، اس نے اپنے بھائی کو رسوا کیا۔ اور اس باب میں سے ایک کام وہ ہے جس میں اکثر لوگ سستی کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو عیب دار چیز بیچتے ہوئے دیکھتے ہیں، پھر اس کو منع نہیں کرتے اس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علما نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو جانتا ہے کہ اس چیز میں یہ عیب ہے تو اس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ کر دے۔ لیکن طریقہ منع کرنے کا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اس کو (یعنی برے کام کو) ہاتھ سے بگاڑے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے، اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے، دل سے تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو برا جانے، اور اگرچہ برا جاننا اس کا بگاڑنا نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کرنا چاہئے اس کا اختیار اسی قدر ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا سب سے کم درجہ کا ایمان یہ ہے یعنی یہ ایک ادنیٰ ثمرہ ہے ایمان کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اس سے نفرت کرے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث اصل ہے برے کام کے بگاڑنے میں، تو بگاڑنے والے پر واجب ہے کہ جس طرح ہو سکے بگاڑے۔ قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہوں ان کو ہاتھ سے توڑے اور شراب اور منکرات کو بہا دے یا دوسرے سے کہے وہ بہا دے اور زبردستی سے چھینی ہوئی چیز چھین کر خود اس کے مالک کو واپس کر دے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہئے کہ بگاڑنے میں نرمی کرے جاہل پر اور اس ظالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اس کو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنے والا خود صالح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص انتہا درجہ پر گمراہ ہو یا اپنے کام میں اصرار کرتا ہو اس پر سختی بھی کرے جب یہ معلوم ہو کہ اس کی سختی سے فائدہ ہوگا اور خوف نہ ہو۔

دوسرے مفسدہ کا اگر اس کو گمان غالب ہو کہ ہاتھ سے بگاڑنے میں اور کوئی بڑا فساد ہوگا یعنی کسی کا خون ہوگا، خود بگاڑنے والے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور اللہ کے عذاب سے ڈرے۔ اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے میں بھی اس قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اس کو برا سمجھے اور چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر اللہ نے چاہا اور جو اس کو کوئی مددگار ملے تو اس سے مدد لے مگر ہتھیار نہ اٹھائے اور لڑائی شروع نہ کرے اور چاہئے کہ اطلاع کرے اس کی حاکم کو۔ اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا صرف دل سے اس کو برا سمجھے یہی مسئلہ ہے اور یہی محققین علما کے نزدیک صواب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر حال میں زبان سے کہہ دے پھر اگر قتل کیا جائے یا ایذا دیا جائے تو صبر کرے۔ قاضی عیاض کا کلام تمام ہوا۔

امام الحرمین نے کہا: رعیت میں سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو روکے اس گناہ سے، مگر لڑائی شروع نہ کرے اور ہتھیار نہ اٹھائے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے۔ پھر اگر بادشاہ بھی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آئے اور سمجھائے نہ سمجھے تو سب مسلمان جو صاحب الرائے ہوں مل کر اس بادشاہ کو تخت سے اتار دیں۔ اگرچہ اس میں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے اور خون ریزی اور لڑائی ہو۔ یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا: محتسب کو بحث نہیں کرنی چاہئے ان گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں۔ پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعض لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اس میں دو قسمیں ہیں۔

ایک قسم تو یہ کہ جس کا مدار ک بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ تنہائی میں زنا کرنا چاہتا ہے یا فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محتسب کو تجسس کرنا چاہئے اور اس واقعہ کا بندوبست کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو ان کو بھی بندوبست کرنا چاہئے۔

دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اس میں تجسس اور کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باجے بجانے کی آواز آئے تو باہر سے پکار کر منع کرے اور گھر کے اندر نہ گھسے۔ اور ماوردی نے "احکام سلطانیہ" کے آخر میں ایک عمدہ باب احتساب کے باب میں لکھا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدوں پر مشتمل ہے۔ اور ہم نے اس مقام پر اس کے مطالب بیان کر دیئے اور کلام کو طول دیا اس لئے کہ مفید ہے۔ اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اس کی بہت حاجت پڑتی ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

السراج الوہاج میں ہے، مسلمانوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر۔ القول الجمیل میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملائمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت بادشاہوں کو زیبا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ بحث کرو ان سے اچھے طور سے۔ وضو اور نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھے کہ وضو اچھی طرح نہیں کرتا تو یہ حدیث سنائے خرابی ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محدث کی پیش کش ویب سائٹ پر مسلسل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڑیوں کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا تو یہ حدیث سنائے: پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اور لباس اور کلام وغیرہ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [۳/ال عمران:۱۰۴] یعنی تم میں سے ہونے چاہئیں کچھ لوگ جو نیکی کی طرف بلائیں۔ اچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں اور وہی لوگ ہیں چھٹکارا پانے والے

(۱۷۸) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ. [راجع:۱۷۷]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت مروان کے قصے میں سابقہ حدیث کی طرح ہے اور اسی طرح یہ شعبہ اور سفیان کی روایت کی طرح ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

(۱۷۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِيْ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ)) قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ: فَحَدَّثْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِيْ إِلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَعُوْدُهُ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ: فَقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ مؤمن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مؤمن ہے اور جو کوئی لڑے ان سے دل سے (ان کو برا جانے) وہ بھی مؤمن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی اگر دل سے بھی برا نہ جانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابو رافع (جنہوں نے اس حدیث کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا۔ مولیٰ ہے رسول اللہ ﷺ کے) نے کہا: میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور قناۃ (مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے اپنے ساتھ لے گئے، عبداللہ بن مسعود کی عیادت کو میں ان کے ساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا۔ صالح بن کیسان نے کہا: یہ حدیث ابو رافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: "فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں۔" حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنے والے یا پیغمبر علیہ السلام کے بعد خلافت کے مستحق ہوں۔
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے خاص قریبوں اور ترجمان تھے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: تمام کافۂ علماء اور کرامیہ (جملہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اس کو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں بھی یہی ہے اور مسلم کی اکثر روایت کرنے والوں نے بفنانہ روایت کیا ہے فاموحدہ سے۔ اور فناء کہتے ہیں اس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔ ایسا ہی روایت کیا ابوعوانہ اسفرائنی نے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: سمرقندی کی روایت قتاۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفنانہ خطا ہے اور تصحیف۔

صالح بن کیسان نے کہا: اسی طرح یہ حدیث ابورافع سے روایت کی گئی ہے یعنی صالح بن کیسان نے کہا کہ یہ حدیث ابورافع سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور اس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح باختصار ابورافع سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ابوعلی جیلانی نے کہا: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے نہیں ملتا۔ وہ تو یہ روایت کرتے ہیں کہ ایسے وقت صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔

ابوعبداللہ مدنی بجلی نے کہا: وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اس کا ذکر ضعفاء کی کتابوں میں نہیں پایا۔ اس کے علاوہ حارث منفرد نہیں، اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے، اس کی دوسرے نے جیسا کہ صالح بن کیسان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے۔ ان میں سے ایک روایت ابوواقد لیثی کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔ اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ تو یہ اس موقع پر ہے جہاں قتل اور خون ریزی اور فتنوں کا ڈر ہو۔ اور اس حدیث میں جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرنے کا ہاتھ سے اور زبان سے وہ اس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہونے کا ڈر نہ ہو۔ علاوہ اس کے اس حدیث میں اگلی امتوں کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے۔ تمام ہوا کلام ابوعمرو کا اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا قدح اس حدیث میں بہت عجیب ہے۔ (انتھی ماقال النووی)

السراج الوہاج میں ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرت ﷺ نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ ﷺ کی امت میں بھی ہوگا اس قول سے ((فَمَنْ جَاهَدَهُمْ)) یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل نہ ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ((خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ)) اخیر حدیث تک۔ نووی نے کہا: اس حدیث کی اسناد میں چار تابعی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے۔ صالح اور حارث اور جعفر اور عبدالرحمٰن اور ایسے ہی ایک سند پہلے گزر چکی ہے اور میں نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کی رباعی اسنادوں میں۔ ان میں سے بعض اسناد ایسی ہیں جن میں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار تابعی ایک دوسرے سے۔

(۱۸۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَ [قَدْ] كَانَ لَهٗ حَوَارِيُّوْنَ يَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهٖ وَيَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِهٖ)) مِثْلَ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ اجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهٗ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے حواری نہ ہوں وہ اس کی یعنی اپنے نبی کی راہ چلتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔'' پھر روایت کو اس طرح بیان کیا جیسے اوپر گزری مگر اس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے آنے کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ان سے ملنے کا ذکر نہیں۔

بَابُ تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ.

باب: ایمانداروں کا ایک دوسرے سے فضیلت میں کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگوں کا ایمان زیادہ ہونا۔

(۱۸۱) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ: اَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ

ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف (جو ایک ملک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أُصُولُ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)). [بخاري: ٣٣٠٢، ٣٤٩٨، ٤٣٨٧، ٥٣٠٣]

سے شہر اور بستیاں ہیں، صنعاء وہاں کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا خبردار رہو ایمان ادھر ہے اور کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں یعنی قوم ربیعہ اور مضر میں۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: (غیاث اللغات میں ہے کہ یمن اقلیم اول اور دوم میں ایک مشہور ملک ہے اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اس واسطے اس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ کعبہ کو عربوں نے ایک شخص قرار دیا ہے جس کا منہ پورب کی طرف ہے اور پیٹھ اس کی پچھم کی طرف) اول حضرت نے یمن کی طرف اشارہ کر کے ان کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جن کے پاس اونٹ بہت تھے، اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف رہے۔ شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے۔ اس واسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سینگ (یعنی سر کے دونوں کونے) اسی پر رکھ دیتا ہے کہ کافروں کا سجدہ اسی کو ہو۔ (تحفۃ الاحیار)

نووی رحمہ اللہ نے کہا شیطان کے قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں کونے ہیں۔ اور بعض نے کہا اس کی دونوں جماعتیں جن کو وہ بھیجتا ہے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعض نے کہا کہ اس کے دونوں گروہ کافروں میں سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کی طرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے، جیسے دوسری حدیث میں ہے کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور حضرت کے زمانہ میں یہی حال تھا کیونکہ اس وقت پورب کی جانب جو ملک واقع تھے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک میں سے نجد وغیرہ وہاں ایمان بالکل نہ تھا اور نرا کفر ہی کفر تھا اور جس وقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اس وقت بھی کفر کا زور مشرق ہی کی طرف ہوگا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسی طرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکوں کا جو انتہا درجہ کے جنگی اور فسادی ہوتے ہیں اور فتنہ ان ترکوں کا ''بلاکو'' کے زمانہ میں اور غارت کرنا ان کا بغداد کو اور مٹا دینا خلافت عباسی کو اور قتل ہونا لاکھوں مسلمانوں کا ان کے ہاتھ سے تاریخ میں مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تھا جس کے مثل اسلام میں بہت کم ہوا ہے، پھر فتنہ تیمور لنگ کا۔ اور ان فتنوں کی دوسری حدیثوں میں بھی حضرت نے خبر دی ہے۔

(١٨٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہیں۔ ایمان بھی یمن کا، فقہ بھی یمن کی اور حکمت بھی یمن کی۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے۔ اس کو علما نے ظاہر سے پھیرا ہے، اس لیے کہ ایمان کا شروع مکہ سے ہوا پھر مدینہ سے۔ ابو عبید مغرب کے امام نے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں، ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے۔ کیونکہ تہامہ میں ہے اور تہامہ ملک یمن میں داخل ہے۔ دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونوں ہیں، اس لیے کہ یہ حدیث آپ ﷺ نے تبوک میں کہی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہیں تو اشارہ کیا آپ ﷺ نے یمن کی طرف یعنی یمن کے سمت کی طرف اور مراد آپ ﷺ کی مکہ اور مدینہ سے تھی، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اس وقت مکہ اور مدینہ دونوں یمن کے سمت میں تھے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ میں واقع ہے۔ اور اس کو یمانی کہتے ہیں اس لیے وہ یمن کی جانب واقع ہے۔ تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہیں اس لیے کہ انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے، پھر ایمان نسبت دیا گیا انصار کی طرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تھے اور یہ اختیار کیا بہت لوگوں نے اور سب میں یہی قول اچھا ہے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اگر ابو عبید اور جو اس کے تابع ہوئے۔ حدیث کے الفاظ کو دیکھتے اور اس میں تامل کرتے تو یہ تاویل نہ کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چھوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہیں، اس لیے کہ ایک روایت میں ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے، اور یہ خطاب ہے انصار کی طرف تو ضرور یمن والوں سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہوں گے۔ اسی طرح اس روایت میں جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اس وقت انصار نہیں آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے ان کے عمدہ اوصاف بیان کئے کہ وہ نرم دل ہیں پھر اس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی یمن کا ہے۔ تو یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو یمن سے آئے تھے مکہ اور مدینہ کی طرف اور حدیث کو ظاہر پر رکھنے سے کوئی مانع نہیں ہے اس واسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچھی طرح اس پر قائم ہوتا ہے اس کو نسبت دیتے ہیں اس شخص کی طرف اور یمن والوں کا ایسا ہی حال تھا اس وقت ایمان میں ان لوگوں کا حکم رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے تھے (تقریر حاشیہ گلدستہ)

محدث فورم پر مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) یمن والوں میں سے۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی بعض یمن والے ایمان میں ایسے ہی کامل گزرے ہیں جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی اور ان کے مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تھے اور ایمان قوی تھا۔ تو ایمان کی نسبت ان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ ایمان میں کامل تھے اور اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ ان کے سوا اور لوگ مؤمن نہیں ہیں۔ اس صورت میں اس حدیث میں کہ ایمان حجاز میں ہے منافات بھی نہ ہوگی۔ پھر مراد اس حدیث میں یمن والوں سے وہی یمن والے ہیں جو اس وقت موجود تھے نہ کہ ہر زمانہ کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو سیدھی راہ بتلائی۔ انتہی۔

السراج الوہاج میں ہے کہ لفظ سے نہ نکلنا کچھ یمن والوں سے خاص نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں چل سکتا ہے جس میں کسی ملک والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ لیکن صحیح صحیح روایتیں جو یمن والوں کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں۔ ان روایتوں سے اب تک لوگ اس ملک والوں کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصول کی تاثیر فروع میں ضرور ہوتی ہے۔ پھر تجربہ سے بھی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن میں ہر زمانہ میں رہا ہے ایسا اور کسی ملک میں نہیں رہا۔ جیسے اس کی طرف آئندہ اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کریں ان لوگوں سے جو موجود تھے اس زمانہ میں اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے۔ انتہی۔

یہ جو فرمایا کہ فقہ بھی یمن کی ہے تو فقہ سے مراد یہاں دین کی سمجھ بوجھ ہے۔ پھر اصطلاح شرع میں اہل اصول نے فقہ کے یہ معنی قرار دیئے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا ان کے دلائل کے ساتھ۔

پھر فرمایا: حکمت بھی یمن کی ہے۔ حکمت کے باب میں کئی قول ہیں لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اس علم سے جو اللہ کی معرفت پر مشتمل ہے اور اس کی وجہ سے بصیرت کھل جاتی ہے اور نفس درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور توفیق عمل ہوتی ہے اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اور حکیم وہ ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں۔ ابو بکر بن درید نے کہا: جو کل نصیحت کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کی طرف لے جائے اور برائی سے بچائے وہ حکمت ہے اور وہ علم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث میں ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً)) یعنی بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔ كذا قال النووی۔ اور السراج الوہاج میں ہے کہ حکمت رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیت ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ کی تفسیروں کی ہے۔ اسی طرح اس آیت ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ کی تو صاف حدیث کے معنوں میں یہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی ﷺ مراد ہے جس پر حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض شعر حدیث کے موافق ہوتے ہیں تو وہ اچھے اور اگر حدیث کے خلاف ہوں تو وہ قبیح ہیں اور وہ جو ابن الصلاح رحمہ اللہ وغیرہ نے حکمت کے معنی بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتے ہیں اور اس سے قریب ہیں۔ اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ فقہ کو بیان کیا اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یمن اور اہل یمن پر شہادت ہے کہ ان میں ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے۔ اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسری فضیلت نہیں۔ اور کئی آیتیں اور حدیثیں ان کی شان میں اور ان کے ایمان کی صفت میں وارد ہوئی ہیں۔ ان کو علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے اور میں نے ان کو سلسلة العسجد وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان میں سے حظيرة القدس اور رياض المرتاض ہیں اور میں نے یمن والوں میں سے چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تھے۔ کتاب "اتحاف النبلاء" اور "التاج المكلل" میں ذکر کیا ہے اور شکر ہے اللہ کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم میں ہم کو اہل یمن سے توسل ہے۔ انتہی۔

(۱۸۳) عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِمِثْلِهٖ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں معنی سابقہ حدیث والا مگر سند کچھ مختلف ہے۔

(۱۸۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارے پاس یمن والے آئے، ان کے قلب ضعیف اور فواد نرم ہیں۔ فقہ بھی یمنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). [بخاری: ۴۳۹۰]

ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ ۳۔ فواد اور قلب دونوں شہرت کی بنا پر ایک ہیں اور بعض نے کہا: فواد مغائر ہے قلب کے اور عین ہے قلب کی اور بعض نے کہا کہ فواد باطن قلب ہے اور بعض نے کہا کہ قلب کا پردہ ہے اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس میں اللہ کا خوف اور تواضع ہے اور وہ نصیحت پانے کے قابل ہے۔ اور سخت اور قسوت سے سالم ہے جیسے اور لوگوں کے دل میں ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہیں جو حکیموں کے نزدیک بڑا عجیب ہے۔

(۱۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ . الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفر کی چوٹی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی و شیخی مارنا اور فخر و گھمنڈ کرنا گھوڑے والوں اور اونٹ والوں میں ہے جو چلاتے ہیں اور وبر والے ہیں اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے۔''

فائدہ۔ حدیث میں فدادین کا لفظ ہے اس کے معنوں میں اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ فداد کی جمع ہے بمعنے بیدال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہیں جن سے کھیتی میں کام لیا جاتا ہے، اس سے مراد کاشتکار اور زمیندار ملکی لوگ ہیں لیکن اوروں نے اس کا انکار کیا اور کہا فدادین فدید سے ہیں۔ جس کے معنی ہیں چلانا اور شور کرنا۔ اور مراد وہی لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں کو کھیتوں میں چلایا کرتے ہیں اور حد درجہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہیں۔ ابو عبید نے کہا: فدادین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اونٹ ہیں، دو سو سے لیکر ہزار تک۔ (نووی رحمہ اللہ) تحفۃ الاحیار میں ہے کہ جانوروں کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے۔ سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں۔ اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا۔

(اور وبر والے ہیں) وبر کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو اور یہ اونٹ والوں کے پاس ہوں گے، نہ گھوڑے والوں کے پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں۔

(۱۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِيْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِیْ الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یمان میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھاوا شور کرنے والوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں۔''

(۱۸۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِی الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِی اَهْلِ الْغَنَمِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''بڑائی اور گھمنڈ کرنا شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور مسکینی بکری والوں میں ہے۔''

(۱۸۸) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ: اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ: ((اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). [بخاری: ۳۴۹۹]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اتنا اضافہ ہے کہ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَضْعَفُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یمن والے آ گئے ہیں یہ لوگ نرم دل اور کمزور دل والے ہیں۔ ایمان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ السَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ)).

یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے، مسکینی بکریاں چرانے والوں میں ہے اور فخر وغرور اور شور وغوغا اونٹ چرانے والوں میں ہے جو مشرق کی جانب رہتے ہیں۔"

(۱۹۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس یمنی آئے ہیں یہ بہت نرم دل اور رقیق القلب ہیں حکمت اور ایمان یمن میں ہے اور کفر کا سرچشمہ مشرق میں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۱) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ)).

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے صرف اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ کفر کا سرچشمہ مشرق میں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۲) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَزَادَ ((وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ)).

اعمش نے اسی مذکورہ سند کے ساتھ جریر کی حدیث کے مطابق نقل کیا اور اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ فخر اور غرور اونٹ والوں میں ہے اور مسکنت اور وقار بکری والوں میں ہے۔

○ ○ ○ ○

[بخاری: ۴۳۸۸]

(۱۹۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دلوں کی سختی اور کھر کھرا پن پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں۔"

فائدہ: مدینہ سے مشرق کی طرف سفر کے کافر رہتے تھے، جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت ﷺ کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ مدینہ اور طائف واقع ہے۔

السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں مشرق کی مذمت اور حجاز کی تعریف ہے اور یمن حجاز میں داخل ہے۔ اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانہ کی بات ہے جبکہ یہاں اسلام نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلایا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گزرے ہیں اور بہت سے محدث جو کتاب اور سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں، شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کی جو نجد سے نکل کر حجاز میں آئے تھے اور انہوں نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ مقلدین کا تعصب اور عناد ہے ان لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ○○)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے، تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے پورب کی جانب واقع ہیں ہند ہو یا سندھ۔ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ مسلمان تھے، عالم تھے، حق بات کی دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ نہ کافر تھے، نہ اسلام سے خارج تھے، پھر وہ اس حدیث سے کیوں کر مراد ہوں گے۔ اس حال میں جب کہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کے باب میں جو نجد کا رہنے والا تھا فرمایا: کہ اس نے نجات پائی اگر وہ سچا ہے۔ اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو۔ اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور حدیث کا مفہوم یہی ہے۔

مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد "بدالیوں" کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے شیطان کا قرن نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علمائے موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ وَأَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ إِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِحُصُولِهَا.

باب: جنت میں مؤمن ہی جائیں گے اور مؤمنوں سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور سلام کا رواج دینا محبت کا سبب ہے۔

(۱۹٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)). [ابن ماجه: ٦٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم بہشت میں نہ جاؤ گے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایماندار نہ ہو گے۔ جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے اور میں تم کو وہ چیز نہ بتلا دوں جب تم اس کو کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو۔ سلام کو آپس میں رائج کرو۔"

فائدہ: ایماندار نہ ہو گے یعنی پورے ایمان دار نہ ہو گے، جب تک محبت نہ رکھو گے آپس میں ایک دوسرے سے۔ اور سلام رائج کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو۔ اور سلام الفت کا سبب ہے اور دوستی پیدا کرنے کی کنجی ہے اور سلام کے رائج کرنے میں مسلمانوں کے دلوں میں الفت جمتی ہے اور ان کی علامت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام مسلمانوں کی نشانی ہے جو ان کو اور قوموں سے ممتاز کر دیتی ہے اور اس میں نفس کی ریاضت ہے اور تواضع ہے اور دوسرے مسلمانوں کی تعظیم ہے۔

بخاری نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: تین باتیں ہیں جس نے ان کو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے، دوسرے سب کو سلام کرنا، تیسرے تنگی کے وقت خرچ کرنا اور بخاری کے سوا اور لوگوں نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور سلام میں ایک اور فائدہ ہے وہ یہ کہ اس سے عداوت اور دشمنی دور ہو جاتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو نیکیوں کا مٹانے والا ہے۔ مگر سلام خاص اللہ کے واسطے کرے نہ کسی خواہش نفسانی سے اور نہ اپنے دوستوں اور احباب کو خاص کرے۔ كذا ذكره النووي.

تحفۃ الاخیار میں ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے۔ پھر حضرت محمد ﷺ نے محبت حاصل کرنے کا آسان طریقہ السلام علیکم کرنا بتلایا۔ سلام سے اس واسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ وہ دعائے خیر ہے یعنی اللہ تم کو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ و دعا مانگنے والے کو اپنا دوست جانتا اور سمجھتا ہے تو آپ بھی اس سے محبت کرتا ہے ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانوں سے نہیں ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہو سکتا ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے اسی کو خاص کر کے بتلایا ہے لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعض لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوتے اور عداوت پر کمر باندھتے ہیں۔ محبت اور خیر خواہی کی چیز ان الٹوں کے نزدیک عداوت کا سبب ہو گئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے آخر پر ۞۞)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) مترجم کہتا ہے: میں نے جن لوگوں کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا، وہ وہ لوگ ہیں جو انتہا درجہ کے جاہل اور وحشی ہیں، جن کو یہ بھی معلوم نہیں سلام علیک کے معنی کیا ہیں۔ اگر انہی لوگوں سے کوئی اردو زبان میں کہے اللہ آپ کو سلامت رکھے جو بعینہٖ سلام علیک کے معنی ہیں تو خوش ہوتے ہیں پس ایسے جاہلوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو سلام علیک کے معنی بتلا دیئے جائیں اور یہ سمجھا دیا جائے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو جو دین و دنیا دونوں کے ہادی تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ اسلام کا شعار ہے پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ بھی کیا ہے۔ اور تم کو کون پوچھتا ہے۔ اگر اس برے خیال کو ترک نہ کرو گے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے۔

(۱۹۵) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا)) بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ وَوَكِیْعٍ.

دوسری روایت بھی ایسی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک۔ ابو معاویہ اور وکیع کی حدیث کی طرح۔

بَابُ بَیَانِ اَنَّ الدِّیْنَ النَّصِیْحَةُ.

باب: دین خیر خواہی، سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں۔

(۱۹۶) عَنْ تَمِیْمِ نِ الدَّارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ)) قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: ((لِلّٰهِ وَلِكِتٰبِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ)).

[ابوداود: ٤٩٤٤، نسائی: ٤٢٠٨، ٤٢٠٩]

تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا دار و مدار ہے اور وہ جو بعض نے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا مدار ہے اور یہ حدیث مسلم کے افراد میں سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں اس کے سوا اور کوئی روایت ہے۔

اس روایت پر امام ابوسلیمان خطابی نے کہا: نصیحت ایک جامع لفظ ہے، جس کے مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں بہت کم ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ سب بھلائیوں کا اکٹھا کرنا جس کے لیے نصیحت کی جائے، ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو جامع ہے۔ بعض نے کہا: نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهٗ سے یعنی فلاں نے سیا کپڑا تو نصیحت کرنے والے نے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہیں اور وہ درست ہوتا ہے۔ اور بعض نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس میں کھوٹا پن نہ ہو اس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جائے لیکن نصیحت کی تفسیر میں تو خطابی اور علماء نے اس بات میں ایک نفیس کلام کہا ہے اور میں سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اس کی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے۔ جتنے صفات کمال اور جمال کے ہیں وہ سب اس کے لیے ثابت کرے اور اس کو پاک سمجھے تمام عیبوں اور نقصانات سے۔ اس کی عبادت کے لیے مستعد رہے، اس کی نافرمانی سے بچتا رہے، اس کے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی۔ جو شخص اللہ کا فرماں بردار ہو اس سے محبت رکھے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے اس سے دشمنی رکھے۔ جو شخص اللہ کا انکار کرے اس سے جہاد کرے۔ اس کے احسان کا اقرار کرے اس کا شکر گزار رہے۔ تمام کاموں میں سچا اور مخلص رہے۔ ان تمام باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کی سب لوگوں کو یا جن پر اسے قدرت ہے ترغیب دے۔ خطابی نے کہا: ان صفات سے بندے کو نصح حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے ہر ناصح کی نصح سے۔

دوم یہ کہ اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کلام ہے، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اس نے اتارا ہے۔ کسی مخلوق کا کلام اس کے مثل نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی مخلوق اس کے مثل بنا سکتا ہے، پھر اس کی بڑائی دل میں رکھے۔ اس کی تلاوت کرے، جس طرح تلاوت کا حق ہے، اس کو خوش آوازی سے پڑھے۔ درد اور رقت کے ساتھ اس کے حروف اچھی طرح سے ادا کرے۔ جو لوگ اس میں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے ان کا رد کرے۔ جو اس پر اعتراض اور طعنہ کرتے ہیں ان کا جواب دے۔ جو مضمون اس میں ہیں ان کی تصدیق کرے۔ اس کے احکام سے خبردار ہو، اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے۔ اس کی نصیحتوں پر غور کرے۔ اس کے عجائب اور غرائب میں فکر و خوض کرے۔ اس میں جو آیتیں محکم ہیں ان پر عمل کرے۔ یعنی حلال حرام کی آیتیں اور احکام کی آیتیں اور جو آیتیں متشابہ ہیں، یعنی اعتقاد کی آیتیں۔ (یعنی ان کے ظاہری معنی پر یقین کر کے اس کی حقیقت کو اللہ کے سپرد کرے اس میں تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرے) اس کے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے، اس کے علوم کو پھیلائے۔ اس کی طرف دعوت دے۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ کا بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں آپ ﷺ لے کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے۔ آپ کے حکم کو مانے آپ ﷺ نے جس سے منع کیا، اس سے باز رہے، آپ ﷺ کی مدد کرے۔ گو آپ وفات پا چکے ہیں (جیسے زندگی میں آپ ﷺ کی مدد کرتا اگر آپ ﷺ دنیا میں تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ ﷺ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے۔ جو شخص آپ ﷺ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے۔ آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی توقیر کرے۔ آپ کے طریقے کو زندہ کرے۔ آپ ﷺ کی سنت کو چلائے، آپ کی دعوت کو پھیلائے۔ آپ ﷺ کی شریعت کو مشہور کرے۔ آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت لگائے، اس کی تہمت کو دور کرے۔ آپ ﷺ کی شریعت کے علم کو پھیلائے۔ آپ ﷺ کی شریعت کے مضامین میں غور کرے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اس کے سیکھنے اور سکھانے میں کوشش اور نرمی کرے اس کی عظمت اور بزرگی کرے اور اس کو پڑھتے وقت ادب سے پڑھے لغو باتیں نہ کرے۔ بغیر جانے بوجھے اس میں گفتگو نہ کرے۔ جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہوں یعنی قرآن و حدیث کا ان کی عظمت اور بزرگی کرے، آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے۔ آپ ﷺ کے آداب پر چلے۔ آپ ﷺ کے اہل بیت اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے۔ جو آپ ﷺ کی شریعت میں بدعت نکالے اس سے علیحدہ رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو۔ اس کی مدد نہ کرے) جو شخص آپ ﷺ کے آل یا اصحاب رضی اللہ عنہم سے بغض رکھے اس سے جدا رہے۔

مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے، ان کی اطاعت کرے اور ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلائے اور نرمی اور ملائمت سے نصیحت کرے۔ اور جس بات سے وہ غافل ہوں، ان کو بتائے اور مسلمانوں کے کسی حق کی ان کو خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے اور ان سے بغاوت اور سرکشی نہ کرے۔ اور لوگوں کا دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ ان کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے، زکوٰۃ ان کو ادا کرے۔ تلوار ان پر نہ اٹھائے جب وہ کچھ ظلم کریں یا بدعملی کریں۔ اور جھوٹی خوشامد سے ان کو مغرور نہ کرے اور ان کے واسطے نیکی کی دعا کرے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفاء وغیرہ مراد ہوں جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت والوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسی کو نقل کیا۔ پھر کہا: اماموں سے کبھی دین کے علماء مراد لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ بات ہے کہ ان کو وہ بات بتلائے کہ جس میں ان کی آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا۔ اور ان کو ایذا نہ دے اور ان کو دین کی وہ بات سکھلائے جو وہ نہیں جانتے اور زبان سے اور ہاتھ سے ان کی مدد کرے اور ان کے عیبوں کو چھپائے اور ان کے ضرر کو دور کرے اور ان کی منفعت کے لیے کوشش کرے اور ان کو نیک بات کا حکم کرے اور بری بات سے نرمی اور ملائمت اور شفقت سے منع کرے اور ان میں جو بزرگ بوڑھا ہو اس کی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اس پر شفقت اور ان کو اچھی پند و نصیحت کرتا رہے اور ان سے فریب نہ کرے اور ان کے واسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے برا جانے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور انکے مال یا عزت کی محافظت کرے۔ اسی طرح جتنی باتیں ہم نے نصیحت کی بیان کیں ان سب کی ان کو دعوت دے ان کی ہمت کو عبادت کی طرف لگائے اور سلف صالحین میں بعض ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے۔

یہ خلاصہ ہے اس کا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں۔ ابن بطال نے کہا: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعض کریں گے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر مواخذہ نہ رہے گا اور نصیحت اپنی طاقت کے موافق لازم ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آئے گی لیکن اگر معلوم ہو کہ اس کو نصیحت کرنے سے کوئی آفت پہنچے گی تو نصیحت چھوڑ دے۔

الحکمۃ ویب سائٹ پر ہر موضوع پر منفرد اور مستند تحریریں پڑھیں اور مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۷) عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع:۱۹۶]

ایک اور سند سے تمیم داری نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں گزشتہ الفاظ کے ساتھ۔

(۱۹۸) عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۱۹۶]

ایک اور سند سے تمیم داری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں گزشتہ حدیث کی طرح۔

(۱۹۹) عَنْ جَرِيْرٍ ﷺ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. [بخاری: ۵۷، ۵۲۴، ۱۴۰۱، ۲۱۵۷، ۲۷۱۵؛ ترمذی: ۱۹۲۵]

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے پر اور زکوۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: خاص کیا نماز اور زکوۃ کو کیونکہ یہ دونوں شہادتین کے بعد دین کے بڑے رکن ہیں۔ اور روزہ کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سننے اور مان لینے پر اور روزہ اس میں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اس میں آ گئے۔

(۲۰۰) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

(۲۰۱) عَنْ جَرِيْرٍ ﷺ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ ((فِيْمَا اسْتَطَعْتَ)) وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

[بخاری: ۷۲۰۴؛ نسائی: ۴۲۰۰]

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے بیعت کی۔

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا اور بجا لاؤں گا) پھر آپ ﷺ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہا کہ تو کہہ: "جہاں تک مجھے قدرت ہے۔" (یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آئے اس لیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے) اور اس بات پر میں نے بیعت کی ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: پھر جریر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کیلئے بھیجا۔ وہ تین سو درہم میں ایک گھوڑا خرید لایا اس کا مالک بھی دام لینے کیلئے ساتھ آیا۔ جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا: تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ۔ اس نے کہا میں نے تم کو اختیار دیا جو دام مناسب سمجھے دو۔ جریر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے۔ پانچ سو درہم کو بیچ۔ اسی طرح جریر رضی اللہ عنہ سو سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک کم پر راضی تھا یہاں تک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا کیا؟ جریر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیر خواہی کی نہ تھی کہ میں اس کا مال کم قیمت پر خرید لوں اور اسے نقصان دوں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

بَابُ بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيْمَانِ بِالْمَعَاصِيْ وَنَفْيِهِ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلٰى إِرَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ.

باب: گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے اور بوقت گناہ گنہگار سے ایمان کے جدا ہو جانے یعنی گناہ کرتے وقت ایمان کے مکمل نہ رہنے کا بیان۔

(۲۰۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں زنا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ)). [بخاری:۵۵۷۸]

کرتا، زنا کرنے والا مگر زنا کرتے وقت وہ مؤمن نہیں ہوتا اور نہ چور چوری کرتے وقت مؤمن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مؤمن ہوتا ہے۔"

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ: وَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ: ((وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

ابن شہاب نے کہا: "مجھ سے عبدالملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پھر کہتے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں اتنا اور ملا دیتے تھے: "نہ ڈاکہ ڈالنے والا ایسا ڈاکہ جو بڑا ہو (یعنی حقیر چیز نہ ہو) جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے ڈاکہ ڈالتے وقت مؤمن ہوتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علمائے محققین نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا محاورہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اس کے کمال کی نفی ہوتی ہے۔ جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دے۔ مال نہیں مگر اونٹ، عیش نہیں مگر آخرت کا عیش۔ اور ہم نے یہ تاویل اس لئے کی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا یا چوری کرے۔ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ چوری نہ کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اور کوئی گناہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی تم میں سے اپنی بیعت کو پورا کرے اس کا ثواب اللہ پر ہے اور جس سے ان خطاؤں میں کوئی خطا ہو جائے پھر اس کو دنیا میں ہی سزا مل جائے تو یہی اس کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے تو آخرت میں اللہ کو اختیار ہے، چاہے اس کو معاف کرے، چاہے عذاب دے، تو یہ دونوں حدیثیں مع اپنے نظائر کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾..... یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور سوا شرک کے جس کو چاہے گا گناہ بخش دے گا۔ اور اہل حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ زانی اور چور اور قاتل اور ان کے علاوہ اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہوں، مؤمن ہیں مگر ان کا ایمان ناقص ہے اگر توبہ کریں گے تو گناہ معاف ہو جائے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مر جائیں گے تو اللہ کے اختیار پر ہے چاہے ان کو بخش دے اور جنت میں لے جائے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے ہم کو اس حدیث کی تاویل پر لاچار کرتی ہے۔ اور جو حدیث اس کے مشابہ آئی ہے۔ پھر یہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہیں نہ استعمال سے اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بظاہر ان میں اختلاف ہو تو ان کی تاویل کرنا ضروری ہے اور جمع کرنا واجب ہے۔ اور بعض علما نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اس کو حلال جان کر یا چوری کرے اس کو حلال جان کر تو وہ مؤمن نہیں کیونکہ شرعی حرام کو حلال جاننا بالاتفاق علما کفر ہے۔ اور حسن اور ابوجعفر طبری رحمہما اللہ نے کہا مؤمن نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہیں رہتا کہ مؤمن اللہ کا دوست اسے کہیں۔ اور برے لقب کا مستحق ہوتا ہے جیسے زانی یا چور یا لٹیرا یا شرابی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اس کے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے۔ اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا: اس کی بصیرت اللہ کی عبادت میں جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا: یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے مثل آئی ہیں ان پر ایمان لانا چاہئے اور جس مطلب پر آئی ہیں اس پر رواں کرنا چاہئے اور اس کے معنی میں زیادہ غور نہ کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں اس کے معنی معلوم نہیں اور انہوں نے کہا کہ چلاؤ ان حدیثوں کو اسی طرح جیسے اگلے لوگوں نے ان کو چلایا۔ اور بعض نے اس حدیث کے معنی میں اور اقوال بیان کئے ہیں جو ظاہر نہیں ہیں بلکہ بعض غلط ہیں، اس لئے میں نے ان کو نقل نہیں کیا۔ اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہیں اور صحیح وہی معنی ہیں جو ہم نے سب سے پہلے بیان کئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کے معنی یہی بیان کئے ہیں کہ وہ مؤمن کامل نہیں ہوتا اور اس میں ایمان کا نور نہیں رہتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(٢٠٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي)) وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ. [بخاري: ٢٤٧٥، ٦٧٧٢؛ ابن ماجه: ٣٩٣٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں زنا کرتا زانی۔'' باقی حدیث وہی ہے جو گزر چکی ہے اس میں ''ذات شرف'' کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔

○ ○ ○ ○

وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هٰذَا إِلَّا النُّهْبَةَ.

حضرت شہاب نے کہا کہ مجھ سے ابو سعید اور ابو سلمہ اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی طرح روایت کی مگر اس میں لفظ ''نہبۃ'' نہیں ہے

○ ○ ○ ○

(٢٠٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ: ((النُّهْبَةَ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((ذَاتَ شَرَفٍ.)).

اس میں ''نہبۃ'' کا ذکر ہے ''ذات شرف'' مذکور نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥) وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس سند سے بھی تمام راویوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٦) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اسی سند میں مذکور راویوں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا: ((يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ)) وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ: ((يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ)) وَزَادَ: ((وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ

یہ حدیث بھی زہری کی روایت کی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ علاء اور صفوان کی حدیث میں ((يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ)) کے الفاظ نہیں اور ہمام کی حدیث میں ((يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ)) کے الفاظ ہیں۔ اس میں اضافہ ہے کہ ((وَلَا يَغُلُّ))..... الخ پس تم بچتے رہو تم بچتے رہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ)).

○ ○ ○ ○

(۲۰۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ)). [بخاري: ٦٨١٠؛ نسائي: ٤٨٨٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مؤمن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا اور توبہ اس کے بعد قبول ہوگی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی شروع نہ ہو اور توبہ کے تین رکن ہیں۔ ایک تو یہ گناہ سے جدا ہو جائے۔ دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو۔ تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کروں گا پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور اس کو دوبارہ کیا تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو ایک گناہ سے توبہ کی پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے۔ اور معتزلہ نے دونوں مسئلوں میں اختلاف کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: بعض علما نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے۔ تو زنا اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جو خواہش نفسانی سے ہوتے ہیں اور حرام کی خواہش سے اور شراب اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف جو اللہ کی یاد سے روکتے ہیں۔ اور اس کے حقوق سے غافل کرتے ہیں۔ اور لوٹ اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جس میں اللہ کے بندوں پر ظلم ہوتا ہے اور ان کی بے عزتی ہوتی ہے اور دنیا ناجائز طریقوں سے اکٹھی کی جاتی ہے۔

(۲۰۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رَفَعَهُ ـ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں زنا کرتا زانی جبکہ وہ زنا کرتا ہے۔'' باقی شعبہ والی روایت کے الفاظ بیان کیے۔

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ.

باب: منافق کی خصلتوں کا بیان۔

(۲۱۰) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ ((وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)). [بخاري: ٣٤، ٢٤٥٩، ٣١٧٨؛ ابو داود: ٤٦٨٨؛ ترمذي: ٢٦٣٢]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں چار باتیں ہوں گی، وہ تو پکا منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک ہی خصلت ہے، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرے یہ کہ جب اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے، تیسرے یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ جب جھگڑا کرے تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اور بعض روایتوں میں یہ ہے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اس حدیث کو مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتیں اس مسلمان میں پائی جاتی ہیں، جو ارکان ایمان پر یقین رکھتا ہے اور علما نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جو شخص دل سے یقین رکھے اور زبان سے ایمان کے ارکان کا اقرار کرے پھر ان چاروں کاموں کے کرنے سے وہ کافر نہیں ہوتا وہ منافق ہے جو آیت میں مشتمل ہے [إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ] (النساء: ۱۴۵) (منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہوں گے)

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں یہ چاروں خصلتیں موجود تھیں تو علمائے محققین نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان خصائل میں اور اخلاق میں منافقوں کے مشابہ ہے کیوں کہ نفاق یہی ہے کہ ظاہر، باطن کے خلاف ہو۔ اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں گی، اس کا ظاہر باطن کے خلاف ہوا اور نفاق ان ہی لوگوں کے حق میں اثر کرے گا، جن سے وہ وعدہ کرے گا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑے گا یا امانت لے گا۔ اور اسلام کے حق میں یہ نفاق اثر نہ کرے گا۔ کیوں کہ اسلام میں اس کا ظاہر باطن کے خلاف میں نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصود نہیں ہے کہ ان خصلتوں کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو کافر ہوتا ہے جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ پکا منافق ہوگا۔ اس سے غرض یہ ہے کہ ان خصلتوں کے سبب سے منافق کے بہت مشابہ ہوگا۔ بعض علما نے کہا ہے یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جس سے ایسی خصلتیں عموماً وقوع میں آتی ہوں۔ لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتیں ہو جائیں وہ اس میں داخل نہیں ہے اور حدیث کے معنی میں یہی مختار ہے اور امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے علما سے اس کے یہ معنی نقل کئے ہیں کہ حدیث سے مراد عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد کا نفاق۔ اور علما کی ایک جماعت نے کہا ہے اس حدیث سے وہ منافق مراد ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھے اور انہوں نے جھوٹ موٹ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی۔ اور دین کی مدد کا وعدہ کیا تھا پھر وعدہ کا خلاف کیا اور لڑائی جھگڑے میں ناحق پیروی کی۔ اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطاء بن رباح کا اور رجوع کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف تھے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے روایت کیا اس کو رسول اللہ ﷺ سے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے بہت سے امام اسی قول کی طرف گئے ہیں۔ اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا ہے مسلمانوں کو کہ وہ ان خصلتوں کی عادت نہ ڈالیں ورنہ خوف ہے کہ حقیقتاً منافق ہو جائیں گے۔ اور خطابی نے حکایت کی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب میں اور نبی ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف یوں نہ فرماتے کہ فلاں منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسا کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے: اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور نہ اس میں تاویل کی ضرورت ہے۔ بے شک جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہوں گی اور وہ ہمیشہ یہی کام کرتا ہو کہ بات کرتے وقت جھوٹ بولے، عہد کرے تو توڑ ڈالے، لڑتے وقت ناحق چلے۔ امانت میں خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہوگا۔ اس لئے کہ دین کی باتوں میں بھی وہ یہی کرے گا زبان سے اقرار کرے گا پر دل میں خلاف ہوگا۔ دین کے احکام میں بھی خیانت کرے گا، اس لئے کہ اس کا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے، یہ نہیں کہ کبھی کبھی اس سے یہ باتیں سرزد ہوں اور وہ ان پر شرمندہ ہو۔ اس صورت میں اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وغیرہ یہ سب قضایا کلیہ ہوں گے نہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جس کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مؤمن نہیں ہو سکتا۔

تحفۃ الاخیار میں ہے کہ منافق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ دل میں کفر ہو، صرف زبان سے اقرار کرے۔ نبی ﷺ کے وقت میں جو منافق تھے اسی طرح کے تھے۔ دوسرے یہ کہ دل میں کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور میں گرفتار ہو، اس حدیث میں دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تھا کہ آدمی ان بدکاموں سے بچتا۔ پھر جب ان بدکاموں میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اس میں کچھ ظاہر نہ ہوا، اس واسطے اس کو منافق فرمایا۔ انتہی۔

(۲۱۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)). [بخاری: ۳۳، ۲۶۸۲، ۲۷۴۹؛ ترمذی: ۲۶۳۱؛ نسائی: ۵۰۳۶]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی نشانیاں تین ہیں، جب بات کرے تو جھوٹی، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب امانت لے تو اس میں خیانت کرے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی علامتوں میں سے تین یہ ہیں کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ ❖ ❖ ❖

(٢١٣) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ)). [ترمذی:٢٦٣١]

جائے تو خیانت کرے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں اگر وہ روزے رکھتا ہو اور نمازیں پڑھتا ہو اور وہ خود کو مسلمان بھی سمجھتا ہو۔''

(٢١٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیٰی بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَذَکَرَ فِیْهِ: ((وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ سند کے ساتھ روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: اگر چہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَیَانِ حَالِ اِیْمَانِ مَنْ قَالَ لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ: یَا کَافِرُ!

باب: مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان۔

(٢١٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا کَفَّرَ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا)). [بخاری: ٦١٠٣، ٦١٠٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گا۔''

فائدہ: یعنی اگر وہ جس کو کافر کہا حقیقت میں کافر ہے تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہیں تو اس وقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکے رکھے۔ ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے، شاید اسی پر پلٹ پڑے اور اللہ کے غضب میں گرفتار ہو۔ ہاں یوں کہنا مضائقہ نہیں کہ فلاں شخص کافروں کے سے کام کرتا ہے۔ اگر اس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور اگر کسی کا کفر بدلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات کا وہ انکار کرتا ہو تو اس کو شوق سے کافر کہے تا کہ کوئی اس کی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدی ﷺ میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانہ میں طحہ فقیر ظاہر ہوتے ہیں کہ شریعت محمدی ﷺ پر ہنستے ہیں بیشک وہ کافر ہیں۔ انتہی۔

مترجم کہتا ہے: ہمارے زمانہ میں ایک نیا فرقہ مسلمانوں میں پھر پیدا ہوا ہے جن کو نیچری کہتے ہیں۔ وہ گو اپنے تئیں عقل کے تابع کہتے ہیں پر عقل سلیم سے بہرہ نہیں رکھتے۔ وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتوں کا، شیطان کا، وحی کا، معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان ان کے کفر میں شبہ کرے تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ خود بھی کافر نہ ہو جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کو بھی بعض علما نے مشکلات میں سے خیال کیا ہے اس لئے کہ ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہیں ہوتا، پس اسی طرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہ ہوگا۔ جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نہ کرے۔ اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے۔ کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اس کا گناہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جائے گا۔ تیسرے یہ کہ حدیث ان خوارج پر محمول ہے جو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور اس تاویل کو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لئے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کی طرح کافر نہیں ہیں۔ یہی مذہب صحیح اور مختار ہے۔ چوتھی تاویل یہ کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اس کا کفر ہوگا، اس لئے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرے تو ڈر ہے کہ گناہوں کی نحوست اس کو کفر تک نہ لے جائے اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ اسفرائنی نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں نکالی کہ پھر اگر وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا حقیقت میں کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آئے گا اس پر اور ایک روایت میں ہے جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر واجب ہو گیا۔ (تقریب التہذیب)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) پانچویں تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے اس کی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اس نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو اس نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بھی مثل اس کے ایک مسلمان ہے۔ انتہیٰ ماقال النووی۔

(٢١٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ: [يَا] كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ)). [بخاری:٦١٠٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو دونوں میں سے ایک پر کفر آ جائے گا۔ اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر لوٹ آئے گا۔''

(٢١٧) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ: عَدُوُّ اللّٰهِ! وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)). [بخاری:٣٥٠٨]

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے تئیں کسی اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا، جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا اللہ کا دشمن کہہ کر پھر وہ جس کو اس نام سے پکارا ہے، ایسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر پکارنے والے پر پلٹ آئے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے تو وہ کافر ہو گیا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی تاویل دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے۔ دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہیں ہے جو اسلام کے مقابل ہے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہے یعنی ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اس نے فراموش کر دیا اور غیر کو باپ بنایا۔ اور اس کی نظیر دوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے بارے میں کہ وہ کفر کرتی ہیں یعنی خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ انتہیٰ۔

جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شے میری نہیں ہے خواہ دوسرے کسی کی ہو یا نہ ہو اس پر دعویٰ کرے کہ میری ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہماری راہ اور طریقہ پر نہیں ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جھوٹا دعویٰ کرنا بہت ناپسند ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہیں ہے۔ یعنی میری وضع اور چال پر نہیں ہے۔ اور جہنم میں ٹھکانا بنانے سے یہ غرض ہے کہ اس تصور کی سزا جہنم ہے پھر اگر اللہ چاہے تو معاف کر دے اور توبہ سے بھی معاف ہو سکتا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيْمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ.

باب: اپنے باپ سے پھر جانے، نفرت کرنے اور دانستہ دوسرے کو باپ بنانے والے کے ایمان کا بیان

(٢١٨) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ)). [بخاری:٦٧٦٨]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپوں سے نفرت مت کرو (یعنی اپنے باپ کو باپ کہو، دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے وہ کافر ہو گیا۔'' (اس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں)

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۲۱۹) عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ: لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيْتُ اَبَابَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتُمْ اِنِّيْ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ: سَمِعَتْ اُذُنَايَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ اَبِيْهِ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) فَقَالَ اَبُوْبَكْرَةَ: وَاَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [بخاری: ٤٣٢٦، ٦٧٦٧؛ ابو داود: ٥١١٣؛ ابن ماجه: ٢٦١٠]

ابو عثمان (نہدی عبدالرحمٰن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابوبکرہ سے ملا، (زیاد ان کا مادری بھائی تھا) اور میں نے کہا: تم نے یہ کیا کیا (یعنی تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جس نے اسلام میں آ کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے۔'' ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ خود سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا۔ اصل میں زیاد عبید ثقفی کا بیٹا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یاروں میں سے تھا۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے باپ ابوسفیان کا نطفہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بن بیٹھا۔

فرمایا: جس نے اسلام میں آ کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے اور وہ اس امر کو درست جان کر کرے یا اس فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت اس پر اس وقت حرام ہوگی جب اچھے لوگ جنت میں داخل ہوں گے پھر اللہ چاہے تو یہ جزا اس کو دے یا معاف کر دے۔ (نووی رحمہ اللہ)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ پھر ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ زیاد سے کبھی بات نہ کروں گا (نووی رحمہ اللہ)

السراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے اس بات کی بڑی ڈھیل کی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد بن بیٹھے اور وہ جانتے ہیں کہ ہم ان کی اولاد نہیں۔ اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اس کے اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں۔ باپوں کی طرف حالانکہ وہ اپنی ماؤں کی اولاد ہیں اور باپ کی اولاد نہیں ہیں اور بعض نے طمع کے سبب سے اپنے تئیں سید بنا لیا ہے۔ حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہیں ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ بہتان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسے ہلاکت اور تباہی میں امیر اور مفلس پڑ جاتے ہیں امیر تو اپنی شان بڑھانے کیلئے اور مفلس پیسہ کمانے کیلئے ہے۔ اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے ان کی عقلوں کو مٹا دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے۔ اللہ نیک راہ کی ہدایت دے۔

(۲۲۰) عَنْ سَعْدٍ وَاَبِيْ بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُوْلُ: سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ. وَوَعَاهُ قَلْبِيْ. مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)). [راجع: ٢١٩]

سعد رضی اللہ عنہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے ہمارے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بنائے تو اس پر جنت حرام ہے'' (یعنی وہ جنت سے روکا جائے گا)

فائدہ۔ مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ کسی کو بتائے یعنی اپنے تئیں اس کے نطفے سے کہے۔ اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)).

باب: مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

(۲۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب جان کر کہنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) قَالَ زَبِيدٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ . وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زَبِيدٍ لِأَبِي وَائِلٍ. [بخاری: ٤٨، ٦٠٤٤؛ ترمذی: ٢٦٣٥، ١٩٨٣؛ نسائی: ٤١٢١، ٤١٢٢، ٤١٢٣، ٤١٢٤]

اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔'' زبید نے کہا: میں نے ابووائل سے پوچھا: آپ نے خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور نہیں ہے شعبہ کی حدیث میں پوچھنا زبید کا ابووائل سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: مسلمانوں کو ناحق برا کہنا باجماع امت حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہیں ہے اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہ بیان کر چکے ہیں تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال جان کر لڑے۔ دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے، نہ کہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اس کا کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ کافروں کا فعل ہے۔

السراج الوہاج میں ہے کہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو ان کے مثل اہل بدعت اور شرک اور تقلید میں سے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور علمائے سلف اور اہل حدیث کو برا کہتے ہیں اور دلیل ہے ان لوگوں کے کفر کی جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت میں۔

مترجم کہتا ہے: اس حدیث پر مسلمانوں کو التفات کرنا چاہئے اور ذرا ذرا سی بات پر جو وہ مسلمانوں سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہیں تو دیکھنا چاہئے کہ یہ لڑائی ان کا درجہ کہاں تک پہنچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کیلئے لڑ کر اپنے تئیں کافر بنانا انتہا درجہ کا جہل اور غلو ہے اللہ بچائے۔

(٢٢٢) عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [بخاری: ٧٠٧٦]

ایک اور سند سے ابو وائل عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں وہ نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کی مثل۔

بَابُ بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

نبی ﷺ کے اس جملہ کا معنی کہ ''میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔''

(٢٢٣) عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [بخاری: ١٢١، ٤٤٠٥، ٦٨٦٩، ٧٠٨٠؛ نسائی: ٤١٤٢؛ ابن ماجہ: ٣٩٤٣]

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنی آخری حج میں۔ وداع کا حج اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو رخصت کیا۔ اس حج میں دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی) ''چپ کراؤ لوگوں کو'' (تاکہ وہ اس ضروری بات کو سنیں) پھر فرمایا: ''میرے بعد میرے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یعنی اتفاق سے رہنا اور سب مل کر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کی ترقی ہو اور جو پھوٹ ڈالو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں۔ ایک یہ کہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں ناحق، وہ تو بلاشبہ کافر ہیں۔ دوسرے یہ کہ مراد کفر حقیقی نہیں بلکہ کفر مجازی ہے یعنی کفر کے قریب ہو جائیں گے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

محکم دلائل کے حامل متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(گزشتہ سے پیوستہ ❁ ❁) اور یہ فعل ان کو کفر تک پہنچا دے گا۔ چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے۔ پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے۔ حقیقتاً اور غرض آپ ﷺ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا۔ اسلام پر قائم رہنا۔ چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلاح پوش ہیں یعنی ہتھیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا۔ اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں۔ ساتویں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر مت کہنا پھر کفر کے بہانے سے گردنیں مارو۔ اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(٢٢٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[بخاری: ٤٤٠٢، ٤٤٠٣، ٦١٦٦، ٦٧٨٥، ٦٨٦٨، ٧٠٧٧؛ ابو داود: ٤٦٨٦؛ نسائی: ٤١٣٦؛ ابن ماجه: ٣٩٤٣]

مذکورہ حدیث اس سند سے بیان کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((وَيْحَكُمْ ! أَوْقَالَ وَيْلَكُمْ -لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ٢٢٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں وَ یْحَکُمْ یا وَیْلَکُمْ فرمایا: میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: وَیْحَکُمْ یا وَیْلَکُمْ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے ہیں۔ سیبویہ رحمہ اللہ نے کہا: ویل اس کیلئے کہتے ہیں جو ہلاکت میں پڑ جائے اور ویح رحم کیلئے اور منقول ہے ان سے کہ ویح زجر ہے اس شخص کیلئے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی رحمہ اللہ نے کہا کہ ویح اس شخص کیلئے کہتے ہیں جو آفت میں پڑ جائے اور اس کے سزاوار نہ ہو اور ویل اس کیلئے جو سزاوار ہو۔ تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے اور ویل سے نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

(٢٢٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ. [راجع: ٢٢٤]

گزشتہ حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ.

باب: نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق۔

(٢٢٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں دو باتیں موجود ہیں اور وہ کفر ہیں۔ ایک نسب میں طعنہ کرنا، دوسرا میت پر چلا کر رونا (اس کے اوصاف بیان کر کے۔ جس کو نوحہ کہتے ہیں)۔

فائدہ: نسب میں طعن کرنا یعنی کسی کی ذات پر دھبہ لگانا کہ وہ شریف نہیں ہیں یا ان کا خاندان برا ہے یا نولدی کے جنے ہیں، یہ سب کافروں کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حسب و نسب پر بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کے نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ بات ہرگز سزاوار نہیں، اس لئے کہ سب بنی آدم ہیں اور فضیلت و بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہیں اور قیامت میں ہر شخص کو اس کے عمل کام آئیں گے، ذات اور نسب کچھ کام نہ آئے گا جیسے دوسری حدیث میں صاف مصرح ہے۔

میت پر چلا کر رونا یعنی اس کے اوصاف بیان کر کے رونا جسے نوحہ کہتے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان دونوں کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافروں کے فعل ہیں اور جاہلیت کی عادات ہیں یا وہ کفر کی طرف مؤدی ہوتے ہیں یا مراد کفران نعمت ہے۔ اور ان کاموں کو حلال یا ناشکری جان کر کرنا وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے نوحہ کی اور نسب میں طعنہ کرنے کی بڑی برائی نکلی۔ اور ہر ایک کے باب میں مشہور حدیثیں آئی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا.

باب: اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان۔

(۲۲۸) عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ)). فَقَالَ مَنْصُورٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لٰكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُرْوَى عَنِّي هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ.

[ابوداود: ۴۳۶۰؛ نسائي: ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷]

منصور بن عبدالرحمٰن (واسل عدانی بصری اس کو احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا اور اس کو ابو حاتم نے ضعیف کہا) نے شعبی سے سنا' انہوں نے جریر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے: جو غلام اپنے مالکوں سے بھاگ جائے وہ کافر ہو گیا (یہاں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے مالک کا حق ادا نہ کیا) جب تک لوٹ کر ان کے پاس نہ آئے۔'' منصور نے کہا: قسم اللہ کی یہ حدیث تو مرفوعاً رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے (مگر میں نے یہاں مرفوعاً بیان نہیں کی جریر کا قول بتایا) لیکن مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ سے بیان کی جائے اس جگہ بصرہ میں۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یہ منصور نے خاص لوگوں سے کہہ دیا اور مرفوعاً روایت کرنا انہوں نے اس لئے برا جانا کہ اس زمانہ میں بصرہ میں خوارج کا زور تھا جو کبیرہ کرنے والے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کیلئے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہیں خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑیں اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور اس کا بطلان بیان کر چکے ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۲۲۹) عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)). [راجع: ۲۲۸]

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو غلام بھاگ جائے اس سے ذمہ اتر گیا'' (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اس کی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور مالک کو اختیار دیا جائے گا۔ اس کے ضرب اور حبس کا)

(۲۳۰) عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ)). [راجع: ۲۲۸]

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔''

فائدہ۔ امام ماوردی رحمہ اللہ نے اس کی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان کی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس غلام پر جو بھاگنے کو حلال سمجھے اس کی نماز قبول نہیں اور قبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا سقوط ثواب کا باعث ہے اور صحیح نہ ہونا وجوب قضا کا باعث ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ کلام بے شک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علماء نے کہا ہے کہ غصب کیے ہوئے گھر میں نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا۔ اور فتاویٰ ابی نصر رحمہ اللہ میں میں نے دیکھا عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے کہ غصب کیے ہوئے گھر میں نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گی مگر ثواب نہ ہوگا۔ ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے علماء نے اس میں اختلاف کیا۔ بعضوں نے کہا: نماز ہی صحیح نہ ہوگی۔ انتہی۔

بَابُ بَيَانِ كُفْرِ مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ.

باب: اس شخص کا کافر ہونا جو کہے کہ بارش ستاروں کی گردش سے ہوئی۔

(۲۳۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی صبح کی ہمیں حدیبیہ میں (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے) اور رات کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ أَثَرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ)).

[بخاری: ٨٤٦، ١٠٣٨، ٤١٤٧، ٧٥٠٣؛ ابوداود: ٣٩٠٦؛ نسائی: ١٥٢٤]

بارش ہو چکی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا: ''تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں میں سے بعض کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعض کی کفر پر، تو جس نے کہا: ''پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجھ پر اور انکاری ہوا ستاروں سے اور جس نے کہا: پانی برسا ستاروں کی گردش سے وہ کافر ہوا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اختلاف کیا علما نے اس شخص کے باب میں جو کہے پانی برسا (بارش ہوئی) تاروں کی حرکت سے۔ بعض نے کہا: وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سے نکل گیا اور یہ اس صورت میں ہے کہنے والا تاروں کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کیلئے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اعتقاد تھا۔ اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، اس کے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کی طرف جمہور علما گئے ہیں۔ ان میں سے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور یہی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے تاروں کی گردش سے پانی برسا لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانے والا اللہ ہے اور اسی کی رحمت سے پانی برسا ہے۔ اور تارا اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی برسنے کی تو وہ کافر نہ ہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے مگر گناہ نہیں ہے اس میں اور سب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافروں کے کلمہ کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضوں نے کہا: کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس نے ناشکری کی اللہ کی لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت میں ہے کہ صبح کی بعض نے شکر پر اور بعض نے کفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنے بندوں کو نہیں دی۔ مگر بعضے ان میں صبح کو کافر ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہیں اتاری مگر بعض کافر ہوئے، اس کے ساتھ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی گفتگو ہے۔ خلاصہ بیان کیا ہے اس کا شیخ ابوعمرو بن الصلاح رحمہ اللہ نے۔ انہوں نے کہا: نوء تارے کو نہیں کہتے بلکہ نوء کے معنی ڈوبنا یا نکلنا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تارے ایسے ہیں جن کا نکلنا تمام سال میں معین اور معروف ہے اور وہی اٹھائیس منازل ہیں قمر کی یعنی چاند کی۔ ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارا ان میں سے مغرب کی طرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اس کے اسی وقت مشرق سے نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اس تارے کی طرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس تارے کی طرف جو نکلتا ہے مشرق سے۔ ابوعبید نے کہا: نوء سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوء خود تارے کو کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا: جو تارے مغرب میں ڈوبیں ان کو نوء کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف نکلیں ان کو بارح کہتے ہیں انتہی ما قال النووی رحمہ اللہ۔

(٢٣٢) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى مَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِيْ مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ بِقُوْلُوْنَ: الْكَوْكَبُ وَبِالْكَوْكَبِ)). [نسائی: ١٥٢٣]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی نعمت نہیں دی اپنے بندوں کو مگر ایک فرقے نے ان میں سے صبح کو اس کا انکار کیا اور کہنے لگے: تارے تارے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ ۲۴۔ یعنی تاروں کے پھرنے کو اس نعمت کی علت قرار دی۔ اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد نا سمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اس کے ستارے کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آدمیوں کیلئے مفید اور مضر سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزاروں فائدوں کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے مگر یہ تاثیر سب نباتات و حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگار یا پانی کی تاثیر، انگار اور پانی کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے۔ آفتاب یا چاند انسان کی طرح عقل نہیں رکھتے نہ جان کر بعض کو نفع پہنچائیں اور بعض کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقتور اور صاحب قوت خیال کرتے ہوں تو زمین بے چاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی حالانکہ بنا بر ہیئت جدیدہ کے زمین اور سیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب آلات اور دوربینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف آنکھوں سے کام لیا تھا اور جہاں تک ان کی آنکھوں نے کام کیا، وہ یہ تھا کہ انہوں نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا، اسی طرح پانچ سیارے یعنی عطارد اور زہرہ، مشتری، مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور ان کے دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائے گئے، اس لئے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گزرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں، انہوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جن کے اسباب پوشیدہ تھے، ان سیاروں کی طرف منسوب کیا۔ پھر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ صائبین اور کلدانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گرفتار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا، منجمین جھوٹے ہیں۔ بعد اس کے جب ہیئت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینیں ایجاد ہوئیں تب سے تو اس کے اعتقاد کی جڑ اکھڑ گئی کیونکہ سوا ان سیاروں کے اور کئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے سیریز، پالس، جونو، ڈسٹا اور یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا۔ اور زمین بھی ان سیاروں کی طرح ایک سیارہ قرار پائی اور چاند زمین کے تابع قرار پایا۔ پھر سارا کارخانہ جو ہزاروں برس سے منجمین نے قائم کیا تھا، الٹ پلٹ اور چوپٹ ہو گیا۔ اور محال ہے کہ مشتری، مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیریز، پالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی ہو حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارے ہیں۔

پھر محال ہے کہ زمین جس پر ہم سب بستے ہیں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے، اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اس قدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو، دور کے ڈھول سہانے۔ زمین بے چاری گھر کی مرغی ہے، اس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں، اس کو کھودتے ہیں، کوٹتے ہیں، مارتے ہیں، اس پر چلتے ہیں، پاؤں سے روندتے ہیں، پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کئے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جائے کہ بعض ان میں سے زمین سے بھی میلے کچیلے اور پہاڑ دار ہیں خود چاند میں دوربین سے اتنے بڑے بڑے غار معلوم ہوتے ہیں، ہزار ہا صد ہا میل کی ان کی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسے مہیب اور تاریک ہوں گے اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقوں کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کئے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اس کا پیرو کار ہو جاتا ہے۔ خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے اور روشن ہیں اللہ کی مار ان لوگوں پر جو پتھروں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پوجتے ہیں اور ان کو اپنا معبود، مالک اور متصرف خیال کرتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بے جان پتلہ مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اس کو پوجتے ہیں، اللہ کو اپنی خواہش کے موافق گھڑا کرتے ہیں ﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ﴾ اور بعض جو ان کی نسبت ذرا عاقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو پوجتے ہیں اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائیدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہیں۔ آدمی کو اللہ کا بیٹا یا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسی بات میں اور آدمیوں سے ممتاز نہ تھے۔ کھاتے وہ تھے، پیتے وہ تھے، پاخانہ پیشاب وہ کرتے تھے، جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرنے والے ہیں پھر ان کو الوہیت سے کیا تعلق، وہ ہماری طرح اللہ کی ایک مخلوق ہیں۔ اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک سچے الٰہ کو نہیں پہچانا اور اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا۔ ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے ان کو شرم آتی اور وہ سچے الٰہ کی درگاہ میں ایسی بے ادبی نہ کرتے، رب کریم کی عظمت اس کی مخلوقات میں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ زمین اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے جس کا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اس کا قطر نو لاکھ میل ہے۔ اس طرح زحل زمین سے قریب چھ سو درجے بڑا ہے۔ اس کا قطر اناسی ہزار میل اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہیں۔ ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کیلئے عنایت ہوا ہے وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اس کا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند۔ اور یورانس کو چھ چاند جو اس کے کہ آفتاب سے بہت دور ہیں، عنایت ہوئے ہیں پھر آفتاب جو ان سب سیاروں کا مرکز ہے۔ اس کی بڑائی اس قدر ہے کہ اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکھ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ پچیس لاکھ میل کا بعد رکھتا ہے اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک گھڑے کے سمجھو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی۔ اگر آفتاب کے قریب سے توپ چلادی جائے تو زمین تک اس کا گولہ انیس برس میں بھی نہیں پہنچے گا۔ اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پھرتے ہیں اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں۔ زمین کی حرکت اس قدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا زیادہ توپ کے گولے سے حرکت کر رہی ہے۔ اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں کرتی ہے۔ اسی طرح اور تارے بھی اپنے اپنے مدار میں بڑی سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں۔ پھر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسموں کو لئے ہوئے معلوم نہیں کس کے گرد گھوم رہا ہے۔ اب سوائے ان سیاروں کے خود ہمارے نظام میں بڑے بڑے دمدار تارے ہیں جن کی عظمت پر خیال کرنے سے اللہ کا خوف دل میں آجاتا ہے۔ ایک دم دار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی ہے۔ اور یہ دم دار تارے ایسے تیز رو ہیں کہ ان کی تیز روی خیال سے باہر ہے۔ یہ آفتاب کے پاس آتے ہیں اور چکر کھاتے ہیں۔ پھر اپنے کج رو راستوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں۔

۱۳۵۴ھ میں ایک دم دار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ میں ہوگیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا، وہ دمدار تارہ جو ۱۷۷۲ء میں نمودار ہوا تھا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اس کے چلنے پر اثر کیا تھا۔ اگر وہ دمدار تارہ ہماری اس زمین سے رگڑ کھا کر ایک صدمہ پہنچاتا تو زمین مع سمندروں اور پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح یا پتھر کے ایک ٹکڑے کی طرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندوں کے بیچ میں سے ہو کر نکل گیا۔ اگر ان چاندوں میں سے کہ وہ آپ نہایت تیز رو ہیں کسی کو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونوں ٹوٹ جاتے پر اللہ کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہے۔ اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے۔ اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیاروں اور دمدار تاروں وغیرہ کے اللہ کی ان مصنوعات کے مقابلے میں جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہیں بے قدر ہے اس لئے کہ یہ جو سب تارے صدہا ہزار آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں ہر ایک ان میں سے بمنزلہ ایک آفتاب کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے عنایت ہوئے ہیں۔ پس کیا کیا عجب قدرت اللہ کی ہے رات کو آسمان کی طرف دیکھ کر غور کرو کہ جتنے سیارے دوربین سے نظر آتے ہیں وہ آٹھ کروڑ ہیں۔ ان میں سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال میں یوں آتا ہے کہ ایک ایک ان میں سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلو میں سیاروں کو رکھتا ہے اور ان کو گرمی اور روشنی دیتا ہے۔ اس لئے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے اللہ کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ زمین اور دمدار ستاروں اور سیاروں اور لاکھوں کروڑوں آفتابوں سیاروں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بے شمار عالموں کو اپنی راہوں پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کھانے نہیں دیتا۔ پھر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی آدمی ان کے بعد کا حساب نہیں کر سکتا۔ ستر لاکھ برس میں جتنی دور توپ کا گولہ جائے گا، نزدیک کا ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے، پھر کون جستجو کر کے اللہ کی قدرت کو پا سکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے۔ اب ایسے رب عظیم الشان کے جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ایک ادنیٰ مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس منہ سے رب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جھاڑ پہاڑ دریا یا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے ایسے رب عظیم الشان کی طرف اپنے دل کو متوجہ نہیں کرتا اور اس کو چھوڑ کر اوروں سے مدد چاہتا ہے اور اوروں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۳۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كٰفِرِينَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں اتاری اللہ نے آسمان سے کوئی برکت مگر صبح کو ایک فرقہ اس کا انکار کرنے لگا۔ اللہ پانی برساتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں: فلاں فلاں تارہ نکلا یا ڈوبا اس کی وجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ: الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا)). وَفِيْ حَدِيْثِ الْمُرَادِيِّ: ((بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا)).

سے پانی برسا'' اور مرادی کی حدیث میں ہے: ''فلاں تارے فلاں تارے کے سبب سے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مُطِرَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوْا: هٰذِهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ۝﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝﴾. [٥٦/ الواقعة: ٧٥-٨٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' پانی برسا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی لوگوں نے بعض نے شکر پر اور بعض نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر صبح کی۔ انہوں نے کہا: یہ اللہ کی رحمت ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ فلاں نوء فلاں نوء سچ ہوئے۔ پھر یہ آیت اتری ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ.....﴾ اخیر تک

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک فرمایا کہ تم اپنا حصہ یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔ شیخ ابو عمرو نے کہا: یہ مقصود نہیں کہ سب آیتیں نوء کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اس کا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾ نوء کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو اللہ کی رحمت سے اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کی طرف۔

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ.

باب: انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

(٢٣٥) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ)). [بخاري: ١٧، ٣٧٨٤ نسائي: ٥٠٣٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مؤمن کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے محبت رکھے۔''

فائدہ: کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ ﷺ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں۔ تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

(٢٣٦) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ)). [راجع: ٢٣٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٣٧) عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ

عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ: ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِعَدِيٍّ: سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ. [بخاری: ۳۷۸۳؛ ترمذی: ۳۸۹۹؛ ابن ماجه: ۱۶۳]

حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے' آپ ﷺ فرماتے تھے، انصار کے متعلق کہ ''ان کا دوست مؤمن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا'' شعبہ نے کہا: میں نے عدی سے پوچھا: تم نے یہ حدیث براء رضی اللہ عنہ سے سنی؟ انہوں نے کہا: براء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ہی یہ حدیث بیان کی۔

(۲۳۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھے گا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر۔''

○ ○ ○ ○

(۲۳۹) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)).

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے آدمی کو انصار سے بغض نہیں ہو سکتا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

(۲۴۰) عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ﷺ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ. [ترمذی: ۳۷۳۶؛ نسائی: ۵۰۳۳، ۵۰۳۷؛ ابن ماجه: ۱۱۴]

زر بن حبیش (اسدی کوفی جو ایک سو بیس یا تیس یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس نے دانہ چیرا (پھر اس نے گھاس اگائی) اور جان بنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مؤمن۔ اور نہیں دشمنی رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔''

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ ﷺ کے داماد تھے اور بچپن ہی سے ایمان لائے تھے اور آپ ﷺ ان سے بہت محبت رکھتے تھے، جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ ﷺ کی اور لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جان بازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو ان کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو ان سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

بَابُ بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى غَيْرِ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوقِ

باب: عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا۔

(۲۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا جہنم میں اکثر عورتیں ہیں۔'' ایک عقل مند عورت بولی: یا رسول اللہ! کیا سبب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ: وَمَالَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ: ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَارَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّ دِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنكُنَّ)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ قَالَ: ((أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَاتُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّينِ)).

ہے؟ عورتیں کیوں زیادہ ہیں جہنم میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں میں نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔'' وہ عورت بولی: ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں) نماز نہیں پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان کے روزے نہیں رکھتی (حیض کے دنوں میں)۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار بہت کرنے کی۔ دوسرے یہ کہ نیکیوں سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اسی گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو۔ چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر لعنت کرنا، اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علما نے لعنت کے حرام ہونے پر۔ اور لعنت کہتے ہیں لغت میں دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہیں ہے یہ بات کہ دور کریں اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اس کا حال اور اس کے خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو۔ اس لئے علما نے کہا ہے کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں یہاں تک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ کفر پر مرا ہے یا کفر پر مرے گا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھ تو حرام نہیں ہے خود حدیث میں لعنت آئی ہے اس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑوا دے گودنا گودے یا گدوانے، سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، تصویر بنانے والوں پر، ظالموں پر، فاسقوں پر، کافروں پر جو زمین کی نشانی مٹائے، اس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسی کو مالک بنائے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنائے، جو اسلام میں بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگوں پر۔ پانچویں یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری و احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے چھٹی یہ کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ ساتویں یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اپنی رعایا کو اور ان کو ذرا ذرا گناہوں سے، رغبت دلانا عبادتوں کی درست ہے۔ آٹھویں یہ کہ شاگرد کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے۔ نویں یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے یا ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ امام ابوعبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو عورتوں کی عقل کی کمی ان کی گواہی سے نکالی۔ یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا﴾ اخیر تک یعنی اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل میں۔ بعضوں نے کہا: عقل علم کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا: بعض علوم ضروریہ کو اور بعض نے کہا: عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے، معلومات کے حقائق میں۔ اور عقل کی حقیقت اور اس کے اقسام میں بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اس کے بیان کرنے کی اس مقام پر نہیں پھر اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل کی جگہ میں۔ متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہ دل ہے، اور بعض علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حال کے حکیموں نے بہت دلائل سے بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوائے مدرکہ کا ظرف دماغ ہے۔ اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہوں وہ حکمت کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا یہ ہے کہ بوجہ مختلف تیار اور واقعات کے جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے برے اور بھلے صحیح اور فاسد میں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) پھر امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتوں کے دین کی کمی حیض کے دنوں میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے سے بیان کی اس کو بعض لوگوں نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ مشکل نہیں کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہیں اور جب یہ ثابت ہوا تو جس کی عبادات زیادہ ہیں اس کا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادات کم ہیں اس کا دین اور ایمان بھی کم ہے پھر نقصان دین کا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبھی اس طرح سے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ ترک کرے کسی عذر سے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اس کے ساتھ جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے۔ اگر کوئی کہے: حائضہ جب معذور ہے تو چاہیے کہ حیض کی حالت میں اس کو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اس کو قضا نہیں کرتی جیسے مریض یا مسافر کو نوافل کا جن کو وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہو اور فرق یہ ہے کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا کرتے تھے اور وہ ان کے لائق ہیں بر خلاف حائضہ کے اور اس کی قوت بھی یہی ہے کہ حیض کی حالت میں نماز ترک کرے گی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت میں حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا اور بعض وقت نہیں ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملے گا اپنے مرض یا سفر میں جب وہ ان کو ادا نہ کرے۔ انتهى قال النووی.

(٢٤٢) عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

بکر بن مضر کی ابن الہاد سے اس سند سے بھی روایت مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٣) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [بخاری: ٣٠٤، ١٩٥٦، ٤٦٢، ١٩٥١، ٢٦٥٨؛ نسائی: ١٥٧٥، ١٥٧٨؛ ابن ماجه: ١٢٨٨]

ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ.

باب: جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان۔

(٢٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ)) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ ((يَا وَيْلِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)). [ابن ماجه: ١٠٥٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا میری، آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا، اب اس کو جنت ملے گی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا، میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مسلم رحمہ اللہ کا مقصود اس حدیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعض افعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقتاً یا برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ [٢/البقرة: ٣٤] یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو پھر سجدہ کیا انہوں نے۔ پھر ابلیس نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں سے۔“ جمہور علما نے یہ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا۔ اور بعض نے کہا کَانَ بمعنی صَارَ ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے ﴿وَكَانَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ﴾ [١١/هود: ٤٣]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٢٤٥) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)).

اعمش سے اس سند سے گزشتہ حدیث کے مثل روایت ہے مگر اس میں یہ بات ہے کہ شیطان نے کہا کہ "میں نے انکار کیا تو میرے لیے آگ ہے۔"

(٢٤٦) عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلٰوةِ)). [ترمذي:٢٦١٨]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے' آپ ﷺ فرماتے تھے: "آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے۔ پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندہ اور شرک اور کفر کے بیچ میں کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نومسلم اور ارکان اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہوگا۔ اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اس کو فرض جان کر تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا۔ اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اس کو قتل کر دیں گے حدًا جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں مگر تارک الصلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اور یہی منقول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور اسی طرف گئے ہیں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ۔ السراج الوہاج میں ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علمائے حدیث نے اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی ایک جدا کتاب ہے اس بات میں انہوں نے مخالفوں کی سب دلیلوں کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے "السیل الجرار" میں اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے اس کو قتل کرنا۔ اور اس سے کہا جائے گا نماز پڑھ۔ پھر اگر اس نے انکار کیا تو فوراً قتل کیا جائے گا اور کوئی ضرورت نہیں کہ مہلت دی جائے اس کو تین روز کی بلکہ انکار کرتے ہی اس کو قتل کریں گے اور میں نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے "ہدایۃ السائل" میں۔ انتہی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ایک جماعت کاہل کوفہ میں سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا۔ اور نہ قتل کیا جائے گا بلکہ اس کو سزا دیں گے اور قید کریں گے یہاں تک کہ نماز پڑھے۔ اور جو شخص کفر کا قائل ہوا ہے اس کی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اس کو قتل نہ کریں اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہیں حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتوں میں سے اور اس میں نماز کا ترک نہیں ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لاتے ہیں اس آیت سے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَآءُ.....﴾ [٤/النساء:٤٨] یعنی اللہ نہیں بخشے گا شرک کو اور بخش دے گا اس کے سوا جس کو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو شخص مر جائے لا الہ الا اللہ پر یقین رکھ کر وہ جنت میں جائے گا اور اس کو قتل نہ کرنا چاہیے اس کی دلیل یہ آیت ہے ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [٩/التوبۃ:٥] یعنی اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کو چھوڑ دو یعنی جان بخشی کرو اور یہ بھی حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پھر جب وہ ایسا کریں تو بچا لیا انہوں نے اپنا خون اور مال اور اس کی تاویل یہ کی ہے کہ بندہ نماز کے ترک سے مستحق ہوگا اس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث محمول ہے اس پر کہ جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اس کا انجام کفر ہے یا اس کا فعل کافروں کا سا ہے۔ انتہی۔

(٢٤٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلٰوةِ)). [نسائي:٤٦٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے سنا نبی ﷺ کو آپ فرماتے تھے: "بیشک بندے اور شرک اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑ دینا ہے۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ

باب: اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے افضل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعَالٰی اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ.

عمل ہے۔

(۲۴۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)) قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)) وَفِیْ رِوَایَةِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: ((اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)).

[بخاری: ۲۶، ۱۵۱۹؛ نسائی: ۵۰۰۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا۔'' پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد فی سبیل اللہ۔'' پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا: جو حج قبول ہو جائے اللہ کو یا جو صادق ہو۔ خالصا للہ ہو۔ پھر قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام کرے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

(۲۴۹) عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

[نسائی: ۲۶۲۳، ۳۱۳۰]

زہری ایک اور سند سے گزشتہ حدیث کے مثل روایت بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۰) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ)) قَالَ: قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا)) قَالَ: قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ)) قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قَالَ: ((تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰی نَفْسِكَ)). [بخاری: ۲۵۱۸؛ نسائی: ۳۱۲۹؛ ابن ماجہ: ۲۵۲۳]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے میں نے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور جہاد کرنا اس کی راہ میں۔'' میں نے کہا: کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جس کی قیمت بھاری ہو۔'' میں نے کہا: اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو مدد کر کسی صانع کی یا مزدوری کر اس کیلئے جو بے ہنر ہو۔'' (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی کا محتاج ہو) میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر خود میں ناتواں ہوں؟ یعنی کام نہ کر سکوں یا کوئی کسب نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کسی سے برائی نہ کر، یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ میں نے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان لانا اللہ پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا یقین تو دل کا عمل ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہاں ایمان میں اور اعمال داخل نہیں ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کیونکہ ان کو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہیں۔ (السراج الوہاج) پوچھا گیا: کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا: وہ جو اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو یہ جب ہے کہ ایک ہی غلام آزاد کرنا چاہے اور جو اس کے پاس کچھ روپیہ ہو اور ان کے بدلے دو غلام اسے مل سکتے ہوں مگر اعلیٰ غلام ایک ہی آتا ہو تو دو کو لے کر آزاد کرنا افضل ہے، ایک عمدہ کے آزاد کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی میں ایک موٹی تازی بکری دو (۲) دبلی بکریوں سے بہتر ہے۔ (السراج الوہاج)

کہا گیا اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ فرمایا: تو مدد کر کسی صانع کی۔ السراج الوہاج میں ہے کہ بعض نسخوں میں بجائے صانع کے صانع ہے یعنی گانے والا اور بعض نسخوں میں ضائع ہے تحریف صحیح صانع ہے ظاہر اور صواب ہے جس صورت میں صانع ہو تو معنی یہ ہوں گے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرتا ہو جیسے بڑھئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیاں حلال ہیں اور مراد وہ پیشہ والا ہے جس کو اس کی کمائی بس نہ ہوتی ہو اور اس کے بال بچے بہت ہوں جن کی پرورش اس کی کمائی میں دشوار ہو تو اس کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے اور جس صورت میں ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنی عیال کے ہیں یعنی جو عیال دار ہو اور مفلس ہو اس کی مدد کر اور جس صورت میں صائع ہو صاد مہملہ اور عین معجمہ سے تو معنی نہیں بنتے کیونکہ صائع سونے چاندی کے گلانے والے کو کہیں گے۔ پھر اس کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے اس مقام پر دو ہی لفظوں کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے۔ پھر یہ کہا کہ صحیح علما کے نزدیک صانع صاد مہملہ اور نون سے ہے اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اس کا اخراق سے۔ اور اخراق اسے کہتے ہیں جسے کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار میں بھی صرف دو لفظوں کو نقل کیا ہے۔ پھر یہ کہا ہے کہ بعض نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے تو معلوم نہیں کہ السراج الوہاج میں تیسرا لفظ صائع صاد مہملہ اور عین معجمہ سے کہاں سے نقل کیا ہے اور شاید یہ سہو ہو۔ واللہ اعلم۔

یہ جو فرمایا: کسی سے برائی نہ کریں تیرا یہی صدقہ ہے اپنے نفس پر یعنی جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح برائی نہ کرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ دنیا میں آرام ملتا ہے اور آخرت میں ثواب ملے گا۔

(۲۵۱) عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَتُعِينُ الصَّانِعَ أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)). [راجع: ۲۵۰]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔ سوائے اس کے کہ آپ نے فرمایا: تو مدد کرے کسی صانع کی یا مزدوری کرا سکے لئے جو بے ہنر ہے۔"

(۲۵۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا)) قَالَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِيدُهُ إِلَّا إِرْعَاءً عَلَيْهِ. [بخاري: ۵۲۷، ۲۷۸۲، ۵۹۷۰، ۷۵۳۴؛ ترمذي: ۱۷۳؛ نسائي: ۶۰۹، ۶۱۰]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر ہے ثواب میں) آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔" میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نیکی کرنا ماں باپ سے" (یعنی ان کو خوش اور راضی رکھنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے دوستوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا) میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد کرنا اللہ کی راہ میں۔" پھر میں نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا، آپ ﷺ کی رعایت کر کے۔ (تاکہ آپ پر بار نہ گزرے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۵۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا)) قُلْتُ: وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). [راجع: ۲۵۲]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی! کون سے اعمال جنت کے قریب کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نماز کو وقت پر ادا کرنا۔" میں نے پوچھا: اور کیا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک۔" میں نے پوچھا: اور بتلائیں۔ کہا: "کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔"

○ ○ ○ ○

(۲۵۴) عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ

ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے۔ مجھ سے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف۔ کہا: پوچھا میں نے

متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. [راجع: ٢٥٢]

رسول اللہ ﷺ سے' کون سا کام بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کو؟ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

(٢٥٥) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَأَشَارَ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا. [راجع: ٢٥٢]

دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اور ان کا نام نہ لیا۔

(٢٥٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ - أَوِ الْعَمَلِ - الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا - وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب کاموں سے بڑھ کر یا سب سے بڑھ کر کام نماز پڑھنا ہے اپنے وقت پر۔ اور نیکی کرنا ہے ماں، باپ سے۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعض روایتوں میں سب سے افضل ایمان کو قرار دیا، پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض میں ایمان اور جہاد کو اور نماز کو، پھر ماں باپ سے سلوک کرنے کو، پھر جہاد کو اور بعض میں کھانا کھلانے اور ہر ایک کو سلام کرنے اور بعض میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اس کے مثل بہت سی حدیثوں میں مذکور ہے۔ تو اختلاف کیا ہے علما نے کہ کیونکر جمع ہوگا ان اختلافوں کا۔ حلیمی نے قفال..... شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے، ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہیں یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کیلئے بہتر ہے۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حج نہیں کیا اس کیلئے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہیں کیا، اس کے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے۔ دوسری یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ محذوف ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کاموں میں سے ایمان ہے اور جہاد ہے۔ اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔ جیسے کہتے ہیں: فلاں شخص ان میں سے عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ان کے عاقلوں اور افضلوں میں سے ہے اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہ ﷺ کا' بہتر تم میں سے وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگوں کیلئے اور معلوم ہے یہ بات کہ گھر والوں کیلئے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہیں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنے والے اس کے ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کے ہمسایوں سے بھی زیادہ اس کی پرواہ نہ کرتا ہو، یہ کلام ہے قفال کا اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال برابر ہوں گے فضیلت میں۔ مگر بعضے خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے فضیلت رکھے گا اور تم کو لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اس سے کہ ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت میں مقصود نہیں بلکہ محض ترتیب ذکری کیلئے ہے جیسے ﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جمع کیلئے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ ﷺ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا، ان کیلئے یا جس کو انہوں نے حاصل نہیں کیا تھا یہ پہنچا یا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ آپ ﷺ نے مقدم کیا جہاد کو حج پر اس لئے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اس زمانہ میں بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک یہ وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں ترتیب کو مقتضی نہیں اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک۔ پھر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپ ﷺ نے مقدم کیا، اس واسطے کہ مراد آپ ﷺ کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافروں کا ہجوم ہو جائے۔ اس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد میں فائدہ ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بھی ادا ہو سکتا ہے۔ انتہی ما قال النووی رحمہ اللہ ملخصاً۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ

باب: شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذُّنُوبِ وَبَيَانُ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ.

کے بعد کون سا گناہ ہے اس کا بیان۔

(۲۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)). [بخاري: ٤٤٧٧، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٦٨٦١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢؛ ابوداود: ٢٣١٠؛ ترمذي: ٣١٨٢؛ نسائي: ٤٠٢٤]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندھیرا ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) میں نے کہا: یہ تو بڑا گناہ ہے۔ اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی کھائے گا۔'' میں نے کہا: پھر کون سا گناہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو زنا کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے۔''

فائدہ: یعنی مفلس ہو اور تجھے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو تو یہ خیال کرکے کہ اولاد کو کہاں سے کھلاؤں گا ان کو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے مگر اور سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کس لیے یہ گناہ کیا ہے؟ مجموعہ ہے گناہوں کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے اللہ کی نسبت بداعتقاد ہونا وہ جس کو پیدا کرتا ہے اس کا رزق بھی اتارتا ہے۔ تیسرے رحم کھانے کی۔ چوتھے بخیلی، پانچویں بے رحمی، چھٹے کمینہ پن، اور پاجی پن اور بے ہمتی اللہ بچائے ایسے خیالوں سے، اس کی بی بی یا لونڈی سے۔ ہر چند زنا مطلقاً کسی عورت کیساتھ ہو بڑا گناہ ہے مگر ہمسائے کی بی بی کے ساتھ بڑا اور بھی گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے اس کا ہمسایہ اس کی مدد کریگا، اس کے بال بچوں کی ضرورت کے وقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع میں اسی کی بی بی کے ساتھ زنا کرنا کتنی بڑی بے حیائی اور خیانت ہے۔ اللہ بچائے۔

(۲۵۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ۚ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝﴾ [٢٥/ الفرقان: ٦٨] [راجع: ٢٥٧]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، کون سا بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے۔'' اس نے کہا: پھر کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کھائے گی تیرے ساتھ)) اس نے کہا: پھر کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی کے موافق اتارا۔ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ [٢٥/ الفرقان: ٦٨] اخیر تک۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے وہ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہیں زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اس کی سزا پائے گا۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا.

باب: ان گناہوں کے بارے میں جو کبیرہ ہیں، پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں بڑے کون کون سے گناہ ہیں ان کا بیان۔

(۲۵۹) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ۔ اَوْقَوْلُ الزُّوْرِ۔)) وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُهَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَهٗ سَکَتَ۔ [بخاری: ۲۶۵٤، ۵۹۷٦، ٦۲۷۳، ٦۲۷٤، ٦۹۱۹؛ ترمذی: ۱۹۰۱، ۲۳۰۱، ۳۰۱۹]

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بڑا کبیرہ گناہ'' تین بار آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ''شرک کرنا اللہ کے ساتھ (یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی۔ تیسرے جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔'' اور رسول اللہ ﷺ تکیہ لگائے تھے آپ ﷺ بیٹھ گئے اور بار بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جائیں اور ان کاموں سے باز رہیں) ہم نے اپنے دل میں کہا کاش آپ ﷺ چپ رہیں۔ (تاکہ آپ ﷺ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ ان کو کیا کرتے ہیں)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ کبیرہ گناہوں کا مفصل بیان: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اس کا کرنا کبیرہ ہے۔ اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابواسحٰق نے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے۔ اور دلیل ان کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور کتاب وسنت اور سلف وخلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلیں ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ''بسیط'' میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اس کا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے مضامین سے یہ امر ثابت ہے اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ اور بے شک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی چھوٹی ہو نہایت بری ہے بہ نسبت اللہ کے جلال اور بزرگی کے' مگر بعض مخالفت بعض سے بڑھ کر ہے۔ اور اسی وجہ سے بعضے گناہ ایسے ہیں جو معاف ہو جاتے ہیں۔ نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور بعض ایسے ہیں جو معاف نہیں ہوتے۔ پھر اول قسم کے گناہ صغائر ہیں اور دوسری قسم کے کبائر۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک صغائر اور ایک کبائر تو..... علما نے ان کے ضبط میں بڑا اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اس کے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا: کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ''بسیط'' میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے' اس کو ہلکا سمجھ کر اور اس سے ڈرتا نہیں نہ شرمندہ ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اس کو ندامت ہوتی ہے اور آئندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہیں۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے کہا: کبیرہ کہتے ہیں بڑے گناہ کو اور اس کی کئی نشانیاں ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا شراب خوری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسری یہ کہ اس پر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا۔ تیسرے یہ کہ اس کے کرنے والے کو فاسق کہا ہو۔ چوتھے یہ کہ اس پر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اس پر جو زمین کی نشانی بتائے۔ امام ابومحمد بن عبدالسلام نے کہا: جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اس گناہ کی برائی میں غور کر۔ اگر اس کی برائی ان گناہوں کی برائی سے جن کو حدیث میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے رب کریم کو برا کہا ہے یا اس کے رسول ﷺ کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر علیہ السلام کی یا جھٹلایا کسی پیغمبر علیہ السلام کو یا کعبے میں نجاست لگائی یا قرآن کو اٹھا کر نجس جگہ میں پھینک دیا تو اس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاک دامن عورت کو پکڑ از نا کرنے کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑ اخون کرنے کے لیے تو کچھ شک نہیں کہ اس کی برائی یتیم کا مال کھا جانے سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے۔ پس یہ بھی کبیرہ ہوئے۔ اسی طرح اگر کافروں کو مسلمانوں کے بال بچے عورتیں بتلائیں اور وہ جانتا ہے کہ کافر ان کو ستائیں گے اور عورتوں کو بے عزت کریں گے تو اس کی برائی میدان جنگ میں بھاگنے سے زیادہ ہے۔

پس یہ بھی کبیرہ گناہ ہوا اگر کسی نے ان کو ستایا اور بے عزت کیا ہو تو اس نے بڑا گناہ کیا اور اگر نہ کیا ہو تو بھی اس نے بڑا گناہ کیا کہ ایسا قصد کیا تھا۔ (موضح) ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) تو یہ ایک کبیرہ ہوا۔ البتہ اس کی وجہ سے ایک کھجور اس کی جاتی رہے گی تو وہ کبیرہ نہیں ہے اور شرع نے تصریح کر دی کہ جھوٹی گواہی اور یتیم کا مال کھا جانا دونوں کبیرہ گناہ ہیں۔ پھر اگر ان دونوں کاموں سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہیں اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بھی وہ کبیرہ ہیں تاکہ ان گناہوں کی جڑ مٹ جائے اور لوگ باز آئیں جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اس سے کوئی فساد نہیں ہوتا۔ اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی۔ پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہو گا۔ اور بعض علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پھر جو گناہ برائی میں ایسے گناہ کے برابر ہو تو وہ بھی کبیرہ ہو گا۔ امام ابوالحسن واحدی نے کہا: صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہیں بلکہ بعض گناہوں کو شرع نے کبیرہ کہا ہے اور بعض کو صغیرہ اور بعض گناہوں کا ذکر شرع نے نہیں کیا ان میں کبیرہ بھی ہیں اور صغیرہ بھی۔ اور حکمت بیان نہ کرنے کی یہ ہے کہ آدمی ان سب گناہوں سے اس ڈر سے کہ کہیں کبیرہ نہ ہو بچے اور یہ ایسا ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپایا۔ علما نے کہا: کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا اور اصرار (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ابن عبدالسلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اس گناہ کو کرے جس سے اس کی بے پروائی معلوم ہو، اسی طرح جب کئی صغیرہ گناہ ہوں کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو پہنچ جائیں۔ ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کر کے اس سے باز آنے کا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا قصد کرے یا ہمیشہ اس کو کرتا رہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہیں۔ اگر بار بار توبہ یا ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے استغفار کیا، اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستر بار وہی گناہ کرے۔ حدیث میں عقوق کا لفظ ہے، جس کے معنی کاٹنا نہ ماننا۔ اور عاق اس کو کہتے ہیں جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: جو عقوق شرع میں حرام ہے اس کی تعریف کم لوگوں نے کی ہے۔

شیخ امام عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عقوق والدین اور ان کے حقوق میں کوئی قاعدہ نہیں پایا، اس لیے کہ باتفاق علما ہر ایک امر اور نواہی میں والدین کی اطاعت ضرور اور واجب نہیں۔ البتہ جہاد بغیر اجازت ماں باپ کے درست نہیں کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گراں گزرتا ہے، وہ ڈرتے ہیں لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے ان کو بہت رنج ہوتا ہے۔ اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جس میں جانے کا یا کسی اور صدمے کا خوف ہو۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے کہا: جو عقوق حرام ہے، وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو۔ اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پر شرع کی رو سے واجب اور فرض نہ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر میں واجب ہے۔ بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور ان کا خلاف کرنا عقوق ہے اور مشتبہ کاموں میں بھی ان کی اطاعت بعض علما نے واجب کی ہے۔ اور ہمارے علما نے طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر ماں باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اس کلام کے خلاف نہیں ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض مثل اور فرائض کے ہے مگر اللہ کی اطاعت ان کی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جائے فرض اللہ کا ان کے کہنے سے۔ اور ترک کیا جائے مباح اور مسنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہیں اس لیے بلا ماں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے۔ اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اس میں اجازت ان کی ضروری نہیں، مگر جہاں تک ہو سکے اگر ان کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی کمائے تو بہتر ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہر چند والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونوں کبیرہ گناہ ہیں مگر وہ شرک کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس صورت میں تاویل کرنا ہو گی کہ مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھ کر کرے یا من کا لفظ محذوف ہے یعنی یہ چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے باز رہیں۔ اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تھی۔ پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے۔ انتہی۔

(۲۶۰) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ)). [بخاری: ۲۶۵۳، ۵۹۷۷، ۶۸۷۱]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں کے متعلق "وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی: ۱۲۰۷، ۳۰۱۸؛ نسائی: ۴۰۲۱، ۴۸۸۲]

(۲۶۱) عَنْ اَنَسٍ، بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَبَآئِرَ۔ اَوْسُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ۔ فَقَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَقَالَ: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ)) قَالَ: ((قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْقَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ.)) قَالَ شُعْبَةُ: وَاَكْبَرُ ظَنِّيْ اَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ. [راجع: ۲۶۰]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا، کبیرہ گناہوں کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہوں کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی ماں باپ کے متعلق۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو بتلاؤں سب کبائر میں کبیرہ وہ جھوٹ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا۔'' شعبہ نے کہا: میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا۔

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ سے جو فائدہ اوپر نقل ہوا، وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑھایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا منظور تھا۔ کیونکہ خوف ہوگا لوگوں کے پڑ جانے گا اور گناہ میں، اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ایک بھید یہ بھی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے، جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندوں پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر، پھر جس نے جھوٹ بولنا روا رکھا یا جھوٹی گواہی دی، وہ شرک کرنے میں بھی احتیاط نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اس کا نام لے کر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ دو پیسہ کے طمع میں ایمان کھوتے ہیں۔ پس ایسے شخص شرک کرنے میں یا شرک کی بات کرنے میں کب رکیں گے اگر ان کو ایک ذرا سی بھی طمع دی جائے۔

(۲۶۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)). [بخاری: ۲۷۶۷، ۵۷۶۴، ۶۸۵۷؛ ابو داود: ۲۸۷۴؛ نسائی: ۳۶۷۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچو سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔'' اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا: یارسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار پاک دامن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ دلیل ہے اس ہمارے مذہب کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکھنا اور سکھانا سب حرام ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا: جادہ کا سیکھنا حرام نہیں بلکہ جائز ہے تاکہ جادو کی شناخت ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیث محمول ہے جادو کے چلانے پر یعنی ان پر تہمت کرنا زنا کی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت میں سات گناہ مذکور ہیں۔ اور ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس لیے کہ یہ بڑے سخت گناہ ہیں اور اکثر واقع ہوتے ہیں خاص کر جاہلیت کے زمانے میں یہ گناہ واقع ہوتے تھے اور اس کے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور حدیث میں چغل خوری اور پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں جھوٹی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا بھی آیا ہے اور علما نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، ان سے کسی نے پوچھا: کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انہوں نے کہا: سات سے ستر تک ہیں، بلکہ سات سو تک اور اوپر تفصیل کبیرہ کی گزر چکی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۶۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ)).

[بخاری: ۵۹۷۳، ابوداود: ۵۱۴۱، ترمذی: ۱۹۰۲]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو۔'' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنے ماں باپ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں دیتا ہے۔ کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو، اور یہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو۔ وہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو۔''

فائدہ: تو جس نے پہلے گالی دی، وہی سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے کا تو گویا اس نے خود گالی دی اپنے ماں باپ کو، انسان کی حرمت اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو گالی دینا۔ پھر آپ کھانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو اس کی شراب بناتا ہے یا ہتھیار بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے، ناجائز ہے۔

(۲۶۴) عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۲۶۳]

شعبہ اور سفیان دونوں مذکورہ روایت کو ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ.

باب: کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اسکا بیان۔

(۲۶۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) قَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)).

[ترمذی: ۱۹۹۹]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں نہ جائے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا۔'' ایک شخص بولا: ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں (اوروں سے تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جمیل ہے، دوست رکھتا ہے جمال کو۔ غرور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کی پچ یا نفسانیت سے ایک بات واجبی ہو اور صحیح ہو اس کو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوب صورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو عمدہ کپڑے، عمدہ جوتا جس قدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر سب شرع کی رو سے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں۔ اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا تو اسے دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا چاہیے یا جوتا پہننا تو یہ برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کی اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہیں پس ان کا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا کسی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق، کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہوں گے نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو، تو علما نے اس کے معنوں میں یہ اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات جمال اور کمال اس میں موجود ہیں۔ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا: جمیل کے معنی جلیل یعنی بزرگ اور خطابی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جمیل کے معنی نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا اور بعض نے کہا: اس کے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے آپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا ہے تھوڑے آسان کاموں کی اور ثواب دیتا ہے بہت بڑا اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں اللہ کے لیے آیا ہے۔ یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنیٰ کی حدیث میں بھی یہ اسم موجود ہے لیکن اس کی اسناد میں گفتگو ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور مختار یہ ہے کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہیں۔ اور بعض علما نے اس سے منع کیا ہے۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کا اطلاق کریں گے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے ان کے اطلاق سے باز رہیں گے، اور جو اسماء اور صفات شرع میں نہیں آئے ان کے جواز یا عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کریں گے۔ اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہیں اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دیں تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر حکم شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحد کافی ہے) البتہ قیاس کو اس میں دخل نہیں ہو سکتا۔ تمام ہوا کلام امام الحرمین رحمہ اللہ کا اور ان کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم میں خصوصاً اس فن میں یعنی علم کلام میں تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسی کا حکم نہیں کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اس کی اس مذہب پر ہے جو مختار ہے۔ اور صحیح یہ ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیاء میں یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جائے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے۔ اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعض نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا۔ اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان اسماء اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہوئے اطلاق کیا جائے یا نہ کیا جائے بشرطیکہ وہ اسماء اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہوں تو بعض نے ان کا اطلاق جائز رکھا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے، جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ اس کا اطلاق جائز ہے انتھی ماقال النووی. السراج الوہاج میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات میں وقوف صحیح ہے یعنی جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ان ہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہیں گو ان کے معنی عمدہ ہوں۔ امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب میں نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے اور اپنے تئیں عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے۔ یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کو دشمن جانتے ہیں، اس کمبخت صفت کی وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہیں کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا میں بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی۔ جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خود سر سے لوگ اس کی فکر میں رہتے ہیں اور کسی موقع پر اس کو ذلیل کرتے ہیں کہ اس کا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے۔ حدیث میں غَمْطُ النَّاسِ طاء مہملہ سے مروی ہے جس کے معنی لوگوں کو حقیر جاننا۔ اور صحیح مسلم کے سب نسخوں میں یہ لفظ یوں ہی ہے اور ابوداؤد نے بھی اس کو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اس کا بھی یہی ہے۔

(٢٦٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرِيَاءَ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں نہ جائے گا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ اور جنت میں نہ جائے گا وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر گھمنڈ اور غرور ہو۔“

[ابوداود: ٤٠٩١؛ ترمذی: ١٩٩٨؛ ابن ماجہ: ٥٩]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی تاویل میں علما کا اختلاف ہے۔ خطابی رحمہ اللہ نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے میں اتنا ذرا سا بھی غرور کرے اور ایمان نہ لائے تو وہ جنت میں ہرگز نہ جائے گا، جب اسی حالت میں مرے۔ دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہم نے نکال لیا بہشتیوں کے دلوں میں سے جو کچھ کھٹک تھی ان میں۔ اور یہ دونوں تاویلیں بعید ہیں اس لیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کبر کی ممانعت میں لوگوں کو اس بری بات سے بچانے کے لیے۔ اور ان دونوں تاویلوں کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض رحمہ اللہ اور محققین نے اختیار کیا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کو کبر کا بدلہ نہ ملے گا یا اگر اس کو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگاروں کے ساتھ پہلی بار جنت میں نہ جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٢٦٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ)). [راجع:٢٦٥]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں نہ جائے گا، وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر غرور ہو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ مَّاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ.

باب: جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت میں جائے گا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم میں جائے گا۔

(٢٦٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَكِيْعٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ اَنَا: وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. [بخاري: ١٢٣٨، ٤٤٩٧، ٦٦٨٣]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص مر جائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کہتا ہوں جو شخص مر جائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس کے برعکس ہے۔ یعنی پہلے جملہ کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملہ کو رسول اللہ ﷺ کا اور حمیدی رحمہ اللہ نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابوعوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعاً جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں، پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو ایک جملہ حضور ﷺ کی طرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے حضور ﷺ سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و حدیث سے انہوں نے خود نکالا مگر اس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضور ﷺ سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اس لئے انہوں نے اپنی طرف نسبت دی۔ واللہ اعلم۔

(٢٦٩) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ: ((مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی ہیں جنت کو اور جہنم کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مر جائے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو شخص مر جائے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن مشرک کا جہنم میں جانا وہ عموماً ہے، وہ جہنم میں جائے گا اور ہمیشہ اس میں ہی رہے گا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں یعنی وہ سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسی طرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کا یا جو اسلام کی طرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلانے پھر حکم کیا جائے اس کے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو مشرک نہ ہو، موحد ہو، اس کا جنت میں جانا بھی یقینی ہے۔ پھر اگر اس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی ہلہ میں جنت میں جائے گا اور جو کبیرہ پر اصرار کرتا رہا تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے چاہے اسے معاف کرے اور سیدھا جنت میں لے جائے اور چاہے چند روز عذاب کر کے پھر جنت میں لے جائے لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۷۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)). قَالَ أَبُوْ أُيُّوْب: قَالَ أَبُو الزُّبَيْر.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ سے ملے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا اور جو اس سے ملے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔'' کہا ابوایوب نے کہ ابو زبیر نے کہا۔

(۲۷۱) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ.

ایک اور سند سے مروی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ کے پہلے الفاظ ہی۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نہ جائے گا اور اگر جائے گا تو چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر پھر جنت میں جائے گا اور اوپر اس کا بیان مفصل گزر چکا ہے انتہی۔ زنا اور چوری کو اس لئے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اس گناہ میں مبتلا ہو جو حقوق العباد ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکل کر آخر کو جنت میں ضرور جائے گا۔

(۲۷۲) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)). [بخاری: ۱۲۳۷، ۶۴۴۳]

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ کو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت سے مرے گا اور وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہوگا تو جنت میں جائے گا۔'' میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے۔ انہوں نے کہا ''اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے۔''

(۲۷۳) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ)) قَالَ: فَخَرَجَ أَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِيْ ذَرٍّ. [بخاری: ۵۸۲۷]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ سو رہے تھے، ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے پھر میں آیا تو آپ ﷺ سو رہے تھے پھر میں آیا تو آپ جاگتے تھے۔ میں بیٹھا آپ کے پاس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لا الٰہ الا اللہ کہے پھر مر جائے گا اسی اعتقاد پر (یعنی اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت میں جائے گا۔'' میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ تین بار۔ ایسا ہی فرمایا چوتھی بار میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔'' پھر نکلے ابوذر رضی اللہ عنہ اور وہ کہتے تھے: اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی ابوذر کی ذلت ہو اس لئے کہ یہ امر ان کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر ان کے بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں جائے گا گویا ان کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

باب: کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے۔

(٢٧٤) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)). [بخاری:٤٠١٩، ٦٨٦٥]

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر میں ایک کافر سے بھڑوں وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لے اور کہنے لگے: میں تابع ہو گیا اللہ کا، کیا میں اس کو قتل کروں جب وہ کہہ چکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مت قتل کر اس کو۔'' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا۔ کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مت قتل کر اس کو (اگرچہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا) اگر تو اس کو قتل کرے گا تو اس کا حال تیرا سا ہو گا قتل سے پہلے اور تیرا حال اس کا سا ہو گا جب تک اس نے یہ کلمہ نہیں کہا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اس کو قتل کرے گا تو وہ تیری مثل ہو جائے گا یعنی وہ مسلمان ہو گا اور تو اس کے مثل ہو جائے گا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی کافر ہو جائے گا۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہیں ہو سکتا خصوصاً اس صورت میں جب اس کو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے بلکہ جان بچانے کیلئے بہانہ کرتا ہے اور اس نے مسلمان کو زخمی بھی کیا ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے مطلب میں علما نے اختلاف کیا ہے۔ سب سے عمدہ معنی یہ ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ اور ابن قصار سے منقول ہے کہ جب اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنی جان کی حرمت اور حفاظت میں جیسے تو تھا، اس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اس کو قتل کیا تو اس کے مثل ہو گیا یعنی تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اس کا حال تھا اسلام لانے سے پہلے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس کا یہ معنی ہے کہ تو اس کے مثل ہو گیا حق کی مخالفت میں اور گناہ کے ارتکاب میں، اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اس کی مخالفت اور گناہ میں فرق ہے اس کا گناہ کفر تک پہنچتا تھا اور تیرا گناہ فسق تک پہنچے گا۔ پھر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد میں ایسا کرے یعنی کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے۔ بعض نے کہا: اس پر کچھ نہیں نہ قصاص ہے، نہ دیت، نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث میں آئے گا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے یہ فعل کیا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے نہ ان کو قتل کیا، نہ دیت لی ان سے، نہ کفارہ ان پر واجب کیا۔ اور بعض کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اس کو کافر سمجھ کر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ تو حید پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ایسی حالت میں اور دیت کے واجب ہونے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں۔ پھر یہ لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ کفارہ واجب نہیں اور دیت بھی اس واسطے نہ لی گئی کہ اسامہ رضی اللہ عنہ مفلس ہوں گے۔

(٢٧٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ. كَمَا قَالَ الْأَيْلِيُّ وَابْنُ [illegible]

دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ وہ کہے: اسلام لایا میں اللہ کیلئے اور معمر کی روایت میں ہے کہ جب میں جھکوں اس کے قتل کیلئے تو

تمام کتب احادیث و اسلامی موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَمَّا مَعْمَرٌ۔ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لِأَقْتُلَهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. [راجع: ٢٧٤]

(٢٧٦) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو۔ ابْنِ الْأَسْوَدِ۔ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ؟ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ. [راجع: ٢٧٤]

(٢٧٧) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَهٰذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ: ((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: وَأَنَا وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾. [٩/ الأنفال: ٣٩] فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَأَنْتَ أَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ فِتْنَةٌ. [بخاری: ٤٢٦٩، ٦٨٧٢، ابوداود: ٦٢٤٣]

❖ ❖ ❖ ❖

○ ○ ○ ○

مقداد بن عمرو بن اسود کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حلیف تھے بنی زہرہ کے (یعنی ان کی امان میں آئے تھے اور ان سے عہد کر چکے تھے) اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیا سمجھتے ہیں۔ اگر میں بھڑوں ایک کافر سے۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجا (سریہ کہتے ہیں لشکر کے ایک ٹکڑے کو جس میں چار سو آدمی تک ہوتے ہیں) ہم صبح کو لڑے حرقات سے جہینہ میں سے ہے۔ (حرقات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر میں نے ایک شخص کو پایا اس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ میں نے برچھی سے اس کو مار دیا۔ بعد اس کے میرے دل میں وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا) میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے ہتھیار سے ڈر کر کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا تا کہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں'' (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہاں سے معلوم ہوا) پھر آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانے کے بعد ایسے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں کسی مسلمان کو نہ ماروں گا جب تک اس کو ذوالبطین یعنی اسامہ نہ مارے۔ (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہیں پیٹ کو۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کو ذوالبطین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لڑو ان سے جب تک کہ فساد نہ رہے اور دین سب اللہ کیلئے ہو جائے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تو لڑے (کافروں سے) اس لئے کہ فساد نہ ہو اور تو اور تیرے ساتھی اس لئے لڑتے ہیں کہ فساد ہو۔

فائدہ۔ اللہ نے فرمایا سورۂ انفال میں: لڑو کافروں سے یہاں تک کہ فساد نہ رہے یعنی ان کا زور ٹوٹ جائے اور دوا ایمان میں خلل نہ ڈال سکیں اور ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) تو ان سے لڑنا جائز ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو الزام دیا کہ یہ تو اور فساد بڑھاتا ہے آپس میں لڑ کر اور ہماری لڑائیاں فساد مٹانے کیلئے تھیں۔

(۲۷۸) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ: وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((يَا اُسَامَةُ! اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ: فَقَالَ: ((اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. [راجع: ۲۷۷]

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حرقہ کی طرف بھیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ میں سے پھر ہم صبح کو وہاں پہنچے اور ان کو شکست دی۔ میں نے اور ایک انصاری آدمی نے مل کر ایک شخص کو پکڑا۔ جب اس کو گھیرا تو وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو یہ سن کر اس سے ہٹ گیا اور میں نے اسے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی (اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپ ﷺ کو پہلے خبر پہنچ گئی ہوگی، پھر اسامہ رضی اللہ عنہ نے بھی ذکر کیا ہوگا) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسامہ! تو نے اس کو مارڈالا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد۔'' میں نے کہا: یارسول اللہ! اس نے اپنے تئیں بچانے کیلئے کہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کو مارڈالا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد۔'' پھر آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! میں مسلمان نہ ہوا ہوتا اس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجھ پر نہ ہوتا)

(۲۷۹) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهُ حَدَّثَ اَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: اجْمَعْ لِيْ نَفَرًا مِنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ: تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تُحَدِّثُوْنَ بِهٖ حَتّٰى دَارَ الْحَدِيْثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيْثُ اِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَأْسِهٖ فَقَالَ: اِنِّيْ اَتَيْتُكُمْ وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ وَاِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَةَ قَالَ: وَكُنَّا نُحَدِّثُ

صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لئے اپنے چند بھائیوں کو تاکہ میں ان سے باتیں کروں۔ عسعس نے لوگوں کو کہلا بھیجا۔ وہ اکٹھے ہوئے تو جندب رضی اللہ عنہ آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جس کو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے اور ادی نے کہا: برنس وہ کپڑا ہے، جس کا سرا سی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ۔ جوہری نے کہا: برنس ایک لمبی ٹوپی تھی جس کو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے) انہوں نے کہا: تم باتیں کرو جو کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جندب رضی اللہ عنہ کی باری آئی (یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی) تو انہوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا۔ اور کہا: میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر علیہ السلام کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا، اور وہ دونوں ملے (یعنی آمنا سامنا ہوا میدان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چاہتا تھا حملہ کرتا اور مار لیتا۔ آخر ایک مسلمان نے

محدث فورم ... متنوع موضوعات ... مکتبہ محدث

أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ إِلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتّٰى أَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((لِمَ قَتَلْتَهُ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقَتَلْتَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ: ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟)) فَقَالَ: فَجَعَلَ لَا يَزِيدُهُ عَلٰى أَنْ يَقُولَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟)).

اس کی غفلت کو تاکا اور لوگوں نے ہم سے کہا: وہ مسلمان اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب انہوں نے تلوار اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا: لا الٰہ الا اللہ لیکن انہوں نے مار ڈالا اس کے بعد اس کا قاصد خوش خبری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا بھی حال کہا (یعنی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا) آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا: تم نے کیوں اس کو مارا؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے بہت تکلیف دی مسلمانوں کو تو مارا فلاں اور فلاں کو اور نام لیا کئی آدمیوں کا پھر میں اس پر غالب ہوا۔ جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کو قتل کر دیا'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ آئے گا دن قیامت کے۔'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! دعا کیجئے میرے لئے بخشش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ آئے گا قیامت کے دن۔'' پھر آپ ﷺ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ اور یہی کہتے رہے۔ تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ آئے گا قیامت کے روز۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: حدیث میں یوں ہے وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہ تھا تم سے بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی حدیث اور یہ بنا نہ تھی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: تمام نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور میں نے بھی جہاں تک نسخے میرے پاس موجود تھے، ان میں یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور کلکتہ سب میں ایسا ہی ہے مگر مطبوعہ کلکتہ کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے وَلَا أُرِيدُ إِلَّا أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اس صورت میں تو مطلب صاف ہے۔ یعنی میرا ارادہ کچھ نہ تھا، سوائے اس کے کہ حدیث بیان کروں تم سے تمہارے پیغمبر علیہ السلام کی اور نووی رحمہ اللہ کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے میں الا کا لفظ نہیں ہے تو شاید مراد ان کی وہ نسخے ہیں جو ان کو دمشق میں دستیاب ہوئے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہاں پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے خود عمس سے کہلا بھیجا کہ تم لوگوں کو جمع کرو، میں ان سے حدیث بیان کروں گا۔ پھر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو۔ اس صورت میں ترجمہ وہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔ یعنی میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں میں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر علیہ السلام کی اور مطلب صاف ہو جائے گا جیسے قرآن میں لا کا لفظ ﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ اور ﴿مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ﴾ میں زائد ہے۔ دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا بلکہ اپنی طرف سے باتیں کرنے کا، مگر میں اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بھی بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا خیبر تک۔ خبر جاری میں ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنی میں تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ ہو۔ (یعنی میرا ارادہ ہے۔) واللہ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

باب: جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ مسلمان نہیں ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۸۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے ناحق بغیر کسی قسم کی تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا۔ اور جو حلال جانے، وہ کافر ہے۔ اور یہ حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر۔ یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے پر نہیں۔ انتہی۔

(۲۸۱) عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(۲۸۲) عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). [بخاری: ۷۰۷۱؛ ترمذی: ۱۴۵۹؛ ابن ماجه: ۲۵۷۷]

ابوموسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)).

باب: جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم سے نہیں۔

(۲۸۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) [ابن ماجه: ۲۵۷۵]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(۲۸۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟)) قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي)). [ترمذی: ۱۳۱۵]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کا راہ میں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟'' وہ بولا: پانی پڑ گیا تھا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو نے اس بھیگے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے جو شخص فریب کرے دھوکہ دے وہ مجھ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔''

بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

باب: رخسار پر مارنا، گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتیں کرنا حرام ہے۔

(۲۸۵) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) هٰذَا حَدِيثُ يَحْيَى وَأَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَالَا: ((وَشَقَّ وَدَعَا)) بِغَيْرِ أَلِفٍ. [بخاری: ۱۲۹۷]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے کی باتیں کرے اور دوسری روایت میں ''او'' کے بدلے ''و'' ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

١٢٩٨، ٣٥٦٩؛ نسائي: ١٨٥٩؛ ابن ماجه: ١٥٨٤]

فائدہ: یعنی جو شخص گالوں کو پیٹے گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی مصیبت کے وقت) ہماری شریعت میں یہ سب کام حرام ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کہنا چاہیے اور صبر کرنا۔ اگر آنسو بے اختیار نکل آئیں تو مضائقہ نہیں۔ جاہلیت کی سی باتیں یہ ہیں کہ اللہ کی ناشکری کرے، پکارے، چلائے، نوحہ کرے، واویلا کرے، زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے۔

(٢٨٦) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا: ((وَشَقَّ وَدَعَا)) [راجع: ٢٨٥]

اعمش کی سند میں یہ لفظ روایت ہیں کہ ''گریبان پھاڑنا اور جاہلیت والے جملے بولنا۔''

(٢٨٧) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهُ فِيْ حَجْرِ امْرَاَةٍ مِنْ اَهْلِهِ فَصَاحَتْ امْرَاَةٌ مِنْ اَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ: اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ. [بخاري: ١٢٩٦]

ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، ان کو غش آ گیا۔ ان کا سر ایک عورت کی گود میں تھا، ان کے گھر والوں میں سے تو ایک عورت چلائی ان کے گھر والوں میں سے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو طاقت نہ ہوئی اس کو منع کرنے کی۔ جب ہوش آیا تو کہا: میں بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں۔ آپ ﷺ بیزار ہوئے ہیں چلانے والی سے (یعنی جو عورت مصیبت میں چلا کر روئے) اور بال منڈانے والی سے (یعنی جو عورت غمی میں بال منڈائے) اور کپڑے پھاڑنے والی سے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر اور مشہور معنی یہی ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہیں۔

(٢٨٨) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَا: اُغْمِيَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهُ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ قَالَا: ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: اَلَمْ تَعْلَمِيْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ)). [نسائي: ١٨٦٢؛ ابن ماجه: ١٥٨٦]

عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی عورت ام عبداللہ آئی چلا رہی تھی رو رو کر۔ پھر ان کو ہوش ہوا تو کہا: کیا تو نہیں جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بیزار ہوں۔ اس شخص سے جو بال منڈائے اور چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے مصیبت میں۔'' (کیونکہ یہ کافروں کی رسمیں ہیں)

(٢٨٩) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا)) وَلَمْ يَقُلْ: ((بَرِيْءٌ)). [نسائي: ١٨٦٠، ١٨٦٥]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے: ''ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو یہ کام کرے۔ اور یہ نہیں کہا کہ بیزار ہوں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ النَّمِيْمَةِ.

باب: چغل خوری سخت حرام ہے۔

(٢٩٠) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کھاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

يَقُوْلُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)). تھے: ''چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: چغلی کہتے ہیں لوگوں کی بات دوسروں کو پہنچانا بڑا نے اور فساد کرانے کیلئے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء العلوم'' میں کہا: اکثر چغلی اس کو کہتے ہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنی اس شخص سے کہنا کہ فلاں نے تجھے ایسا کہا تھا اور حالانکہ چغلی کچھ یہی امر نہیں بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اس سے اس بات کہنے والے کو رنج ہو یا جس کیلئے کہی جائے اس کو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو۔ اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے اور کنایہ سے سب چغلی میں داخل ہیں تو حقیقت چغلی کی راز کا کھولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسی کو ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دیکھا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اس کا دوسروں سے تو چغلی کی۔ پھر امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کھائے اس کو چھ باتیں ضروری ہیں ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کام سے اس کو منع کرے اور برا کہے اس کو، تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے (یعنی چغلی کھانے والا) چوتھے یہ کہ اپنے بھائی پر جس کی چغلی اس نے کھائی ہے بدگمانی نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ اس بات کا زیادہ تجسس نہ کرے اور اس کو دریافت نہ کرے، ورنہ خود اسی گناہ میں پھنسے گا، جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا۔ انتہی۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ سب اس صورت میں ہے جب اس میں کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اس کے فاش کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو منع نہیں مثلاً کوئی کسی کے قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو مطلع کر دے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے۔ جس میں اور لوگوں کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہیں ہے، بلکہ بعض صورت میں واجب ہے یا مستحب ہے۔ مترجم کہتا ہے اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے فاش کرنے میں یا امام یا حاکم سے کہنے میں عام کی بھلائی اور منفعت ہے تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسی کا فائدہ نہیں صرف اس شخص کا ضرر ہے تو اس کا کہنا ضرور نہیں۔ پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو فرمایا چغل خور جنت میں نہ جائے گا تو اس میں دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام نہ سمجھے۔ دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ چغل خور دوسرے اچھے جنتیوں کے ساتھ جنت میں نہ جائے گا۔

(۲۹۱) عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيْثَ إِلَى الْأَمِيْرِ فَكُنَّا جُلُوْسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ: هٰذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيْثَ إِلَى الْأَمِيْرِ قَالَ: فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) [بخاری: ۶۰۵۶؛ ابوداود: ۴۸۷۱؛ ترمذی: ۲۰۲۶]

ہمام بن حارث سے روایت ہے ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے بیان کیا کرتا تھا، ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ شخص حاکم تک بات کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہ آیا بیٹھا ہمارے پاس، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے ''جنت میں نہ جائے گا چغل خور۔''

○ ○ ○ ○

(۲۹۲) عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيْلَ لِحُذَيْفَةَ: إِنَّ هٰذَا يُرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: إِرَادَةَ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). [راجع: ۲۹۱]

ہمام بن حارث سے روایت ہے، ہم مسجد میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سنانے کی نیت سے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جنت میں نہ جائے گا چغل خور۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ إِسْبَالِ إِزَارٍ وَمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيْقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ

باب: تہمد وغیرہ لٹکانے کی اور احسان جتانے کی اور احسان

محمد داؤد راز دین کے پرزور متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْإِزَارِ وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.

کر کے جتانے کی' اور مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی' سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا' اور نہ دیکھے گا طرف ان کے، نہ ان کو پاک کرے گا' بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔

(٢٩٣) عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)) قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ أَبُوذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ)). [ابوداود: ٤٠٨٧، ٤٠٨٨؛ ترمذی: ١٢١١؛ نسائی: ٢٥٦٢، ٢٥٦٣، ٤٤٧٠، ٤٤٧١، ٥٣٤٨؛ ابن ماجه: ٢٢٠٨]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن، نہ ان کی طرف دیکھے گا (رحمت کی نگاہ سے) نہ ان کو پاک کرے گا (گناہوں سے) اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔'' آپ ﷺ نے تین بار یہ فرمایا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: برباد ہو گئے، وہ لوگ اور نقصان میں پڑے' وہ کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تو لٹکانے والا ازار کا۔ دوسرے احسان کر کے اس کو جتانے والا، تیسرے جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی تہبند، پاجامے کو یا کرتے کو ٹخنوں کے نیچے غرور اور تکبر کی راہ سے لٹکائے جیسے دوسری حدیث میں صاف آیا کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا اس شخص کی طرف جو کپڑا اپنا لٹکائے غرور سے۔ اور یہ غرور کی قید خاص کرنی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلی ہے کہ وعید اسی کیلئے ہے جو غرور سے لٹکائے اور خود رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا۔ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ نے کہا، دوسری روایت میں حضور ﷺ نے صرف ازار لٹکانے والے کو بیان کیا، اس لئے کہ اکثر لباس اس وقت کا ازاری تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے۔ اور یہ ایک حدیث میں صاف آ گیا ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لٹکانا ازار میں ہے اور قمیص میں اور عمامے میں اور جو کوئی ان میں کسی کو لٹکائے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ (نووی رحمہ اللہ)

یہ جو فرمایا احسان کر کے اس کو جتانے والا یعنی اوچھا مثل مشہور ہے: اللہ اوچھے کا احسان نہ کرائے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان، تو تہذیب ہے کہ اس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے میں اپنا احسان اس پر نہ جتائے۔ ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا اور مال کو جھوٹی قسم سے بیچنا جیسے بے ایمان تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں۔ اگرچہ خریدار کو اس کی قیمت میں یا خرید میں تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ اور خریدار دھوکے میں آ کر خرید لیتا ہے۔

(٢٩٤) عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے روز، ایک احسان جتانے والا جو دے کر احسان جتا دے۔ دوسرے اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ)). [راجع:۲۹۳]

تیسرے ازار لٹکانے والا۔''

(۲۹۵) عَنْ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)). [راجع:۲۹۳]

اس روایت میں ہے کہ ''تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۹۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ)) قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: ((وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا قیامت کے روز، نہ ان کو پاک کرے گا' نہ ان کی طرف دیکھے گا' اور ان کو دکھ کا عذاب ہے۔ ایک تو بوڑھا زنا کرنے والا' دوسرے بادشاہ جھوٹا' تیسرے محتاج مغرور۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہر چند حرام کاری اور جھوٹ اور غرور سب کے حق میں برا ہے لیکن ان تینوں شخصوں کے حق میں نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑھاپے کے جب عمل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہو جاتی ہے، زنا اور حرام کاری کرنا سراسر شقاوت ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہیں یعنی جھوٹ بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: وجہ ان کی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان گناہوں کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہیں اگرچہ کرنے میں کوئی معذور نہیں مگر ان لوگوں کو تو بالکل کسی کا عذر نہیں ہو سکتا تو اب گناہ کرنا گویا عمداً اللہ کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے اللہ کے احکام کو۔

(۲۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ)). [ابن ماجه: ۲۲۰۷، ۲۸۷۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت میں نہ بولے گا، نہ ان کو دیکھے گا، نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کیلئے بڑے درد کا عذاب ہے۔ ایک تو وہ جو جنگل میں حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اس پانی سے روکے' دوسرا وہ جس نے کسی کے ہاتھ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اتنے کو مول لیا ہے اور خریدار نے سچ سمجھا اس کی بات کو، حالانکہ اتنے کو اس نے نہیں لیا تھا (یعنی جھوٹی قسم کھائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ متبرک وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونے کا یا وہ اصل وقت ہے، خرید اور فروخت کا) تیسرا وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کی طمع سے پھر اگر امام نے اس کو کچھ دیا دنیا کا مال تو اس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نہ کی' (تو اس شخص نے دھوکا دیا مسلمانوں کو بیعت کر کے کہ وہ اس کے عہد کے بھروسے رہے اور یہ دنیا کی فکر میں تھا عہد کی پروا نہ تھی)۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اور کہیں پانی نہ ہو کہ مسافر کے کام آئے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس فعل کی حرمت نہایت سخت اور بہت بڑا کام ہے اس لئے کہ جانوروں کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے، جو ضرورت سے زیادہ ہو، پھر آدمیوں کو روکنا کیونکر درست ہوگا، البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اس کو پانی دینا واجب نہیں۔ (التمہید)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۹۸) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ: ((وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ)).

اعمش کی سند میں بھی پہلی روایت ہی کی طرح الفاظ ہیں مگر جریر کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ ایک وہ شخص جو اپنے سودے کا بھاؤ دوسرے شخص سے کرتا ہے۔

(۲۹۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ. قَالَ اُرَاهُ مَرْفُوْعًا. قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهٗ)) وَبَاقِيْ حَدِيْثِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ.

یہ روایت بھی ایسی ہے۔ اس میں یہ ہے: ''جس نے قسم کھائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار لیا اس کو۔'' (یعنی جھوٹی قسم کھا کر)۔

[بخاری: ۲۳۶۹، ۷۴۴۶]

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ وَ اَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِي النَّارِ وَاَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ.

باب: خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور نہ جائے گا جنت میں سوائے مسلمان کے۔

(۳۰۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَّمَنْ شَرِبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَّمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے تئیں آپ لوہے کے ہتھیار سے مار لے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ مارتا رہے گا اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس میں اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان لے تو وہ چوسا کرے گا، اسی زہر کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں۔ سدا اس کا یہی حال رہے گا'' (کہ اونچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

[ترمذی: ۲۰۴۴؛ ابن ماجہ: ۳۴۶۰]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا اس مقام پر کئی قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کر ایسے کاموں سے اپنی جان دے وہ تو کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے تیسرے یہ کہ اس کے فعل کا بدلہ یہی تھا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے۔ پر اللہ نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جس کا خاتمہ اسلام پر ہو گا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

(۳۰۱) عَنْ جَرِيْرٍ وَعَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا. شُعْبَةُ كُلُّهُمْ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [بخاری: ۵۷۷۸؛ ترمذی:

گزشتہ سند کے علاوہ راوی تین سندوں سے بیان کرتے ہیں شعبہ سے یہی حدیث۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢٠٤٤، نسائی: ١٩٢٤]

(٣٠٢) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْ شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ)).

[بخاري: ١٣٦٣، ٦٠٤٧، ٦١٠٥، ٦٦٥٢؛ ابوداود: ٣٢٥٧؛ ترمذي: ١٥٤٣؛ نسائي: ٣٧٧٩، ٣٧٨٠، ٣٨٢٢؛ ابن ماجه: ٢٠٩٨]

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے شجرۂ رضوان کے تلے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھائے کسی بات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہندو ہوں) جھوٹی قسم، تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا۔ اور جس نے قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں'' (جیسے نذر کرے اور کسی کا غلام آزاد کرنے کی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی کافر ہو گیا، یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اگر اس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے۔ اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اس کے دل میں راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اس صورت میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تھا کہ ایسی بد قسم نہ کھائے۔

(٣٠٣) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ إِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ)).

[بخاري: ١٣٦٤، ٢٠٤٧؛ ابوداود: ٣٢٥٧]

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کے ملک میں نہیں اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو قتل کرنا۔ اور جو شخص اپنی جان لے دنیا میں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اپنا مال بڑھانے کیلئے تو اللہ اس کا مال اور کم کر دے گا اور جو شخص قسم کھائے حاکم کے حکم سے جھوٹی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا درست نہیں۔ اسی طرح اس مسلمان پر جو فاسق ہو، اسی طرح کسی معین کافر پر، خواہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ مگر اس کافر پر جس کا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ، اور لعنت کرنا کافروں کے گروہ پر درست ہے، جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصاریٰ پر۔ اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت اور قتل دونوں حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل بہت سخت ہے، یہی اختیار کیا ہے مازری نے اس کا مال بھی اللہ تعالیٰ کم کر دے گا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہاں یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے کے مبتداء پر اور یہ مطلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص قسم کھائے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبا لینے کے لیے تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غصے ہوگا۔

(٣٠٤) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)). هٰذَا

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھائے کسی اور دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ قصداً تو وہ ایسا ہی ہو گیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئیں کسی چیز سے تو اللہ عذاب کرے گا اس کو اسی چیز سے جہنم کی آگ میں۔'' یہ روایت ہے سفیان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدِيثُ سُفْيَانَ وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيثُهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (راجع: ٣٠٢)

اور شعبہ کی روایت میں ہے: ''جو شخص قسم کھائے کسی دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ، تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسے اس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئیں کسی چیز سے تو وہ اسی چیز سے ذبح کیا جائے گا قیامت کے دن۔''

○ ○ ○ ○

(٣٠٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي بِالْإِسْلَامِ: ((هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ آنِفًا: ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِلَى النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ قِيلَ: إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: صحیح خیبر ہے بجائے حنین کے) آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعویٰ کرتا تھا اسلام کا (یعنی اپنے تئیں مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے۔'' جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا وہ آج خوب لڑا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں گیا۔'' بعض مسلمانوں کو اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال سے اس کا جنتی ہونا پایا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے تئیں مار لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا بھیجا ہوا ہوں'' (اس لئے کہ جو بات آپ ﷺ نے بتلا دی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ ﷺ نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو اس نے منادی کر دی لوگوں میں کہ ''جنت میں نہ جائیگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو۔ اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یہ شخص منافق تھا، ظاہر میں مسلمان دل میں کافر، اگرچہ اس نے اسلام کیلئے بہت کوشش کی، لڑا، زخمی ہوا، پھر ایمان نہ ہونے سے کوئی کوشش اس کے کام نہ آئی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے، مسلمانوں کی مدد کرے۔ اسلام کو فائدہ پہنچائے، مگر وہ جنتی نہیں ہو سکتا۔

(٣٠٦) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا: مَا

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کا سامنا ہوا جنگ میں تو لڑے۔ پھر جب آپ ﷺ اپنے لشکر کی طرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایک شخص تھا (اس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) اکا دکا کو نہ چھوڑتا بلکہ اس کا پیچھا کر کے تلوار سے مارڈالتا (یعنی جس کافر سے بھڑتا اس کو قتل کرتا) تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: آج ہمارے کام، جیسے یہ شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اَنَا صَاحِبُهٗ اَبَدًا. قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ [نَصْلَ] سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ [عَلٰى سَيْفِهٖ] فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ: اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ حَتّٰى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ [اَهْلِ] الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ [اَهْلِ] النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)).

آیا ایسا کوئی نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو جہنمی ہے۔'' ایک شخص ہم میں سے بولا: میں اس کے ساتھ رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ کونسا کام کرتا ہے جہنم میں جانے کا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کر رہا تھا) پھر وہ شخص اس کے ساتھ نکلا، جہاں وہ ٹھہرتا وہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا، یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا، آخر وہ شخص (یعنی قرمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مرجانا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا۔ تب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' وہ شخص بولا: آپ ﷺ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا اور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا۔ پھر میں اس کی تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کیلئے اس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں، پھر زور دیا اس پر یہاں تک کہ مار ڈالا اپنے تئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''آدمی جنتیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے۔''

[بخاری: ٤٢٠٢، ٢٨٩٨ وانظر فی مسلم ٦٦٨٣]

○ ○ ○ ○

فائدہ: تو انسان کو چاہیے کہ اپنے اعمال پر غرور نہ کرے اور بھروسہ نہ رکھے بلکہ اللہ سے ڈرتا رہے۔ اور حسن خاتمہ کیلئے دعا کرتا رہے۔ اسی طرح گنہگار کو ناامید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید اس کا خاتمہ عمدہ کر دے۔

(٣٠٧) عَنِ الْحَسَنِ يَقُوْلُ: ((اِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ فَلَمَّا اٰذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ فَنَكَأَ هَا فَلَمْ يَرْقَإِ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ثُمَّ مَدَّ يَدَهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ: اِيْ وَاللّٰهِ! لَقَدْ حَدَّثَنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جُنْدُبٌ

حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے: ''اگلے لوگوں میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا۔ اس کو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا۔ اس سے پھر خون بند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے حرام کیا اس پر جنت کو۔'' پھر اپنا ہاتھ حسن رحمہ اللہ نے مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث مجھ سے جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کی رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

○ ○ ○ ○ [بخاری:۳۴۶۳]

فائدہ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد یہ ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اس وقت جب اچھے اور نیک لوگ جائیں گے یا اس کے حساب میں طول ہوگا یا وہ رکا رہے گا اعراف میں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: احتمال ہے کہ اس وقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہو۔ اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ اس نے جلد مرنے کیلئے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اس لئے کہ دوا اور علاج کیلئے پھوڑا چیرنا درست ہے، جب گمان غالب ہو فائدے کا۔

(۳۰۸) عَنِ الْحَسَنِ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا جُنْدَبُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيُّ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَا وَمَا نَخْشَى اَنْ يَكُوْنَ كَذَبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [راجع:۳۰۷]

حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے، ہم سے جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں حدیث بیان کی، پھر ہم اس کو نہیں بھولے اور نہ ہم کو ڈر ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے جھوٹ باندھا ہو رسول اللہ ﷺ پر کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''تم سے پہلے ایک شخص کے پھوڑا نکلا۔'' پھر بیان کیا قصہ اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ غِلْظِ تَحْرِيْمِ الْغُلُوْلِ وَاَنَّهُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ.

باب: مال غنیمت چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں صرف ایمان دار ہی جائیں گے۔

(۳۰۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْعَبَاءَةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ: اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اِنَّهُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ: ((اَلَا اِنَّهُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ)). [ترمذی:۱۵۷۴]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے: فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے، یہاں تک گزرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں۔ میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں'' (یعنی چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور پکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں'' (اور چور نہ جائیں گے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگوں میں۔ ''خبردار ہو جاؤ، جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں۔''

○ ○ ○ ○

(۳۱۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیبر کی طرف پھر اللہ نے فتح دی ہم کو، تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَحُلُّ رَحْلَهُ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَتْفُهُ فَقُلْنَا: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ)) قَالَ: فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ)).

ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ ﷺ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضبیب میں سے۔ جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ کا غلام کھڑا ہوا آپ ﷺ کا کجاوہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک (غیبی) تیر اس کو لگا۔ جس میں اس کی موت تھی ہم لوگوں نے کہا: مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے وہ شملہ اس پر انگارہ کی طرح سلگ رہا ہے جو اس نے مال غنیمت میں سے خیبر کے دن لے لیا تھا اور اس وقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی۔'' یہ سن کر لوگ ڈر گئے۔ اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خیبر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تسمہ یا تسمے انگارے ہیں۔'' (یعنی اگر تو ان کو داخل نہ کرتا تو یہ تسمہ انگارہ ہو کر قیامت کے دن تجھ پر لپٹتا یا تجھے عذاب ہوتا، ان تسموں کی وجہ سے)

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلتے ہیں ایک تو غلول یعنی چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر میں یہاں تک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جس نے غلول کیا اس کو شہید نہ کہیں گے۔ چوتھے یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت میں نہ جائے گا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ نبی ﷺ نے خود قسم کھائی۔ چھٹے یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اس کو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اس کو لے لیں اور اس کا مال نہ جلائیں خواہ وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلایا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اس کا اسباب جلا دو اور اس کو مارو یا اس کی گردن مارو تو ضعیف ہے اس کے ضعف کو ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ طحاوی رحمہ اللہ نے کہا: اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اس وقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی (یعنی اب شریعت میں مالی سزا دینا جیسے جرمانہ مقرر کیا جائیداد وغیرہ نہیں رہی)۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

باب: خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا۔

(۳۱۱) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنَعَةٍ؟ قَالَ: حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَبَى ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ لِلَّذِي ذَخَرَ اللّٰهُ لِلْأَنْصَارِ

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اس قلعہ کیلئے کہا جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانہ میں) آپ ﷺ نے قبول نہ کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس رہیں ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ: مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ؟ فَقَالَ: غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ؟ قَالَ: قِيلَ لِي: لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ)).

حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناموافق ہوئی۔ (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تھا، بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اس نے چوڑی گانسیاں لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونوں ہاتھوں سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا۔ طفیل نے پوچھا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: بخش دیا مجھ کو اس لئے کہ میں نے ہجرت کی تھی اس کے پیغمبر علیہ السلام کی طرف۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں تو دونوں ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا، ہم اس کو نہیں سنواریں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا۔ پھر یہ خواب طفیل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بخش دے'' (یعنی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے، اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے۔)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے اس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مر جائے تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ جہنم میں جائے بلکہ وہ اللہ کی مشیت پر ہے۔ اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہوگا اور گناہوں سے نقصان پہنچتا ہے اور رد ہے مرجیہ کا جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہوں سے ضرر نہ ہوگا۔ تحفۃ الاخیار میں ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی اس شخص کے لئے اپنے مارنے کی نیت نہ ہوگی کہ حرام موت ہوتی، اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی۔ یا شاید ہلاکت کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور نبی ﷺ کی دعا سے اس کی مغفرت ہو گئی۔

بَابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ فِي قُرْبِ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

باب: اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور مار دے گی ہر اس شخص کو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو۔

(۳۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيرِ فَلَا تَدَعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ)) قَالَ أَبُو عَلْقَمَةَ: ((مِثْقَالُ حَبَّةٍ)) وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: ((مِنْ إِيمَانٍ)) يَعْنِي مَارْ ڈالے گی اس کو۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ اللہ چلائے گا، ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی۔ پھر یہ ہوا نہ چھوڑے گی۔ اس شخص کو جس کے دل میں دانے کے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنی مار ڈالے گی اس کو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ)).

فائدہ: تو کوئی ایمان دار دنیا میں باقی نہ رہے گا اس وقت قیامت ہوگی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہ ہو گی مگر اس وقت جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا یا قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میری امت کا حق پر قائم رہے گا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہے گا یہاں تک کہ یہ ہوا اس کو تمام کر دے گی پھر قیامت قائم ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے۔ اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کی طرف سے چلے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت دو ہوائیں چلیں، ایک یمن کی طرف سے اور دوسری شام کی طرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے، پھر پھیل جائے شام تک۔ واللہ اعلم۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ.

باب: فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجالانے کی ترغیب۔

(٣١٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جلدی جلدی نیک کام کرلو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے۔ صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایمان دار ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا۔ اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے۔"

فائدہ: یعنی دنیا کی طمع اس وقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نہ رہے گی، ذرا سے دنیاوی فائدے کیلئے انسان ایمان کو چھوڑ دے گا اور کفر اختیار کرے گا۔ یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہ رہی اور جس کو دیکھو دنیا کا طلبگار ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان و دیندار تھے پھر دنیا کی طمع سے بے ایمان ہو گئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بن گیا، کوئی دہریہ۔ اللہ محفوظ رکھے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: مراد یہ ہے کہ اس زمانے میں ایسے فتنے پے در پے ہوں گے کہ ایمان کا بچانا مشکل ہوگا۔ ایک ہی دن میں ایسا انقلاب ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا۔ "تحفۃ الاحیار" میں ہے کہ اس حدیث میں ان فسادوں کی خبر ہے جو یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے میں واقع ہوئے۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکیں سو کر لے۔

بَابُ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ.

باب: مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے۔

(٣١٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (٤٩/ الحجرات: ٢) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ: أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ ثَابِتٌ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اخیر تک تو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے: میں جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے، اس لئے وہ ڈر گئے) اور نہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آپ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بْنُ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ: ((يَا أَبَا عَمْرٍو! مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ اشْتَكَى؟)) قَالَ سَعْدٌ: إِنَّهُ لَجَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى قَالَ: فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ثَابِتٌ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے ابوعمرو! ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہوگیا ہے؟'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میرا ہمسایہ ہے میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے پھر سعد، ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا کہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب میں میری آواز اونچی ہے رسول اللہ ﷺ پر، تو میں جہنمی ہوں۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، وہ جنتی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اے ایمان والو! اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی ﷺ سے اوپر اور نہ بولو اس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے، کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے عمل اور تم کو خبر نہ ہو۔ تو فرمایا مومنوں کو بے ادبی سے حضور ﷺ کی صحبت میں، ایسا نہ ہو کہ بے ادبی تمام نیک عملوں کو مٹا دے کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے باتیں کرنا اور چلانا منع ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہئے جو غائب ہو جائیں۔

(۳۱۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ، انصار کے خطیب تھے۔ پھر جب یہ آیت اتری اخیر تک اور اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ [۴۹/الحجرات:۲] وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ.

انس بن مالک سے روایت ہے، کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: کہ تم اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔'' اور اس حدیث میں سعد بن معاذ کا ذکر نہیں ہے۔

(۳۱۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ـ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ ـ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ: قَالَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اس روایت میں بھی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا: ثابت رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کے بیچ میں چلتے تھے ہم ان کو دیکھتے کہ تھے کہ ایک شخص جنتی ہم میں جا رہا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ؟

باب: جب کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا کفر کے وقت کے اعمال کا مؤاخذہ ہوگا؟

(۳۱۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ أُنَاسٌ لِرَسُولِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ)). [بخاری:٦٩٢١]

سے یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم سے پوچھ ہوگی ان کاموں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی سچا مسلمان ہوا دل سے) اس سے تو پوچھ نہ ہوگی جاہلیت کے کاموں کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں اس کے کفر رہا) اس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونوں وقت کے کاموں کی۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور درحقیقت وہ مسلمان ہی نہیں ہوا بلکہ منافق رہا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے سے اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔

(٣١٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)). [بخاری: ٦٩٢١ ابن ماجه: ٤٢٤٢]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نیکی کی اسلام میں اس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام میں اس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام، دونوں وقت کے کاموں کا)۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٢٠) أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع:٣١٩]

اعمش بھی اس سند سے اسی روایت کو بیان کرتے ہیں سابقہ حدیث کی مانند۔

بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةُ وَالْحَجُّ.

باب: اسلام، حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا۔

(٣٢١) عَنِ ابْنِ شُمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِي طَوِيْلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ: يَا أَبَتَاهُ! أَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ قَالَ: فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقِ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ

ابن شماسہ (عبدالرحمٰن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے' ہم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کی طرف۔ ان کے بیٹے کہنے لگے: ابا جان! تم کیوں روتے ہو تم کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی۔ تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گزرے ہیں۔ ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ فَقَتَلْتُهُ مِنْهُ فَلَوْمُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلَأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ: ((مَالَكَ يَا عَمْرُو؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ: ((تَشْتَرِطُ بِمَا ذَا؟)) قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا ؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟)) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْمُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي.

پاؤں اور آپ ﷺ کو قتل کروں (معاذ اللہ) پھر اگر میں مر جاتا اس حال میں تو جہنمی ہوتا۔ دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈالی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا: اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں بیعت کروں آپ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہوا تجھ کو اے عمرو!'' میں نے کہا: شرط کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا شرط میں نے کہا: یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جو اب تک کیے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! تو نہیں جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو اسی طرح ہجرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہوں کو، پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ ﷺ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے۔ اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مر جاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ بعد اس کے چند اور چیزوں میں ہم کو پھنسنا پڑا۔ میں نہیں جانتا میرا کیا حال ہوگا ان کی وجہ سے، تو جب میں مر جاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا مجھ پر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تا کہ میرا دل بہلے تم سے (اور میں تنہائی میں گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پروردگار کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی منکر نکیر کو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اس کو تسلی اور تشفی دینی چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی کی آیتیں سنانا چاہیے جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا اور یہ مستحب ہے، بالاتفاق۔ دوسرے یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھ رونے والی اور آگ لے جانا منع ہے اور علما نے اس کو مکروہ رکھا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہے اور آگ لے جانا مکروہ ہے بجز دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ وہ عادت ہے، جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی رحمہ اللہ نے کہا کہ آگ رکھنے میں شگون بد ہے مردہ کے لیے۔ چوتھے یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے، پانچویں یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہیں چاہیے جیسے بعض ملکوں میں دستور ہے۔ چھٹے یہ کہ قبر میں مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اہل حق کا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) ساتویں یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے۔ آٹھویں یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونے والوں کی آواز سنتا ہے۔ نویں یہ کہ مشترک گوشت بانٹ لینا درست ہے اسی طرح ترمیموں جیسے انگور وغیرہ اور اس میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے جو مشہور ہے۔ انتہی مختصراً

(۳۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا فَأَكْثَرُوا ثُمَّ أَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً ؟ فَنَزَلَ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ [۲۵/ الفرقان: ٦٨] وَنَزَلَ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾ [۳۹/ الزمر: ٥٣] [بخاری: ٤٨١٠؛ ابوداود: ٤٢٧٤؛ نسائی: ٤٠١٥]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مشرکوں میں چند لوگوں نے (شرک کی حالت میں) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کیا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ ﷺ جو فرماتے ہیں اور جس راہ کی طرف بلاتے ہیں وہ خوب ہے اور جو آپ ﷺ ہم کو بتلا دیں ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہم اسلام لائیں تب یہ آیت اتری ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ان کاموں کو (یعنی خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پائے گا۔ اور اس کو درد ناک عذاب ہوگا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب میں ذلت سے، مگر جو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اس کی برائیاں مٹ کر نیکیاں ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے بخشنے والا (اور اللہ نے ان لوگوں کو بتلا دیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہو جائیں گے) اور یہ آیت اتری: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ﴾ اخیر تک یعنی "اے میرے بندو جنہوں نے گناہ کیے ہیں مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ.

باب: کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جائے۔

(۳۲۳) عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ)) وَالتَّحَنُّثُ: التَّعَبُّدُ. [بخاری: ١٤٣٦، ٢٢٢٠، ٢٥٣٨، ٥٩٩٢]

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کیا آپ ﷺ سمجھتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جو میں نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) ان کا کچھ ثواب مجھ کو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار تو نہ جائیں گے)، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اسلام لایا اگلی ان سب نیکیوں پر جو کر چکا ہے۔"

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یعنی جب تو مسلمان ہوگیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی بیکار نہ جائیں گی بلکہ ان سب کا ثواب ملے گا البتہ تو اگر مسلمان نہ ہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیاں مٹ جاتیں۔ یہی مطلب حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہوجائے تو اس کے وہ نیک کام جو کفر کے زمانے میں کیے ہیں لغو نہ ہوں گے اور اللہ ان پر ثواب دے گا بدلیل اس حدیث کے جس کو دار قطنی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کافر مسلمان ہوجائے پھر اس کا اسلام اچھا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دے گا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس (۱۰) کا سات سو تک ثواب ملے گا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جائے گی، مگر جب اللہ اس کو بھی معاف کردے تو ایک بھی نہ لکھی جائے گی، امام ابوعبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اس قاعدے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہیں پھر اس کو نیکی پر ثواب بھی نہ ہوگا۔ اور ایمان لانا اس کا اطاعت ہے نہ تقرب، اس لیے کہ تقرب میں شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اس کو پہچانے اور وہ کفر کی حالت میں اللہ کو برابر پہچانتا نہ تھا۔ اس صورت میں حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے میں جو تو نے نیکیاں کی تھیں ان کی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہوگئی اور تجھے نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام میں بھی فائدہ اٹھائے گا کیونکہ وہ لے جائے گی تجھ کو نیک کاموں کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ ان نیکیوں کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت میں بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت میں تجھ کو نیکیوں کا ثواب اوروں سے زیادہ ملے گا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے۔ اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہیں، تمام ہوا کلام مازری رحمہ اللہ کا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا بعض نے کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی نیکیوں ہی کی برکت سے اللہ نے تجھے اسلام کی ہدایت کی۔ اور نیکیاں اوائل میں دلیل ہیں حسن خاتمہ اور سعادت کے انجام میں۔ انتہی۔ لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں پر جتنی چاہے اور جس طرح چاہے عنایت کرے اور کسی کو اس میں اعتراض کی مجال نہیں۔ اور فقہا نے جو کہا کہ کافر کی عبادت صحیح نہیں اور اگر وہ اسلام لائے تو اس عبادت کا اعتبار نہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کی رو سے اس کی عبادت صحیح نہیں اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہنے لگے کہ آخرت میں بھی اس پر ثواب نہ ہوگا تو اس کا قول رد کیا جائے گا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا میں بھی اعتبار ہوتا ہے۔ خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر کافر پر حالت کفر میں کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اس کو ادا کردے کفر کی حالت میں تو کافی ہوجائے گا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہ ہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر میں جنبی ہوا پھر غسل کرلیا کفر کی حالت میں، بعد اس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور ہمارے بعض اصحاب نے اس میں مبالغہ کیا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو، اور اسلام لانے کے بعد اسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہے۔ انتہی ما قال النووی رحمہ اللہ۔

مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے اللہ کی جس کے مقابلہ میں اور کوئی نعمت نہیں، تو جہاں تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہوں، بعید نہیں اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے۔ پھر جب خاتمہ نیک ہو اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو ضائع نہ کرے گا اور اس کے نیک کاموں پر ضرور ہی ثواب دے گا۔ دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیوں کو اسلام لانے کے بعد لغو کردیتے تو لوگوں کو رنج ہوتا اور اسلام کی طرف رغبت گھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کا شوق پیدا ہو، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیاں باقی ہیں، وہ ہرگز تلف نہ ہوں گی۔ سبحان اللہ! اللہ کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندوں کیساتھ کیسی ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دے اور ہمارا اور سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر کرے۔ اے میرے رب! تو میرا خاتمہ بھی اچھا کرنا، آمین۔

(۳۲٤) عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ أَفِيهَا أَجْرٌ؟ فَقَالَ

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا سمجھتے ہیں جو نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کیے ہیں جیسے صدقہ یا غلام کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا ان کا ثواب مجھ کو ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اسلام لایا اسی نیکی پر جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ)). [راجع:۳۲۳]

پہلے کر چکا ہے'' (یعنی وہ نیکی قائم ہے۔ اب اس پر اسلام زیادہ ہوا۔)

○ ○ ○ ○

(۳۲۵) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَشْيَاءَ كُنْتُ اَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ قَالَ هِشَامٌ: يَعْنِي اَتَبَرَّرُ بِهَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ)) فَقُلْتُ: فَوَاللّٰهِ! لَا اَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا فَعَلْتُ فِي الْاِسْلَامِ مِثْلَهُ. [راجع:۳۲۳]

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کئی کام ہیں جن کو میں جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتا تھا۔ ہشام نے کہا: یعنی نیک کام۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام لایا تو نیکیوں پر جو تو نے کیں'' میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! تو اللہ کی قسم پھر جتنے نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں ان میں سے کوئی نہ چھوڑوں گا ان سب کو اتنا ہی اسلام کی حالت میں بجالاؤں گا (تا کہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیوں کی کثرت میں)۔

(۳۲۶) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ اَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ ثُمَّ اَعْتَقَ فِي الْاِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ. [راجع:۳۲۳]

عروہ بن زبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانے میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے اللہ کی راہ میں دیئے تھے۔ پھر انہوں نے اسلام کی حالت میں بھی سو غلام آزاد کئے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں سواری کے لیے دیئے۔ بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ وہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہیں ملی۔ اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت میں جیئے، پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت میں زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ میں ۵۴ھ میں۔ تو اسلام کی حالت میں ساٹھ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے میں ساٹھ برس جیئے۔

بَابُ صِدْقِ الْاِيْمَانِ وَاِخْلَاصِهِ.

باب: ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان۔

(۳۲۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [۶/الانعام:۸۲] شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوْا: اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهِ: ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ [۳۱/لقمان:۱۳])) [بخاری: ۳۲، ۳۳۲۰، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۴۶۲۹، ۴۷۷۶، ۶۹۱۸، ۶۹۳۷، ۶۹۳۷ مطولا]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے) ان کو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانے والے۔ تو بہت گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں کون سا ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! امت شرک کر اللہ کے ساتھ بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ تو ظلم سے مراد شرک ہے۔ اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیا تو ان کو امن ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیا تو ان کو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں۔ صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اس وجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ مراد ظلم سے مطلق نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا: صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ آیت اس وجہ سے گراں گزری کہ ظلم کے معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دبالینا اور گناہوں میں مبتلا ہونا۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنی مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھنا۔ پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اور لقمان علیہ السلام ایک بہت بڑے حکیم گزرے ہیں۔ اور اختلاف کیا علما نے کہ وہ نبی علیہ السلام تھے یا نہیں۔ امام ابو اسحٰق ثعلبی نے کہا: وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے ان کو نبی نہیں کہا۔ اور لقمان علیہ السلام کے بیٹے کا نام جن کو انہوں نے یہ نصیحت کی تھی انعم تھا۔ اور بعضوں نے کہا: مشکم۔ واللہ اعلم (نووی رحمہ اللہ)

(۳۲۸) أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَأَخْبَرَنَا بْنُ نُمَيْرٍ ح وَأَخْبَرَنَا بْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ۳۲۷]

اعمش سے ان تین سندوں سے یہ روایت مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ تَعَالَى لَمْ يُكَلِّفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ.

باب: دل میں جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ جم نہ جائیں ان پر مؤاخذہ نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی تکلیف دی جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔

(۳۲۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ [۲/ البقرة: ۲۸٤] قَالَ: فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ اخیر تک یعنی "اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات کو یا چھپاؤ اس کو، اللہ تعالیٰ حساب کرے گا اس کا تم سے پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا، جس کو چاہے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر، اور وہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پھر بیٹھ گئے گھٹنوں پر اور کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہم کو حکم ہوا ان کاموں کے کرنے کا جن کی طاقت ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ: الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالْجِهَادُ وَالصَّدَقَةُ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا؟ بَلْ قُوْلُوْا: سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ)) قَالُوْا: سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ. فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ. اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اِثْرِهَا: ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (۲/ البقرة: ۲۸۵) فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى. فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ قَالَ: نَعَمْ: ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَالَ: نَعَمْ: ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ﴾ قَالَ: نَعَمْ: ﴿وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۧ﴾ (۲/ البقرة: ۲۸۶) قَالَ: نَعَمْ.

جیسے نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، اب آپ ﷺ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (یعنی اپنے دل پر ہمارا زور نہیں چلتا کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا چاہتے ہو کہ ایسا کہو جیسے پہلے دونوں کتاب والوں (یہود و نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہم نے اور نافرمانی کی (یعنی ہم نے تیرا حکم سنا پر ہم اس پر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہو سنا ہم نے اور مان لیا۔ بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔'' یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: سنا ہم نے اور مان لیا، بخش دے ہم کو مالک ہمارے! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبانوں سے نکالا۔ اس کے بعد ہی یہ آیت اتری: ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾۔ اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اس پر جو اترا اس کی طرف اس کے مالک کے پاس سے اور ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک رسول کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا) اور کہا انہوں نے ہم نے سنا اور مان لیا، بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہم کو جانا ہے۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل اور کرم سے) اس آیت کو (یعنی ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ﴾ کو) منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری: اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے موافق ہر کسی کو اسی کی نیکیاں کام آئیں۔ اور اس پر اس کی برائیوں کا بوجھ ہوگا۔ اے ہمارے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جائیں۔ مالک نے فرمایا: اچھا۔ اے ہمارے مالک! مت لاد ہم پر ایسا بوجھ جیسے لادا تھا تو نے اگلوں پر (یہود پر پھر ان سے نہ ہو سکا۔ انہوں نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا: اچھا۔ اور معاف کر دے ہماری خطائیں اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے مدد کر ہماری ان لوگوں پر جو کافر ہیں۔'' پروردگار نے فرمایا: اچھا۔

❖ ❖ ❖ ❖

قائدہ: امام ابو عبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا: یہ آیت ان پر گراں گزری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا ان وسوسوں پر جو خود بخود دل میں گزرتے ہیں اور ہم کو ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں۔ پھر یہ تکلیف مالا یطاق ہوئی اور معاف ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محمد عبدالرحمن کیلانی و برادرز تکیف مالا یطاق ہوئی اور معاف ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر) مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا شریعت میں اس کا حکم ہوا یا نہیں۔ یعنی اللہ کریم نے اپنے فضل سے اپنے عاجز بندوں کی سب دعائیں قبول کیں اور سخت سے سخت احکام جو ان سے نہ ہو سکتے تھے اسلام میں اٹھا دیے اور وہ آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اٹھا دیا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہوگا۔ اب اگر کسی کے دل میں گناہ کا خیال آئے تو جب تک اس گناہ کو کرے نہیں وہ لکھا نہ جائے گا۔ امام مازری رحمہ اللہ نے کہا: ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ﴾ کے منسوخ ہونے میں یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہاں ہوتا ہے جب دوسرے حکم میں اور پہلے حکم میں جمع نہ ہو سکے اور یہاں جمع ممکن ہے اس طرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسوں اور خیالوں کو جو اختیار میں ہیں مگر جس صورت میں صحابہ رضی اللہ عنہم پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہیں جو اختیار میں نہیں اس صورت میں البتہ دوسری آیت اس کی ناسخ ہوئی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہیں جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا: نسخ سے یہاں مراد ان کے شبہ کا دور کرنا ہے جو ان کو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گراں گزری تھی وہ ان پر، اب دوسری آیت سے ان کو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا۔ امام واحدی نے کہا: آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(۳۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ قَالَ: دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا)) قَالَ: فَاَلْقَى اللّٰهُ الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ: ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ﴾ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ: ﴿وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ اَنْتَ مَوْلٰنَا﴾ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ. [ترمذی: ۲۹۹۲]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت اتری: ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ تو لوگوں کے دلوں میں وہ بات سما گئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہو ہم نے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی۔" پھر اللہ نے ایمان ان کے دلوں میں ڈال دیا اور اتارا اس آیت کو: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اس کا ثواب اسی کو ہے اور جو گناہ کرے گا اس کا پاپ اسی پر ہوگا۔ اے ہمارے مالک! مت پکڑ ہم کو بھول چوک میں۔ مالک نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا اے ہمارے مالک! مت لاد ہم پر بوجھ جیسے تو نے لادا تھا اگلوں پر، مالک نے فرمایا ایسا ہی میں کروں گا اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے، مالک نے فرمایا: میں نے ایسا ہی کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ

اللہ تعالیٰ کا درگزر کرنا دل کی باتوں پر جبکہ وہ پختہ عزم نہ ہوئی ہوں۔

(۳۳۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ اَوْ تَعْمَلْ بِهٖ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے درگزر کیا میری امت سے ان خیالوں پر (گناہ کے) جو دل میں آئیں جب تک ان کو زبان سے نہ نکالیں یا ان پر عمل نہ کریں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بخاري: ٢٥٢٨، ٦٦٦٤؛ ابوداود: ٢٢٠٩؛
ترمذي: ١١٨٣؛ نسائي: ٣٤٣٤، ٣٤٣٥؛ ابن ماجه:
٢٠٤٠، ٢٠٤٤]

○ ○ ○ ○

فوائد السراج الوہاج میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو، وہ معاف ہے کیونکہ ما کا حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لئے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر، برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مؤاخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے، اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار ہوگا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا۔ اور دلالت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علما سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں، ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مؤاخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مؤاخذہ ہوگا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جائے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہوگا پھر اس کا مؤاخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبوی ﷺ کے خاص کرنے کی کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مؤاخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنیوالوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا۔ اب وہ عمل کے گھر میں داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں امور اور یہ دونوں حد ہیں ضد کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا۔ اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسول ﷺ نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل شانہ کسی خیالی پر مؤاخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے۔ تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض کیا جائے کہ خیال سے زیادہ ہیں جب بھی ان پر مؤاخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مؤاخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مؤاخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے۔ اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا پھر اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا جبکہ برائی کا مؤاخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور بعض اہل کلام نے یہ کہا کہ عزم پر مؤاخذہ اور عتاب ہوگا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر علیہ السلام کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جائے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے۔ اور یہ گمان ان کا غلط ہے۔ اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غائت جو مؤاخذہ کیلئے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مؤاخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان لوگوں نے جو ایسا کہا تو ان کو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم کیا اس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سبب ہے مؤاخذہ کا حالانکہ یہی ان کی غلطی ہے اس لئے کہ اس نے بیشک عزم کیا اس کا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ کام ہے جس کا اس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی وسوسہ ہے اس لئے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہے جب تک اس پر عمل یا تکلم نہ ہو۔ اور صرف عزم، نہ عمل ہے نہ تکلم باتفاق اہل لغت اور اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہیں سلف صالحین نے اس حدیث کے۔ اور رحم کرے اللہ امام شافعی رحمہ اللہ پر کیونکہ انہوں نے اپنی "کتاب الام" میں لکھا ہے کہ جس خیال کو بیان نہ کرے وہ دل کا وسوسہ ہے جو معاف کیا گیا ہے آدمیوں سے۔ اور جس نے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج جو اگلی امتوں پر تھا یعنی دل کے عزم پر ان کو مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالوں سے وہ بچائے گئے جو بات منہ سے نکالیں یا عمل کریں اور حدیث کے ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس امت کو وہ حرج اگلی امتوں پر تھا یعنی دل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) یہ سب قسم کے خیالات ہم کو معاف کیے گئے اور اگلوں پر ان کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری بحث اس کی کتاب "دلیل الطالب علی ارجح المطالب" میں جیسی ہے ویسے کسی دوسرے کی کتابوں میں تجھ کو نہ ملے گی۔ انتہی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مازری رحمہ اللہ نے کہا: قاضی ابوبکر بن الطیب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص گناہ کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اس پر مضبوط اور مستعد کر دے تو گنہگار ہوگا۔ اور یہ حدیث اور اس قسم کی دوسری حدیثیں محمول ہیں ان ہی خیالوں پر جو دل پر گزریں اور چلے جائیں۔ اور جمہور نہیں اسی کو ھَمٌّ کہتے ہیں اور ھَمٌّ، اور عزم میں فرق ہے۔ اور حدیث میں ھَمٌّ کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہے قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کا اور مخالف ہیں اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور ان کی دلیل ظاہر ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اکثر سلف اور اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کے مذہب کی طرف گئے ہیں کیونکہ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پر مؤاخذہ ہوگا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ یہ مؤاخذہ اس برائی پر نہ ہوگا جس کا قصد کیا تھا کیونکہ وہ برائی تو اس نے کی ہی نہیں بلکہ خود اس پر ہوگا، اس لیے کہ یہ عزم خود ایک برائی ہے۔ پھر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا۔ اب اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔ جیسے حدیث میں وارد ہے کیونکہ اس نے چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ھَمٌّ، جو معاف ہے اور جس میں برائی نہیں لکھی جاتی ہے، وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دل میں گزرتا ہے، نہ اس کا عزم ہوتا ہے، نہ نفس میں جمتا ہے۔ اور بعض متکلمین نے اس میں اختلاف لکھا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا، لوگوں سے شرم کر کے نہ اللہ کے خوف سے تو اس کو نیکی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے برائی کو چھوڑا حیا سے نہ خوف الٰہیہ سے اور یہ ضعیف ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کی اور نصوص دلالت کرتی ہیں اس پر کہ جو عزم دل میں جم جائے اس پر مؤاخذہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو لوگ چاہتے ہیں برائی پھیلانا مسلمانوں میں ان کو دکھ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے۔ اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور نصوص شرعیہ اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانوں کو حقیر جاننا اور ان کی برائی کا خواہاں ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہیں۔ مترجم کہتا ہے مولانا ابوالطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہے۔ اور امام نووی رحمہ اللہ اور اکثر متاخرین نے اس کا خلاف کیا ہے، بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل توفیق دے اس مسئلہ میں صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال دو قسم کے ہیں۔ ایک تو خیال اس برائی کا جس کا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتھ پاؤں سے شرع میں منع ہوا ہے جیسے غیبت، چوری یا زنا یا شراب خمر، ان گناہوں کا اگر کوئی قصد کرے پھر خواہ وہ قصد دل میں جم جائے یا نہ جمے ہر طرح اس سے مؤاخذہ نہ ہوگا جب تک وہ گناہ نہ کرے۔ اور جو نہ کرے گا اللہ کے ڈر سے، اس سے باز رہے گا تو اس کیلئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور یہی منطوق ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے۔ اور ایک وہ خیال جو خود شرع میں ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد، حسد، بغض مسلمانوں کی بدخواہی، کبر، نخوت، حرص اور طمع اس قسم کے خیال جب دل میں جم جائیں اور عقیدہ کی طرح ہو جائیں تو وہ گناہ ہیں ان پر مؤاخذہ ہوگا البتہ اگر دل میں گزریں اور گزر کر چلے جائیں تو اللہ کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ نہ کرے گا۔ اور اگر یہ خیال گناہ نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک کرنے کی دعا نہ فرماتے۔ اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہ ہوں اور ان پر مؤاخذہ نہ ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات الٰہی کا انکار کرنے والا یا منافق جس نے زبان سے کوئی بات نہیں نکالی مؤاخذہ دار نہ ہوگا اگرچہ اس کا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو، حالانکہ اس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہوا۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہے جو دل میں گزرے اور چلا جائے یہ ایسا ہے جیسے بہتے پانی پر ٹہنی مار دی اور بہہ گئی اس سے پانی کی صفت نہیں بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل میں آئے اور مضبوط ہو جائے اور جم جائے تو وہ انسان اس کو منہ سے نکالے یا نہ نکالے۔ پھر یہ خیال، نفس کی صفت ہو جاتا ہے اور اعمال قلبیہ میں گنا جاتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے تھیلے پانی میں نجاست گرے اور اس کو ناپاک بدبودار کر دے اور یہ خیال درحقیقت جوارح اور اعمال کی طرح خارج میں موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج میں موجود ہے اور آخر قلب بھی زبان کی طرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی بات تو خارج میں موجود ہو اور قلب کی صفت موجود نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے پس حدیث میں جو لَمْ تَعْمَلْ کا لفظ وارد ہوا ہے۔ اس سے یہ خیال نکل گیا۔ کیونکہ یہ عمل قلب ہے۔ اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت میں چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جائے تو وہ بھی نفس کی صفت ہو جائے گا پھر چاہیے کہ اس پر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے ہو کہ ان گناہوں کے خیال پر مواخذہ نہیں تو ہم یہ جواب دیں گے کہ بے شک اگر یہ خیال جم جائے تو نفس کی ایک صفت ہوگا مگر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہیں رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کئے جاتے ہیں ان کو زنا اور چوری کہا بر خلاف بے اعتقادی اور بے دینی اور غرور اور نفاق (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور حسد اور بخل کے کہ ان کا مفہوم نفس کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا، اس صورت میں اس عمل کا انتساب نفس کی طرف نہ ہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملوں کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتا، نہ ایک غرض دو موضوع (محل) میں پائی جا سکتی ہے۔ پس ان گناہوں میں مَا لَمْ تَعْمَلْ سے ان کا عمل مراد ہوگا یعنی عمل جارحہ اور جب تک وہ گناہ جارح سے نہ کرے گا ان کے خیال پر خواہ وہ کسی طرح کا ہو مؤاخذہ نہ ہوگا۔ اب اگر فرض کیا جائے کہ ایک شخص اسلام لانے کے بعد گونگا ہو گیا اور اس نے اپنا دل اسلام کے عقیدوں سے پھیر کر کفر کے عقیدوں پر جما دیا لیکن کوئی عمل کفر کا نہ کیا اور زبان تو کام تھی نہ رہی کہ اس سے کفر کا کلمہ نکالتا۔ تو کیا اس سے مواخذہ نہ ہوگا مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اس بات پر ناطق ہے کہ اس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اس کا کلام نہ کرنا خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ زبان اس کی گونگی ہو گئی اور جو وہ بولتا تو کفر کی بات زبان سے نکالتا۔ اللہ تعالیٰ بچائے ہم کو ہر قسم کے باطل وسوسوں اور خیالوں سے اور پاک کر دے ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ: تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْتَتَكَلَّمْ بِهٖ)). [راجع: ۳۳۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ نے بخش دیا۔ میری امت کی دل کی باتوں کو جب تک ان پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۳) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ۳۳۱]

قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ وَاِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ.

باب: جب بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو لکھ لی جاتی ہے مگر جب برائی کا ارادہ کرے تو نہیں لکھی جاتی۔

(۳۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِسَيِّئَةٍ فَلَاتَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَيِّئَةً وَاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ نے فرمایا: جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے۔ (دل میں) تو مت لکھو اس کو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو۔ اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اس کیلئے لکھ لو۔ اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو۔''

[ترمذی: ۳۰۷۳]

○ ○ ○ ○

(۳۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَاِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ اَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنے کا پھر کرتا نہیں اس کو تو میں اس کیلئے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اس نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا، لیکن کرتا نہیں اس کو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا۔ اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہوں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(٣٣٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَالَمْ یَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَاَنَا اَغْفِرُهَا لَهٗ مَا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَتِ الْمَلٰئِکَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ یُرِیْدُ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً وَهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ: ارْقُبُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَکَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَکَهَا مِنْ جَرَّایَ)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ حَسَنَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَکُلُّ سَیِّئَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ لَهٗ بِمِثْلِهَا حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)). [بخاری:٤٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ سے کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''اللہ جل جلالہ نے فرمایا: جب میرا بندہ دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنے کی تو میں اس کیلئے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک اس نے وہ نیکی کی نہیں۔ پھر اگر کیا اس کو تو میں اس کیلئے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا ہے برائی کرنے کی تو میں اس کو بخش دیتا ہوں جب تک کہ وہ برائی نہ کرے، جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں'' اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ پروردگار ان سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھتے رہو اس کو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو۔ اور اگر نہ کرے (اور باز آئے اس ارادے سے) تو اس کیلئے ایک نیکی لکھو کیوں کہ اس نے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے'' اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جب تم میں کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا، نفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کیلئے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے، یہاں تک کہ مل جاتا ہے اللہ جل جلالہ سے۔''

(٣٣٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ [عَشْرٌ] اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ تُکْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اس کو تو اس کیلئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو، تو اس کیلئے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اس کو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٣٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ. قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے روایت کی ہے اپنے پروردگار سے' فرمایا: تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اس کو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہیں اس کو تو اللہ اس کیلئے پوری ایک نیکی لکھے گا۔ اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کیلئے دس نیکیوں سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جائیں گی اور قصد کرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)). [بخاری:٦٤٩١]

برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کیلئے ایک پوری نیکی لکھے گا۔ اور جو کرے تو اللہ اس کیلئے ایک ہی برائی لکھے گا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نیکی کے دوچند ہونے کی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٣٣٩) عَنِ الْجَعْدِ اَبِىْ عُثْمَانَ فِىْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِالْوَارِثِ وَزَادَ: ((اَوْ مَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يُهْلَكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ)). [راجع:٣٣٢]

دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری۔ اتنا زیادہ ہے کہ "اگر اس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جائے گی یا اس کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور کوئی تباہ نہ ہوگا اللہ کے پاس مگر جس کی قسمت میں تباہی ہے۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِى الْاِيْمَانِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا.

باب: وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آئے تو کیا کہے۔

(٣٤٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ ﷺ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِىْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ: ((اَوَ قَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: ((ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کچھ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ وہ خیال گزرتے ہیں، جن کا بیان کرنا ہم میں سے ہر ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اس خیال کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے۔ جس کا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم کو ایسے وسوسے آتے ہیں؟" لوگوں نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا "یہ تو عین ایمان ہے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی جب تم اس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اس کا نکالنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلتا، ورنہ اس وسوسے کو دل میں جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اس کو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسے اسی کے دل میں ڈالتا ہے جس کے گمراہ کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے اور کافر کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس کے قابو میں ہے جس طرح چاہتا ہے اس سے کھیلتا ہے۔ تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٣٤١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے گزشتہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِىَّ ﷺ عَنِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ: ((ذٰلِكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ)).

وسوسے کو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو خالص ایمان ہے۔''

(۳۴۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتّٰى يُقَالَ: هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ)). [بخاری:۳۲۷۶؛ ابوداود:۴۷۲۱]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پائے تو کہے ایمان لایا میں اللہ پر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وسواس اور شبہ کو دل سے نکال ڈالے اور اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اس کے دور ہونے کیلئے امام مازری رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کرے۔ ان کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضروری نہیں کہ اس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے۔ اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو دل میں جمے نہیں، یوں ہی یکا یک آ گئے ان کا علاج تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا، اور ایسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں۔ اور ایک وہ جو دل میں جم جائیں تو وہ دفع نہیں ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نووی رحمہ اللہ) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث میں مذکور ہوا وہی دونوں قسم کے وسوسوں کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے۔ اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کرے گا جس نے فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کا ذائقہ اچھی طرح سے چکھا ہو اور اس کے دقائق اور حقائق میں ایک مدت تک نظر اور فکر اور غور اور خوض کیا ہو۔ میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اس کے معلوم ہوا کہ جس قدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسی قدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل کسی دعویٰ پر نقض یا معارضہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔ اسی واسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے جیسے امام غزالی، امام آمدی، ابن فورک، امام فخر الدین رازی رحمہم اللہ وغیرہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتاب وسنت کے اور اعراض کیا ان وساوس اور خیالات عقلی سے جن میں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بچا دیا اللہ نے جس کو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے، ہر شے پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے شر سے۔ امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اس کو حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے، اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا، پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا۔ یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب ہے یا ممکن ہے اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے۔ اب حکما اور متکلمین کو جو جو قسمیں اللہ کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں پیش آئی ہیں وہ حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب ان کو دیکھو اور ان میں خوب غور کرو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جمتی اور چاروں طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے ہیں۔ آخر پھر عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ رب کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو ان فطری دلائل سے ثابت کریں جو اللہ نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دل میں رکھے ہیں اور ان بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین اور حکما نے قائم کئے ہیں یک قلم چھوڑ دیں۔ حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول کہ ظاہر میں خوشنما مگر نا تاثیر پھول کی نہیں بعوض اس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سونگھنے سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوعی پھول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے فطری دلائل اللہ کو پہچاننے کے ہیں جن میں ذرا سے غور کرنے کے بعد اللہ کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی صفات کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی جن کو فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے۔ اور ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دلیلوں کا بیان اوپر کیا ہے۔ اور اللہ چاہے تو ہم اس باب میں ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھیں گے بڑی عمدہ دلیل اللہ کے پہچاننے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا، خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہیں ہوتا۔ پھر اتنی بڑی دنیا کا انتظام جس میں ہزاروں عالم مثل ہماری زمین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکنات اور پیدا وار اور لیل ونہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(٣٤٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ: ((وَرُسُلِهِ)). [راجع:٣٤٣]

ہشام بن عروہ سے روایت ہے' اسی سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا؟ کس نے زمین پیدا کی؟ تو وہ کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا۔ پھر شیطان کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا، جب ایسا شبہ تم میں سے کسی کو ہو تو کہے: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔''

فائدہ۔ اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جائے گا۔ کیونکہ اس کے بہکانے سے کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اگر یہ شبہ دل میں آئے تو اس کا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اس مردود شیطان سے کہے کہ اللہ تو سب کا پیدا کرنے والا ہے اور اللہ اسی کو کہتے ہیں جس کا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ ہو۔ پھر تیرا یہ پوچھنا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے۔

(٣٤٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)). [راجع:٣٤٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے۔ پھر کہتا ہے: کس نے یہ پیدا کیا؟ یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ اچھا تیرے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے۔''

فائدہ۔ یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جائے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٣٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ. [راجع:٣٤٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟'' پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جس طرح اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟)) قَالَ: وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثْنَانِ وَهٰذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ: سَأَلَنِي وَاحِدٌ وَهٰذَا الثَّانِي.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟'' راوی نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: سچ کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہا، ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

(٣٤٨) عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ

محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے کہ سچ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قَدْ قَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.

(۳۴۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! حَتّٰى يَقُولُوا: هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟)) قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَنِي نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ قَالَ: فَأَخَذَ حَصًى بِكَفِّهِ فَرَمَاهُمْ بِهِ ثُمَّ قَالَ: قُومُوا قُومُوا صَدَقَ خَلِيلِي ﷺ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''اے ابو ہریرہ! لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں) یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟'' ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے، اتنے میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابو ہریرہ! بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ سن کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں ان کو ماریں اور کہا: اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ ﷺ نے۔

(۳۵۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَسْأَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَقُولُوا: اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَهُ؟)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھیں گے یہاں تک کہ یوں کہیں گے کہ اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟''

(۳۵۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَا؟ مَا كَذَا؟ حَتّٰى يَقُولُوا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ تَعَالٰى؟)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تیری امت کے لوگ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ آخر یہ کہیں گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟''

(۳۵۲) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ إِسْحٰقَ لَمْ يَذْكُرْ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّ أُمَّتَكَ)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا: ''تیری امت کے لوگ۔''

بَابُ وَعِيدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ.

باب: جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لے اس کی سزا جہنم ہے۔

(۳۵۳) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ)).

[نسائی: ۵۴۳۴؛ ابن ماجه: ۲۳۲۴]

ابو امامہ رضی اللہ عنہ (ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی یا عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ، حق شرب، حد قذف، بیوی کے پاس رہنے کی باری) مار لے، قسم کھا کر تو اللہ نے اس کیلئے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اس پر جنت کو۔'' ایک شخص بولا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ ذرا سی چیز ہو آپ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: مسلمانوں کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے۔ اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر معاذ اللہ۔ اس کی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہوئے اور جہنم میں جائے۔ اب چاہے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اور اللہ کے نام کی عظمت بھی نہ کی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں اسی دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزریں۔ ایک تو یہ کہ حدیث محمول ہے اس شخص پر جو اس کام کو حلال جان کر کرے پھر مر جائے اسی اعتقاد پر تو وہ کافر ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق ہے جہنم کا مگر اللہ اس کو معاف کر سکتا ہے اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول بہلہ میں جب اور جنتی جنت میں جائیں گے تو اس کو خانہ نہ ملے گا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لے تو اس سے یہ غرض نہیں کہ کافر ذمی کا مار لینا حرام نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی سخت وعید اسی کے حق میں ہے۔ جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس میں اتنا سخت عذاب ہو۔ یہ تفسیر اس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہیں اس کو تاویل کی احتیاج نہیں اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مسلمان کی قید اس لئے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہوا کرتے ہیں نہ اس لئے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونوں کے حق کا ایک ہی حکم ہے پھر یہ عذاب اس شخص کیلئے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مر جائے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہو اپنے کئے ہوئے پر، اور وہ حق جو اس نے مار لیا تھا پھیر دے تو اس سے گناہ ساقط ہو جائے گا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہیں کرتا اس حق کو جو اس کا نہیں ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مباح کر دیتا ہے۔ (نووی) نووی رحمہ اللہ نے کہا: جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ابو امامہ حارثی رضی اللہ عنہ یعنی اس حدیث کے راوی نے وفات پائی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی۔ اس صورت میں مسلم کی روایت منقطع ہوئی۔ کیونکہ عبداللہ بن کعب رحمہ اللہ تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اس شخص سے جس نے وفات پائی ۳ھ میں لیکن یہ نقل ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی صحیح نہیں کیونکہ عبداللہ بن کعب رحمہ اللہ سے یہ بحث منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت میں کیا ہے۔ پھر یہ تصریح ہے عبداللہ بن کعب کے سماع کی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابوامامہ نے وفات پائی ۳ھ کو اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے۔ امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا۔ انتہی۔

(۳۵۴) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع:۳۵۳]

عبداللہ بن کعب کی سند سے بھی روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۵) عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ: فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالُوا: كَذَا وَكَذَا قَالَ: صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ نَزَلَتْ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟)) فَقُلْتُ: لَا قَالَ: ((فَيَمِينُهُ)) قُلْتُ: إِذًا يَحْلِفَ فَقَالَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قسم کھائے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کیلئے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔" جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: ابو عبدالرحمن! (کنیت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے؟ لوگوں نے کہا: ایسی ایسی حدیث۔ اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ سچ کہتے ہیں، یہ میرے متعلق اتری، میری اور ایک شخص کی شرکت میں زمین تھی یمن میں، تو جھگڑا ہوا مجھ سے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟" میں نے عرض کیا: نہیں۔

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ [٣/آل عمران:٧٧] إلى آخِرِ الْآيَةِ. (بخاری:٢٣٥٦، ٢٣٥٧، ٢٥١٥، ٢٦٦٦، ٢٦٦٧، ٢٦٧٦، ٢٦٧٧، ٢٤١٦، ٢٤١٧، ٤٥٤٩، ٤٥٥٠، ٦٦٧٦، ٦٦٧٧، ٧١٨٣، ٧١٨٥، ٧٤٤٥؛ ابوداود:٣٢٤٣؛ ترمذی: ١٢٦٩، ٢٩٩٦؛ ابن ماجه: ٢٣٢٣]

قسم کھا لے گا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجبور ہو کر قسم کھا لے مسلمان کا مال مارنے کیلئے اور وہ جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ غصے ہوگا اس پر۔'' پھر یہ آیت اتری: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ اخیر تک۔ یعنی ''جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم دے کر ذرا سا مال خریدتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اور ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کی طرف نہ دیکھے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

قائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا علما نے کہا: غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور اس کو عذاب کرے گا اور اس کے کام کو برا جانے گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنی غضب کی۔ علمائے سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی، جاری کیا ان کو ظاہر پر اور باز رہے ان کی کیفیت بیان کرنے سے، اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں۔ مگر نووی رحمہ اللہ نے اس مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے۔

(٣٥٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ)).

[راجع:٣٥٥]

فرمایا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے: جو شخص قسم کھائے ایک مال مارنے کیلئے اور وہ جھوٹا ہو اس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملے گا غصے کی حالت میں (یعنی اللہ اس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔ اس میں یوں ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں تکرار تھی۔ ایک کنویں میں ہم دونوں جھگڑا لے گئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے واسطے دو گواہ ہیں یا اس کی قسم ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٥٧) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾. [٣/آل عمران:٧٧]

إلى آخِرِ الْآيَةِ. [بخاری:٧٤٤٣]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص قسم کھائے کسی مسلمان کے مال پر ناحق، تو ملے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ اخیر تک۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۳۵۸) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى أَرْضٍ لِيْ كَانَتْ لِأَبِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِيْ فِيْ يَدِيْ أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَلَكَ يَمِيْنُهُ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ: ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ)) فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَدْبَرَ: ((أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ)).

[ابوداود: ۳۲۴۵، ۳۶۲۳؛ ترمذی: ۱۳۴۰]

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضرموت والے نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے میری زمین دبالی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندہ والے نے کہا: وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے۔ میں اس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں اس کا کچھ حق نہیں اس میں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضرموت والے سے کہا: تیرے پاس گواہ ہیں؟'' وہ بولا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس سے قسم لے'' وہ بولا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو فاجر ہے، قسم کھانے میں اس کو باک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اب کچھ بس اس پر نہیں چلتا سوا قسم کے۔'' پھر وہ چلا قسم کھانے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس نے پیٹھ موڑی: ''دیکھو اگر اس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑا لینے کی ناحق، تو وہ اللہ سے ملے گا اور اللہ اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا۔''

○ ○ ○ ○

(۳۵۹) عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّ هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى أَرْضِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ وَخَصْمُهُ رَبِيْعَةُ بْنُ عَبْدَانَ قَالَ: ((بَيِّنَتُكَ)) قَالَ: لَيْسَ لِيْ بَيِّنَةٌ قَالَ: ((يَمِيْنُهُ)) قَالَ: إِذًا يَذْهَبُ بِهَا قَالَ: ((لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَالِكَ)) قَالَ: فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). قَالَ إِسْحٰقُ فِيْ رِوَايَتِهِ: رَبِيْعَةُ بْنُ عَيْدَانَ. [راجع:۳۵۸]

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ اتنے میں دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کیلئے۔ ایک بولا: اس نے میری زمین چھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امرؤ القیس بن عابس کندی تھا اور اس کا حریف ربیعہ بن عبدان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس گواہ ہیں۔'' وہ بولا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس پر قسم ہے۔'' وہ بولا: یا رسول اللہ! تب تو وہ میرا مال اڑا لے گا (قسم کھا کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس یہی ہو سکتا ہے تیرے لئے'' جب وہ اٹھا قسم کھانے کو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مارے گا تو اللہ اس پر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملے۔'' اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عیدان ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یاء مشاۃ سے اور زہیر کی روایت میں باء موحدہ سے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یاء مشاۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبدالغنی بن سعید اور ابونصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے جن میں سے ہیں حافظ ابوالقاسم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے۔ دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے۔ تیسرے یہ کہ گواہ مقدم ہیں قبضے پر۔ اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اس کو دلا دی جائے گی بغیر قسم کے۔ چوتھے یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بھی اس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔ پانچویں یہ کہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہیں تو مؤاخذہ نہ ہوگا۔ چھٹے یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعویٰ کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کا مورث مر گیا ہے اور سوائے مدعی کے اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے تو اس کا فیصلہ کرنا درست ہے اور اس پر کہ مدعی اس کا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضروری نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعوے کے ثبوت پر۔ انتہی مختصراً۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ أَخْذَ مَالِ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرَ الدَّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ.

باب: جو شخص پرایا مال ناحق چھیننا چاہے تو اس کا خون اس کے حق میں لغو ہو جائے گا اور مارا جائے تو جہنم میں جائے گا اور مال والا اگر اپنا مال بچانے میں مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

(۳۶۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي؟ قَالَ: ((فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: ((قَاتِلْهُ)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: ((فَأَنْتَ شَهِيدٌ)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ؟ قَالَ: ((هُوَ فِي النَّارِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص آئے میرا مال (ناحق) لینے کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مت دے اپنا مال اس کو۔'' پھر اس نے کہا: اگر وہ لڑے مجھ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو بھی اس سے لڑ۔'' پھر اس نے کہا: اگر وہ مجھ کو مار ڈالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو شہید ہے۔'' پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم میں جائے گا۔''

فائدہ: یعنی وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اس کو بدلہ ملے گا اس ظلم کا اور جہنم میں جائے گا یا اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی میں جائے گا اور جو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مارا جائے تو تو شہید ہے یعنی تجھ کو ثواب شہیدوں کا ملے گا اگرچہ دنیا کے احکام میں شہید نہ ہوگا۔ کیونکہ شہید تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو کافروں کے ساتھ جہاد میں مارا جائے کسی سبب سے وہ تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونوں کے احکام کی رو سے یعنی دنیا میں یہ حکم ہے کہ اس کو غسل نہ دیں گے، نہ اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو درجہ شہیدوں کا ملے گا۔ دوسرے وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے دنیا کے احکام میں شہید نہیں۔ جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان سے گرایا جو اپنے مال کو بچانے میں مارا جائے جن پر شہید کا لفظ احادیث میں وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دیں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو ثواب شہیدوں کا سا ملے گا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ پہلی قسم کے شہیدوں کے برابر ملے۔ تیسرے وہ جو دنیا کے احکام کی رو سے شہید ہے مگر اس کو شہادت کا ثواب پورا ثواب نہ ملے گا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال میں خیانت کرے اور مثل اس کے جن کو کہا کہ وہ شہید نہیں ہیں۔ پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافروں کی جنگ میں مارا گیا اس کا حکم دنیا میں شہیدوں کا سا ہوگا نہ اس کو غسل دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے مگر آخرت میں اس کو پورا ثواب نہ ملے گا۔ شہید کو شہید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور اس کی روح جنت میں حاضر ہے برخلاف اور اموات کے وہ قیامت کے دن جنت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) فرشتوں نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعض نے کہا: اس لئے کہ شہید جان نکلتے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعض نے کہا: اس لئے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس کی روح لے جانے کو اور بعض نے کہا: اس لئے کہ اس کے ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہیں ظاہر کی رو سے اور بعض نے کہا: اس لئے کہ اس کا خون اور زخم اس پر گواہ ہیں کیونکہ وہ اٹھے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا۔ اور زہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اس کو شہید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتوں پر۔ اس صورت میں اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی امت گواہ ہے اور امتوں پر۔ انتہی ما قال النووی رحمہ اللہ۔

(۳۶۱) عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَاكَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرٍو: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ)).

ثابت سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عمرو بن عبدالرحمٰن کے جب عبداللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان میں فساد ہوا۔ تو دونوں مستعد ہوئے لڑنے کے لیے۔ خالد بن العاص یہ سن کر سوار ہوئے اور عبداللہ بن عمرو کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا: تجھے معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص مارا جائے اپنا مال بچانے کیلئے وہ شہید ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی کوئی ظالم ظلم سے اس کا مال ناحق چھیننا چاہے پھر وہ لڑے اس سے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے اور اگر اس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم میں جائے گا جیسے اگلی روایت میں گزرا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھیننا چاہے۔ اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعض مالکیہ نے یہ لکھا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے میں جیسے کپڑا یا کھانا قتل درست نہیں، مگر یہ مذہب کچھ نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علماء نے اور اپنا مال بچانے کیلئے لڑنا جائز ہے، واجب نہیں اگر چاہے تو نہ لڑے مال لٹنا گوارا کرلے لیکن اپنی بیوی کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کیلئے لڑنا ضروری ہے اور اپنی جان بچانے کیلئے اور دوسرے کو مارنا اس میں اختلاف ہے۔

(۳۶۲) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

ابن جریج کی سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ.

باب: جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کیلئے جہنم ہے۔

(۳۶۳) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: عَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَوٰةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا

حسن سے روایت ہے، عبیداللہ بن زیاد معقل بن یسار کی تیمارداری کو آیا جس بیماری میں وہ مر گئے تو معقل نے کہا: میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: "کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت دے پھر وہ مرے اس حالت میں کہ وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق میں مگر

محدث سافٹ ویئر متنوع اسلامی کتب کا ان پیج مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). [بخاري: ٧١٥٠، ٧١٥١، وانظر في مسلم: ٤٧٢٩، ٤٧٣٠]

○ ○ ○ ○

فوائد۔ یہ حدیث معقل رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ عبیداللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ نہ دے گی۔ پھر انہوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہیں۔ اور نیک بات کو بتلا دینا ضروری ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے اس وجہ سے انہوں نے اپنی زندگی میں بیان نہ کی کہ ایسا نہ ہو اس حدیث سے ایک فساد پھیلے، لوگ عبیداللہ بن زیاد کو برا جان کر اس کی اطاعت سے پھر جائیں یا عبیداللہ بن زیاد معقل کو ایذا پہنچا دے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہیں کی تو اور کسی کو اس سے کیا توقع تھی، رعیت کے حقوق میں خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم کیلئے اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونوں کی اصلاح ضروری ہے پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا ان کی جان اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا ان کی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرض منصبی میں خیانت کی، اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا تو ہمیشہ کیلئے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول بلہ میں جب اور جہنمی جنت میں جائیں گے یہ جانے سے محروم رہے گا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٣٦٤) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: دَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). قَالَ: أَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي بِهٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لِأُحَدِّثَكَ. [راجع: ٣٦٣]

حسن سے روایت ہے عبیداللہ بن زیاد معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے، ان کو معقل نے کہا: میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان نہیں کی تھی تجھ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کسی بندے کو رعیت نہیں دیتا پھر وہ مرتے وقت ان کے حقوق میں خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کر دیتا ہے اس پر جنت کو۔'' ابن زیاد نے کہا: کیا تم نے مجھ سے یہ حدیث بیان نہیں کی اس سے پہلے۔ معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بیان نہیں کی تجھ سے یا میں کا ہے کو بھلا تجھ سے بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا، اب تو مرتا ہوں اب مجھے تیرا ڈر نہیں اس واسطے بیان کر دی)۔

(٣٦٥) عَنْ هِشَامٍ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثَيْهِمَا. [راجع: ٣٦٣]

ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا: ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی بیمار پرسی کیلئے اتنے میں عبیداللہ بن زیاد آیا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی رسول اللہ ﷺ سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٦) عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ

ابوالملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی بصری) سے روایت ہے عبیداللہ بن زیاد نے بیمار پرسی کی معقل رضی اللہ عنہ کی ان کی بیماری میں تو معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں مرنے والا نہ ہوتا تو تجھ سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے ''جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر ان کی بھلائی میں کوشش نہ کرے اور خالص

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ)). [انظر في مسلم: ٤٧٣١]

نیت سے ان کی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہ جائے گا۔'' (بلکہ پیچھے رہ جائے گا اور اپنی ناانصافی کا عذاب بھگتے گا)۔

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ.

باب: بعض دلوں سے امانت اور ایمان اٹھ جانے کا بیان اور فتنوں کا آنا دلوں میں۔

(٣٦٧) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا: ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)) ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصًى فَدَحْرَجَهُ عَلَى رِجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ)).

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (امانت کے متعلق) دو باتیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ ''امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اتری۔ پھر انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث کو۔'' پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے)'' کہ امانت اٹھ جائے گی تو فرمایا: ایک شخص تھوڑی دیر سوئے گا پھر اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا نشان ایک پھیکے رنگ کی طرح رہ جائے گا، پھر ایک نیند لے گا تو امانت دل سے اٹھ جائے گی اور اس کا نشان ایک چھالے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکائے، پھر کھال پھول کر ایک چھالہ (آبلہ) نکل آئے، اس کے اندر کچھ نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اپنے پاؤں پر لڑھکائی اور فرمایا لوگ لین دین کریں گے۔ اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک شخص امانت دار ہے اور یہاں تک کہ ایک شخص کو کہیں گے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کریں گے) اور اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا. [بخاري: ٦٤٩٧، ٧٠٨٦، ٧٢٧٦؛ ترمذي: ٢١٧٩؛ ابن ماجه: ٤٠٥٣]

پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اوپر ایک زمانہ گزر چکا ہے جب میں بے کھٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنی لین دین) اس لئے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا لیکن آج کے دن تو میں تم لوگوں سے کبھی معاملہ نہ کروں گا البتہ فلاں اور فلاں شخص سے کروں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ظاہر یہ ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو ان سے لیا، امام ابوالحسن واحدی نے اس آیت ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ﴾ کی تفسیر میں کہا: ابن عباس نے کہا: امانت اللہ تعالیٰ کے وہ فرائض ہیں جو اس نے فرض کئے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا: امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے۔ اور ابوالعالیہ نے کہا: امانت سے اوامر اور نواہی مراد ہیں اور مقاتل نے کہا: امانت سے عبادات مراد ہیں۔ واقدی نے کہا: اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت ان سب کے نزدیک عبادات اور فرائض ہیں جن کے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ﴾ اور وہ عین ایمان ہے۔ تو جب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہوگا، اسی وقت وہ تکالیف کو پورا کرے گا اور ان کے ادا کرنے میں کوشش کرے گا۔ انتھٰی۔

مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہے اور شرع میں ایمان اور امانت لازم ملزوم ہیں، جس کے دل میں ایمان ہے، اس کے دل میں امانت بھی ہے اور جس کے دل میں ایمان نہیں ہے، اس کے دل میں امانت بھی نہیں۔ اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو۔ جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انہوں نے ہی اسلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا۔ پھر قرآن و حدیث کے حاصل کرنے سے ان پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف تھا اس پر اور صیقل ہوئی۔ اور جن دلوں میں امانت نہ تھی مکر اور خیانت سے ان کا خمیر ہوا تھا اوپر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابوجہل کا دل، ایسے دلوں کو قرآن اور حدیث سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر میں مضبوط ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا۔ اس کے سوا اور کچھ ان کا علاج نہ تھا۔ سونے سے یا یہی ظاہری معنی مراد ہیں یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تھوڑی دیر اللہ کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت میں بیٹھے گا بے ایمانوں کے ساتھ یا تھوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج لین دین میں مصروف ہوگا تو نور اڑ جائے گا اور تاریکی رہ جائے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دھوڈالو تو سیاہ سادھبہ رہ جاتا ہے۔ حدیث میں وکت کا لفظ ہے۔ جس کے معنی مَل کا داغ اور بعض نے کہا: پھیکی سیاہی اور بعض نے کہا: وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب تحریر سے نقل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سے اٹھنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اس کا اٹھ جائے گا تو اس کا نور جاتا رہے گا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جائے گا پھیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پھر جب اور ایک حصہ اٹھے گا تو چھالے کی طرح نشان ہو جائے گا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت میں جاتا ہے۔ اس میں سیاہی اول سے زیادہ ہوگی۔ تو امانت کے نور جانے کو اور بے ایمانی کی تاریکی کو چھالے سے مشابہت دی ایک انگارا پاؤں پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو جھٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کھال پر چھوڑ جاتا ہے، اور کنکری چلا کر آپ ﷺ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تا کہ لوگ بخوبی سمجھ جائیں۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹھتا جائے گا اور کفر کی سیاہی چھاتی جائے گی۔ پہلے ایک ہلکا سادھبہ ہوگا پھر اور زیادہ پھر اور یہاں تک کہ بالکل دل کالا ہو جائے گا اور ایمان کے بدلے کفر چھا جائے گا۔ اللہ کی پناہ۔ یعنی اس زمانے میں جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہیں مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بھروسہ ہے۔ یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا سے اٹھ جائے گا۔ مگر کہیں کہیں ہزاروں لاکھوں میں ایک آدھ شخص ایماندار اللہ سے ڈرنے والا رہ جائے گا۔ جو امانت دار ہوگا لوگ اس کو مشہور کریں گے کہ وہ ایک شخص امانت دار ہے۔ ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا جس کو روپیہ دو وہ ہضم کر جاتا ہے۔ امانت کا ادا کرنا تو کیا۔ بلکہ ساری دنیا میں بے ایمانی پھیل جائے گی تو ایمان کی قدر و منزلت بھی دل سے نکل جائے گی۔ تعریف بھی کریں گے تو بے ایمانوں کی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ حال حیدرآباد دکن میں دیکھا ہے وہ لوگ جو مؤمن مسلمان کہلاتے ہیں ذرا ذرا سے فائدے کے واسطے بے دین بے ایمان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں ان کی خوشامد کرتے ہیں اور جو شخص دین کی تائید کرتا ہے اس کو ان بے ایمانوں کے خوش کرنے کیلئے برا کہتے ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

جبھی تو اللہ کی مار ایسے نام کے مسلمانوں پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافر کی حکومت میں رہنے کے اس کی نگاہ میں ایسے ذلیل اور خوار ہو گئے ہیں کہ سوا باورچی گری، خدمتگاری خانسامانی کے اور کوئی کام ان سے نہیں لیا جاتا۔ اور ایک زمانے میں مسلمان تمام قوموں کے سرتاج تھے۔ ان کا رعب اور دھاک ایسی تھی کہ کافر ان کے نام سے لرزتے تھے۔ ہر ایک مسلمان اللہ کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تھا۔ یہی تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ چونکہ امانت اور ایمان داری کا زمانہ تھا اس لئے مسلمان تو سب امانت دار تھے ان سے بے خوف و خطر معاملہ اور لین دین کرتا۔ مار لینے کا تو ڈر تھا ہی نہیں اور یہی اور نصرانی بھی بے ایمانی کرنا توڑ و برائی سے اور جو کرتے تو اللہ اور اللہ کا حکم موجود تھا جو ان کو سزا دیتا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور بے ایمانی سے باز رکھتے اور میرا پیسہ مجھ کو دلا دیتے وہ ہرگز نہ دیتا۔ چند لوگوں کا نام لیا جو ایماندار ہوں گے، باقی لوگوں کا بھروسہ نہیں۔ اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بھی ویسے ہی ہوتے ہیں وہ رشوت خور اور ظالم ہونے کے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہیں اور غریب رعایا کو ستاتے اور ان کا حق تلف کرتے ہیں۔ اس وجہ سے حاکم سے بھی امید نہیں رہتی کہ وہ بے ایمان کو بھی سزا دے گا اور حق دلا دینے نہ دے گا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: بعض نے مبایعت سے جو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہودی اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو مبایعت سے وہی بیع کھوچ اور معاملہ اور لین دین مراد ہے۔

(۳۶۸) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

مختلف اسناد سے اعمش کی روایت گزشتہ روایت کے مثل ہے۔

(۳۶۹) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الْفِتَنَ؟ فَقَالَ قَوْمٌ: نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ: لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَجَارِهٖ؟ قَالُوْا: اَجَلْ قَالَ: تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ اَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْفِتْنَةَ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ: اَنَا قَالَ: اَنْتَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ بعض لوگوں نے کہا: ہاں ہم نے سنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھربار اور مال اور ہمسائے میں ہوتے ہیں، انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے سنا ہے۔ ان فتنوں کو رسول اللہ ﷺ سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آئیں گے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سن کر سب لوگ چپ ہو رہے۔ میں نے کہا: میں نے سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا۔

قَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ)).

کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”فتنے دلوں پر ایسے آئیں گے کہ ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک جیسے بوریے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم رہیں۔ دوسرے کالا سفیدی مائل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی بات سمجھے گا، نہ بری بات کو بری مگر وہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔

قَالَ حُذَيْفَةُ: وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ اَنْ يُّكْسَرَ قَالَ عُمَرُ: اَكْسَرًا

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا أَبَا لَكَ فَلَوْ أَنَّهُ فُتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ: لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهُ أَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ.

ہے کہ وہ ٹوٹ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ٹوٹ جائے گا۔ تیرا باپ نہیں۔ اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا۔ میں نے کہا، نہیں ٹوٹ جائے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جائے گا یا مر جائے گا۔ پھر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی۔

قَالَ أَبُو خَالِدٍ: فَقُلْتُ لِسَعْدٍ: يَا أَبَا مَالِكٍ! مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًّا؟ قَالَ: شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ قَالَ: قُلْتُ: فَمَا الْكُوزُ مُجَخِّيًا؟ قَالَ: مَنْكُوسًا.

ابوخالد نے کہا: میں نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) اسود مرباداً سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: سفیدی کی شدت سیاہی میں۔ میں نے کہا: کَالْكُوزِ مُجَخِّيًا سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: کوزا اوندھا ہوا۔

فائدہ۔ فتنہ کے اصل معنی آزمائش اور امتحان ہے پھر عرف میں اس کو کہنے لگے، جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو۔ ابوزید نے کہا: یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا، جب اس کا حال بدل جائے اور اچھے سے برا ہو جائے اور فتنہ اہل اور مال میں یہ ہے کہ ان کی محبت بہت غالب ہو جائے اور اللہ کے احکام کو فراموش کرے ان کو بجا نہ لائے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جائیں۔ ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اس کا حق ادا نہ کرے۔ تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جن کا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد فتنوں سے وہ فسادات تھے جو آئندہ آپ کی امت میں ظاہر ہوں گے۔ ان میں مسلمانوں کا کشت وخون ہوگا یا گمراہی پھیلے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سنا ہے تیرا باپ، بہت اچھا تھا یعنی جس کے لفظ سے تجھ سا لڑکا پیدا ہوا، حدیث میں للہ ابوك ہے۔ اور یہ ایک کلمہ ہے مدح کا، عرب کے لوگوں کی عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں کیونکہ باپ کی نسبت اللہ کی طرف کرنا اس کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ اور ناقۃ اللہ۔ صاحب تحریر نے کہا: جب لڑکے کی کوئی اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کلمہ کہتے ہیں یعنی تیرا باپ بہت عمدہ تھا جس نے ایسا لڑکا جنا (نووی رحمہ اللہ) حدیث میں ((كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا)) ہے۔ اس کو تین طرح پڑھا ہے ایک عُودًا عُودًا بضم عین دال مہملہ سے۔ دوسرے عَوْدًا عَوْدًا فتح عین دال مہملہ سے۔ تیسرے عَوْذًا عَوْذًا بفتح عین ذال معجمہ سے۔ صاحب تحریر نے طرف اول وجہ کو بیان کیا ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے تین وجہوں کا ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے اور کہا کہ ہمارے شیخ ابوالحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے۔ اب تینوں وجہوں کا ترجمہ الگ الگ مذکور ہوتا ہے۔ پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں میں ایک کے بعد ایک آتے جائیں گے جیسے بوریے کی تیلیاں (یعنی کاڑیاں) ایک کے بعد ایک لگائی جاتی ہیں یعنی بوریا بننے والا جیسے پہلی تیلی لیتا ہے، اس کو بن کر پھر دوسری تیلی بناتا ہے۔ اسی طرح یہ فتنے بھی ہوں گے کہ پہلے ایک دل میں جمے گا، پھر دوسرا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تشبیہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں کی ایک جانب میں آن کر چپک جائیں گے جیسے بوریا بننے والے کے پہلو سے چپک جاتا ہے اور عَوْدًا عَوْدًا کے یہ معنی ہوں گے کہ بار بار وہی فتنے آئیں گے۔ تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں پر آئیں گے اور چپکیں گے بوریے کی طرح۔ اللہ کی پناہ ان فتنوں سے یعنی اللہ بچائے ہم کو ان فتنوں سے (نووی رحمہ اللہ) پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے (یعنی سما جائے گا اور بیٹھ جائے گا) تو اس میں ایک کالا داغ ہوگا۔ اور جو دل اس کو نہ مانے گا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہے گا) اس میں ایک سفید نورانی دھبہ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح (جس میں کوئی چیز لگ نہیں سکتی۔ یہ تشبیہ ہے، اس دل کی صاف چکنے پتھر سے یعنی جیسے اس قسم کا پتھر صاف داغوں سے پاک ہوتا ہے ویسے ہی یہ دل بھی ان فتنوں کی آلائش سے پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنی بھورا) اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھے گا نہ بری کو برا۔ اپنی خواہش کے تابع ہوگا۔ محکم دلائل وبراہین سے اور بعض متشابہ کو منزل ومؤول کرنے سے۔ (یہ تمام مسائل مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) راوی نے خود اس کی تفسیر آگے بیان کی ہے۔ اور کہا ہے کہ اسود مورباداً سے مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہونا سیاہی میں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اس میں غلطی ہوئی ہے یعنی شدة البياض في سواد میں اور بجائے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جس سیاہی میں سفیدی غالب ہو اس کو ربدہ نہیں کہتے بلکہ بلق کہتے ہیں۔ اگر بدن میں ہو اور آنکھ میں ہو تو حور کہتے ہیں اور ربدہ تو وہ ذرا سی سفیدی ہے جو سیاہی میں ملی ہوتی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسی واسطے اس کو ربدہ کہتے ہیں۔ ابوعبیدہ نے ابوعمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ میں ہوتا ہے۔ ابن درید نے کہا: ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ جس سیاہی میں تیرگی مل جائے اور مجخیاً کے معنی اوندھا۔ اس کی تفسیر بھی آگے آئی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے ابن سراج نے کہا: كالكوز مجخيا یہ اس کی سیاہی کی تشبیہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اس کے اوصاف میں سے یعنی وہ دل اوندھا ہو گیا ہے جیسے کوزا اوندھا ہو جاتا ہے پھر اس میں پانی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اس دل میں کوئی بہتری اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہے گی۔ اور اس کا بیان کیا یہ کہہ کر نہ وہ بھلی بات کو بھلی سمجھے گا نہ بری کو بری۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: جو دل بھلی بات کو نہ جمنے دے اس کو مشابہت دی اوندھے کوزے سے جس میں پانی نہیں ٹھہرتا۔ صاحب تحریر نے کہا: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اس کے دل میں تاریکی آ جاتی ہے پھر وہ فتنے میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اس کے دل سے رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل اوندھے کوزے کے الٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اوندھا کر دو تو اس میں جو کچھ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پھر کچھ نہیں سماتا اسی طرح اس کے دل سے اسلام کا سارا نور نکل جاتا ہے اور پھر بالکل نہیں آتا (نووی رحمہ اللہ) یہ جو فرمایا: فتنے دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آئیں گے، تو اب فتنوں کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجوں کی طرح آنے لگیں گے۔ یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تیرا باپ نہیں، یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان میں کسی کام پر مستعد کرنے کو کہتے ہیں یعنی تجھے کوئی بچانے والا نہیں، اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت میں تیرا شریک ہوتا اور تجھے اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی مگر اب تو تو اکیلا ہے پھر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے کو بچانے میں (نووی رحمہ اللہ) فرمایا: تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے یعنی یہ دروازہ جو ابھی بند ہے اور فتنوں کو روکے ہوئے ہے۔ ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب سے تمام فساد رکے ہوئے ہیں۔ پھر جب وہ مارا جائے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنوں کی روک جاتی رہی اب دھڑا دھڑ فتنوں کی موجیں امنڈ امنڈ کر آئیں گی اور سب لوگ تلاطم میں پڑ جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ذات ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اور شاید حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یوں ہی سنا ہو، شک کے طور پر کہ وہ مارے جائیں گے یا مر جائیں گے یا حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ جانتے ہوں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مارے جائیں گے لیکن انہوں نے اس کا صاف بیان کرنا ان کے روبرو مناسب نہ سمجھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اس دروازے کو جانتے تھے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث غلط نہ تھی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہ تھی نہ اہل کتاب کی کتابوں سے نکالی گئی تھی۔ بلکہ خاص رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ پھر جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو فتنوں کی روک تھے۔ شہید ہوئے اور ان کے بعد سے برابر فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، جنگ جمل، جنگ صفین، قتل خوارج، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، واقعہ حرہ کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی، اہل بیت نبوی ﷺ کی بے حرمتی، مختار بن عبید ثقفی کی جنگ، مصعب رضی اللہ عنہ کی جنگ مختار سے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل، مکہ معظمہ میں اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتھ سے، اسی طرح سے ہزاروں خرابیاں اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کے آپس میں واقع ہوئے۔ سبحان اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی کیلئے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے۔ دوسری حدیثوں کی ضرورت نہیں جن کی ذات مقدس آفتوں اور بلاؤں کی روک، اسلام کی پشت پناہ، کافروں پر ہلاک، مسلمانوں میں اتفاق تھی، اس ذات کو بعضے بدذات شریر کس منہ سے برا کہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول سے نہیں شرماتے۔

(۳۷۰) عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ يُحَدِّثُنَا فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ

ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثیں بیان کرتے، انہوں نے کہا: کل امیر المؤمنین نے جب میں ان کے پاس بیٹھا، آپ نے لوگوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتَنِ؟ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيْرَ أَبِيْ مَالِكٍ لِقَوْلِهِ: ((مُرْبَادًّا مُجَخِّيًا)).

پوچھا: تم میں کس کو یاد ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فتنوں کے باب میں؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں مرباد اور مجخیا کی تفسیر نہیں ہے جیسے اوپر کی روایت میں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۱) عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حُذَيْفَةُ - مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ كَنَحْوِ حَدِيْثِ أَبِيْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: قَالَ: حُذَيْفَةُ حَدَّثَهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ - قَالَ: يَعْنِيْ أَنَّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ربعی بن حراش سے روایت ہے، انہوں نے سنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی فتنوں میں؟ وہاں حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا میں بیان کرتا ہوں پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔ اس روایت میں یہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی (یعنی سنی سنائی ادھر ادھر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا وَأَنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ.

باب: اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جائے گا اور سمٹ آئے گا دونوں مسجدوں کے بیچ میں۔

(۳۷۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ غَرِيْبًا فَطُوْبَى لِلْغُرَبَاءِ)). [ابن ماجه: ۳۹۸۶]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام شروع ہوا غربت سے (مدینے میں) اور پھر ایسے ہی لوٹ آئے گا، جیسے شروع ہوا تھا (مدینہ میں) تو خوشی ہو غریبوں کیلئے۔''

قائدہ: اسلام شروع ہوا مدینہ سے یعنی پہلے ان لوگوں سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور وہ غریب مسافر تھے، اپنے وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا یعنی آخر زمانہ میں اسلام سمٹتے سمٹتے پھر مدینے میں آ جائے گا اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہو گا جو مسلمان ہوں گے وہ کافروں کے ڈر سے مدینہ میں بھاگ کر آ جائیں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا معدودے چند لوگوں سے۔ پھر آخر زمانہ میں بھی اسی طرح گھٹ کر تھوڑے لوگوں میں رہ جائے گا۔ اب جو فرمایا طوبیٰ ہو غربا کیلئے تو طوبیٰ کا معنی خوشی اور سرور ہے اور بعض نے طوبیٰ سے جنت کو مراد لیا ہے۔ بعض نے اس درخت کو جو جنت میں ہے اور یہ سب معنی بن سکتے ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۳۷۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِيْ جُحْرِهَا)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام شروع ہوا غربت میں اور پھر غریب ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا اور وہ سمٹ کر دونوں مسجدوں (مکے مدینے) کے بیچ میں آ جائے گا، جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ (بل) میں چلا جاتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونوں زمانوں میں اسی حال پر ہوگا کیوں کہ اول زمانہ میں جو سچا ایماندار تھا، وہ مدینے میں چلا آیا تو ہجرت کر کے اس کو وطن بنانے کو، یا رسول اللہ ﷺ کی زیارت کو اور آپ ﷺ سے علم حاصل کرنے کو، ایسا ہی خلفا کے زمانے میں رہا اور ایسا ہی اس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت کے پیشوا اور امام گزرے ہیں وہ حدیث حاصل کرنے کیلئے مدینہ میں آئے اور ہمارے زمانے تک بھی لوگ وہیں جاتے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کیلئے اور وہاں کے اور مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کیلئے تو مدینہ میں نہ آئے گا مگر وہی جو مؤمن ہوگا۔ انتہی۔ السراج الوہاج میں ہے کہ شاید واقعہ قیامت کے قریب ہوگا۔ اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانہ تک رہے گا اور وہ غریب ہو جائے گا اور حرمین میں سمٹ کر آ جائے گا۔ اور یہ وقت ابھی تک نہیں آیا باوجود اس کے کہ اسلام غریب ہو گیا ہے۔ اور کیسا غریب، دوسری روایت میں ہے عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین سمٹ کر حجاز میں آ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندھ جائے گا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے۔ اور دین شروع ہوا غربت سے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غربا کیلئے اور غربا وہ ہیں جو سدھاریں گے میری سنت کو جب لوگ بگاڑیں گے اس کو، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ مرقات میں ہے کہ حجاز عرب کے اس ٹکڑے کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہیں اور اس کے گرد بستیاں، اور یہ بات تو بعض نے کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانہ میں اس لئے کہ تمام دنیا کے شہر بھر گئے ہیں بے دینی سے اور اس وقت میں دین سمٹ گیا ہے حجاز کی طرف اور حجاز سے اشارہ ہے اس مبارک ٹکڑے کی طرف جس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ یمن سے ایک جماعت پیدا ہوئی اہل حدیث کی، جنہوں نے سدھارا رسول اللہ ﷺ کی ان سنتوں کو جن کو لوگوں نے بگاڑ دیا تھا اور اب تک بعض لوگ ان میں یمن میں باقی ہیں یا اللہ! تو ہم کو ان میں سے کر اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کر۔ مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ اخیر زمانہ میں اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جا بجا کافر مسلمانوں کے اوپر غالب ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ تمام ممالک اور بلاد کافروں کی حکومت میں آ جائیں گے اور سب جگہ کافروں کا زور ہو جائے گا اور آخر پھر وہی شہر یعنی مکہ اور مدینہ جہاں سے اسلام شروع ہوا تھا، مسلمانوں کیلئے پناہ کی جگہ ہوگی اور یہ امر کچھ ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ہے۔ سب سے پہلے جو ملک مسلمانوں کے قبضہ سے گیا وہ اندلس کا ملک تھا، جہاں کی مسجدیں اور مدرسے مسلمانوں کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہیں۔

اور ایک مسجد قرطبہ میں اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا میں اور کہیں نہیں، مگر افسوس ہے کہ نصاریٰ نے غالب آ کر اس مسجد کو گرجا بنا دیا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے تو اس قدر تیزی سے مسلمانوں کا تنزل ہو رہا ہے اور ان کی حکومتیں برباد ہوتی جاتی ہیں کہ اگر ایسا ہی رہا اللہ نہ کرے تو بہت قریب زمانے میں مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہ جائے گی۔ وہ ملک جہاں صدہا برس سے مسلمان بستے اور رہتے تھے اور کافروں کا نام و نشان تک نہ تھا اب وہاں پر کافر بادشاہ ہیں اور مسلمان ذلیل و خوار۔ پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر نصاریٰ کے قبضے میں آئی پھر ابھی چند ہی روز گزرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستوں نے چھین لیا اور بخارا اور خیوا اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دبا لیا اور بلقان اور بوسینیا اور سربیا اور جبل اسود جو روم کے سلطان کے زیر نگین تھے وہ مختار ہو گئے۔

اسی طرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار ہو گیا۔ اب اس وقت میں جب میں اس حدیث کی تفسیر لکھ رہا ہوں مرو اور ترکمانوں کا ملک روس کے نصاریٰ نے دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بھی ہے اور ادھر سے ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر دعوے کر رہے ہیں اور ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکال کر وہاں اپنا اقتدار جما رہے ہیں اور جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے اپنے قبضے میں کئے ہیں۔ اب دو سلطنتیں نام کیلئے باقی ہیں یعنی روم اور ایران کی، وہ بھی نصاریٰ سے خائف اور لرزاں ہیں۔[1] اور ان ہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہیں۔ حدود شرعیہ کا نام و نشان نہیں فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے۔ اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کیلئے بھی مسلمانوں کی سلطنت اور حکومت نہ رہے گی اور وہ سب نصاریٰ کی رعایا بن کر رہیں گے اور جو سچے مسلمان ہوں گے، وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ میں دم لیں گے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

[1] آج حالت یہ ہے کہ افغانستان پر آگ برسائی گئی اور امارت اسلامی کو گرا کر عیسائی حکومت قائم کروی گئی پھر عراق پر حملہ کر کے مسلم حکومت کو تاراج کیا گیا اور عیسائی اسٹیٹ بنا دیا گیا اور اسی طرح اور بھی بہت سے مسلم ممالک پر عیسائی، یہودی اور ہندو نظریں جمائے بیٹھے ہیں..... مگر گھبرانے کی بات نہیں اس بات پر جتنا بھی اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے کہ آج (نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ مسلمان چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر جہاد کریں گے اور دین کی حفاظت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں سے دوبارہ قیامت سے پہلے خلافت نبوی منہج کے مطابق چلا دیں گے)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان گروہوں نے کفر کے اس سیلاب کے آگے بند باندھا ہے یہ لوگ بالکل معمولی ہتھیاروں کے ساتھ دنیا کی اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی کا مقابلہ کر رہے ہیں اور صرف مقابلہ نہیں بلکہ کفر یہ بات کہنے پر مجبور کر رہے ہے کہ ہم تو چند دنوں کے پروگراموں کو کئی سالوں تک بھی نہ حاصل کر سکے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ انفرادی طور پر اپنی ذات پر مکمل دین کو نافذ کریں اور اجتماعی معاشرہ میں جہاں تک ہو سکے غلبۂ دین کے لیے حصہ ڈالیں اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو خلافت علی منہاج النبوۃ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ (آمین)

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اس وقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ میں تو اس وقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سے وہاں کچھ شیاطین ہیں جو مانع ہوتے ہیں پھر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کی طرف کیا مراد ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ میں فی الحال ہے جب کہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافروں سے ڈر کر مکہ اور مدینہ میں جا ملیں گے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لیں گے اور اس وقت میں بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین میں رائج ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جائے گی۔ ج جو کوئی زندہ رہے گا وہ اس کو دیکھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ج الحمد للہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت آل سعود کی قسمت میں لکھی کہ انہوں نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر آج سے تقریباً سوا تین سو سال قبل حرمین شریفین سے بدعات و خرافات کا خاتمہ کر کے کتاب و سنت کی حکمرانی قائم کی۔ اللہ کے دین کو غالب کیا اور ڈاکوؤں کی چوٹ پر حدود کو نافذ کر کے عدل و انصاف کی مثال قائم کر ڈالی۔
اللہ تعالیٰ تا قیامت حرمین شریفین میں توحید و سنت کی بالادستی قائم رکھے۔ آمین

(۳۷٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا)).

[بخاری: ۱۸۷٦؛ ابن ماجه: ۳۱۱۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان سمٹ کر مدینہ میں اس طرح سے آجائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں سما جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ ذَهَابِ الْإِيمَانِ آخِرَ الزَّمَانِ.

باب: آخیر زمانے میں ایمان کا مٹ جانا۔

(۳۷۵) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ)). [ترمذی: ۲۲۰۷]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا، اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: مراد یہ ہے کہ قیامت اسی وقت ہوگی جب سب لوگ بدترین رہ جائیں گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور یمن کی طرف سے ایک ہوا آئے گی قیامت کے قریب تو سب مؤمن مر جائیں گے اس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے۔ پہلے مجھ کو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشت سے پیوستہ) مگر اس زمانے میں تصدیق ہوگئی اور حدیث پر کامل یقین ہو گیا۔ ہمارے زمانے میں اللہ کے منکر بہت پھیلتے جاتے ہیں اور کوئی اللہ کا نام لے تو اس پر ہنستے ہیں۔ پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنی دہری یا نیچری رہ جائیں گے۔ اور اللہ کو ماننے والے سب اٹھ جائیں گے۔

(۳۷۶) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى أَحَدٍ يَقُوْلُ: اللّٰهُ اللّٰهُ)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی اس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا'' (بلکہ جب وہ مرے گا اس وقت قیامت ہوگی)

بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِسْرَارِ بِالْاِيْمَانِ لِلْخَائِفِ.

باب: جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے۔

(۳۷۷) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَحْصُوْا لِيْ كَمْ يَلْفِظُ الْاِسْلَامَ)) قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ؟ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلَوْا)). قَالَ: فَابْتُلِيْنَا حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّيْ إِلَّا سِرًّا. [بخاری: ۳۰۶۰؛ ابن ماجه: ۴۰۲۹]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں۔'' پھر ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لے کر سات سو تک ہیں آپ نے فرمایا: ''تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ۔'' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے، یہاں تک کہ بعض ہم میں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانچ سو۔ اور ایک روایت میں پانچ سو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عورتیں بچے سب ملا کر ایک ہزار پانچ سو ہوں گے۔ اور مرد چھ سو، سات سو ہوں گے اور لڑنے کے قابل پانچ سو ہوں گے۔ سبحان اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں پر ان کو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری دنیا میں بیس کروڑ سے کم نہ ہوں گے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جس کی انتہا نہیں۔ فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ یعنی یہ ان فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے۔ پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہو گیا۔ ایک کی ایک فکر میں تھا۔ اکثر گھر میں ہی پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہوگئی۔ ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہو گئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نہایت اعلیٰ عبادت ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی اس سے منع نہیں کرتے۔ اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں؟ انہوں نے کہا: شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا اللہ کا گھر ہے، کسی کی ملک نہیں، پھر جو چاہے اس میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی بندگی کرے۔ افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال۔ اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ میں کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اس کو اپنی مسجد میں آنے نہیں دیتے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد میں آنے سے اور اس میں نماز پڑھنے سے منع نہ کریں یہاں تک کہ شیعہ اور خوارج اور معتزلہ کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا درست نہیں ہے۔

بَابُ تَأَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَخَافُ عَلٰى إِيْمَانِهِ لِضُعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ

باب: جو شخص ضعیف الایمان ہو اس کا دل ملاتا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نہ کہنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْإِيمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ قَاطِعٍ.

(۳۷۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ مُسْلِمٌ)) أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا: ((أَوْ مُسْلِمٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي النَّارِ)). [بخاری: ۲۷، ۱۴۷۸؛ ابوداود: ۴۶۸۳، ۴۶۸۵؛ نسائی: ۵۰۰۷، ۵۰۰۸؛ وانظر فی مسلم: ۲۴۳۴]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فلاں کو دیجیے وہ مؤمن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان ہے۔'' میں نے تین بار یہی کہا کہ وہ مؤمن ہے۔ آپ ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا: ''مسلمان ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں اللہ اس کو اندھے منہ جہنم میں نہ گرا دے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی تو اس کو یقیناً مؤمن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یوں کہہ وہ مؤمن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اس کے ایمان کا انکار نہیں نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اس کو یقیناً مؤمن کہنے سے اس وجہ سے کہ اس کا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہ ہوا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اس کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہے زبان سے اقرار کرنے سے۔ صاحب تحریر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس شخص کے مؤمن نہ ہونے کا، حالانکہ اس میں اشارہ ہے اس کے مؤمن ہونے کا کیونکہ آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض شخص کو میں زیادہ چاہتا ہوں مگر دیتا اور کو ہوں، ایسا نہ ہو وہ جہنم میں اوندھا گرایا جائے۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے۔ اور اس میں اشارہ ہے اس مذہب کی طرف جو حق ہے کہ فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک دل سے یقین نہ ہو اور کرامیہ اور بعض مرجیہ یہ کہتے ہیں کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانوں کے اجماع کے اور خلاف ہے اور آیات اور احادیث کے جن سے منافقوں کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تھے مگر زبان سے اقرار کرتے تھے۔ (نووی رحمہ اللہ)

آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا ہے اور میں اس کو دنیا کا مال دیتا ہوں تو اس وجہ سے نہیں دیتا کہ میں اس کو زیادہ چاہتا ہوں، چاہتا تو میں دوسرے کو ہوں جس کا ایمان قوی ہے مگر ضعیف الایمان کو اس کا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہو جائے اور اسلام سے پھر جائے پھر جہنم میں اوندھے منہ گرے اور جس کا ایمان قوی ہے اس کو اتنی ضرورت مال دینے کی نہیں کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام میں اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے اور مفضول، فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس کی کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضروری نہیں کہ ہر مشورہ قبول کرے بلکہ اس میں غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اس کو رد کر سکتا ہے۔ اور کسی کو یقیناً مؤمن نہیں کہنا چاہیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام میں۔ پھر جو اس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت میں جانے کا یقین نہیں مگر جن کے لیے نص آگئی جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اس پر اجماع ہے اہل سنت کا۔

(۳۷۹) عَنْ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيهِمْ. قَالَ سَعْدٌ: فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور میں وہاں بیٹھا تھا تو آپ ﷺ نے بعض کو نہیں دیا حالانکہ وہ مجھ سے نزدیک ان میں بہتر تھا میں نے کہا: یا رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ: فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ: فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْ مُسْلِمًا إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ)). [راجع:٣٧٨]

اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فلاں کو نہیں دیا، میں تو اللہ کی قسم اس کو مؤمن جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلم۔'' پھر تھوڑی دیر میں چپ ہو رہا۔ بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فلاں کو کیوں نہیں دیا؟ اللہ کی قسم میں تو اس کو مؤمن جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلم'' پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں کو کیوں نہیں دیا؟ اللہ کی قسم! میں تو اس کو مؤمن جانتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلم'' میں دیتا ہوں ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہیں اوندھے منہ جہنم میں نہ گرے۔''

(٣٨٠) عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ: أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ وَزَادَ فَقُمْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ: مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ. [راجع:٣٧٨]

سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیا۔ میں بیٹھا تھا۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔ اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فلاں کو کیوں چھوڑ دیا؟

(٣٨١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هٰذَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ: ((أَقِتَالًا؟ أَيْ سَعْدُ! إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ)). [بخاري: ١٤٨٧؛ وانظر في مسلم: ٢٤٣٥]

محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا: ''کیا لڑتا ہے اے سعد! میں دیتا ہوں ایک آدمی کو'' (آخر تک)

بَابُ زِيَادَةِ طُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَظَاهُرِ الْأَدِلَّةِ.

باب: جب دلیلیں خوب پہنچ جائیں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(٣٨٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کو شک کیوں نہ ہو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا۔ انہوں نے کہا: اے پروردگار! مجھ کو دکھلا دے تو کس طرح زندہ کرے گا مردوں کو؟ پروردگار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوَلَمْ تُؤْمِنْ؟ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ﴾ [٢/ البقرة: ٢٦٠] قَالَ: ((وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ)).

(بخاري: ٤٥٣٧، ٤٦٩٤؛ ابن ماجه: ٤٠٢٦؛ وانظر في مسلم: ٦١٤٢]

نے فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں اس بات کا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں مجھ کو یقین ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔ اور رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تھے مضبوط سخت کی۔ اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام رہے، تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔"

○ ○ ○ ○

قائل: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہم کو شک کیوں نہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا کئی اقوال پر۔ سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابوابراہیم مزنی اور ایک جماعت علما نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا۔ اور جو ان کو شک ہوتا باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں علیہم السلام کو بھی شک ہوتا حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ ﴾ الآیۃ تو بعض لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا ان کو شک ہوا مردوں کے جی اٹھنے میں اور ہمارے پیغمبر کو شک نہیں ہوا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر بھی کیسے خلیل اللہ پھر اگر ان کو شک ہوتا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہوتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر مقدم کیا بر طریق تواضع اور ادب کے۔ اور شاید اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ ہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبروں سے درجے میں زیادہ ہیں، پھر اختلاف کیا ہے علما نے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک نہ تھا تو انہوں نے اللہ سے درخواست کیوں کی کہ مجھ کو دکھلائے تو کیسے زندہ کرے گا مردوں کو۔ بیان کیا ہے کئی وجہوں کو لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا مگر انہوں نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہو جائے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو جلائے گا لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا، اس واسطے انہوں نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑھ کر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی میں شکوک باقی رہتے ہیں پھر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہیں۔ یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو اللہ کے پاس آزمانا چاہا کہ اللہ ان کی درخواست قبول کرتا ہے یا نہیں۔

اور اس صورت میں ﴿ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ﴾ کے یہ معنی ہوں گے کیا تجھ کو یقین نہیں اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑھانا چاہا اگرچہ پہلے بھی ان کو یقین تھا اور شک بالکل نہ تھا مگر وہ علم الیقین تھا۔ انہوں نے چاہا کہ اس سے بڑھ کر عین الیقین کا درجہ حاصل ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب انہوں نے مشرکوں پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو اللہ سے چاہا کہ اس امر کو دکھلا دے تاکہ ان کی دلیل صاف ثابت ہو جائے اور بعض نے اور وجہیں بیان کی ہیں مگر وہ ظاہر نہیں ہیں۔ امام ابوالحسن واحدی نے کہا: اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیوں کیا تو اکثر لوگوں نے کہا کہ انہوں نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکھا جس کو درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کھا رہے تھے ان کو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹھے ہوں گے۔ اور ان کے دل کو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹھنا دیکھیں ان کو شک نہ تھا لیکن انہوں نے یہ بات چاہی کہ اس کو دیکھ لیں جیسے مؤمنین چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکھیں اور اللہ کے دیدار کے طالب ہیں حالانکہ ان کو ان سب کا یقین ہے اور ان میں شک نہیں ہے۔ انتہی۔ فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تھے یعنی جب فرشتے اللہ کا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو خوبصورت لڑکوں کے بھیس میں آئے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو مہمان سمجھ کر ان کی مہمانی کرنا چاہی، مگر ان کی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈے بازی میں مبتلا تھے جمع ہو کر آئے اور ان مہمانوں کو ستانا چاہا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کوئی دقیقہ ان مہمانوں کی خاطر داری اور دل جوئی میں نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو، مہمانوں کے روبرو اگر تم کو ایسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیاں حاضر ہیں اس پر بھی انہوں نے نہ مانا، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) تب حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا: کاش مجھے زور ہوتا تو تم کو رد کتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنی میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا۔ اور یہ جو انہوں نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والوں کی پناہ کا ذکر کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اللہ سے غافل تھے بلکہ انہوں نے اپنے مہمانوں کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا اس جہاں تک چلتا میں تم کو بچاتا۔ اور شاید اس وقت رنج میں اللہ کی پناہ لینا بھول گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ ان پر رحم کرے۔ فرمایا: اگر میں قید خانے میں اتنے دن رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام رہے میں تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا یعنی جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قید خانے میں رہے۔ آخر عزیز مصر کی طرف سے ایک بلانے والا آیا کہ چل کر اس کے خواب کی تعبیر بیان کریں۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ مانا اور فرمایا: جب تک عورتوں کے مکر کی دریافت نہ ہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہو جائے گی اس وقت تک میں نہ آؤں گا تو ہمارے پیغمبر ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت بیان کی کہ ان میں کس قدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے میں ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو جس طرح ہو سکے اس سے چھوٹنے میں جلدی کرتا ہے۔

(۳۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ ﴿وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى جَازَهَا. [بخاری: ۳۳۸۷، ۶۹۹۲، وانظر فی مسلم: ۶۱۴۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں مذکورہ حدیث کی مثل مگر مالک کی سند سے جو روایت ہے اس میں یہ لفظ ہیں کہ (یہ سوال اس لیے ہے) کہ میرا دل مطمئن ہو جائے پھر باقی ساری آیت پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۴) عَنْ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ: ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى اَنْجَزَهَا. [راجع: ۳۸۳]

ابواویس کی سند سے بھی یہ روایت ہے کچھ الفاظ مختلف ہیں مگر معنی وہی ہے جو گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ وُجُوْبِ الْاِيْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ اِلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ.

باب: ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتوں کو آپ ﷺ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے۔

(۲۸۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ عَزَّوَجَلَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)). [بخاری: ۴۹۸۱، ۷۲۷۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر ایک پیغمبر علیہ السلام کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر آدمی لیکن مجھ کو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر علیہ السلام کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن۔"

فائدہ: یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر علیہ السلام کو نہیں ملا، اس لیے میرے تابع دار زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جس میں سحر وغیرہ کا شبہ نہیں ہو سکتا برخلاف اور معجزوں کے کہ ان میں سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہوں گے یا اور پیغمبروں علیہم السلام کے معجزے گزر گئے جیسے ان کا زمانہ گزر گیا۔ اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک رہے گا۔ (تقی عثمانی عفی عنہ ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور وہ معجزہ اس واسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اس کی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے عافات نے سب آدمیوں کو عاجز کر دیا کہ کوئی اس کی مثل ایک سورت بھی بنا سکے۔ اگر وہ سب جمع ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گزرے ہزاروں قرآن کے مخالفین ہوئے مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ اس کے مقابلے کی ایک سورت بنا تا۔ ہمارے زمانے میں بعض عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہیں جو قرآن کی عربیت کو نصیح نہیں جانتے اور اس میں اعتراض کرتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے: تم نے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے۔ اور صرف ونحو بھی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملتا ہے کہ نہیں۔ سبحان اللہ! مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔ بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سن کر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آج تک اس کی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان کا بے مثل ہونے کا اقرار کرتے ہیں، مگر یہ کل کے لونڈے اور ہندی بوڑھے کھوسٹ جن کو کوئی مسلمانوں کی حکومت میں نکے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے مصلح بن بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو ختم کرتے ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، پھر جو رسول مقبول ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی ولایتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی امید آپ نے کی تھی ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے کر دکھایا۔ اللہ کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر جو بے انتہا ہیں۔ اے اللہ! جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسے ہی اس زمانے میں بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر تا کہ وہ پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیک نامی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور جنت حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ (یعنی قرآن) تو جہنم میں جائے گا۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے پیغمبر ﷺ کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا۔ انتہی۔ اگرچہ اس زمانے میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے لیکن وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انہوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ دین کی دعوت کافروں کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے احکام نہیں بتلاتے یہاں تک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں۔ یہ دعوت دین ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر علیہ السلام نے اپنی ساری عمر اس میں صرف کی ہے اور اس کا فائدہ بیحد اور بے شمار ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریین نے دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے مگر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں سے عیسائی ہو گئے اور عیسائیوں کی قوت یہاں تک بڑھی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا، چنانچہ ہمارے زمانے تک اس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسائی عالم، دعوت کو نہیں چھوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسائی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی علیہ السلام سے ناواقف ہیں وہاں فوراً پہنچ جاتے ہیں اس کام میں، چاہے جان جائے، چاہے عزت، سب قبول ہے۔ وہ اپنا دین پھیلانے کے لیے سب گوارا کر لیتے ہیں بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور ان کے ملا اور مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیاں کھانے کے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور ملک کے اقوام کی زبانیں سیکھتے ہیں نہ اور زبانوں میں اسلام کی کتابوں کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے ہیں۔ ہائے نصاریٰ نے اپنی واقفیت کے واسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں کیا، مگر مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابوں کا ترجمہ ان زبانوں میں کریں۔ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) نئے کافروں میں پھیلا دیں تا کہ وہ سچے دین، شریعت سے واقف ہوں۔ نصاریٰ نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنی عقل سے کام لے تو اس کو یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے، تین اللہ کا ایک اللہ اور ایک کے تین ایسی واہی بات ہے جو کسی کے ذہن میں نہیں آتی۔ پھر یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں باوجود یکہ عیسیٰ علیہ السلام کھاتے تھے اور پیتے تھے اور پاخانہ کرتے تھے اور پیشاب کرتے تھے اس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے، تو وہ دعوت کے زور سے کم عقلوں اور بیوقوفوں میں سبھی پھیلتا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہے جس میں سوائے ایک سچے رب برحق کے جس نے ہم کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہیں اور اس دین میں کوئی بات عقل کے خلاف نہیں۔ جیسے اور دینوں میں پائی جاتی ہے۔ پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاریٰ کی نسبت اپنے پیارے دین کے پھیلانے میں عشر عشیر بھی کوشش کریں تو اس کا اثر نصاریٰ کی کوشش سے کہیں زیادہ ہوگا۔ اور چونکہ اس زمانے میں لوگوں کا رجحان عقل کی طرف زیادہ ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب دینوں میں اسلام کو ترجیح دیں گے۔ اور شرک و کفر کو چھوڑ کر اللہ برحق کی توحید کے قائل ہوں گے جو سب سے اعلیٰ اسلام کا رکن ہے۔ اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے۔ کچھ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافروں کی زبانوں میں کریں۔ کچھ اسلام کی حقیقت کے دلائل بمقابلہ اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھ کر ہر ایک قوم کے کافروں میں پھیلا دیں۔ کچھ کافروں کی زبان سیکھ کر ان کے ملک میں جا کر زبانی پند اور نصیحت اور دعوت کریں ھکذا۔

(۳۸۷) عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا عَمْرٍو! إِنَّ مِنْ قِبَلِنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ- إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أُجُورَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ)) ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ: خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ. (بخاري: ٩٧، ٢٥٤٧، ٣٠١١، ٣٤٤٦؛ ٥٠٨٣؛ ترمذي: ١١١٦؛ نسائي: ٣٣٤٤؛ ابن ماجه: ١٩٥٦)

ایک شخص نے جو خراسان کا رہنے والا تھا شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا: ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے۔ شعبی رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا۔ ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر علیہ السلام پر، پھر میرا زمانہ پائے اور مجھ پر بھی ایمان لائے اور میری پیروی کرے اور مجھ کو سچا جانے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی اس کو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس شخص کو جس کے پاس لونڈی ہو پھر اچھی طرح اس کو کھلائے اور پلائے بعد اس کے کہ اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پھر اس کو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔'' پھر شعبی رحمہ اللہ نے خراسانی سے کہا: تو یہ حدیث لے لے بے محنت کے نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کے لیے مدینے تک سفر کیا کرتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ شعبی رحمہ اللہ نے اس واسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اس کو یاد رکھے۔ سبحان اللہ! اگلے لوگوں نے دین کے واسطے کیسی کیسی بے انتہا کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلوں کا سفر اور تکلیفیں اٹھائیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے تمام مسلمانوں کی طرف سے اس لیے کہ ان کا احسان سب مسلمانوں پر ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی، اس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جائے اور اس غلام کی جو اللہ کے اور مالک کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے۔

(۳۸۸) عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ۳۸۷]

مختلف سندوں سے صالح بن صالح یہ حدیث اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَإِكْرَامِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَبَيَانِ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ لَا تُنْسَخُ وَأَنَّهُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْهَا ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ.

باب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ان کے شریعت محمدی کے موافق چلنے اور اللہ تعالیٰ کا اس امت کو عزت اور شرف عطا فرمانا اور اس بات کی دلیل کہ اسلام سابقہ ادیان کا ناسخ ہے اور قیامت تک ایک جماعت اسلام کی حفاظت میں کھڑی رہے گی۔

(۳۸۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ)). [بخاری: ۲۲۲۲؛ ترمذی: ۲۲۳۳]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰ مریم علیہما السلام کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق اس شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے صلیب کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے سور کو۔ اور موقوف کریں گے جزیہ کو۔ اور بہت دیں گے مال کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام توڑ ڈالیں گے صلیب کو، اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو ولعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصاویر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا مار ڈالنا بھی اسی قسم میں سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہاں پائیں اگرچہ دار الکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اس کے قتل پر تو قتل کریں اس کو اور یہ قول شاذ ہے کہ اس کو چھوڑ دیں۔ اور یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موقوف کر دیں گے جزیہ کو یہی صحیح معنی ہے حدیث کا یعنی اس زمانہ میں کافروں کو حکم ہوگا یا مسلمان ہوں یا قتل کیے جائیں جزیہ لینا موقوف کیا جائے گا۔ ایسا ہی کہا ہے امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کریں گے سب کافروں پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہوگی مگر یہ صحیح نہیں ہے اور ٹھیک معنی وہی ہے جو خطابی رحمہ اللہ نے کہا اور اسی طرف گئے ہیں جمہور علماء مگر اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ﷺ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی ﷺ کے حکم کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدی ﷺ کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور جب یہ امر حدیث میں مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی ﷺ کا ہوا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت دیں گے مال کو مگر مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جائے گا یا زمین اپنے خزانے نکال دے گی۔ جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے یا لوگوں کی رغبت مال کی طرف نہ ہوگی۔ بوجہ قرب قیامت کے اس وجہ سے مال بہت پڑا رہے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو۔

(۳۹۰) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ: ((إِمَامًا مُّقْسِطًا وَّحَكَمًا عَدْلًا)) وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ: ((حَكَمًا عَادِلًا)) وَلَمْ يَذْكُرْ: ((إِمَامًا مُّقْسِطًا)) وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ: ((حَكَمًا مُّقْسِطًا)) كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ: ((وَحَتّٰى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: اِقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾.

[٤/ النساء:١٥٩] . [بخاري:٣٤٤٨]

زہری سے دوسری روایتیں بھی ایسی ہی ہیں ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے، انصاف کرنے والے اور حاکم ہوں گے عدل کرنے والے، اور یونس کی روایت میں ہے کہ حاکم ہوں گے عدل کرنے والے۔ اور اس میں یہ نہیں ہے کہ امام ہوں گے انصاف کرنے والے، جیسے لیث کی روایت میں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کہ ایک سجدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل کتاب میں سے جو ایمان نہ لائے عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے مرنے سے پہلے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی لوگوں کی رغبت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ ان کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک سجدہ کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال صدقہ کرنے سے زیادہ ہوگا۔ کیونکہ مال کی اس وقت احتیاج نہ ہوگی۔ یہ سبب کثرت کے اور سجدہ سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا یا نماز مقصود ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہوں گے وہ ایمان لائیں گے ان پر اور یقین کریں گے اپنی غلطی کا اور جانیں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لونڈی کے بیٹے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے یعنی جان نکلنے کے وقت اس کو حق بات کھل جاتی ہے کہ میں جو عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ! اللہ کا بیٹا جانتا تھا، یہ غلط ہے، مگر اس وقت کا ایمان فائدہ نہ دے گا اس واسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہے۔ اور ایسی حالت میں قول اور فعل کسی کا اعتبار نہیں۔ اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عتاقی نہ اور کسی قسم کا عقد کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برائی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے ہیں اب ہم نے توبہ کی۔ اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہو جاتی ہے اس کتابی سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی کیلئے عام رہتی ہے اور مؤید ہے اس کی قرأت ﴿قَبْلَ مَوْتِهِمْ﴾ کی اور بعض نے یہ کہا کہ یہ کی ضمیر ہمارے پیغمبر ﷺ کی طرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لائے گا ہمارے پیغمبر ﷺ پر اپنے مرنے سے پہلے۔ واللہ اعلم (نووی رحمہ اللہ)

(۳۹۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! مریم علیہا السلام کے بیٹے اتریں گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہوں گے عدل کریں گے، تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو اور چھوڑ دیں گے جوان اونٹ کو۔ پھر کوئی محنت نہ کرے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ)).

اس پر۔ اور لوگوں کے دلوں میں سے کپٹ اور دشمنی اور جلن جاتی رہے گی۔ اور بلائیں گے وہ لوگوں کو مال دینے کیلئے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا۔" (اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یعنی کوئی اس کی پروانہ کرے گا نہ اس کی خدمت کرے گا اس وجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد پڑے ہوں گے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی۔ لوگ جلدی جلدی اپنے عقبیٰ کی فکر کریں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور صاحب مطالع نے کہا: لَا يُسْعَىٰ عَلَيْهَا کے معنی یہ ہیں کہ اس کی زکوۃ نہ مانگیں گے اس وجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے اور صواب وہی ہے جو معنی ہم نے بیان کئے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٣٩٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ؟)). [بخاری:٣٤٤٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیسے ہو گے تم جب مریم علیہا السلام کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔"

(٣٩٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ؟)). [راجع:٣٩٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم علیہا السلام کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کریں گے تمہاری۔"

(٣٩٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ؟)). فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ: إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ)) قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ؟ قُلْتُ: تُخْبِرُنِي قَالَ: فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ. [راجع:٣٩٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب مریم علیہا السلام کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے۔" (ولید بن مسلم نے کہا) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا: مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے، انہوں نے نافع سے: انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہوگا۔" ابن ابی ذئب نے کہا: تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے، امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے، میں نے کہا: بتلاؤ۔ انہوں نے کہا: امامت کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے پروردگار کی کتاب اور تمہارے پیغمبر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یعنی تابع ہوں گے شریعت محمدی ﷺ کے اور پیروی کریں گے قرآن و حدیث کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہیں مگر ان کی پیغمبری کا زمانہ پیغمبر ﷺ کے ظہور پر ختم ہو گیا۔ اب جو وہ دنیا میں آئیں گے تو ہمارے پیغمبر کی امت میں شریک ہو کر قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خود مجتہد مطلق ہوں گے اور قرآن و حدیث سے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد کے تابع نہ ہوں گے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ایک مجتہد کا مقلد ہو۔ اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسیٰ علیہ السلام امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر چلیں گے بلکہ ایسے خیال میں توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے ان کا علمائے محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علماء نے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ اسی طرح یہ قول کہ امام مہدی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہوں گے یا حضرت خضر علیہ السلام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ یہ سب خرافات ہیں جن پر ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہیں اور تعجب ہے ان علماء پر جنہوں نے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی باتوں کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور جاہل ان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) دونوں قرآن وحدیث کے پیرو اور تابع ہوں گے اور اہل حدیث کے مدد اور معاون ہوں گے۔ اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اٹھائیں گے اور جو متعصب مقلدوں کا کہنا مانیں گے، وہ ذلیل وخوار ہوں گے جو زندہ رہے گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا اسلام ان دونوں حضرات کی خدمت میں پہنچا دے گا اور ہماری سعی اور کوشش ان کی دعائے خیر سے آخرت میں نیک ثمرہ دکھلائے گی اور ہمارا بھروسہ تو بالکل ہمارے اللہ پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہم کو اس کی غلامی اور بندگی پر فخر ہے دنیا اور آخرت میں اے ہمارے صاحب مالک، اللہ کریم ہم کو اپنی غلامی میں قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد میں لگا دے اور ہم کو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت میں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۹۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ: أَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ)). [انظر في مسلم: ٤٩٥٤]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور مخالفوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا، آیئے نماز پڑھایئے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا) وہ کہیں گے نہیں، تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں۔ یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا اس امت کو۔''

فائدہ: کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرمائیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ سبحان اللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر ﷺ کی پیروی کریں گے، ہمارے پیغمبر ﷺ نے بھی ایک بار عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے کے امام مہدی علیہ السلام ہوں گے جو قائم مقام ہوں گے رسول اللہ ﷺ کے اور بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہوں گے۔ (راضی ہو اللہ ان سے)

بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِيْ لَا يُقْبَلُ فِيْهِ الْإِيْمَانُ.

باب: اس زمانے کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا۔

(۳۹۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ فَيَوْمَئِذٍ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾)). [٦/ الأنعام: ١٥٨].

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے پھر جب آفتاب پچھم سے نکلے، اس وقت سب آدمی ایمان لائیں گے (اللہ پر اتنی بڑی نشانی دیکھ کر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دے گا اس شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اس نے ایمان کے ساتھ نیکی نہیں کی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس لئے کہ اللہ تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب نشانیاں کھل گئیں اور قیامت آگئی اس وقت تو کافر اور مؤمن سب ہی کو اللہ پر یقین ہو جائے گا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اہل حدیث اور فقہا اور متکلمین اہل سنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیہ میں سے جو ساری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنی سے پھیر کر ایک دوسرا الٹا معنی نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ دین کی روش کا۔ اور یہ فرقہ چھوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دہریہ حکیموں کا) اس میں تاویل کی ہے۔ انتہی۔

مترجم کہتا ہے کہ میں نے اہل باطن کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے علل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات کرنے والوں کیلئے مفید نہ ہوئیں بلکہ جو قبائح انہوں نے ارتکاب کئے تھے ان میں خیانت کے ساتھ اس موضوع پر زیادہ مشابہ تاویل آن (قرآن) میں کہیں نہ ملی۔ (۞۞ باقی اگلے صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) میں پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنی تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا۔ اللہ اس سے پناہ میں رکھے۔ اسی قسم کی ہے تاویل استواء کے ساتھ استیلاء کے اور تاویل نزول کے ساتھ نزول رحمت کے اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعض تاویلات ایسی دیکھیں کہ ان میں علت تاویل موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوتی۔ اب اس تاویل کا کرنا دو وجہ سے خالی نہیں یا تو وہ درحقیقت اس عقیدہ پر نہیں جس کو وہ ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئیں ذلیل اور رسوا نہ کرنے کیلئے یا اس آفت سے بچنے کیلئے اس نے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا وہ یا دیدہ و دانستہ حماقت اور سفاہت میں مبتلا ہے کہ تاویل ضروری نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کرتا ہے۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہل سنت نے اس کو اپنے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا پچھم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل نہ رب کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لئے کہ جس نے زمین کو مغرب سے مشرق کی طرف متحرک رکھا وہ دنیا کے ختم کرتے وقت اگر اس کو مشرق سے مغرب کی طرف کر دے تو کیا مشکل ہے۔ اب باطنیہ نے جو اس حدیث میں تاویل کی تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ وہ باطنیہ ہیں جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری اور رب کریم کے انکار کرنے والے ہیں اس صورت میں تو البتہ تاویل کی ضرورت ہے لیکن جو معاذ اللہ اس قسم کا بداعتقاد ہو کہ اللہ کریم یا اس کی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے قرآن اور حدیث کو تسلیم کر لے اور بعد اس کے تاویل کے درپے ہو۔ اس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہی نہیں اور اس نے تو جڑ کاٹ دی (معاذ اللہ) عبودیت اور پیغمبری کی، پھر ایسے لوگوں سے جب آیات یا حدیث میں تاویلات مسموع ہوتی ہیں تو اور زیادہ ان کی حماقت اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہیں وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے میں معجزات اور وحی اور حشر ونشر وغیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیاطین اور جنوں کا انکار کیا ہے یا یہ وہ باطنیہ ہیں جو اللہ کریم اور اس کی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہیں پھر ایسے لوگوں کو کون سی ضرورت آن پڑی ہے جو اس حدیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنی آفتاب کا پچھم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں۔ اسی طرح سے پچھم سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد نہیں اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چاروں جہتیں اعتباری ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعۂ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے عرض تسعین میں، نہ مشرق ہے، نہ مغرب، بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اس کے اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اس کے نیچے۔ علاوہ اس کے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک ذرا سی حرکت غیر معمولی سے جو فنائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہیں۔ نقطۂ مشرق مغرب اور نقطۂ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونوں معلول ہیں۔ جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب فنائے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطۂ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادھر سے ادھر پھرا دیں یا ادھر سے ادھر وہ ہر حالت میں اپنے محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں۔

(۳۹۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الْعَلَاءِ. (بخاری: ۴۶۳۵، ۴۶۳۶؛ ابوداود: ۴۳۱۲؛ ابن ماجه: ۴۰۶۸)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مزید کئی سندوں سے مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۹۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ)). (ترمذی: ۳۰۷۲)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں تو اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہوگا اس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام نہیں کیا۔ ایک تو نکلنا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے، دوسرے دجال کا نکلنا، تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی زمین میں سے ایک جانور [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۹۹) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَوْمًا: ((اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ؟)) قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِی ارْجِعِی مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا: ارْتَفِعِی ارْجِعِی مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذٰلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ لَهَا: ارْتَفِعِی اَصْبِحِی طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاكُمْ؟ ذَاكَ حِیْنَ ﴿لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا﴾.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک دن فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں فرمایا: ''یہ چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہاں سجدہ میں گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہوتا ہے اونچا ہو جا اور جا جہاں سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے۔ پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے۔ وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو کوئی فرق اس کی چال میں معلوم نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آئے گا عرش کے تلے اس وقت اس سے کہا جائے گا اونچا ہو جا اور نکل جا پچھم کی طرف سے جدھر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا پچھم کی طرف سے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو یہ کب ہوگا (یعنی آفتاب کا پچھم کی طرف سے نکلنا) یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوا یا اس نے نیک کام نہ کئے ہوں اپنے ایمان میں۔''

[٦/الأنعام: ١٥٨] (بخاری: ٣١٩٩، ٤٨٠٢، ٤٨٠٣، ٧٤٢٤؛ ابوداود: ٤٠٠٢؛ ترمذی: ٢١٨٦، ٣٢٢٧)

○ ○ ○ ○

فائدہ: ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے، مگر درحقیقت ایسا نہیں کیونکہ مراد یہاں آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہیں جو زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اس کے منازل میں ہے، جیسے کبھی سے منقول ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جا رہا ہے ایک میعاد معین تک۔ واحدی نے کہا: پھر اس کا ٹھہرنا اسی وقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی۔ مگر اس صورت میں حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہیں ہوتا کیونکہ حدیث سے ہر روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے۔ واحدی نے کہا: اس صورت میں ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لئے کہ زمین بشکل کرہ ہے اور اس کے اطراف اور جوانب کے رہنے والوں کے لحاظ سے ہر ایک افق مختلف ہے پس غروب ہوتا ہے، ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہیں ہوتا اور اگر افق سے حقیقی مراد ہو جس کی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو یہ اشکال رفع ہو جائے گا۔ واللہ اعلم بمراد رسول اللہ۔

(٤٠٠) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَوْمًا

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن فرمایا: ''کیا تم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَتَدْرُوْنَ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ؟)) بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ. [راجع:۳۹۹]

جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟'' باقی الفاظ گزشتہ حدیث کے مثل۔

○ ○ ○ ○

(٤٠١) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! هَلْ تَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) قَالَ: ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ: وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا. [راجع:۳۹۹]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدے کی۔ پھر اس کو اجازت ملتی ہے۔ ایک بار اس سے کہا جائے گا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آئے گا مغرب کی طرف سے۔'' پھر عبداللہ کی قراءت کے موافق یوں پڑھا وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا یعنی وہ مقام ٹھہرنے کا ہے آفتاب کے۔

(٤٠٢) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ [٣٦/ يٰسٓ:٣٨] قَالَ: ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)). [راجع:۳۹۹]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اس آیت کے بارے میں آفتاب چلا جا رہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر جانے کیلئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے تلے ہے۔''

فائدہ: یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا میں جو بے حد وسیع ہے اور جس کی مقدار کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، فلسفہ جدید کے موافق ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے۔ ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطے کی طرف جس کے بعد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

باب: اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی (یعنی اللہ کا پیام) اترنا کیونکر شروع ہوا۔

(٤٠٣) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُوْا بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيْهِ- وَهُوَ التَّعَبُّدُ- اللَّيَالِيَ اُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: پہلے پہل جو وحی رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی، وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کا خواب سچا ہونے لگا۔ تو آپ ﷺ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا۔ آپ ﷺ حرا کے غار میں اکیلے تشریف رکھتے۔ وہاں عبادت کیا کرتے کئی راتوں تک اور گھر میں نہ آتے۔ اتنا توشہ ساتھ لے جاتے، پھر ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتیں یہاں تک کہ اچانک آپ پر وحی اتری (اور آپ ﷺ کو وحی کی توقع نہ تھی) آپ ﷺ اسی حرا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اِقْرَأْ قَالَ: ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اِقْرَأْ۔ قَالَ ۔ قُلْتُ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾ (۹۶/ العلق: ۱، ۵) فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَزَمَّلُوهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيجَةَ: ((أَيْ خَدِيجَةُ! مَالِي)) وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَ: ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِي)) قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا وَاللّٰهِ! إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: أَيْ عَمِّ! اِسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ

غار میں تھے، کہ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: پڑھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پڑھا ہوا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس فرشتے نے مجھے پکڑ کر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا یا میں تھک گیا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ تھک گیا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھ کو پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ تھک گیا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝﴾ اخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لے کر جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے، جس نے سکھلایا قلم سے، سکھلایا آدمی کو وہ جو نہیں جانتا تھا۔'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ لوٹے۔ اور آپ ﷺ کے کندھے اور گردن کے بیچ کا گوشت پھڑک رہا تھا۔ (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ تھا اور آپ ﷺ کو عادت نہ تھی، اس واسطے ہیبت چھا گئی) یہاں تک کہ پہنچے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ڈھانپ دو، ڈھانپ دو'' (کپڑوں سے) انہوں نے ڈھانپ دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا ڈر جاتا رہا اس وقت اپنی بی بی خدیجہ سے فرمایا: ''اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! مجھے کیا ہو گیا'' اور سب حال بیان کیا کہا: ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔'' خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں آپ ﷺ خوش ہو جایئے۔ قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ آپ اللہ کی قسم! ناتے کو جوڑتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال اور یتیم اور مسکین کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کیلئے کمائی کرتے ہیں۔ اور خاطر داری کرتے ہیں مہمان کی اور سچی آفتوں میں (جیسے کوئی قرض دار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی۔'' پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے (کیونکہ ورقہ، نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل، اسد کے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا خویلد کی بیٹی تھیں اور خویلد، اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنُ نَوْفَلٍ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَارَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا يَالَيْتَنِيْ أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) قَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا.

[بخاری:۴۹۵۳]

جانتے تھے تو انجیل کو عربی میں لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا۔ اور بہت بوڑھے تھے۔ ان کی بینائی جاتی رہی تھی (بڑھاپے کی وجہ سے) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے چچا! (وہ چچا کے بیٹے تھے مگر بزرگی کیلئے ان کو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے کہا: اے بھتیجے میرے! تم کیا دیکھتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی۔ سب بیان کی۔ ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی۔ کاش میں اس زمانہ میں جوان ہوتا کاش میں زندہ رہتا اس وقت تک جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے۔'' ورقہ نے کہا: ہاں جب کوئی شخص دنیا میں وہ لے کر آیا جس کو تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو میں اس دن کو پاؤں گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کروں گا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ یعنی اس کی تعبیر بھی ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اس میں نہ رہتا۔ علما نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے۔ اس کے بعد علانیہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ اور راز اس میں یہ تھا کہ اگر دفعتہً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آ جاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے اچانک نبوت کا بار اٹھ نہ سکتا۔ یہ حدیث صحابہ رضی اللہ عنہم کے مراسیل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا ہوگا۔ اور صحابی رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت باتفاق علما حجت ہے۔ اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوائے ابواسحاق اسفرائنی کے۔ آپ ﷺ کو تنہائی کا شوق ہوا یعنی خلوت اور عزلت کا۔ اور وہ یہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیاتی کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی رحمہ اللہ اور نبی علیہ السلام اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا۔ کوئی شخص دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گزرا۔ جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور مراقبہ نہ کیا ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تنہائی میں فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو اس کو موقع ملتا ہے ایک مطلب کی طرف بخوبی متوجہ ہونے کا اور مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنے کیلئے۔ اول تنہائی ضروری ہے پھر جب یہ قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ لوگوں میں بیٹھ کر بھی ایک ہی مطلب کی طرف اپنے دل کو پوری طرح لگا سکتا ہے اس لئے بعد از نبوت کے ہمارے پیغمبر ﷺ کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی۔ حرا یا حرا بکسر ہائے مہملہ ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منیٰ کو جائے تو بائیں ہاتھ پر پڑتا ہے۔ اب وہاں ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہیں۔ یعنی خوب ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت تھک گئے ہوں گے کیونکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقت دی ہے اور وہ تھکتے نہیں۔ علما نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کے سپرد ہے اور بعض نے کہا: اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں، اس سے یہ غرض ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی یا میں اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا۔ کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہیں اور بعض نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر کا آپ ﷺ کے ہاتھ میں دیا تھا جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت ﷺ کے تمام جسم شریف میں سرایت کرے اور آپ ﷺ کا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار یہ امر کیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی اتری وہ یہی سورت ہے اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر جمہور سلف اور خلف کا اور بعض نے کہا کہ سب سے پہلے سورۂ مدثر اتری ہے مگر یہ قول صحیح نہیں ہے اور بعض نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بسم اللہ سورۃ کا جزو نہیں۔ کیونکہ یہاں بسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد کو اتری ہو جیسے باقی سورۃ بعد کو اتری (نووی رحمہ اللہ) قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ فرمانا آپ ﷺ کا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ ﷺ کو شک تھا اللہ کے پیغام میں بلکہ آپ ﷺ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپ سے نباہ نہ سکے اور جان نکل جائے کیونکہ وحی کی سختی سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اس وقت تک ہو جب تک تواتر نہیں نبوت کا ہوا اور ثابت نہیں ہوا اور ترجمہ کی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نے سنی مگر اس نے ملاقات نہیں کی تو آپ ﷺ کو خوف ہوا شیطان کا مگر جب فرشتے سے ملاقات ہوگئی اس وقت تو کسی طرح کا شک نہیں رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبے کا ڈر رہ سکتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا۔ سچی آفتیں کہیں اس لئے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آئیں جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جائے یا ظلم کرے۔ اور بلا میں پھنس جائے تو اس کی مدد کرنا ضروری نہیں سبحان اللہ! بی بی ہو تو ایسی جیسے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں جو اپنے خاوند کو مصیبت کے وقت میں تسلی اور تشفی دے اور ہر ایک معاملہ میں صلاح نیک دے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت کیلئے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے۔ مطلب ان کی گفتگو کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق اور عادات اور خصائل تو نہایت عمدہ ہیں جن کی وجہ سے اللہ بھی آپ سے خوش ہے اور خلق الٰہی بھی راضی ہے پھر آپ ﷺ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ ہماری شریعت میں اور نیز اگلی شریعتوں میں جب غور اور خوض کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہیں رکھتے صرف اللہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک کرنا۔ کفر کا اعتقاد رکھنا۔ دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے۔ رنج پہنچتا ہے تقریباً اکثر گناہ بلکہ سارے اسی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خوری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونوں قسم کے گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور بعوض اس کے وہ نیکیاں کرتا ہو جس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اللہ کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کاہے کو مصیبت میں پھنسے۔ اس کو تو روز بروز خوشی بڑھتی جائے گی۔ اور وہ ہمیشہ اپنے اعمال کے اثر سے اور ان کے تصور سے پھولا ہوا مگن بنا رہے گا تو در حقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا ہے اور عیش کو کرکرا اور تلخ بنا دیتا ہے اسی واسطے تمام شریعتوں نے بالاتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخیلی کرے گا اور اپنے بیوی بچوں اور ناتے والوں دوستوں کے حق اچھی طرح ادا نہ کرے گا تو سب کے سب اس کے دشمن بن جائیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا اس کے جان اور مال کو نقصان پہنچائیں گے جو شخص حسد کرے گا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں نقصان پہنچائے گا جو ظلم کرے گا لوگ اس کے دشمن ہو کر اس سے بدلہ لیں گے۔ اسی طرح سارے گناہوں کا حال ہے کہ انجام ان کا اندوہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر کر بیٹھتا ہے وہ انجام بین اور باریک بین نہیں ہے اگر وہ خوب فکر کرے تو اس کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گھڑی بھر کی لذت اس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنے والی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ زنا کے وقت جو ایک آدھ لحظہ لذت ہوتی ہے۔ اس کی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتوں کے سامنے جو زنا کرنے والے کو آگے چل کر پیش آتی ہیں۔ کوئی شریف آدمی اس کے آنے کا اپنے گھر میں روادار نہیں ہوتا کوئی اس کے ہمسایہ رہنے کو پسند نہیں کرتا۔ جس سے زنا کیا اس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے۔ اور جب موقع پاتا ہے اس کو قتل کرتا ہے اور جو شوہر نہیں تو اس کے عزیز اور اقارب اور ناتے اور رشتے والے دشمن ہو جاتے ہیں، اس کے مارنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اگر فرض کریں کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اس سے ناتے رشتے والے ہی نہ ہوں یا ہوں مگر برا نہ مانیں تب بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا ہے اور نقصان پاتا ہے، دوسرے اس کی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب سب اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اکثر ایسے بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتھوں جان دیتے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زانیہ عورتوں کے ساتھ برا کام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریاں جیسے آتشک، سوزاک، جذام وغیرہ، امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہیں جن کا اثر کئی پشت تک اولاد میں چلا جاتا ہے اور جس کو یہ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اس کی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے کیلئے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کیلئے ایسی سخت تکلیف اٹھانا عاقل کا کام نہیں اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے۔ نہیں بلکہ آخرت کے فائدے اس کے سوا ہیں اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اس وجہ سے کہ بعض لوگ جن کی پوری سمجھ نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنا دنیا میں کوئی مفید نہیں بلکہ اس میں صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتوں سے بچنا اور نیک کاموں کو کرنا دنیا اور آخرت دونوں کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابوں سے بچے گا۔ ویسے ہی دنیا کی آفتوں رنجوں سے بھی محفوظ رہے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا میں اچھے آدمیوں پر بھی بڑی بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں ہوئی ہیں اور بہت بدکاروں نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینوں کی نظر میں ہے در حقیقت بدکاروں کو کوئی چین نہیں ہے اور نیکوں کو کوئی رنج نہیں۔ نیک شخص پر کیسے ہی آفت آئے مگر اس کا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کر کے خوش ہے اور انجام اس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق میں ہے کیسے ہی عیش کے سامان اس کے پاس تیار ہوں مگر جب دل میں اطمینان اور سکون نہیں، گناہوں کی فکر، مواخذہ کا خوف لگا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے۔ هٰذَا مَا الْيَمَنِيُّ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عبرانی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: دونوں صحیح ہیں اور حاصل یہ ہے کہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کیونکہ اور کوئی عبرانی میں لکھتے تھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) بھلی بات چھپانے والا۔ جیسے جاسوس بری بات چھپانے والا۔ جبرئیل علیہ السلام کو ناموس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رازوحی کو بندوں تک پہنچاتے ہیں مگر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ ﷺ کو مشرکوں نے مکے سے نکال دیا جیسے ورقہ نے کہا تھا۔

(٤٠٤) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَا يُحْزِنُكَ اللّٰهُ أَبَدًا وَقَالَ: فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: أَيِ ابْنَ عَمِّ! اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ.

[بخاری: ٦٩٨٢، ٤٩٥٦]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم اللہ آپ ﷺ کو کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ (اور اگلی روایت میں یوں تھا رسوا نہ کرے گا) اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا: اے چچا کے بیٹے سن! اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا! سن اپنے بھتیجے کی بات)۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٥) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ: قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَرَجَعَ إِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ. وَتَابَعَ يُوْنُسَ عَلٰى قَوْلِهِ: فَوَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ خَدِيْجَةَ: أَيِ ابْنَ عَمِّ! اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ. [بخاری: ٣، ٤٩٥٥]

اس روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ لوٹے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف اور آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ ﷺ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے! سن اپنے بھتیجے کی۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ. قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾ [٧٤/المدثر:

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا: ایک بار میں جا رہا تھا، میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا ایک کرسی پر بیٹھا ہے، آسمان اور زمین کے بیچ میں، یہ دیکھ کر میں سہم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں آیا، میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری: ﴿يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا لوگوں کو ڈرا اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے۔ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

٥،١] وَهِيَ الْأَوْثَانُ قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ.

[بخاري: ٣٢٣٨، ٤٩٢٢، ٤٩٢٦، ٤٩٥٤، ٦٢١٤؛ ترمذي: ٣٣٢٥]

○ ○ ○ ○

فائدہ: سب سے پہلے آپ ﷺ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾ (٩٦/ العلق: ١ - ٥) بعد اس کے ایک مدت تک جس کی تعیین میں اختلاف ہے، وحی موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورۂ مدثر کے شروع کی بعد اس کے وحی کا سلسلہ بندھ گیا اور برابر آنے لگی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورۂ مدثر اتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اور اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورۂ فاتحہ اتری۔

(٤٠٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ: ((ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّيْ فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ)). قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: وَالرُّجْزَ الْأَوْثَانَ قَالَ: ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ. [راجع: ٤٠٦]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کو آپ فرما رہے تھے وحی کے متعلق جب موقوف ہوگئی تھی بس میں جا رہا تھا کہ (باقی الفاظ جو اوپر گزرے) ہیں میں سہم گیا اور جھکا زمین کی طرف۔ باقی جو اوپر گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٨) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَقَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلَى [قَوْلِهِ] ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ وَقَالَ: ((فَجُئِثْتُ مِنْهُ)) كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ. [راجع: ٤٠٦]

زہری سے روایت ہے، اسی سند کے ساتھ یونس کی حدیث کی طرح اور کہا نازل کیا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مدثر کو "اے کپڑا اوڑھنے والے اور پلیدی چھوڑ دے تک" پہلے اس سے کہ فرض کی جائے نماز اور پلیدی وہ بت ہیں اور کہا اس نے فجئثت منه جیسے کہا عقیل نے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٩) عَنْ يَحْيَى يَقُوْلُ: سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ: أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ؟ قَالَ: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ: أَوَ﴿اِقْرَأْ﴾ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ: أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ؟ قَالَ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾. فَقُلْتُ: أَوَ﴿اِقْرَأْ﴾؟ قَالَ جَابِرٌ: أُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ: جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِيْ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِيْ وَخَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ

یحییٰ سے روایت ہے۔ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن میں سے کیا اترا۔ انہوں نے کہا ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ میں نے کہا: یا ﴿اِقْرَأْ﴾ انہوں نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا: قرآن میں سے پہلے کیا اترا۔ انہوں نے کہا: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ میں نے کہا: یا ﴿اِقْرَأْ﴾ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم سے [illegible] بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حرا میں ایک مہینے تک رہا جب میری مدت رہنے کی پوری ہوئی تو میں اترا اور وادی کے اندر چلا کسی نے مجھے آواز دی میں نے سامنے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا، پھر کسی نے مجھے آواز دی تو میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ۔ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ۔ فَاَخَذَتْنِيْ مِنْهُ رَجْفَةٌ شَدِيْدَةٌ فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾

[٧٤/ المدثر: ١، ٤] [راجع: ٤٠٦]

سر اوپر اٹھایا دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت پر ہیں یعنی جبرئیل علیہ السلام مجھے یہ دیکھ کر لرزہ چڑھ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا اور میرے اوپر پانی ڈالا۔ (ہیبت دور کرنے کیلئے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں: ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ (ان کا ترجمہ اوپر گزرا)

❖ ❖ ❖ ❖

(٤١٠) عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ)). [راجع: ٤٠٦]

یحییٰ بن ابی کثیر اسی سند سے بیان کرتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے ایک تخت پر آسمان و زمین کے درمیان۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْاِسْرَآءِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى السَّمٰوٰتِ وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ.

باب: رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا (یعنی معراج) اور نمازوں کا فرض ہونا۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اس باب میں مختصر مطالب اپنے اپنے مواقع پر بیان کروں گا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے معراج کے بارے میں چند فقرے بہت عمدہ لکھے ہیں، انہوں نے کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت میں تھی تو بعض نے کہا: یہ سب خواب تھا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین میں سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں تھی اور آپ ﷺ اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر سے عدول کرنے کیلئے کوئی وجہ نہیں اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج کی روایت میں کئی جگہ وہم کیا ہے جن پر انکار کیا ہے علمانے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک نے اس روایت میں تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے، ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم از کم نبوت سے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوئی اور حربی رحمہ اللہ نے کہا: معراج ستائیسویں شب کو ربیع الثانی میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور زہری نے کہا: معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا: معراج اس وقت ہوئی جب اسلام مکہ میں پھیل گیا تھا اور عرب کے قبیلوں میں اور ان سب قولوں میں زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹھیک ہے اس لئے کہ سب نے بالاتفاق کہا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی نماز فرض ہونے کے بعد اور اس بات میں اختلاف نہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال پہلے وفات پا گئیں اور بعض نے کہا: پانچ سال پہلے، دوسرے یہ کہ علما نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پھر معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتی ہے اور یہ جو شریک کی روایت میں ہے آپ ﷺ سو رہے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں سونے اور جاگنے کے بیچ میں تھا خانہ کعبہ کے پاس تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معراج خواب میں تھی کیونکہ یہ حالت اس وقت کی ہے جب آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا اور حدیث میں اس کا کہاں ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب میں گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: شریک کے سوا معراج کی حدیث کو اور حافظوں اور عالموں نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب رحمہ اللہ اور ثابت بنانی رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے شریک کی باتیں بیان نہیں کیں اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں ہے محکم کامل ہے کو انہیں لوگوں نے معراج کا حالت بیداری میں جسم کے ساتھ ہونا کہا ہے (تقریر شیخ) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) ان کا انکار دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ اس قدر تیز حرکت قیاس میں نہیں آتی کہ لاکھوں کروڑوں برس کا فاصلہ ایک جسم تھوڑے زمانے میں طے کرے اور پھر اس کے اجزاء میں اتصال قائم رہے۔ دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چھلکوں کے ایک پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہیں اور وہ پھٹنے اور جڑنے کے قابل نہیں ہیں۔ دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس کی تقلید سے پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس نے تو آسمان خموس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے نکالے اور اسی کا نکالا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکما ہی نے اس نظام کو باطل کر دیا۔ اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزار ہا تارے اور اجسام ان آسمانوں میں جو فضا کی طرح معلوم ہوتا ہے پھرا کرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا جائے کہ آسمان خموس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں ہیں اور جو یہ بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہیں ہیں، یہ دلیل اگلے حکما نے آسمانوں کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے، وہ کئی جگہ سے مخدوش ہے اور اس کے مقدمات ممنوع ہیں۔ اب رہا پہلا امر تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا۔ خود زمین کی حرکت کو دیکھو ایک ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے یعنی توپ کی گولی سے ایک سو بیس گنا تیز جا رہی ہے، مگر زمین کے اجزاء میں تفرق ہوتا ہے اور نہ ہم کو کسی قسم کی پریشانی ایسی تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ زمین کے فاصلہ پر ہونے سے اس کا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹھ کو ۲۴۰ پر تقسیم کر دو تو ہر ایک ساعت میں اڑھائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے، نہ اس کے اجزاء میں تفرق ہوتا ہے۔ اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کو دیکھو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آ پہنچتی ہے اس کی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل ہے اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے اور وہ اجزاء نہایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سے سب کی طرف پھینکے جاتے ہیں پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی۔ اس صورت میں اللہ کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے اسے تیز روی عنایت فرما دے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو ابوجہل نے اپنے ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجھ کر اس کا انکار کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

(٤١١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ۔ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ۔ قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَآءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ: اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ قَالَ: ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے براق لایا گیا۔ اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے، جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے (تو ایک لحہ میں آسمان تک جا سکتا ہے) میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا۔ وہاں اس جانور کو اس حلقہ سے باندھ دیا۔ جس سے اور پیغمبر علیہم السلام اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضروری ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں) پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتیں نماز کی پڑھیں بعد اس کے باہر نکلا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام دو برتن لے کر آئے ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ میں نے دودھ پسند کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ آسمان پر چڑھے (جب وہاں پہنچے) تو فرشتوں سے کہا: دروازہ کھولئے کیلئے، انہوں نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: جبرئیل ہے۔ انہوں نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ عليه السلام فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صلى الله عليه وسلم وَإِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ قَالَ: فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ. عَلَيْهِ السَّلَامِ. قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ صلى الله عليه وسلم فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝﴾ [۱۹/ مریم: ۵۷] ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صلى الله عليه وسلم فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ

تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے۔؟ جبرئیل نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا: کیا وہ بلائے گئے تھے۔ جبرئیل نے کہا: ہاں بلائے گئے ہیں، پھر دروازہ کھولا گیا ہمارے لئے اور ہم نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے دعا کی بہتری کی۔ پھر جبرئیل ہمارے ساتھ چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کھلوایا فرشتوں نے پوچھا: کون ہے۔ انہوں نے کہا: جبرئیل۔ فرشتوں نے پوچھا: تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتوں نے کہا: کیا ان کو حکم ہوا تھا بلانے کا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں ان کو حکم ہوا ہے، پھر دروازہ کھلا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں کو دیکھا یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کو ان دونوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے بہتری کی دعا کی پھر جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے کہا: کون ہے۔؟ جبرئیل نے کہا: جبرئیل فرشتوں نے کہا: دوسرا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے کہا: کیا ان کو پیغام کیا گیا تھا بلانے کیلئے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں ان کو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا۔ انہوں نے مرحبا کہا مجھ کو اور نیک دعا کی پھر جبرئیل علیہ السلام ہم کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا فرشتوں نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: جبرئیل علیہ السلام۔ پوچھا: تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے۔؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتوں نے کہا: کیا بلوائے گئے ہیں جبرئیل نے کہا: ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مرحبا کہا اور اچھی دعا دی مجھ کو، اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ہم نے اٹھالیا ادریس علیہ السلام کو اونچی جگہ پر (تو اونچی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے) پھر جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ پانچویں آسمان پر چڑھے۔ انہوں نے دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے پوچھا: کون؟ کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے کہا: کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں، پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو نیک دعا دی پھر جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ چھٹے

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى عليه السلام فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ عليه السلام مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى [اللّٰهُ] إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ: خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ: يَارَبِّ! خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي [تَبَارَكَ وَتَعَالَى] وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ

آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا: جبرئیل علیہ السلام اور کون ہے تمہارے ساتھ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے کہا: کیا اللہ نے ان کو پیغام بھیجا آملنے کیلئے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں بھیجا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے کہا: مرحبا اور اچھی دعا دی مجھ کو، پھر جبرئیل علیہ السلام ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا فرشتوں نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: جبرئیل، پوچھا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا: کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں بلوائے گئے ہیں۔ پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ ٹیکیہ لگائے ہوئے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کی طرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا درست ہے) اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے پھر جبرئیل علیہ السلام مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے۔ اس کے پتے اتنے بڑے تھے جیسے ہاتھی کے کان اور اس کے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گھڑا جس میں دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اس کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتی پھر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل میں جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازیں ہر رات اور دن میں مجھ پر فرض کیں جب میں وہاں سے اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا: تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر۔ میں نے کہا: پچاس نمازیں فرض کیں۔ انہوں نے کہا: پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے۔ میں لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اور عرض کیا: اے پروردگار! تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھٹا دیں۔ میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں۔ انہوں نے کہا: تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ)).

نے فرمایا: اے محمد ﷺ! وہ پانچ نمازیں ہیں، ہر دن اور ہر رات میں اور ہر ایک نماز میں دس نماز کا ثواب ہے، تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں (سبحان اللہ! مالک کی کیسی عنایت اپنے غلاموں پر ہے کہ پڑھیں تو پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے کام کرنے کی نیک، پھر اس کو نہ کرے تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے تو دس نیکیوں کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اس کو نہ کرے تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا: پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا یہاں تک کہ میں شرما گیا اس سے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: براق بضم با اس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہ ﷺ معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے۔ زبیدی اور صاحب تحریر نے کہا: براق وہ جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی۔ مگر دوسرے پیغمبروں کی سواری کرنا اس پر دلیل چاہتا ہے ابن درید نے کہا: براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہیں بجلی کو اس جانور کا نام براق ہوا اس لئے کہ اس کی چال بجلی کی طرح تیز تھی۔ اور بعض نے کہا: اس لئے کہ وہ بجلی کی طرح صاف اور ستھرا اور چمکدار تھا اور بعض نے کہا: اس لئے کہ وہ سفید تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ برقاء اس بکری کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ کا تھا تو برقاء بھی سفید رنگ میں داخل ہے۔ (نووی رحمہ اللہ) مقدس یا مقدس دونوں صحیح ہیں اور مشہور معنی اس کے یہ ہیں پاکی کا گھر کیونکہ وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتوں کی نجاست سے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت میں اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اختیار دیا کہ ان دونوں برتنوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کریں آپ ﷺ نے دودھ پسند کیا جیسے دوسری روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی میں صاف موجود ہے کہ آپ کو الہام ہوا دودھ کے اختیار کرنے کا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم نے اسلام کی علامت کو اور اس پر استقامت کو اختیار کیا اور دودھ اسلام کی علامت اس وجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیوں کی جڑ ہے اور حال اور مآل دونوں میں برائیاں پیدا کرنے والی ہے۔ انتہیٰ۔ مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہاں لغوی معنی فطرت کا ہو یعنی پیدائش اور آفرینش اور مقصود یہ ہے کہ دودھ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش بغیر دودھ کے مشکل ہے اور دودھ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی، سریع الہضم، اعضا کو بڑھانے والا، جسم کو پرورش کرنے والا۔ اور اس میں غذائیت اور مائیت دونوں موجود ہیں اور وہ فطری یعنی پیدائشی ہے۔ رب کریم نے اس کو بنایا انسان کی صنعت کو اس میں دخل نہیں برخلاف شراب کے کہ نہ اس میں غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کیلئے کافی ہو۔ نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جس قدر منفعت اس سے حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہاں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ "میں" کہے۔ کیونکہ اس کی ممانعت آئی ہے اور "میں" کہنا بے فائدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان میں دروازے ہیں۔ تیسرے یہ کہ دروازوں پر محافظ اور چوکیدار ہیں مرحبا وہ لفظ ہے جس کو عرب کے لوگ مہمان آنے کے وقت بولتے ہیں یعنی تم اچھی فراخ اور کشادہ جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ملاقات کو آئے اس کی خاطرداری کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اس کی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہے اور یہ طریقہ ہے انبیا کا۔ بیت المعمور ایک گھر ہے کعبے کی طرف آسمانوں کے اوپر اس کو معمور اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے وہاں عبادت کیلئے آتے جو پھر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے بیر کا ساتوں آسمانوں کے اوپر وہ حد ہے فرشتوں کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اس سے آگے کا علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ اس لئے ہوا کہ مخلوق کا علم یہاں تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کسی کا علم نہیں بڑھا سوائے رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) سے اترتا ہے وہ وہاں آ کر ٹھہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑھتا ہے وہ بھی وہاں رک جاتا ہے یعنی اللہ کا حکم یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت پر ڈالی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن و جمال اس کا بے نظیر ہو گیا جس کی تعریف بیان نہیں ہو سکتی۔ سچ ہے مخلوق کی کیا مجال ہے جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف کر سکے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ سلف امت کا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے کیا معنی ہوں گے۔ نووی رحمہ اللہ نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اس مقام پر جہاں میں نے رب کریم سے باتیں کی تھیں اور پھر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا، اس کو مولانا ابوالطیب نے السراج الوہاج میں اور نہیں رد کیا اس تاویل کو حالانکہ یہ تاویل مردود ہے اور نووی رحمہ اللہ نے متاخرین متکلمین کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو رب کریم کو جہت اور مکان سے منزہ خیال کرتے ہیں اور علمائے حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث میں کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک اللہ کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق میں ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ میں اللہ کریم کے پاس پھر گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے۔ معاذ اللہ! اللہ کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہیں ان کے طریقہ پر معراج کی فضیلت نہیں نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کے وقت ساتوں آسمانوں کا سفر آپ ﷺ کو درپیش ہو کیونکہ ان کے نزدیک تو اللہ زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتوں آسمانوں کے اوپر بلانے سے کیا مقصود تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کم بخت خبیثہ جہم بن صفوان سے پھیلا جس نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ اور اب تک گمراہی اس کی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علمائے حدیث اور سلف صالحین کو اور جنہوں نے ان کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ ہم کو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر انہی کے ساتھ کرے آمین یارب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا۔ اب وہ لوگ جو کہتے ہیں معاذ اللہ! اللہ بات نہیں کرتا نہ اس کی بات میں آواز اور حروف ہیں وہ گویا حدیث اور آیتوں کا رد کرتے ہیں جن سے صاف اللہ تعالیٰ کا بات کرنا اور اس میں آواز ہونا ثابت ہے یعنی بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھ کو شرم آ گئی، اب نہیں جا سکتا کہ آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ میری امت ان پانچ نمازوں کو بھی ہر روز ادا نہ کر سکے گی مگر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا۔ یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علمائے اختلاف کیا ہے اس میں کہ آیا پہلے پچاس نمازوں کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسے ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے۔

(٤١٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ فَانْطَلَقُوْا بِيْ إِلَى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِيْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُنْزِلْتُ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زم زم کے پاس، پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زم زم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا میں اپنی جگہ پر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اس جگہ جہاں سے لے گئے تھے۔ یہ معنی اس صورت میں ہے۔ جب حدیث میں انزلت بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مؤنث مجہول تو اس صورت میں اس کا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکورہ ہے برقانی کی روایت میں اس طرح ((ثم انزلت علی طست من ذهب مملوة حكمة)) یعنی پھر اتارا گیا مجھ پر ایک طشت سونے کا جس میں حکمت بھری ہوئی تھی۔

(٤١٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ: هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ کر پچھاڑا اور دل کو چیر کر نکالا، پھر اس میں سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالی اور کہا یہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم میں، پھر اس دل کو دھویا سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہم کو سونے کے برتن کا استعمال درست ہے۔ کیونکہ یہ فرشتوں کا فعل تھا اور ممکن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ - يَعْنِي ظِئْرَهُ - فَقَالُوا: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أَرَى أَثَرَ ذَلِكَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ.

سے کہ ان کی شریعت ہماری شریعت کے مغائر ہو۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تک سونے کا استعمال حرام نہیں ہوا تھا) پھر جوڑا اس کو اور اپنی جگہ میں رکھا اور لڑکے دوڑے ہوئے آپ ﷺ کی ماں کے پاس آئے یعنی آنحضرت ﷺ کی انا کے پاس اور کہا کہ محمد ﷺ مار ڈالے گئے۔ یہ سن کر لوگ دوڑے دیکھا تو (آپ ﷺ صحیح اور سالم ہیں اور) آپ ﷺ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر خوف سے) انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سلائی کا (جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی تھی) آپ ﷺ کے سینہ پر نشان دیکھا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤١٤) عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَنَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ.

(بخاری: ٣٥٧٠، ٧٥١٧)

شریک بن عبداللہ سے روایت ہے، میں نے سنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ بیان کرتے تھے اس رات کا جس میں معراج ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کی مسجد سے آپ ﷺ کے پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ ﷺ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت نے روایت کیا انس رضی اللہ عنہ سے، لیکن آگے بیان کیا بعض باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعض باتوں کو اور زیادہ کیا اور کم کیا۔

(٤١٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا جِبْرِيلُ قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ: فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ [فَفَتَحَ] قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں مکے میں تھا اور جبرئیل علیہ السلام اترے انہوں نے میرا سینہ چیرا، پھر اس کو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونے کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور انڈیل دیا اس کو میرے سینہ میں بعد اس کے ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے وہاں کے کلید بردار سے کہا کھول۔ اس نے پوچھا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا: اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا: ہاں۔ تب اس نے دروازہ کھولا۔ جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی طرف بھی جھنڈ تھی (روحوں کی) اور بائیں طرف جھنڈ تھی وہ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ: فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ: فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ: قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عِنْدَ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى. قَالَ: ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ))

مجھے دیکھ کر کہا: مرحبا اے نیک بخت نبی اور نیک بخت بیٹے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آدم علیہ السلام ہے اور یہ جو لوگوں کے جھنڈ ان کے داہیں اور بائیں ہیں یہ ان کی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں طرف وہ لوگ ہیں جو جہنم میں جائیں گے اس لئے جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں تو (خوشی کے مارے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کے مارے) رو دیتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کے چوکیدار سے کہا دروازہ کھول۔ اس نے بھی ایسا ہی کہا: جیسے پہلے آسمان کے چوکیدار نے کہا تھا پھر دروازہ کھولا۔

فَقَالَ- أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ- عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ- وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ: ثُمَّ مَرَرْتُ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ قَالَ: ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسٰى- عَلَيْهِ السَّلَامُ- فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا مُوسٰى قَالَ: ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسٰى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ- قَالَ: ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم اور ادریس اور عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کون سے آسمان پر ملا مگر اتنا کہا کہ آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان میں جب جبرئیل اور آپ ﷺ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے مرحبا کہا: مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں، میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا، انہوں نے کہا: مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح! میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا، انہوں نے کہا: مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں مریم رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ پھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سے گزرا، انہوں نے کہا: مرحبا اے نبی صالح اور بیٹے صالح میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔'' ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ (جو صحابہ تھے) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(جاری ہے اگلے صفحہ پر) محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَاَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ [كَانَا] يَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ)) قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً)) قَالَ: ((فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اَمُرَّ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مُوْسٰى: مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ لِيْ مُوْسٰى: فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ. قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ [عَنِّيْ] شَطْرَهَا. قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهُ. قَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ. قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَايُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتٰى سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ. قَالَ: ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ)).

[بخاری: ۳۴۹، ۳۳۴۲؛ نسائی: ۴۴۸؛ ابن ماجه: ۱۳۹۹]

پھر" میں چڑھایا گیا ایک ہموار بلند مقام پر، وہاں میں سنتا تھا قلموں کی آواز۔" ابن حزم اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں لوٹ کر آیا، جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر۔ میں نے کہا: پچاس نمازیں ان پر فرض کیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیوں کہ تمہاری امت میں اس قدر طاقت نہیں میں لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے ایک حصہ معاف کر دیا۔ پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہیں، میں پھر لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس۔ اس نے فرمایا: پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں پھر لوٹ کر آیا موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔ انہوں نے کہا: پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس میں نے کہا: مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چلے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس پر ایسے رنگ چڑھ گئے، جن کو میں نہیں سمجھتا وہ کیا تھے، پھر مجھے جنت میں لے گئے، وہاں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی اس کی مشک تھی۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ سینہ چیرنا اور دل کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ محال ہے اللہ کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جراحی میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانے میں لوگ اس کو خلاف قیاس سمجھتے ہیں اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے یہ تاویل نووی رحمہ اللہ نے کی ہے اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور حکمت کا بھرا جانا بعید نہیں اس لئے کہ جنت، عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں وہاں بہت سی چیزیں جن کو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے۔ جسمانی اور موجود بالذات ہوں گے اسی قبیل سے ہے اعمال کا تولا جانا، موت کا ذبح کیا جانا، قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا۔ واللہ اعلم۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) یا اس کے نیچے ہے یا قید میں رہتی ہیں اور مومنوں کی روحیں جنت میں آرام پاتی ہیں، پھر یہ روحیں آدم علیہ السلام کے پاس کیوں کر جمع تھیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ان روحوں کے پیش ہونے کا ایک وقت ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے تو ان کی روحوں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافر ارواح کا جہنم میں مومن ارواح کا جنت میں رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت میں ہوتا ہو جیسے قرآن میں ہے کہ صبح وشام جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے مؤمن کے سامنے اس کا ٹھکانا قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پہنچائے تجھ کو اس جگہ۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو اور جہنم بائیں طرف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس روایت میں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دوبارہ ہوا ہو، اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر مل کر پھر ساتویں پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے گئے ہوں۔ واللہ اعلم۔ آواز جو فرشتوں کے لکھنے سے نکلتی تھی اور یہ لکھنا فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تھا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تھے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ تعالیٰ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے جاتے ہیں قلموں سے اور وہی جانتا ہے اس کی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور اپنے ظاہر پر معمول ہے مگر اس کی کیفیت اور صورت اور جنس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جس کو اللہ بتلا دے اپنے فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتوں یا حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور ظاہر سے ان کو پھیرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان۔ اس لئے کہ جب شریعت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور عقلاً محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھنا ایک حکمت الٰہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے ورنہ وہ خود بے پروا ہے کتابوں سے اور اس کو یاد رکھنے کیلئے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور سارے پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا یہ دلیل ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی دوسرے پیغمبروں پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معراج میں بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے یہاں تک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا۔ جبرئیل نے کہا: قسم اس کی جس نے تجھے سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں جب سے پیدا ہوا، میں نے اس فرشتے کو نہیں دیکھا حالانکہ میں سب مخلوقات میں سے اللہ کے ہاں زیادہ بزرگ ہوں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں سب موقوف ہو گئیں۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا۔ حدیث میں شطر کا لفظ وارد ہے جس کے معنے نصف کے ہیں پچیس نمازیں معاف کر دیں اس صورت میں یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جن میں پانچ، پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہیں کہ ایک ہی بار میں شطر معاف ہو گیا۔ بلکہ کئی بار میں معاف ہوا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازیں اور نصف مراد نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے پر اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اس میں کئی بار لوٹنے کو بیان نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(٤١٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ لَعَلَّهٗ قَالَ: عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ۔ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهٖ۔ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اَحَدُ[1] الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَاُتِيْتُ فَانْطُلِقَ بِيْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے شاید سنا مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے ان کی قوم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”میں خانہ کعبہ کے پاس تھا۔ اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ ہم دونوں میں سے تیسرے یہ ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھ کو لے

[1] قوله احد الثلاثة الخ رجلین سے مراد جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور ثالث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ یہ حدیث اوپر والی حدیث سے معارض ہے کیونکہ اس حدیث میں قبل نزول وحی کا ذکر ہے اور اس میں بعد نزول وحی کا۔ لیکن بغور دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت میں شریک (ایک راوی ہے اس حدیث کا) نے دو جگہ غلطی کی ہے (۱) یہ کہ معراج بعد نزول وحی کے ہوا ہے اور اس نے قبل وحی کے ذکر کیا ہے (۲) یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی (فرشتے) آئے تھے اور اس نے تین آدمی بیان کیے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا)). قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْتُ لِلَّذِي مَعِي: مَا يَعْنِي؟ قَالَ: إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ. ((فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ: الْبُرَاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ دُونَ الْبَغْلِ يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ. فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ: مَرْحَبًا [بِهِ] وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ قَالَ: فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِدْرِيسَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ((ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: رَبِّ هٰذَا غُلَامٌ بَعَثْتَهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ

گئے۔ پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا اس میں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہاں تک اور یہاں تک قتادہ نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا: اس سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یعنی چیرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل نکالا گیا اس میں سے پھر ایک جانور کو لائے، جس کا رنگ سفید تھا، اس کو براق کہتے تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا، جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی۔ مجھ کو اس پر سوار کیا پھر ہم چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: جبرائیل۔ کہا: تمہارے ساتھ کون ہے کہا: محمد ﷺ۔ کہا انہوں نے: کیا بلوائے گئے ہیں وہ؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں پھر دروازہ کھلا اور فرشتوں نے کہا: مرحبا مبارک ہو آپ ﷺ کا تشریف لانا پھر ہم آئے آدم علیہ السلام کے پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ علیہ السلام سے اور یحییٰ علیہ السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پھر کہا: ”کہ ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے۔ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے ان کو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی کو جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی اے موسیٰ علیہ السلام کیوں روتے ہو، انہوں نے کہا: اے پروردگار! اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر بنایا اور اس کی امت میں سے جنت میں زیادہ لوگ جائیں گے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ ان کی تعداد بہت تھی، مگر جنتی ان میں کم تھے ہمارے پیغمبر ﷺ کی امت سے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہم چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے چار نہریں دیکھیں جو سدرۃ کی جڑ سے نکلتی تھی دو نہریں کھلی تھیں اور دو نہریں ڈھانپی تھیں میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا: ڈھانپی ہوئی دو نہریں تو جنت میں گئی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَخْرُجَ مِنْ اَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ ((فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ! مَاهٰذِهِ الْاَنْهَارُ؟ قَالَ: اَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ اِذَا خَرَجُوْا مِنْهُ لَمْ يَعُوْدُوْا فِيْهِ اٰخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءَيْنِ اَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالْاٰخَرُ لَبَنٌ فَعُرِضَا عَلَيَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِيْلَ: اَصَبْتَ اَصَابَ اللّٰهُ بِكَ اُمَّتَكَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً)) ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا اِلَى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ.

[بخاری: ۳۲۰۷، ۳۸۸۷، ۳۳۹۳، ۳۴۳۰؛ ترمذی: ۳۳۴۶؛ نسائی: ۴۴۷]

اور کھلی ہوئیں نیل و فرات ہیں۔ پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت المعمور میں نے کہا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی اس میں نہیں آتے پس یہی ان کا اخیر آنا ہے پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ دونوں میرے سامنے کیے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا آواز آئی ٹھیک کیا تم نے اللہ تمہیں ٹھیک راستے پر لایا اور تمہاری امت بھی تمہارے راستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز۔ پھر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ میں جس کا طول تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پائے تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اس دریا سے ہے جب یہ دریا ابلتا ہے۔ اور پانی اس کا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اجاڑ ہے، اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کربلا اسی دریا کے کنارے واقع ہوا تھا پانی اس کا نہایت شیریں اور صاف اور ہاضم ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ زمین میں ہے کیونکہ نیل اور فرات اس کی جڑ سے نکلے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ کچھ ضروری نہیں اس لئے احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے یہ دونوں دریا نکلے ہوں، پھر چلے گئے جہاں تک کہ اللہ نے چاہا۔ اور زمین پر نمودار ہوئے ہوں۔ اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے۔ اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کی طرف جانا چاہیے۔

(۴۱۷) عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ: ((فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا)). [راجع: ۴۱۶]

مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی حدیث جو اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ "میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا، جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے پھر چیرا گیا سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے اور بھر گیا حکمت اور ایمان سے۔"

(۴۱۸) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ

قتادہ سے روایت ہے، میں نے ابوالعالیہ سے سنا وہ کہتے تھے: مجھے حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ: ((مُوْسٰى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ)) وَقَالَ: ((عِيْسٰى جَعْدٌ مَرْبُوْعٌ)) وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ.

[بخاری: ۳۲۳۹، ۳۳۹۶]

بیان کی تمہارے پیغمبر (ﷺ) کے چچازاد بھائی نے، یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے ایک لمبے آدمی تھے۔ گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور عیسیٰ علیہ السلام کو گھونگریالے بال والے میانہ قد کے۔'' اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا۔

○ ○ ○ ○

(٤١٩) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ ابْنُ عَبَّاسٍ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ)) وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ ﴿فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ﴾ [۳۲/ السجدة: ۲۳] قَالَ: كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَقِيَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ. [راجع: ٤١٨]

قتادہ سے روایت ہے، اس نے سنا ابوالعالیہ سے، انہوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبی ﷺ کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج ہوا میں موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر گزرا۔ وہ ایک گندمی رنگ کے لمبے آدمی تھے، گھونگریالے بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کا سیدھے چھٹے ہوئے تھے۔'' اور دکھلائے گئے، آپ ﷺ کو مالک، جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیوں میں جو اللہ نے دکھلائیں ''تو مت شک کر آپ ﷺ کی ملاقات میں موسیٰ علیہ السلام سے۔'' راوی نے کہا کہ قتادہ اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سبط کے معنی سیدھے اور صاف جس میں خمیدگی نہ ہو اور اوپر کی روایت میں ہے کہ ان کے بال گھونگریالے تھے، تو جواب اس کا یہ ہے کہ گھونگر دو قسم کے ہیں ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشیوں کے بال ہوتے ہیں اس کو عربی میں قطط بولتے ہیں اور ایک ہلکے گھونگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہیں اور صرف کناروں سے ذرا خمیدہ۔ ایسے بالوں کو سبط کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ پہلی حدیث میں جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہیں ہیں بلکہ جعودت مراد ہے، جس کا معنی جسم سے مشتق ہے یعنی بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صفت میں ایک روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے بال سیدھے صاف تھے۔ یہ استشہاد ہے آیت کریمہ ﴿فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ﴾ سے جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے شک ملے ہیں۔ اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی ان کے مذہب پر یہ ہوں گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات میں موسیٰ علیہ السلام سے اور جمہور علما کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملنے میں اور یہی مذہب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل اور زجاج کا یہ آیت سورۂ الم تنزیل السجدہ پارہ ۲۱ میں ہے اور شروع اس آیت کا یہ ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ﴾ اخیر تک۔

(٤٢٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ: ((أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟)) فَقَالُوْا: وَادِي الْأَزْرَقِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ''وادی ازرق'' میں گزرے تو پوچھا: ''یہ کون سی وادی ہے؟'' لوگوں نے کہا: وادی ازرق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالُوْا: هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوْسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ)) ثُمَّ أَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشٰى فَقَالَ: ((أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: ثَنِيَّةُ هَرْشَا قَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى [عَلَيْهِ السَّلَام] عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي)) قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيْثِهِ: قَالَ هُشَيْمٌ: يَعْنِي لِيْفًا. [ابن ماجه: ٢٨٩١]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے ہیں چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہیں۔'' پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینہ کے راستے پر جحفہ کے قریب) آپ نے پوچھا: ''یہ کونسی ٹیکری ہے۔'' لوگوں نے کہا: یہ ہرشا کی ٹیکری ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گھٹی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے ہیں بالوں کا، ان کی اونٹنی کی نکیل خلبہ کی ہے اور وہ لبیک کہہ رہے ہیں۔'' ابن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ہشیم نے کہا: خلبہ سے مراد لیف ہے۔ (یعنی کھجور کے درخت کی چھال)

فائدہ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پیغمبروں علیہم السلام کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کیساتھ ابوالعالیہ کی روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موجود ہے اور ابن مسیب رحمہ اللہ کی روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مگر اس میں لبیک کہنے کا ذکر نہیں ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر علیہم السلام تو مر گئے اور وہ آخرت میں گئے۔ اب لبیک کیسے کہتے ہیں اور حج کیسے کرتے ہیں، وہ تو عمل کرنے کا مقام نہیں تو ہمارے مشائخ اور ہم نے اس کے کئی جواب نکالے ہیں ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہید زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کریں یا نماز پڑھیں۔ جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔ اور جہاں تک ان سے ہو سکے اللہ سے اور نزدیکی حاصل کریں اور گو وہ مر گئے مگر ابھی تک دنیا ہی میں ہیں جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جائے گی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جائے گی اس وقت عمل ختم ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ﴾ [۱۰/ یونس: ۱۰] تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کعبے کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ چوتھی یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو ان پیغمبروں کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ ان کا حج کیسا تھا اور لبیک کیونکر تھی، اس لیے کہ خود آپ ﷺ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں، موسیٰ علیہ السلام کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں عیسیٰ علیہ السلام کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس علیہ السلام کو۔ پانچواں یہ کہ آپ نے بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کی طرف ان پیغمبروں علیہم السلام کی کیفیت اور حالت سے (اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے ان کو نہ دیکھا ہو۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا (نووی رحمہ اللہ)

(٤٢١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ: ((أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟)) فَقَالُوْا: وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام)) فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ ((وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ: ((أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: هَرْشٰى أَوْ لِفْتٌ فَقَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک وادی پر گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی وادی ہے۔'' لوگوں نے کہا: وادی ازرق۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ علیہ السلام کو۔'' پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور اللہ کو پکار رہے ہیں آواز سے لبیک کہہ کر اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سی ٹیکری ہے۔'' لوگوں نے کہا: ہرشا کی۔ یا لفت کی آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَى يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيفٌ حُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا)). (راجع: ٤٢٠]

''گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔''

(٤٢٢) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ: ذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ: ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي)).

[بخاری: ١٥٥٠، ٣٣٥٥، ٥٩١٣]

مجاہد سے روایت ہے، ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے۔ لوگوں نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر کا لفظ لکھا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو میں نے نہیں سنا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام تو ایسے ہیں جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہیں صورت میں) اور موسیٰ علیہ السلام ایک شخص ہیں گندم رنگ گھونگریالے بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے، گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں جب اترتے ہیں وادی میں تو لبیک کہتے ہیں۔''

(٤٢٣) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ [عَلَيْهِ السَّلَام] فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ [صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ] فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ)). وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: ((دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ)). [ترمذی: ٣٦٤٩]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسیٰ علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے یا ہلکے بدن کے کم گوشت) جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہیں۔'' اور ابن رمح کی روایت میں ہے کہ دحیہ بن خلیفہ۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَإِذَا رَجُلٌ. حَسِبْتُهُ قَالَ.: مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. قَالَ.: وَلَقِيتُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ)). يَعْنِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا کہ ''میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا: (یہ شک ہے راوی کو) ''وہ لمبے چھریرے تھے سیدھے بال والے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں'' اور فرمایا کہ ''میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورت بیان کی، وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تر و تازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَمَّامًا۔ قَالَ: ((وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ۔ قَالَ: فَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقَالَ: هُدِيتَ الْفِطْرَةَ۔ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ۔ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ)). [بخاري: ٣٣٩٤، ٣٤٣٧، ٥٥٧٦؛ ترمذي: ٣١٣٠]

''میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند کر لو میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اس نے کہا: (یعنی اس فرشتے نے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) تم کو راہ ملی فطرت کی یا تم پہنچ گئے فطرت کو (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) اور تم جو شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔''

فائدہ۔ ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنی کم گوشت، تو دونوں میں تعارض ہوا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا: تعارض نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہیں یہ ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس روایت میں ہے کہ ان کا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ گندم گوں تھے اور بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے آدم (گندم گوں) مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دُمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپانا اور یہاں حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد و غبار نہ لگا ہو، اور گمراہ ہوگی یعنی ساری امت جیسے یہود اور نصاریٰ سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے ہیں مگر جو فرقہ سب میں اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹسٹنٹ وہ بھی حماقت میں گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہیں سمجھا۔ مسلمانوں میں اگرچہ بہت گمراہ فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح کچی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں، مگر ایک فرقہ ان کا توحید اور اتباع سنت میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس فرقہ کے بھی دشمن ہیں مگر اللہ ان کا مددگار ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

باب: مسیح ابن مریم اور مسیح دجال کا بیان۔

(٤٢٥) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ۔ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ۔ يَطُوفُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ کو ایک رات دکھلائی دیا کہ میں کعبہ کے پاس ہوں میں نے ایک آدمی کو دیکھا گیہوں رنگ جیسے کہ تم نے بہت اچھی گیہوں رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے تو نے بہت اچھے کندھوں تک کے بال دیکھے ہوں اور بالوں میں کنگھی کی ہے ان میں سے پانی ٹپک رہا (یعنی ان میں تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالوں میں ہوتی ہے جو پانی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقِيلَ: هٰذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقِيلَ: هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ)).

[بخاری: ۵۹۰۲، ۶۹۹۹]

بھرے ہوں یا درحقیقت ان میں سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیئے ہے دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں پر طواف کر رہا ہے کعبہ کا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مسیح ہیں بیٹے مریم علیہا السلام کے۔ پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا، گھونگر یال والا بہت گھونگر دا ہنی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مسیح دجال ہے۔'' (اللہ اس کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو کوئی بھی اشکال نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور سلامت ہیں پھر طواف کرنے میں کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر گزریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال مکے اور مدینے نہیں جائے گا۔ اور مالک کی روایت میں دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال کی اس زمانے کے ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ میں علما کے اختلاف ہیں واحدی نے کہا: ابوعبید اور لیث نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان میں مسیحا ہے پھر عربوں نے اس کو بدل کر مسیح کر لیا، جیسے موسیٰ علیہ السلام کہ اصل اس کی عبرانی زبان میں موشیٰ یا میشا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور کے نزدیک مشتق ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم اور ابن المعوابی نے کہا: مسیح کہتے ہیں صدیق کو اور بعض نے کہا اس لیے کہ ان کے تلوے دونوں پاؤں کے صاف اور برابر تھے۔ بیچ میں گہرا نہ تھا اور بعض نے کہا: اس لیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل ملے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ اس لیے کہ برکت ان پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے تھے اور بعض نے کہا: اس لیے کہ اللہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوبصورت پیدا کیا تھا اور اس کے سوا اور وجہیں بھی بیان کی ہیں اور دجال کو اس لیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں مٹی گئی ہیں یا اس لیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو بھی مسیح کہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ ساری زمین پر پھرے گا اپنے نکلنے کے وقت میں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٢٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا [وَ] إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: [هٰذَا] الْمَسِيحُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کے بیچ میں مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا: ''اللہ جل شانہ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور (پس یہی ایک کھلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعوے میں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوں رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوں رنگ کا آدمی اس کے پٹھے مونڈھوں تک تھے اور بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا۔ میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مسیح ہیں حضرت مریم کے بیٹے علیہما السلام اور ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص کو دیکھا جو سخت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ؟)). [بخاری: ۳۴۳۹، ۳۴۴۰؛ وانظر فی مسلم: ۷۳۶۲]

گھونگر بال والا داہنی آنکھ کا کانا تھا میں نے جو لوگ دیکھے ہیں ان سب میں ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مسیح دجال ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی تو آنکھیں صحیح اور سالم ہیں ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے۔

(٤٢٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آدَمَ سَبْطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ أَوِ الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ. لَا يَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ. قَالَ: وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعْدَ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى أَشْبَهَ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے کعبہ کے پاس ایک شخص کو دیکھا۔ جو گندم رنگ کا تھا اس کے بال لٹکے ہوئے تھے، دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے تھا اور اس کے سر میں سے پانی بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں مریم علیہا السلام کے بیٹے یا یوں کہا مسیح ہیں مریم کے بیٹے معلوم نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر بال والا داہنی آنکھ کا کانا سب سے زیادہ مشابہ اس سے قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ مسیح دجال ہے۔''

(٤٢٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلانی شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا اس کو'' (یعنی بیت المقدس کو)۔

[بخاری: ۴۷۱۰، ۳۸۸۶؛ ترمذی: ۳۱۳۳]

○ ○ ○ ○

(٤٢٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً. فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا، اس کے بال چھٹے ہوئے تھے، سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں، پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکھ کا کانا گویا اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ میں نے کہا: یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ)).

کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ دجال ہے۔ سب لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔"

○ ○ ○ ○

(٤٣٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ. قَالَ: فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں، جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ ایک شخص میانہ تن و توش کے اور گھٹے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھی وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کو پاتا ہوں اور دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو فرمایا پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی (اور سب پیغمبروں علیہم السلام نے میرے پیچھے نماز پڑھی) جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا: اے محمد ﷺ! یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کرو۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔"

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ان پیغمبروں کی نماز میں جو گفتگو تھی اس کو اوپر ہم بیان کر چکے ہیں اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا اور کوئی آخرت کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس میں ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر آسمان پر ان سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر میں جو آپ ﷺ نے دیکھا یہ تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں ان کے ساتھ نماز پڑھی معراج کی رات میں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم۔

بَابُ فِي ذِكْرِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى.

باب: سدرۃ المنتہیٰ کا بیان۔

(٤٣١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تو آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے زمین سے جو چڑھتا ہے وہ یہیں آن کر ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا. قَالَ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ﴾ [٥٣/ النجم:١٦] قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا. الْمُقْحِمَاتُ.

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپتی تھیں وہ چیزیں جو ڈھانپتی تھیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یعنی پتنگے سونے کے، پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں تین چیزیں دی گئیں ایک تو پانچ نمازیں، دوسری سورہ بقرہ کی اخیر آیتیں، تیسرے اللہ نے بخش دیا آپ ﷺ کی امت میں سے اس شخص کو جو شرک نہ کرے اللہ کے ساتھ۔ باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو۔

○ ○ ○ ○

[ترمذی:٣٢٧٦، نسائی:٤٥٠]

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: سب نسخوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے لیکن اوپر گزرا انس رضی اللہ عنہ کی روایات میں کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا ان دونوں روایتوں میں اس طرح کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ چھٹے آسمان میں ہو اور ڈالیاں اس کی ساتویں آسمان کے اوپر ہوں اس لئے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا: سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے ساتویں آسمان میں جو سایہ کیے ہوئے ہے آسمانوں پر اور جنت پر۔ اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہوں گے، عذاب دیا جائے گا اور احتمال ہے کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہوں جن کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور ان کو بالکل عذاب نہ ہوگا۔ یا اللہ! تو اپنی عنایت اور کرم سے ہم کو ان لوگوں میں کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور جیسا تو نے اب تک ہم کو شرک سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہم کو شرک میں بیشک تو سب اختیار رکھتا ہے۔

بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ.

باب: اس باب میں یہ بیان ہے کہ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حق تعالیٰ جل جلالہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے اللہ جل شانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب میں ان سے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور وہی مشہور ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابوذر رضی اللہ عنہ اور کعب رضی اللہ عنہ سے اور حسن بصری رحمہ اللہ اس بات کی قسم کھاتے تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے، اور اصحاب مقالات نے امام ابوالحسن اشعری اور ان کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور ہمارے بعض مشائخ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا درخواست کرنا دیدار کیلئے یہی دلیل ہے امکان کی اس لئے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علمانے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ اور ہمارے پیغمبر دونوں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اسی طرح علمانے اختلاف کیا ہے اس مسئلے میں کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے حق تعالیٰ سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلاواسطہ یا نہیں سو اشعری اور ایک جماعت متکلمین کے نزدیک کلام کیا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ◎ ◎)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور بعض نے اس قول کی نسبت کی جعفر بن محمد اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف۔ اسی طرح علما نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنوں میں ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى﴾ (۵۳/النجم:۸) یعنی پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا اور بعض نے کہا: یہ نزدیک ہونا جبریل علیہ السلام سے ہے یا سدرۃ المنتہیٰ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن کعب رضی اللہ عنہ اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہے کہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل سے ہے اس صورت میں نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ اللہ کی بزرگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئی اور انوار معرفت کھل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ (۵۳/النجم:۹) کی بھی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کی جائے گی اس حدیث میں کہ جو شخص ایک بالشت مجھ سے نزدیک ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کو دیکھا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلیں ہیں مگر ہم انہی سے حجت لاتے ہیں جو قوی ہیں ایک حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی انہوں نے کہا: کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کو ملی ہو اور کلام موسیٰ علیہ السلام کو۔ اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا: ہاں اور شعبہ سے باسناد منقول ہے انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور اصل اس باب میں حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ عالم ہیں اس امت کے اور مشکل مسائل میں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں انہی کی طرف رجوع کیا اور ان سے پوچھا بھیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا: ہاں دیکھا ہے اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ضرر نہیں کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یوں نہیں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے میں نے نہیں دیکھا اپنے پروردگار کو بلکہ انہوں نے اپنی رائے بیان کی ان آیتوں پر خیال کر کے ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا﴾ [۴۲/الشوریٰ:۵۱] اور آیت ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ [۶/الانعام:۱۰۳] اور صحابی رضی اللہ عنہ جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے مخالف ہوں تو اس کا قول حجت نہیں ہے اور جب صحیح ہو گئیں روایتیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دیدار کے اثبات میں تو ضرور ہے ثابت کرنا اس قول کا اس لئے کہ یہ امر عقل سے نہیں معلوم ہو سکتا بلکہ ضروری ہے سننا شارع سے اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے سے یا اجتہاد سے دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا رؤیت الٰہی میں تو ہمارے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے علم میں زیادہ نہیں ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ ثابت کرتے ہیں ایک امر کو جس کی نفی کی اوروں نے اور ثابت کرنے والا مقدم ہے نفی کرنے والے۔ پر تمام ہوا کلام صاحب تحریر کا۔ اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علما کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا معراج کی رات اور دلیل اس کی وہی حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اور یہ ثابت ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یہ کہا ہوگا اس میں کوئی شک نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اس کی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہیں کی اور اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ بیان کرتیں بلکہ انہوں نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب ہم آگے بیان کریں گے یہ جو حضرت عائشہ دلیل لائیں اس آیت سے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ [۶/الانعام:۱۰۳] اس کا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہیں احاطہ کو اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا اور جب نفس سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے اس رؤیت کی نفی نہیں نکلتی جو بغیر احاطہ کے ہو اور لوگوں نے اور بھی جواب دیے ہیں اس آیت کے مگر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں یہ جواب مختصر اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل ان کی اس آیت ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ سے اس کا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ رویت کے وقت کلام کا ہونا ضروری نہیں تو جائز ہے رویت بغیر کلام کے ہو دوسرے یہ کہ اس عام میں سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاص کئے گئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یوں کہتے ہیں کہ وحی سے اس جگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاف کھلم کھلا بات نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ کا کلام سنتے ہیں اور اس کو دیکھتے نہیں حجاب سے، یہ غرض نہیں کہ وہاں کوئی پردہ ہے جو حدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے۔ انتہیٰ ما قال النووی مختصراً۔ مولانا ابوالطیب نے السراج الوہاج میں لکھا ہے کہ مجھے جو اس مقام میں معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں خاموشی بہتر ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہیں اس لئے کہ قرآن کی آیتیں محتمل ہیں اور جب احتمال ہو تو استدلال نہیں ہو سکتا اور جس نے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کوئی مرفوع حدیث اس باب میں نہیں لائے بلکہ انہوں نے استدلال کیا آیات سے تو بھی اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسی کا حجت نہیں ہو سکتا جب تک سوائے اجتہاد کے دلیل پر مشتمل مفت آن لائن کتب (باقی اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی دلیل لائیں اجتہاد سے اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت میں صراحتاً یہ امر ثابت ہے مسروق سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام ہیں اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر، ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے کی تو اب اس سے پھرنے کیلئے کوئی دلیل چاہیے اس لئے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جائے جب تک دلیل قائم نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہیں۔ بلکہ کلام اس میں ہے کہ آیا دیدار ہوا ہو یا نہیں اور حدیث موقوف اس بات میں حجت نہیں ہو سکتی جب اس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہاں پر کوئی سماع مرفوع نہیں ہے۔ انتهى مختصراً۔

(٤٣٢) عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝﴾ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ. [بخاري: ٤٨٥٦، ٤٨٥٧، ٣٢٣٢؛ ترمذي: ٣٢٧٧]

سلیمان شیبانی سے روایت ہے، میں نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کے متعلق ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝﴾ یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک۔ انہوں نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ان کے چھ سو بازو تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اس کی اصل صورت پر دیکھا ورنہ اور شکلوں سے تو ان کو اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کرتے تھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی جو اس حدیث کے راوی ہیں بڑے عالم ہیں، اس امت کے اور معارض ہے ان کا قول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبرئیل علیہ السلام ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے پھر ان لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا: اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعض نے کہا: ظاہر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ امام ابوالحسن واحدی نے کہا: یہ بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوذر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپ کے دل میں پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل میں ڈال دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٣٣) عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ﴾ [٥٣/ النجم: ١١] قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ. [راجع: ٤٣٢]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جو حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ﴾ یعنی جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا۔ مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ان کو، ان کے چھ سو (٦٠٠) پنکھ تھے۔

(٤٣٤) عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝﴾ [٥٣/ النجم: ١٨] قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ. [راجع: ٤٣٢]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں، چھ سو (٦٠٠) بازو تھے ان کے۔

(٤٣٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس تفسیر میں ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ یعنی دیکھا ان کو دوسرے اتار میں کہ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان سے اور ضحاک نے کہا: مراد سدرۃ المنتہیٰ کا دیکھنا ہے اور بعض نے کہا کہ رف رف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علما نے یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے۔

(۴۳۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اپنے دل کے ساتھ۔

(۴۳۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝﴾ [۵۳/ النجم: ۱۱، ۱۳] قَالَ رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝﴾ کی تفسیر میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا۔

فائدہ: تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الٰہی ہے اور اوپر اس کی تفصیل گزر چکی۔

(۴۳۸) عَنِ الْأَعْمَشِ: حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

اعمش بیان کرتے ہیں ابوجہمہ نے ہمیں اس سند کے ساتھ یہی حدیث بیان کی۔

(۴۳۹) عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ! ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ. قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِينِي وَلَا تَعْجَلِينِي أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝﴾ [۸۱/ التکویر: ۲۳] ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ [۵۳/ النجم: ۱۳] فَقَالَتْ: أَنَا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ)) فَقَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝﴾ [۶/ الانعام: ۱۰۳] أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ تک

مسروق سے روایت ہے، میں تکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس۔ انہوں نے کہا: اے ابوعائشہ (یہ کنیت ہے مسروق کی) کہ تین باتیں ہیں جو کوئی ان کا قائل ہو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ میں نے کہا: وہ تین باتیں کونسی ہیں؟ انہوں نے کہا: (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ مسروق نے کہا: میں تکیہ لگائے تھا یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا: اے ام المومنین! ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو، کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝﴾ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مراد ان آیتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا۔ سوا دو بار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا، ان کو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝﴾ کیا تو نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ

محمد طلحہ بلال منیار، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ (٤٢/ الشوری:٥١) قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط﴾ [٥/ المائدة:٦٧] قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (٢٧/ النمل:٦٥] . [بخاری: ٤٦١٢، ٤٨٥٥، ٧٣٨٠، ٧٥٣١؛ ترمذی: ٣٠٦٨، ٣٢٧٨]

(دوسری یہ ہے) کہ جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپالیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ اللہ فرماتا ہے ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ یعنی اے پیغام پہنچانے والے! پہنچا دے جو اترا تجھ پر تیرے رب کے پاس سے اور جو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہیں پہنچایا (تیسری یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل ہونے والی بات جانتے تھے (یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر..... اللہ خود فرماتا ہے: اے محمد ﷺ! آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کی بات نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: پہلی آیت سورۂ انعام میں ہے (۱۲) رکوع میں۔ ترجمہ اس کا یہ ہے، اس کو نہیں پا سکتی آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو وہ بھید جانتا ہے خبردار ہے۔ اور دوسری آیت سورۂ شوریٰ (۵) رکوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے کہ اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبداللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے کہ یوں کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مت کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر مطرف کا یہ قول مخالف ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونوں طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن میں موجود ہے: ﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ.....﴾ اور صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور جس نے اس کا انکار کیا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے (نووی رحمہ اللہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم اللہ ہی سے خاص ہے اور سوا اللہ کے کسی اور کو غیب کا علم نہیں پیغمبر علیہ السلام ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمارے پیغمبر ﷺ کی زبان سے بیان کیا: ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ یعنی اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بڑی بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے دکھ نہ پہنچتا میں تو ایک کھلا ڈرانے والا ہوں اور جب اللہ اور رسول ﷺ کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا اللہ کے کسی کو نہیں اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے ان بدعتیوں کو جو غیب کا علم، رسول اللہ ﷺ یا اور اولیاء رحمہم اللہ اور مشائخ کیلئے ثابت کرتے ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف موجود ہے اللہ جانے ان کی عقلوں پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان ان کو کہاں اوندھا گراتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے طریقہ کے لوگوں کو ایسے خیالوں سے بچائے۔ (السراج الوہاج)۔

(٤٤٠) عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ قَالَتْ: وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾ الْاٰيَةَ.

داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے یہ آیت ﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾ الخ تک۔

محمد نعیم یونس، متنوع اسلامی مواد کا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ﴾. [۳۳/ الاحزاب: ۳۷]. [راجع:۴۳۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ آیت سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے ترجمہ اس کا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز، اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور چاہیے اللہ سے ڈرنا پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی اس لئے کہ مسلمانوں پر حرج نہ ہو، اپنے لے پالکوں کی جوروں سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کیا ہوا۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی بی بی زینب رضی اللہ عنہا تھیں، جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ جب زید رضی اللہ عنہ سے ان کی نہ بنی تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی مگر دل میں آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زید ان کو چھوڑ دے گا تو میں اس سے نکاح کر لوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال اپنے دل میں رکھا اس لئے کہ کافر اور منافق بدگوئی نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کرنے کی فکر میں ہیں اللہ تعالیٰ نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا دیا اور کافروں کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک دراصل بیٹا نہیں ہے جو اس کی جورو پالنے پر حرام ہو۔ اس آیت میں چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی بات کو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت چھپاتے تو معاذ اللہ اس کو چھپاتے۔

(٤٤١) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَاَى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهٗ؟ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِهٖ وَحَدِیْثُ دَاوٗدَ اَتَمُّ وَاَطْوَلُ. [راجع:٤٣٩]

مسروق سے روایت ہے، میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا: سبحان اللہ! میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٢) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فَاَیْنَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۝﴾ [٥٣/ النجم:٨، ١٠] قَالَتْ: اِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَ یَاْتِیْهِ فِیْ صُوْرَةِ الرِّجَالِ وَاِنَّهٗ اَتَاهُ فِیْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ فِیْ صُوْرَتِهِ الَّتِیْ هِیَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ. [بخاری:٣٢٣٤]

مسروق سے روایت ہے، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، (تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول کیسے ہے: ﴿ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۝﴾ انہوں نے کہا: اس آیت سے تو جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مردوں کی صورت میں آتے تھے، اور اس مرتبہ خاص اپنی صورت میں آئے، تو سارا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فائدہ: اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ پھر نزدیک ہوا جبریل علیہ السلام اور قریب آ گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں کا یا اس سے نزدیک اور بعض نے قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنی یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور جبریل علیہ السلام میں اتنا قرب ہو گیا، بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ)) وَفِي قَوْلِهِ: ((رَأَيْتُ نُورًا)).

باب: اس بات کا بیان کہ نبی کا یہ فرمانا وہ تو نور ہے میں اسکو کیسے دیکھ سکتا ہوں اور یہ فرمان کہ میں نے نور دیکھا،

(٤٤٣) عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: ((نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ؟)). [ترمذي: ٣٢٨٢]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھتا۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یعنی حجاب اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اس کو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہیں دیتا۔ عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نور ہے اور ظہور ہے یعنی اس کی وجہ سے سب کی ہستی اور نمائش ہے جیسے قرآن میں ہے: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اگر یہ نور نہ ہوتی ہستی اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کی وجہ سے اور چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اسی طرح اللہ جل شانہٗ کی مخلوقات کو ہم دیکھتے ہیں مگر اس کا دیکھنا دشوار ہے اس لئے کہ ہم مادے اور جسم کی کثافت سے بھرے ہوئے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں کو ان علائق جسمانی سے صاف کر کے ان کو نورانی کرے گا اس وقت اپنا نور ان کو دکھلائے گا۔ واللہ اعلم۔

(٤٤٤) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((رَأَيْتُ نُورًا)).

[راجع: ٤٤٣]

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے، میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھتا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو کیا پوچھتا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ پوچھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ایک نور دیکھا۔''

فائدہ: یعنی صرف ایک نور مجھے دکھلائی دیا اور کچھ میں نے نہیں دیکھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک ہے جسمیت سے۔ یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگوں کا یا نورانی کرنے والا ہے مؤمنوں کے دلوں کو۔ مترجم کہتا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ کی یہ تقریر مسلم نہیں اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص میں اس پر وارد ہے۔ پھر اس میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں، اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ اللہ پر نہ کیا جائے گا اس لئے کہ شریعت میں یہ لفظ اللہ کے واسطے نہیں آیا۔ اسی طرح جسم سے تنزیہ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ)) وَفِي قَوْلِهِ: ((حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ

باب: اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور یہ قول کہ اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو کھول دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کے چہرے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ)).

شعاعیں اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں۔

(٤٤٥) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ۔ وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ بَكْرٍ: النَّارُ۔ لَوْ كَشَفَهُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ)) وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ بَكْرٍ: عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا.

[ابن ماجه:١٩٥، ١٩٦]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کھڑے ہو کر پانچ باتیں سنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ نہیں سوتا اور سونا اس کے لائق نہیں (کیونکہ سونا عضلات اور اعضائے بدن کی تھکاوٹ سے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے تھکن سے۔ دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہے اور مثل موت کے ہے اور حق تعالیٰ پاک ہے اس سے) جھکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے اس کو۔ اٹھایا جاتا ہے، اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس کا پردہ نور ہے۔'' ابوبکر کی روایت میں ہے کہ پردہ اس کا آگ ہے اور اگر وہ کھول دے اس پردے کو البتہ اس کے منہ کی شعاعیں جلا ئیں مخلوق کو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔''

فائدہ: بندوں کے اعمال اور ارزاق کے تولنے میں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ تمثیل ہے اللہ کے ترازو سے تولنے کے ساتھ۔ السراج الوہاج میں ہے کہ یہ تمثیل نہیں بلکہ حقیقۃً اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث میں۔ اور تمثیل کے قائل پچھلے لوگ ہوئے ہیں، جن کی بات کا کچھ اعتبار نہیں، یعنی رات میں جو اس کے بندے نیک کام کرتے ہیں وہ رات گزرنے سے پہلے شام ہی کو اللہ کے پاس لے جاتے ہیں اس حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ سلف کا رحمہم اللہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: پردہ لغت میں آڑ اور رکاوٹ کو کہتے ہیں اور یہ شان ہے ان اجسام کی جو محدود ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک ہے جسمیت اور تحدید سے اس صورت میں پردے سے مراد روکنے والا ہے۔ اس کے دیدار سے یعنی نور اس کے دیکھنے کا مانع ہے، اس لئے کہ نور سے آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت میں آیا ہے اس کو چلانا اسی طرح جیسے آیا اور اس کی کیفیت بیان نہ کرنا نہ اس میں تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا۔

مترجم کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی رحمہ اللہ اور سیوطی رحمہ اللہ اور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے پچھلے متکلمین کی تقلید کر کے اس قسم کی آیات اور احادیث میں اکثر ایسی تاویلات کی ہیں جو سلف کے طریقے کے خلاف ہیں اسی حدیث میں دیکھئے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب، شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امر شریعت سے ثابت نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے پھر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے اس کی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہنچتی ہے۔ پھر اگر وہ اپنا حجاب اٹھا لے تو اس کے روئے مبارک کی تجلی کے سامنے کچھ نہ ٹھہرے اور سب جل کر خاک ہو جائیں۔ نووی رحمہ اللہ نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل، ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حق تعالیٰ کیلئے وجہ اور ید اور عین، قدم وغیرہ حقیقۃً ثابت ہیں آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان میں کسی قسم کی تاویل نہیں کی، نہ تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ اور معتزلہ اور معتزلہ کا خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ۔ اور بعض علمائے اہل سنت اللہ ان پر رحم کرے اس گمراہی میں پھنس گئے وہ بھی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بھول گئے اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٤٤٦) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ: ((مِنْ خَلْقِهِ)) وَقَالَ: حِجَابُهُ النُّوْرُ. [راجع: ٤٤٥]

اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے، مگر اس میں پانچ باتوں کے بدلے چار باتیں ہیں اور مخلوق کا ذکر نہیں اور کہا کہ حجاب اس کا نور ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٧) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَرْبَعٍ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَّنَامَ وَيَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ)). [راجع: ٤٤٥]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر چار باتیں بیان کیں، یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور نہ اس کے لائق ہے، سوتا اٹھاتا ہے ترازو کو اور جھکاتا ہے، اٹھایا جاتا ہے اس کی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دن کو۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى.

باب: اللہ تعالیٰ کا دیدار مؤمنوں کو آخرت میں ہوگا۔

(٤٤٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ)). [بخاري: ٤٨٧٨، ٤٨٨٠، ٨٤٤٤؛ ترمذي: ٢٥٢٨؛ ابن ماجه: ١٨٦]

عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو جنتیں چاندی کی ہوں گی، اس کے برتن اور سب چیزیں چاندی کی ہوں گی۔ اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی اس کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوں گی اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے دیکھنے میں کوئی آڑ نہ ہوگی، جنت العدن میں سوائے ایک بزرگی کی چادر کے جو اللہ کے منہ پر ہوگی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: پھر جب اللہ تعالیٰ اس چادر کو اپنے منہ سے اٹھائے گا تو سب مؤمن اس کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہو گی، جس کی حد نہیں نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے محال نہیں ہے اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت میں مؤمنین اس کو دیکھیں گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ کو اس کی مخلوق میں سے کوئی نہ دیکھے گا۔ بلکہ اللہ کا دیکھنا محال ہے اور یہ ایک خطائے صریح اور جہل قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت میں مؤمنوں کو اللہ کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتیں اس باب میں مشہور ہیں، اور بدعتیوں نے جو ان پر اعتراض کئے ہیں وہ بھی اہل سنت کی کلام کی کتابوں میں ان کے جواب سمیت مذکور ہیں اور ہم کو ان کے بیان کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے مگر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہ ہوگا اور امام ابوالقاسم قشیری نے ابوبکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلے میں امام ابوالحسن اشعری کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں اللہ کا دیدار واقع ہوا، دوسرے یہ کہ اس کا وقوع نہیں ہوا پھر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رؤیت الٰہی (اللہ کا دیدار) ایک قوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کر دے گا اور اس کیلئے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضروری نہیں اور ہمارے دیکھنے میں یہ باتیں اتفاقاً پائی جاتی ہیں نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہیں اور متکلمین نے اس کے کھلے دلائل خوب بیان کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ایک جہت میں ہو بلکہ مؤمنین اس کو دیکھیں گے۔ بغیر جہت کے جیسے ان کو جانتے ہیں بلاجہت الٰہی۔ مولانا ابوالطیب رحمہ اللہ نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) السراج الوہاج میں لکھا ہے کہ بدعتیوں نے جو کچھ شبہے اللہ کی رؤیت میں کیے ہیں ان سب کے جوابات دونوں اماموں کی تصانیف میں موجود ہیں (یعنی امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ قدس ہما کی تصنیف) اور ہم نے بھی ان کو اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں تو وہ ممکن ہے مگر واقع نہیں ہوا یعنی بیداری میں البتہ خواب میں واقع ہوا ہے جیسے ریاض المرتاض اور تقصار میں ایک جماعت علما اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ! تو ہم کو مشرف کرا اپنے دیدار سے، اور یہ جو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا۔ جیسے اس کا علم بلا جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ مسلک نہیں، ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنی پر رکھنا چاہیے بغیر تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح میں یہ امر موجود ہے کہ اللہ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ لونڈی سے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کی طرف اسی طرح اس باب میں بہت آیات اور احادیث ہیں جن سے اللہ کے علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان میں ہونا پایا جاتا ہے، پھر یہ قول نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کے درپے نہ ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بلا جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور مبتدعہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے ورنہ سلف علما اور اہل حدیث سب اللہ کو جہت فوق میں سمجھتے رہے اور حنابلہ کا یہی قول ہے پھر جب اللہ تعالیٰ ایک جہت میں ہوا تو اس کی رؤیت بھی ایک جہت میں ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رؤیت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت نفی رؤیت ہے اور ان کے عقیدے میں غور کرنے سے کچھ فرق نہیں نکلتا کیونکہ منکرین رؤیت نے اسی رؤیت کی نفی کی ہے جو ظاہر و متعارف ہے یعنی ایک چیز کے سامنے ہونا ایک مکان میں ہونا رائی اور مرئی میں ایک طرح کی نسبت مقابلہ تاویلات کے ہونا مرئی کا ایک جہت ہونا رائی سے، نہ اس رؤیت کی جس کو متکلمین نے اختراع کیا ہے، نیز متکلمین نے بہت سے مسائل میں اسی قسم کی تاویلیں کی ہیں جو درحقیقت انکار ہیں نصوص کا اللہ ان لوگوں کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان میں سے مسئلہ استواء کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب الانتہاء فی الاستواء میں بیان کیا ہے۔

(٤٤٩) عَنْ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ [عَزَّوَجَلَّ])). [ترمذی: ٢٥٥٢؛ ابن ماجه: ١٨٧]

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنتی، جنت میں جا چکیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ فرما دے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: کیا تو نے ہمارے منہ سفید نہ کیے ہم کو جنت نہ دی جہنم سے نہ بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اٹھ جائے گا۔ اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز اس سے بھلی معلوم نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے سے۔

○ ○ ○ ○

(٤٥٠) عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾. [١٠/ يونس: ٢٦] [راجع: ٤٤٩]

حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے، اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''یعنی نیکوں کے واسطے نیکی ہے اور زیادہ۔'' (زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتوں سے بڑھ کر لذت دے گا)

بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ.

باب: اللہ کے دیدار کی کیفیت کا بیان۔

(٤٥١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے قیامت کے روز۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو۔ چودھویں رات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا: لَا. [يَارَسُوْلَ اللّٰهِ] قَالَ: ((هَلْ تُضَآرُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوْا: لَايَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ [تَبَارَكَ وَتَعَالٰى] فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ [تَعَالٰى] فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ أَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ ! سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوْبَقُ- يَعْنِيْ بِعَمَلِهِ- وَمِنْهُمُ الْمُجَازٰى حَتّٰى يُنَجّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِّمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ

ہوتی ہے، چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟'' لوگوں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا تم کو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچاتے ہو سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ بادل نہ ہو؟'' (اور آسمان صاف ہو) لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسی طرح (یعنی بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔ تو فرمادے گا جو کوئی جس کو پوجتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے پھر جو شخص آفتاب کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ اور یہ امت محمدیہ ﷺ باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا ایسی صورت میں جس کو وہ نہ پہچانیں گے اور کہے گا: میں تمہارا پروردگار ہوں وہ کہیں گے: اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہ ٹھہرے ہیں یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: تو ہمارا رب ہے، پھر اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جائے گا۔ تو میں اور میری امت سب سے پہلے پار ہوں گے اور سوائے پیغمبروں کے اور کوئی اس دن بات نہ کر سکے گا اور پیغمبروں کا بول اس وقت یہ ہوگا۔ یا اللہ! بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہیں گے اور خلق پر) اور دوزخ میں آنکڑے ہیں (لوہے کے جن کا سر ٹیڑھا ہوتا ہے اور تنور میں گوشت جب ڈالتے ہیں تو آنکڑوں میں لگا کر ڈالتے ہیں) جیسے سعدان کے کانٹے۔'' (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں دار) حضور ﷺ نے فرمایا: ''صحابہ رضی اللہ عنہم سے تم نے سعدان کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی وضع پر ہوں گے۔ (یعنی سرخم) پر یہ کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہوں گے، وہ لوگوں کو دوزخ میں دھر گھسیٹیں گے، (یعنی فرشتے ان آنکڑوں مشتمل گھسیٹ آہنی لائن مکروہ خیوں کو) ان کے

صحیح حدیث پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعَالٰى اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ يَّقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ۔ تَاْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ۔ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ [وَ] قَدِامْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْجَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُّقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدْعُوَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ: لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهٗ وَيُعْطِيْ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَاشَآءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ! فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ: فَهَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَاشَآءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا قَامَ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَافِيْهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ

بدعملوں کی وجہ سے اب بعض ان میں مؤمن ہوں گے جو بچ جائیں گے اپنے عمل کے سبب سے اور بعض ان میں سے بدلہ دیئے جائیں گے اپنے عمل کا۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا۔ نکالیں دوزخ سے اس کو جس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے دوزخ میں ایسے لوگوں کو پہچان لیں گے، ان کو پہچانیں گے سجدہ کے نشانوں سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جلانا آگ پر حرام کیا ہے۔ پھر وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے جب ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا وہ تازہ ہو کر ایسے جم اٹھیں گے۔ جیسے دانہ کچرے کے بہاؤ میں جم اٹھتا ہے (پانی جہاں پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے، وہاں دانہ خوب اگتا ہے اور جلد شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے، اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہو جائیں گے اور جلن کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اس کے اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا، جس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور یہ بہشت والوں میں جائے گا۔ وہ کہے گا: اے رب! میرا منہ جہنم کی طرف سے پھیر دے اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا پھر اللہ سے دعا کیا کرے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا بعد اس کے اللہ تعالیٰ فرما دے گا۔ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں۔ میں پھر کچھ سوال نہ کروں گا اور جیسے اللہ کو منظور ہے وہ قول اقرار کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا (جنت کی طرف) جب جنت کی طرف اس کا منہ ہوگا تو چپ رہے گا۔ جب تک اللہ کو منظور ہوگا۔ پھر کہے گا: اے رب! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرما دے گا۔ تو کیا کیا قول اور اقرار کر چکا تھا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کروں گا۔ برا ہو تیرا اے آدمی! کیسا دغا باز ہے وہ کہے گا: اے رب! اور دعا کرے گا یہاں تک کہ پروردگار فرمائے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو پھر

محدث دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ [تَبَارَكَ وَتَعَالٰى] لَهٗ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ مَا اُعْطِيْتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ! مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! لَا اَكُوْنَنَّ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ] مِنْهُ فَاِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهٗ: تَمَنَّهْ فَيَسْاَلُ رَبَّهٗ وَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُذَكِّرُهٗ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ)).

قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى اِذَا حَدَّثَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ: ((ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ)) قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مَعَهٗ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ اِلَّا قَوْلَهٗ ((ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ)) قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْلَهٗ: ((ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ)) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَذٰلِكَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ.

[بخاری: ۷۴۳۷، ۶۵۷۳؛ نسائی: ۱۱۳۹]

تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم ہے تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور اقرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہوگا آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا جب وہاں کھڑا ہوگا تو ساری بہشت اس کو دکھائی دے گی اور جو کچھ اس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب۔ پھر ایک مدت تک جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ چپ رہے گا۔ بعد اس کے عرض کرے گا: اے رب! مجھے جنت کے اندر لے جا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے کیا اقرار کیا تھا تو بولا تھا کہ اب میں کچھ سوال نہ کروں گا۔ برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے! کیسا مکار ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں بدنصیب نہیں ہوں اور دعا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ ہنس دے گا اور جب اللہ تعالیٰ کو ہنسی آ جائے گی، تو فرمائے گا: اچھا جا جنت میں۔ جب وہ جنت کے اندر جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اب تو کوئی آرزو کر۔ وہ کرے گا اور مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا۔ فلانی چیز مانگ، فلانی چیز مانگ۔ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا: ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کیساتھ اتنی ہی اور دیں۔'' (یعنی تیری خواہشوں سے دو چند لے۔ سبحان اللہ! کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی رازق ہے، وہی پالنے والا ہے) عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے موافق تھے، کہیں خلاف نہ تھے، مگر جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: دس حصے زیادہ دیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو یہی بات یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا: ''ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں۔'' ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا: ''ہم نے یہ سب تجھے دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے اخیر میں جنت میں جائے گا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کو اللہ کے دیکھنے کے ساتھ نہ تشبیہ سورج کی اللہ کے ساتھ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے، کسی بات میں خالق کی مثل نہیں ہو سکتی، فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ اس کے جوڑ کی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ اللہ کے دیدار میں کسی طرح کا ہجوم معلوم نہ ہوگا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہنچائیں گے بلکہ ہر ایک اپنی جگہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھ اللہ کو دیکھے گا جیسے دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں یا سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ طاغوت کہتے ہیں: اس چیز کو جس چیز کی پوجا کی جائے سوا اللہ کے، یہی قول ہے لیث اور ابو عبید اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل اور کلبی وغیرہم نے کہا کہ طاغوت، شیطان کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا: بت کو (نووی رحمہ اللہ)۔ السراج الوہاج میں ہے کہ پہلا معنی اچھا ہے اور وہ شامل ہے اولیا رحمہم اللہ اور انبیا علیہم السلام کی قبر پوجنے والوں کو اور درویشوں اور عالموں کی تقلید کرنے والوں کو (جو ان کی تقلید الٰہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مقدم رکھیں) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو منافق مؤمنین میں چھپائے ہوئے تو وہاں بھی مؤمنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے ساتھ چلیں گے ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مؤمنوں کے بیچ میں ایک روک ہو جائے گی اس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہو جائیں گے اور مؤمنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی اور بعض نے کہا: یہ لوگ حوض پر ہانک دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا۔ دور ہو، دور ہو (نووی رحمہ اللہ) یہ معرفت حق سبحانہ تعالیٰ کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہر مؤمن کے دل میں اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دے گا کہ وہ پہلی صورت کو اللہ کی صورت سے مغائر اور مباین سمجھیں گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیان کی ہیں کہ وہ کسی کی مثل نہیں ان کے جوڑ کا کوئی نہیں وہ پاک ہے ہر عیب سے پھر جب پہلی صورت نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی۔ اس لئے مؤمنین اس کو اللہ نہ کہیں گے۔ جب اللہ اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مؤمنین اس کو پہچان کر اپنا اللہ مانیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہوں گے۔ اس حدیث میں اللہ کیلئے کئی باتیں ثابت کی ہیں ایک تو صورت، دوسرے آنا، تیسرے ہنسنا، چوتھے باتیں کرنا اور علمائے اہل سنت اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں میں دو مذہب رکھتے ہیں ایک حق ہے اور ایک خطا حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنوں میں زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جس طرح یہ آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں ان کو چلانا چاہیے، اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو اللہ کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو محققین ہیں اور اس میں سلامتی ہے ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتے رہے تمام امت کے سلف اور امام اور اس بات میں بڑی عمدہ کتاب "کتاب الجوائز والصلات" ہے سید ابوالخیر طیب قنوجی کی۔ شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات و الصفات میں اللہ کے آنے کی بحث میں لکھا ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ منتظر ہیں اللہ کے آنے کے ابر کے سائے میں، اور فرمایا: آیا تیرا رب۔ یا آئے تیرا رب اور صفات کے باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں ان پر اور ان کے وجود کو سمجھتے ہیں اور کسی قدر ان کو جانتے ہیں مگر نہ ان کی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہیں نہ ان کو بیکار کرتے ہیں اور سلف کی طرح یوں کہتے ہیں: ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استواء ❶ اور علو ❷ اور وجہ ❸ اور یمین ❹ اور کف ❺ اور ید ❻ اور اصبع ❼ اور شمال ❽ اور قدم ❾ اور رجل ❿ اور نزول ⓫ اور کلام ⓬ اور قول ⓭ اور رؤیت ⓮ اور کشف ⓯ ساق اور نفس ⓰ اور عین ⓱ اور فوق ⓲ اور حقو کا ⓳ اور دلیل لائے ان پر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جس پر پچھلے لوگ چلے ہیں اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی ان کی تاویل کرنی چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مؤمن اس کو دیکھیں گے اور یہ آنے کے معنی مجازی ہیں یا اس سے فرشتوں کا آنا مقصود ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے نزدیک یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے، اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مؤمنین کا آخیر امتحان ہوگا، پھر جب وہ ان سے کہے گا، میں تمہارا رب ہوں تو یہ انکار کریں گے اور اس سے پناہ مانگیں گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر تجلی کرے گا، جس طرح سے مؤمنین اس کو جانتے ہیں اور جن صفات سے اس کو پہچانتے ہیں اگرچہ پیشتر اللہ کو نہیں دیکھا ہوگا مگر اس کی صفات سے اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا: شاید پناہ مانگنا خاص منافقوں کا فعل ہو اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہیں ہوگا اور ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اور جنت میں جائیں گے یا اس کے فرشتوں کے ساتھ ہو کر جنت میں جائیں گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں (السراج الوہاج) جس کو لوگ پل صراط کہتے ہیں اور اہل حق نے اس کو ثابت کیا ہے سلف نے اس پر اجماع کیا ہے۔ اور وہ ایک پل ہوگا جہنم کی پشت پر سب لوگوں کو اس کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔ تو مؤمن اپنے اپنے درجہ کے موافق اس پر سے گزریں گے، اور کافر اس پر سے گر کر جہنم چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ جیسے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور پیغمبروں علیہم السلام کا کہنا یعنی پل سے گزرتے وقت یہ ہول اور خوف کے کہ قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتیں کریں گے اور مرید اپنے مرشدوں سے لڑیں گے (نووی رحمہ اللہ) حدیث میں یوں ہے ((فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بِقَيْ بِعَمَلِهِ)) اس کا ترجمہ بھی ہے جو بیان ہوا۔ اور بعض نسخوں میں یوں ہے ((اَلْمُوْبَقُ بِعَمَلِهِ)) یعنی ان میں کا جکڑا جائے گا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے: ((الموبق بعمله)) یعنی بعض ان میں کا تو ہلاک ہو جائے گا اپنے عمل سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے ((فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ)) یعنی بعض ان میں سے مؤمن ہوں گے، جو باقی رہ جائیں گے (ادھر ٹھہرنے سے) اپنے عمل کی وجہ سے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے شہر میں اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے۔ یہ ترجمہ ہے مجازی کا، جیسے حدیث میں گزرا اور بعض نسخوں میں مخردل ہے یعنی کاٹا جائے گا اس کا گوشت یا گرایا جائے گا۔ اور بعض نسخوں میں مجرول ہے یعنی قریب ہلاکت کے۔ نووی نے کہا: ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ سجدہ کے ساتوں اعضاء کو نہ جلائے گی جن کو لگا کر آدمی سجدہ کرتا ہے، یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں ایسا ہی کہا بعض علماء نے، اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اول قول مختار ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ مسلم رحمہ اللہ نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص لوگ ہوں گے اور لیکن سوا ان کے سب اعضاء سجدے کے سالم ہوں گے۔ بنظر عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے انہیں لوگوں سے۔ انتہی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی ہنسی سے اس کا راضی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی رحمہ اللہ نے پچھلے متکلمین کی تقلید سے اس کو لکھ دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی معنوں پر اسی طرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اس کی ایک صفت ہے اور جیسے اللہ کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کی طرح نہیں ہے ویسے ہی اس کا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گزر چکا۔

(٤٥٢) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِ سَعْدٍ. (بخاری: ٨٠٦، ٦٥٧٣)

عطاء بن یزید لیثی اور ابو ہریرہ دونوں یہ بتاتے ہیں کہ لوگوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھ سکیں گے؟ باقی ابراہیم بن سعد والی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(٤٥٣) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يُقَالَ لَهُ: تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ تَمَنَّيْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)).

ہمام بن منبہ سے روایت ہے، یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں، ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اور بیان کیا کئی حدیثوں کو، ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "سب سے کم درجے کا جنتی تم میں جو ہوگا اس سے کہا جائے گا: آرزو کر، وہ آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا تو آرزو کر چکا، وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تجھ کو ملیں گی آرزوئیں تیری اور اتنی ہی اور۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٤٥٤) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ نَاسًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) قَالَ: ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ؟ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتْبَعْ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغُبَّرَاتِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ قَالُوا: عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُونَ؟ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ بْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ: مَاذَا تَبْغُونَ؟ فَيَقُولُونَ: عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا! فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُونَ؟ فَيُحْشَرُونَ إِلٰى جَهَنَّمَ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ أَتَاهُمُ اللّٰهُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا فَقَالَ: أَنَا رَبُّكُمْ فَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ بِهِمْ إِلَى الْجِسْرِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ: ((فَلَا يَبْقَى إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ رَبَّكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ عَلَامَةً إِنْ رَأَيْنَاهُ عَرَفْنَاهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ: ((فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُودِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ: ((وَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقًا وَاحِدًا كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ)) ثُمَّ رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ: أَنَا رَبُّكُمْ فَقَالُوا: أَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى ثُمَّ يَنْجُو حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَبَقِيَ رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَقُولُ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ رَأَى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ؟ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُولَ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِهَا انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُورِ فَسَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللّٰهُ: أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ؟ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ: تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنّٰى حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ: تَمَنَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ حَتّٰى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! لَوْ كُنْتُ حَدَّثْتُ هٰذَا الرَّجُلَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ أَشُكَّ أَنَّهُ يَقُولُ: لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ: ((لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ)) قَالَ: ((وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ)) فَقَالَ: أَيْ رَبِّ فَأَعْلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: ((أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)) قَالَ: وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ [السجدة: ١٧] قَالَ: ((وَمَنْ دُونَ ذٰلِكَ يَا رَبِّ؟)) قَالَ: ((دُونَ ذٰلِكَ جَنَّتَانِ))

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا قَالَ: فَمَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ؟ تَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا: يَا رَبَّنَا! فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ فَيَقُوْلُ: اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَّرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى اِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَكَادُوْنَ يَنْقَلِبُ فَيَقُوْلُ: هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ اٰيَةٌ فَتَعْرِفُوْنَهُ بِهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَآءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ: اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: اَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ! سَلِّمْ سَلِّمْ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْجِسْرُ؟ قَالَ: ((دَحْضٌ مَّزِلَّةٌ فِيْهَا خَطَاطِيْفُ وَ كَلَالِيْبُ وَحَسَكٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ فِيْهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا: السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِّلّٰهِ فِيْ اسْتِيْفَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ:

آئے گا۔ ایک ایسی صورت میں جو مشابہ نہ ہوگی اس صورت سے جس کو وہ جانتے ہیں اور فرمائے گا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے معبود کے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تو دنیا میں ان لوگوں کا ساتھ نہ دیا (یعنی مشرکوں کا) جب ہم ان کے بہت محتاج تھے نہ ان کی صحبت میں رہے پھر وہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دو یا تین بار یہی کہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے بعض لوگ پھر جانے کے قریب ہوں گے (کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دل میں زور کرے گا) پھر وہ فرمائے گا: اچھا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو۔ جس سے اس کو پہچانو وہ کہیں گے ہاں پھر اللہ کی پنڈلی کھل جائے گی۔ اور جو شخص اللہ کو (دنیا میں) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہوگا۔ اس کو وہاں بھی سجدہ میسر ہوگا۔ اور جو شخص (دنیا میں) سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو (تلوار کے ڈر سے اور دل میں اس کے ایمان نہ تھا یا لوگوں کے دکھلانے کو) اس کی پیٹھ اللہ تعالیٰ ایک تختہ کر دے گا۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہے گا تو چت گر پڑے گا۔ پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس صورت میں ہوگا جس صورت میں پہلے اسے دیکھا تھا اور کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ سب کہیں گے: تو ہمارا رب ہے۔ بعد اس کے جہنم پر پل رکھا جائے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے: یا اللہ! بچا، یا اللہ! بچا لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! پل کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک پھسلنے کا مقام ہوگا وہاں آنکڑے ہوں گے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک میں ایک کانٹا ہوتا ہے جس کو سعدان کہتے ہیں یعنی (ٹیڑھے سر والا) مؤمن اس پر سے پار ہوں گے بعض پل مارنے میں بعض بجلی کی طرح بعض ہوا کی طرح بعض پرند کی طرح بعض تیز گھوڑوں کی طرح بعض اونٹوں کی طرح اور بعض بالکل جہنم سے بچ کر پار ہو جائیں گے (یعنی ان کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچے گا) اور بعض کچھ صدمہ اٹھائیں گے لیکن پار ہو جائیں گے اور بعض صدمہ اٹھا کر جہنم میں گر جائیں گے۔ جب مؤمنوں کو جہنم سے چھٹکارا ہوگا تو قسم اس کی جس کے

محدث دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فَيُقَالُ لَهُمْ: اَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ. فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ. فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ اَخَذَتِ النَّارُ اِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَاِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! مَا بَقِيَ فِيهَا اَحَدٌ مِمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهِ فَيَقُولُ عَزَّوَجَلَّ: ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا اَحَدًا مِمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهِ ثُمَّ يَقُولُ: اِرْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا مِمَّنْ اَمَرْتَنَا اَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ: ارجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا)) وَكَانَ اَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُولُ: اِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَاقْرَءُوا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ اَجْرًا عَظِيمًا﴾. [٤/ النساء: ٤٠] فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ((شَفَعَتِ الْمَلٰئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي نَهَرٍ فِي اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ: نَهَرُ الْحَيَوَةِ فَيَخْرُجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ اَلَا تَرَوْنَهَا تَكُونُ اِلَى الْحَجَرِ اَوْ اِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ اِلَى الشَّمْسِ اَصْيَفُرُ

نہیں ہے، جتنے وہ جھگڑنے والے ہوں گے اللہ سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں کیلئے جو جہنم میں ہوں گے۔ (اللہ سے جھگڑنے والے یعنی اللہ سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بھائیوں کے چھڑانے کیلئے) وہ کہیں گے: اے رب ہمارے! وہ لوگ (جو اب جہنم میں ہیں) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے حکم ہوگا اچھا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جن کو تم پہچانو، پھر ان کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جائیں گی (یعنی جہنم کی آگ ان کی صورت کو بدل نہ سکے گی۔ اور چہرہ ان کا محفوظ رہے گا تاکہ مؤمنین ان کو پہچان لیں) اور مؤمنین بہت سے آدمیوں کو جہنم سے نکال لیں گے۔ ان میں سے بعض کو آگ نے آدھی پنڈلیوں تک کھایا ہوگا۔ بعض کو گھٹنوں تک، پھر وہ کہیں گے اے رب ہمارے! اب تو جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا، ان آدمیوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا (یعنی روزہ، نماز اور حج کرنے والوں میں سے اب کوئی نہیں رہا) حکم ہوگا پھر جاؤ۔ اور جس کے دل میں ایک دینار برابر بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے: اے رب ہمارے! ہم نے نہیں چھوڑا کسی کو ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا۔ حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھی بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو، وہ پھر بہت سے آدمیوں کو نکالیں گے اور کہیں گے: اے پروردگار! اب تو اس میں کوئی باقی نہیں رہا ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا۔ حکم ہوگا۔ پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھلائی ہو اس کو بھی نکال لو۔ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے: اے رب ہمارے! اب تو اس میں کوئی نہیں رہا جس میں ذرا بھی بھلائی تھی۔" (بلکہ اب سب اسی قسم کے لوگ ہیں جو بدکار اور کافر تھے اور رتی برابر بھی بھلائی ان میں نہ تھی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے: اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو، اس حدیث میں پڑھو اس آیت کو کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اس کو دونا کرے گا۔ اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْخَيْصُ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَبْيَضَ؟)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَأَنَّكَ كُنْتَ تَرْعَى بِالْبَادِيَةِ. قَالَ: ((فَيَخْرُجُونَ كَاللُّؤْلُؤِ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيمُ يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِينَ أَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ ثُمَّ يَقُولُ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ: لَكُمْ عِنْدِي أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُولُونَ: يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا؟ فَيَقُولُ: رِضَايَ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)). [بخاری:٤٥٨١، ٧٤٣٩]

چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہیں رہا مگر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اس کی ذات مقدس کے) پھر ایک مٹھی آدمیوں کی جہنم سے نکالے گا اور اس میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کوئی بھلائی کی نہیں کبھی۔ وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نہر میں ڈال دے گا جو جنت کے دروازوں پر ہوگی جس کا نام نہر الحیات ہے وہ اس میں ایسا جلد تر و تازہ ہوں گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ کوڑے کچرے کی جگہ پر اُگ آتا ہے (زور سے بھیگ کر) تم دیکھتے ہو وہ دانہ کبھی پتھر کے پاس ہوتا ہے کبھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اگتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے۔" لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ تو گویا جنگل میں جانوروں کو چرایا کرتے ہیں (کہ وہاں کا سب حال جانتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ اس نہر سے موتی کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے۔ ان کے گلوں میں پٹے ہوں گے جنت والے، ان کو پہچان لیں گے اور کہیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کو اللہ نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے۔ پھر فرمائے گا: جنت میں جاؤ اور جس چیز کو دیکھو وہ تمہاری ہے..... وہ کہیں گے: اے رب ہمارے! تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا۔ سارے جہان والوں میں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ابھی میرے پاس تمہارے لئے اس سے بڑھ کر ہے۔ وہ کہیں گے: اے رب ہمارے! اب اس سے بڑھ کر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہوں گا۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں ہجوم اور ازدحام کی تکلیف نہ ہوگی، آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور کلام بطریق مبالغہ کے ہے۔ یعنی اگر یہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ رؤیت مغائر ہے اس رؤیت کے جو خاص مؤمنین کو جنت میں ہوگی اور یہ رؤیت امتحان اور تمیز کیلئے ہوگی درمیان مؤمنین اور مشرکین کے۔ (طیبی)

سراب کہتے ہیں: اس ریتلی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی میں پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے جب پاس جاؤ تو پانی نہیں ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کر رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیوں کا ہوگا کہ پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراب کی طرح معلوم ہوگا۔ پانی سمجھ کر اس میں گھس جائیں گے اللہ کی پناہ۔ یہود اور نصاریٰ کا اصلی دین عمدہ اور اچھا تھا اور اللہ کی طرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین مگر ان دونوں مذہبوں کے عالموں اور پیشواؤں نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتیں دین میں شریک کر لیں جو سراسر عقل کے خلاف ہیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اپنے پیغمبروں ﷺ کو اللہ کا بیٹا بنا دیں گے تو لوگ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو سب سے بڑا سمجھ کر ہمارے دین میں شریک ہو جائیں گے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اور قیامت تک یہ دین اور پیغمبروں علیہم السلام کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان لوگوں میں ذرا بھی عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتوں کو دین میں شریک کر کے اپنے دین کو بدنام نہ کرتے۔ یہود کا حال جو اس بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں ان کی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور ان کی سب شوکت اور حشمت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ کے بھی فروغ کو عربوں نے اسلام کے زور سے مٹا دیا۔ اب اس زمانے میں گو نصاریٰ دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو گئے ہیں اور بظاہر بہت کچھ دھوم دھام رکھتے ہیں مگر ان کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ زمانہ ایسا ہے جس میں علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہ بلا دلیل دعویٰ کہ حضرت مسیح اللہ کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے۔ افسوس! صد افسوس! اگر نصاریٰ اس وقت بھی اپنی عقل سے کام لیں اور جیسے دنیا کے کاموں میں غور و فکر کر رہے ہیں اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانچیں تو یہ سب ملمع کاری اور دغابازی جو ان کے پچھلے پادریوں نے کی ہے۔ ان پر کھل جائے وہ بھی مسلمانوں کی طرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہوں اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چھوڑ کر توحید پر آ جائیں تو پھر ان میں اور مسلمانوں میں بہت ہی تھوڑا فرق رہ جائے گا اور یہ دونوں قومیں مل جل کر دنیا میں زندگی بسر کرنے لگیں اور کشت و خون کا دروازہ بند ہو جائے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز میں اور باقی قومیں بھی ان کی متبع ہو جائیں اور بعض نااتفاقی اور اختلاف اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو خیر یہ سب اللہ کی مرضی پر موقوف ہے مگر وہ مسلمان جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور مشرکوں کی طرح سوا اللہ کے پیروں پیغمبروں کی نذر نیاز کرتے ہیں، مصیبت کے وقت ان کو پکارتے ہیں، ان سے دعا کرتے ہیں، ہر امر پر ان کو قادر اور متصرف خیال کرتے ہیں وہ درحقیقت نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں خاک پڑے ان کی عقلوں پر۔ انہوں نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے، یعنی اس کی صفات سے جو اس نے بیان کی ہیں اس کو پہچانتے ہیں، ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہے پاک ہے ہر عیب اور نقص سے یعنی دنیا میں جب ہم کو اپنی معاش کے واسطے ان لوگوں سے ملنے کی اور دوستی کرنے کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم ملے نہیں نہ ان کا ساتھ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول کیا اور ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے۔ پھر آج جب ہم کو ان کی کچھ احتیاج نہیں ہے، ہم ان کے ساتھ کیوں کر جائیں اور غرض یہ ہے کہ مؤمنین حق تعالیٰ سے عاجزی اور دعا کریں کہ اس مشکل میں ہماری مدد کریں مہاجرین اور انصار کا دنیا میں یہی حال ہوا کہ انہوں نے قرابت اور عزیز داری کا بھی خیال نہ کیا اور مشرکوں سے علیحدہ ہو گئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال رہا ہے ہمیشہ موحدوں کا ہر زمانے میں جنہوں نے مشرکوں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ قرآن میں ہے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ یعنی جس دن کھولا جائے گا ساق سے۔ ساق کہتے ہیں پنڈلی کو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنی یہاں شدت اور زور کے لئے ہیں یعنی ایک ہولناک امر نمودار ہوگا اور یہ مثل ہے جس کو عرب لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں لڑائی قائم ہوئی ساق پر دراصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر میں پڑ جاتا ہے تو اپنی باہیں چڑھاتا ہے اور پنڈلی کھولتا ہے کوشش کیلئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: بعض نے کہا: ساق سے یہاں ایک بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث میں بھی وارد ہے۔ ابن فورک نے کہا: مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہیں جو مؤمنوں کو ملیں گے اللہ کے دیدار کے وقت اور بعض نے کہا: ساق ایک نشانی ہوگی درمیان اللہ اور مومنوں کے اور کچھ فرشتے ظاہر ہوں گے اور بعض نے کہا: احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو اللہ کی جس کو اللہ نے نشانی بنائی ہو اس وقت کیلئے اور یہ ساقوں سے الگ صورت کی ہو۔ اور بعض نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا ڈر جاتا رہے گا۔ اور رعب اٹھ جائے گا اور جو ہول ان کے دلوں پر تھا وہ جاتا رہے گا اور اطمینان حاصل ہوگا۔ تب وہ سجدہ کریں گے۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا: یہ دیدار اور ہے اور وہ جو مؤمنین کو جنت میں ہوگا وہ اور ہے۔ انتهى ماقال النووي رحمہ اللہ۔ اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہیں اور مخالف ہیں سلف کے، اصل یہ ہے کہ اللہ کریم نے جو اعضاء اپنے لئے ثابت کئے ہیں جیسے وجہ اور ید اور عین اور ساق یہ سب حق ہیں اور محمول ہیں اپنے معنی پر لیکن جیسے اللہ کی کنہ اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہیں ویسے ہی ان اعضاء کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہیں، پس ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو اللہ کریم کے سپرد کرنا چاہیے اور بچنا چاہیے تشبیہ سے یعنی یوں نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ اللہ کا ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی آدمیوں کے یا اور کسی مخلوق کے ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی کی طرح ہیں بلکہ جیسے اس کی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہیں یہی عقیدہ ہے اہل حدیث۔ اس لئے کہ پیٹھ کے جوڑ جھک نہ سکیں گے پھر سجدہ کیونکر کریں گے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ سجدہ امتحان کے لئے ہوگا اور اس سے بعض علماء نے دلیل قائم کی ہے اس بات پر کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے یعنی اس بات کا حکم کرنا جو ہو نہ سکے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لئے کہ آخرت تکلیف کی جگہ نہیں ہے اور اس مجمعے سے امتحان مقصود ہوگا اور بعض نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بھی مؤمنوں کے ساتھ اللہ کو دیکھیں گے۔ ابن فورک رحمہ اللہ نے کہا: ایک گروہ اسی طرف گیا حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانوں کے علما کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقوں کو اللہ کا دیدار نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ منافق بھی اللہ کو دیکھیں گے بلکہ اس جماعت کا دیکھنا نکلتا ہے جس میں منافق اور مؤمن سب ہوں گے اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر ایک شخص ان میں سے دیکھے اور سنت سے بہت دلیلیں ہیں اس امر پر کہ منافق کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہوگا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: بھلائی سے مراد یہاں یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بھلائی وہ شے ہے جو ایمان کے علاوہ ہے۔ اس لئے کہ ایمان کے حصے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہیں جو ایمان پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینوں پر یا خوف الٰہی یا نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اس پر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بھی جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک رتی برابر بھلائی ہوگی (نووی رحمہ اللہ) جن کی تعداد کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کریم کے اور اللہ تعالیٰ کی مٹھی اس قدر بڑی ہے کہ ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں آجائے گی قیامت کے دن۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جائیں گے اور ان پر کسی کا احسان نہ ہوگا سوائے اللہ کریم کے۔ مگر صرف اللہ کی توحید پر یقین رکھتے تھے ان کی سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مؤمن نہ ہوگا۔ آخر اللہ تعالیٰ خود اپنے مبارک ہاتھ سے ان کو نکالے گا۔ سبحان اللہ! مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتیں اس کے سامنے بے حقیقت ہیں جواں مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طلبگار اور ہر حال میں اس کا شکر گزار رہے۔

(٤٥٥) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَرَى رَبَّنَا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَحْوٌ؟)) قُلْنَا: لَا وَسَقَتِ الْحَدِيثَ حَتَّى انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا قَدَّمٍ قَدَّمُوهُ ((فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ: ((فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ)) فَأَقْرَبَهُ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ. [راجع: ٤٥٤]

دوسری روایت بھی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی ہے، اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب صاف دن ہو؟'' ہم نے کہا: نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک، اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد ان کو اللہ نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے۔ ''ان سے کہا جائے گا: جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے۔'' اور اتنا اور ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی کہ پل، بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اور لیث کی روایت میں یہ نہیں کہ ''وہ کہیں گے: اے رب ہمارے! تو نے ہم کو وہ دیا جو سارے جہان والوں میں کسی کو نہیں دیا۔ اور جو اس کے بعد ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٥٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِ هِمَا نَحْوَ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا. [راجع: ٤٥٤]

زید بن اسلم اپنی دونوں سندوں سے حفص بن میسرۃ کی روایت کی مثل بیان کرتے ہیں اور ان کی روایت میں کچھ کمی بیشی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ

باب: شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُوَحِّدِيْنَ مِنَ النَّارِ. نکالا جانا۔

فائدہ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اس کا ثبوت اس آیت سے ہے ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا.....﴾ اور اس آیت سے ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ اور حدیثیں شفاعت کے باب میں بہت آئی ہیں۔ اور آثار صحابہ بھی بہت ہیں۔ ان سب کو ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گناہ گار مومن کے واسطے۔ اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر، اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گناہ گار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے دلیل ان کی یہ آیت ہے ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ.....﴾ اور یہ آیت ﴿وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾ حالانکہ یہ آیتیں کافروں کے حق میں ہیں اور انہوں نے جو شفاعت کی آیتوں کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجوں کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف ان کی تاویل باطل ہوتی ہے کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن شفاعت پانچ قسم کی ہے۔ ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر ﷺ سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب و کتاب جلدی شروع کرا دینا، جیسا کہ بیان آگے آئے گا۔ دوسرے بعض لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کے لیے ہے۔ تیسرے شفاعت ان لوگوں کے لیے جو مستحق ہو گئے ہوں جہنم کے ان کی شفاعت ہمارے پیغمبر ﷺ اور اور لوگ کریں گے۔ چوتھی شفاعت ان لوگوں کی جو جہنم میں جا چکے ہوں گناہگاروں میں سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر ﷺ اور فرشتوں اور مومنین کی شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو۔ اور صرف کافر اس میں رہ جائیں گے۔ پانچویں وہ شفاعت جو جنت میں درجے بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلہ بھی انکار نہیں کرتے نہ پہلی شفاعت کا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مشہور روایتوں سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت میں جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے پیغمبر ﷺ کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اس کی بات کی طرف خیال نہ کرنا چاہیے، اس لیے کہ شفاعت آپ ﷺ کی کچھ گناہ گاروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات کیلئے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ گناہ گاروں میں سے نہ ہو جائے اپنے عمل پر بھروسہ نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٥٧) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يُدْخِلُ اللهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ: انْظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً ؟)). [بخاری: ٢٢، ٦٥٦٠]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جنت والوں کو جنت میں لے جائے گا، جس کو چاہے گا، اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جائے گا۔ پھر فرمائے گا: دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ کی طرح جلے ہوئے، پھر ڈالے جائیں گے نہر الحیات یا نہر الحیا میں (یہ شک ہے امام مالک رحمہ اللہ کا جو راوی ہیں اس حدیث کے اور دوسروں کی روایت میں نہر الحیات ہے بغیر شک کے) اور ایسا اگیں گے جیسے دانہ بھیا (بہاؤ) کے طرف اگ آتا ہے کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا کیسا زرد لپٹا ہوا اگتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٥٨) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عمرو بن یحییٰ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ انکو نہر حیاۃ میں ڈالا جائے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَقَالَا: ((فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ: الْحَيَاةُ)) وَلَمْ يَشُكَّا.

اس روایت راوی کو شک نہیں۔

وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءَةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيمَةٍ أَوْ حَمِيلَةِ السَّيْلِ. [راجع:٤٥٧]

خالد کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ دانہ کی بجائے کوڑا کرکٹ کے اگنے کا ذکر آیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٥٩) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ مِنْكُمْ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ. أَوْقَالَ بِخَطَايَاهُمْ. فَأَمَاتَهُمُ اللّٰهُ إِمَاتَةً حَتّٰى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوا عَلٰى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: كَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ. [ابن ماجه:٤٣٠٩]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک) وہ نہ تو مریں گے نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے، آگ ان کو مار کر کوئلہ بنا دے گی۔ پھر اجازت ہوگی شفاعت ہوگی اور یہ لوگ لائے جائیں گے گروہ گروہ اور پھیلائے جائیں گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو تب وہ اس طرح سے جمیں گے جیسے دانہ اس مٹی میں جمتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے۔'' ایک شخص بولا: رسول اللہ ﷺ! معلوم ہوتا ہے جنگل میں رہے ہیں (جب تو آپ ﷺ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب اگتا ہے)

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں وہ تو نہ مریں گے، نہ جئیں گے، یعنی کسی طرح ان کو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جائیں اور نہ عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا، پھر نہ اس میں مرے گا نہ جئے گا۔ اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گناہ گار ہو کر جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو مؤمن تھے مگر گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا۔ ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقتاً ہوگا، یعنی احساس جاتا رہے گا پھر جہنم سے نکالے جائیں گے مردہ کوئلہ کی طرح۔

(٤٦٠) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلٰى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. [راجع:٤٥٩]

ایک اور روایت میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کرتے ہیں مگر اس سند میں کچھ کم بیان کیا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا

باب: جہنم سے جو آخری شخص نکلے گا۔

(٤٦١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائیگا، یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ: فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَارَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا۔ أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا۔ قَالَ فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِيْ أَوْ تَضْحَكُ بِيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟)) قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ: ((ذَاكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً)). [بخاری: ٦٥٧١، ٧٥١١؛ ترمذی: ٢٥٩٥؛ ابن ماجه: ٤٣٣٩]

گا: جا اور داخل ہو بہشت میں، کہا (آپ ﷺ نے) پس آئے گا وہ بہشت یا قریب اس کے پس ڈالا جائے گا: اس کے خیال میں کہ تحقیق بہشت بھری ہوئی ہے پس لوٹ آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! پایا میں نے اس کو بھرا ہوا پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کو: جا پس داخل ہو جنت میں، کہا (آپ ﷺ نے) پھر داخل ہوگا جنت میں پھر ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق وہ بھری ہوئی ہے پھر لوٹ آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! پایا میں نے اس کو بھرا ہوا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ: جا جنت میں تیرے لیے دنیا اور دس گنا دنیا کی برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر وہ کہے گا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہو کر۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک کھل گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: سخریہ اور ضحک میں شک ہے راوی کو اور ضحک دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عیب نہیں نہ نقص پھر ہنسنا، اللہ کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور مثل اور صفات الٰہی کے مشابہ نہیں مخلوق کی صفات کے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ٹھٹھا کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو امام مازری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا، اب کچھ نہ مانگوں گا پھر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا۔ اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تو جنت میں جا اور تیرے لئے یہ یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا ٹھٹھا ہے یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا، اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹھٹھے کا بادشاہ ہو کر۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے نفی ہے یعنی میں جانتا ہوں کہ تو ٹھٹھا نہ کرے گا بادشاہ ہو کر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کی زبان قابو میں نہ رہی اور وہ خوشی میں ایسا پھول گیا کہ لگا وہ باتیں کرنے جیسے دنیا میں ایسے محل میں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ٹھٹھے کی نسبت کرنے اور یہ ایسا ہے جیسے آپ ﷺ نے دوسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے آپ کو روک نہ سکا۔ اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہیے تھا یہ کہنا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیاری میں اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں۔ انتہیٰ۔

(٤٦٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ لَهُ: انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ: فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جہنم سے نکلے گا وہ ایک شخص ہوگا جو گھسٹتا ہوا کولھوں کے بل دوزخ سے نکلے گا۔ اس سے کہا جائے گا۔ جا جنت میں جا۔ وہ جائے گا۔ دیکھے گا تو سب مکانوں میں جنتی ہیں (اور کوئی مکان خالی نہیں چھوٹا سا بھی) اس سے کہا جائے گا: تجھے یاد ہے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَيُقَالُ لَهُ: اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ: تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ: لَكَ الَّذِيْ تَمَنَّيْتَ وَعَشْرَةُ اَضْعَافِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ؟)) قَالَ: فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

[راجع:٤٦١]

زمانہ جس میں تو تھا (یعنی وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی) وہ کہے گا: ہاں یاد ہے، پھر اس سے کہا جائے گا: اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ کرے گا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر لے اور وہ کہے گا: اے باری تعالیٰ! کیا تو مجھ سے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہو کر۔" (یعنی دس دنیا کے برابر مجھ کو دیتا ہے، اور وہاں تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں) راوی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دانت کھل گئے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: حدیث میں نواجذ کا لفظ ہے اور نواجذ ان دانتوں کو کہتے ہیں جو سب کے آخر میں نکلتے ہیں جن کو عوام عقل کے دانت کہتے ہیں اور یہ دانت اسی وقت نکلتے ہیں جب آدمی زور سے ہنسے۔

(٤٦٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَيَكْبُوْ مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ: تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَّا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ: لَا يَارَبِّ! وَيُعَاهِدُهُ اَنْ لَّا يَسْاَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالٰى يَعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ! اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا؟ فَيَقُوْلُ: لَعَلِّيْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَهَا؟ فَيُعَاهِدُهُ اَنْ لَّا يَسْاَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالٰى يَعْذِرُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے آخر جو جنت میں جائے گا وہ ایک شخص ہوگا جو چلے گا پھر اوندھا گرے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلاتی رہے گی جب دوزخ سے پار ہو جائے گا تو پیٹھ موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا: بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جس نے نجات دی مجھ کو تجھ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ اگلوں میں نہ پچھلوں میں پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا وہ کہے گا: اے رب! مجھ کو نزدیک کر دے اس درخت سے، میں اس کے نیچے سایہ میں رہوں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو تو اور سوال کرے گا۔ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! اور عہد کرے گا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا۔ اس لیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبرا ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہوا اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا۔ وہ اس کے سایہ میں رہے گا۔ اور وہاں کا پانی پیے گا۔ پھر اس کو ایک درخت دکھلائی دے گا جو اس سے بھی اچھا ہوگا وہ کہے گا: اے پروردگار! مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا۔ اور جو میں تجھے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِأَنَّهُ يَرَى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَيَيْنِ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ فَقَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! هٰذِهِ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا؟ وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَدْخِلْنِيهَا فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِينِي مِنْكَ؟ أَيُرْضِيكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِينَ)) فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَلَا تَسْأَلُونِي مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالُوا: مِمَّ تَضْحَكُ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: مِمَّ تَضْحَكُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ حِينَ قَالَ: أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِينَ؟ فَيَقُولُ: إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّي عَلٰى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ)).

درخت تک پہنچادوں تو پھر تو اور سوال کرے گا۔ وہ اقرار کرے گا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ اس کو صبر نہیں اس نعمت پر جو دیکھتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا۔ اور وہ وہاں کا پانی پیے گا۔ پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا۔ جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہوگا۔ وہ کہے گا: اے رب میرے! مجھ کو اس درخت کے پاس پہنچادے تا کہ میں اس کے سایہ تلے رہوں اور وہاں کا پانی پیوں۔ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! کیا تو اقرار نہیں کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ وہ کہے گا: بے شک میں اقرار کر چکا تھا۔ لیکن اب میرا یہ سوال پورا کر دے پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا۔ اس لیے کہ وہ دیکھے گا، ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کر سکتا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے پاس کر دے گا۔ جب وہ اس درخت کے پاس جائے گا۔ تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا: اے رب میرے! مجھ کو جنت کے اندر پہنچادے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیوں کر بند ہوگا) بھلا تو اس پر راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اتنا ہی اور دوں، وہ کہے گا اے رب میرے! تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے، سارے جہان کا مالک ہو کر۔'' پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور لوگوں سے کہا تم پوچھتے نہیں مجھ سے میں کیوں ہنستا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا: کیوں ہنستے ہو تم؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (اس حدیث کو بیان کر کے) ہنسے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''رب العالمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہے گا کہ تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہو کر پروردگار ہنس دے گا۔ (اس کی نادانی اور بے وقوفی پر) اور فرمائے گا میں ٹھٹھا نہیں کرتا (ٹھٹھا اور مذاق میرے لائق نہیں وہ بندوں کے لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ پھر وہ دنیا کے برابر دینا کون سا مشکل کام ہے جس پر تو نے تعجب کیا اور اس کو ہنسی اور مذاق سمجھا وہ اللہ کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہے، یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے مگر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہا نہیں۔ اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے یا مملکت کشور کی سلطنت بھی پا جائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی۔ اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دے اور جس قدر اللہ دے، اسی کو بہت خیال کر کے اس میں خوش اور تمکین رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف میں گرفتار رہے گا۔

بَابُ اَدْنَى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا.

باب: جنتوں میں سب سے کم تر درجہ والے کا بیان۔

(٤٦٤) عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَدْنَى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ وَمُثِّلَ لَهُ شَجَرَةٌ ذَاتُ ظِلٍّ فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِي اِلَى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اَكُونُ فِي ظِلِّهَا)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ: ((فَيَقُولُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ! مَا يَصْرِينِي مِنْكَ)) اِلَى اٰخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ: ((وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سَلْ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ)) وَ ((ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ فَتَقُولَانِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُولُ: مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيتُ)).

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جس کا منہ اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے پھیر کر جنت کی طرف کر دے گا اور اس کو ایک درخت دکھا دے گا۔ سایہ دار وہ کہے گا: اے رب میرے! مجھے اس درخت کے پاس لے جا میں اس کے سایہ میں رہوں گا۔'' اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تیرے سوال کو کون سی چیز تمام کرے گی'' آخر تک۔ اتنا زیادہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا فلاں فلاں چیز کی آرزو کر یہاں تک کہ جب اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو یہ سب لے اور دس حصے ان سے زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر میں جائے گا اور حوروں میں سے دونوں بیبیاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی: شکر اللہ کا جس نے تجھ کو جلایا ہمارے لیے اور ہم کو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہے گا: کسی کو اللہ نے اتنا زیادہ نہیں دیا جتنا مجھ کو دیا۔''

○ ○ ○ ○

(٤٦٥) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَرْفَعُهُ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَاَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبَّهُ تَعَالَى مَا اَدْنَى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ: اُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: اَيْ رَبِّ! كَيْفَ؟ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوا اَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهُ: اَتَرْضَى اَنْ يَكُونَ لَكَ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پوچھا: سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ شخص ہے جو آئے گا، سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد اس سے کہا جائے گا جا جنت میں جا۔ وہ کہے گا: اے رب میرے! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے کر لیے اور اپنی جگہیں بنا لیں اس سے کہا جائے گا۔ کیا تو راضی ہے اگر دنیا کے برابر تجھے ملک دیا جائے تو؟ وہ کہے گا: میں ایک بادشاہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ! فَيَقُولُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ! فَيَقُولُ: هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ! قَالَ: رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) قَالَ: وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾. [٣٢/ السجدة:١٧] الْآيَةَ. [ترمذي:٣١٩٨]

پاس تھا وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے! حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور۔ اور اتنا ہی اور۔ اور اتنا ہی اور۔ اور اتنا ہی اور پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور جو تجھے بھلا لگے دیکھنے میں وہ لے۔ وہ کہے گا: میں راضی ہو گیا اے رب میرے! پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: سب سے بڑا درجے والا جنتی کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کر دی، کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل پر گزرا (جو ان کے لیے تیار ہے) اور اس کی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ الْآيَةَ۔ یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے ان کے لیے ان کی آنکھ کی ٹھنڈک اخیر تک۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٦٦) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالَى عَنْ آخِرِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ. [راجع:٤٦٥]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ منبر پر کہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: سب سے کم درجے کا جنتی کون ہے؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٤٦٧) عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيُقَالُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ: رَبِّ! قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا۔ وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جائے گا قیامت کے دن۔ پھر حکم ہوگا پیش کرو اس کے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اس کے بھاری گناہ تو پیش کیے جائیں گے اس پر ہلکے گناہ اس کے اور کہا جائے گا: فلاں روز تو نے ایسا کام کیا۔ اور فلاں روز یہ کام کیا وہ قبول کرے گا۔ انکار نہ کر سکے گا اور ڈرے گا اپنے بھاری گناہوں سے۔ کہیں وہ پیش نہ ہوں۔ حکم ہوگا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی۔ وہ کہے گا: مالک میرے! میں نے اور بھی کچھ کام کیے ہیں گناہ کے۔ جن کو میں یہاں نہیں پاتا۔“ راوی نے کہا: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں کھل گئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

[ترمذی:۲۵۹۶]

(٤٦٨) حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع:٤٦٧]

اعمش کی سند سے بھی یہ روایت آئی ہے۔

(٤٦٩) عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ يُسْئَالُ عَنِ الْوُرُوْدِ؟ فَقَالَ: نَجِيئُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا. اُنْظُرْ. اَيْ ذٰلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ: فَتُدْعَى الْاُمَمُ بِاَوْثَانِهَا وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ثُمَّ يَاْتِيْنَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ: مَنْ تَنْظُرُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَنْظُرُ رَبَّنَا عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ: اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: حَتّٰى نَنْظُرَ اِلَيْكَ فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ: فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُعْطٰى كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٍ اَوْ مُؤْمِنٍ نُوْرًا ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهُ وَعَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ، وَحَسَكٌ تَاْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُطْفَاُ نُوْرُ الْمُنَافِقِيْنَ ثُمَّ يَنْجُو الْمُؤْمِنُوْنَ فَتَنْجُوْ اَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَا يُحَاسَبُوْنَ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَضْوَءِ نَجْمٍ فِي السَّمَآءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُوْنَ حَتّٰى يُخْرَجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً فَيُجْعَلُوْنَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَيَجْعَلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّوْنَ عَلَيْهِمُ الْمَآءَ حَتّٰى يَنْبُتُوْا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حُرَاقُهُ ثُمَّ يُسْئَالُ حَتّٰى تُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهَا مَعَهَا.

ابوالزبیر نے سنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے۔ ان سے پوچھا گیا: لوگوں کے آنے کا حال قیامت کے دن۔ انہوں نے کہا۔ ہم آئیں گے قیامت کے دن اس طرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب آدمیوں کے پھر بلائی جائیں گی امتیں اپنے اپنے بتوں اور معبودوں کے ساتھ، پہلی امت پھر دوسری امت بعد اس کے ہمارا پروردگار آئے گا اور فرمائے گا: تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ (یعنی امت محمدی ﷺ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے گا۔) وہ کہیں گے: ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہیں (یعنی اس کے منتظر ہیں) پروردگار فرمائے گا: میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے: ہم تجھ کو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر دکھائی دے گا۔ پروردگار ان کو ہنستا ہوا اور ان کے ساتھ چلے گا۔ اور لوگ سب اس کے پیچھے ہوں گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مؤمن ایک نور ملے گا لوگ اس کے ساتھ ہوں گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔ وہ پکڑ لیں گے جن کو اللہ چاہے گا۔ بعد اس کے منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مؤمن نجات پائیں گے۔ تو پہلا گروہ مؤمنوں کا ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کے سے ہوں گے، ستر ہزار آدمیوں کا ہوگا۔ جن سے نہ حساب ہوگا، نہ کتاب ان کے بعد کے گروہ خوب چمکتے تارے کی طرح ہوں گے۔ پھر ان کے بعد کا ان سے اتر کر یہاں تک کہ شفاعت کا وقت آئے گا اور لوگ شفاعت کریں گے۔ اور جہنم سے نکالا جائے گا۔ وہ شخص بھی جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تھا۔ اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری تھی۔ یہ لوگ جنت کے آنگن میں ڈال دیئے جائیں گے اور جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے۔ وہ اس طرح پنپیں گے۔ جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ میں پنپتا ہے اور ان کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہے گی۔ پھر وہ سوال کریں گے اللہ سے اور ہر ایک کو اتنا ملے گا۔ جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا کے برابر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ روایت موقوف ہے جابر رضی اللہ عنہ پر اور مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں مگر انہوں نے بیان کیا اس کو اس لیے کہ وہ مسند امروی ہے دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کی رفع پر تنبیہ کی ہے، ابن ابی شیبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اس کی اسناد اور سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور خلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اس پر متقدمین اور متاخرین نے، یہ غلطی ہے لکھنے والے کی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی (عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ إِلَى ذَلِكَ فَوْقَ النَّاسِ) جس کا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہیں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہے عَلَى كَوْمٍ ایسا ہی روایت کیا ہے بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى تَلٍّ وَأُمَّتِي عَلٰى تَلٍّ)) یعنی جمع کیے جائیں گے لوگ قیامت کے دن ایک ٹیلے پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی۔ اور کوم بھی ٹیلے کو کہتے ہیں۔ اونچی زمین کو جو ٹیکری کی طرح ہوتی ہے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ پھر چڑھیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑھا نہ گیا یا مٹ گیا تو اس نے کذا و کذا اس کے بدلے لکھا پھر اس کی تفسیر کی ای فَوْقَ النَّاسِ سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہاں لکھ دیا۔ اب نقل کرنے والوں نے بعینہ، اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا واللہ اعلم۔ اور وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ بخاری کی روایت میں ہے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں اور نہ بدفال لیتے ہیں۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(٤٧٠) عَنْ جَابِرٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِأُذُنَيْهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے سنا اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”بے شک اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائے گا۔“

(٤٧١) عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ: أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ؟)) قَالَ: نَعَمْ. [بخاری:٦٥٥٨]

حماد بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ”اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالے گا شفاعت کی وجہ سے۔“ انہوں نے کہا: ہاں سنا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٧٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ قَوْمًا يُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ يَحْتَرِقُوْنَ فِيْهَا إِلَّا ذَارَاتِ وُجُوْهِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کچھ لوگ جہنم میں جل کر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے ان سب کا بدن جل گیا ہوگا۔ سوا منہ کے چکر کے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ تمام اعضاء سجدے کے انگاروں سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گزرا ہے۔

(٤٧٣) عَنْ يَزِيْدَ الْفَقِيْرِ قَالَ: كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي رَأْيٌ مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِي عِصَابَةٍ ذَوِي عَدَدٍ نُرِيْدُ أَنْ نَحُجَّ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ۔ جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ۔

یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے، میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور جو جہنم میں جائے گا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس ارادے سے کہ حج کریں، پھر خارجیوں کا مذہب پھیلائیں جب ہم مدینے میں پہنچے دیکھا تو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! مَاهٰذَا الَّذِيْ تُحَدِّثُوْنَ؟ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾ [٣/آل عمران:١٩٢]، ﴿كُلَّمَا أَرَادُوْا أَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا أُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾ [٣٢/السجدة:٢٠]. فَمَا هٰذَا الَّذِيْ تَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: فَقَالَ: اَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَعْنِيْ الَّذِيْ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ فِيْهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ يُخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ: ثُمَّ نَعَتَ وَضْعَ الصِّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسِ عَلَيْهِ قَالَ: وَأَخَافُ أَنْ لَّا أَكُوْنَ أَحْفَظُ ذَاكَ قَالَ: غَيْرَ أَنَّهُ فَلَزْعَمَ أَنَّ قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُوْنُوْا فِيْهَا قَالَ يَعْنِيْ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمْ عِيْدَانُ السَّمَاسِمِ قَالَ: فَيَدْخُلُوْنَ نَهَرًا مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ الْقَرَاطِيْسُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا: وَيْحَكُمْ أَتَرَوْنَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَرَجَعْنَا، فَلَا وَاللّٰهِ! مَاخَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ. أَوْكَمَا قَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی، انہوں نے یکا یک ذکر کیا دوزخیوں کا۔ میں نے کہا: اے صحابی، رسول اللہ ﷺ کے، تم کیا حدیث بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: "(اے رب ہمارے!) بے شک تو جس کو جہنم میں لے گیا تو نے اس کو رسوا کیا" اور فرماتا ہے: "جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اس میں ڈال دیے جائیں گے۔" اب تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: تو نے قرآن پڑھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے پھر کہا: تو نے حضرت محمد ﷺ کا مقام سنا ہے یعنی وہ مقام جو اللہ ان کو قیامت کے روز عنایت فرمائے گا (جس کا بیان اس آیت میں ہے ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ﴾) میں نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے انہوں نے کہا: پھر وہی مقام محمود ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ان لوگوں کو جن کو چاہے گا۔ (پھر بیان کیا) انہوں نے پل صراط کا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے۔ یاد نہ رہا ہو یہ مگر انہوں نے یہ کہا: کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ اس میں جانے کے بعد اور اس طرح سے نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں۔ (سیاہ جل بھن کر) پھر جنت کی ایک نہر میں جائیں گے اور وہاں غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے، یہ سن کر ہم لوٹے اور کہا ہم نے۔ خرابی ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ ﷺ پر (یعنی وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نہ پھرا۔ ایسا ہی کہا ابونعیم (فضل بن دکین) نے۔

فائدہ: یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل میں۔ جو کہتے ہیں دوزخ میں جا کر پھر کوئی وہاں سے نہ نکلے گا، حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ حدیث میں سماسم کا لفظ ہے جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے ہیں تل کو، اس کی لکڑیاں بھی دھوپ میں رکھنے سے کالی ہو جاتی ہیں اور بعض نے کہا اصل میں یہ لفظ سماسم تھا۔ اس میں تحریف ہو کر سماسم ہو گیا اور سماسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس کے اور بعض نے کہا: سماسم کہتے ہیں آبنوس کو۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(٤٧٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ إِذْ أَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِيْ فِيْهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کیے جائیں گے ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا: اے مالک میرے! جب تو نے مجھ کو نجات دی اس سے تو اب پھر مت لے جا اس میں۔ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْهَا)).

(۴۷۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ. وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ: فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ. فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا قَالَ: فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ: اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا. وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ: فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ تَعَالٰى مِنْهَا. وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ تَعَالٰى مِنْهَا. وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى ﷺ الَّذِي كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ. قَالَ: فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ مِنْهَا. وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدًا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ)) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ

اس کو نجات دے گا جہنم سے۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا۔ پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی۔ یا ان کے دل میں اللہ اس کا فکر ڈالے گا۔ وہ کہیں گے: اگر ہم کسی کی سفارش کروائیں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آئیں گے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اور کہیں گے: تم سب آدمیوں کے باپ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی (پیدا کی ہوئی) روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا تو انہوں نے تم کو سجدہ کیا تو تم آج ہم لوگوں کی سفارش کرو اللہ تعالیٰ کے پاس وہ آرام دے ہم کو اس جگہ کی تکلیف سے۔ وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے۔ وہ آئیں گے نوح علیہ السلام کے پاس تو نوح علیہ السلام کہیں گے: میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرمائیں گے اپنے پروردگار سے اور کہیں گے: تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا تھا، وہ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی۔ یاد کر کے اللہ سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور ان کو تورات شریف عنایت کی وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے اللہ سے شرمائیں گے۔ لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کی روح ہیں اور اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ آئیں گے حضرت عیسیٰ روح اللہ کے پاس وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد ﷺ کے پاس وہ ایسے بندے ہیں اللہ کے جن کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا (باریاب ہونے کی) مجھ کو اجازت ملے گی۔ جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا جتنا وہ چاہے گا مجھ کو سجدے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِيْ فَإِذَا اَنَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَاْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّلِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ رَاْسَكَ يَا مُحَمَّدُ! قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ فَلَا اَدْرِيْ فِي الثَّالِثَةِ اَوْفِي الرَّابِعَةِ قَالَ: فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ)). قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِيْ رِوَايَتِهِ: قَالَ قَتَادَةُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ.

(بخاری:٦٥٦٥)

میں جب تک چاہے گا اور بعد اس کے کہا جائے گا: اے محمد ﷺ! اٹھا اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے۔ سنا جائے گا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جائے گا: اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی تعریف کروں گا اس طرح سے جیسے وہ مجھ کو سکھائے گا۔ پھر سفارش کروں گا تو ایک حد میرے لیے مقرر کی جائے گی۔ میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں لے جاؤں گا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس آ کر سجدے میں گر جاؤں گا وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب تک اس کو منظور ہوگا۔ پھر حکم ہوگا: اے محمد ﷺ! اپنے سر کو اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی میں اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور اپنے مالک کی تعریف کروں گا جس طرح وہ مجھ کو سکھائے گا۔ پھر سفارش کروں گا تو ایک حد باندھی جائے گی۔ میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔'' راوی نے کہا: مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری بار یا چوتھی بار میں فرمایا: ''میں کہوں گا اے مالک میرے! اب تو کوئی دوزخ میں نہیں رہا۔ مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لائق ہے۔'' قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یعنی جس کا ہمیشہ رہنا وہاں ضروری ہے۔

فائدہ۔ چند چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے ان کو بزرگی دینے کے لیے ایک ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام ہیں دوسرے تورات کو تختیوں پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ تیسرے جنت العدن میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے، یوں تو سب چیزیں اللہ کے حکم سے پیدا ہوئیں، مگر ان چیزوں کو اللہ نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا، جیسے حدیث میں وارد ہے مگر اللہ کا ہاتھ ویسا ہی مقدس، بے شبہ اور بے نظیر ہے جیسے اس کی ذات مقدس جل شانہٗ۔ وہ گناہ کیا تھا۔ اس درخت میں سے کھانا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کی بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد ان سے کفر سرزد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ معصوم ہیں کفر سے۔ لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب رہے اور گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں سے جو تبلیغ رسالت میں ہوں قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاد ابو مظفر اسفرائنی کا ہمارے ائمہ خراسان سے اور مشائخ صوفیہ کا اور بعض کے نزدیک یہ غلطی ہو سکتی ہے جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز میں لیکن ضروری ہے کہ وہ مطلع ہو جائیں اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وفات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علما اور اکثر محققین کا۔ اب رہے صغیرہ گناہ تو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے دنائت اور خست اور کمینہ پن لگتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہیں اور باقی صغیرہ گناہ میں اختلاف ہے۔ اکثر فقہا اور محدثین سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ ان سے ہو سکتے ہیں اور دلیل ان کی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین میں سے اس طرف گئی ہے کہ وہ پاک ہیں صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصداً اللہ کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہگار ہونا لکھا ہے۔ وہ تاویل کی گئی ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) یا محمول ہیں سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزوں میں لیکن ان کو ڈر ہوا ان میں مؤاخذے کا یا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سرزد ہوئیں اور یہی مذہب حق ہے اس لئے کہ انبیا کے اقوال اور افعال کی پیروی کرنا لازم ہے۔ پھر اگر وہ خطا وار ہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازم نہ ہو۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم نے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ یہ اور دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور اس بات سے مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور مبتدعہ کے گروہوں کی طرف اس لیے کہ ان کا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیا کی بیان کی گئیں ہیں۔ جیسے آدم علیہ السلام کا بھول کر اس درخت میں سے کھا لینا اور نوح علیہ السلام کا بددعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسیٰ علیہ السلام کا ایک کافر کو اور بچانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہہ کر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی تھی یہ درحقیقت اوروں کے حق میں گناہ نہیں ہیں۔ مگر انبیا پر عتاب ہوا یا وہ ڈرے ان باتوں سے بھی بوجہ قرب اور منزلت کے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔

امام ابو عبداللہ مازری نے کہا: مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہ ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مؤرخین کا یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اس لیے کہ حدیث سے صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعض نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہوں رسول نہ ہوں، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بعض نے کہا کہ ادریس، الیاس کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ، اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اسی طرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم و شیث دونوں پیغمبر تھے وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم علیہ السلام کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسی طرح شیث کہ وہ خلیفہ تھے آدم علیہ السلام کے، کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو یہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابوالحسن بن بطال کا مذہب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام رسول نہ تھے تا کہ یہ اعتراض وارد نہ ہو حالانکہ ابوذر کی طویل حدیث نص صریح ہے کہ آدم اور ادریس دونوں رسول تھے۔ نووی یعنی خلیل، قاضی عیاض نے کہا: خلت کے اصل میں معنی خاص کر لینا اور چن لینا اور صاف کر لینا ہے اور بعض نے کہا: خلت کے معنی قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اس لیے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا ان کو اپنے رب پر اور بعض نے کہا: خلت کے معنی سچی اور صاف دوستی جو باعث ہوتی ہے اسرار و رموز کے تخلل کی یعنی بھیدوں کے آنے کی اور بعض نے کہا: خلت کے معنی محبت ہے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ ابن انباری نے کہا: خلیل کہتے ہیں دوست کو جس کی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب اس کو جس کی محبت میں کوئی نقص اور خلل نہ ہو۔ واحدی نے کہا: یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہیں اللہ کے اور جس صورت میں خلت کے معنی قطع حاجت کے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کو ابراہیم کا خلیل نہیں کہہ سکتے (نووی رحمۃ اللہ علیہ) موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے بات کی، اس پر اجماع کیا اہل سنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ نے حقیقۃً حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں، مراد اگلے گناہوں سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے، اور پچھلوں سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ مراد امت کے اگلے اور پچھلے گناہ ہیں اس صورت میں بخشش سے مراد ان کے گناہوں کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کیلئے جہنم سے بچنا اور بعض نے کہا: مراد ان گناہوں سے وہ بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعض نے کہا کہ مراد اگلے گناہوں سے آدم علیہ السلام کی خطا ہے پچھلے سے امت کے گناہ اور بعض نے کہا کہ یہ برتقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہوں تو وہ سب معاف اور مغفور ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہوں سے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ) نصاریٰ اس آیت سے ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (۴۸/الفتح:۲) ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب وہ خود گناہ گار تھے تو اوروں کو گناہوں سے کیوں کر پاک کریں گے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ اگلی کتب سماوی سے اور پیغمبروں کا بھی گناہوں میں مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب ان کی طرف سے دیا جائے گا، وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندوں کے اور ہیں اور خاص بندوں کے۔ اور دنیا میں بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عام لوگوں سے بہت سی ان باتوں کی شکایت نہیں ہوتی جو خاص بندوں کیلئے بڑی تقصیریں سمجھی جاتی ہیں، اسی طرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں جو ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں، لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہیں اور چونکہ انبیا بشر ہیں اور محال ہے کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اس لئے خواہ مخواہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت میں ان سے واقع ہو جاتی ہے۔ پھر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی یک قلم معاف کر دے تو یہ اس کی کمال محبت ہے اس بندے کے ساتھ اور اس میں عظمت اور بزرگی ہے اس بندے کی اور بندوں پر تو یہ آیت درحقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کیلئے، نہ نقصان، جیسا مخالفین خیال کرتے ہیں اللہ ان کو ہدایت کرے البتہ ان کا اعتراض کسی اور اصل سے ہو کر ہم امت پیغمبر کو منافات دعوی عبودیت سے عاجز ہونے پر عاجز ہونے سے بچانا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

(مکتبہ)

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) جیسے انہوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے یہ ایسی بیوقوفی اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہیں اور اس خیال کی وجہ سے ان کا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنی جب سب پیغمبر ان کو جواب دے دیں گے اور کہیں گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہیں تو وہ میرے پاس آئیں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اور پیغمبروں کا یہ کہنا براہ تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہیں بلکہ اس کے بعد والے کا ہے اور شاید ان کو معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تا کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہنچے اور آپ ﷺ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہو۔ اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے بڑی عمر والے اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کریں گے اور مستعد ہو جائیں گے وہ اس وجہ سے کہ آپ ﷺ جانتے ہوں گے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت اللہ نے میرے لئے ہی رکھی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ جو ان لوگوں کے دل میں ڈالے گا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، پھر نوح کے پاس، پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس اسی طرح آخیر تک، اس میں یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی فضیلت سب پیغمبروں پر معلوم ہو جائے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس آ جاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا۔ لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا آپ ﷺ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوھیت سے آپ کا کمال قرب ظاہر ہوا اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہوں آدمی یا جن یا فرشتے، ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنی شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکے گا اور آپ ﷺ اس کو قبول کریں گے یا اللہ تو ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین:

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپ کے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ یہ درجہ اللہ تعالیٰ نے خاص آپ ﷺ کے لیے رکھا ہے مگر اس کی اجازت قیامت کو دے گا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ ﷺ کو ہو چکا ہے ان کا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے۔ قرآن میں موجود ہے کہ وہاں کسی کی شفاعت کارگر نہ ہوگی، مگر جس کو اللہ اذن دے۔ اب یہ شفاعت بھی ان ہی لوگوں کے لیے ہوگی جن کا نجات دینے والا اور عذاب سے بچانے والا سوا اللہ کے کوئی نہیں، مگر ظاہر میں پیغمبروں کا رتبہ بڑھانے کے لیے اور ان کو خوش کرنے کے لیے ان سے سفارش کروائے گا۔ اور ان کی سفارش قبول کرے گا۔ یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر اللہ کی درگاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اس وجہ سے ان کی سفارش مان لے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ اس پر کسی برابر کسی کا زور یا دباؤ نہیں اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اس سے یوں ہی مانگیں گے جیسے بندہ اپنے مالک سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے۔ یعنی کافر اور مشرک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ نہیں بخشے گا مشرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا۔

(٤٧٦) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ بِذٰلِكَ. اَوْ يُلْهَمُوْنَ ذٰلِكَ.)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ عَوَانَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: ((ثُمَّ أَتِيْهِ الرَّابِعَةَ أَوْ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ)). [بخاری: ٤٤٧٦؛ ابن ماجہ: ٤٣١٢]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے، اس میں یہ ہے کہ ''میں اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤں گا اور عرض کروں گا اے پروردگار! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا۔ مگر جس کو قرآن نے روک رکھا'' (یعنی قرآن کے بموجب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا سزاوار ہے)۔

○ ○ ○ ○

(٤٧٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالَى الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا وَذَكَرَ فِيْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا مومنوں کو قیامت کے دن ان کو خیال آئے گا'' آخیر تک جیسے اوپر حدیث گزری اس میں یہ ہے کہ ''آپ ﷺ چوتھی بار عرض

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الرَّابِعَةِ ((فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ)).

[بخاری: ٤٤٧٦، ٧٤١٠، ٧٥١٦]

کریں گے اے پروردگار! اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔"

○ ○ ○ ○

(٤٧٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً)) زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ يَزِيْدُ: فَلَقِيْتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا بِهِ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَدِيْثِ اِلَّا اَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذَرَّةً قَالَ يَزِيْدُ: صَحَّفَ فِيْهَا اَبُوْ بِسْطَامٍ. [بخاری: ٤٤، ٧٤١٠؛ ترمذی: ٢٥٩٣؛ ابن ماجه: ٤٣١٢]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔ اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی۔ پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی، پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی۔" شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف کی اور بجائے ذرہ کے (جس کے معنی چیونٹی کے ہیں) انہوں نے ذُرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جس کو چینا کہتے ہیں)

○ ○ ○ ○

(٤٧٩) عَنْ مَعْبَدِ بْنِ هِلَالٍ الْعَنَزِيِّ قَالَ: انْطَلَقْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَّا لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَ اَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلٰى سَرِيْرِهِ فَقَالَ لَهُ: يَا اَبَا حَمْزَةَ! اِنَّ اِخْوَانَكَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْاَلُوْنَكَ اَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: اشْفَعْ لِذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ خَلِيْلُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا

معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (ان سے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہنچے۔ وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی، ہم اندر گئے۔ انہوں نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر۔ ثابت نے کہا: اے ابوحمزہ (یہ کنیت ہے انس رضی اللہ عنہ کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم انکو شفاعت کی حدیث سناؤ۔ انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا حضرت محمد ﷺ نے: "جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے: پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ کہیں گے: تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (اللہ کے پاس تاکہ وہ نجات دے اس آفت سے) وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے دوست ہیں۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے: میں اس قابل نہیں۔ لیکن تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيُؤْتٰى مُوسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] فَإِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيُؤْتٰى عِيسٰى [عَلَيْهِ السَّلَامُ] فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَيُؤْتٰى فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَأَقُومُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ الْآنَ يُلْهِمُنِيهِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي: انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلٰى رَبِّي تَعَالٰى فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي: انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ إِلٰى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي: انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ)) [مسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ح: ٣٢٧]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان سے کلام کیا بلاواسطہ) لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنی بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا، اچھا یہ میرا کام ہے اور میں چلوں گا اور اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا (باریاب ہونے کی) مجھے اجازت ملے گی، میں اس کے سامنے کھڑا ہوں گا۔ اور ایسی ایسی تعریفیں اس کی بیان کروں گا جواب میں نہیں بیان کر سکتا۔ اس وقت اللہ میرے دل میں ڈال دے گا، بعد اس کے سجدے میں گر پڑوں گا۔ آخر حکم ہوگا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے اور مانگ ہم دیں گے، سفارش کر ہم قبول کریں گے۔ میں عرض کروں گا: مالک میرے! امت میری امت میری۔ حکم ہوگا جا اور جس کے دل میں گیہوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لے دوزخ سے۔ میں ایسے سب لوگوں کو نکال لوں گا اور پھر اپنے مالک کے پاس آ کر ویسی ہی تعریفیں کروں گا پھر سجدہ میں گر پڑوں گا۔ حکم ہوگا: اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہنا ہے۔ تیری بات سنی جائے گی، مانگ جو مانگتا ہے ملے گا، سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی۔ میں عرض کروں گا: مالک میرے! امت میری امت میری (یعنی اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہوگا جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے میں ایسا ہی کروں گا۔ اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور ایسی ہی تعریفیں کروں گا۔ اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ حکم ہوگا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے، مانگ ہم دیں گے، سفارش کر ہم قبول کریں گے۔ میں عرض کروں گا: اے مالک میرے! میری امت، میری امت۔ حکم ہوگا جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی کم ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے۔ میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔'' معبد بن ہلال نے کہا: یہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہم جو نہ سمجھے تو ہم نے کہا: آپ ہم سے بیان کیجیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَتَيْنَا أَنَسًا بِهِ قَالَ: فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ الْجَبَّانِ قُلْنَا: لَوْ مِلْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِي دَارِ أَبِي خَلِيفَةَ قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ قُلْنَا: يَا أَبَا سَعِيدٍ! جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَبِي حَمْزَةَ فَلَمْ نَسْمَعْ بِمِثْلِ حَدِيثٍ حَدَّثَنَاهُ فِي الشَّفَاعَةِ قَالَ: هِيهِ فَحَدَّثْنَاهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ: هِيهِ قُلْنَا: مَازَادَنَا قَالَ: قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَيْئًا مَا أَدْرِي أَنَسِيَ الشَّيْخُ أَوْكَرِهَ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ فَتَّكِلُوا قُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ: خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هٰذَا إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ قَالَ: ((ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ لِي: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَيْسَ ذَاكَ لَكَ. أَوْقَالَ: لَيْسَ ذَاكَ إِلَيْكَ. وَلٰكِنْ وَعِزَّتِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ: قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ

[بخاری: ۷۵۱۰]

پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا: کاش! ہم حسن (بصری) کی طرف چلیں اور ان کو سلام کریں۔ اور وہ ابوخلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم کے ڈر سے) خیر ہم ان کے پاس گئے اور ان کو سلام کیا، ہم نے کہا: اے ابوسعید! ہم تمہارے بھائی ابوحمزہ (انس رضی اللہ عنہ) کے پاس سے آ رہے ہیں، انہوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی، ویسی حدیث ہم نے نہیں سنی، انہوں نے کہا: ہاں بیان کرو۔ ہم نے وہ حدیث ان سے بیان کی۔ انہوں نے کہا: اور بیان کرو۔ ہم نے کہا: بس اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کی۔ انہوں نے کہا: یہ حدیث تو انہوں نے ہم سے بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ توانا تھے (یعنی اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہیں) اب انہوں نے کچھ چھوڑ دیا، میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسہ کر بیٹھو اور نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے ان سے کہا وہ کیا ہے؟ ہم سے بیان کرو یہ سن کر ہنسے اور کہا: انسان کی پیدائش میں جلدی ہے، میں نے تم سے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان کروں اس ٹکڑے کو (جو انس رضی اللہ عنہ نے چھوڑ دیا یعنی تم جلدی کر کے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب بھی بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں پھر لوٹوں گا اپنے پروردگار کے پاس چوتھی بار اسی طرح تعریف تو صیف کروں گا پھر سجدے میں گروں گا مجھ کو حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سر اٹھاؤ اور کہو ہم سنیں گے، مانگو ہم دیں گے۔ سفارش کرو ہم قبول کریں گے۔ اس وقت میں عرض کروں گا مالک میرے! مجھ کو اجازت دے اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ وجلال کی میں جہنم سے نکالوں گا اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔'' معبد نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن نے یہ حدیث ہم سے بیان کی کہا کہ انہوں نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا: بیس برس سے پہلے جب وہ زوردار تھے (یعنی ان کا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی)۔

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے سلف اور اہل سنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

(٤٨٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ عَلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ بِمَ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا يُطِيقُونَ وَمَالَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ؟ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ؟ أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ يَعْنِي إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: ائْتُوا آدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا تو دست کا گوشت آپ کو دیا گیا اور دست کا گوشت آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ نے دانتوں سے اسے نوچا، پھر فرمایا: ”میں سردار ہوں سب آدمیوں کا قیامت کے دن اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا قیامت کے دن اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں یہاں تک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہنچے گی اور آفتاب نزدیک ہو جائیگا۔ اور لوگوں پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اس کو سہہ نہ سکیں گے۔ آخر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے۔ چلو آدم علیہ السلام کے پاس اور ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے آدم علیہ السلام! تم سب آدمیوں کے باپ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا انہوں نے سجدہ کیا تم کو، ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے، کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے: آج میرا پروردگار غصے میں ہے اور ایسا غصے میں ہے کہ کبھی ایسا غصے نہیں ہوا تھا نہ ہوگا۔ اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی (اور درخت میں سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے نوح علیہ السلام! تم سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکرگزار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے۔ وہ کہیں گے: میرا رب آج ایسا غصہ میں ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا، اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب مل کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے ابراہیم! تم اللہ کے نبی ہو اور اس کے دوست ہو، زمین والوں میں سے، تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس، کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذْهَبُوْا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ [عَلَیْهِ السَّلَامُ] فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُوْنَ: اَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِیْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِبْرَاهِیْمُ: اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهٖ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُوْسٰی فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی۔ [عَلَیْهِ السَّلَامُ] فَیَقُوْلُوْنَ: یَا مُوْسٰی! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِتَكْلِیْمِهٖ عَلَی النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَیَقُوْلُ لَهُمْ مُوْسٰی۔ عَلَیْهِ : اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَّمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی۔ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ: یَا عِیْسٰی! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَلِمَةٌ مِّنْهُ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ عِیْسٰی: اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ یَذْكُرْ لَهٗ ذَنْبًا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ فَیَاْتُوْنِیْ فَیَقُوْلُوْنَ: یَا مُحَمَّدُ! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ

کہیں گے: میرا پروردگار آج اتنا غصہ میں ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ والی باتوں کو بیان کریں گے (یعنی دنیا میں جو انہوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہیں بزرگی دی اپنے پیاموں سے اور اپنے کلام سے سب لوگوں پر۔ تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے: میرا پروردگار آج ایسے غصہ میں ہے اتنا کبھی غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا۔ اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا مجھے حکم نہ تھا، اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو۔ تم نے لوگوں سے بات کی ماں کی گود میں (جھولے میں دودھ پیتے وقت) تم اللہ کا ایک کلمہ ہو جو اس نے ڈال دیا مریم علیہا السلام میں اور اس کی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس، کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: میرا پروردگار آج اس قدر غصے میں ہے کہ اتنا غصہ میں کبھی نہیں ہوا اور نہ کبھی ہوگا اور کوئی گناہ ان کا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی گناہ منقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے محمد! (ﷺ) تم اللہ کے رسول ہو۔ خاتم الانبیا ہو اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس، کیا تم ہمارا حال نہیں دیکھتے ہم کس مصیبت میں ہیں۔ یہ سن کر میں چلوں گا اور عرش کے تلے آ کر اپنے پروردگار کو سجدہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھول دے گا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھے بتائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائیں (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر فرمائے گا: اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھا۔ مانگ جو مانگنا ہے دیا جائے گا۔ سفارش کر قبول کی جائے گی، میں سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا: امت میری امتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنْ بَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى)). [بخاري: ٣٣٦١، ٣٣٤٠، ٤٧١٢؛ ترمذي: ٢٤٣٤]

امت' حکم ہوگا' اے محمد ﷺ! اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا باب ایمن میں سے جنت میں داخل کر اور وہ اور لوگوں کے شریک ہیں۔ باقی دروازوں میں جنت کے (یعنی ان میں سے بھی جا سکتے ہیں مگر یہ دروازہ ان کے لیے مخصوص ہے) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جنت کے دروازے کے دونوں بازوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے مکہ اور بصریٰ میں۔" (بصریٰ ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس لیے کہ دست کا گوشت بلا ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو پسند نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کو گوشت کئی دن کے بعد ملتا تو آپ ﷺ دست لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہوا آپ ﷺ کو اپنا درجہ بتانے کے لیے ہمارے فائدے کے لیے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجہ میں زیادہ ہو اور جس کی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیں۔ اور رسول اللہ ﷺ تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں مگر آپ ﷺ نے خاص کیا قیامت کو اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھے ہوں گے اور آدم اور ان کی اولاد سب آپ ﷺ کے جھنڈے کے تلے ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس دن کس کی سلطنت ہوگی؟ اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے مگر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی کس لیے کہ اور کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں رہے گا۔ (نووی رحمہ اللہ) یعنی وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے میں نگاہ سب پر جا سکے گی۔ برخلاف دنیا کے یہاں زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب پر نہیں جا سکتی۔ بعض نے کہا: مراد اللہ کی نگاہ ہے مگر اللہ کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: غضب سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانوں سے اور اس کا عذاب سامنے موجود ہوگا۔ اور طرح طرح کے ہول اور ڈر جو محشر والوں کو ہوں گے اور یہ باتیں نہ پہلے ہوئی ہیں اور نہ آئندہ ہوں گی تو اللہ کے غضب سے یہی مراد ہے اس واسطے کہ محال ہے تغیر اس کے حق میں غضب سے یا رضا سے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ نووی رحمہ اللہ نے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گزر چکی کہ سلف کا مذہب صفات میں یہ ہے کہ جو صفات کتاب اور سنت میں وارد ہیں ان کو روایت کرنا ان پر یقین کرنا ظاہر پر رواں کرنا بغیر تاویل اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور جو امر نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ کہ اس کا معنی لغوی۔ یہاں سے پیغمبر ﷺ اور اور پیغمبروں کا درجہ پہچان لینا چاہیے۔ وہ سب نفسی نفسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں سرگرداں ہوں گے اور ہمارے پیغمبر ﷺ عوام کی بھلائی کے لیے خواہاں اور امت کے چھڑانے کے جویاں ہوں گے سبحان اللہ! اس پر یہ آیت صادق ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ [٢١/ الأنبياء: ١٠٧] آپ ﷺ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کون سا درجہ ہے۔ یہی فرق ہے مرتبے کا اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو عام لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے اول کو دنیا سے کچھ نسبت نہیں ہے جو شخص عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ بنائے سرائے بنوائے مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے۔ ایسا کام کرے جس سے تباہی اور ذلت سے بچیں۔ دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلائے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات واسباب شائع کرے۔ اس کا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت میں مصروف رہے۔ ہجر شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ پر ہے تو جنت کا پھاٹک اس قدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونا دوسرے کونے سے اتنی مسافت رکھتا ہے اللہ اکبر! اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت کتنی بڑی ہے۔

(٤٨١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَصْعَةٌ مِنْ ثَرِيدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) ثُمَّ نَهَسَ نَهْسَةً أُخْرَىٰ وَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَلَمَّا رَأَى أَصْحَابُهُ لَا يَسْأَلُونَهُ قَالَ: ((أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهْ؟)) قَالُوا: كَيْفَهْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَىٰ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ وَزَادَ فِي قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ ـ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ـ فَقَالَ: وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّي وَقَوْلَهُ لِإِلٰهِيَّتِهِمْ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَقَوْلَهُ: إِنِّي سَقِيمٌ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ إِلَىٰ عِضَادَتَيِ الْبَابِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرٍ أَوْ هَجَرٍ وَمَكَّةَ)) قَالَ: لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربہ ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت۔ آپ ﷺ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ ﷺ کو ساری بکری میں۔ آپ ﷺ نے ایک بار منہ سے اس کو نوچا، پھر فرمایا: ''میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔'' پھر دوبارہ نوچا اور فرمایا: ''میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔'' جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا: ''تم یہ نہیں پوچھتے کیوں کر؟'' انہوں نے کہا: کیوں کر؟ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ سب کھڑے ہوں گے اللہ کے سامنے۔'' اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا (ان جھوٹ کی باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اعتقاد نہ تھا۔ کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتا مگر کافروں کے الزام دینے کیلئے پہلے تارے کو اللہ قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب وہ ڈوب گئے تو کہا: یہ اللہ نہیں ہو سکتے اللہ وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا) بتوں کو آپ علیہ السلام نے توڑا تھا اور کہا تھا: بڑے بت نے توڑا۔ بیمار نہ تھے اور کہا تھا: میں بیمار ہوں، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان ہے یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ کے درمیان ہے۔'' مجھے یاد نہیں کیوں کر کہا۔ (یعنی ہجر کو پہلے کہا یا مکے کو۔)

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٨٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحُذَيْفَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ فَيَقُولُونَ: يَا أَبَانَا! اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ:

ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا۔ مسلمان کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے پاس آ جائے گی، پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: ابا جان جنت کو کھول دو ہمارے لیے، وہ کہیں گے: جنت سے تم کو نکالا کس نے میرے ہی گناہ نے تو نکالا اب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ: فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ [عَلَيْهِ السَّلَامُ:] لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِّنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى: عَلَيْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُوْمُ وَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ)) قَالَ: قُلْتُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: ((اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ؟ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجَزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ: وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَّمَكْدُوْسٌ فِي النَّارِ)) وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا.

مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا، میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے (یعنی مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے نہ میں نے اس سے بات کی بلا واسطہ نہ اس کو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے: میں اس لائق نہیں تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔ آپ ﷺ کھڑے ہوں گے اور آپ ﷺ کو اجازت ملے گی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیج دیا جائے گا۔ وہ پل صراط کے داہنے اور بائیں کھڑے ہو جائیں گے تم میں سے پہلا شخص پل صراط سے اس طرح پار ہوگا جیسے بجلی۔'' انہوں نے کہا: آپ ﷺ پر ہمارے ماں باپ صدقے ہوں، بجلی کی طرح کونسی چیز گزرتی ہے۔ آپ ﷺ سے فرمایا: ''تم نے بجلی کو نہیں دیکھا۔ وہ کیسے گزر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے میں پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے پرندہ اڑتا ہے۔ پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے، اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر علیہ السلام پل پر کھڑے ہوں گے وہ کہیں گے: یا اللہ! بچا، یا اللہ! بچا۔ یہاں تک کہ اعمال کا زور گھٹ جائے گا! (یعنی عمدہ اعمال والے نکل جائیں گے اور وہ لوگ رہ جائیں جن کے نیک عمل کم ہیں۔ ان کو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آئے گا وہ چل نہ سکے گا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونوں طرف آنکڑے ہوں گے لٹکتے ہوئے جس کو حکم ہوگا اس کو پکڑ لیں گے پھر بعض آدمی چھل چھلا کر نجات پا جائے گا۔ اور بعض آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گر پڑے گا۔'' قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس کی راہ ہے۔

فائدہ: کیونکہ دونوں بڑے کام ہیں جن کا خیال مؤمن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے امانت یعنی خلوص اور سچائی صداقت اور راست بازی بات چیت اور ہر کام کاج میں اور ناتا یعنی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی خبر لینا۔ یعنی اگر کوئی چیز اس میں گرے تو ستر برس تک تہ کو نہ پہنچے گی۔ معاذ اللہ۔

بَابُ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ

باب: آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پہلا شخص ہوں گا جنت کے متعلق سفارش کرنیوالا اور باقی نبیوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا)).

میرے تابع دار زیادہ ہوں گے۔"

(٤٨٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا۔ اور سب پیغمبروں سے زیادہ لوگ میرے تابع ہوں گے قیامت کے دن۔"

(٤٨٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہوں گے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا" (یعنی کھلواؤں گا)

(٤٨٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجھ کو مانا اور بعض پیغمبر تو ایسا بھی ہے کہ اس کا ماننے والا ایک ہی شخص ہے۔"

(٤٨٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا چوکیدار پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا: محمد ﷺ! وہ کہے گا: آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا۔"

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ اِخْتِبَاءِ النَّبِيِّ ﷺ دَعْوَةَ الشَّفَاعَةِ لِأُمَّتِهِ.

باب: نبی ﷺ کا اپنی امت کے لیے شفاعت کی دعا کا مؤخر کرنا۔

(٤٨٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْهَا فَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے (جس کو اللہ تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں) تو میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں۔ سبحان اللہ! ہمارے پیغمبر ﷺ کو اپنی امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپ کو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کی اس وقت مدد کریں گے۔ جب باپ بیٹے سے، خاوند بیوی سے، بیوی خاوند سے ہر ایک اپنے عزیز سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی۔

(٤٨٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً فَأَرَدْتُ إِنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر اللہ چاہے تو اپنی دعا کو اٹھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں۔"

○ ○ ○ ○

(٤٨٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلِ ذٰلِكَ.

ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٩٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْاَحْبَارِ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْهَا فَاَنَا اُرِيْدُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَقَالَ كَعْبٌ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جس کو وہ مانگتا ہے۔ میرا ارادہ ہے بشرطیکہ اللہ چاہے میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔" کعب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

○ ○ ○ ○

(٤٩١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَاِنِّيْ اِخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں نے اپنی دعا کو چھپا رکھا ہے قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اور اللہ چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہو۔"

○ ○ ○ ○

[ترمذی:٣٦٠٢؛ ابن ماجه:٤٣٠٧]

فائدہ: یعنی خاتمہ کے وقت وہ شرک نہ مرا ہو اگرچہ کتنا ہی گناہ گار ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جائے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اس کے دلائل اوپر بیان ہو چکے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی اللہ ثابت کرے یا اس کی کسی صفت کو اس کی کسی مخلوق کیلئے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے، اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان متقلدوں پر جنہوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو الٰہ بنا رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو قبروں پر وہ کرتے ہیں جو خاص ہے اللہ سے اور کاٹتے ہیں جانوروں کو سوائے اللہ کے اوروں کے نام پر وہ سب مشرک ہیں اور باوجود اس کے امید رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی۔ حالانکہ شفاعت اسی کیلئے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھلا نہ چھپا اور جو شرک کرے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا خواہ کوئی ہو کہیں ہو۔ انتہی۔

(٤٩٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْ بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَاِنِّيْ اِخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جس کو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور دی جاتی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کیلئے قیامت کے دن۔"

(٤٩٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر پیغمبر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتُجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أُؤَخِّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کیلئے پس وہ اس کے لیے قبول کی گئی اور اگر اللہ نے چاہا تو میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کیلئے قیامت کے دن۔"

(٤٩٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کیلئے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کیلئے قیامت کے دن۔"

(٤٩٥) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

اس سند سے بھی یہ روایت آئی ہے۔

(٤٩٦) عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابواسامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

(٤٩٧) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. [بخاری:٦٣٠٥]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(٤٩٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جس کو اس نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمَّتِهِ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ.

باب: رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اپنی امت کیلئے اور رونا ان کے حال پر شفقت سے۔

(٤٩٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [١٤/ابراهيم:٣٦] الْآيَةَ وَقَالَ عِيسَى [عَلَيْهِ السَّلَامُ:] ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [٥/المائدة:١١٨] فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) وَبَكَى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ؟ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بن عاص سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے: "اے رب! انہوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو، سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔" اور یہ آیت جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے: "اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو مالک ہے حکمت والا۔" پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا: "اے پروردگار میرے! امت میری، امت میری۔" اور رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور رب تیرا خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر ان سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ جبریل آپ ﷺ کے پاس

محدث فورم پر موضوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللهِ ﷺ بِمَاقَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا جِبْرِيْلُ! اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ: اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ.

بیان کیا جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا: حالانکہ وہ خوب جانتا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جا اور کہہ ہم تم کو خوش کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کریں گے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کیلئے اور وہ اور زیادہ ہوگی اللہ کریم کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ ہم تم کو راضی کر دیں گے۔ تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کیلئے۔ چوتھا بیان ہے رسول اللہ ﷺ کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ ﷺ پر تھی اس کا اور جبریل کے بھیجنے میں یہی حکمت تھی رسول اللہ ﷺ کی بزرگی کھل جائے اور معلوم ہو جائے کہ آپ کا درجہ بہت عالی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق ہے اس آیت کے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (۹۳/ الضحیٰ: ۵) یعنی اللہ تعالیٰ تم کو دے گا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اس لئے کہ رضامندی جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعض کو معاف کرتا اور بعض کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ کو رنج رہتا ان لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تم کو رنج نہیں دوں گا۔ بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کے نجات دوں گا۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَّلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ.

باب: جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اور اس کی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی بزرگی اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔

(۵۰۰) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيْنَ اَبِيْ؟ قَالَ: ((فِي النَّارِ)) فَلَمَّا قَفَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ: ((اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ)). [ابوداود:۴۷۱۸]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ میں۔'' جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اس کو بلوایا اور فرمایا: ''میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔''

فائدہ: اس لئے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا۔ اس کو کسی کا ناتہ رشتہ کام نہ آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہیں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ جہنمی ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت سے پہلے یہ مؤاخذہ نہیں ہے کیونکہ ان کو اور پیغمبروں کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی۔ اور یہ جو آپ ﷺ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے، اس سے یہ غرض تھی کہ اس شخص کا رنج کم ہو جائے اور وہ یہ معلوم کرے کہ اللہ کے ہاں سب برابر ہیں۔ جو قاعدہ اس نے ٹھہرا دیا، اس کے خلاف نہیں ہو سکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کئی حدیثوں سے یہ اس ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی دعا کو آپ ﷺ کے والدین کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے۔ مگر اکثر علما اور محدثین نے اس کا انکار کیا ہے اور ان حدیثوں کو موضوع بتایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو۔

بَابُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اے نبی ﷺ! اپنے قرابت داروں کو ڈراؤ۔

(۵۰۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب یہ آیت اتری: ڈرا تو اپنے کنبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الآية: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [٢٦/الشعراء: ٢١٤] دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ: ((يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا)).

[ترمذی:٣١٨٥؛ نسائی:٣٦٤٦، ٣٦٤٧]

والوں کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھے ہوئے آپ ﷺ نے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا: ''اے کعب بن لوی کے بیٹو! چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے، اے مرہ بن کعب کے بیٹو! چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے، اے عبد شمس کے بیٹو! چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے، اے ہاشم کے بیٹو! چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے، اے عبدالمطلب کے بیٹو! چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے فاطمہ! چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اس لئے کہ میں اللہ کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر وہ عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم جو مجھ سے ناتا رکھتے ہو اس کو میں جوڑتا رہوں گا۔ (یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہوں گا)۔

○ ○ ○ ○

(٥٠٢) عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع:٥٠١]

عبدالمالک بن عمیر سے بھی اس سند سے یہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٥٠٣) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [٢٦/الشعراء: ٢١٤] قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ)).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جب یہ آیت اتری، ڈرا، تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی اور اے صفیہ! عبدالمطلب کی بیٹی اور اے عبدالمطلب کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا، البتہ میرے مال میں سے تم جو جی چاہے مانگ لو۔''

○ ○ ○ ○

(٥٠٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ! عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ! بِنْتَ رَسُولِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت اتری ''ڈراؤ اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے قریش کے لوگو! تم اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹو! میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا اللہ کے سامنے۔ اے عباس بیٹے عبدالمطلب کے! میں تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا اللہ کے سامنے۔ اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی! میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا اللہ کے سامنے۔ اے فاطمہ بیٹی محمد ﷺ کی! تو میرے مال میں سے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللهِ ﷺ سَلِينِي مَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا)). [بخاري: ٢٧٥٣، ٤٧٧١؛ نسائي: ٣٦٤٨]

چاہے مانگ لے مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔"

○ ○ ○ ○

(٥٠٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(٥٠٦) عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: انْطَلَقَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا أَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادَى: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافَاهُ! إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ!)).

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ اور زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری: "ڈرا تو اپنے نزدیکی ناتے والوں کو تو۔" رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی: "اے عبد مناف کے بیٹو! میں ڈرانے والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اپنے اہل کو بچانے کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے تو لگا پکارنے یا صباحاہ!۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یا صباحاہ ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا کرتی ہے تو اس کلمہ کے کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جائیں اور اپنا بچاؤ کر لیں۔

(٥٠٧) عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٥٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ: ((يَا صَبَاحَاهُ)) فَقَالُوا: مَنْ هٰذَا الَّذِي يَهْتِفُ؟ قَالُوا: مُحَمَّدٌ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((يَا بَنِي فُلَانٍ! يَا بَنِي فُلَانٍ! يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ!)) فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟)) قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)). قَالَ: فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ أَمَا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب یہ آیت اتری: "ڈرا تو اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو۔" اور اپنی قوم کے مخلص (سچے) لوگوں کو تو رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا: "یا صباحاہ!" لوگوں نے کہا: یہ کون پکارتا ہے۔ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پھر سب لوگ آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے فلاں کے بیٹو! اے فلاں کے بیٹو! اے فلاں کے بیٹو! اے عبد مناف کے بیٹو! اے عبدالمطلب کے بیٹو!" وہ سب اکٹھے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کیا سمجھتے ہو۔ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے؟" انہوں نے کہا: ہم نے تو تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے۔" ابولہب نے کہا: خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لئے جمع کیا، پھر وہ کھڑا ہوا، اس وقت یہ سورت اتری: ﴿تَبَّتْ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّقَدْ تَبَّ۝﴾ كَذَا قَرَأَ الْاَعْمَشُ إِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ .

[بخاری: ۱۳۹۴، ۳۵۲۶، ۴۸۰۱، ۴۹۷۱، ۴۹۷۲، ۴۹۷۳؛ ترمذی: ۳۳۶۳]

یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّقَدْتَبَّ﴾ یعنی ''ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ۔'' اعمش نے اس سورت کو یونہی پڑھا اخیر تک۔ (یعنی قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قراءت تبّ ہے بغیر قد کے)

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ یعنی ڈرا تو اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو۔ اور یہ عبارت نہیں ہے وَرَهْطُكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہو۔

(۵۰۹) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ: ((يَاصَبَاحَاهْ!)) بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُوْلَ الْاٰيَةِ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾. [راجع: ۵۰۸]

اس سند سے اور ان الفاظ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ ﷺ لِاَبِيْ طَالِبٍ وَالتَّخْفِيْفِ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ.

باب: رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہونے کا بیان۔

(۵۱۰) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ؟ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ ﷺ: ((نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[بخاری: ۳۸۸۳، ۶۲۰۸، ۶۵۷۲]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے ابو طالب کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا، وہ آپ ﷺ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ ﷺ کے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ ﷺ کو ستاتا تو اس پر غصے ہوتے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں ہیں۔ اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں ان کیلئے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجہ میں ہوتے۔'' (جہاں عذاب بہت سخت ہے)

(۵۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَاطَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهٗ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَجَدْتُهٗ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهٗ اِلٰى ضَحْضَاحٍ)). [راجع: ۵۱۰]

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابو طالب، آپ ﷺ کا بچاؤ کرتے تھے اور آپ ﷺ کی مدد کرتے تھے اور آپ ﷺ کیلئے لوگوں پر غصہ کرتے تھے، تو ان کو کچھ فائدہ ہوا ان باتوں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں میں نے ان کو سخت انگار میں پایا تو میں نکال لایا ان کو ہلکی آگ میں۔''

(۵۱۲) عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ

سفیان سے اس سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ابو عوانہ کی حدیث کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِ أَبِيْ عَوَانَةَ.

[راجع:٥٠٩]

مثل مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٥١٣)عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهُ)). [بخاری:٣٨٨٥، ٦٥٦٤]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید ان کو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی آگ میں رکھے جائیں جو ان کے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اس سے۔'' (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت ہوگی)

بَابُ اَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا.

باب: آگ کا عذاب جس کو سب سے کم ہوگا۔

(٥١٤)عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ)).

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے کم درجہ کا عذاب اس کو ہوگا جس کو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی پھر اس کا بھیجا گرمی کے مارے پکے گا۔''

(٥١٥)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابوطالب کو ہوگا وہ دو جوتے پہنے ہوں گے ایسی جن سے ان کا بھیجا پکے گا۔''

(٥١٦) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُّوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ)). [بخاری: ٦٥٦١، ٦٥٦٢؛ ترمذی: ٢٦٠٤]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خطبہ پڑھ رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''سب سے کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اس کو ہوگا جس کے بیچ تلوؤں کے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے اور ان کی وجہ سے بھیجا پکنے لگے گا۔''

○ ○ ○ ○

(٥١٧) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا)).

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتے اور دو تسمے انگارے کے پہنے ہوگا۔ اس کا بھیجا اس طرح پکتا ہوگا جس طرح ہانڈی پھد پھد پکتی ہے، وہ سمجھے گا اس سے زیادہ عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔''

[راجع:٥١٦]

○ ○ ○ ○

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

باب: کفر کی حالت میں مرنے والے شخص کو اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ.

کوئی عمل کام نہ آئے گا۔

(٥١٨) عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ ؟ قَالَ: ((لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ)).

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! جدعان کا بیٹا جاہلیت کے زمانہ میں ناتے جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں کے ساتھ سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اس کو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ فائدہ نہ دینگے، اس نے کبھی یوں نہ کہا کہ اے پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے قیامت کے دن۔''

فائدہ: یعنی اس کو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے، اس کو کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو ان کے نیک اعمال فائدہ نہ دیں گے اور ان کو کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا۔ نہ آرام ہوگا، نہ عذاب ختم ہوگا، البتہ یہ ہوگا کہ کافروں پر دوسرے کافروں کی نسبت ان کے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔

امام حافظ فقیہ ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ بیہقی نے کہا: یہ بات ممکن ہے کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی حدیثیں ہیں اس کافر کی نیکیوں میں ہوں جو کفر پر مرے مراد ان سے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اس کا عذاب ان نیکیوں کی وجہ سے ہلکا ہو سکتا ہے اگر وہ نیکیاں نہ کرتا تو اس کا عذاب اس کی خطاؤں پر سخت ہوتا۔ علما نے کہا ہے کہ جدعان کا بیٹا لوگوں کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کیلئے ایک پیالہ بنایا تھا جس پر سیڑھی سے چڑھتے تھے اور وہ بنی تمیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسوں میں سے تھا، اس کا نام عبداللہ تھا اور جدعان بضم جیم اس کے باپ کا نام تھا۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَآءَةِ مِنْهُمْ.

باب: مومن سے دوستی رکھنے اور غیر مومن سے دوستی قطع کرنے اور ان سے جدا رہنے کا بیان۔

(٥١٩) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ: ((إِنَّ آلَ أَبِيْ يَعْنِيْ فُلَانًا لَيْسُوْا لِيْ بِأَوْلِيَاءَ وَإِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ)). [بخاری: ٥٩٩٠]

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں: ''فلاں کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں۔''

فائدہ: راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے۔ اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے عزیز اور رشتہ دار وہی ہیں جو نیک ہوں اگرچہ ان کا رشتہ دور کا ہو۔ اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا مراد فلاں سے حکم بن ابی العاص ہے اور یہ آپ ﷺ نے حکم کھلم کھلا فرمایا چپکے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعدائے دین سے کھلے عام بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنی چاہیے اگر فساد کا ڈر نہ ہو۔

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى دُخُوْلِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ

باب: مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہونے کا بیان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۲۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔'' ایک شخص بولا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے، اللہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے ان لوگوں میں سے کر دے۔'' پھر دوسرا اٹھا اور بولا: یارسول اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔''

فائدہ: یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور میں نے کر دی۔ اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاشہ رضی اللہ عنہ اس کے لائق تھا۔ اور بعض نے کہا کہ وہ منافق تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو گول گول جواب دے دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ ﷺ صاف فرماتے کہ تو ان میں سے نہیں ہے اور بعض نے کہا: آپ ﷺ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ میری دعا عکاشہ رضی اللہ عنہ کے باب میں قبول ہو گی اور دوسرے شخص کے باب میں قبول ہونے والی نہیں اس لیے آپ ﷺ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا کہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ (انصار کا رئیس) تھا۔ اگر یہ بات سچ ہو تو ان کو منافق قرار دینا غلط ہو گا لیکن اخیر قول ظاہر ہے اور اسی کو علما نے اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں امت نبوی ﷺ کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ کا بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر ﷺ پر۔ صحیح مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کے ہر ایک آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہوں گے۔ اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جائیں گے چار ارب اور نوے کروڑ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آمین۔ (نووی رحمہ اللہ مع زیادۃ)

(۵۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الرَّبِیْعِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۵۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْٓءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِیُّ یَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَیْهِ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)). [بخاری: ۶۵۴۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمبل اٹھاتا ہوا اور کہا: یارسول اللہ! دعا کیجئے مجھ کو اللہ ان لوگوں میں سے کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کو ان لوگوں میں سے کر دے۔'' پھر ایک شخص انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا: یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ رضی اللہ عنہ کر چکا۔''

○ ○ ○ ○

(۵۲۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا زُمْرَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ)).

امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں جائیں گے ان میں سے بعض کی صورت چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔"

(٥٢٤) عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا: وَمَنْ هُمْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((أَنْتَ مِنْهُمْ)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔" لوگوں نے پوچھا: وہ کون لوگ ہوں گے یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے۔ اور منتر نہیں کرتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔" اس وقت عکاشہ کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کرے، آپ نے فرمایا: "تو ان میں سے ہے۔" پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! دعا کرو کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھ سے پہلے عکاشہ کہہ چکا۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی بیماری میں دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے، اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی اللہ کے اختیار میں ہے دوا اور علاج بغیر اس کی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ پس بھروسہ ان کا اللہ پر ہوتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا۔ امام ابوعبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علما اس کے خلاف ہیں اور دلیل ان کی وہ حدیثیں ہیں جن میں خود آنحضرت ﷺ نے دواؤں اور غذاؤں کے فائدے بیان کئے ہیں جیسے کلونجی قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپ ﷺ نے بیماری میں دوا کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی دوا کو نقل کیا ہے اور آپ ﷺ نے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سورۂ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اس پر اجرت لی تھی۔ جب یہ حدیثیں ثابت ہیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤں کو بالطبع مفید جانتے ہیں اور اللہ کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے ہیں حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی فضیلت بیان کی کہ وہ جنت میں بغیر حساب اور کتاب کے جائیں گے اور ان کے منہ چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پھر اگر یہ تاویل کی جائے جو ان لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت ان کے ساتھ خاص نہ ہوگی۔ اس وجہ سے کہ یہ حال تمام مسلمانوں کا بھی ہے اور جو اس کے خلاف اعتقاد رکھے (یعنی دوا کو بالطبع اور بالذات مؤثر سمجھے) وہ تو کافر ہے۔ دوسرے عالم نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے۔ ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے کہا: مراد دوا کے ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسہ اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اس کی قضا اور امتحان پر راضی ہیں۔ انہوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور اور قسم کے علاج کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ اور داؤد نے کہا: حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام نہیں کرتے اس لیے کہ مکروہ ہے حالت صحت میں تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت میں تو درست ہے اور بعض نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہیں ہے، اس لیے کہ علاج خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اور سلف کے علما اور فضلا نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا، اسی لیے انہوں نے علاج کرنا نہیں چھوڑا، نہ روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے، توکل کے خلاف کیا، مگر یہ سب جب ہے کہ اس کا بھروسہ اللہ پر ہو۔ نہ اپنی دوا اور علاج اور کمائی پر اور داغ دینے اور دوسرے قسم کے علاج میں فرق بیان کرنا بہت طول چاہتا ہے اور حضور ﷺ نے دونوں کو جائز رکھا ہے اور دونوں کی تعریف کی ہے۔ لیکن ایک نکتہ میں بیان کرتا ہوں جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی بھی دوا کی اور دوسروں کی بھی دوا کی اور داغ آپ ﷺ نے نہیں دیا، البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے داغ دینے سے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے داغ دینا اچھا نہیں لگتا، تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ اور ظاہر وہی معنی ہے جو خطابی نے اختیار کیا اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد اللہ پر قوی ہوگا اور وہ ہر کام کو اللہ کے سپرد کرتے ہوں گے تو جو آفت ان پر آئے اس کے دفع کیلئے دنیاوی اسباب کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی اور بے شک درجہ بہت افضل ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے جو علاج کیا ہے وہ اس واسطے کہ علاج کا جائز ہونا لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ انتہی ما قال النووی رحمہ اللہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) نووی رحمہ اللہ نے کہا: سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ نے ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ کے سوائے اللہ کے اور کسی کا ڈر نہ رہے نہ درندے کا نہ دشمن کا اور روٹی کمانے میں کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ ضامن ہے رزق کا اور دلیل ان لوگوں کی حدیثیں ہیں اور ایک جماعت نے کہا: توکل یہ ہے انسان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ اس کا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روٹی کمانے میں اور دشمن سے بچنے میں جیسے پیغمبروں نے کیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: طبری اور اکثر فقہا نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیوں نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن اکثر فقہا کے موافق ہیں مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں ہوتا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال رہے یا ان اسباب پر دل کو اطمینان ہو۔ البتہ اسباب کا کرنا اللہ کا بتایا ہوا طریقہ ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے مگر یہ ضرور ہے کہ بھروسہ اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر ہوتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ استاد ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی حرکت دل کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب اللہ کی تقدیر سے ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری نے کہا: توکل یہ ہے کہ اللہ کی مشیت پر راضی ہو جائے اور جو اس کا ارادہ ہو اس پر چھوڑ دے۔ ابو عثمان حیری رحمہ اللہ نے کہا: توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافی سمجھے اور اس پر بھروسہ رکھے۔ بعض نے کہا: توکل یہ ہے کہ کم اور بیش سب کو برابر سمجھے۔ واللہ اعلم۔

(٥٢٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوْا: مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)).

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔'' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہیں، نہ بدشگون لیتے ہیں، نہ داغ لگاتے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

(٥٢٦) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ۔ لَا يَدْرِيْ أَبُوْ حَازِمٍ أَيَّهُمَا قَالَ: مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) [بخاری: ٦٥٥٤]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابوحازم جو راوی ہے اس حدیث کا اس کو یاد نہیں رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا سات لاکھ) آدمی جنت میں جائیں گے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوگا صف باندھے ہوئے تاکہ سب ایک ساتھ جنت میں جائیں)، (اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی ان میں سے پہلے جنت میں نہ گھسے گا جب تک اخیر کا شخص نہ گھس جائے اور ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٥٢٧) عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ: أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِيْ انْقَضَّ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: أَنَا ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ فِيْ صَلٰوةٍ وَلٰكِنِّيْ لُدِغْتُ قَالَ: فَمَا ذَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: اسْتَرْقَيْتُ قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: حَدِيْثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ فَقَالَ: وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِيُّ؟

حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ میں سعید بن جبیر کے پاس تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارہ کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا۔ میں نے کہا: میں نے دیکھا کہ میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو عابد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تھا (تو میں سو نہ سکا، اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا: منتر کرایا میں نے۔ انہوں نے کہا: تو نے منتر کیوں کرایا؟ میں نے کہا: اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَارُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ: قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَاسَمِعَ وَلَكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي: هٰذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ الْآخَرِ فَقِيلَ: فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي: هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ)) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ؟)) فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَايَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((أَنْتَ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)). [بخاري: ٣٤١٠، ٥٧٠٥، ٥٧٥٢، ٦٤٧٢، ٦٥٤١]

نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا: شعبی رحمہ اللہ نے کونسی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا: انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا: کہ منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کیلئے یا ڈنگ کیلئے (یعنی بدنظر کے اثر کو دور کرنے کیلئے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کیلئے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا لیکن ہم سے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ بعض پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک بڑی امت آئی۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو، دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے گفتگو کی ان لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ بعض نے کہا: شاید وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے بعض نے کہا: نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ بعض نے کہا: کچھ اور۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟'' انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں، جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر رکھتے ہیں، نہ منتر کراتے ہیں، نہ بدشگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' یہ سن کر عکاشہ محصن رضی اللہ عنہ کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان لوگوں میں سے ہے۔'' پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور ڈنگ کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں، اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اس کا کرنا مباح ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آئے اور احتمال ہے کہ منتر مکروہ ہو جو جاہلیت کے طرز پر ہو۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں۔ تمام ہوا کلام خطابی رحمہ اللہ کا۔

(۵۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ هُشَيْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيْثِهِ. [راجع: ٥٢٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں'' باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

باب: جنت کے آدھے لوگ اس امت کے ہوں گے۔

(۵۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ مَا الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي ثَوْرٍ أَسْوَدَ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِي ثَوْرٍ أَبْيَضَ)). [بخاري: ٦٥٢٨، ٦٦٤٣؛ ترمذي: ٢٦٥٤؛ ابن ماجه: ٤٢٨٣]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم میں سے ہوں گے۔'' یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے مارے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تہائی جنتیوں کے تم ہو گے۔'' یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہوں گے اور اس کی وجہ یہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافروں میں ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل میں ہو یا ایک سیاہ بال سفید بیل میں ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی دنیا میں ہر ایک زمانہ میں کافروں کی تعداد بڑھتی رہی اس وجہ سے جنتی لوگ بہت کم ہوں گے اور اس امت کے لوگ جنتیوں کے آدھے عدد کو گھیر لیں گے اگر جنتی بہت ہوتے تو البتہ ان کے آدھے لوگ اس امت سے ہونا قیاس سے بعید تھا۔

(۵۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ فَقَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) فَقُلْنَا: نَعَمْ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک خیمہ میں جس میں قریب چالیس آدمیوں کے ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم لوگ ہو۔'' ہم نے کہا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے ایک تہائی تم ہو۔'' ہم نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے آدھے ہو گے اور یہ اس لئے کہ جنت میں وہی جائے گا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ)). [راجع:٥٢٩]

سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال میں ہو۔"

○ ○ ○ ○

(٥٣١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةِ أَدَمٍ فَقَالَ: ((أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اللّٰهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟ اللّٰهُمَّ! اشْهَدْ أَتُحِبُّونَ أَنَّكُمْ رُبُعُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَقُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَتُحِبُّونَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ)) [راجع:٥٢٩]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے، تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرہ پر اور فرمایا: "کہ خبردار ہو جاؤ، نہ جائے گا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہیں۔ یا اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ یا اللہ! تو گواہ رہ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں؟" ہم نے کہا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے تہائی لوگ تم میں سے ہوں؟" سب نے کہا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے نصف ہو گے تم مخالف لوگوں میں ایسے ہو جیسے ایک سیاہ بال سفید بیل میں یا ایک سفید بال سیاہ بیل میں۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: آپ ﷺ نے پہلی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر تہائی پھر نصف فرمایا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ زیادہ خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ ان کی عزت اور عظمت ثابت ہو اس لئے کہ بار بار کسی آدمی کو دینے سے نکلتا ہے کہ دینے والے کو اس کا بڑا خیال ہے۔ تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار اللہ کی تعریف کریں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی ﷺ میں سے جنت کے آدھے آدمی لوگ ہوں گے۔ اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اسی صفیں اس امت کے لوگوں کی ہوں گی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی ﷺ میں سے ہوں گے۔ شاید پہلے رسول اللہ ﷺ کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اور بڑھا دیا۔ دو تہائی جنتی آپ ﷺ کی امت میں سے کیے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ قَوْلِهِ: ((يَقُولُ اللّٰهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً))

باب: اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو کہیں گے کہ ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخی نکال لو۔ (ایک جنتی باقی دوزخی)

(٥٣٢) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا آدَمُ! فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ: يَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت میں، تیری اطاعت میں، اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ حکم ہوگا کہ دوزخیوں کی جماعت نکالو وہ عرض کریں گے: دوزخیوں کی کیسی جماعت؟ حکم ہوگا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے آدمی دوزخ کیلئے (اور ایک آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَتِسْعِينَ قَالَ: فَذَلِكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ؟ ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ قَالَ: فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّنَا ذَاكَ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفٌ وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ)).

[بخاری: ۳۳۴۸، ۶۵۳۰، ۴۷۴۱، ۷۴۸۳]

فی ہزار جنت میں جائے گا) آپ نے فرمایا: ''یہی تو وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا (بوجھ ہول اور خوف کے یا اس دن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈال دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے نشہ میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہوں گے مگر اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! دیکھئے اس ہزار میں سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم میں سے کون نکلتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خوش ہو جاؤ کہ یاجوج و ماجوج کے کافر اس قدر ہیں کہ اگر ان کا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی اور ان میں سے ہزار آدمی پڑیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہوں گے۔'' اس پر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے تہائی آدمی تم میں سے ہوں گے۔'' اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہوں گے۔ تمہاری مثال اور امتوں کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہوں گی بعض نے کہا: قیامت قائم ہوتے وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعض نے کہا: حشر کے دن اس صورت میں بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے کہ اس وقت ایسا ہول و ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو اس کا بچہ گر جائے اور یہی مراد ہے بچہ کے بوڑھے ہونے سے (نووی رحمہ اللہ) وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا: وہ ترکوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا: وہ آدم کی اولاد ہیں۔ لیکن حوا کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا ان کا نطفہ مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم (نووی رحمہ اللہ)

(۵۳۳) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا: ((مَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ)) وَلَمْ يَذْكُرَا: ((أَوِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ)).

دوسری روایت کا بیان وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ ''تم اس دن اور لوگوں کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل میں یا ایک سیاہ بال سفید بیل میں۔'' اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطَّهَارَةِ
طہارت کے مسائل

ہر چند ایمان کے بعد سب عبادات میں نماز مقدم ہے مگر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ.

باب: وضو کی فضیلت کا بیان۔

(٥٣٤) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ۔ اَوْتَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْعَلَیْكَ كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْا فَبَایِعٌ نَّفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا)). [ترمذی:٣٥١٧]

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے (جن کا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے۔ اور الحمد للہ بھر دے گا ترازو کو (یعنی اس قدر اس کا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اس کے اجر سے بھر جائے گا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں بھر دیں گے آسمانوں اور زمین کے بیچ کی جگہ کو (اگر ان کا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جائے) اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیری دلیل ہے۔ دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنی اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھائے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے یا پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کر کے اللہ کے عذاب سے) یا (برے کام کر کے) اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یعنی طہارت کا ثواب اس قدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ ایمان ان سب گناہوں کو جو ایمان سے پہلے ہوئے ہوں مٹا دیتا ہے اسی طرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہیں ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہوا تو آدھے ایمان کے برابر ہوا اور بعض نے کہا کہ ایمان سے اس حدیث میں نماز مراد ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ﴾ یعنی اللہ تمہاری نماز کو بیکار نہیں کرے گا اور طہارت شرط ہے نماز کی اس لئے آدھی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث میں شطر کا لفظ ہے۔ اور شطر میں یہ ضروری نہیں کہ برابر آدھوں آدھ ہوں اور یہ سب قولوں میں اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جزو ہیں ایک دل سے یقین کرنا دوسری ظاہر میں اطاعت کرنا۔ اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اس لئے طہارت شطر ایمان ٹھہری۔ واللہ اعلم (نووی رحمہ اللہ) اور نماز روکتی ہے گناہوں سے اور نماز کہتی ہے برائیوں سے اور نماز کے معانی پر دلالت کرنے کی وجہ سے یہ تمام چیزیں نماز کا جزو ہیں اور بعض [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) نے کہا کہ نماز نور ہے، اس وجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اس لئے کہ دل اس وقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعض نے کہا کہ پڑھنے والوں کے چہرے پر ایک نور ہوگا۔ قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (نووی رحمہ اللہ) اور صدقہ دینے والے کی نجات کیلئے قیامت کے دن صدقہ دلیل ہوگا اس لئے کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور نہ صدقہ میں کوئی فائدہ خیال کرتا ہے اور وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہوں سے بچنے کیلئے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے۔ اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے۔ ابراہیم خواص رحمہ اللہ نے فرمایا: صبر کیا ہے، مجھے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ابن عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ، استاد ابوعلی دقاق نے کہا: صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے۔ لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے دکھ اور بیماری ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ وُجُوْبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ.

باب: نماز کیلئے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔

(٥٣٥) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: دَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهُ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ: أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِيْ يَا ابْنَ عُمَرَ؟ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ)). وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ. [انظر ملتقى: ١؛ ابن ماجه: ٢٧٢]

مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ابن عامر کے پاس آئے وہ بیمار تھے ان کے پوچھنے کو۔ ابن عامر نے کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہما تم میرے لئے دعا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہیں قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت میں سے جو تقسیم سے پہلے اڑا لیا جائے۔'' اور تم تو بصرے کے حاکم ہو چکے ہو۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کیلئے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کیا فرض ہوتی ہے نماز کیلئے۔ ابن جہم نے کہا: شروع اسلام میں وضو سنت تھا۔ پھر آیت تیمم میں اس کی فرضیت اتری۔ اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے بھی فرض تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا ہے، اس میں ہر ایک نماز کیلئے وضو فرض ہے یا اسی حالت میں جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علماء اس طرف گئے ہیں کہ ہر نماز کیلئے وضو فرض ہے اگرچہ محدث نہ ہوا ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ﴾ آخر تک یعنی جب تم اٹھو نماز کیلئے تو دھوؤ منہ اور ہاتھ اور اس میں قید حدث کی نہیں ہے۔ اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اوائل اسلام میں ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعض نے کہا کہ یہ حکم استحباباً ہے نہ وجوباً اور بعض کے نزدیک وضو اسی وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہوا البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کیلئے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا اہل فتویٰ نے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا اور آیت مذکورہ میں محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اٹھو تم نماز کیلئے حدث کی حالت میں۔ تمام ہوا کلام قاضی رحمہ اللہ کا۔ اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے۔ بعض نے کہا: وضو واجب ہو جاتا ہے حدث سے اور بعض نے کہا: واجب نہیں ہوتا۔ جب تک نماز کیلئے نہ اٹھیں اور بعض نے کہا: دونوں امروں سے واجب ہو جاتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہیں ہے فرض اور نفل نماز میں اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر اور جنازہ کی نماز میں مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ جنازہ کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سجدۂ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اس کے خلاف پر۔ اگر کسی شخص نے عمداً بے وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہے مذہب ہمارے علماء کا بدلیل اس سے کہ اوزاعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ سے منقول ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ (باقی اگلے صفحہ پر ❀❀)

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اس لئے کہ اس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہے کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو۔ اگر عذر ہو مثلاً پانی نہ ملے نہ مٹی تو اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے چار قول ہیں اور ہر ایک قول کی طرف علما گئے ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لے بغیر طہارت کے۔ پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اس وقت قضا پڑھ لے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے۔ لیکن قضا واجب ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لے اور قضا واجب نہیں اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا ہے اور یہ از روئے دلیل سب قولوں میں قوی ہے، اس لئے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب میں تم کو کسی کام کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور اعادہ کیلئے کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہیں (نووی مع زیادۃ) اور مال غنیمت کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ غنیمت کے مال میں سے ضرور تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق تم پر ہوں گے پھر ایسے شخص کیلئے دعا کیا فائدہ دے گی۔ اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقوں کیلئے مفید ہے، ہمیشہ رسول اللہ ﷺ اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کیلئے دعا کرتے رہے کہ اللہ ان کو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

(٥٣٦) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٥٣٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٥٣٧) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ)).

[بخاری: ١٣٥؛ ابو داود: ٦٠؛ ترمذی: ٧٦]

ہمام بن منبہ سے روایت ہے، جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے، پھر ذکر کیا کئی حدیثوں کو، ان میں سے ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے۔''

بَابُ صِفَةِ الْوُضُوْءِ وَكَمَالِهِ.

باب: وضو کی ترکیب اور اس کے پورا کرنے کا بیان۔

(٥٣٨) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ

حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد کئے ہوئے غلام) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، تو پہلے دونوں ہاتھوں کو (پہنچوں تک) تین بار دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار، پھر بایاں ہاتھ دھویا تین بار پھر سر کا مسح کیا سر پر، پھر داہنا پاؤں دھویا تین بار پھر بایاں پاؤں دھویا تین بار بعد اس کے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے اب وضو کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر بیچ میں

(حکم مرفوع) (لین توضأ نحو) (وضوئي هذا) (ثم قال) (رسول الله ﷺ) (من

www.KitaboSunnat.com

وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُولُونَ: هٰذَا الْوُضُوءُ أَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ.

جائیں گے۔'' ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جائے۔

[بخاری: ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۹۳۴؛ ابوداود: ۱۰۶؛ نسائی: ۸۴، ۸۵، ۱۱۶]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں ہاتھوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علما کا۔ (نووی رحمہ اللہ)

نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لے پھر اس کو پھیرے بعد اس کے تھوک دے اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ پانی کو صرف منہ میں لے، پھیرے نہیں لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے۔ لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے سر کے مسح میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا پھرانا ضروری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضروری نہیں مثل اور اعضاء کے ان تک پانی پہنچانا کافی ہے۔ حدیث میں استنثار کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہا اور محدثین رحمہ اللہ نے استنثار کے معنی ناک جھینکنے کے لیے ہیں۔ ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کیے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اسکی مؤید ہے اس میں یہ ہے کہ پہلے استنشاق کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استنثار کیا یعنی ناک سنکی۔ فراء سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہیں ناک کے ہلانے کو طہارت میں اور استنشاق کہتے ہیں ناک کے اندر پانی پہنچانے کو اور سانس کے زور سے پانی کے اوپر کھینچنے کو۔ اور مستحب ہے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے۔ مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبالغہ کرنا ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب روزہ دار ہو اور یہ حدیث صحیح ہے، روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے بھی جب پانی ناک اور منہ میں پہنچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق ادا ہو گیا۔ اور افضل کیونکر ہے! اس میں پانچ قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ تین چلو لے۔ اور ہر ایک چلو میں سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے۔ تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لے اور کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے، پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ چوتھا یہ ہے کہ دو چلو لے ایک چلو سے تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک میں پانی ڈالے۔ پانچواں یہ کہ چھ چلو لے۔ پہلے تین چلو سے کلی کرے پھر تین چلوؤں سے ناک میں پانی ڈالے۔ اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی احادیث سے ثابت ہے۔ جس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے۔ (نووی رحمہ اللہ)

نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار وارد ہے۔ علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور ایک بار کافی ہے۔ اور اس پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں نے جو اختلاف کیا، ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ سے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعض نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے۔ پھر جس نے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہوگا، اس لیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے سر کے مسح میں، تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اکثر علما کے نزدیک سر کا مسح ایک بار سنت ہے۔ اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث میں ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جو آگے آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا انہوں نے سر کو اور اعضاء پر۔ اور جن حدیثوں میں ایک بار منقول ہے ان کا جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے منہ اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤں کے مسح کو واجب کیا ہے۔ اور یہ ان کی خطا ہے اس لیے کہ تمام نصوص متفق ہیں پاؤں کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کیا ہے اس نے پاؤں کا دھونا روایت کیا ہے، اسی طرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اس کی مقدار میں امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چار مذہب ہیں۔ ایک تو مذہب مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے کہ یہ دونوں سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے حسن بصری رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ اور حاکم رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ اور یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ اور لیث بن سعد رحمہ اللہ اسی طرف گئے ہیں اور عطاء رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں وضو اور غسل دونوں میں اور وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر ان کے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلیٰ اور حماد رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا اور ایک روایت ہے عطاء سے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل میں واجب ہیں۔ وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی قول ہے ابوثور رحمہ اللہ اور ابوعبید رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ اور ابوبکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور (اتفاق) کیا ہے جمہور علماء نے اس پر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی بہانا اعضاء پر کافی ہے اور ملنا ضروری نہیں اور مالک رحمہ اللہ اور مزنی رحمہ اللہ نے ملنا شرط کیا ہے اسی طرح جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں اور کہنیوں کا دھونا واجب ہے اور زفر رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا ہے علماء نے ٹخنوں سے مراد دو ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے مگر صحیح نہیں اور خلاف ہے لغت کے اور اس حدیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور دلائل اس کے بہت ہیں۔ اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذاہب کے اختلاف کو اور ان کے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امور کو بیان کروں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہوگا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر ہو یعنی کہنی کے اس طرف تو اس کو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر ہوگا تو اس کا دھونا فرض نہیں۔ اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں۔ لیکن مستحب ہے کہ اس کو دھو لے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

نووی رحمہ اللہ نے کہا: مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ، اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جن میں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اس کی حدیث ہے بلال رضی اللہ عنہ کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ جو فرمایا بیچ میں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو، اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں میں نہ پھنسے جو نماز سے علاقہ نہیں رکھتے۔ اگر کسی قسم کا خیال دل میں گزرے اور اسی وقت اس کو ٹال دے، اس میں غرق نہ ہو تو معاف ہے اور اللہ چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی کیونکہ اس میں اس کا اختیار نہیں۔ دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گزریں معاف کر دیئے ہیں اور اس کا بیان اوپر کتاب الایمان میں گزر چکا۔

یعنی اس حدیث میں جو وضو کا ذکر ہے یہ کامل وضو ہے، اب اس سے بڑھانا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے، جب ہر ایک بار میں سارا عضو دھل جائے اگر دو بار میں سارا عضو دھلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جائے گا اگر کسی کو شک ہو گیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھو لے یہی ٹھیک ہے اور جوینی رحمہ اللہ نے کہا: تین بار سمجھے اس لئے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعض اس حدیث سے دلیل لائے ہیں کہنیوں اور ٹخنوں سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے۔ اور ابن شہاب رحمہ اللہ کے قول سے اس کی کراہت نہیں نکلتی۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۵۳۹) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا

حمران سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے دیکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انہوں نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا، ان کو دھویا، پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

تین بار دھویا اور دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا، کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے۔ بعد اس کے دو رکعتیں پڑھے اور دل کو خیال میں نہ لگائے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

○ ○ ○ ○

[راجع: ۵۳۸]

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے۔ اور یہ بھی دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لے اور یہ ایک طریقہ ہے ان پانچوں طریقوں میں سے جن کو ہم نے اوپر بیان کیا۔ اسی طرح یہ دلیل بھی بیان کرتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے۔ اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو۔ جب ہاتھوں کی نجاست کا گمان ہو اور ہمارا مذہب یہی ہے۔ انتہی۔

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلٰوةِ عَقِبَهُ.

باب: وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت۔

(۵۴۰) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلٰوةً إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِي تَلِيهَا)).

حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں مؤذن ان کے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت۔ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر کہا: قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہو تو میں تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: "جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے۔"

○ ○ ○ ○

[بخاری: ۱۶۰؛ نسائی: ۱۴۶]

فائدہ: وہ آیت یہ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ.....﴾ (۲/ البقرة: ۱۵۹) یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں ان باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم نے بیان کر دیا ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں۔ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی بات کا بتلا دینا اور اس کا پہنچا دینا واجب نہ کیا ہوتا تو مجھے کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ یہ تم سے بیان کرتا۔ اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کی شان میں ہے مگر جو کوئی ان کے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپائے اس کی شان میں یہی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم کی بات چھپائے اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی لگام دے گا۔ اور اچھی طرح وضو کرنا یعنی پورا اس کے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور ان پر عمل کرنا احتیاط کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیے کہ ہر عمل اس طرح پر ادا کرے جس طرح پر اس کے متعلق احادیث میں مذکور ہوئی ہیں۔ (محدث کتب خانہ)

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور اختلافات کی خصلتوں پر عمل نہ کرے اس لیے ضروری ہے کہ بسم اللہ شروع میں پڑھے، نیت کرے، ناک میں پانی ڈالے، ناک جھینکے، سارے سر پر مسح کرے، اعضاء کو ملے، پے در پے وضو کرے، (یعنی ایک عضو کو دھو کر ٹھہر نہ جائے یہاں تک کہ وہ سوکھ جائے) ترتیب کی رعایت رکھے۔ اس طرح سب اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع طہارت ہو۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٥٤١) وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ ((فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ)). [راجع: ٥٤٠]

ابو اسامہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ اچھی طرح وضو کرنے کے بعد فرض نماز ادا کرے۔

(٥٤٢) عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا وَاللّٰهِ! لَوْ لَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا)) قَالَ عُرْوَةُ: الْآيَةُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿اللَّاعِنُونَ ۝﴾.

حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وضو کر چکے تو انہوں نے کہا قسم اللہ کی! میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تم سے بیان نہ کرتا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیے جائیں گے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہوں گے۔'' عروہ نے کہا: وہ آیت یہ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿اللَّاعِنُونَ ۝﴾.

[راجع: ٥٤٠]

○ ○ ○ ○

(٥٤٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُورٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يَأْتِ كَبِيرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ)).

عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے، پھر اچھی طرح وضو کرے، اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرے گا۔''

فائدہ: یعنی اس نماز اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جائیں گے اور کبیرہ گناہ معاف نہ ہوں گے یہ مطلب نہیں ہے کہ صغیرہ ہی اس وقت معاف ہوں گے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار کرتا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو حدیث میں صغائر کا معاف ہونا مذکور ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ اور کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٥٤٤) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَادِيثَ لَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے کہا: میں عثمان بن عفان کے پاس وضو کا پانی لایا۔ انہوں نے وضو کیا پھر کہا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کو میں نہیں جانتا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلٰوتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً)) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّأَ.

وضو کیا اس طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا: ''جو شخص اس طرح وضو کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کو نماز کا اور مسجد میں جانے کا الگ ثواب ہوگا۔'' ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا: میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے وضو کیا (یعنی پانی لانے کا ذکر نہیں)

❖ ❖ ❖ ❖

(٥٤٥) عَنْ أَبِيْ أُنَيْسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ: أَلَا أُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِيْ رِوَايَتِهِ قَالَ: سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ أُنَيْسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ابو انس (مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی جو دادا ہیں امام مالک رحمہ اللہ کے) سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا مقاعد میں، پھر کہا: کیا میں تم کو دکھلاؤں رسول اللہ ﷺ کا وضو؟ پھر وضو کیا تین تین بار۔ قتیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اس وقت ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کئی اصحاب رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

فائدہ: مقاعد ان دکانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس تھیں اور بعض نے کہا: مقاعد زینہ اور سیڑھی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا: وہ مقام جو انہوں نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین تین بار کرنا چاہیے۔ اور اوپر بیان کر چکے ہیں کہ تین بار بجالانا سنت ہے بالاجماع اور واجب ایک ہی بار ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے جیسے اور اعضاء کا دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئیں ہیں جن کی صحت اور ضعف کو میں نے شرح مہذب میں بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے) اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین تین بار وضو کیا پھر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٥٤٦) عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ: كُنْتُ أَضَعُ لِعُثْمَانَ طَهُوْرَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يُفِيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهِ قَالَ مِسْعَرٌ: أُرَاهَا الْعَصْرَ. فَقَالَ: ((مَا أَدْرِيْ أُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ؟)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ)).

حمران بن ابان سے روایت ہے، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے طہارت کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنی غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی۔ جب ہم اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا۔ (جو اس حدیث کا راوی ہے) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں۔'' ہم نے کہا: یا رسول اللہ! اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجئے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں پڑھے اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[نسائی: ۱۴۵؛ ابن ماجه: ۴۵۹] نمازوں کے بیچ میں کرے گا۔

فائدہ۔ یعنی معلوم نہیں اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا۔ پھر آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اس لیے کہ آپ نے بیان کر دیا کہ ان کو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادت کی سب قسم میں۔ اور پہلے آپ نے بیان کرنے میں تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اس پر تکیہ نہ کریں بعد میں بیان کرنا مناسب سمجھا۔ نووی رحمہ اللہ

بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو۔ جس سے ہم کو رغبت پیدا ہو اچھے اعمال میں یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتا ہے یعنی آپ اپنی رائے پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھے تو بیان فرمایئے ورنہ خیر۔ (نووی رحمہ اللہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر طہارت میں صرف فرضوں کو ادا کرے اور سنن مستحبات کو چھوڑ دے جب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ یعنی گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہوں گے اور ثواب زیادہ ہوگا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۵۴۷) عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ اَبَابُرْدَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فِيْ اِمَارَةِ بِشْرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)) هٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ فِيْ اِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوْبَاتِ. [راجع: ۵۴۹]

جامع بن شداد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حمران بن ابان سے سنا، وہ حدیث بیان کرتے تھے، ابوبردہ سے بشر کی حکومت میں (یعنی اس کی حکومت کے زمانے میں) کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جو شخص پورا کرے وضو کو جس طرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اس کی فرض نمازیں کفارہ ہوں گی ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں کرے۔'' یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت نہیں (بشر کی امارت میں) نہ فرض نمازوں کا بیان ہے۔

○ ○ ○ ○

(۵۴۸) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ: تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمًا وُضُوْءً حَسَنًا ثُمَّ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ غُفِرَلَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ)).

حمران سے روایت ہے، جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا..... پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اس کے فرمایا: ''جو شخص اس طرح وضو کرے اور بعد اس کے مسجد میں جائے لیکن نماز ہی کے لیے اٹھے (یعنی اور کوئی کام کی نیت نہ ہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اٹھے) تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(۵۴۹) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ اَوْمَعَ الْجَمَاعَةِ اَوْفِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ)).

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص نماز کے لیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے (مسجد کو) چلے اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت سے یا مسجد میں نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔''

○ ○ ○ ○

[بخاری: ۱۶۴۳؛ نسائی: ۸۵۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ.

باب: بیان ہے کہ پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہوجاتے ہیں جو ان کے درمیان میں کیے جائیں اگر کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(۵۵۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ)). [ترمذی:۲۱۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں، جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔''

○ ○ ○ ○

(۵۵۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک یہ کفارہ ہوجاتی ہیں ان کے درمیان میں کیے گئے گناہوں کا۔''

(۵۵۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَّا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ''پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہوجاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ.

باب: وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔

(۵۵۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ: ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَقُلْتُ: مَا أَجْوَدَ هٰذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ: الَّتِي قَبْلَهَا أَجْوَدُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جِئْتَ آنِفًا قَالَ:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو ان کے رہنے کی جگہ لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے، اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنی ظاہراً اور باطناً متوجہ رہے، نہ دل میں اور کوئی دنیا کا خیال لائے نہ منہ ادھر ادھر پھرائے) اس کے لیے جنت واجب ہوجائے گی۔'' میں نے کہا: کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا، وہ بولا: پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی۔ میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ - اَوْ فَيُسْبِغُ - الْوَضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ)). [ابوداود: ١٦٩، ٩٠٦؛ نسائی: ١٥١؛ ابن ماجه: ٤٧٠]

دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں تو ابھی آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو، پھر کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں۔کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جس میں سے چاہے جائے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ..... اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی ان کا پڑھنا مستحب ہے۔(نووی رحمہ اللہ)

(٥٥٤) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)). [راجع: ٥٥٣]

عقبہ بن عامر سے ایک اور سند سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ جس نے وضو کیا اور یہ دعا پڑھی: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ اٰخَرُ فِيْ صِفَةِ الْوُضُوْءِ

دوسرا باب: وضو کی ترکیب میں۔

(٥٥٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ. قَالَ: قِيْلَ لَهُ: تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِاِنَاءٍ فَاَكْفَأَ مِنْهَا عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَاْسِهِ فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ١٨٥، ١٨٦، ١٩١،

عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ صحابی تھے۔ ان سے لوگوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کر کے بتاؤ۔ انہوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا، اس کو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا (اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں دونوں ہاتھ پہنچوں کا دھونا مستحب ہے، پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا ان کو تین بار، پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا، پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملا کر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار دھوئے۔ پھر ہاتھ ڈالا برتن میں اور باہر نکالا اور سر پر مسح کیا، پہلے دونوں ہاتھوں کو سامنے سے لے گئے، پھر پیچھے سے لے گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک، بعد اس کے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضو کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۹؛ ابوداود: ۱۰۰، ۱۱۸،
۱۱۹؛ ترمذی: ۲۸، ۳۲، ۴۷؛ نسائی: ۹۷،
۹۸، ۹۹؛ ابن ماجہ: ۴۰۵، ۴۳۴، ۴۷۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اور ایک روایت میں صحیح بخاری کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں آتا ہے کہ ہاتھ ڈال کر ایک چلو لیا، پھر اس کو دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابوداؤد اور بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چلو لے کر منہ پر مارا۔ تو ان حدیثوں میں کسی میں ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہے اور کسی میں دو ہاتھ ڈالنا اور کسی میں ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا۔ یہ تین صورتیں ہیں لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملا کر پانی لے تاکہ منہ اچھی طرح دھویا جائے۔ ایسا ہی کہا امام شافعی رحمہ اللہ اور مزنی رحمہ اللہ نے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ منہ دھونے میں اوپر کی جانب سے شروع کرے۔ (نووی رحمہ اللہ)

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہے۔ اور شاید یہ جواز کیلئے ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: سر کے مسح میں دونوں ہاتھوں کا سامنے سے لے جانا اور پھر پیچھے سے واپس لے آنا یہ مستحب ہے باتفاق علما اس لیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا: یہ اس شخص کے لیے ہے جس کے سر پر بال ہوں کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہوں یا جوڑا بندھا ہو تو دوبارہ ہاتھ لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی ہے کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اس لیے کہ اس میں کمال کا بیان ہے نہ وجوب کا۔

وضو اور غسل میں علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی فائدے بہت ہیں۔ اطبا نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد و غبار ایسا جمتا ہے جس کی وجہ سے مسامات بدن کے بند ہو جاتے ہیں اس میل کچیل کو صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ شریعت محمدیہ نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جس کی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے ہفتے ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے۔ جنابت کا، جمعہ کا، حیض و نفاس کا غسل، عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل کی وقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی۔ اس وجہ سے سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہے، اکثر منہ اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کھلے رہتے ہیں۔ تو ان کو صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا۔ اب پانچ بار، چار بار، یا دو بار، یا ایک بار، تو وضو میں ان اعضاء کو دھونا ہوگا۔ البتہ اگر پاؤں موزوں میں چھپے ہوئے ہوں تو ہر بار دھونا ان کا ضروری نہیں، بلکہ مقیم کو دن رات میں ایک بار اور مسافر کو تین دن میں ایک بار کافی ہے اب وضو کے شروع میں تین بار تک پانی کی آزمائش کیلئے مقرر کیں ہاتھ پہنچوں تک دھونا، رنگ دریافت کرنے کے لیے اور کلی مزہ دریافت کرنے کیلئے اور ناک میں پانی ڈالنا بو دریافت کرنے کے لیے یہی پانی کے تینوں اوصاف ہیں جن کا دیکھنا طہارت کے لیے ضروری ہے۔

(۵۵۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ: إِلَى الْكَعْبَيْنِ. [راجع: ۵۵۵]

اس سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں یہ لفظ نہیں (ٹخنوں تک)۔

(۵۵۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ: مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ: بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ. [راجع: ۵۵۵]

عمرو بن یحییٰ سے اسی اسناد سے روایت ہے، اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار اور یہ نہیں کہا کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے۔ اور پیچھے سے لے گئے۔ کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے۔ پھر پھیر کر لائے۔ دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے۔

فائدہ: شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض ان کا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے منہ اور ہاتھوں پر اتنا نہیں، پھر ان کا دھونا بمقتضائے عقل ہے اور یہی بات ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور لطف یہ ہے کہ جب پاؤں موزوں میں ہوں تو موزوں پر مسح کو ناجائز قرار دیں اور جب پاؤں کھلا ہو تو اس کو دھونا ضروری نہ سمجھیں۔

(۵۵۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً. [راجع:۵۵۵]

اس سند سے حدیث پہلی سندوں کی طرح ہی ہے مگر اس میں الفاظ ہیں کہ کلی کی ناک میں پانی چڑھایا اور جھاڑا تین چلّو سے اور اس میں فرق یہ ہے کہ پھر مسح کیا سر کا آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے لے گئے اور پیچھے سے واپس لے آئے ایک ہی مرتبہ۔

○ ○ ○ ○

(۵۵۹) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا. [ابوداود:۱۲۰؛ ترمذی:۳۵]

عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو، آپ ﷺ نے وضو کیا پھر کلی کی، پھر ناک میں پانی ڈالا، پھر منہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا پانی لے کر، نہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔

○ ○ ○ ○

قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ.

ابوطاہر نے کہا: ہم سے ابن وہب نے عمرو بن الحارث سے بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْإِيتَارِ فِي الْاِسْتِنْثَارِ وَالْاِسْتِجْمَارِ.

باب: ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجاء کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے۔

(۵۶۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ)). [بخاری:۱۶۲؛ ابوداود:۱۴۰؛ نسائی:۸۶]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی تم سے پاخانہ کی جگہ ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھینکے۔“

فائدہ: یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعض نے استجمار کے معنی دھونی کے لیے ہیں یعنی طاق بار خوشبو لے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنی تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں۔ اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لے اور جو جفت ہوا جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے۔ اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے۔ بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو بھی کچھ حرج نہیں (نووی رحمہ اللہ)

(۵۶۱) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا

ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

به أبُوهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ)).

سے سن کر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں، پھر انہوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو۔ ایک ان میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو دونوں نتھنوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھینکے۔''

[بخاری: ۱۶۱؛ نسائی: ۸۸؛ ابن ماجه: ۴۰۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھینکنا واجب کہتا ہے۔

(٥٦٢) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجاء کرے تو طاق بار کرے۔''

(٥٦٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلَانِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٥٦٢]

ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔

(٥٦٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلَى خَيَاشِيْمِهِ)). [بخاری: ۳۲۹۵؛ نسائی: ۹۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھنکے تین بار اس لیے کہ شیطان اس کے بانسے پر رہتا ہے یا ناک میں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: احتمال ہے کہ حقیقتاً شیطان ناک میں رہتا ہو کیونکہ ناک میں سے راستہ دل تک جاتا ہے، اور اس پر کچھ پردہ نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ شیطان ڈھانپی ہوئی چیز کو نہیں کھولتا اسی لیے جمائی میں منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جائے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا ریزہ وغیرہ۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٥٦٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے استنجاء کرے تو طاق بار کرے۔''

بَابُ وُجُوْبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا.

باب: پورا پاؤں دھونا واجب ہے۔

(٥٦٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ: يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ! أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ گئے، جس دن سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہوں نے وضو کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے عبدالرحمن! وضو پورا کرو۔ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لئے جہنم کی آگ سے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤں کو دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہیں مگر جن کو فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتویٰ نے ہر ایک زمانہ اور ہر ایک شہر میں اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا واجب ہے اور ان کا مسح کافی نہیں اور دھونے کیساتھ پھر مسح کرنا ضروری نہیں اور اس کا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور شیعہ نے کہا کہ دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونوں پاؤں پر خواہ ان کو دھوئے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونوں واجب ہیں اور ان کے مخالفین نے جو دلائل بیان کئے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں۔ اور میں نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب میں کی ہے۔ جو کوئی اس کو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہے گا اور یہاں تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کریں، نہ مخالفین کی رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا وضو نقل کیا ہے۔ مختلف مقامات اور مختلف حالات میں، ان سب نے پاؤں کا دھونا نقل کیا ہے۔ اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔ اس میں دلیل ہے پاؤں کے دھونے کی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہیں نکلتا اور ایک حدیث صحیح ہے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وضو کیسے کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا: وضو اس طرح کرنا چاہیے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ نقل کیا ہے۔

(٥٦٧) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کرتی ہیں۔

(٥٦٨) عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى الْمُهْرِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَمَرَرْنَا عَلَى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

سالم کہتے ہیں میں اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سعد بن ابی وقاص کے جنازے میں شریک تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس سے گزرے۔ باقی گزشتہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(٥٦٩) عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا مَعَ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

سالم کہتے ہیں جو مولیٰ تھے شداد بن الہاد کے، میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا باقی پہلے والی حدیث بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(٥٧٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّأُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ)).

[ابوداود: ٩٧؛ نسائي: ١١١، ١٤٢؛ ابن ماجه: ٤٥٠]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے۔ راہ میں ایک جگہ پانی ملا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا۔ ہم جو ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں سوکھی معلوم ہوتی تھیں، ان پر پانی نہیں لگا تھا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرابی ہے ایڑیوں کے لیے آگ سے پورا کرو وضو کو۔''

○ ○ ○ ○

(٥٧١) عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ: ((أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ)) وَهُوَ مُتَمِّمٌ.

یہ روایت ایک دوسری سند کے ساتھ بھی مروی ہے لیکن اس میں ''وضو

مکمل کتاب اردو میں مترجم و مدلل، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ. [راجع: ٥٧٠]

(٥٧٢) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

[بخاري: ٦٠، ٩٦، ١٦٣]

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ہم سے چھٹ گئے، ایک سفر میں، پھر آپ ﷺ نے پایا ہم کو اور عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا۔ ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر آپ ﷺ نے پکارا "خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔"

(٥٧٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَهُ فَقَالَ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے (وضو میں) اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی۔ تو فرمایا: "خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔"

(٥٧٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ: أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ)). [بخاري: ١٦٥؛ نسائي: ١١٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو بدھنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا: پورا کرو وضو کو کیوں کہ میں نے سنا ابوالقاسم ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: "خرابی ہے کونچوں کے لیے انگارے سے۔"

(٥٧٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔"

بَابُ وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ.

باب: وضو میں تمام اعضاء کو وجوباً پورا دھونے کا بیان۔

(٥٧٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ)) فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى.

[ابن ماجه: ٦٦٦]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: "جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ۔" وہ لوٹ گیا پھر آ کر نماز پڑھی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ بات نکلی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرہ مقام بھی جس کا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا، اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم میں اگر کوئی حصہ منہ کا چھوڑ دے اور اس پر ہاتھ نہ پھیرے تو اس میں اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہ ہوگا۔ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس میں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدھے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ درھم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑے تو درست ہو جائے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جان کر ایسا کرے تب بھی اس کی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو، اس کو نرمی سے سمجھانا چاہیے۔ اور بعض لوگ دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فرض کی مقدار ... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اس حدیث کو موالاۃ یعنی پے در پے وضو کرنے کے وجوب پر، اس لیے کہ آپ نے اچھی طرح وضو کرایا اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا، اسی مقام کو دھولے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے، اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کرو۔ (انتہیٰ)

بَابُ خُرُوْجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوْءِ.

باب: وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دور ہونے کا بیان۔

(۵۷۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ۔ اَوِ الْمُؤْمِنُ۔ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ۔ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ۔ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ۔ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ۔ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَّشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ۔ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ۔ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ)). [ترمذی:۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا۔ پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۵۷۸) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ)).

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ اِسْتِحْبَابِ اِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيْلِ فِي الْوُضُوْءِ.

باب: منہ کو زیادہ دھونا اس قدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جائے اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب ہے۔

قائل: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعض نے کہا: کہنیوں اور ٹخنوں سے بڑھ کر دھونا چاہیے کتنا بڑھائے؟ اس کی کوئی حد نہیں۔ بعض نے کہا: آدھے بازو تک مستحب ہے اسی طرح پنڈلی تک۔ بعض نے کہا: سو ڈھوں تک دھونا مستحب ہے اور اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابوالحسن بن بطال مالکی رحمہ اللہ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علما مستحب نہیں ہے یہ دعویٰ باطل ہے اور کیوں کر یہ دعویٰ صحیح ہوگا۔ جب رسول اللہ ﷺ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اس پر یہ حدیثیں حجت ہیں اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا گھٹایا تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ مراد اس سے تعداد میں بڑھانا اور گھٹانا ہے۔ (انتہیٰ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۷۹) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ قَالَ: رَأَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ)). [بخاری:۱۳۶]

نعیم بن عبداللہ مجمر سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے۔ انہوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا، یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا، پھر بایاں ہاتھ دھویا، یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر سر کا مسح کیا، پھر سیدھا پاؤں دھویا، تو پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا، پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھائے۔''

○ ○ ○ ○

(۵۸۰) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ رَاٰى اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ اِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اُمَّتِيْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ)). [راجع:۵۷۹]

نعیم بن عبداللہ سے روایت ہے، انہوں نے دیکھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے۔ انہوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے۔ یہاں تک کہ مونڈھوں تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے۔ بعد اس کے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''میری امت کے لوگ قیامت کے روز سفید منہ اور ہاتھ پاؤں والے ہو کر آئیں گے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے وہ دھوئے۔''

(۵۸۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّيْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ)). [ابن ماجہ:۴۲۸۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض اتنا بڑا ہے کہ جیسے عدن سے ایلہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اس پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں، وہ شمار میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہم کو پہچان لیں گے اس دن؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوائے تمہارے کسی امت کیلئے نہ ہو گا۔ تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۸۲) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِی الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ)) قَالُوْا: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! اَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ لَكُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ فَلَا یَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ: یَارَبِّ! هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُجِیْبُنِیْ مَلَكٌ فَیَقُوْلُ: وَهَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ؟)).

[راجع: ۵۸۱]

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ میرے حوض کوثر پر آئیں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم کو پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی۔ تم آؤ گے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گروہ روکا جائے گا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکے گا، تب عرض کروں گا کہ اے پروردگار! یہ تو میرے لوگ ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دنیا میں نئے نئے کام کیے۔''

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعض نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں مگر یہ فضیلت یعنی پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل ان کی دوسری حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیئے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ضعف مشہور ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس حدیث کو مان لیں تو اس سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبروں کیلئے بھی وضو تھا مگر اگلی امتوں کیلئے وضو ثابت نہیں ہوتا۔ انتہیٰ۔

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ یہ سن کر میں کہوں گا تو پھر پرے رہو، پرے رہو یعنی دور رہو۔ نووی ؒ نے کہا: علما نے اس مقام پر کئی طرح کی باتیں لکھی ہیں۔ پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں سے منافق ہے جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ ان کا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنی سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ ﷺ نشان کو دیکھ کر ان لوگوں کو مسلمان سمجھیں، اس وقت آپ کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہیں رہے اور انہوں نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنی اسلام پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو حضرت ﷺ کے زمانہ میں تھے اور آپ ﷺ کی حیات میں مسلمان تھے، پھر آپ کے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو پہچان کر بلائیں گے، اگرچہ ان پر وضو کا نشان نہ ہوگا، اس وقت جواب ملے گا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے۔ تیسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے گناہ گار ہیں جن کا خاتمہ توحید پر ہوا مگر کبیرہ گناہوں اور بدعتوں میں مبتلا تھے۔ لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہیں پہنچتی تھی۔ اس صورت میں یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ جہنم ہی میں جائیں بلکہ شاید پہلے یہ سزا ہا کے جاتے کی ان کو ملے پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور وہ جنت ہی میں جائیں بغیر عذاب کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید نورانی ہوں اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے زمانہ کے بھی ہوں اور آپ ﷺ کے بعد کے بھی ہوں لیکن آپ ان کو نشان سے پہچان لیں گے۔ امام ابن عبدالبر ؒ نے کہا: جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندہ جائے گا۔ جیسے رافضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اسی طرح وہ لوگ بھی راندے جائیں گے جو ظلم کرتے ہوں، لوگوں کے حق دباتے ہوں۔ حق کو مٹاتے ہوں۔ ناحق پھیلاتے ہوں۔ کبیرہ گناہ علانیہ کرتے ہوں اور اس قسم کے سب لوگوں کیلئے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جائیں۔ انتہیٰ۔

(۵۸۳) عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَةَ مِنْ عَدَنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاٰنِیَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ

حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ میں) قسم

محدث لائبریری ... مزید متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ)). [ابن ماجه:٤٣٠٢]

ہٹاؤں گا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہم کو پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تم میرے پاس آؤ گے، سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں وضو کے نشان ہوں گے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہوں گے۔''

(٥٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا)) قَالُوا: أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ)) فَقَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ فَأُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا: ''سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور ہم اللہ چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔'' (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا سے ملنے کی) صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیسے پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ ﷺ نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: بے شک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں گے قیامت کے دن وضو سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر۔ خبردار رہو بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے، جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے۔ میں ان کو پکاروں گا آؤ آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا: ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا۔ (اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے) تب میں کہوں گا: جاؤ دور ہو، دور ہو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اگرچہ سرنا یقینی ہے اس میں شک نہیں مگر ان شاء اللہ آپ ﷺ نے برکت کیلئے فرمایا اور اللہ کا حکم بجالانے کیلئے کہ اس نے فرمایا ہے: تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یوں نہ کہو میں کل کروں گا بلکہ یوں کہو کروں گا اگر اللہ چاہے اور خطابی رحمہ اللہ نے کہا: ان شاء اللہ عادت کے طور پر کہا تحسین کلام کیلئے اور بعض نے کہا: ان شاء اللہ سر نے سے متعلق نہیں ہے بلکہ مؤمنین کے ساتھ ملنے سے یعنی اللہ چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہوگا اور ہم بھی تم سے ملیں گے اسی جگہ۔ اور بعض نے ان شاء اللہ کے معنی جس وقت اللہ چاہے اور بعض نے اور معنی کیے ہیں جو ضعیف ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی نہیں ہیں۔ فرمایا تم میرے اصحاب ہو۔ امام باجی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے یہ غرض نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ بھائیوں سے بڑھا ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) وہ صرف بھائی ہیں صحابی رضی اللہ عنہ نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اس حدیث سے اور دوسری حدیثوں سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ان میں سے افضل ہیں بعض صحابہ سے۔ اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر تم ہے میرے زمانہ کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ بیشک افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور اس کا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد اس کے زمانہ کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا سوائے ابن عبدالبر رحمہ اللہ کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علما اس کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ایک بار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اس کو صحبت کی فضیلت مل گئی۔ اب اس کے بعد کے زمانہ کا شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا گو کہ کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو زہد میں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ (نووی)

اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے آپ کو بدل دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ السراج الوہاج میں ہے اللہ تعالیٰ تباہ کرے رافضیوں کو۔ انہوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام کو سمجھا ہے۔ مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا۔ اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا لفظ ثابت ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم۔

معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا: ﴿وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ اور فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ اور فرمایا: ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ رضی اللہ عنہم سے ناراض ہو کر ان پر غصہ کرے وہ خود کافر ہے۔ لعنت ہو اللہ کی اس مردود پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقوں اور جان نثاروں پر تہمت لگائے اور ان کو اہل بیت رسالت کا بدخواہ جانے اور بھول جائے ان کی خدمتوں کو جن کی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جن کی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام ہے رضی اللہ عنہم۔

(۵۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ)).

[ابوداود: ۳۲۳۷؛ نسائی: ۲۰۵۰]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے قبرستان کی جانب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلامتی ہو تم پر اے مؤمنوں کی قوم اور ہم بھی آپ لوگوں سے ملنے والے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ.

باب: وضو کے پانی کی جگہ تک زیورات پہنائے جانے کا بیان۔

(۵۸۶) عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ اِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ؟ فَقَالَ: يَا بَنِیْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِيْلِیْ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ)).

ابوحازم سے روایت ہے کہ میں ابوہریرہ کے پیچھے تھا۔ وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا۔ میں نے کہا: اے ابوہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ ابوہریرہ نے کہا: اے فروخ کی اولاد! (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابوحازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے سنا اپنے دوست سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

(باقی ص ۳۳۲ پر)

محکم دلائل و براہین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وضو پہنچتا ہو۔"

فائدہ۔ (میں اس طرح وضو نہ کرتا) اس لیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ ٹخنوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اس کو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ فَضْلِ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ.

باب: سختی اور تکلیف کی حالت میں پورا وضو کرنے کا کیا ثواب ہے۔

(۵۸۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)). [ترمذی:۵۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جائیں) اور درجے بلند ہوں۔" (جنت میں) لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! بتلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک۔" (اس طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جائے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد یہی رباط ہے۔ (یعنی نفس کا روکنا عبادت کیلئے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے) ﴿وَرَابِطُوْا﴾.

(۵۸۸) وَفِیْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ: ((فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)). [نسائی:۱۴۳]

ایک اور سند سے یہی حدیث مروی ہے مگر اس میں یہ الفاظ دو مرتبہ ہیں کہ "یہ رباط ہے یہ رباط ہے۔"

بَابُ السِّوَاكِ.

باب: مسواک کرنے کا بیان۔

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: مسواک کرنا سنت ہے، واجب نہیں، کسی وقت نہ نماز کیلئے نہ اور کسی وقت اور اس پر اتفاق کیا تمام معتمد علما نے لیکن شیخ ابو حامد نے داؤد طائی سے اس کا وجوب نقل کیا ہے لیکن کہا انہوں نے: مسواک ایسا واجب ہے جس کے ترک سے نماز باطل نہ ہوگی۔ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مسواک واجب ہے۔ اگر قصداً اس کو ترک کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت کا اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں ان کی مخالفت ضرر نہ کرے گی اس لئے کہ محققین علما اور اکثر اسی طرف گئے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتوں میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے، ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم سے۔ دوسرے وضو کے وقت۔ تیسرے قرآن کی تلاوت کے وقت۔ چوتھے سو کر اٹھنے وقت۔ پانچویں منہ کے تغیر کے وقت۔ اور یہ تغیر یا تو کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبو دار چیز کے کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلئے مکروہ ہے دوپہر ڈھلنے کے بعد تا کہ روزہ دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پہلو کی ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) جیسے کھرے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے (اسی طرح منجن سے) اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی۔ اور اگر سخت ہو تو اس میں تین قول ہے۔ ایک تو مشہور ہے کافی نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو کافی ہوگی۔ اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی کہ جس سے مسوڑھے چھل جائیں، نہ بالکل گیلی۔ اور مستحب ہے کہ مسواک منہ کے عرض میں کرے نہ لمبائی میں۔ ایسا نہ ہو کہ مسوڑھوں کو زخم لگے اور اگر طول میں مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے۔ اور مسواک کو خوب پھرا دے۔ دانتوں کے کنارے اور جڑوں اور تمام حلق میں اور نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے۔ اور دوسرے کی مسواک کرنا اس کی اجازت سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جائے۔

(۵۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. وَفِيْ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ عَلٰى اُمَّتِيْ. لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مسلمانوں پر شاق (یعنی دشوار) نہ ہوتا اور زہیر کی روایت میں یوں ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا۔''

[ابو داود: ٤٦؛ نسائی: ١٥٣٣؛ ابن ماجه: ٢٨٧]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ مسواک واجب نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر واجب ہوتی تو آپ ﷺ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق ہوتا۔ اور ایک جماعت علما نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کیلئے ہے اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب رسول ﷺ کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ میں اللہ کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے اس میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے۔ (انتہیٰ باختصار)

(۵۹۰) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ: بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ.

[ابو داود: ٥١؛ نسائی: ٨؛ ابن ماجه: ٢٩٠]

مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا، انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے، کہا: مسواک کرتے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کتنی ضروری چیز ہے)

(۵۹۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَاَ بِالسِّوَاكِ. [راجع: ٥٩٠]

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر آتے تو پہلے مسواک کرتے۔

(۵۹۲) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهِ.

[بخاری: ٢٤٤؛ ابو داود: ٤٩؛ نسائی: ٣]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، مسواک کا ایک کونہ آپ کی زبان پر تھا۔ (یعنی مسواک سے زبان صاف کر رہے تھے)

○ ○ ○ ○

(۵۹۳) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

[بخاری: ٢٤٥، ٨٨٩، ١١٣٦؛ ابو داود: ٥٥؛ نسائی: ١٦٢٠، ١٦٢١، ١٦٢٢، ١٦٢٣؛ ابن ماجه: ٢٨٦]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یا دانتوں کو ملتے مسواک سے)۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۹۴) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَمْشِي وَلَمْ يَقُولُوا: لِيَتَهَجَّدَ.

[راجع:۵۹۳]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایت کی طرح ہی مروی ہے الفاظ کی کچھ تبدیلی کیساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۵۹۵) عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

[راجع:۵۹۳]

حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی رات کو قیام کرتے تو منہ مسواک کیساتھ صاف کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۵۹۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے، تو پچھلی رات کو آپ ﷺ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر یہ آیت پڑھی جو سورۂ آل عمران میں ہے ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ سے ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک اور وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے۔ اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اس کی شرح اور فوائد بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ.

باب: سنت باتوں کا بیان۔

(۵۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ - أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ - الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ)).

[بخاري: ۵۸۸۹، ۵۸۹۱، ۶۲۹۷؛ ابوداود: ۴۱۹۸؛ نسائي: ۱۱؛ ابن ماجه: ۲۹۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا اور بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کترانا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے کہا: اکثر علماء نے فطرت کے معنی سنت کے لئے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعض نے کہا: فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعض چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا

ختنہ کرنا امام شافعی رحمہ اللہ اور محمد بن حسن اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے آگے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جائے یہاں تک کہ پورا حشفہ کھل جائے اور عورت پر یہ کہ فرج کی اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جائے۔ اور صحیح مذہب ہمارا جس پر جمہور علما ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے، واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اس کے بالغ ہونے سے پہلے، اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدائش کا دن بھی محسوب ہوگا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل میں (یعنی جس میں مرد اور عورت دونوں کی نشانیاں برابر موجود ہوں) بعض نے کہا: اس کا ختنہ فرج میں کرنا چاہیے۔ بلوغ کے بعد اور بعض نے کہا: جب تک اس کا حال نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت، اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرنا چاہیے۔ اور جس شخص کے دو ذکر ہوں تو اگر دونوں کام کے ہوں تو دونوں کا ختنہ کیا جائے۔ ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعض کے نزدیک پیشاب ہے اور بعض کے نزدیک جماع۔ اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مر جائے تو اس میں تین قول ہیں۔ صحیح اور مشہور یہ ہے کہ ختنہ نہ کریں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ دوسرا یہ کہ ختنہ کریں۔ تیسرا یہ کہ بڑا ہو تو کریں چھوٹا ہو تو نہ کریں۔ انتہیٰ۔

زیر ناف کے بال مونڈنا استرے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے اور کترنا اور اکھیڑنا بالوں کا بھی درست ہے، اسی طرح نورہ لگانا بھی درست ہے۔ اور مراد زیر ناف سے وہ بال ہیں جو ذکر پر ہوں اور اس کے گرد اگرد اسی طرح وہ بال جو عورت کی فرج کے آس پاس ہوں۔ ابوالعباس بن شریح نے کہا کہ مراد وہ بال ہیں جو دبر کے گرد ہیں۔ بہر حال قبل اور دبر اور ان کے آس پاس سب بالوں کا مونڈنا بہتر ہے اب اس کیلئے کوئی میعاد مقرر نہیں، جب ضرورت ہو اس وقت مونڈے یعنی جب بال بڑھ جائیں، اسی طرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کیلئے اور ناخن کترانے کیلئے کوئی میعاد مقرر نہیں اور زیر ناف کے بالوں میں منقول ہے چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑنا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد ہے۔ (نووی رحمہ اللہ) بعض بیوقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت محمدی ﷺ میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیوں بحث کی جاتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کیلئے ضروری ہے جو سب شریعتوں سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلیٰ و اعلیٰ ہو جس میں تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو حقیر جان کر چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرنا یہ تو بیوقوفوں کا کام ہے، نہ عاقلوں کا البتہ اس امر میں غور کرنا چاہیے کہ یہ باتیں مفید ہیں اور منفعت بخش یا بے کار، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی ﷺ میں جن کا حکم ہوا ہے خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ سب کے سب مفید اور ضروری اور فائدہ بخش ہیں۔ ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نفاست کے طبی نقطۂ نظر سے بھی یہ اثر باہ کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح اور کاموں کو قیاس کرو۔ وہ شخص بڑا جاہل، کم سمجھ، نادان بے وقوف ہے جو پیغمبروں کو اپنے برابر خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان کے احکام سب مفید اور ضروری نہیں ہو سکتے۔

ناخن کاٹنا یہ بھی سنت ہے واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے، پہلے داہنے کے کلمے کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی، پھر اس کے پاس والی انگلی، پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائیں ہاتھ میں چھنگلیاں سے شروع کرے پھر اس کے پاس والی انگلی اسی طرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پاؤں میں چھنگلیا سے شروع اور بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر ختم کرے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بغل کے بال اکھیڑنا یہ بالاتفاق سنت ہے اور افضل یہی ہے کہ اکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے۔ اور یونس بن عبدالاعلیٰ سے منقول ہے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس گیا۔ ان کے پاس مزین تھا وہ ان کی بغل کے بال مونڈ رہا تھا۔ انہوں نے کہا: میں جانتا ہوں کہ اکھیڑنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو سکتا درد کی وجہ سے۔ اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے۔ (نووی رحمہ اللہ)

مونچھ کترانا یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کترائے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے۔ اگر دوسرے سے منڈائے تو بھی جائز ہے لیکن زیر ناف کے بال خود منڈے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ مونچھ کہاں تک کترانا چاہیے۔ مختار یہ ہے کہ یہاں تک کترائے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جائے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے مثاوہ و مونچھوں کو مراد اس سے یہی ہے کہ جس قدر ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہیں اسی طرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے۔ اور فارس کے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ داڑھیوں کو کترایا کرتے تھے، شریعت میں اس کی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑھی میں دس بارہ باتیں ایسی لکھی ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) جو ایک سے ایک زیادہ بری ہیں۔ ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی غرض سے نہ ہو۔ دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگوں کی مشابہت کیلئے نہ سنت کی پیروی کے واسطے، تیسرے خضاب کرنا گندھک وغیرہ سے بالوں کو جلدی سفید کرنے کیلئے تا کہ لوگ تعظیم وادب کریں اور یہ سمجھیں کہ بزرگ ہیں۔ چوتھی اوائل شباب میں جب شروع داڑھی کے بال نکلیں تو ان کو اکھیڑنا زیبائش کیلئے۔ پانچویں سفید بالوں کا اکھیڑنا۔ چھٹے بالوں کی صفیں جماتا نہ برتنا کہ عورتوں کو بھلا معلوم ہو۔ ساتویں اس کو گھٹانا رخساروں کے بال موٹھ کر یا بڑھانا کنپٹی کے بالوں کو ملا کر۔ آٹھویں کنگھی کرنا بہ نیت نمائش۔ نویں اس کو پریشان چھوڑ دینا بے پرواہی سے بار بار اپنے تئیں زاہد کہلانے کو۔ دسویں اس کی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور تکبر اور فخر کی نیت سے۔ گیارہویں اس کو باندھنا اور گوندھنا۔ بارھویں اس کو منڈانا۔ ہاں اگر عورت کے داڑھی نکل آئے تو اس کو منڈانا مستحب ہے۔ انتہیٰ۔

(۵۹۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ: اَلْاِخْتِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ)). [نسائی:۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فطرت پانچ چیزیں ہیں ختنہ کرنا' زیر ناف بال مونڈنا' مونچھیں کترانا' ناخن کاٹنا' بغل کے بال اکھیڑنا۔''

○ ○ ○ ○

(۵۹۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ اَنَسٌ: وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. [ابوداود: ٤٢٠٠؛ ترمذی: ٢٧٥٨، ٢٧٥٩؛ نسائی: ١٤؛ ابن ماجه: ٢٩٥]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے لئے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔''

○ ○ ○ ○

(٦٠٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى)). [نسائی: ١٥، ٥٢٤١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منا دو مونچھوں کو اور چھوڑ دو داڑھیوں کو۔''

○ ○ ○ ○

(٦٠١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ. [ابوداود: ٤١٩٩؛ ترمذی: ٢٧٦٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کو حکم ہوا مونچھوں کو جڑ سے کاٹنے کا اور داڑھی کو چھوڑ دینے کا۔''

○ ○ ○ ○

(٦٠٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفُوا اللِّحٰى)). [بخاری: ٥٨٩٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خلاف کرو مشرکوں کا، نکال ڈالو مونچھوں کو اور پورا رکھو داڑھیوں کو۔'' (یعنی چھوڑ دو ان کو اور ان میں کتر بیونت نہ کرو۔)

فائدہ: یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب میں سے اور بہت علما کا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: داڑھی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اس کے طول اور عرض میں سے بالوں کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے۔ اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں داڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے داڑھی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے کہ داڑھی کی حد کیا ہے بعض نے کہا کہ کوئی حد نہیں۔ مگر اتنی نہ بڑھائے کہ مشہور ہو جائے بلکہ کم کر دے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے داڑھی کو لمبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعض نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جس قدر اس سے زیادہ ہو وہ کترڈالنا چاہیے اور بعض نے اس کا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرہ میں اور مونچھوں میں تو سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جائیں یا مونڈی جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے صاف فرمایا: صاف کرو مونچھوں کو۔ اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا۔ اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مونچھوں کا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے تھے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو سزا دی جائے اور مکروہ جانتے تھے ان کا لینا اوپر سے اور ان کا یہ قول ہے کہ احفاء اور جز اور قص سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنی مونچھوں کو کترنا چاہیے یہاں تک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جائے اور بعض علما نے کہا ہے کہ ان دونوں امروں میں اختیار ہے جو چاہے کرے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ اور مختار یہ ہے کہ داڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دی جائے، اس میں کمی نہ کریں اور مونچھیں اتنی کتریں کہ ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

(٦٠٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کترو مونچھوں کو اور لٹکاؤ داڑھیوں کو اور خلاف کرو فارسیوں کا۔'' (یعنی آتش پرستوں کا)

(٦٠٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ)) قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَيْبَةُ قَالَ وَكِيْعٌ: انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ. [ابوداود: ٥٣، ٢٧٥٧؛ نسائي: ٥٠٥٥، ٥٠٥٦، ٥٠٥٧؛ ابن ماجه: ٢٩٣]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک مونچھیں کترنا، دوسری داڑھی چھوڑ دینا۔ تیسری مسواک کرنا۔ چوتھی ناک میں پانی ڈالنا۔ پانچویں ناخن کاٹنا۔ چھٹی پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا۔ آٹھویں زیر ناف کے بال لینا۔ نویں پانی سے استنجاء کرنا۔'' (یا شرم گاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب نے کہا: میں دسویں بات بھول گیا۔ شاید کلی کرنا ہو۔ وکیع نے کہا: انتقاص الماء سے (جو حدیث میں وارد ہے) استنجا مراد ہے۔

(٦٠٥) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَبُوْهُ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ. [راجع: ٦٠٤]

اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے سوائے اس کے کہ یہاں زکریا نے کہا کہ اس کے باپ نے کہا: اور میں دسویں چیز بھول گیا۔

بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ.

باب: استنجے کے بیان میں۔

(٦٠٦) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قِيْلَ لَهُ: قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةِ قَالَ: فَقَالَ أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ بِعَظْمٍ. [ابوداود: ٧؛ ترمذي: ١٦؛ نسائي: ٤١، ٤٩؛ ابن ماجه: ٣١٦]

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا: تمہارے نبی ﷺ نے تم کو ہر ایک بات سکھائی یہاں تک کہ پائخانہ اور پیشاب کو بھی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہم کو آپ ﷺ نے منع کیا قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب اور پائخانہ کیلئے یا ہم استنجا کریں، داہنے ہاتھ سے یا تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں یا گوبر اور ہڈی سے استنجا کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس مسئلہ میں علما کے کئی مذہب ہیں ایک تو امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانہ میں قبلے کی طرف منہ کرنا جنگل میں حرام ہے مگر آبادی میں حرام نہیں اور یہی روایت ہے عباس بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ حرام ہے جنگل میں ہو یا آبادی میں اور یہی قول ہے ابوایوب انصاری اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابوثور اور احمد رحمہ اللہ کا دوسری روایت میں۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ درست ہے مکان میں ہو یا جنگل میں اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ کا جو شیخ تھے امام مالک رحمہ اللہ کے اور داؤد ظاہری کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ کرنا کہیں درست نہیں ہے نہ مکان میں نہ جنگل میں لیکن پیٹھ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سے۔

دوسرے مذہب والوں کی دلیل وہ صحیح حدیثیں ہیں جو مطلقاً ممانعت میں وارد ہیں۔ جیسے سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابوایوب رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہما کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ممانعت قبلہ کی عظمت کے سبب ہے اور یہ بات ہر جگہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو۔ اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل میں بھی جائز ہو، اس لئے کہ جنگل میں ہمارے اور کعبہ کے بیچ میں پہاڑ اور نالے وغیر حائل ہیں۔ تیسرے مذہب والوں کی دلیل۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے اور کعبہ کی طرف پیٹھ کئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ قبلے کی طرف منہ کرنا حاجت کے وقت مکروہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں ایسا خیال کر چکے! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری کھڈی قبلے کی طرف کر دو۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ چوتھے مذہب والوں کی دلیل سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، پہلے مذہب والوں کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنے سے۔ پھر میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کی طرف منہ کرتے تھے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہما نے باسناد حسن اور حدیث مروان اصفر کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انہوں نے اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے۔ میں نے کہا: یہ تو منع ہے انہوں نے کہا: منع جب ہے جب کھلے میدان میں ایسا کرے۔ اگر قبلے میں اور استنجا کرنے والے میں کوئی چیز حائل ہو تو منع نہیں، روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور یہ حدیثیں صحیح ہیں جن سے اس امر کا جواز مکان میں ثابت ہوتا ہے اور ابوایوب اور سلمان اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی حدیثیں جو ممانعت میں وارد ہیں وہ محمول ہیں صحرا پر تاکہ جمع ہو جائے حدیثوں میں اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثوں میں جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہاں پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مکان میں صرف فرق یہ ہے کہ جنگل میں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی ضرورت نہیں اور مکان میں کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیاں اسی طرح بنی ہوں یا اور طرف جگہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اس کے رد کیلئے بہت سی صحیح حدیثیں موجود ہیں، جن میں مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابوایوب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث۔ اب امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق مکان میں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اس وقت درست ہے جب دیوار مکان کے تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلہ پر ہو اور وہ دیوار، آڑ اس قدر اونچی ہو کہ اعضائے اسفل کی آڑ ہو سکے اس کا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے۔ پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا، مثل جنگل کے۔ اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال میں مکان میں یہ امر درست ہے اور جنگل میں درست نہیں لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہیں آڑ میں خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلہ کی طرف لٹکا دے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اس لئے کہ آڑ ہو گئی اب جہاں منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہاں بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہیں۔ اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو دوسری طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلہ کی طرف منہ کر کے مکان میں ہو یا جنگل میں۔ ہمارا اور ابوحنیفہ اور احمد اور داؤد رحمہم اللہ ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ابن قاسم رحمہ اللہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب رحمہ اللہ نے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے۔ اور بیت المقدس کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے بچے پھر استنجے کے وقت ایسا کرے تو جائز ہے۔

داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہیں ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے، ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لے مگر عذر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبر پر اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھ کر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے ہاتھ سے لے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلائے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

تین پتھروں سے کم میں استنجا کرنا منع فرمایا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے میں نجاست کا دور کرنا ضروری ہے اور تین بار پونچھنا ضروری ہے اگر ایک بار یا دو بار سے نجاست دور ہو گئی تو تیسری بار پونچھنا ضروری ہے۔ اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور کا، اور مالک اور داؤد رحمہم اللہ نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے، اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جائے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کریں جس کے تین کونے ہوں اور ہر ایک کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جائے گا اس لئے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے بہتر ہیں ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونوں طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے۔ اسی طرح موٹے دبیز کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لے ورنہ چوتھا ڈھیلا لینا ضروری ہے اگر چوتھے سے صفائی نہ ہو تو اب پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لے اور جو پانچویں سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے سے صفائی ہو جائے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کیلئے۔ غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے ہو جائے تو اب نہ بڑھائے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کرلے اور رسول اللہ ﷺ نے جو حدیث میں پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے استنجا کرنا ناجائز سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ کپڑے اور لکڑی سے بھی استنجا درست ہے اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوائے پتھر کے اور چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے پتھروں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اکثر پتھر آسانی سے مل جاتے ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنے سے۔ اگر پتھر کی تخصیص منظور ہوتی تو سوائے پتھر کے سب چیزوں سے منع کرتے (نووی رحمہ اللہ) گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: گوبر سے مراد ہر ایک نجس چیز ہے اس لئے استنجا کرنا درست نہیں۔ اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے اسی طرح ہر ایک کھانے کی چیز سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جزو سے اور کتابوں کے ورقوں سے نجس چیز رقیق ہو پانی کی طرح یا جمی ہوئی اس سے کسی طرح استنجا درست نہیں۔ اگر کسی نے اس سے استنجا کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنا پڑے گا، ڈھیلا کافی نہ ہوگا اس لئے کہ مقام استنجا نجس ہو گیا اجنبی نجاست سے۔ اور جو کسی کھانے کی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا لیکن ڈھیلے سے استنجا اس کے بعد کافی ہے اگرچہ نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہیں بڑھی اور بعض نے کہا: استنجا درست ہو جائے گا مگر گنہگار ہوگا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٦٠٧) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ: إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى يُعَلِّمُكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ: أَجَلْ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ: ((لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)). [راجع: ٦٠٦]

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے مشرکوں نے کہا: ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھاتے ہیں یہاں تک کہ پائخانہ اور پیشاب کرنا بھی۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک آپ ﷺ نے ہم کو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلہ کی طرف منہ کر کے اور منع کیا ہے ہم کو گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کوئی تم میں سے استنجا نہ کرے۔ تین پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(٦٠٨) عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ)). [ابوداود: ٣٨]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ ﷺ نے پونچھنا ہڈی یا مینگنی سے (یعنی استنجے کو ان چیزوں سے)۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ.

باب: پائخانے پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم۔

(٦٠٩) عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا)) قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. [بخارى: ١٤٤، ٣٩٤؛ ابوداود: ٩؛ ترمذى: ٨؛ نسائى: ٢١، ٢٢؛ ابن ماجه: ٣١٨]

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم پائخانے کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پیٹھ کرو اس طرف پائخانہ یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو۔'' ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھا تو کھڈیاں قبلہ کی طرف بنی ہوئی ہیں ہم ان پر سے منہ پھیر لیتے تھے اور اللہ سے استغفار کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ مدینے والوں کیلئے خاص حکم ہے یا جن کا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہ ہو۔

(٦١٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَةٍ فَلَا يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی حاجت کیلئے بیٹھے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ۔''

بَابُ الرُّخْصَةِ فِىْ ذٰلِكَ فِى الْاَبْنِيَةِ.

باب: گھروں میں اس امر کی رخصت کا بیان

(٦١١) عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ: كُنْتُ اُصَلِّىْ فِى الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِىْ انْصَرَفْتُ اِلَيْهِ مِنْ شِقِّىْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: يَقُوْلُ نَاسٌ: اِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَةِ تَكُوْنُ لَكَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَلَقَدْ رَقِيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ. [بخارى: ١٤٥، ١٤٨، ١٤٩، ٣١٠٢؛ ابوداود: ١٢؛ ترمذى: ١١؛ نسائى: ٢٣؛ ابن ماجه: ٣٢٢]

واسع بن حبان سے روایت ہے، میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے، جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے ان کے پاس مڑا، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلہ اور بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو اور میں چھت پر چڑھا تو رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کیلئے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے۔ (اور جب بیت المقدس کی طرف منہ ہوگا تو قبلہ کی طرف پیٹھ ہوگی)۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(٦١٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَقِيتُ عَلَى بَيْتِ أُخْتِي حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ. [راجع: ٦١١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر چڑھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حاجت کیلئے بیٹھے ہوئے شام کی طرف منہ تھا اور قبلہ کی طرف پیٹھ تھی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ.

باب: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت کا بیان

(٦١٣) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ)). [بخاري: ١٥٣، ١٥٤، ٥٦٣٠؛ ابوداود: ٣١؛ ترمذي: ١٥؛ نسائي: ٢٤، ٤٧، ٤٨؛ ابن ماجه: ٣١٠]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرتے وقت داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پائخانہ کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن پر پھونک نہ مارے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: استنجے میں ذکر داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اوپر گزرا اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسی طرح کی مدد نہ لے استنجے میں اور برتن پر پھونک مارنا اس لئے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک میں سے کوئی چیز نکل کر پانی میں گرے لیکن پانی کے باہر پھونکنا سنت ہے تین بار۔

(٦١٤) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ)). [راجع: ٦١٣]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے پائخانہ کے لیے جائے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے۔''

(٦١٥) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ. [راجع: ٦١٣]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ.

باب: طہارت وغیرہ داہنی طرف سے شروع کرنے کا بیان۔

(٦١٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ. [بخاري: ١٦٨، ٤٢٦، ٥٣٨٠، ٥٨٥٤، ٥٩٢٦؛ ابوداود: ٤١٤٠؛ ترمذي: ٦٠٨؛ نسائي: ٩١٢]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے، داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھا کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ○ ○ ○

٤١٩، ٥٢٥٥؛ ابن ماجه:٤٠١]

فوائد۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شروع میں اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا میں ذرا عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد میں جانا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا۔ اور ناخن کاٹنا اور مونچھ کترانا اور بالوں میں کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضاء دھونا اور پائخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتیں ان کے مثل ہیں ان میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علما نے اس پر کہ وضو میں داہنے ہاتھ یا پاؤں کو پہلے دھونا سنت ہے۔ اگر اس کے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جائے گا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور ان کے خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے۔ شافعی رحمہ اللہ نے صاف کہہ دیا ہے اور سنن ابوداؤد اور ترمذی میں باسانید حسنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم پہنو یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے داہنی طرف سے شروع کرنے میں۔ اب اس کا خلاف کرنا مکروہ ہے۔ یا حرام ہے اور علما کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہیں ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض اعضاء وضو کے ایسے ہیں جس میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ دائیں اور بائیں دونوں کی یک بارگی طہارت کرنی چاہیے۔ جیسے دونوں کان دونوں رخسار اگر یہ امر نہ ہو سکے تو داہنے سے شروع کرے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٦١٧) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ فِيْ نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ. [راجع:٦١٦]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو سکتا ہر ایک کام میں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّخَلِّيْ فِي الطُّرُقِ وَالظِّلَالِ.

باب: راستہ اور سایہ میں پائخانہ کرنے کی ممانعت۔

(٦١٨) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ)) قَالُوْا: وَمَا اللَّعَّانَانِ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ)). [ابوداود:٢٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچو تم لعنت کے دو کاموں سے۔'' (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں) لوگوں نے کہا: وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک تو راہ میں (جدھر سے لوگ آتے جاتے ہوں) پائخانہ کرنا' دوسری سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پائخانہ کرنا۔'' (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہیں گے لعنت کریں گے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَرُّزِ.

باب: قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔

(٦١٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيْضَأَةٌ وَهُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰى

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک لڑکا گیا اس کے پاس ایک بدھنا (لوٹا وغیرہ) تھا وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا۔ اس نے بدھنا ایک بیری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِالْمَاءِ. [بخاری: ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۲۱۷، ۱۵۰۰؛ ابوداود: ۴۳؛ نسائی: ۴۵]

باہر نکلے پانی سے استنجا کر کے۔

○ ○ ○ ○

(٦٢٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِيْ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ. [راجع:٦١٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ پائخانہ جاتے، میں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ ﷺ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اس واسطے ساتھ رکھتے کہ اس کو سامنے گاڑھ کے نماز پڑھیں)

(٦٢١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَأَتِيْهِ بِالْمَاءِ فَيَتَغَسَّلُ بِهِ. [راجع:٦١٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ ﷺ کے پاس لاتا۔ آپ ﷺ اس سے استنجا کرتے۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی مسائل نکلے۔ ایک تو یہ کہ حاجت کے لیے دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے۔ دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے۔ تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے۔ چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھروں پر قناعت کرنے سے بہتر ہے۔ اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتویٰ اس طرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجا کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے۔ اور ابن حبیب مالکی رحمہ اللہ نے کہا: ڈھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے۔ اور بعض علما نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ سے یہ امر منقول ہے کہ آپ ﷺ نے حوض کو پایا ہو پھر اس کو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو۔ انتہی۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. باب: موزوں پر مسح کرنے کا بیان۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں۔ برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا اس میں کسی نے جس کا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ سے اس میں کئی روایتیں ہیں اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مسح کرتے تھے موزوں پر اور میں نے شرح مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے یا پاؤں کا دھونا۔ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤں دھونا افضل ہے اور یہی قول ہے حضرت عمر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہے کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد کا اور احمد رحمہ اللہ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(٦٢٢) عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: بَالَ جَرِيْرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيْلَ: تَفْعَلُ هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. قَالَ الْأَعْمَشُ: قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيْرٍ كَانَ

ہمام سے روایت ہے جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا۔ پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر۔ اعمش نے کہا: ابراہیم نے کہا: لوگوں کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے اترنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَآئِدَةِ. [بخاری: ۳۸۷؛ ترمذی: ۹۳؛ نسائی: ۱۱۸، ۷۷۳؛ ابن ماجه: ۵۴۳]

کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اور سورۂ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر رضی اللہ عنہ اس سورۃ کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ ان کی حدیث سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے موزوں کے مسح میں جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی۔

(٦٢٣) عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيْثِ عِيسٰى وَسُفْيَانَ قَالَ: فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِاللهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيْرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَآئِدَةِ. (راجع: ٦٢٢)

ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت منقول ہے اس میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ کے اصحاب کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر نزولِ (سورۂ) مائدہ کے بعد مسلمان ہوئے۔

○ ○ ○ ○

(٦٢٤) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْتَهٰى إِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ: ((ادْنُهْ)) فَدَنَوْتُ حَتّٰى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ.

[بخاری: ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۴۷۱؛ ابوداود: ۲۳؛ ترمذی: ۱۳؛ نسائی: ۱۸، ۲۷، ۲۸؛ ابن ماجه: ۳۰۵، ۳۰۶، ۵۴۴]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں سرک گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نزدیک آ۔" میں نزدیک چلا گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا علماء نے اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پیٹھ کے درد کی وجہ سے ایسا کیا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے جس کو بیہقی نے باسناد ضعیف نقل کیا کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر درد تھا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہ نہ ملی بیٹھنے کی اس لئے آپ لاچار ہو کر کھڑے رہے اور امام ابوعبداللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے کہ کھڑے ہونے میں دبر سے حدث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا ہے، برخلاف بیٹھنے کے۔ اور اسی واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دبر کو درد کے رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچویں وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا تھا تا کہ اس کا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپ ﷺ کی یہ تھی، کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے۔ انہوں نے کہا: جو کوئی تم سے کہے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ اور بہت لوگوں نے اور اسناد اس کا بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کئی حدیثیں مروی ہیں وہ ثابت نہیں ہیں، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ثابت ہے۔ اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ ابن منذر نے اشراف میں لکھا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ امر ثابت ہے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین رحمہ اللہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے۔ اور ثابت ہے [illegible] اور ابن ہبیرہ رحمہ اللہ سے کہ وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے۔ (نقہ خاص کے لئے ملاحظہ فرمائیں محدث آن لائن مکتبہ)

محکم دلائل اور براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) ابراہیم بن سعد رحمہ اللہ اس شخص کی گواہی نہیں قبول کرتے تھے جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس مسئلہ میں ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہ ایسی ہو جہاں سے پیشاب کے قطرے اڑیں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور چھینٹے اڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ ابن منذر رحمہ اللہ نے کہا: بیٹھ کر پیشاب کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے۔ اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے، تمام ہوا کلام ابن منذر رحمہ اللہ کا۔ لیکن ایک قوم کی (روڑی) پر آنا پیشاب کرنے کے لیے تو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس سے برا نہ مانتے ہوں گے بلکہ خوش ہوتے ہوں گے اور جس شخص کو ناراضگی نہ ہو اس کی زمین میں پیشاب کرنا یا اس کا کھانا کھانا درست ہے اور اس کی مثالیں بہت ہیں یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہ ہوگا بلکہ سب گھروں کے گھن میں مشترک ہوگا لیکن ان کے گھر کے قریب ہوگا۔ اس وجہ سے ان کی طرف نسبت کیا گیا۔ اور یہ جو آپ نے گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لے گئے حالانکہ آپ ﷺ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو سمجھانے میں یا وہ اپنے اور کاموں میں مصروف ہوں گے۔ دفعۃً آپ ﷺ کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس وقت دور جانا ممکن نہ ہوا اس لیے آپ گھورے پر چلے گئے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(آپ ﷺ نے فرمایا نزدیک آ میں نزدیک چلا گیا) آپ ﷺ نے نزدیک اس واسطے بلایا تا کہ لوگوں سے آڑ ہو جائے دوسری یہ کہ آپ ﷺ کی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدث سے بھی اطمینان تھا اس لیے پاس بلانے میں کوئی قباحت نہ تھی۔ (نووی رحمہ اللہ)

(یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا) نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزوں پر مسح کرنا۔ دوسرے حضر میں مسح جائز ہونا۔ تیسرے کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا۔ چوتھے پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونے کا جواز۔ پانچویں پیشاب کرنے والے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے۔ چھٹے پردہ کرنے کا استحباب۔ ساتویں جواز پیشاب کا گھروں کے نزدیک۔

(٦٢٥) عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ أَبُو مُوسَى يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِيضِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: لَوَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدِّدُ هَذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَتَمَاشَى فَأَتَى سُبَاطَةَ خَلْفِ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ. [راجع: ٦٢٣]

ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نہایت سختی کرتے تھے پیشاب میں، وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی میں اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کترتا قینچیوں سے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ ﷺ کھڑے ہوئے جس طرح سے تم میں کوئی ہوتا ہے پھر پیشاب کیا میں دور ہٹا۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا، پاس آیا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا رہا۔ جب تک کہ آپ ﷺ پیشاب سے فارغ نہ ہوئے۔

فائدہ۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی غرض اس حدیث کے بیان کرنے میں یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھینٹیں اڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشہ وغیرہ میں پیشاب نہیں کیا جیسا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں۔

(٦٢٦) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِي

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو نکلے، ان کے پیچھے مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ ﷺ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ ﷺ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر اور پھر امامت کی نماز میں یوں ہے پانی ڈالا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ جِينٍ: حَتَّى.
[بخاري: ١٨٢، ٢٠٣، ٢٠٦، ٤٤٢١، ٥٧٩٩؛ ابوداود: ١٤٩، ١٥١؛ نسائي: ٧٩، ٨٢، ١٢٤؛ ابن ماجه: ٥٤٥؛ وانظر في مسلم: ٩٥٢]

آپ ﷺ پر یہاں تک کہ آپ ﷺ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے)۔

○ ○ ○ ○

(٦٢٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. [راجع: ٦٢٦]

یحییٰ بن سعید اس سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر چہرے کو اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا پھر موزوں کا مسح کیا۔

○ ○ ○ ○

(٦٢٨) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِي فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ ﷺ آئے تو میں نے آپ ﷺ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ ﷺ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعض حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ لیکن وہ ثابت نہیں ہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے۔ ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اس میں کچھ قباحت ہے۔ دوسرے یہ کہ اعضاء کے دھونے میں مدد لے یعنی دوسرا شخص اس کے اعضاء کو دھوئے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے۔ اس کا ترک، اولیٰ ہے کرنا مکروہ ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو۔

(٦٢٩) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: ((يَا مُغِيرَةُ! خُذِ الْإِدَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى. [بخاري: ٣٦٣، ٣٨٨، ٢٩١٨، ٥٧٩٨؛ نسائي: ١٢٣؛ ابن ماجه: ٣٨٩]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے مغیرہ! چھاگل لے لے پانی کی۔" میں نے لے لی۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ نکلا۔ آپ ﷺ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر لوٹ کر آئے آپ ﷺ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا، تنگ آستینوں کا۔ آپ ﷺ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ ﷺ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا۔ پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، پھر مسح کیا موزوں پر، پھر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(٦٣٠) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ [illegible] وَآلَ ﷺ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ حاجت کے

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا. [راجع:٦٢٩]

پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھونا چاہے جبہ تنگ تھا۔ آخر ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا اور دھویا ان کو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(٦٣١) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. [راجع:٦٢٦]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے، پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے۔ آپ ﷺ نے منہ دھویا۔ آپ ﷺ جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نہ نکال سکے۔ آپ ﷺ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا۔ پھر میں جھکا آپ ﷺ کے موزے اتارنے کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دے۔ میں نے ان کو طہارت پر پہنا ہے۔'' اور مسح کیا ان دونوں پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں، ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزوں کا پہننا طہارت کاملہ پر ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے وادنا پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا۔ پھر بایاں پاؤں دھویا اور موزہ پہنا تو داہنے موزے پر مسح درست نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس وقت طہارت کاملہ نہ تھی، اب اس کا اتارنا اور دوبارہ پہننا ضروری ہے البتہ بایاں موزہ اتارنے کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزہ کا بھی اتارنا ضروری ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور یحییٰ بن آدم اور مزنی اور ابوثور اور داؤد رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت میں بھی درست ہے بعد اس کے کہ طہارت کامل کر لے۔ انتہیٰ۔

(٦٣٢) عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ وَضَّأَ النَّبِيَّ ﷺ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ: فَقَالَ: ((إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) [راجع:٦٢٦]

مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ مغیرہ نے کہا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے۔''

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ

باب: پیشانی اور پگڑی پر مسح کرنا۔

(٦٣٣) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) فَأَتَيْتُهُ بِمَطْهَرَةٍ فَأَفْرَغْتُ عَلَى يَدَيْهِ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سفر میں پیچھے رہ گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب آپ ﷺ حاجت

محدث فورم پر متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلٰوةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقْنَا.

[نسائی: ۱۰۸، ۱۲۵؛ وانظر فی مسلم: ۹۵۳]

لے کر آیا پانی کی آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر باہیں آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستین تنگ ہوئی۔ آپ ﷺ نے نیچے سے ہاتھ کو نکالا اور جبہ کو اپنے موڈھوں پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ پر اور موزوں پر پھر سوار ہوئے میں بھی سوار ہوا۔ جب اپنے لوگوں میں پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے عبدالرحمٰن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو۔ آخر انہوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہی وہ حدیث ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے، علما نے کہا ہے کہ آپ ﷺ نے سوائے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ جبریل علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں۔ ایک افضل کا اقتدا کرنا اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ۔ دوسرے نبی کا نماز پڑھنا اپنے ساتھی کے پیچھے۔ تیسرے فضیلت اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی۔ چوتھے جب امام حاضر نہ ہو تو لوگ کسی اور امام کو امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہو اور امام کو رنج نہ ہو اور نہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں اور دوبارہ جماعت میں شریک ہونا مستحب ہوگا۔ پانچویں مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرے اور یہ باقی نماز بغیر پڑھے اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔ البتہ سورۂ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پائے۔ چھٹے یہ کہ مسبوق کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان میں ضروری ہے اگرچہ اس کے قعدہ کا وقت نہ ہو۔ ساتویں یہ کہ مسبوق امام سے تب جدا ہوتا ہے، جب امام سلام پھیر دے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو نماز پڑھاتے رہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح پیچھے کیوں نہ ہٹے، اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی۔ انتہی۔

(٦٣٤) عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ.

[ابوداود: ۱۵۰؛ ترمذی: ۱۰۰؛ نسائی: ۱۰۷]

مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامہ پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ عمامہ پر مسح کرنا درست ہے اور اس کا اتارنا ضروری نہیں۔ رفع حرج کیلئے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور بعض علما کے نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے۔

(٦٣٥) عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[راجع: ٦٣٤]

مغیرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت کرتے ہیں۔

(٦٣٦) عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى

مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی

محکم دلائل اور براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخُفَّيْنِ. [راجع: ٦٣٤]

(٦٣٧) عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

(٦٣٨) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. [ترمذي: ١٠١؛ نسائي: ١٠٤؛ ابن ماجه: ٥٦١]

بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر۔

اعمش سے اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

بَابُ التَّوْقِيْتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب: موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان۔

(٦٣٩) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ قَالَ: وَكَانَ سُفْيَانُ إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَثْنَى عَلَيْهِ. [نسائي: ١٢٨، ١٢٩؛ ابن ماجه: ٥٥٢]

شریح بن ہانی سے روایت ہے، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا ان سے موزوں کا مسح پوچھنے کو۔ انہوں نے کہا کہ تم ابوطالب کے بیٹے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کیلئے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کیلئے ایک دن رات۔ راوی نے کہا کہ جب سفیان عمرو کا ذکر کرتے تو ان کی تعریف کرتے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا، اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی رحمہ اللہ کا۔ ان کی دلیل ابن ابی عمارہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کی لیکن وہ حدیث بالاتفاق علما ضعیف ہے۔ اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی۔ نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے۔ اگر مدت گزرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوئی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک، پھر اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزے کے اندر دھو لئے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں، اس لئے کہ موزوں پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جائیں، اب ان کو اتار کر طہارت کر کے پھر پہنے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دے جو اس کو خوب جانتا ہو۔ انتہیٰ۔

(٦٤٠) عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٦٣٩]

حکم سے اس سند کے ساتھ اسی طرح روایت ہے۔

(٦٤١) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: إِيْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا

شریح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کا مسئلہ تو کہنے لگیں: تم علی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ مجھ سے یہ مسئلہ زیادہ جانتے ہیں تو میں علی کے پاس آیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع:٦٣٩]

بیان کیا جیسے ابھی ذکر ہوا۔

بَابُ جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

باب: ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا۔

○ ○ ○ ○

(٦٤٢) عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ: ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ)). [ابوداود: ١٧٢؛ ترمذي:٦١؛ نسائي: ١٣٣؛ ابن ماجه: ٥١٠]

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے جس دن مکہ فتح ہوا، ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور مسح کیا موزوں پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے قصداً ایسا کیا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک۔ تو موزے پر مسح کرنا۔ دوسرے فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع علما اور امام ابوجعفر طحاوی اور ابوالحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علما سے اس کے خلاف نقل کیا ہے ان کے نزدیک ہر ایک فرض نماز کیلئے تازہ وضو ضروری ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ الآیۃ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے، صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہو جائے۔ دوسری حدیث سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اس کی تائید میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفروں میں اور حدیث قضا نمازوں کے جمع کرنے کی خندق میں۔ اور آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کیلئے اٹھو تو منہ دھونا اخیر تک اور بعض نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے رسول اللہ ﷺ کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کیلئے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اس میں کئی قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو یا نفل۔ دوسرے یہ کہ تازہ وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی فرض نماز پڑھے۔ تیسرے یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا، سجدۂ تلاوت کرنا۔ چوتھے یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ ان میں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گزرے کہ جس کے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جائے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں، موافق مذہب صحیح کے اور امام الحرمین رحمہ اللہ نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے۔ اسی طرح تازہ تیمم میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کیلئے ہوگا جو پانی ہوتے ہوئے تیمم کرتے ہیں اور ان کے سوا اور کیلئے بھی ہو سکتا ہے۔ جب دوبارہ تلاش پانی کی واجب نہ کہیں اور جو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کیا کرتے، جیسے افضل ہے اور اس دن جو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں۔ اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا۔ جیسے آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ کام قصداً کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجے والا بڑے درجے والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو عادت کے خلاف ہوں اس لئے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے۔ تو وہ آگاہ ہو جائے گا اس سوال کی وجہ سے۔ انتہیٰ۔

بَابُ كَرَاهَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكَ فِي نَجَاسَتِهَا

باب: پانی کے برتن میں نجاست سے مشکوک ہاتھ ڈالنا اس کو تین بار دھونے سے پہلے مکروہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا.

(٦٤٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، جب تک اس کو تین بار نہ دھولے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اس کا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے تھے اور ان کے ملک گرم تھے، سونے میں پسینہ آتا، اس لئے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو۔ اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضروری نہیں سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے۔ تیسرے یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلوں سے پاک نہیں ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے۔ چوتھے یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضروری ہے یعنی نجاست متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے۔ پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹے یہ کہ عبادات میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط وسوسہ کے درجہ تک نہ پہنچے۔ اب جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ جس صورت میں نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈال دے گا تو پانی نجس نہ ہوگا۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نجس ہو جائے گا اگر رات کو سو کر اٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتے اور یہ سو کر اٹھنا ہمارے نزدیک سونے سے مخصوص نہیں بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد رحمہ اللہ سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کے خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جو دن کے خواب سے اٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے۔ انتہیٰ۔

(٦٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [ابوداود:١٠٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث کی طرح بیان فرمایا

(٦٤٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔

(٦٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہاں رہا ہاتھ اس کا رات کو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ کنایہ ہے یعنی دیر یا ذکر پر رہا اور کنایہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اس کی بہت نظیریں ہیں یہ جب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو۔ اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے۔ اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پانی پر ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لے اور ہاتھ کو دھوئے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا اور کسی سے مدد لے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٦٤٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ حَتَّى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ: ثَلَاثًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کئی اسانید سے مروی ہے ہر ایک میں ہاتھ دھونے کا ذکر ہے مگر کسی ایک نے بھی تین مرتبہ کا ذکر نہیں کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلَاثِ.

○ ○ ○ ○

بَابُ حُكْمِ وُلُوغِ الْكَلْبِ.

باب: کتے کے منہ ڈالنے کا بیان

(٦٤٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ)).

[نسائي: ٦٦؛ ابن ماجه: ٣٦٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا منہ ڈال کر پیئے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہادے اس کو پھر سات بار دھو دے۔''

○ ○ ○ ○

(٦٤٩) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ: فَلْيُرِقْهُ. [راجع: ٦٤٨]

اعمش سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت ہے مگر اس نے یہ نہیں کہا: بہادے اس کو۔

(٦٥٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)). [بخاري: ١٧٢؛ نسائي: ٦٣؛ ابن ماجه: ٣٦٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا تمہارے برتن میں سے پیئے تو اس کو سات بار دھونا چاہیے۔''

○ ○ ○ ○

(٦٥١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پیئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے۔''

(٦٥٢) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)).

ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں رسول اللہ ﷺ سے، ان میں سے ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اس میں سے پیئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اس کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے جمہور علما کا یہی قول ہے اور عکرمہ اور مالک رحمہما اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑیں تمہارے لئے اور ظاہر ہے کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے میں ضرور لگے گا مگر یہ دلیل قوی نہیں اس لئے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے نے منہ لگایا طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اس کی ثابت نہیں ہوتی۔ اب رہا پیشاب اس کا وہ تو بالاجماع نجس ہے۔ اور مسجد کے نہ دھونے کی وجہ یہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہوگا بعد اس کے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) ان میں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اس کی طہارت لازم نہیں آتی۔ ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے برتن میں منہ ڈال کر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضروری ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ، عروہ رضی اللہ عنہ، ابن سیرین رحمہ اللہ، طاؤس رحمہ اللہ، عمرو بن دینار رحمہ اللہ، اوزاعی رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ، ابوثور رحمہ اللہ اور ابوعبید رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ کا اور خلاف کیا اس کا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اور قیاس کیا اس کو نجاستوں پر، حالانکہ یہ قیاس ہے بمقابلہ نص کے، اور دلیل لائے ہیں طحاوی رحمہ اللہ اور دارقطنی رحمہ اللہ کی روایت سے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھول کر یہ کہا ہو سات بار دھونے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہرحال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صریحہ کے مقابل نہیں ہو سکتا (نیل الاوطار) نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینہ وغیرہ اگر لگ جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوئیں اور ایک بار مٹی سے۔

(٦٥٣) عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ؟)) ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ)). [ابوداود: ٧٣؛ نسائي: ٦٧، ٣٣٥، ٣٣٦؛ ابن ماجه: ٣٦٥، ٣٢٠٠، ٣٢٠١؛ وانظر في مسلم: ٤٠٢١، ٤٠٢٢]

عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا: ''کیا ہے حال ان کا اور حال کتوں کا۔'' پھر اجازت دی شکاری کتا اور گلے کا کتا پالنے کی (یعنی بکریوں کی مینڈی کی حفاظت کیلئے) اور فرمایا: ''جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پیئے تو اس کو سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارا مذہب اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں ان میں ایک بار مٹی مل کر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھویں بار ہوا۔ اور بعید اس قدر احتیاط کا کتے کے جھوٹے میں یہ ہے کہ بعض کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعض دیوانہ تو سات بار دھونے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہے گا یہ نہیں کہ نجاست اس کی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے مگر اس میں زہر نہیں۔

(٦٥٤) فِيْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ. [راجع: ٦٥٣]

یحییٰ بن سعید کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور رخصت دی آپ ﷺ نے بکریوں کا کتا اور شکاری کتا اور کھیت کا کتا پالنے کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اس کی صورت کو پسند کر کے یا نمائش اور زیبائش کیلئے تو یہ حرام ہے بلاخلاف لیکن ضرورت کیلئے پالنا درست ہے۔ اور اس حدیث میں تو تین کاموں کیلئے اجازت ہے، ایک شکار کیلئے، دوسرے جانوروں کی حفاظت کیلئے، تیسرے کھیت کی حفاظت کیلئے۔ ان تین کاموں کیلئے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کیلئے اس کا پالنا درست ہے یا نہیں، اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا اگر کٹ کھنا ہو تو اس کو مار ڈالیں اور اگر کٹ کھنا نہ ہو تو نہ ماریں۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے، اسی طرح سیاہ کتے کے قتل کی۔ انتہیٰ مختصراً۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(٦٥٥) عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

[نسائي: ٣٥؛ ابن ماجه: ٣٤٣]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے۔

○ ○ ○ ○

(٦٥٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے تھے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اس میں غسل کر لے۔''

(٦٥٧) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبُلْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَايَجْرِيْ ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ)). [ترمذي:٦٨]

ہمام بن منبہ نے کہا: یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیں، پھر کئی حدیثیں بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا مت کر کہ پیشاب کرے تو تھے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسی پانی سے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ ممانعت بعض پانی میں تو تحریماً ہے اور بعض میں کراہتہً اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جائے گا موافق مذہب مشہور شافعی رحمہ اللہ کے اور دوسرے کو دھوکہ ہوگا وہ اس کو استعمال کرے گا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں۔ اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کیلئے ہے اور وہ پانی نجس ہو جائے گا۔ حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہوا تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے۔ اسی طرح اگر کسی برتن میں پیشاب کر کے اس کو پانی میں ڈالی دے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہہ کر اس میں جائے یہ سب باتیں منع ہیں اور ان میں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے انسان کے پیشاب سے اور پاخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے اس کو ڈالنے کی اور نہ پانی کے نزدیک پیشاب کرنے کی۔ اور علما نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ پانی میں نہ جائے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوگی۔ اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجے کیلئے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جائے گا تو حرام ہے اور اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت میں نہ کرنا بہتر ہے۔ انتہیٰ۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

باب: تھے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت۔

(٦٥٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)) فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ؟ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! فَقَالَ: يَتَنَاوَلُ وَلَهُ تَنَاوُلًا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھے ہوئے پانی میں نہ نہائے۔'' لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: پھر کیا کرے؟ انہوں نے کہا: ہاتھوں سے پانی لے کر نہائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[نسائی: ۲۲۰؛ ابن ماجہ: ۶۰۵]

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے علما کے نزدیک ٹھہرے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر اسی طرح جاری چشمے میں۔ شافعی رحمہ اللہ نے بویطی میں کہا: میں مکروہ جانتا ہوں جنبی کیلئے غسل کرنا کنویں میں اور ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی اور اگر جنبی نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جائے گا اور حنفیہ کے ہاں جو وہ دو یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا۔ اور صحیح مذہب اہلحدیث کا یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلے۔ اور کچھ فرق نہیں ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم۔ انتہیٰ مع زیادۃ۔

بَابُ وُجُوْبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهٖ مِنَ النَّجَاسَاتِ اِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَّ الْاَرْضَ تَطْهُرُ بِالْمَآءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ اِلٰى حَفْرِهَا.

باب: مسجد میں جب پیشاب کرے تو اس کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کا کھودنا ضروری نہیں۔

(٦٥٩) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ وَلَا تُزْرِمُوْهُ)) قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَّآءٍ فَصُبَّهُ عَلَيْهِ. [بخاری: ۲۲۰، ۶۱۲۵؛ نسائی: ۵۳، ابن ماجہ: ۵۲۸]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ (اس کو مارنے یا ہٹانے کیلئے) اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مت روکو پیشاب اس کا۔'' جب وہ پیشاب کر چکا آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اس پر ڈال دیا۔

○ ○ ○ ○

(٦٦٠) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَّذْكُرُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيْهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ)) فَلَمَّا فَرَغَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَنُوْبٍ فَصُبَّ عَلٰى بَوْلِهٖ. [بخاری: ۲۲۱؛ نسائی: ۵۵، ۵۴]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد کے کونے میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ چلائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ دو اس کو۔'' جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ ﷺ نے حکم کیا تو ایک ڈول پانی کا اس کے پیشاب پر ڈالا گیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور اس پر اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کم سن بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے، اس کو ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنی چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنی چاہیے۔ اور زمین پر پانی ڈالنے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس کا کھودنا ضروری نہیں۔ یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے کہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی کے چھوڑ دینے کا دو وجہوں سے حکم کیا۔ ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اس کو ضرر ہوتا۔ دوسرے اگر وہ پیشاب کرتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اس کے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے۔

(٦٦١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، مسجد میں اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہو کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: مَهْ مَهْ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ)) فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ.

پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا: ہائیں ہائیں کیا کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پیشاب مت روکو، جانے دو۔'' لوگوں نے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ''مسجدیں پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں یہ تو اللہ کی یاد کیلئے اور نماز اور قرآن پڑھنے کیلئے بنائی گئی ہیں۔'' یا ایسا ہی کچھ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو بچانا چاہیے ناپاک چیزوں سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور لڑائی جھگڑوں سے اور خرید و فروخت سے اور سب معاملات سے۔ اور یہاں پر میں چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ بے وضو کا مسجد میں بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین پڑھنے پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسی طرح مسجد کے اندر سونا درست ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ام (نامی کتاب) میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ ابن منذر رحمہ اللہ نے اشراق میں لکھا ہے کہ مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حسن اور عطاء رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مسجد کو خواب گاہ مت بناؤ۔ اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اگر نماز کیلئے مسجد میں جائے تو کچھ قباحت نہیں۔ اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: مسجد میں سونا مکروہ ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: مسافروں کو مسجد میں سونا درست ہے اور مقیم کو مناسب نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: مسافر وغیرہ کیلئے قباحت نہیں، لیکن اگر کوئی مسجد کو خواب گاہ بنا لے تو جائز نہیں اور اسحاق رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد میں سونا جائز رکھا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم مسجد میں سویا کرتے تھے اور کافر مسلمانوں کی اجازت سے مسجد میں جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اس کو جانے سے روکا جائے گا۔ ابن منذر نے کہا: مسجد میں وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام میں وضو کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے۔ اور ابن سیرین اور مالک اور محمد رحمہ اللہ سے اس کی کراہت مروی ہے۔ مسجد کے صاف رکھنے کیلئے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے لکھا ہے کہ جانوروں اور دیوانوں اور لڑکوں کا مسجد میں لے جانا مکروہ ہے۔ اور مراد وہ لڑکے ہیں جن کو تمیز نہیں کیونکہ وہ نجس کر دیں گے مسجد کو، مگر جانور کا لے جانا حرام نہیں ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہو کر اور یہ کراہت کے منافی نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے بیان جواز کیلئے ایسا کیا ہوگا اس لئے کہ آپ سب لوگوں کو دکھلائیں تو دوسرے آپ ﷺ کی پیروی کریں اسی طرح مسجد میں نجاست کا لے جانا حرام ہے اور جس کے بدن میں ایسی نجاست لگی ہو کہ اس سے مسجد کے نجس ہو جانے کا ڈر ہو وہ مسجد میں نہ جائے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے۔ اگر مسجد میں فصد لے اور خون کیلئے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔ اور اگر برتن کے اندر مسجد میں پیشاب کرے تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسرے یہ کہ حرام ہے مسجد میں چت لیٹنا، پاؤں پھیلانا، انگلیاں پٹخانا درست ہے۔ مسجد کو جھاڑنا صاف رکھنا مستحب ہے۔

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيْعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ.

باب: شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیسے دھونا چاہیے۔

(٦٦٢) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [انظر فی مسلم:٥٦١٩]

بچوں کو لاتے، آپ ﷺ ان کیلئے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے، ان پر اور کچھ چبا کر ان کے منہ میں دیتے۔ (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ ﷺ کے پاس لایا گیا اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٦٦٣) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِيٍّ يُرْضَعُ فَبَالَ فِي حِجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا، اس نے آپ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اس جگہ پر ڈال دیا۔

(٦٦٤) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

ھشام سے اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٦٦٥) عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ قَالَ: فَلَمْ يَزِدْ عَلَى أَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ. [بخاری:٢٢٣، ٥٦٩٣؛ ترمذی:٧١؛ ابن ماجہ:٥٢٤؛ وانظر فی مسلم:٥٧٦٢]

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں جو اناج نہیں کھاتا تھا اور اس کو آپ ﷺ کی گود میں بٹھا دیا۔ اس نے پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے فقط پانی اس پر چھڑک دیا۔

○ ○ ○ ○

(٦٦٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ. [راجع:٦٦٥]

زہری بھی اس حدیث کو اس سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ لفظ ہیں کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھینٹے مارے۔

(٦٦٧) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ ـ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدُ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ ـ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ: عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَى ثَوْبِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا. [راجع:٦٦٥]

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے جو پہلی مہاجرات میں سے تھیں، جنہوں نے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ سے اور وہ بہن تھی عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی۔ بیان کیا مجھ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک بچے کو لے کر آئیں جو کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس بچے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں سے بچوں کے منہ میں کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملائمت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس باب میں تین مذہب ہیں ایک تو صحیح اور مشہور یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستوں کے دھونا ضروری ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کا دھونا ضروری ہے۔ اخیر کے دونوں مذہب شاذ اور ضعیف ہیں۔ اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، حسن بصری رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور ایک جماعت سلف اور اصحاب حدیث نے اور وہی قول ہے ابن وہب رحمہ اللہ کا اور وہی مروی ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور تیسرے مذہب کو مالک نے اختیار کیا ہے۔ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی مشہور ہے۔ یہ اختلاف اس بچے میں ہے جو سوائے دودھ کے اور کوئی غذا نہ کھاتا ہو لیکن جب وہ اناج کھانے لگے تو سب کے نزدیک اس کا پیشاب دھونا ضروری ہے۔ انتہیٰ باختصار۔

بَابُ حُكْمِ الْمَنِيِّ.

باب: منی کا حکم۔

(٦٦٨) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَاَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ اِنْ رَاَيْتَهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَهُ نَضَحْتَ حَوْلَهُ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ.

❖ ❖ ❖ ❖

علقمہ رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے، ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اترا، وہ صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا (شاید رات کو احتلام ہو گیا ہو گا) حضرت عائشہ نے کہا کہ تجھے کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالتا اور جو نہیں دیکھی تو پانی گرا کر چھڑک دیتا۔ میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی چھیل ڈالتی (یعنی کھرچ ڈالتی اس لئے کہ وہ گاڑھی ہوتی) پھر آپ ﷺ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے۔

(٦٦٩) عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ: كُنْتُ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

اسود اور ہمام سے روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ ڈالتی تھی۔

○ ○ ○ ○

(٦٧٠) عَنْ عَائِشَةَ فِيْ حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ خَالِدٍ.

[راجع: ٣٠٠؛ ابن ماجه: ٥٣٩]

اس سند میں بھی گزشتہ حدیث والا مسئلہ آیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٦٧١) عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ.

[ابوداود: ٣٧١؛ نسائي: ٢٩٦، ٢٩٧، ٢٩٨؛ ابن ماجه: ٥٣٧]

ایک اور سند سے وہی حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٦٧٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ: سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ اَيَغْسِلُهُ اَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ: اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ فِيْ ذٰلِكَ الثَّوْبِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى اَثَرِ الْغُسْلِ فِيْهِ.

عمرو بن میمون سے روایت ہے، میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا: اگر منی کپڑے میں لگ جائے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھو دے؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منی کو دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونے کا نشان دیکھتی آپ ﷺ کے کپڑے میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲؛ ابوداود: ۳۷۳؛ ترمذی: ۱۱۷؛ نسائی: ۲۹۴؛ ابن ماجه: ۵۳۶]

○ ○ ○ ○

(٦٧٣) قَالَ ابْنُ بِشْرٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَاَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَتْ : كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ . [راجع: ٦٧٢]

اس سند سے حدیث کے الفاظ میں یہ فرق ہے کہ آپ ﷺ خود منی کو دھوتے مگر ابن مبارک اور عبدالواحد کی سند سے یہ الفاظ آئے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے دھوتی تھی۔

○ ○ ○ ○

(٦٧٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ نَازِلاً عَلَى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِيْ ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَتْنِيْ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ اِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: رَاَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِيْ مَنَامِهِ قَالَتْ: هَلْ رَاَيْتَ فِيْهِمَا شَيْئًا؟ قُلْتُ: لَا قَالَتْ: فَلَوْ رَاَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَابِسًا بِظُفُرِيْ.

عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اترا، مجھے احتلام ہو گیا کپڑوں میں۔ میں نے ان کو پانی میں ڈبویا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک چھوکری نے یہ دیکھا اور ان سے بیان کیا۔ انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا: ان کپڑوں کو تم نے کیوں ڈبویا۔ میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے۔ (مراد احتلام ہے) انہوں نے کہا: کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو اس کو دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخنوں سے چھیل ڈالتی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اگر کپڑے میں منی لگ جائے تو سارے کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضروری نہیں، صرف اتنے مقام کو دھو ڈالے جہاں منی لگی ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے آدمی کی منی میں تو مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اس کا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد رحمہ اللہ سے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حال میں اس کا دھونا ضروری ہے اور لیث رحمہ اللہ نے کہا کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹانا ضروری نہیں اور حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کپڑے میں منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹانا ضروری نہیں اگرچہ منی کتنی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن میں لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضروری ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو۔ اور بہت سے علما اس طرف گئے ہیں کہ منی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور داؤد رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے صحیح تر روایت میں اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور اہلحدیث کا اور جس نے کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی۔ اب جو لوگ نجس کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں منی دھونے کا ذکر ہے۔ اور جو پاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں کھرچ ڈالنے کا ذکر کیا ہے کیونکہ منی نجس ہوتی تو اس کا ملنا اور کھرچنا کافی نہ ہوتا۔ جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ دھونے کی روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنی دھو ڈالنا بہتر ہے۔ یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک اور قول ضعیف ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے۔ اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف یہ ہے کہ دونوں کی منی نجس ہے۔ اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ درست نہیں ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خباثت میں داخل ہے جو حرام ہیں اب منی اور جانوروں کی تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور جانوروں کی منی میں تین قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہو اس کی منی پاک ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نووی رحمہ اللہ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے لوگوں نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے۔ اور صحیح بھی یہی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیوں کہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے۔ تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی۔ وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔ اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں، انہوں نے دو جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا۔ بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اس کو دفع کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع یعنی بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو۔ انتہیٰ۔

بَابُ نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ.

باب: خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان۔

(٦٧٥) عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: ((تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ)).

[بخاری: ۲۲۷، ۳۰۷؛ ابوداود: ۳۶۱، ۳۶۲؛ ترمذی: ۱۳۸؛ نسائی: ۲۹۲؛ ابن ماجه: ۶۲۹]

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس نے کہا: ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے، پھر دھو ڈالے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے لگتا ہے کہ نجاست کا پانی سے دھونا واجب ہے اور جو کوئی کسی اور دوسری چیز سے دھوئے سرکہ وغیرہ سے تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام۔ اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اس کا ضروری ہے عدد کی شرط نہیں ہے۔ اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتی۔ جیسے پیشاب وغیرہ اس کا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے۔ اور نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اس کا دھونا واجب ہے کہ نجاست زائل ہو جائے۔ اب بعد اس کے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے۔ اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے۔ صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اس کا رنگ رہ جائے تو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اس کا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضروری ہے اور جو بو باقی رہے تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا۔ انتہیٰ مختصراً۔

(٦٧٦) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ. [راجع: ٦٧٥]

ہشام بن عروہ سے اس سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کی طرح روایت ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الْاِسْتِبْرَاءِ مِنْهُ.

باب: پیشاب کی نجاست کا بیان اور اس سے پرہیز کے ضروری ہونے کا بیان۔

(٦٧٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں۔ ایک تو ان میں چغل خوری کرتا (یعنی ایک کی بات دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ)) قَالَ: فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا)).

کرتا۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اس کو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور فرمایا: ''شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔''

[بخاری: ۲۱۸، ۱۳۶۱، ۱۳۷۸، ۶۰۵۲؛ ابوداود: ۲۰؛ ترمذی: ۷۰؛ نسائی: ۳۱، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸؛ ابن ماجه: ۳۴۷]

○ ○ ○ ○

فائدہ: بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا: بڑے گناہ پر نہیں، اس سے یہ غرض ہوگی کہ ان کی دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا ان پر مشکل نہ تھا۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ ''بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا'' اس سے یہ مطلب ہے کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے ہونے کا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی۔ اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسی طرح چغل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

آپ ﷺ نے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹہنی گاڑ دی، شاید ان کے سوکھنے تک عذاب ہلکا ہوئے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش قبول ہوئی۔ اس طرح سے کہ ان کے عذاب سے کم کرنے کا حکم ہوا ٹہنی کے سوکھنے تک اور شاید آپ ﷺ دعا کرتے ہوں ان کیلئے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں۔ اور اس وجہ سے عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جائیں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ سے اکثر مفسرین کے نزدیک وہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی زندگی جب تک ہے کہ وہ کاٹے نہ جائیں اور محققین علما کا یہی قول ہے کہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقتاً تسبیح کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اور یہی اس کی تسبیح ہے۔

برگ درختاں سبز در نظر ہشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار!

اور اس حدیث سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لئے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی ہوگی۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری قبر میں دو ہری شاخیں رکھ دی جائیں اور شاید انہوں نے تبرکاً رسول اللہ ﷺ کے فعل کو دیکھ کر یہ وصیت کی۔ خطابی رحمہ اللہ نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبروں پر کیا کرتے ہیں یعنی پھول اور شاخیں ڈالنے کا اور کہا: اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے قبر کا عذاب حق ہے۔ اور معتزلہ نے اس کے خلاف کیا ہے۔ اور پیشاب نجس ہے اور چغل خوری حرام ہے، جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کو ضرر سے بچانا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوری میں داخل نہیں۔ انتهیٰ مع زیادة۔

(۶۷۸) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ۔ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ)). [راجع: ۶۷۷]

اعمش سے اس سند کے ساتھ یہ روایت ہے، اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو دوسرا شخص تھا وہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان

فائدہ: حیض کے معنی لغت میں بہنا اور اصطلاح میں اس خون کو کہتے ہیں جو بالغہ عورت کے رحم سے بہتا ہے معین دنوں میں اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آئے۔

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْإِزَارِ.

باب: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا۔

(٦٧٩) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَأْتَزِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا. [بخاری: ٣٠٠، ٢٠٣١؛ ابوداود: ٢٦٨؛ ترمذی: ١٣٢؛ نسائی: ٢٨٥، ٣٧٢؛ ابن ماجه: ٦٣٦]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو حکم کرتے تہبند باندھنے کا پھر مباشرت کرتے اس کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی لپٹتے اس سے اور مساس کرتے اور بوسے لیتے مگر جماع نہ کرتے کیونکہ حیض میں جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام۔ اور اگر کوئی اس کو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے۔ اس لئے کہ اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے۔ اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھول سے یا دانستہ ایسا کرے تو اس پر نہ گناہ نہ کفارہ۔ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو گناہ کبیر ہے اور کفارہ واجب نہیں۔ مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ایک روایت میں یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطاء رحمہ اللہ اور ابن ابی ملکیہ رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور مکحول رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ اور ابوالزناد رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ اور حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ اور ایوب سختیانی رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ اور لیث بن سعد رحمہ اللہ کا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہے اور یہی مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور یہی قول ہے قتادہ رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا اور احمد رحمہ اللہ کا ایک روایت میں۔ اب اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے کفارہ میں تو حسن رحمہ اللہ اور سعید رحمہ اللہ نے کہا: وہ کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگوں نے کہا: وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل ان کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے مرفوع، جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں وہ ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حفاظ۔ انتہی۔

(٦٨٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ [illegible]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تہبند باندھنے کا، جب حیض کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ.

(بخاری: ۳۰۲؛ ابوداود: ۲۷۳؛ ابن ماجه: ۶۳۵)

کہا: تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص کا کام نہیں البتہ رسول اللہ ﷺ میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اس کو یہی بہتر ہے کہ حائضہ سے مباشرت بھی نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو۔ لودی رحمہ اللہ نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گزرا اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف کے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسہ یا چمٹائے یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں..... باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے، منکر ہے، اس کو کسی نے قبول نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جن کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ گھٹنے اور ناف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سواقبل اور دبر کے اور مقاموں میں اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے۔ اب یہ حرمت مستدہ ہے..... جہاں حیض بند ہوا اور عورت نے غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جائے گی۔ ہمارا اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے انتہی مختصراً

(٦٨١) عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ.

(بخاری: ۳۰۳؛ ابوداود: ۲۱۶۷)

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْاِضْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَّاحِدٍ.

باب: حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا۔

(٦٨٢) عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْضَجِعُ مَعِي وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ.

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپ ﷺ کے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا۔

(٦٨٣) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنُفِسْتِ)) قُلْتُ: نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ فَقَالَتْ: وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں۔ دفعتاً مجھے حیض آیا۔ میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ لیٹی اسی چادر میں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۲۸۲، ۳۶۹)

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے۔ ناف اور رانوں کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے۔ علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور اس کا بوسہ لینا درست ہے، اسی طرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے۔ وہ پانی اور ہر ایک رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے۔ اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے، کنگھی کر سکتی ہے، کھانا پکا سکتی ہے، اس کا جوٹھا اور پسینہ دونوں پاک ہیں۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا: اس پر اجماع ہے علما کا۔ انتہی۔

بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالْاِتِّكَاءِ فِي حَجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ.

باب: اس بیان میں کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے۔ اس کی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے۔

(٦٨٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ. [ابوداود: ٢٤٦٧]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ ﷺ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت (پیشاب پاخانہ وغیرہ) کے واسطے۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے معلوم ہوئے جن کا ذکر انشاء اللہ اعتکاف کے باب میں آئے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنے والا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کا کہ فلاں گھر میں نہ جائے گا یا فلاں گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس کے اندر کرے یا اس میں سے نکالے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے۔ پکانے اور نہانے دھونے میں بشرطیکہ وہ راضی ہو۔ انتہی۔

(٦٨٥) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ: إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ. (بخاری: ٢٠٢٩؛ ابوداود: ٢٤٦٨؛ ترمذی: ٨٠٤؛ ابن ماجه: ١٧٧٦)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں (جب اعتکاف میں ہوتی) گھر میں جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہوتا اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے۔ میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ ﷺ گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کیلئے جب اعتکاف میں ہوتے۔ ابن رمح نے کہا: جب کہ وہ سب اعتکاف میں ہوتے۔

(٦٨٦) عَنْ عَائِشَةَ رَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا [illegible] متنوع و متفاوت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. [نسائي:٢٧٥]

میں ہوتے تو مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے میں آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کرتی اور میں حائضہ ہوتی۔

○ ○ ○ ○

(٦٨٧) عَنْ عَائِشَةَ [أَنَّهَا] قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور میں حجرہ میں ہوتی پھر میں کنگھی کرتی، آپ ﷺ کے سر میں اور حائضہ ہوتی۔

(٦٨٨) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

[بخاري: ٣٠١، ٢٠٣١؛ نسائي: ٢٧٤، ٣٨٥]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا سر دھوتی اور میں حائضہ ہوتی۔

○ ○ ○ ○

(٦٨٩) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: إِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ: ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ)). [ابوداود: ٢٦١؛ ترمذي: ١٣٤؛ نسائي: ٢٧١، ٣٨٢]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مجھے جا نماز اٹھا دے مسجد سے۔'' میں نے کہا: میں حائضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: حدیث میں خمرہ کا لفظ ہے۔ اکثر علما نے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جس پر سجدہ کیا جائے۔ اور خطابی رحمہ اللہ نے کہا: خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا: تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مسجد کے باہر رہ کر ہاتھ اندر کر کے بوریا سمیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے۔

(٦٩٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ: إِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ ((فَنَاوِلِيْنِيهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ)) [راجع: ٦٨٩]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا جانماز کے اٹھا لینے کا مسجد سے۔ میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٦٩١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ نَاوِلِيْنِي الثَّوْبَ)) فَقَالَتْ: إِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ: ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ)) فَنَاوَلَتْهُ. [نسائي: ٣٨١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھ کو کپڑا اٹھا دے۔'' انہوں نے کہا: میں حائضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔'' پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

○ ○ ○ ○

(٦٩٢) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن رسول اللہ ﷺ کو دیتی۔ آپ ﷺ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ: فَيَشْرَبُ.

[ابو داود: ۲۵۹؛ نسائي: ۷۰، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۳٤۰، ۳۷۵، ۳۷٦، ۳۷۷، ۳۷۸؛ ابن ماجه: ٦٤۳]

رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی آپ ﷺ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

○ ○ ○ ○

(٦۹۳) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ. (بخاري: ۲۹۷، ۷۵۴۹؛ ابوداود: ۲٦۰؛ نسائي: ۲۳۷، ۳۷۹؛ ابن ماجه: ٦۳٤]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی۔

○ ○ ○ ○

(٦۹٤) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ﴾ [۲/ البقرة: ۲۲۲] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا: مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَآءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْيَهُوْدَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

[ابوداود: ۲۵۸، ۲۱٦۵؛ ترمذي: ۲۹۷۷، ۲۹۷۸؛ نسائي: ۲۸۷، ۳٦۷؛ ابن ماجه: ٦٤٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے، نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ سے اس مسئلہ کو پوچھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ آخر تک یعنی پوچھتے ہیں تم کو حیض سے، تم کہہ دو حیض پلیدی ہے، تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب کام کرو سوائے جماع کے۔'' یہ خبر یہود کو پہنچی۔ انہوں نے کہا: یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے۔'' یہ سن کر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (یعنی یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہم کو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (ان کے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں۔ آپ کو برا معلوم ہوا اس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم نے سمجھے کہ آپ ﷺ کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا۔ وہ اٹھ کر باہر نکلے، اتنے میں کسی نے آپ ﷺ کو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا، تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا غصہ ان کے اوپر نہ تھا۔

فائدہ: آپ ﷺ ان کی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے ان کی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تو تھے انہوں نے اسلام کی حرارت میں یہود سے جل کر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْمَذْيِ.

باب: مذی کا بیان۔

فائدہ: مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اس کا نکلنا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

(٦٩٥) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)).

[بخاری: ۱۳۲، ۱۷۸؛ نسائی: ۱۵۷]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی۔ میں نے شرم کی رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں کیونکہ آپ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا: انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٦٩٦) عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((مِنْهُ الْوُضُوءُ)).

[راجع: ٦٩٥]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے بوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے۔ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا: انہوں نے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے۔'' (غسل ضروری نہیں)۔

(٦٩٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ رضي الله عنه إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْمَذْيِ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ)).

[نسائی: ٤٣٤، ٤٣٥، ٤٣٧، ٤٣٨]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے پوچھا: اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کر ڈال اور شرم گاہ دھو ڈال۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے۔ اسی واسطے آپ ﷺ نے ذکر دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جس قدر ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھوئے نہ کل ذکر کو۔ شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما نے ایسا ہی کہا ہے اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سارے ذکر کو دھوئے۔ اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوائے پیشاب اور پاخانہ کے اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر یا ساس یا سالے سے جماع کے متعلق باتیں کرنا آداب کے خلاف ہے۔ (انتہی باختصار)

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ.

باب: سونے سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کا بیان۔

(٦٩٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ. [بخاری: ٦٣١٦؛ ابوداود: ٥٠٤٣؛ نسائی: ١١٢٠؛ ابن ماجه: ٥٠٨؛ وانظر فی مسلم: ١٧٨٨، ١٧٩٤، ١٧٩٦، ١٧٩٧]

حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ نہیں ہے اور سلف کے بعض زہاد نے اس کو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات تہجد اور وظیفہ میں ناغہ ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا ڈر نہ تھا۔

بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوْءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ.

باب: جنبی کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے۔

(٦٩٩) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ. [ابوداود: ٢٢٢، ٢٢٣؛ نسائی: ٢٥٦، ٢٥٧، ٢٥٨؛ ابن ماجه: ٥٩٣، ٥٨٤]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ ﷺ جنبی ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کیلئے کرتے ہیں سونے سے پہلے۔

○ ○ ○ ○

(٧٠٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کیلئے کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٧٠١) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٦٩٩]

شعبہ سے اس سند کے ساتھ اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٧٠٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ)). [ترمذی: ٢٥٩؛ نسائی: ١٢٠]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی سونا چاہے اور وہ جنبی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کرے۔'' پھر سو سکتا ہے۔

(٧٠٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ لِيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَنَمْ حَتّٰى يَغْتَسِلَ إِذَا شَاءَ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا: اگر کوئی ہم میں سے جنبی ہو تو وہ سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں وضو کر لے، پھر سو رہے اور جب چاہے غسل کر لے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(٧٠٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيْبُهُ جَنَابَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ)).

[بخاری: ٢٩٠؛ ابوداود: ٢٢١؛ نسائی: ٢٦٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے کہ ان کو جنابت ہوتی ہے رات کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ۔''

○ ○ ○ ○

(٧٠٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

[ابوداود: ١٤٣٧؛ ترمذی: ٢٢٩٤]

عبداللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں، پھر بیان کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا: آپ ﷺ جنابت میں کیا کیا کرتے تھے آیا غسل سے پہلے سو رہتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ دونوں طرح کرتے، کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔ میں نے کہا شکر اللہ کا جس نے گنجائش رکھی امر میں۔

○ ○ ○ ○

(٧٠٦) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٧٠٥]

معاویہ بن صالح سے اس سند کے ساتھ اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٧٠٧) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ)) زَادَ أَبُوْبَكْرٍ فِيْ حَدِيْثِهِ بَيْنَهُمَا وُضُوْءً وَقَالَ: ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُّعَاوِدَ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لے پھر کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٧٠٨) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ اپنی سب عورتوں کے پاس ہو آتے ایک ہی غسل سے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جنبی کا کھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہے۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔ اس طرح اسی بات پر کہ بدن کا پسینہ پاک ہے۔ ان حدیثوں کی رو سے یہ امر مستحب ہے۔ کھانا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے اور شرمگاہ کو دھو لے اگر ایسا نہ کرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کیلئے اٹھے اس وقت واجب ہے۔ (انتہیٰ باختصار)

بَابُ وُجُوْبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوْجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا

باب: اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۷۰۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ جَدَّةُ اِسْحَاقَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْمَرْاَةُ تَرٰى مَايَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَتَرٰى مِنْ نَفْسِهَا مَايَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ! فَضَحْتِ النِّسَاءَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ. فَقَوْلُهَا: تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ خَيْرٌ. فَقَالَ لِعَائِشَةَ: ((بَلْ اَنْتِ. فَتَرِبَتْ يَمِيْنُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ)).

❖ ❖ ❖ ❖

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں (اور وہ دادی تھیں اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس رضی اللہ عنہ سے) اور وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! عورت اگر سونے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے۔ (یعنی منی کو) یہ سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ام سلیم! تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (اس وجہ سے احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اس کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے (اور یہ انہوں نے نیک بات کہی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے ام سلیم! عورت غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے۔''

فائدہ: یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اس سے بددعا مقصود نہ تھی نہ کوسنا بلکہ انہوں نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل یہ ہے کہ تجھ پر محتاجی آئے اور تو غریب ہو جائے مگر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہیں کہ جب کسی بات کو برا سمجھتے ہیں یا برا جانتے ہیں یا جھڑکتے ہیں یا خفا ہوتے ہیں۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسی طرح اگرچہ بچہ کے بدلے صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلے یا سوتے میں نکلے یا جاگتے میں۔ معلوم ہوا اس کا نکلنا یا معلوم ہو، عاقل ہو یا مجنون ہو۔ اور منی نکلنے سے یہ مراد ہے کہ باہر نکل آئے اگر سونے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہوگا اسی طرح اگر منی حرکت کرے یا باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں۔ اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہاں تک کہ منی رک جائے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔ (انتہیٰ مختصراً)

(۷۱۰) عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا سَاَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ فَلْتَغْتَسِلْ)) فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ. وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ: وَهَلْ يَكُوْنُ هٰذَا؟ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ؟ اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اگر عورت خواب میں دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے شرم آئی۔ میں نے کہا: ایسا کیا ہوتا ہے؟ (یعنی عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ کیوں کر ہوتا ہے۔ مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ)).

[نسائي: ١٩٥، ٢٠٠؛ ابن ماجه: ٦٠١]

فوائد۔ یعنی بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے مل کر پیدا ہوتا ہے پھر جس کا نطفہ غالب ہوتا ہے بچہ اسی کی صورت ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اس کا لٹنا اور احتلام ہونا ممکن ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان میں حالت صحت میں، علما نے کہا: مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اس کے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسی وقت شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اس کی بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابھے کی، قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعض نے کہا: چیشاب کی سی بو ہو جاتی ہے۔ یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو، کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ اگر بیمار ہو تو مرد کی منی بھی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے، یا آلات منی ضعیف ہو جاتے ہیں تو وہ کود کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے۔ یخنی کی طرح اور کبھی خالص خون کی طرح نکلتی ہے۔ لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس پر غسل واجب ہوگا۔ اور منی کے تین خاصے ہیں ایک تو یہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے میں سستی ہو جائے۔ دوسری بو کھجور کے گابھے کی طرح۔ تیسری آہستہ آہستہ کئی بار نکلے، ان میں سے ہر ایک بات کافی ہے اس کے منی ہونے کیلئے اور تینوں باتوں کا ہونا ضروری نہیں اگر ان تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو گا تو گمان غالب یہ ہوگا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اس کی پہچان دو اوصاف سے ہے۔ ایک تو بو مرد کی منی کی بو کی طرح۔ دوسرے لذت اس کے نکلتے وقت اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کا کم ہو جانا پھر منی جس طرح اور جس حال میں نکلے اس کے نکلنے سے غسل واجب ہوگا۔ انتهى ما قال النووي رحمه الله۔

(٧١١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَأَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَايَرَى الرَّجُلُ فِيْ مَنَامِهِ؟ فَقَالَ: ((اِذَا كَانَ مِنْهَا مَايَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے۔''

(٧١٢) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ)) فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ؟ فَقَالَ: ((تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَا يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا)). [بخاري: ١٣٠، ٢٨٢، ٣٣٢٨، ٦٠٩١، ٦١٢١؛ ترمذي: ١٢٢؛ ابن ماجه: ٦٠٠]

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا۔ کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں جب وہ پانی دیکھے۔'' (یعنی منی کو) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے۔''

فوائد۔ اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے لیکن جیسے اس کی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کی طرح نہیں ہیں ایسی طرح یہ صفت بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے۔ سلف کا یہی اعتقاد ہے۔ (تقریر حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں۔ اہلحدیث نے تاویل کرنے والوں کو بہت برا سمجھا ہے۔

(۷۱۳) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ: قُلْتُ: فَضَحْتِ النِّسَآءَ. [راجع: ۷۱۲]

ہشام بن عروہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی مروی ہے اور اس میں زیادہ ہے کہ میں نے کہا: تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا۔

○ ○ ○ ○

(۷۱۴) عَنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكَ. [ابوداود: ۲۳۷؛ نسائی: ۱۹۶]

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جس نے کہا: افسوس ہے تجھ پر۔ کیا عورت یہ سب کچھ دیکھتی ہے۔؟

(۷۱۵) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَآءَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعِيْهَا وَهَلْ يَكُوْنُ الشِّبْهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ إِذَا عَلَا مَاءُ هَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَى مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ هَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ)).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا عورت غسل کرے جب اس کو احتلام ہو اور پانی دیکھے؟ (یعنی منی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں غسل کرے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے اور وہ کو نچے جائیں ہتھیار سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ دے اس کو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کے وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننھیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے۔''

فائدہ: حدیث میں اُلَّتْ کا لفظ ہے اس کا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنی ہاتھ زخمی کیے جائیں۔ اور کو نچے جائیں آلہ سے جو ایک ہتھیار ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح الت ہے یعنی پیس ماری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔

بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوْقٌ مِّنْ مَّائِهِمَا.

باب: عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے۔

(۷۱۶) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَ حِبْرٌ مِّنْ أَحْبَارِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ: لِمَا تَدْفَعُنِيْ؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: إِنَّمَا نَدْعُوْهُ بِاسْمِهِ الَّذِيْ سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد غلام) تھا رسول اللہ ﷺ کا۔ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! میں نے اس کو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ وہ بولا: تو کیوں دھکا دیتا ہے۔ میں نے کہا: تو (نام لیتا ہے حضرت کا اور) رسول اللہ کیوں نہیں کہتا۔ وہ بولا: ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((اِنَّ اسْمِيْ مُحَمَّدٌ الَّذِيْ سَمَّانِيْ بِهٖ اَهْلِيْ)) فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: جِئْتُ اَسْاَلُكَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ اِنْ حَدَّثْتُكَ؟)) قَالَ: اَسْمَعُ بِاُذُنَيَّ فَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعُوْدٍ مَّعَهٗ فَقَالَ: ((سَلْ)) فَقَالَ: الْيَهُوْدِيُّ: اَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُوْنَ الْجِسْرِ)) قَالَ: فَمَنْ اَوَّلُ النَّاسِ اِجَازَةً؟ قَالَ: ((فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ)) قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((زِيَادَةُ كَبِدِ النُّوْنِ)) قَالَ: فَمَا غَدَاؤُهُمْ عَلٰى اِثْرِهَا؟ قَالَ: ((يُنْهَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِيْ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ اَطْرَافِهَا)) قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((مِنْ عَيْنٍ فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا)) قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: وَجِئْتُ اَسْاَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهٗ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ رَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ قَالَ: ((يَنْفَعُكَ اِنْ حَدَّثْتُكَ؟)) قَالَ: اَسْمَعُ بِاُذُنَيَّ قَالَ: جِئْتُ اَسْاَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ؟ قَالَ: ((مَاءُ الرَّجُلِ اَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْاَةِ اَصْفَرُ فَاِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْاَةِ اَذْكَرَا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْاَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ اٰنَثَا بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: لَقَدْ صَدَقْتَ وَاِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ سَاَلَنِيْ هٰذَا عَنِ الَّذِيْ سَاَلَنِيْ عَنْهُ وَمَا لِيْ عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِّنْهُ حَتّٰى اَتَانِيَ اللّٰهُ بِهٖ)).

گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد ﷺ ہے۔'' یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا میں اگر تجھے کچھ بتلاؤں تو تجھ کو فائدہ ہوگا۔'' اس نے کہا: میں کان سے سنوں گا، تب رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی سے جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا: ''پوچھ۔'' یہودی نے کہا: جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔'' اس نے پوچھا: پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پل سے پار ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین میں جو محتاج ہیں۔'' (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر ﷺ کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا: پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مچھلی کے جگر کا ٹکڑا۔'' (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا: پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بیل کاٹا جائے گا ان کیلئے جو جنت میں چرا کرتا تھا۔'' پھر اس نے پوچھا: یہ کھا کر وہ کیا پئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چشمہ کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے۔'' اس یہودی نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوائے نبی کے شاید اور ایک دو آدمی جانتے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں یہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا: میں اپنے کان سے سن لوں گا۔ پھر اس نے کہا میں بچہ کے متعلق پوچھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اور جب عورت کی منی غالب ہوتی ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے۔'' یہودی نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ ﷺ پیغمبر ہیں۔ پھر جب چلا بیٹھ پھیر کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جو باتیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم نہ تھیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتادیں۔"

❖ ❖ ❖ ❖

(۷۱۷) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَقَالَ: زَائِدَةَ كَبَدِ النُّوْنِ وَقَالَ: اُذْكُرْ وَاَنَّثَ وَلَمْ يَقُلْ: اُذْكُرَا وَاُنْثَيَا.

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ.

باب: غسل جنابت کا بیان۔

(۷۱۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِيْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے، جس طرح نماز کیلئے کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے۔ پھر دونوں پاؤں دھوتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں پہنچوں کو تین بار دھوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے، پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے جس طرح نماز کیلئے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈال کر ایک چلو لے اور سر کے بالوں اور داڑھی کے بالوں میں اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلوں اور کانوں اور ناف اور سرین کی خبر لے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پہنچا دے، پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہنچا دے۔ اور مستحب یہ ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور فراغت کے وقت یہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ..... پڑھے۔ غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور ملنا بدن کا واجب نہیں ہے مگر مالک رحمہ اللہ اور مزنی رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے۔ اسی طرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے۔ مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے۔ (انتهى مختصراً)

(۷۱۹) عَنْ هِشَامٍ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کچھ الفاظ کی کمی کیساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۷۲۰) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے غسل کیا جنابت کا تو شروع میں دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا مگر قدموں کے دھونے کا ذکر نہیں کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷۲۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْءِهٖ لِلصَّلٰوةِ.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کیلئے وضو کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۷۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ: اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُسْلَهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَّقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِالْمِنْدِيْلِ فَرَدَّهٗ.

[راجع: ٢٦٠، ٢٤٩، ٢٥٧، ٢٥٩، ٢٦٥، ٢٦٦، ٢٧٤، ٢٧٦، ٢٨١؛ ابوداود: ٢٤٥؛ ترمذي: ١٠٣؛ نسائي: ٢٥٣، ٤٠٦، ٤١٦، ٤١٧؛ ابن ماجه: ٤٦٧؛ وانظر في مسلم: ٧٦٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے پانی رکھا رسول اللہ ﷺ کیلئے غسل جنابت کے واسطے، آپ ﷺ نے پہلے دونوں پہنچے دھوئے دو بار یا تین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا۔ رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کیلئے کرتے تھے۔ پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے۔ پھر سارے بدن کو دھویا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے۔ پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو۔ آپ ﷺ نے نہ لیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں پونچھنا بہتر نہیں ہے، اور ہمارے علما کے اس میں پانچ قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے۔ تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے۔ پانچواں یہ کہ گرمی میں مکروہ ہے جاڑے میں مکروہ نہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس میں تین مذہب منقول ہیں۔ ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہیں وضو اور غسل دونوں میں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ کا یہی قول ہے۔ تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث یہ ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کر کے نکلے اور آپ ﷺ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کو ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے۔ لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ ترمذی نے کہا: اس باب میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

بعض نے اس حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے اصحاب کے اس میں تین قول ہیں، ایک یہ کہ نہ جھٹکنا بہتر ہے اور جھٹکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے یہ کہ مکروہ ہے۔ تیسرے یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (انتہی)

(۷۲۳) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے مگر اس میں تین چلو کا ذکر نہیں وکیع سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ خَدِيْثِهِمَا اِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ وَصْفُ الْوُضُوْءِ كُلِّهِ يَذْكُرُ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ فِيْهِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيْلِ.

[راجع: ٧٢٢]

بھی یہی روایت مروی ہے اس میں وضو کی مکمل ترتیب ہے اور انہوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ذکر کیا ابو معاویہ کی حدیث میں رومال کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٧٢٤) عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ وَلَمْ يَمَسَّهُ وَجَعَلَ يَقُوْلُ بِالْمَاءِ هٰكَذَا يَعْنِيْ يَنْفُضُهُ. [راجع: ٧٢٢]

میمونہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا مگر آپ نے اسے نہ چھوا اور ہاتھوں سے پانی جھاڑتے رہے۔

○ ○ ○ ○

(٧٢٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْجِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ اَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهِ.

[بخاری: ٢٥٨؛ ابو داود: ٢٤٠؛ نسائی: ٤٢٢]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے جلاب کے برابر (جلاب وہ برتن ہے جس میں اونٹنی کا دودھ دوہتے ہیں) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوتے پھر بایاں جانب بعد اس کے دونوں ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: صحیح جلاب ہے بکسر جاء اور تخفیف لام اور بعض نے اس کو جلاب پڑھا ہے بضم جیم وتشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے لیکن ہروی رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح جلاب ہے۔

بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِيْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِيْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيْ حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَغُسْلِ اَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْاٰخَرِ.

باب: غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے۔

(٧٢٦) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ اِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

[ابو داود: ٢٣٨]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کیلئے پانی کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے۔ بشرطیکہ اعضاء بھیگ جائیں اور مستحب یہ ہے کہ وضو میں ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل میں ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہاں وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے۔ اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو حکم دلائل شرعیہ سے یہی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مکروہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷۲۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ. وَفِي حَدِيْثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ سُفْيَانُ: وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ أَصْوُعٍ.

[ابن ماجه:٣٧٦]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک کٹھرے سے اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہیں جس میں تین صاع پانی آتا ہے) اور میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ سفیان نے کہا: فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے، باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی باجماع جائز ہے اور مرد کا طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں۔ بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں۔ بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت میں لے گئی ہو۔ اور اس کو استعمال کیا ہو، اور عبداللہ بن سرجس اور حسن بصری رحمہ اللہ سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید بن مسیب اور حسن سے مطلق کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیبیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کیا اور خلوت کو اس میں کوئی دخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے۔ ائمہ حدیث (جیسے بخاری) نے اس کو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضاء سے گرا ہو وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کیلئے ہے۔ واللہ اعلم (النیل)۔

(۷۲۸) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوْهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرَ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ فَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ: وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَأْخُذْنَ مِنْ رُؤُوْسِهِنَّ حَتَّى تَكُوْنَ كَالْوَفْرَةِ.

[بخاري: ٢٥١؛ نسائي: ٢٢٧]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی (دودھ کے ناتے کا) بھائی (عبداللہ بن یزید) ان کے پاس گئے اور غسل جنابت کے متعلق پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیوں کر غسل کرتے تھے؟ انہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں صاع بھر پانی آتا تھا اور نہائیں اور ان کے بیچ میں ایک پردہ تھا۔ انہوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی بی بیاں اپنے بال کترا تی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ ان کے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ عبداللہ تو رضائی بھائی تھے اور ابوسلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو دودھ پلایا تھا اور یہ دونوں محرم ہیں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے۔

حدیث میں وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا: وفرہ لمہ سے بڑھ کر ہے اور لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک ہوں۔ اور وں نے کہا: وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک ہوں، ابوحاتم نے کہا: وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: عرب کی عورتیں تو چوٹیاں نکالا کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی بی بیوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد شاید ایسا کیا ہو عادت پر مستمر رہنے کے ترک کرنے کی کیا وجہ تھی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نووی رحمہ اللہ نے کہا: قاضی عیاض رحمہ اللہ کی طرح اور علما نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہوتا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے۔ (انتہی)۔

(۷۲۹) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِيَمِيْنِهٖ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَى الْاَذٰى الَّذِیْ بِهٖ بِيَمِيْنِهٖ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهٖ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِكَ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّنَحْنُ جُنُبَانِ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے بدن پر جو نجاست ہوتی اس کو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۷۳۰) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِیَ وَالنَّبِیُّ ﷺ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ اَمْدَادٍ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس میں تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مراد یہ ہے کہ ہر ایک کیلئے تین مد پانی لیا جاتا یا مد سے مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جس میں فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت میں ہوا ہوگا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ ﷺ غسل کرتے اور ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت میں پانچ مکوک کا بیان ہے غسل میں اور ایک مکوک کا وضو میں اور ایک روایت میں ایک صاع غسل کیلئے اور ایک مد وضو کیلئے آیا ہے اور ایک روایت میں ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا، بہر حال طہارت کیلئے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

(۷۳۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَيْدِيْنَا فِيْهِ مِنَ الْجَنَابَةِ [بخاری: ۲۶۱]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے، دونوں کے ہاتھ اس میں پڑتے جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا۔

(۷۳۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ. بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِیْ حَتّٰى اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ: وَهُمَا جُنُبَانِ [نسائی: ۲۳۸، ۴۱۲]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے جو میرے اور آپ ﷺ کے بیچ میں ہوتا آپ ﷺ جلدی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی: تھوڑا پانی میرے لئے چھوڑ دو اور دونوں جنبی ہوتے۔

(۷۳۳) عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِیَ وَالنَّبِیُّ ﷺ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ. [ترمذی: ۱۶۲؛ نسائی: ۲۳۶؛ ابن ماجہ: ۳۷۷]

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور نبی کریم ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٧٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ. [بخاری:٢٥٣]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میمونہ کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے۔

(٧٣٥) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ. [بخاری:٣٢٢، ١٩٢٩؛ ابن ماجه:٣٨٠]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے۔

○ ○ ○ ○

(٧٣٦) عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ. [بخاری: ٢٠١؛ ابوداود: ٩٥؛ ترمذی: ٦٠٩؛ نسائی: ٧٣، ٢٢٩، ٣٤٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے۔ (مکوک سے مراد مد ہے)

○ ○ ○ ○

(٧٣٧) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ. [راجع:٧٣٢]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک غسل کرتے۔

○ ○ ○ ○

(٧٣٨) عَنْ سَفِينَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُهُ الصَّاعَ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوَضِّؤُهُ الْمُدُّ. [ترمذی: ٥٦؛ ابن ماجه: ٢٦٧]

سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جنابت سے غسل کرتے وقت ایک صاع پانی سے غسل کرتے اور وضو کرتے وقت ایک مد پانی کیساتھ۔

○ ○ ○ ○

(٧٣٩) عَنْ سَفِينَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ. [راجع:٧٣٨]

سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ کو صحابی کہا اور ابوبریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفینہ اور مجھے اس کی روایت کا اعتبار نہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس صورت میں امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اور حدیثوں کی متابعت کے طور پر نقل کیا، نہ اس پر اعتماد کر کے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا.

باب: سر وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان۔

(٧٤٠) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ [illegible]

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے غسل میں۔ بعض نے کہا: ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں ایسے ایسے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر

احکام اور مسائل پر اردو کی سب سے متنوع و مستند لائبریری پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُفِيضُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثَ اَكُفٍّ)).

[بخاری: ٢٥٤؛ ابوداود: ٢٣٩؛ نسائی: ٢٥٠، ٤٢٣؛ ابن ماجه: ٥٧٠؛ مختصراً]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضاء کو اور جیسے وضو میں تین تین بار ہر ایک عضو کو دھونا مستحب ہے اسی طرح غسل میں۔

(٧٤١) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ: ((اَمَّا اَنَا فَاُفْرِغُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثًا)). [راجع: ٧٤٠]

جبیر بن معظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔''

(٧٤٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ سَاَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: اِنَّ اَرْضَنَا اَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ؟ فَقَالَ: ((اَمَّا اَنَا فَاُفْرِغُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثًا)) قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِيْ رِوَايَتِهِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ وَقَالَ: اِنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ثقیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ملک سرد ہے تو غسل کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔'' (زیادہ پانی بہانا ضروری نہیں)

○ ○ ○ ○

(٧٤٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: اِنَّ شَعْرِيْ كَثِيْرٌ قَالَ جَابِرٌ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ اَخِيْ! كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَاَطْيَبَ.

[ابن ماجه: ٥٧٧]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے۔ حسن نے کہا: میرے تو بال بہت ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ حُكْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ.

باب: عورتیں غسل میں چوٹیاں کھولیں یا نہ کھولیں۔

(٧٤٤) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِيْ اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: ((لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيْ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ)). [ابوداود: ٢٥١؛ ترمذی: ١٠٥؛ نسائی: ٢٤٣؛ ابن ماجه: ٦٠٣]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کیلئے اس کو کھولوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب سب بالوں کو پانی پہنچ جائے اندر اور باہر تو اس کا کھولنا ضروری نہیں اور جو بن کھولے پانی نہ پہنچے تو کھولنا چاہیے۔ اور نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضروری ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضروری نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اس کا بھی حکم عورت کا سا ہے۔ انتہیٰ۔

(٧٤٥) عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: ((لَا)). ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع: ٧٤٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ ام سلمہ نے کیا کہا کہ میں اپنی چوٹی کو غسل حیض اور غسل جنابت کے لیے کھولوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“

○ ○ ○ ○

(٧٤٦) عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ. [راجع: ٧٤٤]

اس سند سے بھی وہی حدیث آئی ہے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(٧٤٧) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو هٰذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ. [نسائي: ٤١٤، ابن ماجه: ٦٠٤]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت، تو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہنچ سکے یا ان کا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جیسے نخعی رحمہ اللہ سے ہم نے نقل کیا اور ان کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نہ پہنچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور احتیاط کے ہوگا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ.

باب: جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے۔

(٧٤٨) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا؟ قَالَ: فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے سکھایا اس کو غسل کرنا پھر فرمایا: مشک لگا ہوا ایک ٹکڑا لے اور اس سے پاکی

محدث دار الحدیث محمدیہ، مفت آن لائن مکتبہ متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ)) وَاسْتَتَرَ۔ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ۔ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ: فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَارَ الدَّمِ. [بخاري: ٣١٤، ٣١٥، ٧٣٥٧؛ نسائي: ٢٥١، ٤٢٥]

کر۔'' وہ بولی: کیسے پاکی کروں۔ آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ (تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہیں سمجھتی) پاکی کر اس سے۔'' اور آڑ کر لی آپ ﷺ نے۔ سفیان نے بتلایا ہم کو ہاتھ اپنا منہ پر رکھ کر (یعنی شرم سے آپ ﷺ نے ایسا کیا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول اللہ ﷺ کا مطلب میں پہچان گئی تھی۔ میں نے کہا: اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا۔ (یعنی شرمگاہ پر)

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کیلئے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے۔ بعض نے کہا کہ مشک کے استعمال سے نفلہ جلدی ٹھہرتا ہے۔ جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن باکرہ کو فرج کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں اور ثیبہ کو اتنی دور تک پانی پہنچانا واجب ہے جس قدر جماعت کیلئے بیٹھنے میں کھلتا ہے۔

(٧٤٩) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ؟ فَقَالَ: ((خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا)) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ. [راجع: ٧٤٨]

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک عورت نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میں حیض کا غسل کس طرح کروں آپ نے فرمایا: خوشبودار روئی لے کر پاکیزگی حاصل کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٧٥٠) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ؟ فَقَالَ: ((تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا)) فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: وَكَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! تَطَهَّرِينَ بِهَا)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ: ((تَأْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ أَوْ تُبْلِغُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے، حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھوئے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔'' اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: کیسے پاکی کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ پاکی کرے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے۔ پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النِّسَاءَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ. [ابوداود: ٣١٤، ٣١٥، ٣١٦؛ابن ماجه: ٦٤٢]

نے کہا: انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں۔ وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں (اور یہی لازم ہے کیوں کہ شرم، گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)۔

(٧٥١) عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ: قَالَ: ((سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِي بِهَا)) وَاسْتَتَرَ. [راجع: ٧٥٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٧٥٢) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ! كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ؟ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ. [راجع: ٧٥٠]

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اسماء بنت شکل آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ جب ہم میں سے کوئی حیض کا غسل کرے تو کیسے کرے؟ باقی الفاظ اس حدیث کے گزشتہ حدیث میں گزر چکے ہیں مگر اس میں غسل جنابت کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا.

باب: مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال۔

فائدہ: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے ہیں اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ میں سے نکلتا ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے۔ مستحاضہ سے وطی درست ہے، اگرچہ خون جاری ہو۔ ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین رحمہ اللہ کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس وقت جماع کرے جب خاوند کو زنا میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اس کی وہ ہے جو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاوندان سے جماع کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قراءت اور مس صحف اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر میں اور ساری عبادات میں مثل پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھولے اور فرج میں ایک کپڑا روئی رکھ لے۔ اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑھنے کے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے۔ لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے ادا ہو یا قضا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر نماز کے وقت پر وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرض نمازیں چاہے پڑھے۔ اور ربیعہ اور مالک رحمہما اللہ کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے۔ اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کیلئے ہمارے نزدیک درست نہیں اور ابوحنیفہ کے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز کیلئے غسل کرے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے۔ اور ابن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور مستحاضہ دو قسم پر ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن رات سے کم، دوسرے جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے۔ اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت معتادہ ہو یعنی شروع میں اس کو جو آیا دنوں کا حیض کا خون دیکھا اور ایک عادت مقرر کر لی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ⑥ ⑥)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) ہمارے نزدیک اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ۔ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اتنا حیض گنا جائے گا اور باقی استحاضہ۔ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو کہ کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو۔ اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو۔ (نووی رحمہ اللہ معززیادہ واختصار)۔

(۷۵۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ؟ قَالَ: ((لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي)). [بخاری: ۲۲۸؛ ترمذی: ۱۲۵؛ نسائی: ۳۵۷؛ ابن ماجہ: ۶۲۱]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے استحاضہ ہو گیا ہے، میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض کا نہیں ہے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دے۔ پھر حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اس پر اتفاق ہے۔ اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اس کی آواز حاجت کے وقت غیر سن سکتا ہے۔ (انتہی)

(۷۵۴) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنْ جَرِيرٍ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ أَسَدٍ وَهِيَ إِمْرَأَةٌ مِنَّا قَالَ: وَفِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ زِيَادَةُ حَرْفٍ تَرَكْنَا ذِكْرَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث آئی ہے کچھ الفاظ کی تبدیلیوں کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۷۵۵) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ. قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ: ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ: أُمَّ حَبِيبَةَ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: مجھے استحاضہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خون ایک رگ کا ہے۔ تو غسل کر اور نماز پڑھ۔'' پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کیلئے۔ لیث نے کہا: ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم کیا ہر نماز کیلئے غسل کرنے کا بلکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خود ایسا کیا۔ ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں بلکہ صرف جحش کی بیٹی کا ذکر ہے۔

(ابوداود: ۲۹۰؛ ترمذی: ۱۲۹؛ نسائی: ۳۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(٧٥٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ - خَتَنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ - اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَحَدَّثَ بِذٰلِكَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ بِهٰذِهِ الْفُتْيَا وَاللّٰهِ! إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّي [بخاري: ٣٢٧؛ ابوداود: ٢٨٥؛ نسائي: ٢٠٣، ٢٠٤، ٢٠٥؛ ابن ماجه: ٦٢٦ مطولاً]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو جو سالی تھیں رسول اللہ ﷺ کی اور بی بی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہا کی، سات برس تک استحاضہ رہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ ایک کٹھرے میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھڑی میں تو خون کی سرخی پانی پر آ جاتی (اس قدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا: میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمن سے بیان کی انہوں نے کہا: اللہ رحم کرے ہندہ پر، کاش وہ یہ فتویٰ سن لیتی۔ اللہ کی قسم! وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے سے (یعنی اس کو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی)۔

○ ○ ○ ○

(٧٥٧) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِلٰى قَوْلِهِ: تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. [راجع: ٧٥٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں، ان کو سات سال سے استحاضہ کا مرض تھا، باقی حدیث عمرو بن حارث کی حدیث کی طرح ہے اس قول تک کہ خون کی سرخی پانی پر غالب آ جاتی اور اس کے بعد کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٧٥٨) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ [راجع: ٧٥٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بنت جحش مستحاضہ تھیں سات سال تک، مذکورہ بالا حدیث کی طرح۔

○ ○ ○ ○

(٧٥٩) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّمِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)). [راجع: ٧٥٦]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کے بارے میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ان کے نہانے کا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اتنے دنوں ٹھہری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا (یعنی عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے) پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔''

(٧٦٠) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت جحش جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabostunnat.com

فَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا: ((امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ. [ابوداود: ۲۷۹؛ نسائی: ۲۰۷، ۳۵۱]

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال۔'' تو وہ ہر نماز کیلئے غسل کیا کرتیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جحش کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک زینب جن سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ دوسری ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ بعض نے کہا کہ جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعض نے کہا کہ فقط ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیماری تھی۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُوْنَ الصَّلٰوةِ.

باب: حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے۔

(۷۶۱) عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلٰوةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ. [بخاری: ۳۲۱؛ ابوداود: ۲۶۲، ۲۶۳؛ ترمذی: ۱۳۰؛ نسائی: ۳۸۰، ۲۳۱۷؛ ابن ماجہ: ۶۳۱]

معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو؟ انہوں نے کہا: کیا تو حروری ہے؟ ہم میں سے جس کو حیض آتا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس کو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حروری نسبت ہے حروراء کی طرف اور حروراء ایک گاؤں ہے کوفہ میں دو میل پر۔ پہلے پہل خارجی وہیں اکٹھے ہوئے تھے۔ ان خارجیوں نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔ مگر روزوں کی قضا واجب ہے۔

(۷۶۲) عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَحِضْنَ فَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَجْزِينَ؟ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: تَعْنِي يَقْضِينَ [راجع: ۷۶۱]

معاذہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، کیا حائضہ نماز کی قضا کرے۔ انہوں نے کہا: کیا تو حروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیبیاں حائضہ ہوتیں پھر کیا آپ ﷺ ان کو نماز کی قضا کا حکم کرتے؟

○ ○ ○ ○

(۷۶۳) عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ

معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ أَسْأَلُ قَالَتْ: كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ. [راجع: ٧٦١]

وجہ ہے جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا: تو حروری تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں میں تو پوچھتی ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم عورتوں کو حیض آتا پھر حکم ہوتا، روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی۔ ورنہ بڑا حرج ہوتا اس لئے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض ہے۔ سال بھر میں صدہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے چار پانچ روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں۔

بَابُ تَسَتُّرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَّنَحْوِهٖ.

باب: غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کر لے۔

(٧٦٤) عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ. [بخاري: ٢٨٠، ٣٥٧، ٣١٧١، ٦١٥٨؛ ترمذي: ٢٧٣٤، ١٥٧٩؛ نسائي: ٢٢٥؛ ابن ماجه: ٤٢٥]

ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا۔ آپ ﷺ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ ﷺ پر ایک کپڑے کی آڑ کئے ہوئے تھیں۔

○ ○ ○ ○

(٧٦٥) عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰى. [راجع: ٧٦٤]

ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ مکہ کے بلند جانب میں تھے، غسل کرنے کیلئے اٹھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک کپڑے کی آڑ آپ ﷺ پر کی پھر آپ ﷺ نے اپنا کپڑا لے کر لپیٹا پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں ہیں اور یہ سنت ہیں۔

(٧٦٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِنْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى. [راجع: ٧٦٤]

دوسری سند سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ نے کپڑے کے ساتھ پردہ کر رکھا تھا جب آپ نے غسل کر لیا تو اسی کپڑے کو لے کر لپیٹ لیا اور آٹھ رکعتیں چاشت کی ادا کیں۔

○ ○ ○ ○

(٧٦٧) عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ. [راجع: ٧٦٢]

ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے پانی رکھا اور آپ ﷺ کو پردہ کیا تو آپ ﷺ نے غسل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فرمایا۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ.

باب: دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

(۷۶۸) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جس کا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

[ابوداود: ۴۰۱۸؛ ترمذی: ۲۷۹۳؛ ابن ماجه: ۶۶۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اس طرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بدن میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع۔ مگر اس میں سے خاوند اور لونڈی کا مالک مستثنیٰ ہے۔ خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے۔ سوائے شرمگاہ کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو وہ دونوں مثل بیوی اور خاوند کے ہیں اور اگر محرم ہیں جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ آزاد عورت کے مثل ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی لونڈی کے ہے۔ اب مرد کو اپنی محرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست ہے۔ اور بعض نے کہا اتنے ہی بدن کا درست ہے جتنا کام کاج کرنے میں کھلتا ہے۔ اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے زیر ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہے یہی صحیح ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ستر میں داخل ہے۔ تیسرے یہ کہ ناف ستر ہے اور گھٹنا ستر نہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہیں مگر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسی طرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور بعض کے نزدیک عورت آزاد کو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے۔ مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت اتنی ہو تو کچھ فرق نہیں آتا اور لونڈی میں اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل محرم عورت کے ہے۔ اسی طرح حرام ہے مرد کو خوب صورت بے ریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو۔ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اوپر بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے بیچتے کھوٹتے علاج گواہی کے وقت پر۔ شہوت سے اس وقت بھی حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوائے اپنی بی بی اور لونڈی کے یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی بیٹی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹنے کی ممانعت ہے یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی درست نہیں اور لوگ حمام میں اکثر ایسی خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان باتوں سے بچنا چاہیے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو منع کرنا چاہیے۔ اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو۔ اور تنہائی میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے مگر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۷۶۹) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا: مَكَانَ عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْأَةِ. [راجع: ۷۶۸]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ عُرْيَانًا

باب: تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِي الْخَلْوَةِ.

(٧٧٠) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْءَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوسٰى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ مُوسٰى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ قَالَ: فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ قَالَ: فَجَمَعَ مُوسٰى ﷺ بِإِثْرِهِ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ! ثَوْبِي حَجَرُ! حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلٰى سَوْءَةِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا بِمُوسٰى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتّٰى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ: فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسٰى بِالْحَجَرِ.

[بخاري: ٢٧٨؛ وانظر في مسلم: ٦١٤٦]

ہمام بن منبہ سے روایت ہے، یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیں محمد رسول اللہ ﷺ سے سن کر پھر بیان کیں، انہوں نے کئی حدیثیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے، ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے میں نہاتے تھے۔ لوگوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے۔ ان کو تو فتق کی بیماری ہے (یعنی خصیے بڑھ جانے کی) ایک بار موسیٰ علیہ السلام نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے۔ وہ پتھر (خود بخود اللہ کے حکم سے) ان کے کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے: اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ان میں تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت پتھر کھڑا ہو گیا اور انہیں خوب دیکھا گیا پھر انہوں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور (غصے سے) پتھر کو مارنا شروع کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کی ماروں کا نشان ہے سات یا چھ ماروں کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہمارے زمانہ کے بعض احمق لوگ ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ خلاف عقل نہیں زمین اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بے جان ہیں۔ رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے۔ تنہائی میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت۔ اور لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہرگز درست نہیں لیکن علما نے کہا کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہبند باندھنا مستحب ہے اور ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے اس حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے۔ اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی۔ جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے بھی کافی ہے عمل کرنے کیلئے بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہو۔ اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو۔ لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کیا کرتے ہیں۔ (انتہی)۔

بَابُ الْإِعْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ.

باب: ستر ڈھانپنے میں احتیاط رکھنا۔

(٧٧١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر ڈھونے لگے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اِجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: ((إِزَارِي إِزَارِي)) فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ. قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ: عَلَى عَاتِقِكَ.

کیلئے۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا، اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان سے لگ گئیں پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میری ازار میری ازار'' انہوں نے آپ ﷺ کی ازار باندھ دی۔ ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے۔

[بخاری:۱۵۸۲، ۳۸۲۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بچپن ہی سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اترا اور اس نے آپ کی ازار باندھ دی۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

(۷۷۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ: ابْنَ أَخِي! لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبِكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ: فَمَا رُؤِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا. [بخاری:۳۶۴]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کیلئے اور آپ ﷺ تہہ بند باندھے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آپ ﷺ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے! تم اپنی ازار اتار کر مونڈھے پر ڈال لو تو اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی، اسی وقت غش کھا کر گرے۔ پھر اس دن سے آپ ﷺ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

○ ○ ○ ○

(۷۷۳) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمِلُهُ ثَقِيلٌ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ: فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتّٰى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً)) [ابوداود:۴۰۱۶]

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور ہلکی ازار پہنے تھا۔ وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر رکھ نہ سکا۔ یہاں تک کہ اس کی جگہ پر لے گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جا اور اپنا کپڑا اٹھا، اور ننگے مت چلا کرو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْبَوْلِ.

باب: پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا۔

(۷۷۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ [قال ورايت سے ممزوج، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے ایک بار رسول اللہ ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا، پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کروں گا اور آپ ﷺ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور کے درختوں کی آڑ پسند تھی۔ (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے۔)

www.kitabosunnat.com

حَدِيْقِهِ: يَعْنِيْ حَائِطَ نَخْلٍ.

[ابوداود:۲۵۴۹؛ ابن ماجه:۳۴۰]

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْجِمَاعَ كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لَايُوْجِبُ الْغُسْلَ اِلَّا اَنْ يَّنْزِلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانِ نَسْخِهٖ وَاَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ.

باب: اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا تھا، جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور اب جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(۷۷۵) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ اِلٰى قُبَاءٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِيْ بَنِيْ سَالِمٍ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ اِزَارَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَعْجَلْنَا الرَّجُلَ)). فَقَالَ: عِتْبَانُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْجَلُ عَنِ امْرَاَتِهٖ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا مسجد قباء کی طرف۔ جب ہم بنی سالم کے محلے میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اس کو آواز دی، وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے اس کو جلدی میں ڈالا۔'' عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جائے اور منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (یعنی غسل کرے یا نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی (یعنی نہانا) پانی سے (یعنی منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اب امت کا اجماع ہے اس پر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اسی طرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعض نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر اب یہ حدیث ((اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ)) کی منسوخ ہے یعنی اوائل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا۔ لیکن بعد میں غسل واجب کیا گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنی اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۷۷۶) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ)). [ابوداود:۲۱۷]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی سے پانی واجب ہوتا ہے۔''

(۷۷۷) عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْسَخُ حَدِيْثُهٗ بَعْضُهٗ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ بَعْضُهٗ بَعْضًا.

ابوالعلاء بن شخیر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ کر دیتی ہے۔ جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مسلم رحمہ اللہ کی غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ ((انما الماء من الماء)) کی حدیث منسوخ ہے دوسری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱) گزشتہ سے پیوستہ (۱) ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے۔ (۲) دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے۔ (۳) تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے۔ (۴) یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں۔ (۴) چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے، اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے۔

(۷۷۸) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ: ((لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ فَلاَ غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ)). وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ. [بخاری: ۱۸۰؛ ابن ماجہ: ۶۰۶]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے مکان پر گزرے۔ اس کو بلایا، وہ نکلا اور اس کے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی۔'' اس نے کہا: ہاں یارسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جلدی کرے (بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے، صرف وضو کرے۔''

○ ○ ○ ○

(۷۷۹) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ؟ فَقَالَ: ((يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي)). [بخاری: ۲۹۳]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے، پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دھو ڈالے اس کو جو لگا عورت سے (یعنی ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(۷۸۰) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لاَ يُنْزِلُ قَالَ: ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)). [راجع: ۷۷۹]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص بی بی سے جماع کرے اور اس کو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے۔''

(۷۸۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: ((يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلاَةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ)) قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [بخاری: ۱۷۹، ۲۹۲]

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۷۸۲) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۷۷۹]

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

بَابُ نَسْخِ ((الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ)) وَوُجُوبِ الْغُسْلِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ

باب: (صرف منی سے غسل واجب ہے) کے نسخ کا اور وجوب غسل بالتقاء ختانین کا بیان

محکم و مدلل مضامین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۷۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْغُسْلُ)) وَفِیْ حَدِیْثِ مَطَرٍ: ((وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ)) قَالَ زُهَیْرٌ مِنْ بَیْنِهِمْ: ((بَیْنَ اَشْعُبِهَا الْاَرْبَعِ)). [بخاری: ۲۹۱؛ ابوداود: ۲۱۶؛ نسائی: ۱۹۱؛ ابن ماجه: ۶۱۰]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے۔ (چاروں کونوں سے ہاتھ پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنی دخول کرے) تو غسل واجب ہوگیا مرد پر۔'' مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے: ''اگرچہ انزال نہ ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جائے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوگا اور اس میں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے۔ پہلے البتہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس میں اختلاف تھا۔ لیکن بعد میں اجماع ہوگیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کی دبر میں غائب ہو جائے یا کسی جانور کی فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور مردہ ہو یا سمن ہو بھولے سے یا قصداً زبردستی سے ہو یا اختیار سے۔ اسی طرح اگر سور ہا اور عورت اس کا ذکر اپنی فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کوا منتشر ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ ان سب صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی ان میں سے نابالغ ہو تو اس پر واجب نہیں لیکن وہ جنبی ہوگا اور جو وہ تمیز دار ہو تو اس کے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اس کو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کیلئے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضروری نہیں اور جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر۔ انتہیٰ مختصراً۔

(۷۸۴) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَةَ: ((ثُمَّ اجْتَهَدَ)) وَلَمْ یَقُلْ: ((وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ)) [راجع: ۷۸۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے کچھ الفاظ کی تبدیلی کیساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۷۸۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ: اخْتَلَفَ فِیْ ذٰلِكَ رَهْطٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّوْنَ: لَا یَجِبُ الْغُسْلُ اِلَّا مِنَ الدَّفْقِ اَوْ مِنَ الْمَآءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ: بَلْ اِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ: فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی: فَاَنَا اَشْفِیْكُمْ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَاْذَنْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَاُذِنَ لِیْ فَقُلْتُ لَهَا: یَا اُمَّاهْ اَوْ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنْ شَیْءٍ وَاِنِّیْ اَسْتَحْیِیْكِ فَقَالَتْ: لَا تَسْتَحْیِیْ اَنْ تَسْاَلَنِیْ عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ اُمَّكَ الَّتِیْ وَلَدَتْكَ فَاِنَّمَا اَنَا اُمُّكَ قُلْتُ:

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اختلاف کیا اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے، انصار نے کہا: غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا: جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری تسلی کئے دیتا ہوں ٹھہرو، میں اٹھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دی میں نے کہا: اے ماں یا مسلمانوں کی ماں! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مت شرم کر تو اس بات کے پوچھنے میں جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے، جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا میں بھی تو تیری ماں ہوں (کیوں کہ حضرت کی بیبیاں مؤمنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا: غسل کس سے واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: تو نے اچھے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سَقَطَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)).

چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے مل جائے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا ختنہ اوپر ہوتا ہے۔ جماع میں وہ نہیں لگتا۔ اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھوئے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں۔

(۷۸۶) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ؟ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَفْعَلُ ذٰلِكَ أَنَا وَهٰذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ)).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے، پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے تو کیا دونوں پر غسل واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اور یہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں۔"

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ایسی باتیں آدمی بی بی سے کر سکتا ہے۔ اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو۔ آپ ﷺ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جائے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب۔ جو کھانا آگ پر پکا ہو، اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مسلم رحمہ اللہ نے اس باب میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جس سے وضو کا لازم ہونا آگ کے پکے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا یہی قول ہے کہ آگ کے پکے ہوئے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور یحییٰ رحمہ اللہ اور ابو ثور رحمہ اللہ اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ اور ابو قلابہ رحمہ اللہ اور ابو طلحہ سے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(۷۸۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)). [نسائی:۱۷۹]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: "وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔"

(۷۸۸) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ: إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارٍ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَوَضَّؤُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

ابن شہاب نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا، انہوں سے عبداللہ بن ابراہیم سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا۔ انہوں نے کہا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لئے وضو کرتا ہوں۔ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: "وضو کرو اس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۷۸۹) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ ان سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ سعید نے کہا: میں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا وضو کے متعلق آگ سے پکے ہوئے کھانے سے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

باب: آگ سے پکے ہوئے کھانے کے بعد وضو کے نسخ کا بیان۔

(۷۹۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[بخاری: ۲۰۷؛ ابوداود: ۱۸۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۷۹۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَرْقًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَوْ لَمْ يَمَسَّ مَاءً. [ابن ماجه: ٤٩٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا یا پانی نہیں چھوا۔

○ ○ ○ ○

(۷۹۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[بخاری: ۲۰۸، ۶۷۵، ۲۹۲۳، ۵۴۰۸، ۵۴۲۲، ۵۴۶۲؛ ترمذی: ۱۸۳۶؛ ابن ماجه: ۴۹۰]

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے۔

(۷۹۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ وَطَرَحَ الْبَكِينَ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۷۹۲]

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے، اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے۔ آپ ﷺ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(۷۹۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ. [راجع: ۷۹۲]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabostmaz.com

(۷۹۵) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ [بخاری:۲۱۰]

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۷۹۶) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِذٰلِكَ. [راجع:۷۹۲]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۷۹۷) عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ: أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں گواہ ہوں میں خود رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی اوجڑی بھونتا (آپ ﷺ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

(۷۹۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ دَسَمًا)). [بخاری:۲۱۱، ۵۶۰۹؛ ابوداود:۱۹۶؛ ترمذی:۱۸۹؛ نسائی:۱۸۷؛ ابن ماجہ:۴۹۸]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا، پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا: ''دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: کلی کرنا اس کے بعد مستحب ہے۔ اسی طرح ہر ایک کھانے پینے کی چیز سے تا کہ نماز کے وقت کچھ منہ میں نہ رہ جائے جس کے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جائے۔ اور اختلاف کیا ہے علمانے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو۔ میل کچیل اور نجاست سے اسی طرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً خشک ہو اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ کھانے کے واسطے ہاتھ دھونا مستحب نہیں مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضروری ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۷۹۹) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ. [راجع:۷۹۸]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۸۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأُتِيَ بِهَدِيَّةٍ: خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأَكَلَ ثَلٰثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے کپڑے پہنے، پھر نماز کو نکلے اس وقت ایک شخص آپ ﷺ کے پاس تحفہ لایا گوشت اور روٹی کا آپ ﷺ نے تین لقمے کھالئے، پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

(۸۰۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيْهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: صَلّٰى وَلَمْ يَقُلْ: بِالنَّاسِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس سند سے بھی منقول ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے اس فعل کی گواہی دی اور کہا کہ نماز پڑھی لوگوں کو پڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَتَرْكِهِ مِنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْإِبِلِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ

باب: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا اور اونٹ کا گوشت کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْإِبِلِ.

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور یحییٰ رحمہ اللہ اور ابن منذر رحمہ اللہ اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور اہلحدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(٨٠٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ)) قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ)) قَالَ: أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا)).

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے، کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چاہے کر چاہے نہ کر۔'' پھر اس نے پوچھا: اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کر اونٹ کے گوشت سے۔'' اس نے کہا: بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔'' اس نے کہا: اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

[ابن ماجه:٤٩٥ مختصراً]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ نمازی کو کچھ صدمہ پہنچے اور بکریوں کے باڑے میں اس کا ڈر نہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔

(٨٠٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ.

[راجع:٨٠٢]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ.

باب جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

(٨٠٤) عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: ((لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا: هُوَ عَبَّادُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ. [بخاري:١٣٧، ٧٧٥، ٢٠٥٦؛ ابوداود:١٧٦؛ نسائي:١٦٠؛ ابن ماجه:٥١٣]

سعید اور عباد بن تمیم نے عباد کے چچا سے روایت کیا کہ شکایت کی گئی رسول اللہ ﷺ سے، کبھی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز میں کہ اس کو حدث ہوا (یعنی گمان ہوتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز کو نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے۔'' ابوبکر اور زہیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا یعنی عبداللہ بن زید۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے، اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جس کے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہیں ہو سکتی ہے جیسے طہارت جو یقینی تھی حدث کے گمان سے مٹ نہیں سکتی۔ ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے۔ اگر شک نماز کے باہر ہو اور نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں۔ اور دوسری یہ کہ دونوں صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے۔ (انتہیٰ مختصراً)

(٨٠٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اس کو شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنی ہوا خارج ہوئی یا نہیں) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے۔'' (یعنی یقین نہ ہو حدث ہونے کا)

○ ○ ○ ○

بَابُ طَهَارَةِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ.

باب: مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

(٨٠٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ؟)) فَقَالُوْا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)).

[بخاری: ١٤٩٢، ٢٢٢١، ٥٥٣١؛ ابوداود: ٤١٢٠، ٤١٢١؛ نسائی: ٤٢٤٦، ٤٢٤٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ میں دی وہ مر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا: ''تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی۔ دباغت کر کے کام میں لاتے۔'' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ مردار تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مردار کا صرف کھانا حرام ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نہ کہ اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس باب میں علما کے سات مذہب ہیں ایک شافعی رحمہ اللہ کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اندر اور باہر سے اور تر اور خشک ہر ایک چیز سے اس کا استعمال درست ہے سوائے کتے اور سور کے دوسرا یہ کہ کوئی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ سے یہی مروی ہے۔ تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک نہیں ہوتی۔ اوزاعی رحمہ اللہ اور ابن مبارک رحمہ اللہ اور ابوثور رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ چوتھا سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے، ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ پانچواں یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور تر چیز میں اس کا استعمال درست نہیں۔ مالک رحمہ اللہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔ چھٹا یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے یہی قول ہے داؤد ظاہری رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا۔ ساتواں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اٹھانا درست ہے اگرچہ اس کی دباغت نہ ہو۔ زہیر رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ (انتہیٰ مختصراً)

(٨٠٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مردار بکری دیکھی، جو میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا۔'' لوگوں نے کہا: وہ مردار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِجِلْدِهَا؟)) قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ: ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)) (راجع:٨٠٦)

ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''مردار کا کھانا حرام ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٨٠٨) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ رِوَايَةِ يُونُسَ. (راجع:٨٠٦)

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٠٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ؟))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پڑی ہوئی بکری دیکھی جو میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ان لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اٹھاتے۔''

(٨١٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ؟)). (نسائي:٤٢٤٩)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور پلا تھا وہ مرگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی اس کو کام میں لاتے۔''

(٨١١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ: ((أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا؟)). [ابوداود: ٤١٢٠؛ نسائي: ٤٢٤٥، ٤٢٤٦؛ ابن ماجه: ٣٦١٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا (وہ مری پڑی تھی آپ ادھر سے نکلے) تو فرمایا: ''تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا۔''

○ ○ ○ ○

(٨١٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ)).

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب کھال پر دباغت ہوگئی تو وہ پاک ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔نووی رحمہ اللہ نے کہا: دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھا دے اور اس کی بدبو دور کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے پھٹکری وغیرہ دواؤں سے اور صرف دھوپ میں سکھانے سے دباغت نہیں ہوتی۔اور حنفیوں کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال دباغت سے پاک ہوگئی تو اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور اس کے کھانے میں تین قول ہیں۔صحیح یہ ہے کہ کھانا اس کا جائز نہیں۔

(٨١٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ يَعْنِي حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى. [ابوداود: ٤١٢٣؛ ترمذي: ١٧٢٨؛ نسائي: ٤٢٥٢، ٤٢٥٣؛ ابن ماجه: ٣٦٠٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨١٤) عَنْ أَبِي الْخَيْرِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ فَرْوًا فَمَسِسْتُهُ فَقَالَ:

ابوالخیر سے روایت ہے، میں نے ابن وعلہ کو ایک پوستین پہنے دیکھا میں نے اس کو چھوا۔انہوں نے کہا: کیوں چھوتے ہو کیا اس کو نجس جانتے ہو؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مَالَكَ تَمَسُّهُ؟ قَدْ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ: إِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوْسُ نُؤْتَى بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوْهُ وَنَحْنُ لَانَأْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَأْتُوْنَنَا بِالسِّقَاءِ يَجْعَلُوْنَ فِيْهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((دِبَاغُهُ طُهُوْرُهُ)). [راجع:٨١٢]

میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں، وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں ذبح کر کے۔ ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں ان میں چربی ڈال کر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔'' (یعنی چمڑے پر جب دباغت ہوگئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو)

(٨١٥) عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ: إِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِيْنَا الْمَجُوْسُ بِالْأَسْقِيَةِ فِيْهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ: اشْرَبْ فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ تَرَاهُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((دِبَاغُهُ طُهُوْرُهُ)). [راجع:٨١٢]

ابن وعلہ سبائی سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں۔ وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لے کر آتے ہیں پانی کی، ان میں چربی پڑی ہوتی ہے تو انہوں نے کہا: کھا پی لو۔ میں نے کہا: کیا تم اپنی رائے سے کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''دباغت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔''

بَابُ التَّيَمُّمِ.

باب: تیمم کا بیان۔

فائدہ: تیمم ثابت ہے کتاب اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علما نے اختلاف کیا ہے اس کی کیفیت میں۔ اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو ماریں ضروری ہیں۔ ایک مار منہ کے لیے اور ایک مار دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک اور یہی مروی ہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے سے اور علما کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک مار کافی ہے مسح کرے اس سے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر رحمہم اللہ اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بغلوں تک ضروری ہے اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تین ماریں چاہئیں۔ ایک منہ کے لیے، دوسری دو ہتھیلیوں کے لیے، تیسری ہاتھوں کے لیے اور حدث اصغر یعنی وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے۔ اسی طرح حدث اکبر یعنی جنابت سے بھی اور اس میں کسی نے خلاف نہیں کیا۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے مراد یہ امر جنابت ہے تیمم جنابت سے درست ہے اور جب جنبی تیمم سے نماز پڑھ لے، پھر پانی پائے تو اس پر غسل واجب ہے باتفاق علما اور مسافر کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو صرف تیمم سے نماز پڑھ لے تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اس کے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابوثور رحمہم اللہ نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضروری نہیں اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری رحمہم اللہ کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا جس پر غبار ہو ضروری ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر دھویا ہوا چونا وغیرہ اور مالکی لوگوں نے لکڑی پر بھی جائز رکھا ہے اسی طرح برف پر۔ واللہ اعلم (انتہی مختصراً مع زیادہ)

(٨١٦) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالُوْا: أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ: فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ. [بخاری: ٣٤٤، ٣٦٧٢، ٤٦٠٧، ٦٨٤٤، ٥٢٥٠؛ نسائی: ٣٠٩]

سفر میں نکلے، جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے (بیداء اور ذات الجیش یہ دونوں جگہوں کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم دیکھتے نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے رسول اللہ ﷺ کو ٹھہرایا اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں نہ ان کے ساتھ پانی ہے یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ انہوں نے کہا: تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور اور لوگوں کو۔ یہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور انہوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا۔ اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کوچے دینے لگے۔ میں ضرور ہلتی مگر حضور ﷺ کا سر میری ران پر تھا، اس وجہ سے میں ہل نہ سکی پھر آپ ﷺ سوتے رہے، یہاں تک صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ ﷺ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کیا تھا یعنی اپنی قوم کا نگہبان تاکہ ان کو اسلام کی باتیں سکھائیں اور دین کے احکام بتلائیں) اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد! یہ کچھ پہلی برکت نہیں ہے تمہاری (یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم نے اس وقت اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی ہار اس کے نیچے سے نکلا۔

○ ○ ○ ○

(٨١٧) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار مانگ کر لیا تھا وہ جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں چند لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا، وہاں نماز کا وقت آ گیا (اور پانی نہ ملا) تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی اس وقت تیمم کی آیت اتری۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ تم کو اچھا بدلہ دے اللہ کی قسم! جب کوئی آفت تم پر آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹال دیا اور مسلمانوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً. فائدہ کیا۔

[بخاری: ۵۱۶۴، ۳۷۷۳؛ ابن ماجہ: ۵۶۸]

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں وہ یوں ہی نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ میں سلف اور خلف کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ احمد رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ نماز پڑھ لے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کا مشہور قول یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور مزنی اور محمد بن جریر رحمہ اللہ اور ابن منذر رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں اور مالک اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے لیکن قضا اس نماز کی واجب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک واجب نہیں۔ یہ سب چار قول ہوئے اس مسئلہ میں اور ایک پانچواں قول بھی ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے۔

(۸۱۸) عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أُجْنِبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [۵/ المائدة: ۶] فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ رَخَّصَ لَهُمْ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِاللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا)) ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ. [بخاری: ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷؛ ابوداود: ۳۲۱؛ نسائی: ۳۱۹]

شقیق سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے نماز کا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تیمم نہ کرے۔ اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر سورۂ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اس آیت سے ان کو اجازت دی جائے جنابت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لیے بھیجا وہاں میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں اس طرح لیٹا جیسے جانور لیٹتا ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھے کافی تھا اس طرح دونوں ہاتھوں سے کرنا پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ پر مارا پھر ہتھیلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا کہ وہ یعنی جنبی تیمم نہ کرے اگر چہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے وہ اس وجہ سے کہا کہ جنبی کے لیے ان کے نزدیک تیمم درست نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول تھا لیکن اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے اس کے خلاف کیا ہے اور پھر مجتہدین کا اجماع ہو گیا کہ تیمم جنابت کے لیے درست ہے۔ اور اوپر گزر چکا ہے کہ عمر اور عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اس قول سے رجوع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث پر قناعت نہیں کی یعنی صرف عمار رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان کو تسلی نہیں ہوئی نہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو جھوٹا سمجھا۔

(۸۱۹) عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: قَالَ اَبُو مُوْسٰى لِعَبْدِاللّٰهِ: وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَقُوْلَ هٰكَذَا)) وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَنَفَضَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ. [راجع: ۸۱۸]

شقیق کہتے ہیں ابوموسیٰ نے عبداللہ سے کہا اور سارا واقعہ بیان کیا گزشتہ حدیث کی طرح مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کافی تھا کہ تو اس طرح کہتا۔'' اور آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انکو جھاڑا اور چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

○ ○ ○ ○

(۸۲۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى اَنَّ رَجُلًا اَتٰى عُمَرَ فَقَالَ: اِنِّىْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدْ مَاءً فَقَالَ: لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارٌ: اَمَا تَذْكُرُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِذْاَنَا وَاَنْتَ فِىْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِى التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ((اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْاَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ)) فَقَالَ عُمَرُ: اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَمَّارُ فَقَالَ: اِنْ شِئْتَ لَمْ اُحَدِّثْ بِهٖ. قَالَ الْحَكَمُ: وَحَدَّثَنِيْهِ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ مِثْلَ حَدِيْثِ ذَرٍّ قَالَ: وَحَدَّثَنِىْ سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِىْ هٰذَا الْاِسْنَادِ الَّذِىْ ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ: نُوَلِّيْكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز نہ پڑھنا۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! تم کو یاد نہیں، جب میں اور آپ لشکر کے ایک ٹکڑے میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا، آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو پھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ سے ڈر اے عمار! (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر) عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا (اگر اس کے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اس لیے کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے۔

○ ○ ○ ○

اخرجه البخاري: ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳؛ ابوداود: ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸؛ ترمذي: ۱۴۴؛ نسائي: ۳۱۱، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸؛ ابن ماجه: ۵۶۹.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے دلیل لائے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم پتھر پر درست ہے اور اس چیز پر جس پر غبار نہیں اس لیے کہ اگر غبار کا ہونا ضروری ہوتا تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ نہ جھٹکتے اس کا جواب یہ ہے کہ جھٹکنے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غبار ہاتھوں سے نکل جائے بلکہ بہت غبار لگ گیا ہوگا۔ اس واسطے آپ نے اپنے ہاتھوں کو جھاڑ کر غبار کم کیا اور یہ مستحب ہے۔

(۸۲۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عُمَرَ فَقَالَ: اِنِّیْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدْ مَآءً وَسَاقَ الْحَدِیْثَ وَزَادَ فِیْهِ قَالَ عَمَّارٌ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اِنْ شِئْتَ لَمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ حَقِّكَ لَا اُحَدِّثُ بِهٖ اَحَدًا وَلَمْ یَذْکُرْ حَدَّثَنِیْ سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ. [راجع: ۸۲۰]

عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کا حق مجھ پر کیا ہے (کہ آپ خلیفہ ہیں اور میں آپ کی رعیت ہوں) اگر آپ فرمائیں تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں گا۔

(۸۲۲) عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: اَقْبَلْتُ اَنَا وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ یَسَارٍ مَوْلَی مَیْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَبِی الْجَهْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِیِّ فَقَالَ اَبُوالْجَهْمِ: اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِیَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ.

عمیر سے روایت ہے جو مولیٰ تھے ابن عباس کے میں اور عبدالرحمٰن بن یسار مولیٰ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ابو الجہم بن حارث کے پاس گئے۔ ابوالجہم نے کہا: رسول اللہ ﷺ بئر جمل (مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) کی طرف سے آئے۔ راہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور مسح کیا منہ اور دونوں ہاتھوں پر پھر سلام کا جواب دیا۔

[بخاری: ۳۳۷؛ ابوداود: ۳۲۹؛ نسائی: ۳۱۰]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس وقت رسول اللہ ﷺ کو پانی نہ ملا ہوگا۔ کیونکہ پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں اگرچہ نماز کا وقت تنگ ہو یا نماز جنازہ کی ہو یا عید کی ہو۔ اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: پانی ہوتے ہوئے تیمم درست ہے جنازہ اور عید کی نماز کے لیے اگر فوت ہو جانے کا ڈر ہو۔ اور بغوی نے نقل کیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت تنگ رہ جائے تو تیمم کر کے پڑھ لے پھر وضو کر کے قضا پڑھے اور تیمم دیوار پر درست ہے اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف کے لیے بھی درست ہے (انتهیٰ مختصراً)

(۸۲۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَبُوْلُ فَسَلَّمَ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نکلا اور رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔

[ابوداود: ۱۶؛ ترمذی: ۹۰، ۲۷۲۰؛ نسائی: ۳۷؛ ابن ماجہ: ۳۵۳]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص حاجت کے لیے بیٹھے اس کو اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے نہ وہ تسبیح کہے نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دے نہ چھینکنے والے کا نہ خود الحمد للہ کہے۔ نہ اذان کا جواب دے۔ اسی طرح حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت پڑے تو درست ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ بات کرنے میں کچھ قباحت نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْمُسْلِمَ لَايَنْجُسُ.

باب مسلمان نجس نہیں ہوتا۔

(٨٢٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ طَرِيْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَفَقَّدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: ((اَيْنَ كُنْتَ؟ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ؟)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقِيْتَنِيْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰى اَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَايَنْجُسُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ملے مدینہ کی ایک راہ میں اور جنبی تھے کھسک گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا: ''کہاں تھے؟'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! جس وقت آپ ﷺ مجھ سے ملے میں جنبی تھا، میں نے برا جانا، آپ ﷺ کے پاس بیٹھنا جب تک غسل نہ کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! مؤمن کہیں نجس ہوتا ہے۔''

[بخاری: ٢٨٣، ٢٨٥؛ ابوداود: ٢٣١؛ ترمذی: ١٢١؛ نسائی: ٢٦٩؛ ابن ماجه: ٥٣٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ: مؤمن خواہ زندہ ہو یا مردہ جنابت نجاست حکمی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان کے ہے جمہور علما کے نزدیک طہارت ظاہری میں لیکن وہ نجس ہے باطنا یہ نجاست اعتقاد کے اور بعض علما کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا۔ اب مسلمان پاک ہوا تو اس کا پسینہ اور لعاب اور آنسو سب پاک ہیں خواہ بے وضو ہو یا جنبی یا حائضہ یا نفساء ہو اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اسی طرح بچے بھی پاک ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٨٢٥) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ فَحَادَ عَنْهُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: كُنْتُ جُنُبًا قَالَ: ((اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ)).

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ان کو ملے اور وہ جنبی تھے تو وہ الگ سرکے پھر غسل کیا اور آئے اور کہا کہ میں جنبی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''

[ابوداود: ٢٣٠؛ نسائی: ٢٦٨؛ ابن ماجه: ٥٣٥]

○ ○ ○ ○

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا.

باب: جنابت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

(٨٢٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهِ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔

[ابوداود: ١٨؛ ترمذی: ٣٣٨٤؛ ابن ماجه: ٣٠٢]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر الٰہی درست ہے اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا جنبی اور حائضہ کو درست ہے یا نہیں۔ جمہور علما نے دلائل کی وجہ سے اس کو منع کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ جَوَازِ اَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامَ وَاَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِيْ ذٰلِكَ وَاَنَّ الْوُضُوْءَ لَيْسَ عَلَى الْفَوْرِ.

باب: بے وضو کھانا درست ہے اور وضو فی الفور واجب نہیں ہے۔

(۸۲۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَاُتِيَ بِطَعَامٍ فَذَكَرُوْا لَهُ الْوُضُوْءَ فَقَالَ: ((اُرِيْدُ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَتَوَضَّاُ؟)).

[ابوداود: ۳۷۶۰؛ ترمذی: ۱۸۴۷؛ نسائی: ۱۳۲]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ پاخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو وضو یاد دلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: محدث یعنی بے وضو کو کھانا پینا ذکر الٰہی تلاوت قرآن سب درست ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

(۸۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَاُتِيَ بِطَعَامٍ فَقِيْلَ لَهُ اَلَا تَوَضَّاُ؟ قَالَ: ((لِمَ؟ اُصَلِّيْ فَاَتَوَضَّاُ؟)) [راجع: ۸۲۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ پاخانہ سے نکلے۔ کھانا لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ ﷺ وضو نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں کیا نماز پڑھنا ہے جو وضو کروں۔''

(۷۲۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قُدِّمَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَلَا تَوَضَّاُ؟ قَالَ: ((لِمَ؟ اَلِلصَّلٰوةِ؟)).

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ پاخانے کو تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ وضو کیوں نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں؟ کیا نماز پڑھنا ہے۔''

(۸۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَاَكَلَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً قَالَ: وَزَادَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيْلَ لَهُ: اِنَّكَ لَمْ تَوَضَّاْ؟ قَالَ: ((مَا اَرَدْتُ صَلٰوةً فَاَتَوَضَّاُ)). وَزَعَمَ عَمْرٌو اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ. [راجع: ۸۲۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پاخانہ سے فارغ ہوئے، اس وقت کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا: آپ نے وضو نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز تھوڑی پڑھنا چاہتا تھا جو وضو کرتا۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ دُخُوْلَ الْخَلَاءِ.

باب: پاخانہ جاتے وقت کیا کہے۔

(۸۳۱) عَنْ اَنَسٍ فِيْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَفِيْ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانہ میں جاتے تو فرماتے ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)). یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدِيْثِ هُشَيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَنِيْفَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)).

(۸۳۲) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)).

[نسائی: ۱۹؛ ابن ماجہ: ۲۹۸]

پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطانوں اور شیطانیوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شیاطین اور معاصی سے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کنیف میں جاتے یعنی پاخانہ کی مقررہ جگہ۔

اس سند سے جو حدیث آئی ہے اس میں یہ لفظ ہیں کہ ''میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی جنوں اور جنیوں سے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ.

باب: بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۸۳۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُنَاجِي الرَّجُلَ فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ. [نسائی: ۷۹۱]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نماز کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کیساتھ باتیں کر رہے تھے اور عبدالوارث کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ ایک شخص سے باتیں کر رہے تھے جب کہ نماز کی اقامت کہی جا چکی تھی حتی کہ لوگ سو گئے۔

(۸۳۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِيْ رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ اَصْحَابُهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى بِهِمْ.

[بخاری: ۶۲۹۲]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے کان میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر باتیں کرتے رہے اس سے یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھی ساتھ ان کے۔

○ ○ ○ ○

(۸۳۵) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُوْنَ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّاُوْنَ قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنْ اَنَسٍ؟ قَالَ: اِيْ وَاللّٰهِ!. [ترمذی: ۷۸]

قتادہ نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سوتے تھے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: تم نے یہ انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اللہ کی قسم۔

(۸۳۶) عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ: اُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ: لِيْ حَاجَةٌ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ اَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلَّوْا. [ابوداود: ۲۰۱]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عشاء کی نماز کی تکبیر ہوئی تو ایک شخص بولا کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے کھڑے ہو کر کان میں باتیں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سب لوگ یا بعض لوگ سو گئے، پھر انہوں نے نماز پڑھی۔

فائدہ: کان میں باتیں کرنا اس وقت مکروہ ہے جب ایک شخص جدا ہو اور جماعت کے ساتھ منع نہیں اور نماز گو تیار تھی مگر یہ باتیں ضروری ہوں گی جو نماز پر بھی مقدم سمجھیں، اب سونا مطلقاً ناقض وضو نہیں۔ اور بعض کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے اور بعض کے نزدیک کثیر ناقض ہے، قلیل نہیں اور بعض کے نزدیک بیٹھنے اور کھڑے یا رکوع اور سجدہ میں ناقض نہیں اور کروٹ اور چت ناقض ہے اور بعض کے نزدیک اگر مقعد زمین سے لگا ہے تو ناقض نہیں ورنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

تالیف

ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری

۲۰۶-۲۶۱ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

ترتیب

صلاح الدین احمد ھوڈ

صلاح الدین احمد عنایہ

مکتبہ السلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
کتاب الصلوٰۃ	417
نماز کے مسائل	417
اذان کی ابتدا	418
اذان کے کلمات دو، دو مرتبہ اور تکبیر کے کلمات قدقامت الصلوٰۃ کے سوائے ایک ایک مرتبہ کہے جائیں	418
اذان کہنے کی ترکیب	419
دو مؤذن ایک مسجد کے لیے مقرر کرنا مستحب ہے	420
اندھا اذان دے سکتا ہے بشرطیکہ کوئی آنکھ والا اس کے ساتھ ہو۔	421
دارالکفر میں جب کسی قوم کو اذان دیتے سنا جائے تو ان پر غارت گری کرنے کی ممانعت	421
اذان سننے والا وہی کلمات کہے جو مؤذن کہتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور آپ ﷺ کے لیے وسیلہ مانگے	422
اذان کی فضیلت جس سے شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے	423
تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت مونڈھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھانے کے احکام	426
کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں؟	426
رفع الیدین کرنے کا وقت	427
نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کا حکم	428
ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور.....الخ	430
مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنے کی ممانعت	434

مضمون	صفحہ نمبر
بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کی دلیل	435
سورۂ براءت (توبہ) کے علاوہ بسم اللہ.....الخ کو ہر سورت کا جزو کہنے والوں کی دلیل	436
تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر باندھنے اور سجدوں میں مونڈھوں کے برابر ہاتھ رکھنے کا بیان	437
نماز میں تشہد پڑھنے کا حکم	438
تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے احکام	442
سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد اور آمین کہنے کا حکم	443
مقتدی کو امام کی پیروی ضروری ہے	445
تکبیر اور رکن کی تبدیلی وغیرہ میں امام سے جلدی نہ کرنے کے بیان میں۔	447
امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو وہ نماز پڑھانے کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کرے.....الخ	448
جب امام کے آنے میں تاخیر ہو اور کسی فتنہ و فساد کا خوف نہ ہو تو اندریں حالت کسی اور کو وقتی امام بنا سکتے ہیں	456
نماز میں اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو مرد تسبیح کہیں اور خواتین دستک دیں۔	458
دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھنے کے احکام۔	459
امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرنا حرام ہے۔	460
نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔	461
نماز میں بیجا حرکت، سلام کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت، نیز اگلی صف پوری کرنے اور باہم مل کر کھڑے ہونے کے احکام	461
صفوں کی برابر کرنے، پہلی صف کی فضیلت اور پہلی	

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
صف پر ازدحام اور سبقت کرنے اور اصحاب فضل کو مقدم کرنے اور امام کے قریب کرنے کے احکام	463
خواتین اگر مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے تک وہ اپنا سر نہ اٹھائیں	466
بزمانۂ امن خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت اور خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت	466
جب فساد کا اندیشہ ہو تو جہری نماز میں بھی قراءت درمیانی آواز سے پڑھی جائے	469
قراءت سننے کا حکم	470
نماز فجر میں اور جنات کے روبرو بلند آواز سے قرآن پڑھنے کا حکم	471
ظہر اور عصر میں قراءت کا بیان	474
فجر کی نماز میں قراءت کا بیان	476
نماز مغرب میں قراءت کا بیان	478
عشاء کی نماز میں قراءت کا بیان	479
اماموں کے لیے نماز کو پورا اور ہلکا پڑھنے کا حکم	481
نماز میں سب ارکان اعتدال سے پورے کرنے اور نماز کو ہلکا پڑھنے کا بیان	483
امام کی پیروی کرنے اور ہر ایک کام امام کے بعد کرنے کا بیان	485
جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے	486
رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے کی ممانعت	488
رکوع اور سجدہ میں کیا کہنا چاہیے؟	490
سجدہ کی فضیلت و ترغیب	493
سجدہ کے اعضاء، بالوں اور کپڑے کے سمیٹنے کی ممانعت اور جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان	494
سجدہ میں دونوں ہتھیلیاں زمین سے لگائے اور دونوں	

مضمون	صفحہ نمبر
کا بیان	496
نماز کی صفت کی جامعیت اور جس سے نماز شروع اور ختم کی جاتی ہے اس کا بیان، رکوع، سجدہ میں اعتدال کی ترتیب، چار رکعت نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد کا بیان، دونوں سجدوں کے درمیان اور پہلے تشہد میں بیٹھنے کا بیان	497
نمازی کے سترہ کا بیان، سترہ کی طرف.....الخ	499
نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت۔	503
جائے نماز کا سترہ کے قریب ہونا۔	505
نمازی سترہ کتنی مقدار کا رکھے۔	505
نمازی کے سامنے لیٹنے کا بیان۔	506
ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان اور اس کے پہننے کا طریقہ۔	508
کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ	511
مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان	511
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر	514
بیت المقدس کی طرف سے خانہ کعبہ کی طرف قبلہ کا ہونا	515
قبروں پر مسجد بنانے اور ان میں مورتیں رکھنے کی ممانعت اور قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت	517
مسجد بنانے کی فضیلت اور اس کی رغبت دلانا۔	519
رکوع میں ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا اور تطبیق کا منسوخ ہونا	519
ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا	522
نماز میں باتیں کرنا حرام ہے	522
نماز کے اندر شیطان پر لعنت کرنا اور اس سے پناہ مانگنا اور عمل قلیل کرنا درست ہے	528
نماز میں بچوں کا اٹھا لینا درست ہے ان کے کپڑے	

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
اور عمل قلیل و عمل متفرق نماز کو باطل نہیں کرتا	530
نماز میں ضرورت سے ایک دو قدم چلنا درست ہے اور کسی ضرورت کی وجہ سے امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ ہونا بھی درست ہے جیسے نماز کی تعلیم وغیرہ	531
نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت۔	532
نماز میں کنکریاں پونچھنے اور مٹی برابر کرنے کی ممانعت	533
مسجد میں تھوکنے کی ممانعت نماز میں ہو یا نماز کے سوا	533
جوتیاں پہن کر نماز پڑھنے کا بیان	536
پھول دار کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے	536
جب کھانا سامنے آجائے اور اس کے کھانے کا قصد ہو تو بغیر کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے	537
لہسن، پیاز، گندنا یا اور کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانا اس وقت تک ممنوع ہے جب تک اس کی بو منہ سے نہ جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا	539
مسجد میں گم شدہ چیز ڈھونڈنے کی ممانعت اور ڈھونڈھنے والے کو کیا کہنا چاہیے	543
نماز میں بھولنے اور سجدہ سہو کرنے کا بیان	544
سجدۂ تلاوت کا بیان	552
نماز میں بیٹھنے اور دونوں رانوں پر دونوں ہاتھ رکھنے کی کیفیت	555
نماز ختم کرتے وقت سلام کیونکر پھیرنا چاہیے	556
نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہیے	557
تشہد اور سلام کے درمیان عذاب قبر اور عذاب جہنم اور زندگی اور موت اور مسیح دجال کے فتنے اور گناہ اور قرض سے پناہ مانگنے کا بیان	558
نماز میں کس چیز سے پناہ مانگی جائے۔	559
نماز کے بعد کیا ذکر کرنا چاہیے	561
تکبیر تحریمہ اور قراءت کے بیچ کی دعاؤں کا بیان	567

مضمون	صفحہ نمبر
نماز کے لیے وقار و سکون سے آنے کا بیان	568
نماز کے واسطے نمازی کب کھڑے ہوں	569
جس نے نماز کی ایک رکعت پائی اس نے وہ نماز پائی	571
پنجگانہ اوقات نماز کا بیان	573
سخت گرمی میں ظہر ٹھنڈے وقت پڑھنے کا بیان.....الخ	579
جب گرمی نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنی چاہیے	581
عصر اول وقت پڑھنے کا بیان	581
عصر کی نماز کے فوت ہونے پر سختی کا بیان	583
نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے	584
صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی محافظت کا بیان	587
مغرب کا اول وقت غروب شمس سے ہے	589
عشاء کا وقت اور اس میں تاخیر کرنے کا بیان	589
صبح کی نماز کے لیے سویرے جانے اور اس کی قراءت کے بیان میں	594
عمدہ وقت سے نماز کی تاخیر مکروہ ہے اور جب امام ایسا کریں تو لوگ کیا کریں	596
نماز باجماعت کی فضیلت اور اس کے ترک پر ندامت اور اس کے فرض کفایہ ہونے کا بیان	598
جو اذان سنتا ہے اس پر مسجد میں پہنچنا لازم ہے۔	600
جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔	601
مؤذن جب اذان دے تو مسجد سے نکلنے کی ممانعت	602
نماز عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت	602
عذر کے سبب سے جماعت کا معاف ہونا	604
نفل نماز جماعت کے ساتھ اور بوریے وغیرہ پر نماز پڑھنے کا بیان	606
فرض نماز باجماعت ادا کرنے اور.....الخ	608
مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چل کر جانے کی فضیلت	609

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
نماز کے لیے چل کر جانا گناہوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔	611
صبح کے بعد اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھنے اور مسجدوں کی فضیلت کا بیان	612
امامت کا مستحق کون ہے؟	613
جب مسلمانوں پر کوئی بلا نازل ہو تو نمازوں میں بلند آواز سے قنوت پڑھنا اور اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا مستحب ہے.....الخ	615
قضا نماز کا بیان اور ان کو جلد پڑھنے کا استحباب	619
کتاب صلوٰۃ المسافرین	627
مسافر کی نماز کا بیان	627
تحقیق مقدار میل و فرسخ و گز	631
منیٰ میں نماز قصر پڑھنے کا بیان۔	632
بارش میں گھروں میں نماز پڑھنے کا بیان	634
سفر میں سواری پر نفل پڑھنے کا بیان	635
سفر میں نمازوں کے جمع کرنے کا بیان	638
اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنا	639
جمع صلوٰتین کی تحقیق	642
نماز پڑھ کے دائیں بائیں دونوں طرف مڑنے کا بیان	643
امام کی داہنی طرف کھڑا ہونا مستحب ہے	643
فرض شروع ہونے کے بعد نفل کا مکروہ ہونا ...الخ	644
مسجد میں جانے کی دعا کا بیان	645
تحیۃ المسجد کا بیان اور ....الخ	646
مسافر کو پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت پڑھنا مستحب ہے	647
نماز چاشت کا بیان، کم از کم.....الخ	647
فجر کی سنت کی فضیلت اور رغبت کا بیان اور ....الخ	651
سنتوں کی فضیلت اور ان کی گنتی کا بیان.....الخ	653
نوافل کا کھڑے بیٹھے یا ایک رکعت میں کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے جائز ہونا	655
بیان حکم مخالفت قیاس باحدیث	657
نماز شب اور وتر کے ایک ہونے کا بیان اور.....الخ	658
رات کی نماز کے احکام اور.....الخ	663
اوابین (چاشت) کی نماز کا وقت وہ ہے.....الخ	667
رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں۔	667
جسے رات کے آخر میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو وہ.....الخ	670
افضل نماز وہ ہے جس کا قیام لمبا ہو۔	671
رات کو ایک قبولیت کی گھڑی ہے اس میں دعا کرنا۔	671
رات کے آخر میں دعا کرنے اور.....الخ	671
قیام رمضان کی ترغیب یعنی تراویح کا بیان	673
شب قدر میں نماز اور ستائیسویں کو شب قدر ہونے کا بیان	675
نماز اور دعائے شب	676
تہجد میں لمبی قراءت کا مستحب ہونا	686
نماز تہجد کی ترغیب اگرچہ کم ہی ہو	687
نفل نماز کا گھر میں مستحب اور مسجد میں جائز ہونا۔	688
ہمیشگی والے عمل کی فضیلت.....الخ	690
اونگھ کے وقت نماز پوری کر کے سو جانے کی اجازت	692
کتاب فضائل القرآن	693
قرآن کی نگہبانی کرنے کا حکم اور.....الخ	693
خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کا بیان	694
فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کا سورۃ الفتح پڑھنا	696
قراءت قرآن کریم کی برکت سے تسکین کا اترنا	696
حافظ قرآن کی فضیلت	698
قرآن کے ماہر اور اس کو اٹک اٹک کر پڑھنے کی فضیلت	698

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
افضل کا اپنے سے کم کے آگے قرآن پڑھنے کا بیان	698
قرآن سننے، حافظ سے اس کی فرمائش کرنے اور بوقت قراءت رونے اور غور کرنے کا بیان	699
نماز میں قرآن پڑھنے اور اس کی فضیلت کا بیان	701
قراءت قرآن اور سورۂ بقرہ کی فضیلت	702
سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت.....الخ	703
سورۂ کہف اور آیۃ الکرسی کی فضیلت	704
قل ہو اللہ احد کی فضیلت	705
معوذتین کی فضیلت	706
قرآن پر عمل کرنے والے اور اس کے سکھانے والے کی فضیلت	706
قرآن کا سات حرفوں میں اترنے اور اس کے مطلب کا بیان	708
قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا بیان	711
قراءات کا بیان	714
جن وقتوں میں نماز ممنوع ہے ان کا بیان	716
عمرو بن عبسہ کا اسلام قبول کرنا۔	718
سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز میں جلدی نہ کرو۔	720
عصر کے بعد نبی ﷺ جو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان کا بیان۔	721
نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا بیان	723
اذان اور اقامت کے درمیان نوافل کا بیان	724
نماز خوف کا بیان	724
کتاب الجمعہ	729
جمعہ کا بیان	729

مضمون	صفحہ نمبر
ہر بالغ مرد پر غسل جمعہ فرض ہونے کا بیان	730
جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا بیان۔	731
جمعہ کے دن خطبہ میں خاموش رہنے کا بیان	732
جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کے وقت کے بیان میں	733
جمعہ کے دن کی فضیلت	734
اس امت کو جمعہ کے دن کی ہدایت (توفیق) کا ملنا۔	735
جمعہ کے دن جلدی جانے کی فضیلت	736
جمعہ کا خطبہ خاموشی سے اور توجہ سے سننے کی فضیلت	737
سورج ڈھلنے کے وقت جمعہ کی نماز پڑھنے کا بیان۔	737
نماز جمعہ سے پہلے دونوں خطبوں کا ذکر اور.....الخ	738
اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ جب وہ تجارت یا کوئی.....الخ	739
جمعہ چھوڑنے پر وعید کا بیان	740
نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان۔	741
خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا۔	745
خطبہ میں تعلیم سکھانے کے لیے کوئی بات کہنا۔	746
جمعہ کی نماز میں کیا پڑھنا چاہیے؟	746
جمعہ کے دن کیا پڑھنا چاہیے؟	748
جمعہ کے بعد نماز پڑھنے کا بیان۔	748
کتاب صلوٰۃ العیدین	751
نماز عیدین کا بیان۔	751
عورتوں کا عیدین کے دن عیدگاہ جانا اور.....الخ	755
عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔	755
نماز عید میں کیا پڑھنا چاہیے۔	756
عید کے روز جن کھیلوں میں گناہ نہیں ان کی رخصت کا بیان	756
کتاب صلوٰۃ الاستسقاء	760
نماز استسقاء کا بیان	760

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مضمون	صفحہ نمبر
نماز استسقاء کے موقع پر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔	761
نماز استسقاء کے موقع پر دعا مانگنا۔	762
ہوا اور بادل دیکھ کر پناہ مانگنا اور بارش دیکھ کر خوش ہونے کا بیان۔	764
باد صبا اور تیز آندھی کے بیان میں۔	766
کتاب الکسوف	767
کسوف کی نماز کا بیان	767
نماز خسوف میں عذاب قبر کا ذکر۔	770
جنت اور جہنم میں سے کسوف کے وقت نبی ﷺ کے سامنے کیا کچھ پیش کیا گیا؟	771
نماز کسوف میں آٹھ رکوع اور چار سجدوں کا بیان۔	777
نماز کسوف کے لیے ((اَلصَّلَاۃُ جَامِعَۃً)) کہہ کر پکارنا چاہیے۔	777
کتاب الجنائز	781
جنازوں کا بیان	781
قریب الموت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا۔	781
مصیبت کے وقت کیا کہنا چاہیے؟	781
مریض اور میت کے پاس کیا کہنا چاہیے؟	783
میت کی آنکھوں کو بند کرنا اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان۔	783
میت کی آنکھیں روح کے پیچھے پیچھے دیکھتی ہیں۔	784
میت پر رونے کا بیان۔	784
بیمار کی خبر گیری کا بیان۔	785
مصیبت کے فوری بعد صبر ہی حقیقی صبر ہے۔	786
میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔	787
نوحہ کرنے کی سختی کے ساتھ ممانعت	793

مضمون	صفحہ نمبر
جنازے کے پیچھے عورتوں کا جانا منع ہے۔	794
میت کو غسل دینا۔	795
میت کو کفن دینے کا بیان۔	797
میت کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دینے کا بیان۔	798
میت کو اچھے کپڑوں میں کفن دینا چاہیے۔	799
جنازہ کو جلدی لے جانے کا بیان۔	799
جنازہ کے پیچھے جانا اور نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت۔	800
جس شخص کا جنازہ سو آدمی پڑھیں.....الخ	802
جس میت کی چالیس لوگ نماز جنازہ پڑھیں.....الخ	802
میتوں میں سے جس کی اچھی یا بری تعریف کی جائے۔	803
آرام پانے والے اور جس سے آرام حاصل کیا گیا ان کا بیان۔	804
نماز جنازہ میں تکبیروں کا بیان۔	804
قبر پر نماز جنازہ پڑھنا۔	805
جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا بیان	807
جنازہ کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہے۔	809
نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کرنے کا بیان	810
نماز جنازہ کے لیے امام کس جگہ کھڑا ہو۔	811
نماز جنازہ پڑھ کر واپسی پر سوار ہونے کا بیان۔	812
لحد کھودنا اور میت پر کچی اینٹیں نصب کرنا۔	812
قبر میں چادر ڈالنے کا بیان۔	813
قبر کو برابر کرنے کا حکم۔	813
قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے کی ممانعت	814
قبر پر بیٹھنے اور اس پر نماز پڑھنے کی ممانعت	814
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	815
قبر میں داخل کرتے وقت کیا کہنا چاہیے.....الخ	816
نبی ﷺ کا اپنے رب سے اجازت طلب کرنا اپنی والدہ کی قبر دیکھنے کی۔	818
خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت۔	819

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّلٰوة
نماز کے مسائل

فائدہ: ایمان کے بعد تمام عبادات میں نماز مقدم ہے اور طہارت نماز کی شرط ہے۔ یعنی طہارت کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ نیز طہارت کے احکام کے بعد نماز کے احکام لکھے گئے ہیں۔ قیامت میں سب اعمال سے پہلے نماز کی بابت دریافت کیا جائے گا۔ جس کی نماز درست ثابت ہوگی اس کے اعمال کا حساب با آسانی لیا جائے گا اور جس کی نماز ہی درست نہ ہوگی اس کے دیگر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نماز کا خاص طور پر خیال رکھے۔ ہر نماز اپنے مقررہ وقت پر دل لگا کر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور وہ کام جو عبادت الٰہی میں ظل ڈالتے ہیں۔ جیسے کھانا، پینا اور پیشاب و پاخانہ وغیرہ پہلے ان سے فراغت کرے اور اس کے بعد مقررہ وقت پر نماز ادا کرے۔ آخرت میں نماز سے بے انتہا فوائد حاصل ہوں گے جن کے تذکرے احادیث میں موجود ہیں۔ اس کے ماسوا اس دنیا میں بھی بے انتہا فوائد ہیں۔

اول: یہ کہ نماز کے ذریعہ بچپن ہی سے انسان کو پابندی وقت کی عادت ہو جاتی ہے اور یہ امر بالکل واضح ہے کہ پابندی اوقات دراصل بہترین صفت ہے، جس کی اچھائیوں سے مشرق و مغرب میں کسی کو انکار نہیں۔

دوم: یہ کہ ہر نمازی صرف نماز کی وجہ سے اپنی ظاہری و باطنی صفائی و پاکیزگی کا انتظام رکھتا ہے اور صفائی درحقیقت صحت کی ضامن ہے جو انسانی تندرستی کیلئے بے انتہا ضروری ہے۔

سوم: یہ کہ ہر نماز میں قیام، رکوع، سجود اور قعود کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جسم کے ہر جوڑ میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور جسم میں جو سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے وہ ادائیگی نماز یعنی نماز کی نشست و برخاست کی وجہ سے رفع ہو جاتی ہے۔

چہارم: یہ کہ پنج وقتہ نماز پڑھنے کی وجہ سے انسان میں شکر گزاری اور خلوص و اخلاص کی خصلت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ لوگوں کے احسان و کرم کو وہی مانتا ہے جو پروردگار عالم کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور ایک انسان نماز کی حالت میں پروردگار کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

پنجم: یہ کہ اکثر و بیشتر گناہوں سے روکنے والی چیز صرف نماز ہے۔ بعض اوقات ایک شخص اپنی شامت نفس کی وجہ سے کسی گناہ کے ارتکاب کیلئے تیار ہو جاتا ہے لیکن جونہی اسے نماز کے ناغہ ہو جانے کا خیال آتا ہے تو وہ فوراً ہی اس گناہ کے کام سے الگ ہو جاتا ہے۔

ششم: یہ کہ دل کی صفائی اور ازدیاد قوت، توجہ کا سبب اصلی صرف نماز ہے اور جب تک کوئی شخص نماز کا عادی نہ ہو جائے اس وقت تک قوت توجہ اسے حاصل نہیں ہوتی اور جب تک یہ قوت حاصل نہیں ہوتی اس وقت تک فکر سلیم اور عقل و شعور حاصل نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ.

(٨٣٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ : كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ : قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ : اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ)).

[بخاري: ٦٠٤؛ ترمذي:١٩٠؛ نسائي:٦٢٥]

باب: اذان کی ابتدا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مسلمان جب مدینہ میں آئے تو جمع ہو کر وقت مقررہ پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور کوئی شخص اذان نہیں دیتا تھا۔ ایک دن ان مسلمانوں نے مشورہ کیا کہ اطلاع نماز کیلئے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجالیا کریں یا یہودیوں کی طرح نرسنگا بجالیا کریں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا جائے جو لوگوں کو نماز کیلئے مطلع کر دیا کرے جس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! اٹھو اور نماز کیلئے اعلان کر دو۔''

○ ○ ○ ○

فوائد۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو رسول اکرم ﷺ نے قبول فرمایا۔ اس حدیث سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دینی امور اور اسلامی کاموں میں مشورہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو یہ مشورہ کرنا واجب تھا یا مستحب اس کے بارے میں علما کا باہمی اختلاف ہے لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو یہ مشورہ کرنا واجب تھا کیونکہ پروردگار نے کہا ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ علاوہ ازیں رسول اکرم ﷺ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد کہ ''اے بلال اٹھو اور نماز کے لیے اعلان کر دو۔'' یہ اس وقت شرعی اذان نہ تھی بلکہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے موجودہ شرعی اذان کہنے کا حکم صادر فرمایا ہے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اذان کھڑے ہو کر کہی جائے اور علما کے نزدیک بیٹھ کر اذان دینا درست نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہمارے علما کے نزدیک کھڑے ہو کر اذان دینا سنت ہے اور بیٹھ کر بھی اذان دی جا سکتی ہے جو سنت کے خلاف ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِشَفْعِ الْأَذَانِ وَإِيْتَارِ الْإِقَامَةِ إِلَّا كَلِمَةَ الْإِقَامَةِ فَإِنَّهَا مُثْنَاةٌ

(٨٣٨) عَنْ اَنَسٍ قَالَ : اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوْتِرَ الْإِقَامَةَ . زَادَ يَحْيٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ : فَحَدَّثْتُ بِهٖ اَيُّوْبَ فَقَالَ : إِلَّا الْإِقَامَةَ. [بخاري:٦٠٣، ٦٠٥، ٦٠٦، ٦٠٧، ٣٤٥٧؛ ابوداود:٥٠٨، ٥٠٩؛ ترمذي: ١٩٣؛ نسائي:٦٢٦؛ ابن ماجه:٧٢٩، ٧٣٠]

باب: اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور تکبیر کے کلمات قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے سوائے ایک ایک مرتبہ کہے جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اذان کے الفاظ دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہنے کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا۔ اور یحییٰ نے ابن علیہ کے ذریعہ یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے اسے حضرت ایوب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اقامت میں صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے الفاظ دو دو مرتبہ کہے جائیں۔

○ ○ ○ ○

فوائد۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمارا اور جمہور علما کا قول یہی ہے کہ تکبیر کے گیارہ کلمات ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ﷺ گزشتہ سے پیوستہ) عَلَى الْفَلَاحِ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ- اَللّٰهُ اَكْبَرُ- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیر کے دس کلمات ہیں جن میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ بھی ایک ہی مرتبہ کہی جاتی ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول امام مالک رحمہ اللہ کے بالکل موافق ہے نیز انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اول و آخر میں "اللہ اکبر" ایک ایک مرتبہ کہے اس بنا پر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیر کے صرف آٹھ کلمات ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب شاذ ہے ان کے نزدیک ہر کلمہ کو دو دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ اس طرح کلمات تکبیر کی تعداد سترہ ہو جاتی ہے خطابی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حرمین، حجاز، شام، مصر، یمن، اور مغربی ممالک میں جمہور علما کا مذہب یہی ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کو دو مرتبہ اور باقی کلمات اقامت کو ایک ایک مرتبہ کہنا چاہیے اور "اللہ اکبر" جو اول و آخر میں دو دو مرتبہ کہا جاتا ہے وہ درحقیقت ایک ہی بار کی طرح ہے اس لیے کہ اذان میں اللہ اکبر جو چار مرتبہ کہا جاتا ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ دو مرتبہ اللہ اکبر کو ایک ہی سانس میں کہا جاتا ہے اور بعد میں پھر دو مرتبہ اللہ اکبر ایک ہی سانس میں ادا کیا جاتا ہے اور اسی طرح کہنا چاہیے (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٣٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرُوْا اَنْ يَّعْلَمُوْا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُوْنَهُ فَذَكَرُوْا اَنْ يُّنَوِّرُوْا نَارًا اَوْ يَضْرِبُوْا نَاقُوْسًا فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ.

[راجع: ٨٣٨]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی طور پر تذکرہ کیا کہ لوگوں کو نماز کا وقت بتانے کیلئے کسی چیز کا تعین ہونا چاہئے۔ جس پہ بعض لوگوں نے کہا: اس کیلئے آگ روشن کی جائے یا ناقوس بجایا جائے۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دو دو مرتبہ اذان کے کلمات ادا کریں اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہا کریں۔

فائدہ: چونکہ اذان دراصل نماز کے لیے جمع ہو جانے اور نماز کا وقت شروع ہو جانے کا اعلان ہے، اس لیے اذان کے الفاظ کو دو دو مرتبہ کہنا چاہئے تاکہ سب لوگ سن سکیں اور مسجد میں مقررہ وقت پر جمع ہو جائیں اور اقامت میں اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لیے اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ ہی کہنا چاہئے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٤٠) عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ذَكَرُوْا اَنْ يَّعْلَمُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ الثَّقَفِيِّ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: اَنْ يُّنَوِّرُوْا نَارًا. [راجع: ٨٣٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ایک یا دو الفاظ کے فرق سے آئی ہے۔

(٨٤١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ. [راجع: ٨٣٨]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دو دو مرتبہ اذان کے کلمات ادا کریں اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہا کریں۔

بَابُ صِفَةِ الْاَذَانِ.

باب: اذان کہنے کی ترکیب۔

(٨٤٢) عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ هٰذَا الْاَذَانَ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ.

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں اس طرح اذان سکھائی ہے جو درج ذیل ہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ..... اس کے بعد پھر از سر نو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [دو مرتبہ] کہے۔ اور اس کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ..... اور اس کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ..... دو دو مرتبہ کہے۔ اور اسحاق کا بیان ہے کہ اس کے بعد اَللّٰهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرَّتَيْنِ ۔ زَادَ إِسْحٰقُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔

[ابوداود: ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۴؛ ترمذی: ۱۹۱، ۱۹۲؛ نسائی: ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۲؛ ابن ماجہ: ۷۰۸، ۷۰۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ رسول اکرم ﷺ نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کی ترکیب اور اس کے الفاظ سکھائے۔ صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں لکھا ہے کہ "اللہ اکبر" دو مرتبہ کہا جائے اور دیگر کتب میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا درج ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں بھی اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا لکھا ہوا ہے الحاصل اللہ اکبر کہنے کے بعد اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ کہے۔ اور اس کے بعد پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ کہے اور اسے ترجیع کہتے ہیں یعنی کلمات شہادتیں کو پہلی بار دو دو مرتبہ آہستہ کہے اور دوسری بار خوب بلند آواز سے کہے۔ امام مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ترجیع جائز نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترجیع کہنے کا ثبوت نہیں۔ جس کا صحیح جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت بہت پہلے کی ہے اور اس کے بعد ۸ ہجری میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث ترجیع کے ثبوت میں بیان کی ہے وہ بالکل صحیح حدیث ہے اور قاعدہ اصول یہ ہے کہ پہلی روایت پر آخری روایت کو اولیت و برتری حاصل ہوتی ہے۔ نیز صحیح حدیث ترجیع اس لیے بھی قابل قبول ہے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ثقہ ہے۔ علاوہ ازیں اہل مکہ، مدینہ اور تمام علما کا عمل ترجیع پر ہی ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

کلمہ شہادتین کہنے کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ کہے۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ کہہ کر اذان مکمل کی جائے اذان فجر میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہا جائے۔ جسے تثویب کہتے ہیں اذان فجر کے علاوہ کسی اور اذان میں تثویب کہنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ دوسری اذانوں میں تثویب کہنا مکمل بدعت ہے اگرچہ شیعہ فرقہ کی کتب میں درج ہے کہ اذان میں "حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ" کہنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں موقوف کر دیا لیکن اس کے جواز کا کسی صحیح کتاب میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بیہقی نے سنن کبریٰ میں باسناد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ وہ بزمانہ قدیم کبھی کبھی اذان میں حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کہتے تھے۔ نیز علی بن حسین کی بھی روایت اسی طرح ہے۔

بہر حال جو کچھ کہا گیا ہے وہ موقوف روایت ہے اور "حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ" کے اذان میں کہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نیز بزمانہ رسالت مآب ﷺ اس کا جو رواج بتایا جاتا ہے اس کا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی کسی مشہور روایت میں سرے سے پتہ ہی نہیں۔ اور اگر اس روایت کو مان بھی لیا جائے تو ۸ ہجری سے پہلے ہی اس کو رسول اکرم ﷺ نے منسوخ فرما دیا تھا۔ (نیل الاوطار)

بَابُ اسْتِحْبَابِ اتِّخَاذِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ.

باب: دو مؤذن ایک مسجد کیلئے مقرر کرنا مستحب ہے۔

(۸۴۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دوسرے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے۔

فائدہ۔ ایک مسجد میں دو مؤذنوں کا تقرر ایک یا دوسرے کے غائب رہنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اکرام، احسان اور عرفان کے لیے ہے اور حدیث شریف کے معنی بالکل صاف ہیں کہ ایک مسجد میں دو مؤذن مامور و مقرر کیے جا سکتے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ ایک صبح صادق نکلنے سے پہلے اذان دے اور دوسرا صبح صادق کے وقت۔ اصحاب حدیث کا یہی بیان ہے۔ بشرط ضرورت دو سے بھی زیادہ مؤذن مقرر کیے جا سکتے ہیں۔ جس طرح کہ ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار مؤذن مقرر فرمائے تھے۔ الحاصل ایک مؤذن کے بعد دوسرا مؤذن اذان دے۔ البتہ اگر مسجد بہت ہی وسیع و کشادہ ہو اور وقت بالکل تنگ ہو تو الگ الگ کونوں میں دونوں مؤذن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) بوقت واحد اذان دے سکتے ہیں۔ لیکن (تکبیر) اقامت وہی شخص کہے گا جس نے پہلے اذان دی ہو۔ اور اگر اذان دینے میں جھگڑا ہو کہ پہلے کون شخص اذان دے تو باہمی طور پر قرعہ اندازی سے کام لیا جائے اور جس کے نام قرعہ نکلے، وہی اذان دے۔ (مختصراً امام نووی رحمہ اللہ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بھی یہی روایت موجود ہے۔

(٨٤٤) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

[بخاری: ٦٢٢، ٦٢٣، ١٩١٨، ١٩١٩؛ مسلم: ٢٥٣٤؛ نسائی: ٦٣٨]

قاسم سے بھی مذکورہ بالا حدیث ان اسناد سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ أَذَانِ الْأَعْمٰى إِذَا كَانَ مَعَهُ بَصِيرٌ

باب: اندھا اذان دے سکتا ہے بشرطیکہ کوئی آنکھ والا اس کے ساتھ ہو۔

(٨٤٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمٰى.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ کیلئے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا اذان دیا کرتے تھے۔

فائدہ۔ اس بیان سے مقصود کلام یہ ہے کہ اگر اندھے کے ساتھ کوئی آنکھ والا بھی ہو تو اس اندھے کا اذان دینا کراہت درست ہے جیسے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رہا کرتے تھے۔ اور ہمارے دیگر ساتھیوں اور بزرگوں کا بیان ہے کہ اگر صاف تنہا اندھا شخص اذان دے تو مکروہ ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٤٦) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [ابوداود: ٥٣٥]

ان اسناد سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْإِمْسَاكِ عَنِ الْإِغَارَةِ عَلٰى قَوْمٍ فِي دَارِ الْكُفْرِ إِذَا سُمِعَ فِيهِمُ الْأَذَانُ

باب: دارالکفر میں جب کسی قوم کو اذان دیتے سنا جائے تو ان پر غارت گری کرنے کی ممانعت۔

(٨٤٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى الْفِطْرَةِ)) ثُمَّ قَالَ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ صبح سویرے ہی دشمنوں پر حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے اور اگر مخالفوں کے شہر میں سے آپ ﷺ کو اذان کی آواز سنائی دیتی تو ان پر حملہ نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سنا تو فرمایا: ''یہ مسلمان۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو أَشْهَدُ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ)) فَنَظَرُوْا فَإِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى.

(ابوداود: ٥٢٤؛ ترمذی: ١٦١٨)

اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے سنا تو ارشاد فرمایا: ''اے شخص! تو نے دوزخ سے نجات پائی۔'' اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَسْأَلُ اللّٰهَ لَهُ الْوَسِيْلَةَ

باب- اذان سننے والا وہی کلمات کہے جو مؤذن کہتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور آپ ﷺ کیلئے وسیلہ مانگے۔

(٨٤٨) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ)). (بخاری: ٦١١؛ ابوداود: ٥٢٢؛ ترمذی: ٢٠٨؛ نسائی: ٦٧٢؛ ابن ماجه: ٧٢٠)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا کہ ''جب تم اذان سنو تو مؤذن کے الفاظ دہراتے رہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ- اذان میں جب مؤذن ''حي على الصلوة'' اور ''حي على الفلاح'' کہے تو بربنائے حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سننے والے کو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ... کہنا چاہئے (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٤٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ: ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)). (ابوداود: ٥٢٣؛ ترمذی: ٣٦١٤؛ نسائی: ٦٧٧)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب مؤذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس ١٠ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔''

○ ○ ○ ○

(٨٥٠) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). (مسلم: ٨٥٠)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو سننے والا بھی یہی الفاظ دہرائے اور جب وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [ابوداود:٥٢٧]

سننے والا بھی یہی الفاظ کہے۔ اور جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو سننے والا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ پھر مؤذن جب حی علی الفلاح کہے تو سننے والے کو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔ اس کے بعد مؤذن جب اللہ اکبر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے تو سننے والے کو بھی یہی الفاظ دہرانے چاہئیں اور جب سننے والے نے اس طرح خلوص اور دل سے یقین رکھ کر کہا تو وہ جنت میں داخل ہوا۔" (بشرطیکہ ارکان اسلام کا بھی پابند ہو)

○ ○ ○ ○

(٨٥١) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَلَهٗ ذَنْبُهٗ)) وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((مَنْ قَالَ: حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَاَنَا اَشْهَدُ)) وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ قَوْلَهٗ: وَاَنَا

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ مؤذن کی اذان سن کر جس نے یہ کہا: "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور دوسرا معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کی ربوبیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت سے مسرور و خوش ہوں اور میں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا ہے تو ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" ابن رمح کی روایت میں اَشْهَدُ کی بجائے اَنَا اَشْهَدُ ہے معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

[ابوداود: ٥٢٥؛ ترمذي: ٢١٠؛ نسائي: ٦٧٨؛ ابن ماجه: ٧٢١]

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مؤذن کے ہر کلمہ کو سننے والا دہراتا جائے اور اذان کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرے۔ اور کلمۂ شہادتین کے بعد وہ دعا پڑھے جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔

واضح رہے کہ ہر عمل میں خلوص لازمی ہے ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ اگر چہ اذان سننے والا ناپاک، جنبی یا حائضہ ہو البتہ سننے والا اگر پائخانہ یا جماع کی حالت میں ہو تو اذان کو نہ دہرائے۔ اسی طرح بحالت نماز بھی اذان کے الفاظ دہرانا مکروہ ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اذان دراصل تمام عقائد ایمانی کی جامع ہے جس میں اثبات ذات ربانی توحید الٰہی اور شہادت رسالت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی نماز جو بہترین عبادت ہے اس کے پڑھنے کی تاکید اور آخرت کی تذکیر ہے۔ الحاصل اذان کے الفاظ سے توحید باری تعالیٰ کا ثبوت اور رسالت ہے تاکہ ہر شخص کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ تمام اعمال کا نتیجہ حسن خاتمہ پر موقوف ہے اور حسن خاتمہ کا ثبوت یہی ہے کہ انسان توحید و رسالت کے عقیدہ پر قائم رہ کر فوت ہو۔ واللہ اعلم۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سَمَاعِهٖ: اذان کی فضیلت جس سے شیطان بھاگ کھڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنِ عِنْدَ سَمَاعِهِ.

ہوتا ہے۔

(۸۵۲) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ يَدْعُوْهُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

طلحہ بن یحییٰ نے اپنے چچا کی زبانی بیان کیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں انہیں مؤذن نماز کیلئے بلانے آیا، جس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''قیامت کے دن مؤذن کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہوگی۔''

[ابن ماجه: ۷۲۵]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اذان کے الفاظ سنتے ہی شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور مؤذنوں کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ رحمت وفضل ربی کے سب سے زیادہ مشتاق ومنتظر ہوں گے اس لئے اوپر کی چیز دیکھنے کے باعث شوق میں ان کی گردنیں سب سے زیادہ لمبی نظر آئیں گی۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ قیامت کے دن جب کہ دوسرے لوگ پسینہ میں ڈوب جائیں گے مؤذنوں کی گردن لمبی ہوگی، وہ پسینہ میں غرق نہ ہوں گے بلکہ عذاب آخرت سے محفوظ رہیں گے۔ بعض لوگوں نے کہا: گردن لمبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اہل عرب ہر سردار کو لمبی گردن والا اور گردن فراز کہتے ہیں اور مؤذن بھی قیامت کے دن گردن فراز سردار ہوں گے۔ ابن عربی نے کہا: لمبی گردن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مؤذنوں کے اعمال دوسرے لوگوں کی بنسبت زیادہ اچھے ہوں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگوں نے حدیث کے لفظ اَعْنَاقًا کو الف کے زیر سے لکھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ دوسروں کی بنسبت مؤذن حضرات سب سے جلد جنت میں دوڑتے جائیں گے اور شاد وخرم رہیں گے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۸۵۳) وَحَدَّثَنِيْهِ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ: اَخْبَرَنَا اَبُوْعَامِرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

[راجع: ۸۵۲]

○ ○ ○ ○

(۸۵۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَآءِ)) قَالَ سُلَيْمَانُ: فَسَاَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ؟ فَقَالَ هِيَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سِتَّةٌ وَثَلَاثُوْنَ مِيْلًا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''نماز کیلئے اذان کے الفاظ سن کر شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے جیسے روحاء۔'' اعمش نے کہا: میں نے ابوسفیان سے پوچھا: روحاء کہاں ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر روحاء کی آبادی واقع ہے۔

(۸۵۵) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۸۵۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اذان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ اَحَالَ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهٗ فَاِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ فَاِذَا سَمِعَ الْاِقَامَةَ ذَهَبَ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهٗ فَاِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ)).

کی آواز سنتے ہی شیطان پادتا ہوا بھاگتا ہے تا کہ اذان کے کلمات نہ سن سکے اور اذان ختم ہو جاتی ہے تو شیطان پھر لوٹ آتا ہے اور لوگوں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور تکبیر اقامت کے وقت پھر چل دیتا ہے تا کہ اقامت کی آواز سنائی نہ دے۔ اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر لوٹ کر لوگوں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔''

(۸۵۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ وَلَهٗ حُصَاصٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مؤذن جب اذان دیتا ہے تو شیطان وہاں سے پیٹھ موڑ کر دوڑتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔''

فائدہ: اذان کے وقت شیطان اس لئے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تا کہ اسے اذان کے کلمات سنائی نہ دیں۔ اور قیامت کے دن اس کو گواہی نہ دینی پڑے گی۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جنات یا انسان جو کوئی دنیا میں اذان کے کلمات سنے گا اسے قیامت کے دن اس کی گواہی دینا پڑے گی۔'' بعض لوگوں نے کہا کہ گواہی دینے والے مسلمان ہوں گے کیونکہ کافر کی گواہی صحیح اور لائق قبول نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ شیطان دراصل اذان کی عظمت و بڑائی سے بھاگتا ہے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ شیطان دراصل اذان کے الفاظ سے ناامیدی اور مایوسی کی وجہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ اذان میں توحید الٰہی اور رسالت پناہی کا اقرار و اعلان ہے۔ (مختصر امام نووی رحمہ اللہ)

(۸۵۸) عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ: اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ اِلٰى بَنِیْ حَارِثَةَ قَالَ: وَمَعِیَ غُلَامٌ لَّنَا. اَوْ صَاحِبٌ لَّنَا. فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِّنْ حَائِطٍ بِاسْمِهٖ قَالَ: فَاَشْرَفَ الَّذِیْ مَعِیَ عَلَى الْحَائِطِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِیْ فَقَالَ: لَوْ شَعَرْتُ اَنَّكَ تَلْقٰى هٰذَا لَمْ اُرْسِلْكَ وَلٰكِنْ اِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهٗ حُصَاصٌ)).

سہیل کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے بنو حارثہ کے پاس روانہ کیا۔ جاتے وقت میرے ساتھ ایک لڑکا یا ایک آدمی بھی تھا۔ چنانچہ دوران مسافت ایک باغ کے احاطہ میں سے کسی نے اس کا نام لے کر اسے آواز دی اور میرے ساتھی نے دیکھا کہ باغ میں کوئی نہ تھا۔ اس واقعہ کی میں نے اپنے والد کو اطلاع دی تو انہوں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس واقعہ سے دوچار ہو گے تو میں تم کو ہرگز نہ بھیجتا۔ اب آئندہ کیلئے یاد رکھو کہ اگر تم اس قسم کی کوئی آواز سنو (اور آواز دینے والا تم کو دکھائی نہ دے) تو یقین کر لینا کہ وہ شیطان ہے اور اس وقت اسی طرح اذان دینا جس طرح نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے۔ کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان وہاں سے پادتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(۸۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا قُضِیَ التَّاْذِيْنُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِیَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کے پادتا ہوا بھاگ جاتا ہے تا کہ اذان نہ سن سکے اور اذان کے بعد پھر لوٹ آتا ہے اور جب تکبیر اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر اقامت کے بعد پھر واپس آ جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

التَّوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ لَهٗ: اُذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَايَدْرِي كَمْ صَلّٰى)).

ہے اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نماز سے پہلے اس شخص کے خیال میں بھی نہ تھیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔"

(٨٦٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اَنْ يَدْرِيَ كَيْفَ صَلّٰى)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث کی طرح فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا: "آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ اس نے کیوں کر نماز پڑھی" (یعنی اس کے منتشر خیالات میں اس کا دھیان بٹ جاتا ہے)۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَالرُّكُوْعِ وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاَنَّهٗ لَايَفْعَلُهٗ اِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ.

باب: تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت مونڈھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھانے کے احکام۔

(٨٦١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ اَنْ يَّرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَايَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

[ابوداود: ٧٢١؛ ترمذي: ٢٥٥؛ نسائي: ١٠٢٤؛ ابن ماجه: ٨٥٨]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نماز کی ابتدا میں رفع الیدین (کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے) کرنے کے لیے پوری امت کا اجماع ہے لیکن اور دوسرے مقامات میں ان کا باہمی اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر جمہور علما کے نزدیک رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ نیز امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب تشہد پڑھ کر کھڑا ہو تو اس وقت بھی رفع الیدین کرے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بحوالہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ابوحمید ساعدی نے بھی باسانید صحیحہ یہی بیان کیا ہے۔ جنہیں ابوداود رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے علاوہ ازیں ابوبکر بن منذر، ابوعلی طبری اور بعض اہلحدیث کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اہل کوفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کی مشہور روایت یہی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں رفع یدین نہیں ہے۔ اور بالاجماع رفع الیدین کرنا کسی وقت بھی واجب نہیں ہے (ہاں سنت نبوی ضرور ہے) اس کے برخلاف امام داؤد ظاہری نے بوقت تکبیر تحریمہ رفع الیدین کرنے کو واجب لکھا ہے نیز امام ابوالحسن احمد بن سیار کا قول ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین واجب ہے۔

کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

جمہور علما کا عمل اور بیان ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں تک اس طرح اٹھایا جائے کہ انگلیاں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) کے سرے کانوں کے اوپر تک پہنچ جائیں اور انگوٹھے کانوں کی لو تک رہیں۔

رفع الیدین کرنے کا وقت۔

پہلی روایت کے بموجب تکبیر سے پہلے ہے اور دوسری روایت کے مدنظر تکبیر کے بعد ہے اور تیسری روایت کے تحت عین تکبیر کے ساتھ ہی ہے۔

(٨٦٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈوں تک اٹھا کے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے یعنی رفع الیدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے۔

(٨٦٣) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ. [بخاری: ٧٣٦؛ نسائی: ٨٧٦]

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے پھر تکبیر کہتے۔

○ ○ ○ ○

(٨٦٤) عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا. [بخاری: ٧٣٧]

ابوقلابہ کا بیان ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کیلئے تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کیا۔ اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی، اور بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٨٦٥) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور رفع الیدین کرتے تھے۔

[ابوداود: ٧٤٥؛ نسائی: ٨٧٩ و ما بعد] ... مزید پڑھیں

متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

○ ○ ○ ○

۱۰۵۵، ۱۰۸۴، ۱۱۴۲؛ ابن ماجه: ۸۵۹]

فائدہ: امام مالک، ثوری، شافعی، احمد، ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور اکثر و بیشتر علما کے نزدیک تکبیر تحریمہ واجب ہے۔ لیکن قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بروایت ابن مسیب، حسن زہری قتادہ، حکم اور اوزاعی رحمہم اللہ یہ بیان کیا کہ تکبیر دراصل سنت ہے اور واجب نہیں ہے نیز نماز پڑھنے کے لیے صرف (دل میں) نیت کر لینا کافی ہے۔ اور صحیح احادیث سے تکبیر کا وجوب ثابت ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۸۶۶) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّهُ رَاٰى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ. [راجع: ۷۶۵]

اس سند سے بھی گزشتہ روایت آئی مگر اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ اپنی کانوں کی لو تک لے گئے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اِثْبَاتِ التَّكْبِيْرِ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ فِي الصَّلٰوةِ اِلَّا رَفْعَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَيَقُوْلُ فِيْهِ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ.

باب: نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کا حکم۔

(۸۶۷) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ۷۸۵؛ نسائی: ۱۱۵۴]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھاتے تو ہمیشہ جھکتے اور اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر انہوں نے نماز سے فراغت کے بعد کہا: میں تم سب لوگوں کی بنسبت رسول اکرم ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۸۶۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور پھر یونہی کھڑے کھڑے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے۔ اور پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی تکبیر کہتے اور ختم نماز تک ہر نشست و برخاست کے وقت تکبیر کہتے تھے اور دو رکعت کے بعد جب قیام کرتے تو پھر اللہ اکبر کہتے۔ اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سب لوگوں کی بنسبت میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کی طرح نماز پڑھتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْمَشْيِ بَعْدَ الْجُلُوسِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

[بخاری:۷۸۹؛ ابوداود:۷۳۸؛ نسائی:۱۱۴۹]

(۸۶۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي أَشْبَهُكُمْ صَلَوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

[راجع:۸۶۸]

(۸۷۰) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ حِينَ يَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِينَةِ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَفِي حَدِيثِهِ فَإِذَا قَضَاهَا وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . [نسائی: ۱۰۲۲]

(۸۷۱) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا رَفَعَ وَ وَضَعَ فَقُلْنَا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هٰذَا التَّكْبِيرُ؟ قَالَ: إِنَّهَا لَصَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

(۸۷۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

(۸۷۳) عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ: أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلَوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ قَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِي

○ ○ ○ ○

ابن جریج کی روایت کی مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو ہر قیام کے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ دوسروں کی بنسبت میں رسول اکرم ﷺ کی طرح نماز پڑھتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

ابو سلمہ کا بیان ہے کہ مروان نے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا خلیفہ مقرر کیا تو وہ فرض نماز کیلئے کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ پھر اس کو ابن جریج کی مانند بیان کیا۔ اور اس میں مذکور ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے فراغت کے بعد: کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی بنسبت میری نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

○ ○ ○ ○

ابو سلمہ کا بیان ہے کہ جھکتے اور اٹھتے وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے۔ ہم نے پوچھا: یہ تکبیریں کیسی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو رسول اکرم ﷺ کی نماز ہے۔ (یعنی رحمت دو عالم ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ جب نماز میں جھکتے یا اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور بیان کرتے کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

مطرف کا بیان ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ جب سجدے کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ الحاصل جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کی طرح انہوں نے نماز پڑھائی ہے۔ یا یہ کہا کہ انہوں نے مجھے رسول اکرم ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

هٰذَا صَلٰوةُ مُحَمَّدٍ ﷺ . [بخاری: ۷۸۶، کی نماز یاد دلادی۔

۸۲۶؛ ابوداود: ۸۳۵؛ نسائی: ۱۰۸۱، ۱۱۷۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہر رکعت میں تکبیر کہنی چاہیے، البتہ رکوع کے بعد قیام کرتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے۔ جس پر تمام گزشتہ اور موجودہ علما کا اتفاق ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے اس فعل کی لوگوں کو اطلاع نہ ملنے کی وجہ ہی سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سب کی نسبت میری نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔ واضح رہے کہ ہر دو رکعت والی نماز میں گیارہ تکبیریں ہیں۔ ایک تو تکبیر تحریمہ ہے اور باقی ہر رکعت میں پانچ پانچ ہیں۔ اسی طرح تین رکعت میں سترہ اور چار رکعت میں بائیس اور پانچوں نمازوں میں چورانوے تکبیریں کہنی چاہئیں۔ جن کے مجملہ تکبیر تحریمہ واجب ہے اور باقی تکبیریں سنت ہیں البتہ ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ سب تکبیریں واجب ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ وُجُوْبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَاَنَّهُ اِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ وَلَا اَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا.

باب: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور جب تک سورۂ فاتحہ کا پڑھنا یا سیکھنا ممکن نہ ہو تو اس (نمازی) کو جو آسان ہو فاتحہ کے علاوہ پڑھ لینے کے بیان میں۔

(۸۷۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)).

[بخاری: ۷۵۶؛ ابوداود: ۸۲۲؛ ترمذی: ۲۴۷؛ نسائی: ۹۱۰؛ ابن ماجہ: ۸۳۷]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''

○ ○ ○ ○

(۸۷۵) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ)). [راجع: ۸۷۴]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا: ''جس نے ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

○ ○ ○ ○

(۸۷۶) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ)). [راجع: ۸۷۶]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ام القرآن سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''

○ ○ ○ ○

(۸۷۷) وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا. [راجع: ۸۷۴]

اور معمر نے اتنا زیادہ بیان کیا پس زائد۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان احادیث سے سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا واجب ثابت ہوا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جو کوئی نماز میں سورۂ فاتحہ بآسانی پڑھ سکتا ہو اس کو اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے جو ان احادیث کے خلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے (جو عنقریب آئے گی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کہ امام اور مقتدی دونوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اور منفرد کو بھی سورۂ فاتحہ (الحمد) پڑھنا واجب ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہر نماز پڑھنے والے کو سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور وہ اتنی آہستہ پڑھے کہ خود ہی سن سکے۔ بعض مالکی مسلک کے علما کا بیان ہے کہ صرف دل میں پڑھ لینا کافی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور کوئی چیز پڑھی اسی وقت جاتی ہے جب کہ زبان حرکت کرے اور پڑھنے کا کم از کم معیار یہ ہے کہ پڑھنے والا خود سن لے اور جو کوئی زبان ہلائے بغیر صرف اوپری دل سے پڑھے تو وہ قراءت نہیں ہوتی۔ حالانکہ سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ ربیعہ اور محمد بن ابی صفراء اصحاب مالک کی زبانی جو بیان کی ہے کہ قراءت بالکل واجب نہیں یہ صرف شاذ اور غیر مرفوع روایت ہے۔ علامہ ثوری اوزاعی اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ آخری دو رکعتوں میں قراءت واجب نہیں بلکہ نمازی کو اختیار ہے خواہ پڑھے خواہ چپ رہے اور خواہ سبحان اللہ کہہ لے۔ لیکن صحیح مذہب جس پر تمام سلف وخلف کا اجماع ہے یہی ہے کہ ہر نمازی کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے جیسا کہ ایک دیہاتی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔

(۸۷۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ یَقْرَاْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ)) ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ: اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ فَقَالَ: اِقْرَاْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ: ﴿مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ قَالَ: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَقَالَ مَرَّةً: فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ فَاِذَا قَالَ ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ قَالَ: هٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ)) قَالَ سُفْیَانُ: حَدَّثَنِیْ بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْقُوْبَ دَخَلْتُ عَلَیْهِ وَهُوَ مَرِیْضٌ فِیْ بَیْتِهٖ فَسَاَلْتُهٗ اَنَا عَنْهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی۔'' یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: اس وقت تم لوگ آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے سنا ہے: ''نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے۔ اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور نمازی جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری توصیف کی۔ اور نمازی جب ﴿مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیئے ہیں۔ اور نمازی جب ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ پڑھتا ہے۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔ پھر جب نمازی اپنی نماز میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندے کیلئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔'' سفیان رحمہ اللہ نے کہا: میری دریافت پر یہ حدیث مجھ سے علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب نے اس وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی جب کہ وہ بیمار تھے اور میں ان کی عیادت کیلئے ان کے گھر گیا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فوائد۔ اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نمازی کو نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیوں کہ سورۂ فاتحہ نماز کا وہ جزو اعظم ہے کہ جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور نصف نصف تقسیم ہونے کا معنی یہ ہیں نصف سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید ہے اور نصف میں وہ دعا ہے جس کے فوائد نمازی کو حاصل ہوتے ہیں جو لوگ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو سورۂ فاتحہ سے علیحدہ تصور کرتے ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بسم اللہ الخ اس سورت میں داخل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو بھی بیان فرماتے۔ اور جو لوگ بسم اللہ الخ کو سورۂ فاتحہ میں داخل و شامل کہتے ہیں۔ وہ بھی اسی حدیث سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وہ خصوصیات بیان فرمائیں ہیں جو سورۂ فاتحہ کیساتھ مخصوص ہیں۔ (مختصراً از امام نووی رحمہ اللہ)

چونکہ سورۂ فاتحہ دراصل قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور اس کے پڑھنے کا رحمت عالم ﷺ نے حکم دیا ہے اس لئے ہر رکعت میں پڑھی جائے۔ (از مترجم)

(۸۷۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[ابوداود: ۸۲۱؛ ترمذی: ۲۹۵۳؛ نسائی: ۹۰۸؛ ابن ماجه: ۸۳۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۸۸۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِيْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِيْ)). [راجع: ۸۷۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔ بقیہ حدیث سفیان کی حدیث کی طرح ہے اور ان دونوں میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میں نے تقسیم کر دیا نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا نصف میرے لیے اور نصف میرے بندے کے لیے۔“

○ ○ ○ ○

(۸۸۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ)) يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ. [راجع: ۸۷۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز نامکمل ہے۔“ نبی ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(۸۸۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ)) قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَمَا أَعْلَنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَنَّاهُ لَكُمْ وَمَا أَخْفَاهُ أَخْفَيْنَاهُ لَكُمْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ بغیر قراءت کے نماز درست نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے جو نماز باآواز بلند پڑھی ہم نے بھی باآواز بلند پڑھی اور جو نماز آپ ﷺ نے غیر جہری پڑھی اسے ہم نے بھی ویسے ہی ادا کیا۔

(۸۸۳) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فِيْ

عطاء رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا کہ نماز کی ہر رکعت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ الصَّلٰوةِ يَقْرَأُ فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا اَخْفٰى مِنَّا اَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اِنْ لَّمْ اَزِدْ عَلٰى اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِنْ زِدْتَّ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ وَاِنِ انْتَهَيْتَ اِلَيْهَا اَجْزَاَتْ عَنْكَ. (بخاری: ۷۷۲؛ نسائی: ۹۶۹)

قراءت کرنی چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ نے جس نماز میں ہم کو قراءت سنائی، ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی اور جو نماز رسول اکرم ﷺ نے غیر جہری پڑھی ویسی ہی ہم نے بھی پڑھ کے تم کو بتا دی جس پر ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھوں تو کیا حرج ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی مزید آیات پڑھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر صرف سورۂ الحمد پڑھو تو وہ بھی کافی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ مزید کسی سورت کا پڑھنا مستحب ہے۔ فجر، جمعہ اور دوسری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے ساتھ اور کسی سورت کا ملانا تمام علما کے نزدیک سنت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض مالکی مسلک کے اشخاص کا یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا واجب ہے حالانکہ یہ قول شاذ اور مردود ہے۔ البتہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی کسی سورت یا آیت کا پڑھنا مستحب ہے یا غیر مستحب؟ اس بارے میں علما کا باہمی اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سورت کے ملانے کو مکروہ کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے آخری بیان میں اسے مستحب قرار دیا ہے۔ اور ان کا قدیم اور ابتدائی بیان یہی ہے کہ سورت ملانا غیر مستحب ہے۔ بعض دوسرے ائمہ کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ سورت ملائے یا صرف تسبیح کہے۔ اور یہ قول ضعیف ہے جمہور کا متفقہ بیان کہ نماز جنازہ میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ لے البتہ نفلی نماز میں سورت ملانا مستحب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا آیت پڑھنا مستحب ہے اور اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ (مختصر از امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٨٤) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَاءَةٌ فَمَا اَسْمَعَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا اَخْفٰى مِنَّا اَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ مَنْ قَرَاَ بِاُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ اَجْزَاَتْ عَنْهُ وَمَنْ زَادَ فَهُوَ اَفْضَلُ.

عطاء رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا کہ ہر نماز میں قراءت ہے اور جس نماز میں رسول اکرم ﷺ نے بآواز بلند قراءت کر کے ہمیں اس کی تعلیم دی ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی۔ اور جو نماز آپ ﷺ نے غیر جہری ادا فرمائی ویسی ہی ہم نے تم کو ادا کر کے بتا دی۔ جس نے سورۂ فاتحہ پڑھی اس کی نماز پوری ہوئی اور جس نے اس پر مزید کسی سورت یا آیات کا اضافہ کیا تو یہ بہتر ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

٨٨٥۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى ثُمَّ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ)) ثُمَّ قَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) حَتّٰى فَعَلَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: ''جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' تو اس نے واپس ہو کر پہلے کی طرح نماز پڑھی اور لوٹ کر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے وعلیکم السلام کہتے ہوئے فرمایا: ''جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز ادا نہیں کی۔'' چنانچہ اسی طرح وہ نماز پڑھتا اور لوٹ کر آپ ﷺ کو سلام کرتا۔ اور آپ ﷺ یہی فرماتے: ''جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز ادا نہیں کی۔'' آخر اس شخص نے عرض کیا: یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسَنَ غَيْرَ هٰذَا عَلَّمْنِيْ قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا)). [بخاري: ٧٥٧، ٧٩٣، ٦٢٥١؛ ابوداود: ٨٥٦؛ ترمذي: ٣٠٣؛ نسائي: ٨٨٣]

رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو برحق بنایا ہے، میں اس سے زیادہ اچھے طریقے کے علاوہ مزید کسی چیز سے ناواقف ہوں۔ براہ کرم آپ ﷺ ہی مجھے بتا دیجئے؟ تو ارشاد ہوا: ''تم جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو پہلے اللہ اکبر کہو اور پھر جتنا قرآن کریم تم بآسانی پڑھ سکتے ہو وہ پڑھو اس کے بعد رکوع کرو اور پھر بہ آرام بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اس کے بعد بہ اطمینان سجدہ کرو اور پھر بہ اطمینان قعدہ میں بیٹھو اور اسی طرح اپنی پوری نماز میں کیا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٨٨٦) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نَاحِيَةِ وَسَاقَا الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَزَادَا فِيْهِ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ)). [بخاري: ٦٢٥١، ٦٦٦٧؛ ابوداود: ٨٥٦؛ ترمذي: ٢٦٩٢؛ ابن ماجه: ١٠٦٠، ٣٦٩٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور رسول اکرم ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد پوری حدیث متذکرہ بالا بیان کرتے ہوئے اس کے آخر میں فرمایا: ''تم جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ رو کھڑے ہو اور اس کے بعد تکبیر کہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ٹھہر ٹھہر کے اطمینان کے ساتھ تمام نماز کے ارکان ادا کئے جائیں۔ اس کو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔ جو تمام علما کے نزدیک فرض ہے۔ اور اسی حدیث کو تعدیل ارکان کیلئے جمہور دلیل و ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسے واجب کہا ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

بَابُ نَهْيِ الْمَأْمُوْمِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ.

باب: مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنے کی ممانعت۔

(٨٨٧) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الظُّهْرِ - أَوِ الْعَصْرِ - فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِيْ ﴿بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا)). [ابوداود: ٨٢٨، ٨٢٩؛ نسائي: ٩١٦، ٩١٧]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد اختتام نماز آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کس مقتدی نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی؟'' تو ایک مقتدی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بغرض حصول ثواب میں نے پڑھی تھی۔ جس پر ارشاد فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے قرآن کریم چھین رہا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو باآواز بلند قرآن کریم پڑھنے کی ممانعت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے مقتدی کو باآواز بلند قرآن پڑھتے ہوئے پا کر اس واقعہ سے منع فرمایا یعنی کچھ لوگ سری نماز یعنی ظہر و عصر میں بھی (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) امام کے پیچھے بحیثیت مقتدی الحمد کے بعد کوئی اور سورت پڑھا کرتے تھے، جس کی بابت رحمت عالم ﷺ نے منع فرمایا کہ تم باآواز بلند نہ پڑھو۔ البتہ ایک شاذ ضعیف قول یہ ہے کہ مقتدی سری نماز میں بھی جہری نماز کی مانند کوئی سورت پڑھے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ جہری نماز میں مقتدی کو بالکل خاموش رہ کر صرف سماع کا حکم ہے اور سری نماز میں سورت پڑھنے کی تاکید ہے۔ علاوہ ازیں اگر جہری نماز میں مقتدی اپنے امام سے اس قدر زیادہ فاصلہ پر ہو کہ وہ امام کی قرأت نہ سن سکتا ہو تو اس مقتدی کو چاہئے کہ وہ خاموش نہ رہے بلکہ الحمد کے ساتھ مزید کوئی سورت یا قرآن کی آیات تلاوت کرے اور یہی مسلک بالکل صحیح ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۸۸۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((أَيُّكُمْ قَرَأَ)) أَوْ ((أَيُّكُمُ الْقَارِئُ)) فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ: ((قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا)). [راجع: ۸۸۷]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی ظہر کی تو ایک شخص آپ کے پیچھے قراءت کرنے لگا سورۃ الاعلیٰ کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: تم میں سے کون پڑھ رہا تھا: ایک شخص نے کہا: میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یقین تھا کہ تم میں کوئی مجھ سے تلاوت چھین رہا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۸۸۹) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَقَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا)). [راجع: ۸۸۷]

اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ.

باب: بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کی دلیل۔

(۸۹۰) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. [بخاری: ۷۴۳؛ نسائی: ۹۰۶]

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (جہر سے) پڑھتے نہیں سنا۔

فائدہ: یعنی رحمت عالم ﷺ اور خلفائے راشدین بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھ کر سورۂ الحمد سے قراءت شروع کرتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف کا یہ قول ہے کہ بسم اللہ الخ دراصل سورۂ فاتحہ کا جزو ہے اس لئے جب سورۂ فاتحہ باآواز پڑھی جائے تو بسم اللہ الخ کو بھی باآواز بلند پڑھنا چاہئے۔ (نووی رحمہ اللہ)

۸۹۱۔ عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ: نَعَمْ نَحْنُ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ. [راجع: ۸۹۰]

شعبہ رحمہ اللہ نے اسی اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے پوچھا۔ کیا آپ نے خود یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم نے یہ مسئلہ ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے یہ حدیث سنائی تھی۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے وہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ شاید یہ حدیث قتادہ رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خود نہ سنی ہو بلکہ صرف انس رضی اللہ عنہ کا حوالہ دے دیا ہو۔ شبہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ کی عادت تدلیس کی ہے یعنی من شخص متوفی کہہ دیتے ہیں جو شخص مرگیا ہو خواہ اس سے سنا ہو یا نہ سنا ہو۔

محمد آن لائن مکتبہ

(۸۹۲) عَنْ عَبْدَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُوْلُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ. وَ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلَيْهِ يُخْبِرُهٗ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِـ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَّ لَا فِيْ اٰخِرِهَا.

عبدہ نے بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعائے ثنا یعنی کلمات ذیل بلند آواز سے پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ.....الخ' نیز قتادہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یہ حضرات کرام ﴿الحمد لله رب العلمين﴾ سے قراءت شروع کیا کرتے تھے اور سورۂ فاتحہ کے پہلے یا بعد میں بسم اللہ الخ (جہر سے) نہیں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

۸۹۳۔ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ ذٰلِكَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ: اَلْبَسْمَلَةُ اٰيَةٌ مِّنْ اَوَّلِ كُلِّ سُوْرَةٍ سِوٰى بَرَاءَةٍ.

باب: سورۂ براءت (توبہ) کے علاوہ بسم اللہ الخ کو ہر سورت کا جز و کہنے والوں کی دلیل۔

(۸۹۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ اَظْهُرِنَا اِذْ اَغْفٰى اِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا: مَا اَضْحَكَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اٰنِفًا سُوْرَةٌ)) فَقَرَاَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝﴾ ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ؟)) فَقُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((فَاِنَّهٗ نَهْرٌ وَعَدَنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ وَهُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ اُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰنِيَتُهٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَاَقُوْلُ: رَبِّ اِنَّهٗ مِنْ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ: مَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)) زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ: بَيْنَ اَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ: ((مَا اَحْدَثَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ پر ایک غفلت سی طاری ہوئی۔ پھر مسکراتے ہوئے آپ ﷺ نے سر اٹھایا جس پر ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ کو کس چیز پر ہنسی آرہی ہے؟ ارشاد ہوا: ''مجھ پر ابھی ابھی قرآن کریم کی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ﴿اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ کی پوری سورت پڑھی اور فرمایا: ''تم لوگ جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ تو ارشاد ہوا: ''کوثر ایک نہر ہے جس کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اور بروز محشر میرے امتی اس حوض کا پانی پینے کے لیے آئیں گے۔ اس حوض پر اتنے گلاس ہیں جتنے آسمان کے تارے۔ ایک شخص کو وہاں سے بھگا دیا جائے گا۔ جس پر میں کہوں گا: اے اللہ! یہ شخص میرا امتی ہے۔ کہا جائے گا نہیں یہ آپ ﷺ کا امتی نہیں بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد نئے کام نکالے اور بدعتیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعُدُّكَ)). [ابوداود: ٧٨٤، ٤٧٤٧؛ نسائي: ٩٠٣؛ وانظر في مسلم: ٥٩٩٧]

کیں۔'' ابن حجر رحمہ اللہ نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے پاس مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا: ''یہ وہ شخص ہے جس نے آپ ﷺ کے بعد بدعتیں نکالیں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فوائد: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بسم اللہ الخ سورۂ کوثر کا جزو ہے اور اسی طرح ہر سورت کے اول میں داخل ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں سونا درست اور تابع کو اپنے آقا سے ہنسی کا سبب پوچھنا بھی جائز ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٩٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: اَغْفٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِغْفَاءَةً بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((نَهْرٌ وَعَدَنِيْهِ رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهِ حَوْضٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ: ((اٰنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُوْمِ)). [راجع: ٨٩٤]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں ابن مسہر کی مانند بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر غفلت سی طاری ہوئی۔ اس روایت میں حوض کوثر کے گلاسوں کا ستاروں کی مانند ہونا مرقوم نہیں بلکہ اتنا تحریر ہے کہ کوثر ایک بہترین نہر ہے، جس کے عطیہ کا مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کیا ہے کہ جنت کا یہ حوض کوثر آپ ﷺ کو دیا گیا ہے۔

بَابُ وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ وَوَضْعِهِمَا فِي السُّجُوْدِ عَلَى الْاَرْضِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

باب: تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر جمانے اور سجدوں میں مونڈھوں کے برابر ہاتھ رکھنے کا بیان۔

(٨٩٦) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ. وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ اُذُنَيْهِ. ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پڑھ کر رفع الیدین کیا اور پھر آپ ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فوائد: اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ شروع نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرنا چاہئے۔ اور تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے۔ اور سجدہ کے وقت دونوں ہتھیلیوں کو مونڈھوں کے برابر زمین پر رکھے۔ یہ قول جمہور علما محدثین کا ہے جسے اہل حدیث نے اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، ابواسحٰق بن راہویہ، ابوالحسن مرزوی رحمہم اللہ کی روایت جو دارقطنی اور بیہقی نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھی ہے وہ باتفاق جمہور علماء سب کی سب ضعیف ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❷❷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) امام احمد، اوزاعی اور ابن منذر رحمہم اللہ کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے جیسا چاہے کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو سینہ پر ہاتھ باندھے اور چاہے نہ باندھے اور یہی قول مالکیہ حضرات کے نزدیک مشہور اور رواج یافتہ ہے۔ نیز انہوں نے کہا ہے کہ نفل میں ہاتھ باندھے اور فرض نمازوں میں ہاتھ چھوڑ دے۔ اور لیث بن سعد کا بھی یہی قول ہے۔ علاوہ ازیں جمہور علما اور اہل حدیث نے وائل بن حجر، سہل بن سعد، بلب طائی رضی اللہ عنہم کی روایات کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز پڑھاتے وقت سینہ پر ہاتھ باندھے۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں تشہد پڑھنے کا حکم۔

(۸۹۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا قَعَدَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِذَا قَالَهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْاَلَةِ مَا شَاءَ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ہم لوگ یوں کہا کرتے تھے: سلام ہے اللہ پر، سلام ہے فلاں شخص پر۔ چنانچہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے اور وہ تمام برائیوں سے سالم و پاک وصاف ہے اس لیے تم لوگ تشہد میں یہ کلمات پڑھا کرو۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کے بعد نمازی جو جی چاہے وہ دعا کرے۔ کیونکہ ان کلمات کے ادا کرنے سے ہر نیک بندہ کو جو زمین پر ہو یا آسمان میں ہو سلام پہنچ جاتا ہے۔''

[بخاری: ۶۳۲۸؛ نسائی: ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۲۷۶؛ ابن ماجه: ۸۹۹م]

○ ○ ○ ○

فائدہ: تین طرح کے تشہد احادیث میں بیان کیے گئے ہیں اور بالاتفاق علما ہر ایک کا پڑھنا درست ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض مالکی اشخاص کے نزدیک عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان کردہ تشہد افضل ہے۔ کیونکہ اس میں (مبارکات) کا لفظ ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿ فَتَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ﴾ [۲۴/النور: ۶۱] کے عین موافق ہے۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو تشہد اس طرح سکھایا جس طرح قرآن کریم کی سورتیں اور آیات سکھائی ہیں۔ اور یہ تشہد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ۔ جمہور فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک بھی افضل ہے کیونکہ بصحت تام روایت کیا گیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ تشہد کو جو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں برسر منبر سکھایا اور جس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا، افضل قرار دیا ہے جس کے الفاظ یہ ہے۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ آخر تک۔ علاوہ ازیں امام شافعی رحمہ اللہ نے پہلے تشہد کو سنت اور دوسرے کو واجب کہا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے پہلے کو واجب اور دوسرے کو فرض کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر فقہا کے نزدیک دونوں تشہد سنت ہیں۔ لیکن بالاتفاق جمہور علمائے اہلحدیث کے نزدیک دونوں تشہد واجب ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ (تشہد کے سہو ا ترک سے سجدہ سہو لازمی ہے) (امام نووی رحمہ اللہ)

(۸۹۸) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَ لَمْ اس سند سے گزشتہ روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں پھر جو وہ پسند کرے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَذْكُرُ: ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ)).

[راجع:٨٩٧]

مانگ لے باقی حدیث پہلے والی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٩٩) عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ: ((ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ. أَوْ مَا أَحَبَّ)).

[راجع:٨٩٧]

منصور سے اسی سند کے ساتھ ان دونوں کی حدیث کی طرح مروی ہے اور اس روایت میں ذکر ہے پھر اس کے بعد جو اس کا جی چاہے دعا کرے۔

○ ○ ○ ○

(٩٠٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَنْصُورٍ وَقَالَ: ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الدُّعَاءِ)).

[بخاري: ٨٣١، ٨٣٥، ٦٢٣٠، ٦٣٢٨، ٧٣٨١؛ ابوداود: ٩٦٨؛ نسائي: ١١٦٤، ١١٦٨، ١١٦٩، ١٢٧٦، ١٢٧٨، ١٢٩٧؛ ابن ماجه: ٨٩٩م]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کیساتھ ہم لوگ نماز میں تشہد پڑھتے تھے جیسا کہ منصور نے بیان کیا۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''تشہد پڑھنے کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ جو دعا چاہے کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٩٠١) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ كَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَافْتَصَّ التَّشَهُّدَ بِمِثْلِ مَا افْتَصُّوا. [بخاري: ٦٢٦٥؛ نسائي: ١١٧٠]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کے مندرجہ بالا تشہد اس طرح سکھایا جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٩٠٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ: ((التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ. [ابوداود: ٩٧٤؛ ترمذي: ٢٩٠؛ نسائي: ١١٧٣؛ ابن ماجه: ٩٠٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تشہد اس طرح سکھایا کرتے جس طرح قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے تھے۔ اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ)) (تا ختم) اور ابن رمح کا بیان ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کی مانند آپ ﷺ سکھایا کرتے تھے۔''

○ ○ ○ ○

(٩٠٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. [راجع: ٩٠٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آپ ﷺ ہمیں تشہد ایسے سکھایا کرتے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹۰٤) عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ صَلٰوةً فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أُقِرَّتِ الصَّلٰوةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكٰوةِ؟ قَالَ: فَلَمَّا قَضٰى أَبُو مُوسَى الصَّلٰوةَ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَّ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ: لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا؟ قَالَ: مَا قُلْتُهَا وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى: أَمَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلٰوتِكُمْ؟ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا

حطان بن عبداللہ رقاشی کا بیان ہے کہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ جب ہم لوگ تشہد میں بیٹھے تھے تو پیچھے سے کسی آدمی نے کہا: نماز نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ فرض کی گئی ہے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز کے بعد پوچھا: یہ بات تم میں سے کس نے کہی ہے؟ سب لوگ خاموش رہے تو آپ نے پھر کہا: تم لوگ سن رہے ہو بتاؤ کہ تم میں سے یہ بات کس نے کہی؟ جب سب لوگ چپ رہے تو آپ نے مجھ سے کہا: اے حطان! شاید تم نے یہ کلمے کہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ میں نے نہیں کہے۔ مجھے تو یہ خوف تھا کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا: یہ کلمات میں نے کہے ہیں اور اس میں میری نیت صرف بھلائی اور نیکی کی تھی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ تم کو اپنی نماز میں کیا پڑھنا چاہیے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو دوران خطبہ تمام امور بتائے اور نماز پڑھنی سکھائی ہے، وہ اس طرح کہ ''تم لوگ نماز پڑھنے سے پہلے صفیں سیدھی کرلو۔ پھر تم میں سے کوئی امام بنے اور جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی کہو۔ اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہہ چکے تو تم آمین کہو تا کہ اللہ تم سے خوش رہے۔ امام کی تکبیر و رکوع کے بعد تم بھی تکبیر و رکوع ادا کرو۔ اور امام سے پہلے تکبیر و رکوع ادا نہ کرو۔'' کیوں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''تمہارا ایک لمحہ تاخیر کرنا امام کے رکوع و تکبیرات کے برابر ہی شمار کیا جاتا ہے پھر جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ اور اللہ تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی کہا ہے کہ جو کوئی اللہ کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔ امام جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر اور سجدہ کرو کیوں کہ تم سے ایک لمحہ پہلے امام تکبیر کہتا اور سجدہ و رفع کرتا ہے اور تم ایک لمحہ بعد یہ اعمال کرو تو تم اس کے ساتھ رہو گے اور امام جب تشہد میں بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک یہ دعا پڑھے: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)).

[ابوداود: ۹۷۲، ۹۷۳؛ نسائی: ۸۲۹، ۱۰۶۳، ۱۱۷۱، ۱۲۷۹؛ ابن ماجه: ۸۴۷، ۹۰۱]

○ ○ ○ ○

(۹۰۵) عَنْ قَتَادَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ قَتَادَةَ مِنَ الزِّيَادَةِ :((وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا)) وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَحَدٍ مِنْهُمْ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) اِلَّا فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كَامِلٍ وَحْدَهٗ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ. قَالَ اَبُوْاِسْحٰقَ: قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اُخْتِ اَبِي النَّضْرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ مُسْلِمٌ: تُرِيْدُ اَحْفَظَ مِنْ سُلَيْمَانَ؟ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ: فَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؟ فَقَالَ: هُوَ صَحِيْحٌ يَعْنِيْ :((وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا)) فَقَالَ: هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ فَقَالَ: لِمَ لَمْ تَضَعْهُ هٰهُنَا؟ قَالَ: لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ وَضَعْتُهٗ هٰهُنَا اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ.

[راجع: ۹۰۲]

قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری روایت بھی اسی اسناد کیساتھ کی ہے۔ علاوہ ازیں جریر نے سلیمان کے ذریعہ قتادہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث بیان کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ ''امام جب قراءت کرے تو مقتدی خاموش سنتے رہیں۔'' ابوکامل کی روایت جو صرف ابوعوانہ کی زبانی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی زبانی یہ فرمایا ہو۔ ''جو بندہ تعریف الٰہی کرتا ہے تو اللہ اس کی تعریف سنتا ہے۔'' البتہ امام مسلم رحمہ اللہ کے شاگرد ابواسحٰق رحمہ اللہ نے کہا کہ ابوبکر جو ابونضر کے بھانجا ہیں وہ اس روایت کو محل گفتگو کہتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سلیمان سے زیادہ حافظ کون ہے (یعنی یہ روایت بالکل صحیح ہے جسے سلیمان نے بیان کیا ہے کہ امام جب قراءت کرے تو مقتدی کو خاموش سنتے رہنا چاہئے)۔ ابوبکر کی دریافت پر امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بالکل صحیح ہے کہ امام کی قراءت پر مقتدی خاموش سنتا رہے۔ پھر امام مسلم رحمہ اللہ نے دریافت پر جواب دیا، یہ ضروری نہیں کہ جس روایت کو میں صحیح سمجھوں، اسے اپنی کتاب میں لکھوں بلکہ میں نے اس کتاب میں وہ احادیث لکھی ہیں جو متفقہ طور پر صحیح ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: بعض لوگوں نے امام مسلم رحمہ اللہ کی اس کتاب پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں اکثر وہ احادیث ہیں جن پر جمہور کا اتفاق نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح مسلم میں جتنی احادیث درج ہیں امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک ان سب پر جمہور کا اتفاق ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ اسباب وعلل میں دوسروں کی تقلید نہیں کرتے تھے یعنی اس حدیث میں ((وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا)) کے الفاظ کی زیادتی پر علما کا باہمی اختلاف ہے۔ یحییٰ بن معین، ابوحاتم رازی، دارقطنی اور حاکم ابوعبداللہ کے شیخ حافظ ابوعلی نیشاپوری نیز امام بیہقی نے اپنی سنن کبیر میں ابوداؤد کی طرح لکھا ہے کہ ان الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔ نیز سلیمان تیمی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں قتادہ کے تمام دوستوں کی مخالفت کی ہے علاوہ ازیں تمام حافظین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ان الفاظ کی زیادتی صرف ایک ضعیف روایت میں ہے۔ اور اس سے بڑھ کے امام مسلم رحمہ اللہ کی صحت بیان کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ انہوں نے خود اس روایت کو اپنی صحیح میں شامل نہیں کیا۔ (از امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۰۶) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَضٰى عَلٰى

قتادہ رحمہ اللہ نے اسی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی کہا ہے جو کوئی اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)).

اس کو سنتا ہے۔

[راجع: ۹۰۵]

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ.

باب: تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے احکام۔

(۹۰۷) عَنْ اَبِي مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ)). [ابوداود: ۹۸۰، ۹۸۱؛ ترمذي: ۳۲۲۰؛ نسائي: ۱۲۸۴]

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔ چنانچہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! اللہ نے ہم کو آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اس لیے بتائیے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ یہ سننے کے بعد آپ ﷺ بالکل خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کہ کاش ہم آپ ﷺ سے نہ پوچھتے۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح درود پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور سلام بھیجنے کا طریقہ تم کو معلوم ہی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: علما کا باہمی اختلاف ہے کہ درود آخری تشہد کے بعد پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علما درود پڑھنے کو سنت کہتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص تشہد کے بعد درود نہ پڑھے تب بھی نماز ہو جائے گی۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ، امام شعبی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک درود پڑھنا واجب ہے۔ یعنی اگر درود نہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جن لوگوں نے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام شعبی رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اجماع کی مخالفت کی ہے تو یہ الزام خود غلط ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تشہد کے بعد درود پڑھنا واجب ہے۔

(۹۰۸) عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ: لَقِيَنِيْ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

ابن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مل کر کہا: میں تم کو یہ تحفہ دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے کہا: یارسول اللہ! آپ ﷺ پر سلام پڑھنے کی ترکیب تو ہم نے معلوم کر لی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ آپ ﷺ پر درود کس طرح پڑھیں؟ ارشاد ہوا: ''کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)). [بخاری: ۳۳۷۰، ۴۷۹۷، ۶۳۵۷؛ ابوداود: ۹۷۶، ۹۷۷؛ ترمذی: ۴۸۳؛ نسائی: ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸؛ ابن ماجه: ۹۰۴]

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ."

○ ○ ○ ○

(۹۰۹) عَنْ شُعْبَةَ وَ مِسْعَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ مِسْعَرٍ: اَلَا اُهْدِيَ لَكَ هَدِيَّةً. [راجع: ۹۰۸]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے لیکن اس میں ہدیہ کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

(۹۱۰) عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((اَللّٰهُمَّ)). [راجع: ۹۰۸]

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں "وبارك على محمد" کے الفاظ ہیں "اللهم" کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۱۱) عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)). [بخاری: ۳۳۶۹، ۶۳۶۰؛ ابوداود: ۹۷۹؛ نسائی: ۱۲۸۸؛ ابن ماجه: ۹۰۵]

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کس طرح بھیجیں؟ ارشاد ہوا: "کہو:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

○ ○ ○ ○

(۹۱۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا.)) [ابوداود: ۱۵۳۰؛ ترمذی: ۴۸۵؛ نسائی: ۱۲۹۵]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا ہے کہ "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل کرے گا، یا دس گنا زیادہ اس کو ثواب عنایت کرے گا۔ جیسے کہ پروردگار کا یہ حکم ہے کہ جو کوئی نیکی کا ایک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا سے بھی زیادہ اچھائیاں عنایت کرے گا۔ (امام نووی رحمہ اللہ)
واضح ہو کہ درود کے معنی رحمتیں، سبارکہ دیں اور نوازشیں ہیں۔ علاوہ ازیں درود کے معنی ہیں امداد کرنا، احکام کی پیروی کرنے کا حکم دینا۔ (از مترجم)

بَابُ التَّسْمِيْعِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّاْمِيْنِ — باب: سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لك الحمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آمین کہنے کا حکم۔

(۹۱۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

[بخاری: ۷۹۶، ۳۲۲۸؛ ابو داود: ۸۴۸؛ ترمذی: ۲۶۷، نسائی: ۱۰۶۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

○ ○ ○ ○

(۹۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ سُمَیٍّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کے ہم معنی دوسری سند سے حدیث مروی ہے۔

(۹۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُهُ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اٰمِیْنَ)). [بخاری: ۷۸۰؛ ابو داود: ۹۳۶؛ ترمذی: ۲۵۰؛ نسائی: ۹۲۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''امام جب آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جائے گی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' ابن شہاب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے بعد آمین کہا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدی دونوں کو آمین کہنا مستحب ہے۔ نیز جو شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو اس کو بھی آمین کہنا ضروری ہے۔ مقتدی کو امام کے ساتھ ہی آمین کہنی چاہیے۔ امام کی آمین سے پہلے ایک لمحہ یا ایک لمحہ بعد آمین نہ کہی جائے۔ نیز رسول اکرم ﷺ کا یہ بھی حکم ہے کہ جب امام آمین کہے تو مقتدی کو بھی ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر فوراً آمین کہنی چاہیے۔ نیز امام، مقتدی اور منفرد ہر ایک کو باآواز بلند آمین کہنا ضروری ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۹۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِكٍ وَلَمْ یَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ. [ابن ماجہ: ۸۵۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مثل مگر اس میں آخری لفظ ابن شہاب کا قول نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلٰوةِ اٰمِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ فَوَافَقَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ ''تم جب نماز میں آمین کہو اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پھر تمہاری اور ان کی آمین ایک دوسرے کے برابر ہو جائے تو اس نمازی کے مذکورہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

(۹۱۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں انہیں سے کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

کی دوسرے کے ساتھ موافقت ہوگئی تو گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

(٩١٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

(٩٢٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ: آمِينَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "قرآن کریم پڑھنے والا جب وَلَا الضَّالِّينَ کہے اور اس کے پیچھے والا شخص آمین کہے اور اس کا کہنا آسمان والوں کے آمین کہنے کے عین وقت میں ہو تو اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

بَابُ ائْتِمَامِ الْمَأْمُومِ بِالْإِمَامِ.

باب: مقتدی کو امام کی پیروی ضروری ہے۔

(٩٢١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ)). [بخاری: ٨٠٥؛ نسائی: ٧٩٣؛ ابن ماجہ: ١٢٣٨]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کا دائیں جانب کا بدن چھل گیا۔ ہم آپ ﷺ کی عیادت کے لیے گئے۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی۔ اور جب ہم سب لوگ نماز پڑھ چکے تو ارشاد ہوا: "امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو وہ جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور وہ جب تسمیع پڑھے تو تم تحمید پڑھو اور جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کرو۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرض نماز پڑھائی تھی۔ نیز رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مع واؤ اور بغیر واؤ عطف کے دونوں طرح کہنا جائز اور درست ہے۔ امام کی پیروی مقتدی پر واجب ہے۔ لیکن تکبیر، رکوع، قومہ، سجدہ، اور قعدہ وغیرہ پر تمام ارکان امام کے بعد کرے۔ امام سے پہلے کوئی رکن ادا نہ کرے ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ اور مقتدی اپنے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر امام سے پہلے سلام پھیرے تو نماز نہ ہوگی۔ اور اس روایت میں کہ امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے۔ اس روایت میں علما کا باہمی اختلاف ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص کھڑا ہو سکتا ہو۔ اس کی نماز بیٹھ کر پڑھانے والے کے پیچھے درست نہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے مقتدیوں کو کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے مرض کی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کی تھی۔ امام کی پیروی کا مقصد یہ ہے کہ مقتدی ارکان ظاہری کی ادائیگی میں امام کی پیروی کرے۔ فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور اس کے برعکس جائز اور درست ہے نیز عصر کی نماز ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور اس کے بالعکس بھی جائز و درست ہے۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی نماز درست نہیں ہوتی۔ ہماری اور تمام اہلحدیث کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) نماز خوف دو مرتبہ پڑھی۔ دوسری مرتبہ کی نماز آپ ﷺ کے لیے نفل تھی اور دوسری مقتدیوں کے لیے فرض تھی اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عشا کی نماز رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ادا کرنے کے بعد اپنی قوم میں جا کر عشاء کے فرض پڑھاتے تھے۔ اس صورت میں دوسری مرتبہ کی نماز حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل ہوتی اور آپ رضی اللہ عنہ کے مقتدیوں کے لیے فرض تھی۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۲۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ. [بخاری: ۷۳۳؛ ترمذی: ۳۶۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ گر گئے گھوڑے سے اور آپ زخمی ہو گئے آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی پھر گزشتہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

(۹۲۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا وَزَادَ ((فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا)). [بخاری: ۱۱۱۴]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی باقی گزشتہ حدیثوں کی طرح بیان کیا اس میں اضافہ یہ ہے کہ "جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔"

(۹۲۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَفِيْهِ: ((اِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا)). [بخاری: ۶۸۹؛ ابوداود: ۶۰۱؛ نسائی: ۸۳۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی باقی گزشتہ حدیثوں کی طرح بیان کیا اس میں اضافہ یہ ہے کہ "جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔"

○ ○ ○ ○

(۹۲۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَلَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةُ يُوْنُسَ وَمَالِكٍ.

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۲۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ يَعُوْدُوْنَهُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فَصَلُّوْا بِصَلٰوتِهِ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَجَلَسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا)).

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی عیادت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے۔ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔ تو آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے بعد فراغت نماز فرمایا: "امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کرو۔ وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور وہ جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

○ ○ ○ ○

[ابن ماجه: ۱۲۳۷]

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اشارے یا کسی عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(۹۲۷) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

اس سند سے بھی ہشام بن عروہ سے مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَحْوَهُ.

(۹۲۸) عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا لَتَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا)).

[ابوداود:۶۰۶؛ نسائی:۱۱۹۹؛ ابن ماجه:۱۲۴۱]

جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی بیماری میں ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے اس طرح نماز پڑھی کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکبر کی حیثیت میں تکبیرات کہتے تھے۔ نماز میں ہمیں کھڑا دیکھ کر آپ ﷺ نے اشارہ سے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا تو ہم بیٹھ گئے۔ پھر بعد فراغت نماز ارشاد عالی ہوا: ''تم نے اس وقت وہ کام کیا جیسا کہ فارس و روم والے اپنے بادشاہ کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور بادشاہ بیٹھا رہتا ہے۔ اب آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ ہمیشہ اپنے امام کی پیروی کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۹۲۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لِيُسْمِعَنَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ. [بخاری:۷۹۷]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز پڑھائی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے جب آپ ﷺ تکبیر کہتے تو ابوبکر بھی تکبیر کہتے ہمیں سنانے کے لیے پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(۹۳۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور وہ جب سمع پڑھے تو تم تحمید پڑھو۔ اس کے سجدہ کے ساتھ تم سجدہ کرو اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(۹۳۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کے مثل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَغَيْرِهِ.

باب: تکبیر اور رکن کی تبدیلی وغیرہ میں امام سے جلدی نہ کرنے کے بیان میں۔

(۹۳۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: ((لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہم کو تعلیم دیتے اور فرماتے تھے: ''امام سے پہلے کوئی کام نہ کرنا وہ جب تکبیر کہے اس وقت تکبیر کہنا۔ اور جب وہ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ وہ جب رکوع

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)).

کرے تو تم بھی رکوع کرو اور وہ جب سمیع کہے تو تم تحمید پڑھا کرو۔"

○ ○ ○ ○

(۹۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ اِلَّا قَوْلَهٗ: ((وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ.)) وَزَادَ: ((وَلَا تَرْفَعُوْا قَبْلَهٗ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں مذکورہ حدیث والے الفاظ مگر اس میں یہ لفظ ہیں کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور مزید یہ کہ امام سے پہلے (رکوع سجدہ یا رکعت میں) نہ اٹھو۔

(۹۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِذَا وَافَقَ قَوْلُ اَهْلِ الْاَرْضِ قَوْلَ اَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ "امام ایک ڈھال کی طرح ہے، وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو اور وہ جب سمیع کہے تو تم تحمید کہو۔ کیونکہ جس کا کہنا آسمان والوں کے کہنے کے ساتھ موافق ہو جاتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

○ ○ ○ ○

(۹۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعُوْنَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ "امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تا کہ تم اس کی پیروی کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور وہ جب سمیع پڑھے تو تم تحمید کہو۔ اور وہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔"

بَابُ اسْتِخْلَافِ الْاِمَامِ ـ اِذَا عَرَضَ لَهٗ عُذْرٌ مِنْ مَّرَضٍ وَّسَفَرٍ وَّغَيْرِهِمَا ـ مَنْ يُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ وَاَنَّ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ اِمَامٍ جَالِسٍ لِعَجْزِهٖ عَنِ الْقِيَامِ لَزِمَهُ الْقِيَامُ اِذَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَنَسْخِ الْقُعُوْدِ خَلْفَ الْقَاعِدِ فِیْ حَقِّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ.

باب: امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو وہ نماز پڑھانے کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کرے، امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑا ہو سکتا ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے کیوں کہ مقتدی قادر قیام کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٩٣٦) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ قَالَتْ: فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا: يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ عُمَرُ: اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ قَالَتْ: فَصَلّٰى بِهِمْ اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَّفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ. اَحَدُ هُمَا الْعَبَّاسُ. لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ

عبیداللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا: آپ مجھے رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے واقعات بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو ارشاد ہوا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟'' ہم نے کہا: جی نہیں۔ بلکہ وہ آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ ارشاد ہوا ہمارے لیے لگن میں پانی رکھو۔'' ہم نے پانی رکھا تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔ اس کے بعد چلنا چاہا لیکن آپ ﷺ کو غش آ گیا۔ اور جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟'' ہم نے کہا: جی نہیں۔ یارسول اللہ! وہ سب آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ فرمایا: ''ہمارے لیے طشت میں پانی رکھو۔'' چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور آپ ﷺ نے غسل کیا۔ پھر آپ ﷺ چلنے کے لیے تیار ہوئے لیکن دوبارہ آپ ﷺ کو غش آ گیا۔ اور پھر ہوش میں آنے کے بعد ارشاد ہوا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟'' ہم نے عرض کیا جی نہیں۔ یارسول اللہ! وہ سب لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں اور ادھر لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ سب نماز عشا کے لیے رسالت مآب ﷺ کی تشریف آوری کے مسجد میں منتظر تھے۔ آخر آپ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ اس آدمی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ رحمت عالم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل تھے (وہ جلد رونے لگتے تھے) اسی لیے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر! تم نماز پڑھا دو۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی نہیں! آپ ہی امامت کے زیادہ مستحق ہیں اور آپ ہی کو نماز پڑھانے کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کئی دن تک نماز پڑھائی۔ اسی دوران ایک دن رسول اکرم ﷺ کی طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ (جو آپ ﷺ کے چچا تھے) غرضیکہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں اس وقت پہنچے جب کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا: ((أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ)) فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِيِّ: قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الْآخَرَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

{بخاری: ٦٨٧؛ نسائی: ٨٣٣}

جب رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا: پیچھے نہ ہٹو۔ اور اپنے ساتھ والوں سے فرمایا: مجھے ابوبکر کے برابر میں بٹھا دو۔ چنانچہ ان دونوں نے آپ ﷺ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر بٹھا دیا۔ رسالت مآب ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنے لگے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ویسے ہی کھڑے کھڑے رسول اکرم ﷺ کی نماز میں پیروی کرنے لگے (گویا رسول اکرم ﷺ امام تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقتدی) اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسب سابق اس فرض نماز ظہر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا: میں تم کو وہ حدیث سناتا ہوں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے سنائی ہے۔ اور ان کی طلب پہ میں نے پوری حدیث ان سے کہہ سنائی، جسے سننے کے بعد انہوں نے کہا: یہ پوری حدیث بالکل صحیح ہے۔ پھر پوچھا: دوسرے شخص جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، کیا ان کا نام ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں بتایا۔ میں نے جواب دیا جی نہیں۔ تو انہوں نے کہا: وہ دوسرے آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ رسول اکرم ﷺ کا غسل کرنا، پھر مسجد کی خواہش کرنا اور پے در پے بے ہوش ہو جانا، یہ سب شدت مرض کی وجہ سے تھا۔ حاشا وکلا ہرگز ہرگز آپ ﷺ کو کسی قسم کا جنون نہیں تھا۔ کیونکہ جنون و پاگل پن ایک نقص ہے اور پیغمبر ﷺ ہر نقص سے بالکل پاک وصاف ہیں۔ بیماریوں کی شدت سے اللہ تعالیٰ کو درجہ اور ثواب بڑھانا منظور ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز کے لیے آپ ﷺ کا انتظار کیا اس سے ثابت ہوا کہ امام کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وقت نماز باقی ہو۔ اور ہر مرتبہ بے ہوشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ اگر کئی مرتبہ کی بے ہوشی کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کر لیا جائے تب بھی کافی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں غسل سے سر دا دھونا ہے کیونکہ بے ہوش ہونے کے بعد غسل واجب نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! نماز پڑھانے کے آپ زیادہ مستحق ہیں کئی فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فضیلت ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ امام کو جب کوئی عذر ہو تو وہ اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ تیسرے یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر افضل ہیں۔ نیز اس حدیث شریف سے حسب مذہب امام شافعی رحمہ اللہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر امام بیٹھا ہوا ہو تو مقتدیوں کو بشرط طاقت قیام کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیے۔

اس حدیث شریف میں دوسرے سہارا دینے والے شخص کا نام جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بتایا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ دوسرے شخص فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ دوسرے شخص دراصل اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب لوگوں نے باری باری آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ اور پہلی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ جوں کے توں سہارا دیتے رہے۔ اسی لیے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس دوسرے شخص کا نام نہیں لیا کیوں کہ وہ صرف ایک ہی شخص نہ تھے بلکہ کئی آدمی تھے جو باری باری رسول اکرم ﷺ کو سہارا دیتے ہوئے مسجد تک گئے تھے۔ اور ان لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ (نووی رحمہ اللہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۹۳۷) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ فَاسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِهَا فَأَذِنَّ لَهُ قَالَتْ: فَخَرَجَ وَيَدٌ لَهُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَيَدٌ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ وَهُوَ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَتَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ هُوَ عَلِيٌّ.

[بخاری:۱۹۸، ۶۶۵]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات سے مجھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کی خواہش کی۔ چنانچہ سب نے اجازت دے دی کہ آپ ﷺ میرے گھر میں رہیں اور میں آپ ﷺ کی تیمارداری کروں۔ ایک دن آپ ﷺ مسجد میں جانے کے لیے اس طرح روانہ ہوئے کہ آپ ﷺ اپنا ایک ہاتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ ایک دوسرے شخص کے کندھے پر تھا اور ضعف کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر خطوط کھینچ رہے تھے۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہوں نے کہا: تم جانتے ہو کہ دوسرا آدمی جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا کون تھا؟ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یہ حدیث شریف بھی اس امر کی دلیل ہے کہ باری باری ازواج کے پاس رہنا رسول اکرم ﷺ پر بھی واجب تھا۔ اور جو لوگ سنت کہتے ہیں وہ اس اجازت کو صالح معاشرت اور حسن خلق کی دلیل بناتے ہیں۔ نیز تمام علما کا اتفاق ہے کہ دیگر ازواج مطہرات پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو افضلیت حاصل تھی۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں سے باہمی طور پر افضل کون تھا؟۔

(۹۳۸) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ بِالَّذِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ. [راجع:۹۳۷]

عائشہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہیں بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے اور تکلیف کی شدت بڑھ گئی تو آپ نے اپنی دوسری بیویوں سے اجازت طلب کر لی تاکہ بیماری کے دن میرے گھر گزاریں تو انہوں نے اجازت دے دی، ایک دن آپ ﷺ نکلے دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیکر اور آپ ﷺ کے دونوں قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے اور وہ دو شخص ایک عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تھے اور ایک اور کوئی تھا۔ عبیداللہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن قادہ کو یہ بات بتائی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا۔ انہوں نے کہا: نہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

○ ○ ○ ○

(۹۳۹) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَمَلَنِيْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِيْ قَلْبِيْ أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَإِلَّا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب والد بزرگوار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو میں نے اس بارے میں آپ ﷺ کو بار بار کہنے کی کوشش کی کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد جو کوئی آپ ﷺ کا قائم مقام ہوگا، لوگ اس کو منحوس کہیں گے اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أَنِّيْ كُنْتُ أَرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُوْمَ مَقَامَهُ أَحَدٌ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ. [بخاری:٤٤٤٥]

سے محبت نہ رکھیں گے۔ اسی خیال کے مدنظر میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کرنے سے معاف رکھیں تو مناسب ہوگا۔

(٩٤٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِيْ قَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ إِذَا قَرَءَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا بِيْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَوَّلِ مَنْ يَقُوْمُ فِيْ مَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَرَاجَعْتُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ: ((لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ)).

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ بحالت مرض الموت جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔'' جس پہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہیں وہ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلتی ہیں۔ ان کے ماسوا کسی اور کو امامت کا حکم دیں تو مناسب ہوگا۔ اور اللہ کی قسم! میں نے یہ اس لئے کہا کہ لوگ میرے والد بزرگوار کو منحوس نہ سمجھیں کہ یہی وہ شخص ہیں جو پہلے پہل رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوئے ہیں۔ میں نے دو تین مرتبہ حضور ﷺ کو والد بزرگوار کی امامت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن رسول اکرم ﷺ نے یہی فیصلہ دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی امامت کریں گے اور تم خواتین حضرت یوسف علیہ السلام کی خواتین کی مانند ہو۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث شریف کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خواتین یوسف بار بار بہٹ کرتی تھیں۔ اسی طرح اے عائشہ وغیرہ آپ اصرار نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی مصلحت اجرائے حکم امامت کو آپ نہیں سمجھ رہی ہیں۔ اور حضرت صدیقہ کا یہ اصرار بطور مشورہ و نیک صلاح تھا۔ ورنہ نعوذ باللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی نزاع یا مخالفت کو پیدا کرنا نہیں چاہتی تھیں۔ نیز آپ وہ پیاری زوجہ ہیں جن کیلئے قرآن کریم میں گیارہ آیات نازل ہوئیں۔ آپ کو رحمت دو عالم ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ وہ اپنے خاوند کے حکم کو ٹالنا نہیں چاہتی تھیں۔ اور نعوذ باللہ آپ نے بدنیتی سے بھی یہ اصرار نہیں کیا۔ ورنہ اپنے والد کے فائدہ کیلئے جو چیز مفید ہوتی ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کا منشاء وہی تھا جو حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے یہ نیک مشورہ صرف اسی لئے دیا تھا کہ لوگ آپ کے والد کو منحوس نہ کہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٩٤١) عَنْ عَائِشَةَ: قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِيْ لَهُ إِنَّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے زمانہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز پڑھانے کے لیے بلانے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ امامت کرائیں''۔ جس پہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ بہت نرم دل ہیں۔ وہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن کریم نہ سنا سکیں گے۔ کیوں کہ قرآن کریم پڑھتے وقت ان کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيفٌ وَاَنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَتْ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ: فَاَمَرُوْا اَبَابَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً قَالَتْ: فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ مَكَانَكَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ جَالِسًا وَاَبُوْبَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِيْ اَبُوْبَكْرٍ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقْتَدِي النَّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِي بَكْرٍ.

[بخاری:٦٦٤، ٧١٢، ٧١٣؛ ابن ماجه:١٢٣٢]

مناسب ہوگا۔ لیکن دوبارہ ارشاد ہوا کہ جاؤ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم پہنچاؤ کہ وہ نماز پڑھائیں اور امامت کریں۔ جس پر حفصہ رضی اللہ عنہا سے میں نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے انتہا نرم دل ہیں، وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر قرآن کریم کی قراءت نہ کر سکیں گے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجیے، چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کہا جس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیوں کی مانند نہ بنو اور جاؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ امامت کریں۔'' آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ایک دن جب رسالت مآب ﷺ کی طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے لیکن آپ ﷺ کے پاؤں مبارک زمین سے گھسٹتے جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی آہٹ پا کر آپ رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن رسول اکرم ﷺ نے اشارہ سے اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ رسول اکرم ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھا رہے تھے اور صدیق رضی اللہ عنہ پہلے کی طرح کھڑے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے۔ اور باقی دیگر نمازی پہلے کی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بحیثیت مقتدی نماز پڑھ رہے تھے۔

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث نقل کی گئی ہے اور ان دونوں کی حدیث میں ''ثقل'' کے بجائے ''مرض'' کے الفاظ آتے ہیں باقی حدیث میں بھی چند الفاظ کا فرق ہے باقی معنی وہی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٩٤٢) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ: اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فَاُتِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اُجْلِسَ اِلٰى جَنْبِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَ اَبُوْبَكْرٍ يُسْمِعُهُمُ التَّكْبِيْرَ وَفِيْ حَدِيْثِ عِيْسٰى: فَجَلَسَ رَسُوْلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَبُوْبَكْرٍ يَسْمَعُ النَّاسَ. [راجع: ٩٤١]

(٩٤٣) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ مَرَضِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ وَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ اسْتَاْخَرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِذَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ اِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ. [بخاری: ٦٨٣، ابن ماجه: ١٢٣٣]

❖ ❖ ❖ ❖

(٩٤٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجَعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا قَالَ: فَبُهِتْنَا وَ نَحْنُ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجٌ لِلصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَرْخَى السِّتْرَ قَالَ: فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ.

❖ ❖ ❖ ❖

○ ○ ○ ○

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیماری کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا وہ نماز پڑھاتے تھے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ کی طبیعت جب ہلکی ہوئی تو بر بنائے تخفیف نفس مسجد میں تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے انہوں نے آپ ﷺ کی آہٹ پا کر پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن رسول اکرم ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی امامت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں نے پہلے کی مانند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پوری کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ علالت میں جس میں آپ ﷺ نے رحلت فرمائی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب کہ تمام لوگ صف باندھے نماز پڑھ رہے تھے، کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے کمرے کا پردہ اٹھا کر ہماری طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مصحف کے ورق کی طرح درخشاں تھا۔ آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو مذہب اسلام پر مستعد اور نماز میں مشغول دیکھ کر تبسم فرمایا اور ہنسے۔ اور ہم لوگوں کی حالت یہ تھی کہ ہم نماز پڑھنے کے دوران ہی بے انتہا مسرور ہو گئے کہ رسول اکرم ﷺ نماز پڑھانے تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ محسوس کر کے کہ آپ ﷺ تشریف لا رہے ہیں پیچھے ہٹنا چاہا۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا: کہ "تم لوگ اپنی نماز مکمل کرو"۔ اس کے بعد رسالت مآب ﷺ پھر اپنے کمرہ میں واپس تشریف لے گئے اور دروازہ کا پردہ چھوڑ لیا اور اسی دن آپ ﷺ نے رحلت فرمائی۔

فائدہ: ممکن ہے کہ آپ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لا رہے ہوں لیکن آپ ﷺ خود میں اتنی طاقت نہ پا کر واپس تشریف لے گئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اور آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ [(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❖ ❖)]

www.kitabosunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کر رہے ہیں تاہم بچشم خود معاینہ کرنے کے لیے تشریف لائے تھے کہ دوسرے لوگ ان کے پیچھے کس طرح نماز پڑھتے اور اقتدا کر رہے ہیں۔ الحاصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی امامت کی اور آپ ہی خلیفہ اول ہیں۔ (از مترجم)

(۹۴۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَحَدِيْثُ صَالِحٍ اَتَمُّ وَاَشْبَعُ.

[نسائی: ۱۸۳۰، ابن ماجه: ۱۶۲۴]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آخری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس وقت دیکھا جب آپ نے سوموار کو پردہ اٹھایا۔ یہ بات اسی قصہ کے ساتھ بیان کی مگر مذکورہ حدیث زیادہ مکمل ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۴۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا.

انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیثوں کی مثل اس سند سے بھی حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۴۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَخْرُجْ اِلَيْنَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ لَنَا وَجْهُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مَانَظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ كَانَ اَعْجَبَ اِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَاَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّتَقَدَّمَ وَاَرْخَى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْحِجَابَ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ ﷺ. [بخاری: ۶۸۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانہ میں تین دن تک ہم کو نماز نہیں پڑھائی۔ اس زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا دیدار کیا اور یہ انوکھا منظر ہم کو بے انتہا اچھا معلوم ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے رہنے کا دست مبارک سے اشارہ کیا اور پھر حجرہ کا پردہ چھوڑ لیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے وفات تک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

○ ○ ○ ○

(۹۴۸) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ فَقَالَ: ((مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ: ((مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ)) قَالَ: فَصَلّٰى بِهِمْ اَبُوْبَكْرٍ حَيَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس سخت علالت کے زمانہ میں حکم دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یا رسول اللہ! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہیں، وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام امامت کریں گے تو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ تو پھر دوبارہ ارشاد ہوا: ''جاؤ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ امامت کریں۔'' اور اے عائشہ! تم عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کی صاحبات ہو۔ اور پھر تادم آخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔

[بخاری: ۶۷۸، ۳۳۸۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ تَقْدِيمِ الْجَمَاعَةِ مَنْ يُصَلِّي بِهِمْ إِذَا تَأَخَّرَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَخَافُوا مَفْسَدَةً بِالتَّقْدِيمِ.

باب: جب امام کے آنے میں تاخیر ہو اور کسی فتنہ و فساد کا خوف نہ ہو تو اندریں حالت کسی اور کو وقتی امام بنا سکتے ہیں۔

(٩٤٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ)).

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنی عمرو بن عوف والوں میں رسول اکرم ﷺ بغرض مصالحت تشریف لے گئے۔ چونکہ نماز کا وقت ہو چکا تھا، اس لیے مؤذن نے اذان دینے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تکبیر کہتا ہوں آپ نماز پڑھائیے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ پیچھے سے آئے اور لوگوں میں سے نکلتے ہوئے صف میں شریک ہو گئے مقتدی دستک دینے لگے۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ مقتدی جب بکثرت دستک دینے لگے تو آپ متوجہ ہوئے اور رحمت دو عالم ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا۔ جس پر حضور ﷺ نے اشارہ سے فرمایا: ''تم اپنی جگہ کھڑے رہو۔'' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے اس شرف امامت بخشنے پر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اور پیچھے آ کر صف میں شریک ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا: اے ابو بکر! تم اپنی جگہ کھڑے کیوں نہیں رہے، میں نے تو تم کو کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا؟'' جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے میں اتنی سکت نہیں کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی امامت کرے۔ پھر حضور ﷺ نے مقتدیوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: ''تم نے بہت زیادہ دستک دی۔ دستک تو عورتوں کے لیے ہے تمہیں جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو تم لوگ سبحان اللہ کہو۔ جب تم سبحان اللہ کہو گے تو امام تمہاری طرف متوجہ ہو جائے گا۔''

فائدہ: اس حدیث شریف سے کئی فائدے ثابت ہوئے۔ پہلا یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت اور باقی دیگر صحابہ پر آپ کی فضیلت۔ دوسرے یہ کہ امام کا خود جا کر لوگوں میں مصالحت کرانا۔ تیسرے یہ کہ امام کی غیر موجودگی میں کسی اور کو خلیفہ بنا لینا بشرطیکہ اس خلافت کو خود امام پسند کرے اور کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ وہ شخص خلیفہ بنایا جائے جو امامت کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہو۔ پانچویں یہ کہ مؤذن اسی کو امامت کے لیے کہے جو سب سے زیادہ افضل ہو۔ اور ایسی حالت میں مؤذن کی بات کو ماننا چاہیے۔ چھٹے یہ کہ عمل قلیل مثلاً دستک دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ساتویں یہ کہ بشرط ضرورت نماز میں ایک رکن تک مشغول ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (۱۲ منہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) ملنے پر ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کرنا درست ہے۔ نویں یہ کہ بشرط ضرورت نماز میں دوسری طرف دیکھنا جائز ہے۔ دسویں یہ کہ نماز پوری کرنے کے لیے امام کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر سکتا ہے اور یہی مذہب تمام اہل حدیث کا ہے۔ گیارھویں یہ کہ امام نماز میں شریک ہونے کے بعد بحیثیت تابع و مقتدی امامت کرنے والے سے اس کی عزت و توقیر بڑھانے کے لیے کوئی بات کہے تو اس امامت کرنے والے کو بلحاظ ادب و عزت اپنے امام کی جو بحالت موجودہ مقتدی ہو بات نہ ماننا چاہیے کیوں کہ حقیقی عزت امام کی یہی ہے۔ بارھویں یہ کہ بزرگوں کا ادب کیا جائے۔ تیرھویں یہ کہ اگر نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو مرد باآواز سبحان اللہ کہے اور عورت اپنی داہنی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر دستک دے اگر نہ اگر کھیل کود کی مانند تالی بجائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ چودھویں یہ کہ اول وقت نماز پڑھنا پسند ہوئیں یہ کہ تکبیر اس وقت کہی جائے جب کہ نماز پڑھانے کے لیے امام تیار ہو۔ سولھویں یہ کہ اذان دینے والا ہی تکبیر اقامت کہے۔ سترھواں یہ کہ بشرط ضرورت صف چیر کر آگے بڑھنا۔ یا پیچھے لوٹ جانا درست ہے۔ اٹھارھویں یہ کہ امام اس شخص کی اقتدا کر سکتا ہے جب کہ اس نائب یا خلیفہ کے ساتھ ہی اس امام نے تکبیر تحریمہ کہی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھانے میں شرکت کی تھی۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۵۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ. (بخاری: ۱۲۳۴، نسائی: ۷۸۳)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں یہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحالت نماز اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی تعریف کی اور پھر الٹے پیچھے ہٹ کر صف میں شریک ہو گئے۔

○ ○ ○ ○

(۹۵۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: ذَهَبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوْفَ حَتّٰى قَامَ عِنْدَالصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَفِيْهِ: اَنَّ اَبَابَكْرٍ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى. (نسائی: ۱۱۸۲)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنی عمرو بن عوف میں مصالحت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر آپ ﷺ پچھلی صفوں سے نکلتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام بحالت نماز جب پیچھے ہٹے تو قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ اس کو الٹے پاؤں پیچھے ہٹنا چاہیے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۵۲) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ: فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ. فَحَمَلْتُ مَعَهٗ اِدَاوَةً قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيَّ اَخَذْتُ اُهْرِيْقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهٗ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهٖ فَاَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْجُبَّةِ حَتّٰى اَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ تَوَضَّاَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ تبوک میں شرکت کی۔ ایک صبح قبل نماز فجر اسی مقام تبوک میں آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے روانہ ہوئے اور میں پانی کا لوٹا لئے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ رفع حاجت کے بعد جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے پہلے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر جبہ کو ہاتھوں پہ چڑھانا چاہا لیکن اس کی آستینیں چھوٹی تھیں اس لئے آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ نکال کر کہنیوں تک دھوئے اور اس کے بعد مسح کیا اور اس کے بعد موزوں پر مسح کیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی روانہ ہوا حتیٰ کہ ہم لوگ پہنچے تو دیکھا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتَّى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلَّى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلَاتَهُ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِينَ فَأَكْثَرُ التَّسْبِيحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ ((أَحْسَنْتُمْ)) أَوْ قَالَ: ((قَدْ أَصَبْتُمْ)) يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا. [راجع: ٦٢٦]

پڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیچھے حضور اکرم ﷺ نے ایک رکعت پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر کے دیکھا تو رسول اکرم ﷺ نماز پوری کرنے کی خاطر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ مسلمان یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور انہوں نے بکثرت تسبیح پڑھی۔ پھر رحمت عالم ﷺ نے بعد فراغت نماز فرمایا: ''تم لوگوں نے اچھا کیا اور بحالت مسرت فرمایا: تم لوگ وقت مقررہ پر نماز پڑھا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٩٥٣) عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبَّادٍ قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَأَرَدْتُ تَأْخِيرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((دَعْهُ)). [راجع: ٦٣٣]

حمزہ بن مغیرہ نے بھی عباد کی مانند حدیث بیان کی۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹانا چاہا لیکن رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انہیں نماز پڑھانے دو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اوپر والی حدیث کتاب الطہارت میں بیان ہو چکی ہے۔ ان ہر دو احادیث سے ثابت ہوا کہ اچھی طرح وضو کیا جائے اور دوسرا آدمی بھی وضو کرا سکتا ہے۔ نیز امام کو ہٹانے کی بجائے اس کے پیچھے امام وقت نماز پڑھ سکتا ہے۔ بہرحال نماز وقت مقررہ پر پڑھنا ضروری ہے اگر مقررہ امام کی آمد میں تاخیر ہو تو اس کا خلیفہ بنایا جا سکتا ہے۔

بَابُ تَسْبِيحِ الرَّجُلِ وَتَصْفِيقِ الْمَرْأَةِ إِذَا نَابَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ.

باب: نماز میں اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو مرد تسبیح کہیں اور خواتین دستک دیں۔

(٩٥٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ)) زَادَ حَرْمَلَةُ فِي رِوَايَتِهِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَدْ رَأَيْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُسَبِّحُونَ وَيُشِيرُونَ. [بخاري: ١٢٠٣، ابوداود: ٩٣٩، ابن ماجه: ١٠٣٤]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور خواتین کو دستک دینا چاہئے۔'' حرملہ نے ابن شہاب رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا: میں نے چند علما کو دیکھا جو بحالت نماز تسبیح پڑھتے اور اشارہ کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: بشرط ضرورت دوران نماز مردوں کو تسبیح پڑھنا و اشارہ کرنا اور خواتین کو دستک دینا جائز ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دستک دینے کی ترکیب یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر زور سے مارا جائے۔ (از مترجم اقبال الدین احمد)

(٩٥٥) عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی وہی حدیث مروی ہے مگر اس میں اس لفظ کا اضافہ ہے کہ (نماز میں)۔

(٩٥٦) عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَزَادَ: ((فِي الصَّلَاةِ)).

بَابُ الْأَمْرِ بِتَحْسِينِ الصَّلٰوةِ وَإِتْمَامِهَا وَالْخُشُوعِ فِيهَا.

باب: دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھنے کے احکام۔

(٩٥٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! أَلَا تُحْسِنُ صَلٰوتَكَ؟ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلّٰى كَيْفَ يُصَلِّي؟ فَإِنَّمَا يُصَلِّي لِنَفْسِهِ إِنِّي وَاللّٰهِ! لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ)). [نسائي:٨٧١]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن نماز پڑھانے کے بعد فرمایا: ''اے فلاں! تم اپنی نماز اچھی طرح کیوں ادا نہیں کرتے؟ کیا نمازی کو یہ دکھائی نہیں دیتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ حالانکہ نمازی اپنے فائدوں کے لیے نماز پڑھتا ہے اور اللہ کی قسم! میں جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

(٩٥٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ! مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا سُجُودُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)). [بخاري:٤١٨، ٧٤١]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: ''تم سمجھتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ حالانکہ واللہ! مجھ پر تمہارے رکوع وسجود پوشیدہ نہیں۔ میں تم کو پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

(٩٥٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي. وَرُبَّمَا قَالَ: مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: ''رکوع وسجود اچھی طرح ادا کرو اور تم جب رکوع وسجود کرتے ہو تو واللہ! میں پیٹھ پیچھے سے یا اپنے پیچھے سے تم کو دیکھتا ہوں۔''

(٩٦٠) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ)) وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ: ((إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم اپنے رکوع وسجود اچھی طرح ادا کرو اور جب تم رکوع وسجود کرتے ہو تو اللہ کی قسم! میں پیٹھ پیچھے سے تم کو رکوع وسجود کرتے دیکھتا ہوں۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھنے کی اس طرح قوت عطا فرمائی تھی جس طرح ہم کو سامنے سے دیکھنے کی طاقت دی ہے۔ پیٹھ پیچھے یعنی پشت کی چیزوں کو دیکھنے کی قوت بطور خرق عادات انسانی آپ ﷺ کو عنایت کی گئی تھی۔ اور یہ امر خلاف شرع یا مخالف عقل نہیں۔ آج ہزار میل دور کی چیزیں معمولی لوگ بھی دیکھ رہے ہیں اور جب کہ رسالت مآب ﷺ نے پشت کی اشیاء کو خود ملاحظہ فرمایا تو یہ عین شریعت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوست) مطلب حدیث دیکھنا ہے۔ (اور یہ پشت کے پیچھے سے دیکھنا نماز ہی کے ساتھ مخصوص تھا جیسا کہ احادیث میں صراحت ہے) نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز باطمینان ادا کی جائے۔ اور بشرط ضرورت اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا جائز ہے۔ علاوہ ازیں بغیر ضرورت قسم نہ کھائی جائے۔

بَابُ تَحْرِيمِ سَبْقِ الْإِمَامِ بِرُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ وَنَحْوِهِمَا.

باب: امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرنا حرام ہے۔

(۹۶۱) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) قَالُوا: وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ)).

[نسائی: ۱۳۶۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن نماز پڑھانے کے فوراً ہی بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ اس لیے مجھ سے پہلے رکوع، سجدہ، قومہ اور سلام نہ پھیرو۔ میں آگے اور پیچھے سے تم کو دیکھتا ہوں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو چیزیں میں دیکھتا ہوں اگر تم انہیں دیکھ لو تو ہنسو کم اور رووٴ زیادہ۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے کیا دیکھا ہے؟ ارشاد ہوا میں نے جنت۔ اور دوزخ دیکھی ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: مقتدی پر واجب اور فرض ہے کہ وہ نماز میں امام سے پہلے کوئی فعل نہ کرے۔ ورنہ اس کا وہ فعل حرام ہے۔

(۹۶۲) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: ((وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ)).

[راجع: ۹۶۱]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے مگر اس میں یہ لفظ نہیں کہ (اور سلام نہ پھیرو۔)

○ ○ ○ ○

(۹۶۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟)). [ترمذی: ۵۸۲؛ نسائی: ۸۲۷؛ ابن ماجه: ۹۶۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ ”امام سے پہلے سجدہ سے جو کوئی سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلاشک اس کا سر گدھے کے سر کی طرح کر دے گا۔“

○ ○ ○ ○

(۹۶۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَأْمَنُ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي صَلٰوتِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُورَتَهُ فِي صُورَةِ حِمَارٍ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی امام سے پہلے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتا ہے اسے ڈرنا چاہیے کہ پروردگار عالم اس کی صورت پلٹ کر گدھے کی مانند کر دے گا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: جنہوں نے انسانی پیدائش کارہائے فطرت سمجھنے کے لیے معمولی سا بھی غور و فکر کیا، وہ جانتے ہیں کہ انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان بنا دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دشوار نہیں ہے۔ البتہ عقل [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) خارج از امکان سمجھتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جن میں غور وفکر کا مادہ ہے ہی نہیں اور عقل وشعور سے بے بہرہ ہیں ان کا سرپروردگار نے گدھے کی طرح کر دیا ہے جو بظاہر انسان نظر آتے ہیں لیکن دل ودماغ سر اور بھیجہ کے مدنظر وہ گدھے سے بھی بدتر ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(٩٦٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٰذَا غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ الرَّبِيْعِ بْنِ مُسْلِمٍ: ((اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَجْهَ حِمَارٍ)). (بخاری: ٦٩١؛ ابوداود: ٦٢٣)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں مذکورہ حدیث کی طرح مگر اس سند سے یہ لفظ بھی آئے ہیں کہ ''اللہ اس کے چہرے کو گدھے کا چہرہ نہ بنا دے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِی الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔

(٩٦٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِی الصَّلٰوةِ اَوْلَا تَرْجِعُ اِلَيْهِمْ)). (ابن ماجه: ١٠٤٥)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: ''جو لوگ نماز میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں، وہ اس حرکت سے باز آئیں وگرنہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں گی۔''

○ ○ ○ ○

(٩٦٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِی الصَّلٰوةِ اِلَى السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ)). [نسائی: ١٢٧٥]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: ''لوگ نماز میں آسمان کی جانب نہ دیکھیں وگرنہ ان کی قوت بینائی زائل کر دی جائے گی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ذات مقدس پروردگار عالم ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے، اس بنا پر نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز میں اپنی نظریں نیچی رکھے۔ نماز میں آسمان کی جانب دیکھنا بالاجماع ممنوع ہے۔ البتہ دعا کی حالت میں آسمان کی جانب دیکھنے کی بابت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے علما کا باہمی اختلاف بیان کیا ہے۔ قاضی شریح وغیرہ نے بحالت دعا بھی آسمان کی جانب نظریں جمائے رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔ علاوہ ازیں جمہور علما کا بیان ہے کہ بحالت دعا آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ جس طرح نماز کے لیے کعبہ کو قبلہ گردانا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح دعا کے لیے آسمان کو قبلہ کہا گیا ہے۔ اسی لیے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور ہر دعا کو صرف اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا اور بامراد بناتا ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِالسُّكُوْنِ فِی الصَّلٰوةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاِشَارَةِ بِالْيَدِ وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ وَاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ وَالتَّرَاصِّ فِيْهَا وَالْاَمْرِ بِالْاِجْتِمَاعِ.

باب: نماز میں بے جا حرکت، سلام کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت نیز اگلی صف پوری کرنے اور باہم مل کر کھڑے ہونے کے احکام۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٩٦٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَأَنَا حِلَقًا فَقَالَ: ((مَالِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ؟)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: ((يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم لوگ نماز میں کوئی حرکت نہ کیا کرو۔'' پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ہم کو حلقہ باندھے دیکھ کر فرمایا: ''تم لوگ الگ الگ کیوں ہو؟'' پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اس طرح صف باندھا کرو جس طرح بارگاہ الٰہی میں فرشتے صف بستہ رہتے ہیں۔ تم لوگ سب سے پہلے اگلی صف پوری کیا کرو اور صف میں مل کر کھڑے ہوا کرو۔''

[ابوداود:٦٦١؛ نسائی:٨١٥؛ ابن ماجه:٩٩٢]

○ ○ ○ ○

فائدہ: صفیں پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے اگلی صف پوری کی جائے اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری وغیرہ۔ یعنی جب تک پہلی صف پوری نہ ہو جائے اس وقت تک دوسری شروع نہ کی جائے۔ نیز نماز کی صفوں میں اس طرح کھڑا ہونا چاہیے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ ادب کے ساتھ ایک قطار میں برابر کھڑا ہوا کریں۔ اس حدیث شریف میں ہاتھ اٹھانے کی جو ممانعت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سلام پھیرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائیں۔ جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس سے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کی ممانعت مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ تو مستحب بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جو احناف اس حدیث کو رفع الیدین کی ممانعت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ بے علم اور احادیث نبویہ سے ناواقف ہیں۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٦٩) حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[راجع:٩٦٨]

اس سند سے بھی اعمش سے مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩٧٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَامَ تُوْمُوْنَ بِأَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِنَّمَا يَكْفِيْ أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى أَخِيْهِ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ)). [ابوداود:٩٩٨، ٩٩٩؛ نسائی: ١١٨٤، ١٣١٧، ١٣٢٥]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جب ہم لوگ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمة الله کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمة الله کہا کرو۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۹۷۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِيْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكُمْ؟ تُشِيْرُوْنَ بِأَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلٰى صَاحِبِهِ وَلَا يُوْمِيْ بِيَدِهِ)). [راجع: ۹۷۰]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم لوگ رسالت مآب ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر السلام علیکم ورحمة الله کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے؟ تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم میں سے جب کوئی نماز ختم کرے تو اپنے بھائی کی جانب منہ کر کے صرف زبان سے السلام علیکم ورحمة الله کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔''

فائدہ: نماز کا سلام پھیرتے وقت صرف السلام علیکم ورحمة الله کہنا چاہیے اور ہاتھ سے کوئی اشارہ نہ کرنا چاہیے۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ وَإِقَامَتِهَا وَفَضْلِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ مِنْهَا وَالْإِزْدِحَامِ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْمُسَابَقَةِ إِلَيْهَا وَتَقْدِيْمِ أُولِي الْفَضْلِ وَتَقْرِيْبِهِمْ مِّنَ الْإِمَامِ

باب: صفوں کو برابر کرنے، پہلی صف کی فضیلت اور پہلی صف پر ازدحام اور سبقت کرنے اور اصحاب فضل کو مقدم کرنے اور امام کے قریب کرنے کے احکام۔

(۹۷۲) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ: ((اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَلْيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا. [ابوداود: ٦٧٤؛ نسائي: ٨٠٦، ٨١١؛ ابن ماجه: ٩٧٦]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نماز کے لیے رسول اکرم ﷺ ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''برابر کھڑے رہو اور آگے پیچھے نہ ہٹو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ نیز میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو کہ بہت سمجھدار اور عقل مند ہیں اور پھر جو ان سے قریب ہوں۔'' اس کے بعد ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آج تم لوگوں میں بے انتہا اختلافات رونما ہو گئے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ امام کے پاس وہ لوگ کھڑے ہوں جو صاحبان عقل وشعور اور دوسروں سے افضل ہوں تاکہ امام بوقت ضرورت کسی کو خلیفہ مقرر کر سکے۔ امام بھول چوک جائے تو اس کی اصلاح کرنے کے اہل ہوں اور نماز کی ترکیب سیکھ کر دوسروں کو بھی سکھا سکیں۔ ان کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوں جو اتنے زیادہ فضیلت کے حامل نہ ہوں اور پھر ان اوسط درجہ والوں کے بعد دوسرے لوگ کھڑے ہوں۔ واضح رہے کہ یہ حکم صرف نماز کے لیے ہی خاص نہیں بلکہ ہر مجلس میں صاحبان فضل وکمال اور اہل علم کی عزت کی جائے۔

(۹۷۳) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ۹۷۲]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹۷٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ)). [ابوداود:٦٧٤؛ ترمذی:٢٢٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں جو عقل وشعور کے مالک ہوں، ان کے بعد متوسط لوگ پھر ان کے بعد اور لوگ۔ نیز بازاری حرکات سے تم لوگ پرہیز کرو۔''

(۹۷۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ)). [بخاری: ٧٢٣؛ ابوداود:٦٦٨؛ ابن ماجه: ٩٩٣]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنی صفیں برابر رکھا کرو کیوں کہ صف بندی سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۹۷٦) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ)). [بخاری: ٧١٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ صفیں پوری کیا کرو کیونکہ میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

○ ○ ○ ○

(۹۷۷) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: ((أَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ)).

ہمام کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی حدیثیں بیان کرتے ہوئے ہم سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صفیں سیدھی رکھا کرو کیونکہ عمدہ صف بندی سے نماز اچھی معلوم ہوتی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۹۷۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)). [بخاری:٧١٧]

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ ''تم اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں مخالفت پیدا کر دے گا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: وجوہ کا ترجمہ بعض لوگوں نے یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں بدل دے گا یعنی تمہیں مسخ کر دے گا، واللہ اعلم۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۷۹) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَأٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)). [ابوداود: ٦٦٣، ٦٦٥؛ ترمذی: ٢٢٧؛ نسائی: ٨٠٩؛ ابن ماجه: ٩٩٤]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتی کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ ان سے تیر کی لکڑی برابر فرمارہے ہوتے اور یہ سلسلہ جاری رہا، تاوقتیکہ آپ ﷺ نے سمجھا کہ ہم لوگ اس بات کو آپ ﷺ سے معلوم کر چکے ہیں پھر ایک روز آپ ﷺ نکلے تو کھڑے ہو گئے تھے کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے ایک آدمی دیکھا جس کا سینہ صف سے نکلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! تم لوگ ضرور بالضرور اپنی صفیں برابر کر لو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت ڈال دے گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۹۸۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [بخاری:۷۱۷]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۸۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)). [بخاری: ۶۱۵، ۶۵۴، ۷۲۱، ۲۶۸۹؛ ترمذی: ۲۲۵؛ نسائی: ۵۳۹، ۶۷۰]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور پہلی صف کا ثواب اگر لوگوں کو معلوم ہوتا تو وہ قرعہ اندازی کرتے اور اگر اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت سے لوگ واقف ہوتے تو ایک دوسرے پر سبقت کرتے۔ اور اگر عشاء و فجر کی برتری جانتے تو ان دونوں کے لیے سرین کے بل رگڑتے ہوئے آتے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: عشاء اور فجر کی جماعت کی فضیلت اس لیے زیادہ ہے کہ ان دونوں وقتوں میں نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۸۲) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِيْ أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: ((تَقَدَّمُوْا فَأْتَمُّوْا بِيْ وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ)). [ابو داود: ۶۸۰؛ نسائی: ۷۹۴؛ ابن ماجه: ۹۷۸]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو پچھلی صف میں دیکھ کر فرمایا: ''میرے قریب آؤ اور پہلی صف پوری کرو پھر دوسری صف والے تمہاری پیروی کریں اور جو لوگ پیچھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بھی ان کو پیچھے رکھے گا۔''

○ ○ ○ ○

(۹۸۳) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا فِيْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. [نسائی: ۷۹۵]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو کہ وہ مسجد کے کنارے میں بیٹھے ہوئے تھے پھر مذکورہ حدیث کے مثل بیان کی۔

(۹۸۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ أَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً)) قَالَ ابْنُ حَرْبٍ: ((الصَّفِّ الْأَوَّلِ مَا كَانَتْ إِلَّا قُرْعَةً)). [ابن ماجه: ۹۹۸]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ پہلی صف کی فضیلت جانتے تو اس میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی کرتے۔'' ابن حرب نے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہی معنی بیان کیا ہے۔

(۹۸۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)). [نسائی: ۸۱۹]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر پہلی صف ہے اور سب سے بری آخری صف ہے۔ اور خواتین کے لیے سب سے بری پہلی صف ہے (جب کہ مردوں کی صفیں ان کے قریب ہوں) اور اچھی صف پچھلی صف ہے۔'' (جو کہ مردوں سے دور ہو)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: جماعت میں اگر صرف خواتین ہی ہوں تو مردوں کی طرح پہلی ہی صف ان کے لیے اچھی ہے۔ پہلی صف سے وہ صف مراد ہے جو امام کے پاس ہو۔ عام ازیں کہ یہ صف ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک برابر ہو یا درمیان میں کسی چیز کے حائل ہو جانے کی وجہ سے ناقص ہو۔ اور خواہ اس صف بندی سے پہلے کچھ مرد اس مقام پر موجود ہوں یا صف بندی کے بعد آئے ہوں۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۸۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ. عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [ترمذی: ۲۲۴، ابن ماجه: ۱۰۰۰]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اَمْرِ النِّسَآءِ الْمُصَلِّيَاتِ وَرَآءَ الرِّجَالِ اَنْ لَّا يَرْفَعْنَ رُؤُوْسَهُنَّ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ.

باب: خواتین اگر مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے تک وہ اپنا سر نہ اٹھائیں۔

(۹۸۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِيْ اُزُرِهِمْ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ مِثْلَ الصِّبْيَانِ مِنْ ضِيْقِ الْاُزُرِ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ. [بخاری: ۳۶۲، ۸۱۴، ۱۲۱۵؛ ابوداود: ۶۳۰؛ نسائی: ۷۶۵]

سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے دیکھا ہے کہ کپڑا کم ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے تہبند اپنے گلے میں باندھے رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، جس پر کسی نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا: ''اے خواتین! جب تک مرد سجدہ سے سر نہ اٹھائیں اس وقت تک تم بھی سجدہ سے سر نہ اٹھانا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: کپڑا چھوٹا ہونے کی وجہ سے بعض صحابۂ کرام ستر کھل جانے کے ڈر سے اپنے گلے میں باندھ لیا کرتے تھے اسی لیے عورتوں کو حکم ہوا تا کہ کسی مرد کے ستر پر کسی عورت کی نظر نہ پڑ جائے۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ اِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ وَّاَنَّهَا لَا تَخْرُجُ مُطَيَّبَةً.

باب: بزمانۂ امن خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت اور خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت۔

(۹۸۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اسْتَاْذَنَتْ اَحَدَكُمْ امْرَاَتُهُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا)). [بخاری: ۵۲۳۸؛ نسائی: ۷۰۵]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری خواتین جب مسجد میں جانا چاہیں تو ان کو منع نہ کرو۔''

○ ○ ○ ○

(۹۸۹) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَكُمُ الْمَسَاجِدَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ

سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''تمہاری خواتین جب مسجد جانا چاہیں تو انہیں مسجد میں جانے سے نہ روکو۔'' بلال بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهَا)) قَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ قَالَ : فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ: اُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ.

عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سننے کے بعد کہا: واللہ! ہم ان خواتین کو باز رکھیں گے۔ جس پہ حضرت عبداللہ نے ان کو اتنی بری گالی دی جواب تک میں نے ان سے سنی نہیں تھی۔ پھر اس کے بعد فرمایا: میں تو رسول اکرم ﷺ کی حدیث تم کو بتلا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ہم خواتین کو باز رکھیں گے۔

فائدہ: حدیث شریف کا اپنی ذاتی رائے سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے۔ بعض مقلد حدیث کے مقابلہ میں اپنے مجتہد کی رائے اور قیاس کو پیش کرتے ہیں (نعوذ باللہ) مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے حکم یا فعل کے مقابلہ میں کسی اور کے قول و فعل کی سند نہ لائے ورنہ بے ادبی اور شیطانی کام ہے جس میں کفر کا خوف لگا ہوا ہے۔ ہمارا اعتقاد اور عمل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حکم و فعل کے مقابلہ میں پوری دنیا کے قول و فعل کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر کرے اور رحمت عالم ﷺ کی محبت و اطاعت کی ہر وقت توفیق دے۔ اطاعت غیر محمد ﷺ نہیں مسلک میرا۔

(۹۹۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو۔''

(۹۹۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَاءُكُمْ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ)). [بخاری:۸۷۳]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب تمہاری خواتین مسجد میں جانے کے لیے تم سے اجازت مانگیں تو انہیں مسجد میں جانے دو۔''

(۹۹۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ)) فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ: فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ: اَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ: لَا نَدَعُهُنَّ. [بخاری: ۸۹۹؛ ابوداود: ۵۶۸؛ ترمذی: ۵۷۰]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جب رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ '' تم لوگ رات کے وقت اپنی خواتین کو مسجد جانے سے نہ روکو۔'' تو ان کے لڑکے نے کہا: ہم تو انہیں منع کریں گے تاکہ وہ مکر و فریب نہ کریں۔ جس پر انہوں نے اپنے بیٹے کو برا بھلا کہنے کے بعد کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کا حکم سناتا ہوں اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔

○ ○ ○ ○

(۹۹۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. (راجع:۹۹۲)

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ائْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ)) فَقَالَ ابْنٌ لَهُ: يُقَالُ لَهُ: وَاقِدٌ: اِذَنْ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ : فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِهِ وَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ: لَا. [راجع: ۹۹۲]

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم اپنی خواتین کو رات کے وقت مسجد جانے کی اجازت دو۔'' جس پر ان کے ایک بیٹے نے جس کا نام واقد ہے، جواب دیا۔ وہ وہاں جا کر مکر و فریب کریں گی۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ میں تم سے رحمت عالم ﷺ کا حکم بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ انہیں نہیں جانے دیں گے۔

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۹۹۵) عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَآءَ حُظُوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ)) فَقَالَ بِلَالٌ: وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: اَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ اَنْتَ: لَنَمْنَعُهُنَّ.

بلال بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی زبانی حضور اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا: ''بشرط حصول اجازت تم لوگ اپنی خواتین کو مسجد میں ثواب حاصل کرنے کے لیے جانے کی اجازت دو۔'' جس پر میں نے کہا: واللہ! ہم تو انہیں منع کریں گے۔ جس پر والد محترم نے فرمایا: ہم تو رسول اکرم ﷺ کا حکم بیان کرتے ہیں اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔

(۹۹۶) عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تُطَيِّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ)). [نسائی: ٥١٤٤، ٥١٤٥، ٥١٤٦، ٥١٤٧، ٥١٤٨، ٥١٤٩]

حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے: ''کوئی خاتون جب عشاء کی نماز کیلئے مسجد آنا چاہے تو وہ اس رات کو خوشبو نہ لگائے۔''

○ ○ ○ ○

(۹۹۷) عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا)). [راجع: ٩٩٦]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد میں آنا چاہے تو وہ خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے۔''

○ ○ ○ ○

(۹۹۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ)). [ابوداود: ٤١٧٥؛ نسائی: ٥١٧٣]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت کسی خوشبو کی دھونی لے تو وہ ہمارے ساتھ نماز عشا میں شریک نہ ہو۔''

○ ○ ○ ○

(۹۹۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: اَنِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. [بخاری: ٨٦٩؛ ابوداود: ٥٦٩]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر زمانہ موجودہ کی بناؤ سنگھار کرنے والی خواتین کو دیکھتے تو انہیں بھی یہودیوں کی طرح مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دیتے۔ یحییٰ بن سعید نے پوچھا: اے عمرہ! کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ احادیث مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ خواتین کو مسجدوں میں نماز کیلئے جانے دینا چاہئے۔ لیکن بناؤ سنگھار کر کے، خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر مسجد نہ جائیں۔ جس سے فتنہ کا اندیشہ ہے اور فساد کی بو آتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین بلا مزاحمت مسجدوں میں جایا کرتی تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان اس امر کی دلیل ہے کہ بناؤ سنگھار وغیرہ کر کے عورتوں کو گھر سے باہر کسی مقام پر بھی قدم نہیں رکھنا چاہئے۔ یاد رہے کہ جب نیت بری ہو تو ہر مباح اور مستحب کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔

(۱۰۰۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّاقِدُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع:٩٩٩]

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّوَسُّطِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ الْجَهْرِيَّةِ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ إِذَا خَافَ مِنَ الْجَهْرِ مَفْسَدَةً.

باب: جب فساد کا اندیشہ ہو تو جہری نماز میں بھی قراءت درمیانی آواز سے پڑھی جائے۔

(١٠٠١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَاتَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [١٧/ الاسراء:١١٠] قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ﴾ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ قِرَاءَتَكَ ﴿وَلَاتُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ أَسْمِعْهُمُ الْقُرْآنَ وَلَا تَجْهَرْ ذٰلِكَ الْجَهْرَ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾ يَقُولُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ. [بخاری: ٤٧٢٢، ٧٤٩٠، ٧٥٢٥، ٧٥٤٧؛ ترمذی: ٣١٤٥، ٣١٤٦؛ نسائی: ٣٢٠، ١٠١٠، ١٠١١]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: درمیانی آواز سے نماز پڑھنے کی آیت مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ خوف کی وجہ سے ایک گھر میں پوشیدہ تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرک جب قرآن کریم کی آواز سنتے تو قرآن کریم، اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کو گالیاں دیتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ اتنے زور سے قرآن کریم نہ پڑھیے جسے مشرک سن سکیں اور اتنی آہستہ بھی نہ پڑھیے کہ اصحاب نہ سن سکیں بلکہ درمیانی آواز سے قرآن پڑھیے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٠٢) عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَتْ: أُنْزِلَ هٰذَا فِي الدُّعَاءِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہ حکم الٰہی ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ دعا کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ (یعنی دعا نہ بہت زور سے مانگے نہ بہت آہستہ)

(١٠٠٣) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَ وَكِيعٌ: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

○ ○ ○ ○

بَابُ الْاِسْتِمَاعِ لِلْقِرَآءَةِ.

باب: قراءت سننے کا حکم۔

(١٠٠٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ كَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَكَانَ ذٰلِكَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ أَخْذَهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَتَقْرَأَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ لَهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ [القيامة: ١٦-١٩] أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

[بخاری:٥، ٤٩٢٧، ٤٩٢٨، ٤٩٢٩، ٥٠٤٤، ٧٥٢٤؛ ترمذی:٣٣٢٩]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ ''اپنی زبان کو مت ہلائیے'' کے بارے میں مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام جب وحی لاتے تو رسول اللہ ﷺ اس خوف سے کہ کہیں آپ بھول نہ جائیں جبرائیل علیہ السلام کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اپنی زبان اور ہونٹ ہلاتے ہوئے دھرایا کرتے تھے اور اس طرح ادائیگی میں آپ ﷺ کو دقت ہوتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ آپ مشقت برداشت نہ کریں۔ ہم پر لازم ہے کہ وحی کے الفاظ آپ ﷺ کے دل پر نقش کر دیں گے اور آپ ﷺ کو یاد کرا دیں گے۔ جبرائیل علیہ السلام جو کچھ کہتے جائیں آپ ﷺ اسے سماعت کرتے رہا کیجئے' اور الفاظ کا یاد کرا دینا اور آپ ﷺ کی زبان سے ان کو دہرا دینا یہ ہمارا ذمہ ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ ﷺ بخاموشی گردن جھکا کر سنتے اور ان کی روانگی کے بعد وہی الفاظ آپ ﷺ حسب وعدۂ الٰہی اپنے اصحاب کو سنا دیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٠٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے ''حکم الٰہی کہ آپ اپنی زبان بسرعت یاد کرنے کیلئے نہ ہلائیے۔'' اس کا واقعہ یہ ہے کہ نزول قرآن کریم کے وقت رسول اکرم ﷺ بہ دقت اپنی زبان سے الفاظ وحی ادا کیا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی طرح ہونٹ ہلاتے ہوئے سعید سے حدیث بیان کی۔ اور سعید نے کہا: جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے ہونٹ ہلا رہے تھے، میں بھی اسی طرح اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ آپ بسرعت یاد کرنے کیلئے اپنی زبان نہ ہلائیے۔ آپ کے دل میں الفاظ وحی یاد کرا دینا اور پھر آپ ﷺ کی زبان سے ان کو کہلوا دینا یہ ہمارا کام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَأُهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: فَاسْتَمِعْ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ. [راجع: ١٠٠٤]

جب ہم یعنی ہمارا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام اسے پڑھے تو آپ ﷺ خاموش سنتے رہیے۔ اس حکم الٰہی کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تو آپ ﷺ ان کے الفاظ بہ خاموشی سنتے رہتے۔ اور ان کی روانگی کے بعد آپ ﷺ وہی الفاظ دہرا دیتے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کہہ جاتے تھے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ.

باب: نماز فجر میں اور جنات کے روبرو بلند آواز سے قرآن پڑھنے کا حکم۔

(١٠٠٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَآهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا: مَا ذَاكَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ؟ فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَمَرَّ النَّفَرُ الَّذِينَ أَخَذُوا نَحْوَ تِهَامَةَ . وَهُوَ بِنَخْلٍ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ . فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ وَقَالُوا: هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا! ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾. [٧٢/ الجن: ١]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور ان کو دیکھا بھی نہیں، واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس زمانہ میں عکاظ کے بازار گئے، جب کہ شیطانوں پہ آسمانی دروازے بند ہو گئے تھے اور ان پر آگ کے شعلے برسائے جا رہے تھے۔ چنانچہ شیطانوں کے ایک گروہ نے اپنے لوگوں میں جا کر کہا کہ ہمارا آسمان پر جانا بند ہو گیا اور ہم پر آگ کے شعلے برسنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا سبب ضرور کوئی نیا امر ہے تو پورب و پچھم یعنی مشرق و مغرب کی طرف پھر کر خبر لو اور دیکھو کیا وجہ ہے جو آسمان کی خبریں آنا بند ہو گئیں۔ وہ زمین میں مشرق و مغرب کی طرف پھرنے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ تہامہ (ملک حجاز) کی طرف عکاظ کے بازار کو جانے کیلئے آئے۔ آپ ﷺ اس وقت (مقام) نخل میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو ادھر دل لگایا تو کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے پھر وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے اور کہنے لگے: اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور ہم کبھی اللہ کے ساتھ شریک نہ کریں گے تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن اپنے پیغمبر پر اتاری: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ آخر تک۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

{بخاری:۷۷۳، ۴۹۲۱؛ ترمذی:۳۳۲۳}

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو قرآن نہیں سنایا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا قاصد آیا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔ علما نے کہا کہ یہ دونوں الگ الگ قصے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ابتدائے نبوت کی ہے جب جن خود آئے تھے اور قرآن سن کر گئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم وحی اترنے کے بعد ہوا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس زمانہ کی ہے جب اسلام خوب پھیل گیا تھا۔

شیاطین کہنے لگے: ہمارا آسمان پر جانا بند ہو گیا اور ہم پر آگ کے شعلے (کوڑے) برستے لگے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر ہمارے پیغمبر کی نبوت کے بعد ہوا۔ اس سے پہلے کا نہ تھا۔ اسی واسطے شیطانوں کو اس کی فکر پیدا ہوئی اور چاروں طرف پھر کر کھوج لگانے لگے۔ اور اس زمانہ میں ملک عرب میں کاہن اور نجومی بہت تھے۔ ان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آسمان سے خبروں کا آنا بند ہو گیا اور آگ کے کوڑے برسنے لگے۔ جس کو عوام تارا ٹوٹنا کہتے ہیں اور عربی میں اس کو شہاب کہتے ہیں۔ تو شہاب ہمارے پیغمبر ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ علما کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ شہاب ہمیشہ سے ہے جب سے دنیا قائم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زہری کا بھی یہی قول ہے۔ عرب کے پرانے اشعار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث بھی اس باب میں مروی ہے۔ زہری سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اب جو کوئی سنے گا وہ کوڑے کھائے گا؟ انہوں نے کہا کہ شہاب پہلے بھی تھا لیکن پیغمبر ﷺ کی نبوت کے بعد سے وہ نہایت سخت اور موٹا ہو گیا۔ اور بعض نے کہا کہ شہاب قدیم ہے لیکن شیاطین کا شہاب سے جلایا جانا ہمارے پیغمبر ﷺ کی نبوت کے بعد ہوا۔ (واللہ اعلم)

آپ ﷺ مقام نخل میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں (یعنی جنوں) نے قرآن سنا تو ادھر دل لگایا اور کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صبح کی نماز میں قراءت پکار کر کرنی چاہیے امام ابوعبداللہ مازری نے کہا: ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ قرآن سنتے ہی ایمان لائے۔ اور علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جنوں کو آخرت میں گناہوں پر عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جہنم کو جنوں اور آدمیوں سے بھروں گا۔ اسی طرح صحیح قول یہ ہے کہ ان کو مؤمنین کی طرح ثواب بھی ملے گا اور جنت کی نعمتیں بھی ملیں گی اور بعض کے نزدیک وہ جانوروں کی طرح خاک ہو جائیں گے۔

(۱۰۰۷) عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ: هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا: اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ: ((أَتَانِي دَاعِيَ الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ فَقَالَ: ((لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ

عامر سے روایت ہے کہ میں نے علقمہ سے پوچھا: کیا لیلۃ الجن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (یعنی جس رات آپ نے جنوں سے ملاقات فرمائی) انہوں نے کہا: نہیں۔ لیکن ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ گم ہو گئے۔ ہم نے آپ ﷺ کو پہاڑ کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا مگر آپ ﷺ نہ ملے۔ ہم سمجھے کہ آپ ﷺ کو جن اڑا لے گئے یا کسی نے چپکے سے مار ڈالا اور رات ہم نے نہایت بُرے طور سے بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ ﷺ حرا (جبل نور پہاڑ ہے جو مکہ اور منیٰ کے بیچ میں ہے) کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کو آپ ﷺ ہم کو نہ ملے۔ ہم نے تلاش کیا جب بھی نہ پایا۔ آخر ہم نے بُرے طور سے رات کاٹی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔'' پھر ہم کو اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فِيْ آنِيَتِكُمْ أَوْ قَرْمَا يَكُوْنُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ)).

[ابوداود:۸۵؛ ترمذی:۳۲۵۸]

ساتھ لے گئے اور ان کے نشان اور ان کے انگاروں کے نشان بتلائے، جنوں نے آپ ﷺ سے توشہ چاہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس جانور کی ہر ہڈی جو اللہ کے نام پر کاٹا جائے تمہاری خوراک ہے۔ تمہارے ہاتھ میں پڑتے ہی وہ گوشت سے پر ہو جائے گی اور ہر ایک اونٹ کی مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہڈی اور مینگنی سے استنجا مت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیلۃ الجن کو نہ تھے اور وہ روایت باطل ہوتی ہے جو سنن داؤد میں ہے جس میں نیند سے وضو کرنے کا ذکر ہے، اس لئے کہ امام مسلم کی روایت صحیح ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں زید ہے مولیٰ عمرو بن حریث کا اور وہ مجہول ہے۔

(۱۰۰۸) عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلٰى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيْرَانِهِمْ. قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ مِنْ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ مُفَصَّلًا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ.

[راجع:۱۰۰۷]

مطلب دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گزرا یہ جو اوپر کی روایت میں مذکور ہے کہ جنوں نے آپ ﷺ سے توشہ چاہا اور وہ جزیرہ کے جن تھے۔ شعبی کا قول ہے اور حدیث ختم ہو گئی یہاں تک کہ ان کے انگیٹھوں کے نشان بتلائے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى قَوْلِهِ: وَآثَارَ نِيْرَانِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

[راجع:۱۰۰۷]

اس سند سے عبداللہ سے روایت ہے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں اس جملہ تک ان کے انگاروں کے نشان اور اس کے بعد والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۱۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَهُ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں لیلۃ الجن کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ تھا لیکن مجھ کو آرزو رہی کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۰۱۱) عَنْ مَعْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْكَ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ آذَنَتْهُ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

[بخاری:۳۸۵۹]

معن سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے مسروق سے پوچھا جس رات جنوں نے قرآن آ کر سنا تو رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟ انہوں نے کہا: مجھ سے تمہارے باپ (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو جنوں کے آنے کی خبر درخت نے دی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ کبھی جماد کو قوت تمیز عطا کرتا ہے اور قرآن کی آیتوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض پتھر اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور فرمایا کہ ہر چیز اس کی پاکی بولتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ درخت آپ ﷺ کے پاس آئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞ ۞ گذشتہ سے پیوستہ) اور ستون حنانہ نے آپ ﷺ کے ہی فراق میں رونا شروع کر دیا اور کھانے نے تسبیح کہی اور موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے ایک پتھر لے کر بھاگا اور اُحد اور حرا نے جنبش کی۔ انتہی۔

میں کہتا ہوں کہ ان باتوں میں عقل سلیم کی رو سے ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ قوت تکلم اور تمیز جو انسان کے دماغ اور زبان میں ہے یہ بھی اللہ کی دی ہوئی ہے ورنہ دماغ اور زبان فی نفسہ دونوں پہاڑ اور پتھر کی طرح جمادات ہیں۔ البتہ ان امور میں وہی لوگ شبہ کرتے ہیں جو رب کریم کی قدرت کاملہ میں غور نہیں کرتے اور بے وقوفوں کی تقلید پر مرتے ہیں اور ہر بات کو بے سوچے سمجھے اختیار کر لیتے ہیں۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ.

باب: ظہر اور عصر میں قراءت کا بیان۔

(۱۰۱۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُوْرَتَيْنِ وَ يُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ. [بخاری:۷۵۹، ۷۶۲، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۷۹؛ ابوداود: ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰؛ نسائی: ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۷؛ ابن ماجہ: ۸۲۹]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے تھے اور ظہر کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی ہوتی۔ اسی طرح صبح کی نماز میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: پہلی رکعت دوسری سے لمبی ہوتی یعنی پہلی رکعت بنسبت دوسری کے لمبی ہوتی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں پوری ایک سورت پڑھنا اگرچہ چھوٹی ہو۔ افضل ہے اس سے کہ لمبی سورت میں سے ایک یا دو رکوع پڑھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ظہر کی پہلی رکعت دوسری کی نسبت لمبی کرنا بہتر ہے اور یہی ٹھیک اور صحیح ہے۔

(۱۰۱۳) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. [راجع: ۱۰۱۲]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: پچھلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور دوسری سورت کا پڑھنا افضل ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پچھلی دو رکعتوں میں قراءت واجب نہیں ہے بلکہ خاموشی یا تسبیح کافی ہے۔

(۱۰۱۴) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ﴾ السَّجْدَةِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ظہر اور عصر (کی نماز) میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں اتنی دیر قیام کرتے تھے جتنی دیر میں ﴿الٓمٓ تنزیل﴾ السجدہ پڑھی جائے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَ حَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبُوْ بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ وَقَالَ قَدْرَ ثَلَاثِيْنَ اٰيَةً. [ابوداود: ٨٠٤؛ نسائي: ٤٧٤]

کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر اور عصر کی پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا۔ اور ابو بکر ایک راوی نے اپنی روایت میں سورہ ﴿الٓمّٓ تنزیل﴾ سجدہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ تیس آیتوں کے برابر کہا۔

○ ○ ○ ○

(١٠١٥) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِيْنَ اٰيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً اَوْ قَالَ: نِصْفَ ذٰلِكَ وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ. [راجع: ١٠١١]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں تیس آیتوں کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا یوں کہا اس کا آدھا۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا۔

○ ○ ○ ○

(١٠١٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ شَكَوْا سَعْدًا اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرُوْا مِنْ صَلٰوتِهِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ عُمَرُ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ لَهُ مَا عَابُوْهُ بِهِ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ: اِنِّيْ لَاُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَخْرِمُ عَنْهَا اِنِّيْ لَاَرْكُدُ بِهِمْ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَبَا اِسْحٰقَ. [بخاري: ٧٥٥، ٧٥٨، ٧٧٠؛ ابوداود: ٨٠٣؛ نسائي: ١٠٠١، ١٠٠٢]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی یعنی ان کی نماز کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا' وہ آئے۔ انہوں نے بیان کیا جو کوفہ والوں نے نماز کی شکایت کی تھی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھاتا ہوں اس میں کمی نہیں کرتا۔ پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو اسحاق! تم سے یہی امید ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابو اسحاق، سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منہ پر تعریف کرنا درست ہے اگر کسی ضرر کا ڈر نہ ہو۔ اسی طرح امام کا دریافت کرنا اپنے عاملوں کی شکایت کو ضروری ہے۔

(١٠١٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ١٠١٦]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: قَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَمَا آلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ذَاكَ ظَنِّي بِكَ. [راجع:۱۰۱۶]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگ تمہاری شکایت کرتے ہیں ہر بات کی یہاں تک کہ نماز کی بھی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر پڑھتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں میں کوتاہی نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سے ایسا ہی گمان ہے یا میرا گمان تمہارے ساتھ ایسا ہی ہے۔

(۱۰۱۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ فَقَالَ: تُعَلِّمُنِي الْأَعْرَابُ بِالصَّلَاةِ؟ [راجع:۱۰۱۶]

اس سند سے جابر بن سمرۃ کے حوالے سے مذکورہ حدیثوں کی مانند آئی ہے مگر اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ دیہاتی مجھے نماز سکھاتے ہیں؟

○ ○ ○ ○

(۱۰۲۰) عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَقَدْ كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَأْتِي وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِمَّا يُطَوِّلُهَا. [نسائي:۹۷۲، ابن ماجه: ۸۲۵]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی تھی۔ پھر جانے والا بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر کے آتا اور رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے' اس قدر اس کو لمبا کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۲۱) عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مَكْثُوْرٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ: إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ قُلْتُ: أَسْأَلُكَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَالَكَ فِي ذٰلِكَ مِنْ خَيْرٍ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِي أَهْلَهُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى. [راجع: ۱۰۲۰]

قزعہ سے روایت ہے کہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ جب سب چلے گئے تو میں نے کہا: میں تم سے وہ باتیں نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے بلکہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اس کے پوچھنے میں تیری بھلائی نہ ہوگی (کیونکہ تو ویسی نماز نہ پڑھ سکے گا پھر کیا فائدہ) قزعہ نے دوبارہ یہی پوچھا۔ جب ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظہر کی نماز کھڑی ہوتی اور ہم میں سے کوئی بقیع کو جاتا، اور حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر آ کر وضو کرتا، پھر مسجد میں آتا، دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ.

باب: فجر کی نماز میں قراءت کا بیان۔

(۱۰۲۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى جَاءَ ذِكْرُ مُوْسٰى

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز مکہ میں پڑھائی اور سورۂ مومنون شروع کی یہاں تک کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا۔ یا عیسیٰ علیہ السلام کا۔ شک ہے محمد بن عباد کو (جو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهٰرُوْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَوْذَكَرَ عِيْسٰى۔ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أَوِاخْتَلَفُوْا عَلَيْهِ. أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذٰلِكَ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَحَذَفَ فَرَكَعَ. [بخاری: ٧٧٤؛ ابوداود: ٦٤٩؛ نسائی: ١٠٠٦؛ ابن ماجه: ٨٢٠]

حدیث کا راوی ہے) یا راویوں کا اختلاف ہے۔ آپ ﷺ کو کھانسی لگی تو رکوع کر دیا۔ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ اس وقت موجود تھے۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے قراءت موقوف کر دی اور رکوع کر دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ سورت کا پڑھنا ضروری نہیں اور قراءت موقوف کرنا جائز ہے اگر عذر سے ہو باتفاق علما اور جو عذر نہ ہو تب بھی جائز ہے۔ اور مکروہ نہیں مگر ہمارے نزدیک اولیٰ کے خلاف ہے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مشہور روایت میں مکروہ ہے۔

(١٠٢٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ﴾. [٨١/التكوير: ١٧]

عمرو بن حریث سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں ﴿والليل اذا عسعس﴾ پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٠٢٤) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْتُ وَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ: ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ [٥٠/ق: ١] حَتّٰى قَرَأَ: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ﴾ [ق: ١] قَالَ فَجَعَلْتُ أُرَدِّدُهَا وَلَا أَدْرِيْ مَا قَالَ. [ترمذی: ٣٠٦؛ نسائی: ٩٤٩؛ ابن ماجه: ٨١٦]

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو سورۂ ق پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿والنخل باسقات﴾ میں بھی اس کو پڑھنے لگا لیکن مطلب نہ سمجھا۔ (مطلب اس کا یہ ہے اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن میں گچھے خوشے لگے ہیں)

○ ○ ○ ○

(١٠٢٥) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾. [راجع: ١٠٢٤]

قطبہ بن مالک نے رسول اللہ ﷺ کو فجر میں پڑھتے سنا: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ (یہ آیت سورہ ق میں ہے)۔

○ ○ ○ ○

(١٠٢٦) عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ وَرُبَّمَا قَالَ ﴿قٓ﴾. [راجع: ١٠٢٤]

نوید بن علاقہ نے اپنے چچا (قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ) سے سنا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں یہ پڑھا ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ اور کبھی کہا کہ سورہ ق پڑھی۔

(١٠٢٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝﴾ وَكَانَ صَلٰوتُهُ بَعْدُ تَخْفِيْفًا.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں سورہ ﴿قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ پڑھتے تھے اور باقی نمازیں ہلکی پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٢٨) عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَمُرَةَ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقَالَ: كَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ وَلَا يُصَلِّي صَلٰوةَ هٰؤُلَاءِ. قَالَ وَاَنْبَأَنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَنَحْوِهَا.

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہلکی نماز پڑھتے تھے۔ ان لوگوں کی طرح (بڑی بڑی سورتیں) نہیں پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ یا اس کے برابر سورتیں پڑھتے تھے۔

(۱۰۲۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ ﴿ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝﴾ [۹۲/ الليل:۱] وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿والليل اذا يغشى﴾ پڑھتے اور عصر میں بھی اتنی بڑی سورتیں اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝﴾ [۸۷/ الاعلى :۱] وَفِي الصُّبْحِ بِاَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ. [راجع:۱۰۲۹]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۱) عَنْ اَبِي بَرْزَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ. [نسائي:۹۴۷؛ ابن ماجه:۸۱۸]

ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ (۶۰) آیتوں سے لے کر سو (۱۰۰) آیتوں تک پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۲) عَنْ اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ [آيَةً]. [راجع:۱۰۳۱]

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ.

باب: نماز مغرب میں قراءت کا بیان۔

(۱۰۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اِنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ. [بخاري: ۷۶۳، ۴۴۲۹؛ ابوداود: ۸۱۰؛ ترمذي: ۳۰۸؛ نسائي: ۹۸۵؛ ابن ماجه: ۸۳۱]

ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سورۂ ﴿والمرسلات عرفا﴾ پڑھتے سنا تو کہا بیٹا تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھ کو یاد دلایا۔ سب سے آخر میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سورت سنی تھی۔ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں اسے پڑھا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۴) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ

اس سند سے زہری بیان کرتے ہیں اور حدیث صالح کی آئی ہے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي حَدِيثٍ صَالِحٍ: ثُمَّ مَا صَلَّى بَعْدُ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. [راجع/١٠٣٣]

میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اپنی وفات تک دوبارہ نماز نہیں پڑھائی۔

(١٠٣٥) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ فِي الْمَغْرِبِ. [بخاري: ٧٢٥، ٣٠٥٠، ٤٠٢٣، ٤٨٥٤؛ ابوداود: ٨١١؛ نسائي: ٩٨٦؛ ابن ماجه: ٨٣٢]

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سورۂ طور کو مغرب کی نماز میں سنا۔

○ ○ ○ ○

(١٠٣٦) أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٠٣٥]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ.

باب: عشاء کی نماز میں قراءت کا بیان۔

(١٠٣٧) عَنْ بَرَاءٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ [٩٤/التين: ١] [بخاري: ٧٦٧، ٧٦٩، ٤٩٥٢، ٧٥٤٦؛ ابوداود: ١٢٢١؛ ترمذي: ٣١٠؛ نسائي: ٩٩٩، ١٠٠٠؛ ابن ماجه: ٨٣٤، ٨٣٥]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی تو سورۂ ﴿والتين والزيتون﴾ ایک رکعت میں پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٠٣٨) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ [٩٤/التين: ١]. [راجع: ١٠٣٧]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے (اس میں) سورۂ ﴿والتين والزيتون﴾ پڑھی۔

(١٠٣٩) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. [راجع: ١٠٣٨]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں سورۂ ﴿والتين﴾ پڑھی۔ میں نے ایسا خوش الحان کسی کو نہیں پایا۔

(١٠٤٠) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيَؤُمُّهُمْ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهُ: أَنَافَقْتَ؟ يَا فُلَانُ! قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! وَلَآتِيَنَّ رَسُوْلَ

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر گھر آ کر اپنے لوگوں کی امامت کرتے۔ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے پھر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ ایک شخص نے منہ موڑ کر سلام پھیر دیا اور اکیلے نماز پڑھ کر چلا گیا۔ لوگوں نے کہا: شاید تو منافق ہے۔ وہ بولا: نہیں۔ میں منافق نہیں ہوں اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ فَلَأُخْبِرَنَّهُ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ: ﴿يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا﴾ قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِعَمْرٍو إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: ((اقْرَأْ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ ﴿وَالضُّحٰى﴾ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ وَ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾)) فَقَالَ عَمْرٌو: نَحْوَ هٰذَا.

جاؤں گا اور آپ ﷺ سے کہوں گا۔ پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اونٹوں والے ہیں (دن بھر اونٹوں سے پانی نکالتے ہیں) اور معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے اور سورۂ بقرہ شروع کی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو فسادی ہے (جو لوگوں کو نفرت دلانا چاہتا ہے اور فتنہ کھڑا کرتا ہے) یہ یہ سورت پڑھا کر۔'' سفیان نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا کہ ابوزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿والشمس وضحها والليل اذا يغشى﴾ اور ﴿سبح اسم ربك الا على﴾ پڑھا کر۔'' عمرو نے کہا: ان جیسی سورتیں پڑھا کر۔

[ابوداود: ٦٠٠، ٧٩٠؛ نسائی: ٨٣٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ فرض رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کر چکے تھے پھر ان کی نماز دوبارہ نفل ہوئی اور ان کی قوم کی فرض۔ اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں یہ امر تصریح کے ساتھ منقول ہے اور شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ لیکن ربیعہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور معاذ کی حدیث کی تاویل کی ہے کہ وہ منسوخ ہے یا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نفل کی نیت کرتے ہوں گے یا حضرت کو اس کی خبر نہ ہوگی۔ اور یہ سب تاویلیں بلادلیل ہیں اور ظاہر حدیث کو چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ عذر کی وجہ سے نماز کا توڑنا اور اقتدا کا ترک کرنا درست ہے۔ تیسرے یہ کہ جو شخص بری بات کرے اس کو سخت لفظ کہنا درست ہے۔ چوتھے یہ کہ مقتدیوں کی رعایت سے نماز کو ہلکا کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

(١٠٤١) عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلّٰى فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ مَاقَالَ مُعَاذٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَامُعَاذُ؟ إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ بِـ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾)). [نسائی: ٩٩٧؛ ابن ماجه: ٩٨٦]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی تو قراءت لمبی کی۔ ایک شخص نے ہم میں سے نماز توڑ دی اور اکیلے پڑھ لی۔ معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: وہ منافق ہے۔ یہ خبر اس شخص کو پہنچی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور معاذ رضی اللہ عنہ نے جو کہا تھا وہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے معاذ! تو فسادی ہونا چاہتا ہے۔ جب تو امامت کرے تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ''﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ پڑھ۔

○ ○ ○ ○

(١٠٤٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ.

اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے پھر اپنے لوگوں میں آ کر وہی نماز پڑھاتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۴۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ. [بخاری: ۷۱۱]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ پھر اپنے لوگوں کی مسجد میں آ کر امامت کرتے۔

بَابُ اَمْرِ الْاَئِمَّةِ بِتَخْفِيْفِ الصَّلٰوةِ فِيْ تَمَامٍ.

باب: اماموں کیلئے نماز کو پورا اور ہلکا پڑھنے کا حکم۔

(۱۰۴۴) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْيُوْجِزْ فَاِنَّ مِنْ وَّرَائِهِ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [بخاری: ۹۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۶۱۱۰، ۷۱۵۹؛ ابن ماجه: ۹۸۴]

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی جماعت میں نہیں آتا کیونکہ وہ قراءت لمبی کرتا ہے۔ تو میں نے آپ ﷺ کو نصیحت کرنے میں کبھی اتنے غصہ میں نہیں دیکھا جتنا اس دن دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو دین سے نفرت کراتے ہیں۔ جو کوئی تم میں امامت کرے تو مختصر نماز پڑھے اس لئے کہ اس کے پیچھے بوڑھا اور ناتواں اور کام والا ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی مقتدیوں میں سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں بوڑھے، بیمار، ضعیف ناتواں، تو فرض نماز کو بہت لمبا نہ کرنا چاہیے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ارکان کو اچھی طرح سنت کے موافق ادا کرے اور اس میں کوتاہی نہ کرے اور وہ سورتیں پڑھے جو متوسط ہیں جیسے والشمس، والضحیٰ، اقرأ وغیرہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذر کی وجہ سے جماعت میں اگر شریک نہ ہو تو جائز ہے۔

(۱۰۴۵) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ هُشَيْمٍ. [راجع: ۱۰۴۸]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۴۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَمَّ اَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَالْمَرِيْضَ فَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ)). [ترمذی: ۲۳۶]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ جماعت میں بچے، بوڑھے، ناتواں اور بیمار ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے نماز پڑھے تو جس طرح جی چاہے پڑھے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: یعنی جتنی چاہے قراءت لمبی کرے۔

(۱۰۴۷) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَا قَامَ أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلٰوةَ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَفِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَإِذَا قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلٰوتَهُ مَا شَاءَ)).

ہمام بن منبہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ سے سن کر کئی حدیثیں بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ جماعت میں بوڑھے اور ناتواں ہوتے ہیں البتہ جب اکیلے پڑھے تو جس طرح اپنا جی چاہے اپنی نماز لمبی کرے''

○ ○ ○ ○

(۱۰۴۸) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِي النَّاسِ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَذَا الْحَاجَةِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ لوگوں میں ناتواں اور بیمار اور کام والے ہوتے ہیں۔''

(۱۰۴۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: بَدَلَ السَّقِيْمِ: الْكَبِيْرَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے وہی فرمایا جو اوپر گزرا اس روایت میں بیمار کی بجائے بوڑھا ہے۔

(۱۰۵۰) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أُمَّ قَوْمَكَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ شَيْئًا قَالَ: ((ادْنُهْ)) فَجَلَسَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِيْ صَدْرِيْ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((تَحَوَّلْ)) فَوَضَعَهَا فِيْ ظَهْرِيْ بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((أُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَإِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَإِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَإِنَّ فِيْهِمْ ذَا الْحَاجَةِ فَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ)).

عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنی قوم کی امامت کرو۔'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے دل میں کچھ پاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک آ۔'' اور مجھے اپنے سامنے بٹھایا پھر اپنی ہتھیلی میرے سینہ پر رکھی۔ اس کے بعد فرمایا: ''پھر جا۔'' اور اپنی ہتھیلی میری پیٹھ پر مونڈھوں کے درمیان میں رکھی۔ اس کے بعد فرمایا: ''جا اپنی قوم کی امامت کر۔ اور جو کوئی کسی قوم کی امامت کرے وہ ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ لوگوں میں کوئی بوڑھا ہے، کوئی بیمار ہے، کوئی ناتواں ہے۔ کوئی کام والا ہے، البتہ جب اکیلے پڑھے تو جس طرح جی چاہے پڑھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے دل میں کچھ پاتا ہوں، اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈر ہوگا کہ کہیں امام بننے سے غرور اور تکبر نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دور کر دیا، رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کی برکت سے۔ یا یہ مراد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں وسوسے بہت آتے ہوں گے اور ایسا شخص امامت کے لائق نہیں۔ خود مسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! شیطان نے میری نماز میں حرج ڈال دیا ہے مجھے قرآن پڑھتے پڑھتے بھلا دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے۔ جب تو اس قسم کا وسوسہ پائے تو اللہ کی پناہ مانگ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھ اور بائیں طرف تین بار تھوک''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تو وہ کیفیت جاتی رہی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۰۵۱) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ: اٰخِرُ مَاعَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ)). [ابن ماجه: ۹۸۷]

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر بات جو مجھ سے بیان کی وہ یہ تھی کہ ''جب تو لوگوں کی امامت کرے تو نماز کو ہلکا کر۔''

(۱۰۵۲) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُوْجِزُ فِی الصَّلٰوةِ وَيُتِمُّ. [ابن ماجه: ۹۸۵]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مختصر نماز پڑھتے تھے لیکن پوری (یعنی رکوع، سجود اور سب ارکان اچھی طرح ادا کرتے تھے)۔

(۱۰۵۳) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلٰوةً فِیْ تَمَامٍ. [ترمذی: ۲۳۶؛ نسائی: ۸۲۳]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ہلکی اور پوری نماز پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۵۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ: مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامًا قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ صَلٰوةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ۷۰۸]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کسی امام کے پیچھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہلکی اور پوری نماز نہیں پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۵۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ مَعَ اُمِّهٖ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ فَيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ الْخَفِيْفَةِ اَوْ بِالسُّوْرَةِ الْقَصِيْرَةِ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں بچہ کا رونا سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا تو آپ ﷺ چھوٹی سورت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ اور نماز کو جلد ختم کر دیتے تا کہ عورت کو تکلیف نہ ہو اور بچہ زیادہ نہ روئے۔ سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کو خاص و عام سب پر شفقت تھی اور آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیوں کی رعایت ضروری ہے۔ اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا اور بچوں کو مسجد میں لے جانا درست ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ بہت چھوٹے بچے جو پاخانہ یا پیشاب ہر جگہ کر دیتے ہیں مسجد میں نہ لائے جائیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۰۵۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ بِهٖ)). [بخاری: ۷۰۹، ۷۱۰؛ ابن ماجه: ۹۸۹]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو لمبا کروں۔ میں بچہ کا رونا سن کر نماز کو اس خیال سے ہلکا کر دیتا ہوں کہ ماں کو اپنے بچہ کے رونے پر بہت رنج ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ اِعْتِدَالِ اَرْكَانِ الصَّلٰوةِ وَ تَخْفِيْفِهَا فِیْ تَمَامٍ.

باب: نماز میں سب ارکان اعتدال سے پورے کرنے اور نماز کو ہلکا پڑھنے کا بیان۔

(۱۰۵۷) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَمَقْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدْتُّ قِيَامَهٗ فَرَكْعَتَهٗ فَاعْتِدَالَهٗ بَعْدَ رُكُوْعِهٖ فَسَجْدَتَهٗ وَجِلْسَتَهٗ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهٗ فَجِلْسَتَهٗ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانچا تو معلوم ہوا کہ آپ کا قیام پھر رکوع پھر رکوع سے کھڑا ہونا پھر سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ پھر دوسرا سجدہ اور سجدے اور

محدث فورم پر دینی و علمی موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabostunnet.com

مَابَيْنَ التَّسْلِيْمِ وَالْاِنْصِرَافِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ. [بخاری: ۷۹۲، ۸۰۱، ۸۰۲؛ ابو داود: ۸۵۲، ۸۵۴؛ ترمذی: ۲۷۹، ۲۸۰؛ نسائی: ۱۰۶۴، ۱۱۴۷، ۱۳۳۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی قریب قریب تھوڑا بہت فرق ہوگا۔ شاید قیام اور تشہد کا جلسہ کچھ زیادہ ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث بعض احوال پر محمول ہے۔ ورنہ دوسری احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ کا قیام طویل ہوتا اور آپ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے اور ظہر میں الٓمٓ تنزیل السجدہ پڑھتے اور نماز کھڑی ہوتی۔ پھر جانے والا حاجت کیلئے بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر آ کر وضو کرتا اور مسجد میں آتا تو آپ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے اور آپ ﷺ نے سورۂ مؤمنون پڑھی اور مغرب میں والطور اور والمرسلات اور بخاری کی روایت میں سورۂ اعراف۔

بہر حال ان حدیثوں سے یہ امر نکلتا ہے کہ آپ ﷺ قیام کو طویل کرتے اور کبھی ایسا بھی کرتے ہوں گے۔ جیسے اس حدیث میں ہے۔

(۱۰۵۸) عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: غَلَبَ عَلَى الْكُوْفَةِ رَجُلٌ۔ قَدْ سَمَّاهُ زَمَنَ ابْنِ الْاَشْعَثِ فَاَمَرَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَكَانَ يُصَلِّيْ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ قَدْرَمَا اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ الْحَكَمُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى فَقَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ: كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرُكُوْعُهُ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَسُجُوْدُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ. قَالَ شُعْبَةُ: فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فَقَالَ: قَدْ رَاَيْتُ ابْنَ اَبِيْ لَيْلٰى فَلَمْ تَكُنْ صَلٰوتُهُ هٰكَذَا. [راجع: ۱۰۵۷]

حکم سے روایت ہے کہ ابن اشعث کے زمانہ میں ایک شخص کوفہ پر غالب ہوا۔ اس کا نام حکم نے بیان کیا (وہ شخص مطر بن ناجیہ تھا جیسے دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے) اس نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کو نماز پڑھانے کا حکم کیا۔ وہ نماز پڑھاتے تھے تو جب رکوع سے سر اٹھاتے اتنی دیر کھڑے ہوتے کہ میں یہ دعا پڑھ لیتا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ میں نے یہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا قیام اور رکوع اور رکوع کے بعد قیام اور سجدہ اور سجدوں کے بیچ کا جلسہ یہ سب برابر ہوتے۔ شعبہ نے کہا: میں نے یہ حدیث عمرو بن مرہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا تھا ان کی نماز تو ایسی نہ تھی۔ (اس سے معلوم ہوا کہ حکم کی روایت ابن ابی لیلیٰ سے اعتبار کے قابل نہیں ہے)

○ ○ ○ ○

(۱۰۵۹) عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ مُطَرِّبْنَ نَاجِيَةَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى الْكُوْفَةِ اَمَرَ اَبَاعُبَيْدَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ۱۰۵۷]

حکم سے روایت ہے مطر بن ناجیہ جب کوفہ پر غالب ہوا تو ابو عبیدہ کو نماز پڑھانے کا حکم کیا پھر حدیث کو آخر تک اسی طرح بیان کیا جیسے اوپر گزرا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۶۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اِنِّیْ لَا اٰلُوْ اَنْ اُصَلِّیَ بِکُمْ کَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ بِنَا. قَالَ: فَکَانَ اَنَسٌ یَصْنَعُ شَیْئًا لَا اَرَاکُمْ تَصْنَعُوْنَہٗ کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِیَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ مَکَثَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِیَ. [بخاری: ۸۲۱]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں کوتاہی نہیں کرتا تمہارے ساتھ نماز پڑھنے میں جس طرح رسول اکرم ﷺ ہمارے ساتھ پڑھتے تھے۔ ثابت نے کہا: انس رضی اللہ عنہ ایک کام کرتے تھے میں تم کو وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ وہ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اتنا ٹھہرتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۶۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مَا صَلَّیْتُ خَلْفَ اَحَدٍ اَوْجَزَ صَلٰوۃً مِنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ تَمَامٍ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُتَقَارِبَۃً وَّکَانَتْ صَلٰوۃُ اَبِیْ بَکْرٍ مُتَقَارِبَۃً فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَدَّفِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ)) قَامَ حَتّٰی نَقُوْلَ قَدْ اَوْھَمَ ثُمَّ یَسْجُدُ وَیَقْعُدُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ حَتّٰی نَقُوْلَ: قَدْ اَوْھَمَ. [ابوداود: ۸۹۳]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے اتنی مختصر نماز نہیں پڑھی جتنی مختصر اور پھر پوری رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔ آپ ﷺ کی نماز قریب قریب ہوتی (یعنی ہر ایک رکن جیسے قیام اور رکوع اور سجود یہ سب ایک دوسرے کے برابر برابر ہوتے) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی ایسی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انہوں نے فجر کی نماز کو لمبا کر دیا اور رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم لوگ کہنے لگتے کہ شاید آپ ﷺ بھول گئے۔ پھر سجدہ میں جاتے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں اتنی دیر تک بیٹھتے کہ ہم کہتے آپ ﷺ بھول گئے۔

بَابُ مُتَابَعَةِ الْاِمَامِ وَالْعَمَلِ بَعْدَهٗ.

باب: امام کی پیروی کرنے اور ہر ایک کام امام کے بعد کرنے کا بیان۔

(۱۰۶۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ وَھُوَ غَیْرُ کَذُوْبٍ اَنَّھُمْ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ لَمْ اَرَاَحَدًا یَعْنِیْ ظَھْرَہٗ حَتّٰی یَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَبْھَتَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَخِرُّ مَنْ وَّرَاءَ ہٗ سُجَّدًا. [بخاری: ۶۹۰، ۷۴۷، ۸۱۱؛ ابوداود: ۶۲۰؛ ترمذی: ۲۸۱؛ نسائی: ۸۲۸]

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے، مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی وہ جھوٹے نہ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے۔ پھر جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو میں کسی کو اپنی پیٹھ جھکاتے نہ دیکھتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنا ماتھا زمین پر رکھتے، اس کے بعد سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے سجدے میں جاتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ جو اس روایت میں ہے وہ جھوٹے نہ تھے۔ عبداللہ بن یزید کا قول ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ براء تو صحابی تھے اور صحابی سب ثقہ ہیں ان کے ساتھ جھوٹ بولنے کا گمان نہیں ہو سکتا تو حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں اور ابن معین نے جو کہا ہے کہ یہ قول ابواسحاق کا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن یزید جھوٹے حکم تھے لا یدل ذلک علی ان عبداللہ بن یزید لیس بصحابی ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گذشتہ سے پیوستہ ❁❁) اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مقتدی سجدہ کے لیے نہ جھکے جب تک امام اپنی پیشانی زمین پر نہ لگائے البتہ اگر امام کے جلدی سر اٹھانے کا ڈر ہو تو مضائقہ نہیں کہ امام کے ساتھ ہی سجدہ میں جائے۔ مگر سنت یہی ہے کہ ہر ایک رکن کو امام کے شروع کرنے کے بعد شروع کرے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(۱۰۶۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَ هُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَقَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهُ. [راجع: ۱۰۶۲]

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ جھوٹے نہ تھے کہا کہ رسول اکرم ﷺ جب ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے تو ہم میں سے کوئی نہ جھکتا (سجدہ کے لیے) جب تک رسول اکرم ﷺ سجدہ میں نہ جاتے۔ پھر ہم آپ ﷺ کے بعد سجدہ میں جاتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۶۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعَ رَكَعُوْا فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ نَتْبَعُهُ. [ابوداود: ۶۲۲]

عبداللہ بن یزید کہتے تھے منبر پر کہ حدیث بیان کی ہم سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ ﷺ رکوع کرتے تھے ہم بھی رکوع کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے تو ہم کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو زمین پر پیشانی رکھتے دیکھتے اس وقت ہم بھی سجدہ میں جاتے۔

(۱۰۶۵) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَحْنُوْا أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ سَجَدَ. [ابوداود: ۶۲۱]

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز پڑھتے) تھے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو سجدہ میں نہ دیکھتا۔

(۱۰۶۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ [۸۱/ التکویر: ۱۵-۱۶] وَكَانَ لَا يَحْنِي رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْتَتِمَّ سَاجِدًا.

عمرو بن حریث سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو میں نے سنا آپ کو ﴿فلا اقسم بالخنس ۝ الجوار الكنس﴾ (یعنی سورۂ اذا الشمس کورت) پڑھتے ہوئے۔ اور ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا جب تک آپ ﷺ پوری طرح سجدہ میں جاتے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ.

باب: جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے۔

(۱۰۶۷) عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو فرماتے: ((سمع الله لمن حمده اللهم ربنا لك الحمد)) آخر تک یعنی سنا اللہ نے جو کوئی اس کی تعریف کرے۔ یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)). [ابوداود: ٨٤٦؛ ابن ماجه: ٨٧٨]

اللہ! تیری تعریف کرتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور جو چیز تو چاہے اس کے بعد اس بھر۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تعریف اللہ تعالیٰ کی جسم ہوتی تو آسمان زمین بھر جاتے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی اور امام سب کے لیے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

(١٠٦٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)).

[راجع: ١٠٧١]

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے: ((اللهم ربنا لك الحمد ملأ السموات و ملا الارض وملأ ما شئت من شي بعد)).

○ ○ ○ ○

(١٠٦٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمَاءِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ)). [نسائي: ٤٠٠، ٤٠١]

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ''یا اللہ! تیری تعریف ہے آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور پھر جو چیز تو چاہے اس کو بھر کر۔ یا اللہ پاک کر مجھ کو برف اور اولے اور ٹھنڈے پانی سے۔ یا اللہ! پاک کر مجھ کو گناہوں سے اور خطاؤں سے جیسے سفید کپڑا صاف ہوتا ہے میل سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ مبالغہ ہے مجازاً گناہوں سے پاک ہونے کے لیے۔ اور گناہ اور خطا ایک ہیں یا گناہ سے حقوق العباد مراد ہے اور خطا سے حقوق اللہ۔

(١٠٧٠) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِيْ رِوَايَةِ مُعَاذٍ: ((كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّرَنِ)) وَ فِيْ رِوَايَةِ يَزِيْدَ: ((مِنَ الدَّنَسِ)).

[راجع: ١٠٦٩]

شعبہ اس سند سے بیان کرتے ہیں معاذ کی روایت میں ہے جس طرح سفید کپڑا صاف کیا جاتا ہے میل سے اور یزید کی روایت میں ہے کہ گندگی سے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٧١) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْأَ الْأَرْضِ وَ مِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَ كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد)) ۔ اخیر تک۔ اے ہمارے پروردگار تجھ کو سراہتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور پھر جو چیز تو چاہے اس کے بعد اس بھر تو لائق ہے تعریف اور بزرگی کے بہت سچی بات جو بندے نے کہی (اور ہم سب تیرے بندے ہیں) یہ ہے۔ اے ہمارے اللہ! جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)).

والا نہیں' کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے سامنے فائدہ نہیں دیتی۔ (بلکہ جو تو چاہے وہ ہوتا ہے)

(ابو داود:۸٤۷؛ نسائی:۱۰٦۷)

فائدہ: اس دعا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ بندہ کی سب باتوں میں یہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیوں کر نہ ہوگی۔ اس میں تعویض ہے ہر امر کی رب کریم کو اور بیان ہے بندوں کی عاجزی کا شہنشاہ مالک کی قدرت کاملہ کا' سبحان اللہ!۔

دنیا کے کاموں اور مقصدوں کے لیے لوگ کوشش کرتے ہیں اور بہت لوگ کوشش سے فائدہ ہونے کے بھی قائل ہیں، مگر بہت بڑے غور اور خوض کے بعد یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک مقصد کے لیے صدہا، ہزارہا اسباب ہوتے ہیں اور ان اسباب میں سے بہت سے اتفاقی اور غیر اختیاری اسباب کا جمع کرنا بندہ کی قدرت سے باہر ہے۔ پس ہر ایک مقصد کا حاصل کرنا قدرت سے باہر ہے اور جب باہر ہوا تو تقدیر الٰہی پر شاکر رہنا اور ظاہر میں جھوٹ موٹھ دنیا داروں کی ملامت سے بچنے کے لیے ہاتھ پاؤں کو ہلانا لیکن بھروسا اور اعتقاد اللہ پر رکھنا ٹھیک ہے۔ علمائے فضلا اور عرفا کا یہی طریقہ ہے اور اسی میں راحت ہے اور رنج وغم سے خلاصی ہے۔ اس کے خلاف میں تباہی، بربادی اور مصیبت ہے۔ میں تو تدبیر کے بہت خلاف ہوں اور پہلے پہل کچھ تدبیر کا قائل تھا مگر اب نہیں اور اللہ پر اعتماد کرنے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔

(۱۰۷۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)).

(نسائی:۱۰٦۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ''یہ پڑھتے: اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے آسمان زمین اور ان دونوں کے درمیان جو خلا ہے ان کے بھرنے کے برابر اور جو چیز اس کے بعد تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر تو ہی تعریف اور بزرگی کے لائق ہے اور نہیں ہے کوئی روکنے والا جو تو دے اور نہیں کوئی دینے والا جسے تو روک دے اور تیرے مقابلہ میں کسی کی کوشش اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔''

○ ○ ○ ○

(۱۰۷۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى قَوْلِهِ: ((وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. (راجع:۱۰۷۲)

اس سند سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں مگر اس جملہ تک ((وَمَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) اور اس کے بعد والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

باب: رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے کی ممانعت۔

(۱۰۷٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ أَلَا وَإِنِّي نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا وَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرض الموت میں) پردہ اٹھایا اور لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اب نبوت کی خوش خبری دینے والوں میں کچھ نہیں رہا (کیوں کہ مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا) مگر نیک خواب جس کو مسلمان دیکھے یا اسے دکھایا جائے اور تم کو معلوم رہے کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِيهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ وَاَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ)) قَالَ اَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَنَ. [ابوداود: ٨٧٦؛ نسائي: ١٠٤٤، ١١١٩؛ ابن ماجه: ٣٨٩٩]

میں تو اپنے رب کی بڑائی بیان کرو (یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ..... کہو) اور سجدہ کے اندر دعا میں کوشش کرو تو تمہاری دعا قبول ہو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت نکلی بلکہ رکوع میں صرف تسبیح کرے اور سجدہ میں تسبیح اور دعا کرے۔ اگر کسی نے رکوع یا سجدہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت کے سوا اور کوئی سورت پڑھی تو مکروہ ہے لیکن نماز باطل نہ ہوگی۔ اور سورۂ فاتحہ کے پڑھنے میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اور سورتوں کی طرح مکروہ ہے اور نماز باطل نہ ہوگی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ حرام ہے اور نماز باطل ہو جائے گی۔ یہ جب ہے کہ قصداً پڑھے اور جو بھولے سے پڑھے تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرے۔ اور علما نے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى تین تین بار کہنا مستحب جانا ہے۔ اگر ایک بار کہے گا تو بھی کافی ہے اور یہ تسبیح رکوع اور سجود میں سنت ہے واجب نہیں۔ مالک، ابوحنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ اور اہل حدیث کے ایک طائفہ کے نزدیک ظاہر حدیث کی دلیل کی رو سے واجب ہے۔

(١٠٧٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ثَلٰثَ مَرَّاتٍ: ((اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوْتُرٰى لَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ. [راجع: ١٠٧٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ اٹھایا اور مرض الموت میں آپ ﷺ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی تو فرمایا: ''اے اللہ! میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا۔'' تین بار ایسا ہی فرمایا۔ پھر فرمایا: ''اب نبوت کی خبر دینے والوں میں سے کوئی چیز نہیں رہی مگر نیک خواب جو نیک بندہ دیکھے یا اس کے لیے دکھایا جائے۔'' اس کے بعد ایسا ہی بیان کیا جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٠٧٦) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْرَأَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا. [ابوداود: ٤٠٤٤، ٤٠٤٥، ٤٠٤٦؛ ترمذي: ٢٦٤، ١٧٢٥، ١٧٣٧؛ نسائي: ١٠٤٣، ١١١٨، ٥١٨٩، ٥١٩٠، ٥١٩٣، ٥١٩٤، ٥١٩٥، ٥١٩٦، ٥١٩٧، ٥٢٨٣، ٥٢٨٤، ٥٢٨٥، ٥٢٨٦، ٥٢٨٧، ٥٣٣٣، ٥١٩٢؛ ابن ماجه: ٣٦٠٢، ٣٦٤٢؛ وقطرفي مسلم: ٥٤٣٧، ٥٤٣٨، ٥٤٣٩]

علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں منع کیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہ میں قراءت کروں رکوع اور سجدہ میں۔

○ ○ ○ ○

(١٠٧٧) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَاَنَا

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ منع کیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھنے سے اس حال میں کہ میں رکوع یا سجدے میں ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ. [راجع: ١٠٧٦]

○ ○ ○ ○

(١٠٧٨) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ. [راجع: ١٠٧٦]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے مجھ کو منع کیا تھا اور میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے یہ غرض نہیں کہ تم کو رکوع یا سجدہ میں قرآن پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ سب کے لیے ممانعت عام ہے مگر احتیاطاً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث کے نقل کرنے میں اتنا تصرف بھی جائز نہ رکھا۔

(١٠٧٩) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي حِبِّي أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا. [نسائي: ١٠٤٠، ١١١٧، ٥١٨٧، ٥١٨٨، ٥٢٨٢]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو میرے محبوب یعنی رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٠٨٠) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا: نَهَانِي عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي رِوَايَتِهِمُ النَّهْيَ عَنْهَا فِي السُّجُودِ. [راجع: ١٠٧٩]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع کیا۔ اس روایت میں سجدہ کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٨١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ عَلِيٍّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السُّجُودِ. [راجع: ١٠٧٥]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے مگر اس میں سجدہ کا تذکرہ نہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٠٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ لَا يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ عَلِيًّا. [نسائي: ٥٢٨١]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رکوع میں قرآن پڑھنے کی ممانعت ہوئی۔ اس اسناد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ؟

باب: رکوع اور سجدہ میں کیا کہنا چاہئے؟

(١٠٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)). [نسائي: ١١٣٦]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار سے بہت نزدیک ہوتا ہے تو سجدہ میں بہت دعا کرو۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: سر اس کا یہ ہے کہ نزدیک ہوتا ہے اس کی رحمت اور فضل سے اور اس حدیث میں رغبت ہے سجدہ میں دعا کے لیے اور دلیل ہے اس شخص کی جو سجدہ کو قیام سے افضل بتاتا ہے۔ اور اس باب میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سجدہ میں بہت دیر کرنا اور سجدہ اور رکوع زیادہ کرنا طول قیام سے افضل ہے۔ اس کو ترمذی رحمہ اللہ اور بغوی رحمہ اللہ نے علما کی ایک جماعت سے نقل کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی سجدہ کے طول کو افضل جانتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ طول قیام افضل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں قنوت یعنی قیام طویل ہو۔ اور قیام کا ذکر قراءت ہے اور سجدہ کا ذکر تسبیح ہے اور قراءت افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) کہ آپ ﷺ قیام میں سجدہ سے زیادہ طول کرتے۔ تیسرا یہ کہ فضیلت میں دونوں امر برابر ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کوئی حکم نہیں دیا۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے کہا کہ دن میں رکوع اور سجود زیادہ کرنا افضل ہے اور رات کو قیام طویل۔ انتہی۔

(۱۰۸٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ وَ عَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ)). [ابوداود: ۸۷۸]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا کرتے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) آخر تک یعنی: ''اے اللہ! بخش دے میرے سب گناہوں کو تھوڑے ہوں یا بہت اول ہوں یا آخر چھپے ہوں یا کھلے۔''

(۱۰۸۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَ سُجُوْدِهٖ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ. [بخاری: ۷۹٤، ۸۱۷، ٤۲۹۳، ٤۹٦۷، ٤۹٦۸؛ ابوداود: ۸۷۷؛ نسائی: ۱۰٤٦، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲؛ ابن ماجه: ۸۸۹]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ فرماتے تھے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) قرآن پر عمل کرتے ہوئے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قرآن میں یہ وارد ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ اس کے موافق آپ تسبیح اور استغفار بہت کرتے تھے۔

(۱۰۸٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ: ((سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذِهِ الْكَلِمٰتُ الَّتِیْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا؟ قَالَ: ((جُعِلَتْ لِیْ عَلَامَةٌ فِیْ اُمَّتِیْ اِذَا رَاَيْتُهَا قُلْتُهَا: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾)) اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ. [راجع: ۱۰۸۵]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات سے پہلے اکثر فرماتے تھے: ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ)) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیا کلمے ہیں جن کو آپ ﷺ نے نکالا ہے؟ آپ ﷺ انہی کو کہا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میرے لیے ایک نشانی مقرر کر دی ہے میری امت میں جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو ان کلموں کو کہتا ہوں: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ آخر سورت تک۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سورہ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ مکہ کے فتح ہونے کے بعد اتری۔ جب اسلام پھیل گیا اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے پیغمبر علیہ السلام کو خوشخبری دی اور فرمایا: اب اللہ کی پاکی بیان کرو اور استغفار کرو اور ضمناً اس سورت میں آپ ﷺ کی وفات کے قرب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نبوت کا کام پورا ہو گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استغفار بصیغہ متکلم درست ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اس خیال سے کہ کہیں پھر گناہ نہ کرے اور جھوٹ میں مبتلا ہو مگر بہتر یہ ہے کہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ.

(۱۰۸۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُنْذُ نَزَلَ إِلَيْهِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ يُصَلِّي صَلٰوةً إِلَّا دَعَا أَوْقَالَ فِيهَا: ((سُبْحَانَكَ رَبِّي وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي)).

[راجع: ١٠٨٥]

کو دیکھا جب سے سورۂ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اتری، آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دعا کرتے اور فرماتے: ((سُبْحَانَكَ رَبِّي وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي)) یعنی پاک ہے تو اے میرے رب! اور شکر ہے تیرا! یا اللہ! بخش دے مجھ کو۔"

(١٠٨٨) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ)) قَالَتْ: فَقَالَ: ((خَبَّرَنِي رَبِّي اَنِّي سَأَرٰى عَلَامَةً فِي اُمَّتِي فَاِذَا رَاَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا)).

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ فرماتے تھے: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ)) کہتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ زیادہ کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے میرے رب نے بیان کیا کہ تو اپنی امت میں ایک نشانی دیکھے گا۔ پھر جب میں اس نشانی کو دیکھتا ہوں تو تسبیح کہتا ہوں یعنی یہی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کہتا ہوں۔ وہ نشانی یہ ہے ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ آخر تک یعنی اللہ کی مدد آگئی اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق شریک ہونے لگے تو اللہ کی تعریف کر پاکی بول اور بخشش مانگ اس سے وہ بخشنے والا ہے۔

(١٠٨٩) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَيْفَ تَقُوْلُ اَنْتَ فِي الرُّكُوْعِ؟ قَالَ: اَمَّا سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَاَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهِ ، فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)) فَقُلْتُ: بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي اِنِّي لَفِي شَاْنٍ وَاِنَّكَ لَفِي اٰخَرَ .

ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے کہا: تم رکوع میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تو مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے روایت کیا: انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات اپنے پاس نہ پایا تو میں سمجھی شاید آپ ﷺ کسی اور بی بی کے پاس گئے ہیں اور میں نے ڈھونڈا، پھر لوٹی تو آپ ﷺ رکوع یا سجدہ میں تھے اور فرما رہے تھے: ((سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)) میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر صدقے ہوں میں کس خیال میں تھی اور آپ ﷺ کس کام میں مصروف ہیں۔

[نسائي: ١١٣٠، ٣٩٧١، ٣٩٧٢]

○ ○ ○ ○

(١٠٩٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات بچھونے پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا۔ میں نے ڈھونڈا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے تلوے پر پڑا آپ ﷺ سجدہ میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

هُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ)).

[ابوداود:۸۷۹؛ نسائی:۱۶۹، ۱۰۹۹]

فرماتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ)) آخر تک یعنی اے میرے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کی تیرے غصہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مجھے تیری تعریف کرنے کی طاقت نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ مگر مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ اور اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں کہ شاید یہ لمس حائل کے اوپر سے ہو گا اور وہ ضرر نہیں کرتا۔

(۱۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ)).

[ابوداود:۸۷۲؛ نسائی:۱۰۴۷، ۱۱۳۳]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں کہتے تھے: ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوْحِ)) یعنی پاک ہے وہ اللہ برکت والا پروردگار فرشتوں کا اور روح کا۔

فائدہ: روح ایک بڑا فرشتہ ہے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہتے ہیں یا روح ایک مخلوق ہے۔ جس کو فرشتے نہیں دیکھتے جیسے ہم فرشتوں کو نہیں دیکھتے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۰۹۲) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. [راجع:۱۰۹۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ.

باب: سجدہ کی فضیلت و ترغیب۔

(۱۰۹۳) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ اَوْ قَالَ: قُلْتُ: بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً)) قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ. [ترمذی: ۳۸۸، ۳۸۹؛ نسائی: ۱۱۳۸؛

معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت ہے کہ میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے، رسول اللہ ﷺ کے اور کہا کہ مجھ کو ایسا کام بتلاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں لے جائے یا یوں کہا کہ مجھ کو وہ کام بتاؤ جو سب کاموں سے زیادہ اللہ کو پسند ہے۔ یہ سن کر ثوبان رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا تو چپ رہے، پھر تیسری بار پوچھا تو کہا: میں نے بھی یہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سجدہ بہت کیا کر، اس واسطے کہ ہر ایک سجدہ سے اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔'' معدان نے کہا: پھر میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا جیسا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجه: ١٤٢٣]

(١٠٩٤) عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَ حَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: ((سَلْ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟)) فَقُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: ((فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)).

[ابوداود: ١٣٢٠؛ ترمذی: ٣٤١٦؛ نسائی: ١١٣٧، ١٦١٧؛ ابن ماجه: ٣٨٧٩]

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا اور آپ ﷺ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا۔ ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''مانگ کیا مانگتا ہے۔'' میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ اور۔'' میں نے عرض کیا: بس یہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کثرت سجود سے تو میری مدد کر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی سجدہ اکثر کیا کر تو امید ہے میرا ساتھ تجھ کو جنت میں مل جائے کیوں کہ سجدہ وہ عبادت ہے جس میں بندہ کو رب سے نہایت قرب حاصل ہوتا ہے۔

بَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ وَعَقْصِ الرَّأْسِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: سجدہ کے اعضاء، بالوں اور کپڑے کے سمیٹنے کی ممانعت اور جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

(١٠٩٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَ نُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ أَوْ ثِيَابَهُ هٰذَا حَدِيثُ يَحْيٰى وَ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ: عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ الْكَفَّيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالْجَبْهَةِ. [بخاری: ٨٠٩، ٨١٠، ٨١٥، ٨١٦؛ ابوداود: ٨٨٩، ٨٩٠؛ ترمذی: ٢٧٣؛ نسائی: ١٠٩٢، ١١١٢، ١١١٤؛ ابن ماجه: ٨٨٣، ١٠٤٠]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بال و کپڑے کے سمیٹنے سے منع کیا گیا۔ یہ یحییٰ کی روایت ہے۔ اور ابوالربیع نے کہا: سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا (حکم کیا گیا) اور بال اور کپڑے کے سمیٹنے کی ممانعت کی گئی۔ سات ہڈیاں یہ ہیں: دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں اور پیشانی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کے سات اعضاء ہیں اور سجدہ کرنے والے کو وہ سب اعضاء زمین سے لگانا چاہئے اور سجدہ پیشانی اور ناک دونوں پر کرنا چاہئے لیکن پیشانی کا تو زمین پر رکھنا واجب ہے اور ناک لگانا مستحب ہے۔ اگر ناک لگائی اور پیشانی نہ لگائی تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں سے ایک لگانا کافی ہے۔ امام احمد اور ابن حبیب کے نزدیک ظاہر حدیث کے موجب دونوں کے اعضاء آٹھ ہو جائیں گے۔ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں، دونوں پاؤں، ناک اور پیشانی۔

بال اور کپڑے کے سمیٹنے کی جو ممانعت کی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ مالک رحمہ اللہ نے کہا: اگر تھوڑا سا کپڑا سمیٹ لے تو کچھ حرج نہیں۔ اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: اگر نماز میں کپڑا سمیٹ لے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۹۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا أَكُفَّ ثَوْبًا وَلَا شَعْرًا)). [راجع: ۱۰۹۵]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا، کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۰۹۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ. [بخاری: ۸۱۶؛ نسائی: ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷؛ ابن ماجه: ۸۸۴]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور منع کیا گیا کہ بال اور کپڑوں کو لپیٹنے سے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۹۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ الْجَبْهَةِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ - وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ)). [راجع: ۱۰۹۷]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا پیشانی پر اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ناک پر اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور حکم ہوا کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا۔

(۱۰۹۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَلَا أَكْفِتَ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ)). [راجع: ۱۰۹۷]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا ہے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا، بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹنے کا وہ سات اعضاء یہ ہیں: پیشانی اور ناک (یہ دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں) دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں قدم۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۰۰) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ أَطْرَافٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ). [ابوداود: ۸۹۱؛ ترمذی: ۲۷۲؛ نسائی: ۱۰۹۳، ۱۰۹۸؛ ابن ماجه: ۸۸۵]

عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے: ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات کنارے سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں گھٹنے اس کے دونوں پاؤں۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَالَكَ وَرَأْسِي؟ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَثَلُ هٰذَا إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ)).

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے جوڑے کو کھولنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: تم نے میرا سر کیوں چھوا؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ستر کھول کر نماز پڑھے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

○ ○ ○ ○

[ابو داود: ٦٤٧؛ نسائی: ١١١٣]

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا اعادہ ضروری ہے اگر جوڑا باندھ کر نماز پڑھے لیکن جمہور علما کے نزدیک اعادہ ضروری نہیں بلکہ نماز مکروہ ہوگی۔

بَابُ الْاِعْتِدَالِ فِي السُّجُوْدِ وَوَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْاَرْضِ وَرَفْعِ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَرَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخِذَيْنِ فِي السُّجُوْدِ.

باب: سجدہ میں دونوں ہتھیلیاں زمین سے لگائے اور دونوں کہنیاں پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنے کا بیان۔

(١١٠٢) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطُ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ)). [بخاری: ٨٢٢؛ ابو داود: ٨٩٧؛ ترمذی: ٢٧٦؛ نسائی: ١١٠٩]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سجدہ میں اعضاء کو برابر رکھو اور کوئی تم میں سے اپنی باہوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی کہنیاں زمین سے نہ لگائے اور نہ پہلوؤں سے ملائے جیسے کتا بیٹھتا ہے لیکن کہنیاں زمین سے اٹھی رہیں اور دونوں باہیں کشادہ رکھے اتنی کہ اگر بدن ننگا ہو تو بغلیں نظر آئیں۔

(١١٠٣) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ ((وَلَا يَبْسُطُ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ)). [راجع: ١١٠٢]

شعبہ اس سند سے بھی بیان کرتے ہیں اور ابن جعفر کی روایت میں صرف یہ لفظ ہیں: ''اور نہ پھیلائے اپنی کلائیوں کو کتے کے پھیلانے کی طرح۔''

○ ○ ○ ○

(١١٠٤) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ)).

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور کہنیاں زمین سے اٹھا لے۔''

(١١٠٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ. [بخاری: ٣٩٠، ٨٠٧؛ نسائی: ١١٠٥]

عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے (بحینہ عبداللہ کی ماں کا نام ہے، مالک کی بی بی کا) رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) جدا رکھتے اتنا کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

(١١٠٦) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدَ يُجَنِّحُ فِيْ سُجُوْدِهِ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ اِبْطَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ اِبْطَيْهِ

جعفر بن ربیعہ سے دوسری روایت ایسی ہی ہے۔ جیسے اوپر گزری۔ عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکھتے (یعنی پہلوؤں سے جدا رکھتے) یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ اور لیث رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

[راجع: ١١٠٥]

ہاتھ بغلوں سے جدا رکھتے یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دیکھتا۔

(١١٠٧) عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ. (ابوداود: ٨٩٨؛ نسائي: ١١٠٨؛ ابن ماجه: ٨٨٠)

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ میں ہوتے اس وقت اگر بکری کا بچہ نکلنا چاہتا تو نکل جاتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ہاتھوں کو اتنا کشادہ رکھتے کہ ان کے تلے سے بکری کا بچہ نکل سکتا۔

(١١٠٨) عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ خَوَّى بِيَدَيْهِ تَعْنِي جَنَّحَ حَتّٰى يُرَى وَضَحُ إِبْطَيْهِ مِنْ وَرَائِهِ وَإِذَا قَعَدَ اطْمَأَنَّ عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

[راجع: ١١٠٧]

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) اتنا جدا رکھتے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی پیچھے سے دکھائی دیتی اور جب بیٹھتے تو اپنی بائیں ران پر ٹیکا دیتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ پہلے قعدے میں ہے لیکن اخیر قعدے میں تورک سنت ہے جیسے بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابوحمید ساعدی کی روایت کی ہے۔ تورک یہ ہے کہ دونوں پاؤں کو ایک طرف نکال دے اور سرین پر زور دے کر بیٹھے۔

(١١٠٩) عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَافَى حَتّٰى يُرَى مَنْ خَلْفَهُ وَضَحُ إِبْطَيْهِ قَالَ وَكِيعٌ: تَعْنِي بَيَاضَهُمَا. [راجع: ١١٠٧]

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو جدا رکھتے یہاں تک کہ پیچھے سے آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ بِهِ وَصِفَةُ الرُّكُوعِ وَالْاِعْتِدَالِ مِنْهُ وَالسُّجُودِ وَالْاِعْتِدَالِ مِنْهُ وَالتَّشَهُّدِ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ وَصِفَةِ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَفِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ

باب: نماز کی صفت کی جامعیت اور جس سے نماز شروع اور ختم کی جاتی ہے اس کا بیان، رکوع، سجدہ میں اعتدال کی ترتیب، چار رکعت نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد کا بیان، دونوں سجدوں کے درمیان اور پہلے تشہد میں بیٹھنے کا بیان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱۱۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَاْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةُ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيْمِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطٰنِ.

{ابو داود: ۷۸۳؛ ابن ماجه: ۸۱۲، ۸۶۹، ۸۹۳}

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ شروع کرتے نماز کو اللہ اکبر کہہ کر اور قراءت کو ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے (تو بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ سے کہتے) اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ (پیٹھ کے برابر رکھتے) بیچ میں اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھا بیٹھ جاتے اور ہر رکعت کے بعد (قعدے میں) التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھا کر داہنا پاؤں کھڑا کرتے اور منع کرتے شیطان کی بیٹھک سے اور منع کرتے تھے اس بات سے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے (جانور) کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: منع کرتے تھے شیطان کی بیٹھک سے جس کو اقعاء کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ دونوں سرین کو زمین سے لگائے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جیسے کتا بیٹھتا ہے" اور منع کرتے تھے اس بات سے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے (جانور) کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے" اس حدیث سے بہت سے مسئلے معلوم ہوئے پہلے یہ کہ قرأت ﴿الحمدلله رب العالمين﴾ سے شروع کرے۔ یہ دلیل ہے امام مالک رحمہ اللہ اور ان لوگوں کی جو بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ میں داخل نہیں سمجھتے۔ اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مقصود اس عبارت کا یہ ہے کہ قرآن کی سورتوں میں سے پہلے یہ سورت پڑھتے تھے یعنی الحمد کی سورت۔ اور یہ مطلب نہیں کہ ﴿الحمدلله رب العالمين﴾ بغیر بسم اللہ کے پڑھتے تھے۔ اور بہت سی دلیلیں اس امر پر قائم ہوئی ہیں کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو ہے۔ دوسرے یہ کہ رکوع میں پیٹھ کو آگے پیچھے سے برابر رکھنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ جب رکوع سے سر اٹھائے تو سیدھا کھڑا ہو۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھے۔ اور امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کے نزدیک اس حدیث کی رو سے دونوں تشہد واجب ہیں۔ مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونوں تشہد سنت ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جس جلسہ کے بعد سلام ہو اس میں تورک سنت ہے اور تورک کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں چار جلسے ہیں اور ایک دونوں سجدوں کے بیچ میں، دوسرے ہر رکعت کے بعد۔ دوسرے سجدہ سے فراغت پا کر قیام سے پہلے اسے جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ تیسرے تشہد اولیٰ کا جلسہ۔ چوتھے تشہد اخیر کا جلسہ پانچواں یہ کہ نماز کو سلام پر ختم کرے۔ مالک، شافعی، اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا یہی قول ہے کہ سلام فرض ہے اور بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی لیکن امام ابو حنیفہ، ثوری اور اوزاعی رحمہم اللہ کے نزدیک سلام سنت ہے۔ اگر نہ کرے تب بھی نماز صحیح ہو جائے گی بلکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر سلام کے بدلے کوئی فعل نماز کے منافی جیسے حدث وغیرہ کرے تب بھی نماز تمام ہو جائے گی۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي وَالنَّدْبِ إِلَى الصَّلٰوةِ إِلَى سُتْرَةٍ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَحُكْمِ الْمُرُوْرِ وَدَفْعِ الْمَارِّ وَجَوَازِ الْاِعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَالصَّلٰوةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْأَمْرِ بِالدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ وَبَيَانِ قَدْرِ السُّتْرَةِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ.

باب: نمازی کے سترہ کا بیان، سترہ کی طرف نماز پڑھنے کا استحباب اور نمازی کے آگے گزرنے کی ممانعت، گزرنے والے کو دفع کرنے اور نمازی کے آگے لیٹنے کے جواز کا بیان، سواری کی طرف نماز پڑھنے، سترہ کے نزدیک ہونے کا حکم اور اس کے اندازہ کا بیان، مسائل سترہ کے متعلق کا بیان۔

(۱۱۱۱) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ.)) (ابوداود: ۶۸۵؛ ترمذی: ۳۳۵؛ ابن ماجه: ۹۴۰)

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جب تم میں سے کوئی اپنے سامان پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ رکھ لے تو نماز پڑھے اور پرواہ نہ کرے جو چیز چاہے اس کے پرے سے جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: پالان کی لکڑی دو ڈھائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف زمین پر لکیر کھینچ لینا کافی نہیں ہے اگرچہ ایک حدیث اس بات میں آئی ہے کہ لکیر کھینچنا کافی ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا یہ قول ہے مگر وہ حدیث ضعیف ہے۔

(۱۱۱۲) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْ اَحَدِكُمْ ثُمَّ لَايَضُرُّهُ مَامَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: ((فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)). [راجع: ۱۱۱۱]

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے سنا۔ ہم نماز پڑھتے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے نکلا کرتے تھے تو بیان کیا ہم نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ پالان کی پچھلی لکڑی برابر کوئی چیز تمہارے سامنے ہو تو پھر سامنے سے کسی چیز کا جانا ضرر نہیں کرتا۔''

○ ○ ○ ○

(۱۱۱۳) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ؟ فَقَالَ: ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)). [نسائی: ۷۴۵]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا نمازی کے سترہ کے متعلق تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سواری کے کجاوے کی لکڑی کے برابر ہو۔''

(۱۱۱۴) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُئِلَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ: ((كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)). [راجع: ١١١٣]

سوال ہوا غزوۂ تبوک میں نمازی کے سترہ کا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر چاہیے۔''

(١١١٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ. [بخاري: ٤٩٤؛ ابوداود: ٦٨٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن باہر نکلتے تو اپنے سامنے برچھا گاڑنے کا حکم فرماتے، پھر اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے ہوتے۔اور یہ امر سفر میں کرتے۔اسی وجہ سے امیروں نے اس کو مقرر کر لیا ہے (کہ برچھا ساتھ رکھتے ہیں)۔

(١١١٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَغْرِزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّي إِلَيْهَا. زَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَهِيَ الْحَرْبَةُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برچھی کو گاڑتے اور اسی کی طرف نماز پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١١١٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ وَهُوَ يُصَلِّي إِلَيْهَا. [بخاري: ٥٠٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی کو قبلہ کی طرف کر کے اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔اونٹنی کی آڑ میں۔نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے نماز جائز ہونے پر حیوان کے نزدیک اور اونٹ کے نزدیک۔اور اونٹوں کے درمیان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ کہیں وہ بگڑ کھڑے ہوں اور نماز میں خلل واقع ہو۔

(١١١٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى رَاحِلَتِهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى إِلَى بَعِيرٍ. [ابوداود: ٦٩٢؛ ترمذي: ٣٥٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ابن نمیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اونٹ کی طرف۔

(١١١٩) عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ قَالَ: فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْءِهِ فَمِنْ نَائِلٍ وَنَاضِحٍ قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ: فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا يَقُولُ يَمِينًا وَشِمَالًا يَقُولُ: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ لَا يُمْنَعُ ثُمَّ

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ ابطح (ایک مقام ہے باب مکہ پر) میں تھے ایک لال چمڑے کے شامیانے میں تو بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کیلئے وضو کا پانی لے کر نکلے (آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا) پھر کسی کو پانی ملا اور کسی کو نہ ملا تو اس نے دوسرے سے لیکر چھڑک لیا پھر رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے باہر نکلے گویا میں اس وقت آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔آپ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ میں نے انکے منہ کی پیروی کی جو دائیں بائیں کی طرف پھیر کر کہتے تھے حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح پھر آپ کیلئے ایک بچھالا گاڑا گیا، آپ ﷺ آگے بڑھے اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں (سفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ. (ابوداود: ۵۲۰؛ ترمذی: ۱۹۷؛ نسائی: ۵۳۹۳]

میں ہونے کی وجہ سے قصر کیا) آپ ﷺ کے سامنے سے گدھے اور کتے گزر رہے تھے (مگر) آپ ﷺ روکتے نہ تھے (کیونکہ بھالے کا سترہ تھا) پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں دونوں نمازوں کو جمع کیا پھر برابر دو ہی رکعتیں قصر سے پڑھتے رہے یہاں تک کہ واپس مدینہ پہنچے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: کسی کو پانی ملا اور کسی کو نہ ملا تو اس نے دوسرے سے لے کر ذرا سا چھڑک لیا یعنی حضرت محمد ﷺ کے وضو سے جو پانی بچا اس کو لوگوں نے تبرک سمجھ کر لینا شروع کیا۔ کسی کو تو پانی مل گیا اور کسی کو نہ ملا تو دوسرے نے اس پر دو چار قطرے چھڑک دیئے۔ اور دوسری روایت میں یہ امر تصریح سے موجود ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ وضو کا بچا ہوا پانی لے رہے تھے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت حاصل کرنا درست ہے اور ان کے بچے ہوئے کھانے یا پانی کا استعمال بطور تبرک کے جائز ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مؤذن کو حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح میں دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا چاہیے لیکن قدم اور سینہ اپنا قبلہ کی طرف سے نہ پھیرے صرف سر اور گردن پھرائے۔ اور اس بات میں تین مذہب ہیں ایک یہ کہ حی علی الصلوٰۃ میں دونوں بار داہنی طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح میں دونوں بار بائیں طرف منہ پھیرے اور یہ صحیح ہے۔ دوسرا یہ کہ پہلے ایک بار حی علی الصلوٰۃ داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اور ایک بار بائیں طرف منہ پھیر کر اسی طرح حی علی الفلاح۔ تیسرا یہ کہ پہلے داہنی طرف منہ پھرا کر حی علی الصلوٰۃ کہے پھر قبلہ کی طرف منہ کر لے پھر داہنی طرف منہ پھیرے اور حی علی الصلوٰۃ کہے پھر بائیں طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح کہے پھر قبلہ کی طرف منہ کر لے پھر بائیں طرف منہ کر کے اور حی علی الفلاح کہے۔

(۱۱۲۰) عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ اَنَّ اَبَاهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخْرَجَ وَضُوْءًا فَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخْرَجَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا فَصَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ. [بخاری: ۳۷۶، ۵۷۸۶، ۵۸۵۹]

عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے سرخ شامیانے میں دیکھا اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اس کو لینے کیلئے جھپٹنے لگے پھر جس کو پانی مل گیا اس نے بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ تر کر لیا پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے برچھا نکالا اور اس کو گاڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے اس کو (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے نکلے اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے آدمیوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ برچھے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

(۱۱۲۱) عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَ فِيْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ: فَلَمَّا كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلَاةِ.

اس سند سے بھی کچھ کمی بیشی کے ساتھ گزشتہ روایت آئی ہے اور مالک بن مغول کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور نماز کے لیے اذان دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بخاری:۶۳۳، ۳۵۶۶]

(۱۱۲۲) عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ اِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ: وَزَادَنِيْهِ عَوْنٌ عَنْ اَبِيْهِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَكَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ. [بخاری: ۱۸۷، ۵۰۱، ۳۵۵۳؛ نسائی: ۴۶۹]

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کو بطحا کی طرف نکلے اور وضو کیا پھر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ کے سامنے برچھی لگی ہوئی تھی اس کے پار عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے سفر میں قصر اور جمع دونوں ثابت ہوئیں اور یہ بھی نکلا کہ اگر سفر میں پہلی نماز کے وقت اترنے کا اتفاق ہو جیسے ظہر کے وقت تو عصر بھی اسی وقت پڑھ لے اور یہ جمع تقدیم ہے اور جو پہلی نماز کے وقت چلنے کا اتفاق ہو (محو سفر ہو) جیسے ظہر کے وقت تو ظہر کی تاخیر کرے اور عصر کے وقت ظہر اور عصر دونوں پڑھ لے اور یہ جمع تاخیر ہے۔

(۱۱۲۳) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا مِثْلَهُ وَ زَادَ فِیْ حَدِيْثِ الْحَكَمِ: فَجَعَلَ النَّاسُ يَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وُضُوْءِهٖ. [راجع: ۱۱۲۲]

شعبہ ان سندوں سے مذکورہ حدیث کے مثل روایت کرتے ہیں مگر حکم کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو لینے کے لیے جلدی کرنے لگے۔

(۱۱۲۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْنَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ اَحَدٌ. [بخاری: ۷۶، ۴۹۳، ۸۶۱، ۱۸۵۷، ۴۴۱۲؛ ابوداود: ۷۱۵؛ ترمذی: ۳۳۷؛ نسائی: ۷۵۱؛ ابن ماجه: ۹۴۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا ان دنوں میں جوان ہونے کو تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ میں صف کے سامنے آ کر اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی اور میں صف میں شریک ہو گیا پھر کسی نے اعتراض نہ کیا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہ تم صف میں کیسے چلے آئے اور گدھی کو وہاں کیوں چھوڑا؟ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سترہ تھا اور امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کتنی تھی۔ بعض نے کہا: دس برس کی۔ بعض نے کہا: تیرہ برس کی۔ بعض نے کہا: پندرہ برس کی اور یہی ٹھیک ہے۔

(۱۱۲۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ اَقْبَلَ يَسِيْرُ عَلٰى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّیْ بِمِنًى فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے تو گدھا صفوں کے سامنے سے ہو کر نکلا پھر وہ اترے اور صف میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ. [راجع: ١١٢٤]

شریک ہوئے۔

○ ○ ○ ○

(١١٢٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ. [راجع: ١١٢٤]

زہری سے اس سند کے ساتھ بھی روایت ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ عرفات میں نماز پڑھا رہے تھے۔

(١١٢٧) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنًى وَلَا عَرَفَةَ وَقَالَ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ. [راجع: ١١٢٤]

اس روایت میں نہ منیٰ کا ذکر ہے، نہ عرفات کا بلکہ حجۃ الوداع کہا یا مکہ کے فتح کا دن کہا۔ (لیکن صحیح حجۃ الوداع ہے)

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت۔

(١١٢٨) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)).

[أبو داود: ٦٩٧، ٦٩٨؛ نسائي: ٧٥٦؛ ابن ماجه: ٩٥٤]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ نکلنے دے بلکہ اس کو دفع کرے جہاں تک ہو سکے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیوں کہ وہ شیطان ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ دفع کرنے کا حکم بطور استحباب کے ہے نہ بطور وجوب کے اور کسی عالم نے اس کو واجب نہیں کہا اور لڑنے سے یہ غرض نہیں کہ ہتھیار چلائے یا ایسا مارے کہ وہ مر جائے۔ پھر اگر واجبی طور سے دفع کرتے میں مر جائے تو باتفاق علما اس پر قصاص نہیں لیکن دیت واجب ہوگی یا نہیں اس میں دو قول ہیں۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ نمازی نے اپنے سامنے آڑ کر لی ہو یا ایسے کونے میں پڑھتا ہو جہاں سے گزرنے کی ضرورت نہ ہو۔ النیل مختصراً۔

(١١٢٩) عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَبِي سَعِيدٍ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَرَادَ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ فَنَظَرَ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي سَعِيدٍ فَعَادَ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ أَشَدَّ مِنَ الدَّفْعَةِ الْأُولَى فَمَثَلَ قَائِمًا فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ زَاحَمَ النَّاسَ فَخَرَجَ فَدَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَى إِلَيْهِ مَا لَقِيَ قَالَ: وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: مَا لَكَ

ابوصالح سمان سے روایت ہے کہ میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن کسی چیز کی آڑ میں لوگوں سے علیحدہ۔ اتنے میں ابومعیط کی قوم کا ایک جوان آیا اور اس نے اس کے سامنے سے نکلنا چاہا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے میں مارا اس نے دیکھا تو اور طرف راستہ نہ پایا اور پھر دوبارہ ان کے سامنے سے نکلنا چاہا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اور زور سے ایک مار ماری وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے لڑنے لگا۔ پھر لوگوں نے آ کر اسے روکا پھر نکلا اور مروان (جو مدینہ کا حاکم تھا) کے پاس شکوہ کیا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروان کے پاس گئے۔ مروان نے کہا: تو نے کیا کیا جو تیرے بھائی کا بیٹا شکایت کرتا ہے، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''جب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَلَا بَيْنَ اَخِيْكَ؟ جَاءَ يَشْكُوْكَ فَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِيْ نَحْرِهٖ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)). [بخاری: ۵۰۹، ۳۲۷۴؛ ابوداود: ۷۰۰]

کوئی تم میں سے کسی چیز کی آڑ میں نماز پڑھے اور کوئی شخص اس کے سامنے سے نکلنا چاہے تو اس کے سینے پر مارے۔ اگر وہ نہ مانے پس اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی شیطان کے کہے پر عمل کرتا ہے اور منع کرنے پر بری بات سے باز نہیں آتا یا شیطان کے سے کام کرتا ہے جو اچھی بات نہیں مانتا یا خود شیطان ہے یعنی شریر اور خیرہ سر کش ہے یہ سب شیطان کی صفات ہیں۔

(۱۱۳۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّ مَعَهُ الْقَرِيْنَ)). [ابن ماجه: ۹۵۵]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے جانے نہ دے۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیوں کہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔'' (یعنی جس کو اللہ قرآن میں ﴿نُقَيِّضْ لَهٗ﴾ کی آیت میں قرین فرماتا ہے)

(۱۱۳۱) عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۱۱۳۰]

صدقہ بن یسار کہتے ہیں میں نے سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مذکورہ حدیث کی مثل۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۳۲) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِيْ جُهَيْمٍ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ؟ قَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) قَالَ اَبُوْ النَّضْرِ: لَا اَدْرِيْ قَالَ: اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً؟ [بخاری: ۵۱۰؛ ابوداود: ۷۰۱؛ ترمذی: ۳۳۶؛ نسائی: ۷۵۵؛ ابن ماجه: ۹۴۵]

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی نے ان کو بھیجا ابوجہیم (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ) کے پاس یہ پوچھنے کیلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں کیا فرمایا ہے جو نمازی کے سامنے سے گزرے ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے جو وبال اس پر ہے البتہ اگر چالیس تک کھڑا رہے تو یہ بہتر ہو سامنے گزرنے سے۔'' ابوالنضر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کہا: چالیس دن یا مہینے یا برس۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۳۳) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ اَرْسَلَ اِلٰى اَبِيْ جُهَيْمٍ الْاَنْصَارِيِّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ؟ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مَالِكٍ. [راجع: ۱۱۳۲]

بسر بن سعید کہتے ہیں کہ زید بن خالد جہنی کو بھیجا ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف کہ تو نے کیا سنا ہے نبی ﷺ سے پھر مالک کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ ذُنُوِّ الْمُصَلِّي مِنَ السُّتْرَةِ.

باب- جائے نماز کا سترہ کے قریب ہونا۔

(۱۱۳۴) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ. [بخاری:۴۹۶؛ ابوداود:۶۹۶]

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس جگہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، اس میں اور قبلہ کی دیوار میں اتنی جگہ رہتی کہ ایک بکری نکل جائے۔

فائدہ۔ تو آپ دیوار کے بہت قریب کھڑے ہوتے تھے۔ یہی سنت ہے کہ نمازی حتی المقدور سترہ کے قریب کھڑا ہو۔

(۱۱۳۵) عَنْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ الْاَكْوَعِ اَنَّهُ كَانَ يَتَحَرَّى مَوْضِعَ مَكَانِ الْمُصْحَفِ يُسَبِّحُ فِيْهِ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرَّى ذٰلِكَ الْمَكَانَ وَكَانَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقِبْلَةِ قَدْرُ مَمَرِّ الشَّاةِ. [بخاری:۴۹۷؛ ابوداود:۱۰۸۲]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ڈھونڈتے تھے مصحف کی جگہ کو (یعنی جہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصحف رکھتے تھے۔) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس جگہ کو ڈھونڈتے تھے اور وہ جگہ درمیان منبر اور قبلہ کے ایک بکری کے گزرنے کی جگہ کے مطابق تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے کوئی جگہ مقرر کرنے میں قباحت نہیں بشرطیکہ وہ جگہ دوسری جگہوں سے فضیلت رکھتی ہو ورنہ مکروہ ہے اور تدریس یا افتا کیلئے جگہ مقرر کرنے میں قباحت نہیں۔

(۱۱۳۶) عَنْ يَزِيْدَ قَالَ: كَانَ سَلَمَةُ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَبَا مُسْلِمٍ! اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا. [بخاری:۵۰۲؛ ابن ماجه:۱۴۳۰]

یزید سے روایت ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ ڈھونڈ کر اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جو مصحف کے نزدیک ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابومسلم! میں دیکھتا ہوں کہ جس طرح ہو سکتا ہے تم اسی ستون کے پاس نماز پڑھتے ہو۔ انہوں نے (جواب میں) کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ڈھونڈ کر اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ قَدْرِ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي.

باب- نمازی سترہ کتنی مقدار کا رکھے۔

(۱۱۳۷) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَاِنَّهُ يَسْتُرُهُ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنَّهُ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ)) قُلْتُ: يَا اَبَا ذَرٍّ! مَا بَالُ الْكَلْبِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ اَخِيْ! سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَاَلْتَنِيْ فَقَالَ: ((اَلْكَلْبُ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہو تو وہ آڑ کیلئے کافی ہے۔ اگر اتنی بڑی (یا اس سے اونچی) کوئی شے اس کے سامنے نہ ہو اور گدھا یا عورت یا سیاہ کتا سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔“ میں نے کہا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ سیاہ کتا کی کیا خصوصیت ہے اگر لال کتا ہو یا زرد ہو۔ انہوں نے (جواباً) کہا: اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی پوچھا جیسے تو نے مجھ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ)). [ابوداود: ۷۰۲؛ ترمذی: ۳۳۸؛ نسائی: ۷۴۹؛ ابن ماجه: ۹۵۲، ۳۲۱۰]

''سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے یعنی شریر ہوتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں: ان چیزوں کے سامنے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ عورت اور گدھے میں شبہ ہے۔ مالک، ابوحنیفہ، شافعی رحمہم اللہ اور جمہور علماء کے نزدیک کسی چیز کے سامنے سے نکل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ انہوں نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ قطع صلوٰۃ سے مراد اس کا نقص ہے نہ ابطال۔ اور بعض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حدیث قطع کی منسوخ ہے۔ دوسری حدیث ((لا یقطع الصلوة مرور شیء)) پر یہ دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ نسخ کیلئے تاریخ کا ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے حدیث ((لایقطع الصلوة مرور شیء)) ضعیف ہے۔ انتہی۔

(۱۱۳۸) عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ بِاِسْنَادِ يُوْنُسَ كَنَحْوِ حَدِيْثِهٖ. [راجع: ۱۱۳۷]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۳۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِيْ ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ان سب سے بچاؤ یوں ہو سکتا ہے کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْاِعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

باب: نمازی کے سامنے لیٹنے کا بیان۔

(۱۱۴۰) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. [ابن ماجه: ۹۵۶]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں قبلہ کی طرف آپ کے سامنے آڑی پڑی ہوتی۔ جیسا جنازہ سامنے آڑا پڑا ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ان علماء نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ عورت کے سامنے جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن نماز عورت کے سامنے پڑھنا مکروہ کہا ہے تا کہ دل پریشان نہ ہو اور حضرت کی بات اور تھی۔ دوسرے یہ کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہ تھا تاریکی تھی۔

(۱۱۴۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهٗ مِنَ اللَّيْلِ كُلَّهَا وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِيْ فَاَوْتَرْتُ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تہجد کی نماز پوری ادا کرتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے قبلہ کی طرف آڑی پڑی رہتی جب آپ ﷺ وتر ادا کرنا چاہتے تو مجھے جگا دیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وتر کی تاخیر آخر رات تک مستحب ہے اور جس شخص کو خود اپنی آنکھ کھلنے یا دوسرے کے جگا دینے پر بھروسہ ہو تو اس کو مستحب ہے کہ وتر کو آخر رات میں پڑھے اگرچہ تہجد نہ پڑھتا ہو کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تہجد نہیں پڑھتی تھیں جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر وتر آپ ﷺ کے ساتھ پڑھتی تھیں اور جس شخص کو جاگنے کا بھروسہ نہ ہو وہ عشاء کے بعد ہی وتر پڑھ لے۔

(۱۱۴۲) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نماز کن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَائِشَةُ: مَايَقْطَعُ الصَّلٰوةَ؟ قَالَ: فَقُلْنَا: اَلْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ فَقَالَتْ: اِنَّ الْمَرْاَةَ لَدَابَّةُ سَوْءٍ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ.

چیزوں کے سامنے جانے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ ہم نے کہا: عورت اور گدھے کے سامنے جانے سے۔ کہا کہ عورت بھی ایک برا جانور ہے۔ میں خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح آڑی پڑی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے۔

(۱۱۴۳) عَنْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ عِنْدَهَا مَايَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحَمِيْرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ! لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْلِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ.

[بخاری: ۵۱۱، ۵۱۴]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر ہوا کہ کتے اور گدھے اور عورت کے سامنے سے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ انہوں نے کہا: تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا۔ اللہ کی قسم! میں نے خود دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سامنے تخت پر تھی قبلہ کی طرف لیٹی ہوئی مجھے حاجت ہوتی تو آپ ﷺ کو تکلیف دینا مجھے برا لگتا میں تخت کے پایوں کے پاس سے کھسک جاتی۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۴۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكِلَابِ وَالْحُمُرِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِيْءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ فَيُصَلِّيْ فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْنَحَهُ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِيْ.

[بخاری: ۵۰۸؛ نسائی: ۷۵۴]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ہم کو کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا حالانکہ میں نے خود اپنے تئیں تخت پر لیٹے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ آتے اور تخت کے بیچ میں نماز پڑھتے۔ مجھے آپ ﷺ کے سامنے کھلنا برا معلوم ہوتا تو میں تخت کے پایوں سے کھسک کر لحاف سے باہر آ جاتی۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۴۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ رِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهِ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ. [بخاری: ۳۸۲، ۵۱۳، ۱۲۰۹؛ ابوداود: ۷۱۳؛ نسائی: ۱۶۸]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوتی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے سامنے قبلے کی طرف ہوتے تو جب آپ ﷺ سجدہ کرنے لگتے میرا پاؤں دبا دیتے میں پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ ﷺ جب کھڑے ہو جاتے میں پاؤں پھیلا لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان دنوں گھر میں چراغ نہ تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جمہور علما کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ چھونا کپڑے وغیرہ کے اوپر سے ہوگا اور اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۱۱۴۶) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَاَنَا حِذَاءَهُ وَاَنَا

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں حیض کی حالت میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی کبھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ.

[بخاری: ۳۳۳، ۳۷۹، ۵۱۷، ۵۱۸؛ ابوداود: ۶۵۶؛ ابن ماجه: ۱۰۲۸]

ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کا کپڑا میرے بدن سے لگ جاتا جب آپ ﷺ سجدہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۴۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ إِلَى جَنْبِهِ.

[ابوداود: ۳۷۰؛ نسائی: ۷۶۷؛ ابن ماجه: ۶۵۲]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں حیض کی حالت میں آپ ﷺ کے پہلو کی طرف ہوتی اور میں ایک چادر اوڑھے ہوتی۔ اس میں سے کچھ ٹکڑا آپ ﷺ پر بھی ہوتا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے پہلو میں کھڑی ہو تو نماز باطل نہ ہوگی یہی ہمارا اور اکثر علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ عورت کے کپڑے پاک ہیں مگر وہ مقام جہاں خون لگا ہو یا کوئی اور نجاست ہو البتہ وہ نجس ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں اور ایک ہی کپڑا کچھ حائضہ پر ہو اور کچھ نمازی پر تو بھی قباحت نہیں۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَصِفَةِ لُبْسِهِ.

باب: ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان اور اس کے پہننے کا طریقہ۔

(۱۱۴۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ: ((أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ؟)).

[بخاری: ۳۵۸؛ ابوداود: ۶۲۵؛ نسائی: ۷۶۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا ایک کپڑا (جیسے تہبند) پہن کر نماز درست ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ایسے بہت لوگ ہیں جن کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہیں اور نماز تو سب پر فرض ہے تو ایک کپڑے میں ضرور نماز درست ہوگی۔ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا اختلاف منقول ہے مگر اس کی سند معلوم نہیں ہوتی اور اس بات پر اجماع ہے کہ نماز دو کپڑوں میں افضل ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔

(۱۱۴۹) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۵۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَادَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُصَلِّي أَحَدُنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ: ((أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا کیا ہم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔''

(۱۱۵۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم سے کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کاندھے پر کچھ نہ ہو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

○ ○ ○ ○

[ابوداود: ٦٢٦؛ نسائی: ٧٦٨]

فائدہ: کیونکہ اگر کاندھے پر کپڑا نہ ہوگا تو احتمال ہے ستر کھلنے کا۔ اگر ہاتھ سے روکے تو ہاتھ باندھنے کی سنت میں خلل آئے گا۔ اور یہ ممانعت ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تنزیہی ہے۔ اگر کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ کاندھوں پر کچھ نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی مگر باطل نہ ہوگی۔ اور امام احمد رحمہ اللہ اور بعض سلف کے نزدیک اگر کاندھوں پر کچھ کپڑا رکھنے کی گنجائش ہو اور نہ رکھے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ نماز صحیح ہو جائے گی لیکن گناہ گار ہوگا۔

(١١٥٢) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ. [بخاري: ٣٥٤، ٣٥٥، ٣٥٦؛ ترمذي: ٣٣٩؛ نسائي: ٧٦٣؛ ابن ماجه: ١٠٤٩]

عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور اس کے دونوں کنارے آپ ﷺ کے مونڈھوں پر تھے۔

○ ○ ○ ○

(١١٥٣) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ بِهٰذَا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: مُتَوَشِّحًا وَلَمْ يَقُلْ: مُشْتَمِلًا. [راجع: ١١٥٢]

ہشام بن عروہ اپنے والد سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں سوائے اس کے کہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے اس کپڑے کے ساتھ توشح کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: توشح یہ ہے کہ کپڑے کا جو کنارہ داہنے کاندھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کے تلے سے لے جائے اور جو بائیں کاندھے پر ہو اس کو داہنے ہاتھ کے تلے سے لے جائے پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر باندھ لے۔

(١١٥٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. [راجع: ١١٥٢]

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے دونوں کناروں میں آپ ﷺ نے خلاف کیا تھا۔

فائدہ: یعنی داہنے کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کنارے کو دائیں طرف لے گئے تھے جیسے ابھی گزرا۔

(١١٥٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ. زَادَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ: عَلَى مَنْكِبَيْهِ. [ابوداود: ٦٢٨]

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ اس کو لپیٹے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کناروں میں آپ ﷺ نے مخالفت کی تھی۔

○ ○ ○ ○

(١١٥٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں توشح کئے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (توشح کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(١١٥٧) عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِ

کتاب کے فوائد، متنوع و منفرد روایات اور اسناد سے مزین اردو ترجمہ

www.kitabosunnat.com

ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

الفاظ ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔

(۱۱۵۸) عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ رَاٰى جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ وَعِنْدَهٗ ثِيَابُهٗ وَقَالَ جَابِرٌ اِنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ .

ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں توشح کیے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ ان کے پاس کپڑے موجود تھے (تو انہوں نے اس لئے کیا کہ جواز معلوم ہو) اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا۔

(۱۱۵۹) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ عَلٰى حَصِيْرٍ يَّسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ: وَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ. (ترمذی: ۳۳۲؛ ابن ماجه: ۱۰۲۹، ۱۰۴۸؛ وانظر فی مسلم: ۱۵۰۵)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور دیکھا کہ آپ ﷺ ایک بوریے پر نماز پڑھ رہے ہیں اسی پر سجدہ کرتے تھے اور دیکھا آپ ﷺ کو ایک کپڑے میں توشح کیے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے۔

(۱۱۶۰) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ وَ رِوَايَةُ اَبِيْ بَكْرٍ وَ سُوَيْدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے لیکن ابوکریب کی روایت میں یہ لفظ آئے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے اور ابوبکر اور سوید کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ آپ ﷺ نے وہ کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ

مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ .

مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان۔

(۱۱۶۱) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی)) قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ سَنَةً وَاَيْنَمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ)) وَ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ كَامِلٍ: ((ثُمَّ حَيْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّهْ فَاِنَّهُ مَسْجِدٌ)) . [بخاری: ۳۳۶۶، ۳۴۲۵؛ نسائی: ۶۸۹؛ ابن ماجه: ۷۵۳]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام: (یعنی خانہ کعبہ) میں نے پوچھا: پھر کون سی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مسجد اقصیٰ'' (بیت المقدس) میں نے پوچھا: ان دونوں مسجدوں کے بننے میں کتنا زمانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس برس کا اور تجھ کو تو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں پڑھ لے وہ مسجد ہے۔'' ابی کامل کی حدیث میں ہے ''پھر تجھ کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں پڑھ لے وہ مسجد ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سب مقاموں میں نماز درست ہے مگر وہ مقام مستثنیٰ ہیں جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی ہے۔ جیسے قبرستان یا گھورہ نجس مقام وغیرہ یا اونٹوں کے رہنے کی جگہ میں یا سڑک میں یا حمام میں۔

(۱۱۶۲) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ التَّيْمِیِّ قَالَ: كُنْتُ اَقْرَاُ عَلٰی اَبِیْ الْقُرْاٰنَ فِی الشُّدَّةِ فَاِذَا قَرَاْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَبَتِ! اَتَسْجُدُ فِی الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ اَبَاذَرٍّ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ؟)) قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ

ابراہیم بن یزید تیمی سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کو قرآن سنایا کرتا سدہ میں (سدہ وہ مقام جو مسجد سے خارج ہو دروازہ کے باہر جہاں لوگ بیٹھ کر خرید و فروخت اور باتیں کرتے ہیں اور نسائی کی روایت میں سکہ ہے یعنی گلی میں) جب میں سجدہ کی آیت پڑھتا تو وہ سجدہ کرتے۔ میں نے ان سے کہا: باوا! تم راستہ میں سجدہ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد بنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد

موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ)). [راجع: ١١٦١]

اقصیٰ۔'' میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنے برس کا فرق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس برس کا۔ پھر ساری زمین تیرے لئے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت آ جائے وہاں نماز پڑھ لے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اور جب نماز پڑھنا درست ہوا تو سجدہ بھی درست ہوگا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: استاد اور شاگرد پر جو قرآن پڑھا تا پڑھتا ہو سجدہ کی آیت میں سجدہ ہے یا نہیں اس میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایک بار پہلی بار میں سجدہ کرے۔ اور بعض کے نزدیک ایک بار بھی ضروری نہیں ہے۔

(١١٦٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَ أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ)). [بخاري: ٣٣٥، ٤٣٨، ٣١٢٢؛ نسائي: ٤٣٠، ٧٣٥]

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ کو پانچ چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں۔ ایک تو یہ کہ ہر پیغمبر علیہ السلام خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں سرخ اور سیاہ ہر شخص کی طرف بھیجا گیا (سرد ملکوں کے لوگ سرخ ہیں اور گرم ملکوں کے لوگ سیاہ تو مطلب یہ ہے کہ میری نبوت عام ہے، کسی ملک سے خاص نہیں) اور مجھے غنیمت (جہاد کی لوٹ کا مال) حلال ہوا۔ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں ہوا اور میرے لئے ساری زمین پاک اور پاک کرنے والی کی گئی۔ پھر جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہ وہیں نماز پڑھ لے اور مجھے مدد دی گئی رعب سے جو ایک مہینہ کے فاصلہ سے پڑتا ہے (یعنی میری دھاک ایک مہینے کی راہ سے پڑ جاتی ہے) اور مجھے شفاعت عطا ہوئی ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی کی گئی۔ یہ دلیل ہے مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کہ تیمم زمین کی جنس سے درست ہے جیسے پتھر اینٹ چونا وغیرہ خاک کی خصوصیت نہیں ہے۔

اور مجھے شفاعت عطا ہوئی یعنی شفاعت عام جو محشر والوں کی پریشانی کے وقت ہوگی اور جس وقت سب پیغمبر علیہم السلام لوگوں کو جواب دے دیں گے ورنہ شفاعت خاص تو اور لوگ بھی کریں گے یا مراد وہ شفاعت ہے جو رد نہ ہوگی یا وہ شفاعت جو رتی برابر ایمان والے کیلئے بھی فائدہ بخش ہوگی۔

(١١٦٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [راجع: ١١٦٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(١١٦٥) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ)) وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرَى.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم لوگوں کو اور لوگوں پر فضیلت ملی تین باتوں کی وجہ سے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں اور ہمارے لئے ساری زمین نماز کی جگہ ہے اور زمین کی خاک ہم کو پاک کرنے والی ہے جب پانی نہ ملے۔'' اور ایک بات اور بیان کی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: وہ تیسری بات نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ مجھ کو سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں عرش کے تلے سے ملیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١١٦٦) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے اسی طرح۔

(١١٦٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّ مَسْجِدًا وَّ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ)). [ترمذی: ١٥٥٣؛ ابن ماجه: ٥٦٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ کو چھ باتوں کی وجہ سے اور پیغمبروں علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔ پہلی تو مجھ کو وہ کلام ملا جس میں لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں (یعنی کلام اللہ یا خود حضرت محمد ﷺ کے کلمات) اور میں مدد دیا گیا رعب سے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ کی گئی۔ اور میں تمام مخلوقات کی طرف (خواہ جن ہوں یا آدمی عرب کے ہوں یا غیر عرب کے) بھیجا گیا اور میرے اوپر نبوت ختم کی گئی۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اب میرے بعد دنیا میں کوئی نبی، نئی کتاب یا شریعت لے کر آنے والا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشک قیامت کے قریب آئیں گے پر وہ ساری دین کی باتوں میں ہمارے پیغمبر ﷺ کے تابع ہوں گے۔

(١١٦٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُوْتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا. [نسائی: ٣٠٨٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے وہ باتیں دیکر بھیجا جن میں لفظ تھوڑے ہیں اور معانی بہت ہیں اور مجھے مدد ملی رعب سے اور میں ایک بار سو رہا تھا، اتنے میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو تشریف لے گئے اور تم زمین کے خزانے نکال رہے ہو (یعنی ملک کے ملک فتح کرتے ہو وہاں کی سب دولتیں لوٹتے ہو)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(١١٦٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مِثْلَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ. [نسائی: ٣٠٨٩]

اوپر والی حدیث کی طرح یہ بھی ایک اور سند سے منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٧٠) عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [نسائی: ٣٠٨٧]

مذکورہ بالا حدیث ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٧١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ وَاُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَبَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دشمن پر مدد ملی رعب سے اور مجھے وہ باتیں ملیں جن میں لفظ کم ہیں پر معانی بہت ہیں۔ اور میں ایک بار سو رہا تھا اتنے میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے۔''

بَابُ اِبْتِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ

باب: مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر۔

(۱۱۷۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلَ فِیْ عُلْوِ الْمَدِیْنَةِ فِیْ حَیٍّ یُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ فِیْهِمْ اَرْبَعَ عَشْرَةَ لَیْلَةً ثُمَّ اِنَّهُ اَرْسَلَ اِلٰی مَلَاِ بَنِی النَّجَّارِ فَجَاءُوْا مُتَقَلِّدِیْنَ بِسُیُوْفِهِمْ قَالَ: فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی رَاحِلَتِهِ وَ اَبُوْبَکْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَاُ بَنِی النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتّٰی اَلْقٰی بِفِنَاءِ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ: فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ حَیْثُ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ وَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ اِنَّهُ اُمِرَ بِالْمَسْجِدِ قَالَ: فَاَرْسَلَ اِلٰی مَلَاِ بَنِی النَّجَّارِ فَجَاءُوْا فَقَالَ: ((یَا بَنِی النَّجَّارِ! ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِکُمْ هٰذَا)) قَالُوْا: لَا وَاللّٰهِ! مَانَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ اَنَسٌ: فَکَانَ فِیْهِ مَا اَقُوْلُ : کَانَ فِیْهِ نَخْلٌ وَّقُبُوْرُ الْمُشْرِکِیْنَ وَخَرِبٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّیَتْ قَالَ: فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةً وَجَعَلُوْا عِضَادَتَیْهِ حِجَارَةً قَالَ : فَکَانُوْا یَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ : اَللّٰهُمَّ

لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَهْ
فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو شہر کے بلند حصہ میں ایک محلہ میں اترے جس کو بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہتے ہیں، وہاں چودہ رات رہے پھر آپ ﷺ نے بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آئے انس رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور بنو نجار کے لوگ آپ کے گرداگرد تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کے صحن میں اترے تو رسول اللہ ﷺ جہاں نماز کا وقت آ جاتا وہاں نماز پڑھ لیتے اور بکریوں کے رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے (کیونکہ بکریاں غریب ہوتی ہیں ان سے اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ستائیں گی) اس کے بعد آپ ﷺ کو مسجد بنانے کا حکم کیا گیا تو بنو نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنا باغ میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔'' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو اس باغ کی قیمت نہ لیں گے ہم اللہ ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں (یعنی آخرت کا ثواب چاہتے ہیں ہم کو روپیہ درکار نہیں) انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس باغ میں جو چیزیں تھیں ان کو میں کہتا ہوں: اس میں کھجور کے درخت تھے اور مشرکوں کی قبریں تھیں اور کھنڈر تھے۔ آپ ﷺ نے حکم کیا تو درخت کاٹے گئے اور مشرکوں کی قبریں کھود کر پھینک دی گئیں اور کھنڈر برابر کیے گئے اور درختوں کی لکڑی قبلہ کی طرف رکھ دی گئی اور دروازہ کے دونوں طرف پتھر لگائے گئے۔ جب یہ کام شروع ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم رجز پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ لوگ یہ کہتے تھے: یا اللہ! بہتری اور بھلائی تو آخرت کی بہتری اور بھلائی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما (یہ ترجمہ اس موزوں کلام کا ہے جو حدیث میں عربی زبان میں ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: ہم اللہ ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث یوں ہی مشہور ہے صحیحین وغیرہ میں۔ لیکن محمد بن سعد نے طبقات میں واحدی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ باغ دس دینار میں خریدا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ دینار ادا کئے۔

آپ ﷺ نے حکم دیا تو درخت کاٹے گئے اور مشرکوں کی قبریں کھود کر پھینک دی گئیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ میوہ دار درختوں کا کاٹنا کسی ضرورت کے وقت درست ہے جیسے لکڑی کی ضرورت ہو یا اور درختوں کا ان کے بدلہ لگانا منظور ہو یا ان کے گر پڑنے کا ڈر ہو یا مسجد بنانے کی ضرورت ہو یا کافروں کے ملک میں ان کو سزا دینے کیلئے کاٹے۔ اسی طرح پرانی قبروں کا کھودنا اور جب وہ مٹی جس میں خون اور پیپ مردہ کی ملی ہو نکال کر پھینک دی جائے تو اس زمین میں نماز درست ہے اور اس کو مسجد بنا سکتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرستان کی زمین مالک کی ملک میں رہتی ہے اور وہ اس کو بیچ سکتا ہے۔ بشرطیکہ وقف نہ کر چکا ہو۔

جب یہ (یعنی مسجد کی تعمیر کا) کام شروع ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم رجز پڑھتے تھے یعنی شعر پڑھ کر گاتے جاتے تھے تاکہ مشقت سہل ہو جائے۔ علما نے کہا کہ اگر کلام موزوں ہو تو اس کو شعر نہ کہیں گے جب تک کہنے والے کی شعر کہنے کی نیت نہ ہو اور اسی سبب سے بعض موزوں کلام خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں مگر وہ شعر نہیں ہیں کیونکہ شعر کہنا آپ ﷺ پر حرام تھا۔

(۱۱۷۴) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ اَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ. [بخاری: ۴۲۳، ۴۲۹، ترمذی: ۳۵۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت رسول اللہ ﷺ مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے رہنے کی جگہ میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے، اس کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔

(۱۱۷۵) عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۱۱۷۴]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْوِيْلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدْسِ اِلَى الْكَعْبَةِ.

باب: بیت المقدس کی طرف سے خانہ کعبہ کی طرف قبلہ کا ہونا۔

(۱۱۷۶) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ [۲/ البقرة: ۱۴۴] فَنَزَلَتْ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ هُمْ يُصَلُّوْنَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوْهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ مہینے تک یہاں تک کہ یہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے تم جہاں پر ہو منہ اپنا کعبے کی طرف کرو۔ تو یہ آیت اس وقت اتری جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے۔ ایک شخص آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے یہ سن کر چلا۔ راستے میں انصار کے کچھ لوگوں کو (بیت المقدس کی طرف حسب معمول) نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ اس نے ان سے یہ حدیث بیان کی (کہ آنحضرت ﷺ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سن کر) وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف پھر گئے۔

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے نسخ کا جواز اور وقوع ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک معتبر شخص کی خبر اس باب میں مقبول ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک ہی نماز کسی وجہ سے دو طرف پڑھی جائے جیسے قبلہ کی جانب میں شبہ ہو پہلے ایک طرف شروع کرے پھر نماز ہی میں معلوم ہو کہ قبلہ دوسری طرف ہے اور ادھر پھر جائے (بلکہ اگر چار رکعتی نماز کی ہر ایک رکعت ایک طرف پڑھی جائے) اس طرح کہ نمازی کی رائے ہر رکعت پر قبلہ کی جانب بدلتی جائے تو نماز صحیح ہے پھر علماء نے اختلاف کیا ہے کہ بیت المقدس کی طرف آپ ﷺ کا نماز پڑھنا قرآن سے تھا یا حدیث سے۔ اگر حدیث سے ہوگا تو یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن سے حدیث منسوخ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح حدیث سے قرآن منسوخ ہوتا ہے۔ اکثر علماء اصول کا یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ سے اس کے خلاف منقول ہے۔

(۱۱۷۷) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ.

[بخاری: ٤٤٩٢؛ نسائی: ٤٨٧]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر ہم کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

[بخاری: ٤٠٣، ٤٤٩١، ٤٤٩٤، ٧٢٥١؛ نسائی: ٤٩٢، ٧٤٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا رات کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن اترا اور کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ یہ سن کر لوگ کعبے کی طرف پھر گئے اور پہلے ان کے منہ شام کی طرف تھے پھر کعبے کی طرف گھوم گئے۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۷۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ صبح کی نماز میں تھے کہ اچانک ایک شخص آیا باقی اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۸۰) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَتْ: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ﴾ [٢/ البقرة: ١٤٤] فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلَّوْا رَكْعَةً فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوْا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

[ابوداود: ١٠٤٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اتنے میں یہ آیت اتری ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ﴾ اخیر تک یعنی ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ پھرانے کو آسمان کی طرف۔ بیشک ہم پھیر دینگے منہ تمہارا اس قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو تو پھیر دو تم اپنا منہ کعبے کی طرف۔ پھر ایک شخص بنی سلمہ میں سے جا رہا تھا اس نے دیکھا لوگوں کو فجر کی نماز میں رکوع میں اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے تو پکارا سنو! قبلہ بدل گیا۔ یہ سن کر وہ لوگ اسی حالت میں قبلہ کی طرف پھر گئے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقُبُورِ وَ اتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ.

باب: قبروں پر مسجد بنانے اور ان میں مورتیں رکھنے کی ممانعت' قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت۔

(۱۱۸۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَاَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ. لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اُولٰئِكَ اِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

[بخاری: ۴۲۷، ۳۸۷۳، نسائی: ۷۰۳]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے ایک گرجا کا ذکر کیا، جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں لگی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا یہی حال تھا، جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے سب سے بدتر ہوں گے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس یا قبر کے اوپر مسجد بنانا یا قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ کیوں کہ اگلے مشرکین اور یہود و نصاریٰ ایسا کرتے تھے کہ پیغمبروں علیہم السلام یا نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بناتے تھے۔ اگر کوئی قبر کو مسجد نہ بنائے لیکن مسجد کی طرح وہاں ہر وقت آیا جایا کرے یا قبر کے سامنے جھکے یا اس کی طرف نماز پڑھے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۱۸۲) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَذَكَرَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيبَةَ كَنِيسَةً ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لوگوں نے باتیں کیں۔ آپ ﷺ کی بیماری میں تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجا کا حال بیان کیا پھر ذکر کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۱۸۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذَكَرْنَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَنِيسَةً رَاَيْنَهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا: مَارِيَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں رضی اللہ عنہن نے ایک گرجا کا حال بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا حبشہ کے ملک میں جس کا نام ماریہ تھا۔ پھر ویسا ہی روایت کیا جیسے اوپر ذکر کیا۔

(۱۱۸۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَسَاجِدَ)) قَالَتْ: فَلَوْ لَا ذَاكَ اُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ اَنَّهُ خُشِيَ اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا. [بخاری: ۱۳۳۰، ۱۳۹۰، ۴۴۴۱]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بیماری میں جس کے بعد پھر تندرست نہیں ہوئے: ''لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا خیال نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کھلی جگہ میں ہوتی۔ حجرہ میں نہ ہوتی مگر آپ ڈرے کہ کہیں لوگ آپ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنالیا یعنی مسجدوں کی طرح وہاں روشنی کرنے، نذر نیاز چڑھانے، دعا مانگنے، عبادت کرنے، روزمرہ آنے جانے لگے۔

(۱۱۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ)). [بخاری: ۴۳۷؛ ابوداود: ۳۲۲۷].

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تباہ کرے یہودیوں کو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔''

(۱۱۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنالیا۔''

(۱۱۸۷) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نَزَلَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَةً لَهُ عَلٰی وَجْهِهِ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ: ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) یُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوْا. [بخاری: ۴۳۶، ۳۴۵۴، ۴۴۴۴، ۵۸۱۶؛ نسائی: ۷۰۲]

عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ ﷺ نے چادر اپنے منہ پر ڈالنا شروع کی جب آپ ﷺ گھبراتے تو چادر کو منہ پر سے ہٹاتے اور فرماتے: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنالیا۔'' آپ ﷺ ڈراتے تھے کہ کہیں اپنے لوگ بھی ایسا نہ کریں۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۸۸) عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یَّكُوْنَ لِیْ مِنْكُمْ خَلِیْلٌ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَلِیْلًا وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْهٰكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)).

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وفات سے پانچ روز پہلے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''میں بیزار ہوں اس بات سے کہ کسی کو تم میں سے اپنا دوست بناؤں سوا اللہ کے کیونکہ اللہ نے مجھے دوست بنایا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا۔ اور جو میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔ تم خبردار رہو تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے کہیں تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس بات سے منع کرتا ہوں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ دوست سے مراد یہاں وہ ہے کہ جس کی طرف دل لگا رہے۔ پیغمبر علیہ السلام کو ایسی دوستی کسی سے نہ تھی کیونکہ یہ دوستی اللہ کی دوستی میں خلل ڈالتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسی دوستی میں کسی سے رکھتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رکھتا۔ اس حدیث سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ نے اپنی قبر اور کسی کی قبر کو مسجد بنانے سے اس لئے ممانعت کی کہ کہیں لوگ قبر کی تعظیم حد سے نہ بڑھائیں اور گناہ میں پڑ جائیں اور کبھی یہ گناہ کفر تک پہنچ جائے گا جیسی اگلی امتوں کا حال ہوا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ⑧)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں مسجد نبوی کو بڑھانے کی ضرورت ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ جس میں قبریں تھیں وہاں تک مسجد آ پہنچی تو ان لوگوں نے قبر کو چھپا دیا اور اس کے گرد اونچی اونچی دیواریں اٹھا دیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دکھلائی نہ دے اور عوام اس طرف نماز نہ پڑھیں اور آفت میں نہ پڑیں۔ پھر دو دیواریں شمالی جانب سے اور اٹھائیں کہ کوئی شخص قبر کی طرف منہ نہ کر سکے اور اسی لئے دوسری حدیث میں وارد ہوا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر کو کھلا رکھتے۔

بَابُ فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا.

باب: مسجد بنانے کی فضیلت اور اس کی رغبت دلانا۔

(۱۱۸۹) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) وَقَالَ ابْنُ عِيسَى فِي رِوَايَتِهِ: ((مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)). [بخاری: ۴۵۰؛ وانظر فی مسلم: ۷۴۷۰]

عبید اللہ خولانی سے روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو بنایا تو لوگوں نے برا سمجھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے مجھ پر بہت زیادتی کی۔ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے اور اصل راوی حدیث بکیر کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ خالص اللہ کی رضامندی اس کو مقصود ہو (نہ شہرت و ناموری یا ضد یا نفسانیت) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔'' اور ابن عیسیٰ کی روایت میں ہے ''ویسا ہی ایک گھر جنت میں بنائے گا۔''

فائدہ۔ ویسا ہی گھر یعنی صرف گھر کہلانے میں کیونکہ جنت کے گھر کو دنیا کے گھر سے کیا نسبت ہے یا وہ گھر جنت کے گھروں پر ایسی فضیلت رکھتا ہوگا جیسے مسجد دنیا میں اور گھروں پر رکھتی ہے۔

(۱۱۹۰) عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ)). [ترمذی: ۳۱۸؛ ابن ماجہ: ۷۳۶؛ وانظر فی مسلم: ۷۴۷۰]

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے برا سمجھا اس کو اور یہ چاہا کہ مسجد کو اپنے حال پر چھوڑ دیں (یعنی جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ کیلئے ایک مسجد بنائے تو اللہ اس کیلئے جنت میں ایک گھر ویسا ہی بنائے گا۔''

بَابُ النَّدْبِ إِلَى وَضْعِ الْأَيْدِي عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ وَنَسْخِ التَّطْبِيقِ.

باب: رکوع میں ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا اور تطبیق کا منسوخ ہونا۔

فائدہ۔ تطبیق اسے کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر رانوں کے بیچ میں رکھ لینا پہلے حکم تھا کہ رکوع میں ایسا ہی کرے بعد اس کے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہوا۔ اب اگر کوئی تطبیق کرے تو مکروہ ہے اکثر علما کا یہی قول ہے مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور علقمہ اور اسود رحمہم اللہ کے نزدیک تطبیق سنت ہے ان کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی جس کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے (نووی رحمہ اللہ)

محدث آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱۹۱) عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا: اَتَيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ: اَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ فَقُلْنَا: لَا قَالَ: فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَلَمْ يَأْمُرْنَا بِاَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ قَالَ: وَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ خَلْفَهٗ فَاَخَذَ بِاَيْدِيْنَا فَجَعَلَ اَحَدَنَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ قَالَ: فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعْنَا اَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا قَالَ: فَضَرَبَ اَيْدِيَنَا وَطَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِّيْقَاتِهَا وَيَخْنُقُوْنَهَا اِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ قَدْفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِيْقَاتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلٰوتَكُمْ مَّعَهُمْ سُبْحَةً وَاِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَصَلُّوْا جَمِيْعًا وَاِذَا كُنْتُمْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ وَاِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَفْرُشْ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَلْيَحْنِ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَلَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اخْتِلَافِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَرَاهُمْ. (نسائی: ۷۱۸، ۱۰۲۸)

اسود اور علقمہ سے روایت ہے کہ ہم دونوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے گھر میں۔ انہوں نے پوچھا کیا ان لوگوں نے (یعنی اس زمانہ کے نوابوں اور امیروں نے) نماز پڑھ لی تمہارے پیچھے۔ ہم نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اٹھو نماز پڑھ لو کیونکہ نماز کا وقت ہو گیا اور امیروں اور نوابوں کی انتظار میں اپنی نماز میں دیر کرنا ضروری نہیں پھر ہم کو حکم نہ کیا اذان دینے کا اور نہ اقامت کا۔ ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو داہنی طرف کیا اور دوسرے کو بائیں طرف۔ جب رکوع کیا تو ہم نے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ انہوں نے ہمارے ہاتھ مارا اور ہتھیلیوں کو جوڑ کر رانوں کے بیچ میں رکھا۔ جب نماز پڑھ چکے تو کہا: اب تمہارے نواب اور امیر ایسے پیدا ہوں گے جو نماز میں اس کے وقت سے دیر کریں گے اور نماز کو تنگ کریں گے یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے کے قریب ہوگا (یعنی عصر کی نماز میں اتنی دیر کریں گے) جب تم ان کو ایسا کرتے دیکھو تو اپنی نماز وقت پر پڑھ لو (یعنی افضل وقت پر) پھر ان کے ساتھ دوبارہ نفل کے طور پر پڑھ لو۔ اور جب تم تین آدمی ہو تو سب مل کر نماز پڑھو (یعنی برابر کھڑے ہو۔ امام بیچ میں رہے) اور جب تین سے زیادہ ہوں تو ایک آدمی امام بنے اور وہ آگے کھڑا ہو۔ اور جب رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور جھکے اور دونوں ہتھیلیاں جوڑ کر رانوں میں رکھ لے گویا میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ امیروں اور نوابوں کی انتظار میں اپنی نماز میں دیر کرنا ضروری نہیں پھر ہم کو حکم نہ کیا اذان دینے کا اور نہ اقامت کا۔ یہ مذہب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور بعض سلف کا۔ جو کوئی گھر میں اکیلی نماز پڑھے، اس بستی میں جہاں اذان اور اقامت ہوتی ہے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا ضروری نہیں۔ لیکن جمہور علمائے سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ اقامت سنت ہے، اس کے لیے بھی اور اذان میں اختلاف ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت گھر میں بھی ادا کرنا درست ہے لیکن اس سے فرض کفایہ ادا نہ ہوگا جب تک جماعت مسجد میں نہ پڑھی جائے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ امیروں اور نوابوں کی جماعت ادا کرنے سے گو وہ دیر میں پڑھیں۔

جب تم ان کو ایسا کرتے یعنی عصر کی نماز دیر سے پڑھتے دیکھو تو اپنی نماز وقت پر پڑھ لو پھر ان کے ساتھ دوبارہ نفل کے طور پر پڑھ لو تاکہ شر و فساد نہ پیدا ہو اور امیروں کی تکلیف سے بچو۔ وہ یہ جانیں گے کہ تم فرض ان کے ساتھ پڑھتے ہو اور تم اپنا فرض ادا کر چکے ہو گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتنہ اور فساد سے بچنا بہتر ہے اگر گناہ میں نہ پڑے اور جو بغیر گناہ میں فتنہ سے نہ بچ سکے تو گناہ نہ کرے اور فتنہ پر صبر کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اول وقت پڑھنا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک نماز کو دوبارہ پڑھے تو پہلی بار کی فرض ہوگی اور دوسرے بار کی نفل یہی صحیح ہے۔

(۱۱۹۲) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّهُمَا دَخَلَا — اس سند سے بھی گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت آئی ہے مگر اس میں لفظ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَ فِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَ جَرِيرٍ فَلَكَأَنِّي إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ. [راجع: ١١٩١]

کا اضافہ ہے ''وَهُوَ رَاكِعٌ'' کہ آپ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے۔

○ ○ ○ ○

(١١٩٣) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: أَصَلَّى مَنْ خَلْفَكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلَى رُكَبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ١١٩١]

علقمہ اور اسود سے روایت ہے' وہ دونوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: کیا تمہارے پیچھے کے لوگ نماز پڑھ چکے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور ایک کو داہنی طرف کھڑا کیا اور دوسرے کو بائیں طرف، پھر رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاتھ پر مارا اور تطبیق کی (یعنی دونوں ہتھیلیوں کو ملایا) اور رانوں کے بیچ میں رکھا۔ جب نماز پڑھ چکے تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

(١١٩٤) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي قَالَ: وَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَقَالَ لِي أَبِي: اضْرِبْ بِكَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ قَالَ: ثُمَّ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَضَرَبَ يَدَيَّ وَقَالَ: إِنَّا نُهِينَا عَنْ هٰذَا وَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ. [بخاری: ٧٩٠؛ ابوداود: ٨٦٧؛ ترمذی: ٢٥٩؛ نسائی: ١٠٣١، ١٠٣٢؛ ابن ماجہ: ٨٧٣]

مصعب بن سعد سے روایت ہے' میں نے اپنے باپ کے بازو میں نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھے تو میرے باپ نے کہا: اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ، کہا کہ پھر میں نے دوبارہ ویسے ہی کیا تو انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ ہم منع کیے گئے ایسا کرنے سے اور حکم ہوا دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا (یعنی رکوع میں)۔

○ ○ ○ ○

(١١٩٥) عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ فَنُهِينَا عَنْهُ وَ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. [راجع: ١١٩٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ان الفاظ تک مروی ہے کہ ہم منع کیے گئے ایسا کرنے سے' بعد کے الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٩٦) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَكَعْتُ فَقُلْتُ بِيَدَيَّ هٰكَذَا يَعْنِي طَبَّقَ بِهِمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَقَالَ أَبِي: إِنَّا قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِالرُّكَبِ. [راجع: ١١٩٤]

مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو ملا کر رانوں کے بیچ میں رکھ لیا۔ میرے باپ نے کہا: پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے۔ پھر ہم کو گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہوا۔

○ ○ ○ ○

(١١٩٧) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ يَدَيَّ

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے

الدلائل جدید اردو سافٹ ویئر متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَكَعْتُ شَبَّكْتُ اَصَابِعِيْ وَجَعَلْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَضَرَبَ يَدَيَّ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ اُمِرْنَا اَنْ نَّرْفَعَ اِلَى الرُّكَبِ.

[راجع:١١٩٤]

انگلیاں ایک میں ایک ڈال کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھ لیا۔ انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا۔ جب نماز پڑھ چکے تو کہا: پہلے ہم ایسا کرتے تھے پھر ہم کو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہوا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْاِقْعَآءِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ.

باب: ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا۔

فائدہ: ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنے کو عربی میں اقعاء کہتے ہیں اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا ہے،

(١١٩٨) عَنْ طَاوُسٍ يَقُوْلُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْاِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ: اِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ.

[ابوداود:٨٤٥؛ ترمذی:٢٨٣]

طاؤس سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اقعاء کی بیٹھک میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا ہم تو اس بیٹھک کو آدمی پر (یا پاؤں پر) ستم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ تو سنت ہے تیرے نبی ﷺ کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اقعاء کے باب میں دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث کی رو سے تو اقعاء سنت ہے اور دوسری حدیث میں ممانعت ہے اور علما نے اختلاف کیا ہے اقعاء کے حکم اور اقعاء کی تفسیر میں اور صحیح یہ ہے کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے دونوں سرین زمین پر لگا دے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر رکھے یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اسی کی ممانعت ہے۔ دوسرے یہ کہ دونوں سجدوں کے بیچ میں ایڑیوں پر بیٹھے اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد ہے اور یہ اقعاء دونوں سجدوں کے بیچ میں مسنون ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف سے منقول ہے (انتہیٰ مختصراً)

بَابُ تَحْرِيْمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ اِبَاحَتِهِ.

باب: نماز میں باتیں کرنا حرام ہے۔

(١١٩٩) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ: بَيْنَا اَنَا اُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّيَاهْ مَا شَاْنُكُمْ؟ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِي هُوَ وَاُمِّي مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ

معاویہ بن حکم سلمی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اتنے میں ہم لوگوں میں سے ایک شخص چھینکا۔ میں نے کہا: یرحمك اللہ تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ کاش مجھ پر میری ماں رو چکتی (یعنی میں مر جاتا) تم کیوں مجھ کو گھورتے ہو۔ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ کو چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو قربان ہوں آپ ﷺ پر میرے ماں باپ کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ سے بہتر سکھانے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا قَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ قَالَ: ((فَلَا تَأْتِهِمْ)) قَالَ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ قَالَ: ((ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ)) وَقَالَ: ابْنُ الصَّبَّاحِ ((فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ)) قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ: ((كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ)) قَالَ: وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ عَنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ لٰكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ((ائْتِنِي بِهَا)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا: ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: ((مَنْ أَنَا)) قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ: ((أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)). (ابوداود: ۹۳۰، ۳۲۸۲، ۳۹۰۹، وانظر فی مسلم: ۵۸۱۳)

دیکھا۔ اللہ کی قسم نہ آپ ﷺ نے مجھ کو جھڑکا، نہ مارا نہ گالی دی۔ یوں فرمایا کہ "نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں وہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن مجید پڑھنا ہے" یا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا جاہلیت کا زمانہ ابھی گزرا ہے، اب اللہ تعالیٰ نے اسلام نصیب کیا۔ ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں (پنڈتوں، نجومیوں) کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو ان کے پاس مت جا۔" پھر میں نے کہا: بعض ہم میں سے برا شگون لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ ان کے دلوں کی بات ہے تو کسی کام سے ان کو نہ روکے یا تم کو نہ روکے" پھر میں نے کہا: ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچتے ہیں۔ (یعنی کاغذ پر یا زمین پر) جیسے رمال کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک پیغمبر علیہ السلام لکیریں کیا کرتے تھے پھر جو ویسی ہی لکیر کرے وہ تو درست ہے۔" معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میری ایک لونڈی تھی جو احد اور جوانیہ (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں جو وہاں آنکلا تو دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری کو لے گیا ہے۔ آخر میں بھی آدمی ہوں مجھ کو بھی غصہ آجاتا ہے جیسے ان کو غصہ آتا ہے۔ میں نے اس کو ایک طمانچہ مارا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرا یہ فعل بہت بڑا قرار دیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو میرے پاس لے کر آ۔" میں آپ ﷺ کے پاس لے کر گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "اللہ کہاں ہے؟" اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں کون ہوں؟" اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں یعنی آپ ﷺ کو اللہ نے بھیجا ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اس کو آزاد کر دے یہ مؤمنہ ہے۔"

فائدہ۔ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے میرے چپ کرنے کے لیے شاید اس وقت تک ایسے کاموں کے لیے تسبیح کا رواج نہ ہوا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ضرورت کے واسطے فعل قلیل درست ہے اور اس میں کراہت نہیں ہے (نووی رحمہ اللہ)

میں نے آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ کے بعد کوئی آپ ﷺ سے بہتر سکھانے والا دیکھا۔ اس حدیث میں بیان ہے رسول اللہ ﷺ کے فضل عظیم کا جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے اور نظیر ہے سکھانے والوں کے لیے کہ کس طرح تحمل اور نرمی اور شفقت تعلیم میں لازم ہے۔

نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں بات کرنی حرام ہے اگرچہ ضرورت یا مصلحت سے ہو پھر اگر بہت ہی ضرورت کسی کو آگاہ کرنے کی یا اندر آنے کے لیے اجازت دینے کی واقع ہو تو تسبیح کہے اگر نماز پڑھنے والا مرد ہے اور جو عورت ہو تو دستک دے۔ یہی ہمارا، مالک، ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا اور شافعی کا قدیم مذہب (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور علما کی ایک جماعت کے نزدیک جیسے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نماز میں بات کرنا کسی مصلحت کی وجہ سے درست ہے اور دلیل ان کی ذوالیدین کی حدیث ہے جس کو ہم اپنے مقام پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ یہ اختلاف اس شخص میں ہے جو جان بوجھ کر قصداً نماز میں بات کرے لیکن اگر بھولے سے بات کرے تو تھوڑی بات کرنے سے ہمارے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علما کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔ ہماری دلیل ذوالیدین کی حدیث ہے اور جو بھول کر بہت سی باتیں کرے تو اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر وہ شخص باتیں کرے جو نومسلم ہو اور نماز کے احکام سے خوب واقف نہ ہو تو اس کی نماز بھی باطل نہ ہوگی اور دلیل اس کی یہی حدیث معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی ہے انہوں نے ناواقفیت کی وجہ سے نماز میں باتیں کیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہ کیا صرف اتنا سکھا دیا کہ نماز میں باتیں کرنا حرام ہے۔

وہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن مجید پڑھنا ہے یا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی نماز میں اللہ کی پاکی بیان کرنا، تکبیر کہنا، قرآن پڑھنا ہے اور جو باتیں اس کے مثل ہیں جیسے تشہد، دعا، سلام وغیرہ یہ سب احکام مشروع ہیں پر لوگوں میں جو آپس میں باتیں ہوتی ہیں اس قسم کی باتیں نماز میں نہ کرنی چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں بات نہ کروں گا پھر تسبیح کہے یا تکبیر یا قرآن پڑھے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ ہمارا صحیح اور مشہور مذہب یہی ہے اور یہ بھی نکلا کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور نماز کا جزو ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چھینک کا جواب دینا درست نہیں اور چھینک کا جواب بھی دنیا کی باتوں میں داخل ہے جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ چھینکنے والا آہستہ سے الحمدللہ کہہ لے ہمارا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پکار کر کہے (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ان کے پاس مت جا۔ علما نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہنوں کے پاس جانے سے منع فرمایا کیونکہ وہ آیندہ کی بات بتلاتے ہیں اور کبھی اتفاق سے ان کی کوئی بات ٹھیک ہو جاتی ہے تو ڈر ہے کہ آدمی دھوکہ میں پڑ جائے اور ان کا اعتقاد پیدا ہو جائے اور صحیح صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے کاہنوں کے پاس جانے اور ان کی بات سچ جاننے سے منع فرمایا۔ ان کی جو شیرینی وغیرہ ملتی ہے۔ وہ باجماع اہل اسلام بالکل حرام ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اتفاق کیا ہے علما نے کاہن کی شیرینی کے حرام ہونے پر یعنی جو شیرینی وغیرہ اس کو کہانت (آیندہ کی بات بتلانے) پر ملتی ہے کیونکہ کہانت کا فعل باطل ہے۔ اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام سلطانیہ میں لکھا ہے کہ محتسب کو باز رکھنا چاہیے کہانت کی اجرت دینے اور لینے سے، اسی طرح ہر کھیل کی اجرت سے اور سزا دینی چاہیے دینے اور لینے والے کو اور خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کاہن کو جو شیرینی ملتی ہے کہانت کے عوض وہ حرام ہے، اسی طرح عراف کو۔ اور کاہن اور عراف میں یہ فرق ہے کہ کاہن تو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے اور آیندہ کی باتیں اور راز کی باتیں بتلاتا ہے اور عراف وہ ہے جو چور کا پتہ لگاتا ہے اور چوری کا مال نکال دینے کا دعویٰ کرتا ہے یا کھوئی ہوئی چیز کے سراغ لگا دینے کا اپنے علم کے زور سے۔ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری حدیث کی شرح میں یہ بھی کہا کہ عرب کے ملک میں کاہن وہ لوگ تھے، جو بہت باتوں کے پہچاننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ ہمارا دوست کوئی جن ہے جو خبریں بتلا دیا کرتا ہے اور بعض یہ کہتے کہ ہم کو ایسی سمجھ ملی ہے جس کی وجہ سے ہم یہ باتیں دریافت کر لیا کرتے ہیں۔ ان ہی لوگوں میں عراف بھی تھے جو چوری کا مال نکال دینے کا اور چور کو پہچان لینے کا اور عورت کے آشنا کو پہچان لینے کا دعویٰ کرتے۔ کاہن منجم کو بھی کہتے ہیں۔ بہرحال حدیث سے یہ امر صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس جانا یا ان سے کوئی بات پوچھنا یا ان کی بات کو ماننا یہ سب منع ہے۔ تمام ہوا کلام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

مترجم کہتا ہے کہ دین اسلام کی خوبیوں اور برکتوں میں سے یہ بھی ایک بڑی خوبی اور برکت ہے جو وہ لوگوں کو غلط خیالات اور جھوٹے وسوسے اور بے اصل وہموں سے نجات دیتا ہے۔ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں اور نجومیوں، رمالوں، پنڈتوں کے معتقد ہیں ان کی جان آئے دن ضیق (تنگی) میں ہے کہ ہر بات کے کرنے یا نہ کرنے میں ان کو تامل ہے وہ اپنی عقل سے کام نہیں لے سکتے۔ آخر میں ساری دنیا میں بدنام اور بے وقوف بنتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں جو اگلے مسلمانوں سے بھی زیادہ عقل پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں پر حیا کی چھوٹے اس دعویٰ پر شرم نہیں کرتے اور نجومیوں اور رمالوں سے غیب کی باتیں پوچھتے ہیں اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

میں نے کہا: ہم میں سے بعض برا شگون لیتے ہیں یعنی بدشگون لینا نراڈھکوسلا ہے، دل کا ایک لغو وسوسہ ہے تو بدشگونی کے خیال سے کسی نیک کام سے باز نہ آنا چاہیے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) میں نے کہا: ہم میں سے بعض برا شگون لیتے ہیں یعنی بدشگون لینا نرا وھکوسلا ہے، دل کا ایک لغو وسوسہ ہے تو بدشگونی کے خیال سے کسی نیک کام سے باز نہ آنا چاہیے یعنی بدشگونی کا خیال اگر دل میں گزرے تو قباحت نہیں نہ آدمی اس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے لیکن اس پر عمل کرنا منع ہے اور گناہ کا باعث ہے اور بہت سی صحیح حدیثوں سے یہ امر ثابت ہے کہ بدفالی منع ہے۔ پھر میں نے کہا: ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچا کرتے ہیں جیسے رمال کا غذیا زمین پر کھینچا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک پیغمبر لکیریں کیا کرتے تھے۔ پھر جو ویسی ہی لکیر کرے وہ تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔ اور چونکہ ہم کو وہ علم نہیں جو اس پیغمبر علیہ السلام کو ملا تھا صحیح طور پر نہیں پہنچا اس لیے ہم کو لکیریں کھینچ کر بات بتلانا درست نہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما کی تمام گفتگو کا اس باب میں حاصل یہ ہے کہ ہماری شریعت میں علم رمل بالکل منع ہے۔

آخر میں بھی آدمی ہوں مجھ کو بھی غصہ آجاتا ہے جیسے ان کو آتا ہے۔ میں نے اس کو طمانچہ مار دیا اور میرے دل پر یہ امر بہت گراں گزرا یعنی اس لونڈی کا مارنا۔ ہر چند غلام، لونڈی کو تصور کے اوپر سزا دینا درست ہے مگر نہ ایسی سزا جو ظلم کے درجہ کو پہنچ جائے۔ بھول چوک، غفلت یہ سب سے ہوتی ہے خود میاں سے ہوتی ہے۔ پھر غلام لونڈی کو بھی اپنی طرح سمجھے ان کی بھول چوک غفلت کو بھی معاف کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا برتاؤ نہ کر سکے اور غلام لونڈی پر ظلم کرے تو حاکم وقت اس کو سزا دے سکتا ہے اس زمانہ میں بہت لوگ ناسمجھی سے اسلام پر معترض ہوتے ہیں کہ اس دین میں غلامی جائز کی گئی ہے حالانکہ وہ غلامی جو شریعت اسلام کی رو سے جائز کی گئی ہے اور جیسا اس کا استعمال شریعت میں بتایا گیا ہے وہ مثل فرزند کے ہے اور نوکری سے بدرجہا فائق ہے۔ مگر ہند کے لوگ شاید نوکری کو عربوں کی غلامی سے بہتر خیال کرتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ عرب میں غلام، میاں کے ساتھ کھانا ہے میاں کے برابر بیٹھتا ہے، میاں کا سا کپڑا پہنتا ہے، اور ہند میں نوکروں کو ساتھ کھلانا یا بٹھانا ایک گناہ عظیم خیال کیا جاتا ہے۔ پھر جس امر کا تم خود برابر تاؤ کرو تو یہ تمہاری برائی ہے، اس امر میں کوئی برائی نہیں۔ شریعت اور اخلاق کے سارے کام ایسے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں پر اگر ان کو کوئی بری طرح استعمال کرے تو برے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی غلامی کو خیال کرنا چاہیے۔

آپ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر۔ حدیث میں فِي السَّمَاءِ کا لفظ ہے جس کے معنے عَلَى السَّمَاءِ ہے کیونکہ فِيْ، عَلٰی کے معنوں میں مستعمل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ﴾ اور فرمایا: ﴿وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث احادیث صفات میں سے ہے اور اس میں دو مذہب ہیں جن کا بیان کتاب الایمان میں گزرا۔ ایک مذہب یہ ہے کہ ان حدیثوں پر ایمان لائیں اور زیادہ کھوج ان کے مطلب میں نہ کریں اور اس بات کا اعتقاد رکھیں کہ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ مخلوقات کی نشانیوں سے پاک ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ ان کی تاویل کریں جس طرح سے لائق ہے۔ اب جس نے تاویل کی ہے وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس لونڈی کا امتحان منظور تھا کہ وہ موحدہ ہے ایک اللہ کو مانتی ہے یا مشرک بت پرست ہے۔ جب اس لونڈی نے کہا کہ اللہ آسمان پر ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ موحدہ ہے بتوں کو نہیں پوجتی اور اس سے یہ مطلب نہیں کہ اللہ آسمان میں رکا ہوا ہے بلکہ آسمان دعا کا قبلہ ہے جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مسلمانوں کے فقہا اور محدثین اور متکلمین اور ناظرین اور مقلدین ان میں سے کسی کا اختلاف نہیں کہ جو ظاہر خصوص اللہ تعالیٰ کے آسمان کے اندر ہونے کے باب میں آئے جیسے ﴿أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ﴾ ان میں تاویل کی گئی ہے اب جو جہت فوق کے قائل ہیں بغیر تحدید اور تکییف کے محدثین اور فقہا اور متکلمین میں سے وہ کہتے ہیں فِي السَّمَاءِ سے (جس کے ظاہری معنی آسمان کے اندر ہیں) عَلَى السَّمَاءِ مراد ہے (یعنی آسمان کے اوپر) اور جو لوگ ناظرین اور متکلمین میں سے نفی اور استحالہ جہت کے قائل ہیں وہ اور طرح کی تاویلیں کرتے ہیں مثلاً: کہتے ہیں فِي السَّمَاءِ سے مراد یہ ہے کہ اس کی سلطنت اور حکومت آسمان میں ہے۔ بہرحال اہل سنت اور اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ ذات الٰہی میں فکر نہ کرنی چاہیے اور کیفیت اور شکل بیان کرنا حرام ہے اور اس سے اللہ کے وجود یا توحید میں شک نہیں پیدا ہوتا۔ اب بعض نے اس بات سے ڈر کر اللہ کیلئے جہت کو بھی ثابت کر دیا ہے اور تکییف اور اثبات جہات میں فرق نہیں ہے لیکن جو باتیں شرع میں اللہ کیلئے وارد ہوئی ہیں جیسے وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے اور وہ عرش کے اوپر ہے ان کا قائل ہونا اور تنزیہ کے باب میں اس جامع آیت ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ پر جمے رہنا سب برائیوں سے بچاتا ہے جس کو اللہ توفیق دے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔

مترجم کہتا ہے کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جو عقیدہ بیان کیا ہے وہی اعتقاد ہے تمام سلف اہل سنت کا جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا۔ ان سب کا اعتقاد یہی ہے کہ شرع میں جو باتیں اللہ کیلئے وارد ہوئی ہیں ان کو ویسا ہی ماننا چاہیے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اور جو دار نہیں ہے وہ نہ بولنا چاہیے۔ اب شرع سے یہ امر ثابت ہے کہ اللہ عرش کے اوپر ہے اپنے بندوں کے اوپر آسمان کے اوپر اور ہمارے ساتھ ہے اور گردن کی رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور اس کا نزدیک اور ساتھ ہونا عرش پر ہونے کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ عرش پر رہ کر ہماری چھپی اور کھلی رتی رتی سب باتوں کو جانتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ ہوا جہاں ہم ہوں۔ اسی واسطے ایک ہی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ ''وہ عرش پر ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' اب یہ باتیں کہ اللہ کسی اور مکان اور جہت میں نہیں ہے۔ یا وہ ہر مکان اور ہر جہت میں ہے اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض اور وہ جسم نہیں ہے پچھلے لوگوں کی تراشی ہوئی باتیں ہیں جن کی اصل کتاب اور سنت سے بالکل نہیں پائی جاتی۔ اور ہم نے اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے کتاب انتہاء فی الاستواء میں بیان کیا ہے جس کا جی چاہے ملاحظہ کرے۔

آپ ﷺ نے لونڈی سے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دے یہ مؤمنہ ہے۔'' نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان بردے کا آزاد کرنا کافر بردے کے آزاد کرنے سے بہتر ہے لیکن علما نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ کفارہ کے سوا اور مقامات میں کافر بردے کا بھی آزاد کرنا درست ہے اور کفارۂ قتل میں کافر بردے کا آزاد کرنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآن میں مؤمنہ کی قید ہے اور کفارۂ ظہار اور یمین اور صوم میں شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک مؤمن ہونا ضروری ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک کافر بھی درست ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اللہ کی توحید اور حضرت کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ اور جو ان دونوں کا قائل ہو اس کا ایمان صحیح ہے اور وہ اہل قبلہ اور اہل جنت میں سے ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ دلائل سے ان باتوں کو سمجھے اور یہی صحیح ہے۔

(۱۲۰۰) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ۱۱۹۹]

ان اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا)). [بخاری: ۱۱۹۹، ۳۸۷۵؛ ابوداود: ۹۲۳]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سلام کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے جس کا آپ ﷺ نماز میں ہی جواب دیتے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ نماز کے بعد ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! پہلے ہم آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز میں ہوتے تو جواب دیتے تھے لیکن اب آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا (اس کی کیا وجہ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: (نماز میں سلام کرنے سے) دل پریشان ہوتا ہے (اور خضوع اور خشوع میں فرق آتا ہے)۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۰۲) حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلٰى

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے۔ ہر شخص اپنے پاس والے سے نماز پڑھنے میں بات کرتا یہاں تک کہ یہ آیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَنْبِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۝﴾ [٢/ البقرة: ٢٣٨] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ. [بخاري: ١٢٠٠، ٤٥٣٤؛ ابوداود: ٩٤٩؛ ترمذي: ٤٠٥، ٢٩٨٦؛ نسائي: ١٢١٨]

﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۝﴾ اتری یعنی اللہ کے سامنے چپ چاپ کھڑے ہو جب سے ہم کو حکم ہوا چپ چاپ رہنے کا اور بات کرنا منع ہو گیا۔

○ ○ ○ ○

(١٢٠٤) عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٢٠٣]

اسی اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٠٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِيْ لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يَسِيْرُ. قَالَ قُتَيْبَةُ: يُصَلِّيْ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِيْ فَقَالَ: ((إِنَّكَ سَلَّمْتَ آنِفًا وَأَنَا أُصَلِّيْ)) وَهُوَ مُوَجِّهٌ حِيْنَئِذٍ قِبَلَ الشَّرْقِ. [نسائي: ١١٨٨؛ ابن ماجه: ١٠١٨]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کام کیلئے بھیجا پھر میں لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ چل رہے تھے (سواری پر) قتیبہ رحمہ اللہ کی روایت میں ہے نماز پڑھ رہے تھے (نفل کیوں کہ نفل سواری پر درست ہے) میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ سے جواب دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ ''تو نے ابھی مجھ کو سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا'' (اس لئے جواب نہ دے سکا) حالانکہ آپ ﷺ کا منہ پورب کی طرف تھا (اور قبلہ پورب کی طرف نہ تھا تو معلوم ہوا کہ نفل سواری پر پڑھنے کیلئے قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری نہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(١٢٠٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى بَعِيْرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ: لِيْ بِيَدِهِ هٰكَذَا. وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهِ. ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ: لِيْ هٰكَذَا فَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يُوْمِيْ بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِيْ أَرْسَلْتُكَ لَهُ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ)) قَالَ زُهَيْرٌ: وَأَبُو الزُّبَيْرِ جَالِسٌ مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ فَقَالَ بِيَدِهِ أَبُو الزُّبَيْرِ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَقَالَ بِيَدِهِ إِلٰى غَيْرِ الْكَعْبَةِ. [ابوداود: ٩٢٦]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بنی مصطلق (ایک قبیلہ ہے) کی طرف جا رہے تھے۔ راہ میں مجھے ایک کام کو بھیجا۔ پھر میں لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے بات کی تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔ زہیر نے بتلایا جس طرح آپ ﷺ نے اشارہ کیا۔ پھر میں نے بات کی تو آپ ﷺ نے اس طرح اشارہ کیا۔ زہیر نے اس کو بھی بتلایا زمین کی طرف اشارہ کر کے اور میں سن رہا تھا۔ آپ ﷺ قرآن پڑھ رہے تھے اور سر سے اشارہ کر رہے تھے (رکوع اور سجدہ کیلئے) جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تو نے اس کام میں جس کام کیلئے میں نے تجھ کو بھیجا تھا کیا کیا۔ اور میں تجھ سے بات نہ کر سکا کیوں کہ میں نماز پڑھتا تھا۔'' زہیر نے کہا: ابوالزبیر قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے (جب یہ حدیث بیان کی) انہوں نے بنی مصطلق کی طرف اشارہ کیا تو وہ کعبہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف نہ تھے (بلکہ بنی مصطلق کا رخ اور تھا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نفل سوا کجبے کے اور طرف بھی سواری پر پڑھا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۰۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعَثَنِي فِي سَفَرٍ فَبَعَثَنِي فِي حَاجَةٍ فَرَجَعْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ وَوَجْهُهُ عَلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي)). (بخاری: ۱۲۱۷)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا۔ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''میں جواب ضرور دیتا مگر میں نماز پڑھ رہا تھا۔''

فوائد: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نماز میں بات کرنا حرام ہے خواہ ضرورت سے ہو یا بلا ضرورت، دوسرے یہ کہ سلام کا جواب دینا زبان سے حرام ہے، البتہ اشارے سے جائز بلکہ مستحب ہے، شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے اور علما کی ایک جماعت جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ اور سعید بن المسیب اور قتادہ اور اسحاق رحمہم اللہ نے یہ کہا ہے کہ زبان سے جواب دے اور بعض نے کہا ہے کہ دل میں جواب دے۔ اور عطاء اور نخعی اور ثوری رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد جواب دے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جواب نہ دے نہ زبان سے نہ اشارے سے۔ اب نمازی کو سلام کرنا مکروہ ہے یا جائز اس میں اختلاف ہے۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازی کو سلام نہ کرے۔ اگر کرے تو جواب کا حق نہیں رکھتا (کیونکہ وہ نماز میں ہے کیونکر جواب دے گا) علما نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ نمازی کو قصداً جان بوجھ کر نماز میں بات کرنا حرام ہے بلا ضرورت بات کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر ضرورت سے کرے تو شافعی، مالک، ابوحنیفہ اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی اور اوزاعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک ضرورت سے بات کرنا نماز میں جائز ہے اور اگر بھول سے بات کرے تو ہمارے نزدیک نماز باطل نہ ہوگی اور اکثر علما کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک باطل ہو جائے گی۔ تیسرے یہ کہ اشارے سے سلام کا جواب نماز میں درست ہے اور خفیف عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ چوتھے یہ کہ اگر کسی عذر سے سلام کا جواب نہ دے سکے تو سلام کرنے والے سے وہ عذر بیان کر دے تاکہ اس کے دل کو رنج نہ ہو۔

(۱۲۰۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ. (راجع: ۱۲۰۷)

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلَاةِ.

باب: نماز کے اندر شیطان پر لعنت کرنا اور اس سے پناہ مانگنا اور عمل قلیل کرنا درست ہے۔

(۱۲۰۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ جَعَلَ يَفْتِكُ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ وَإِنَّ اللَّهَ أَمْكَنَنِي مِنْهُ فَذَعَتُّهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شریر جن میری نماز توڑنے کیلئے پچھلی رات کے وقت مجھے پکڑنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا اور میرا قصد یہ تھا کہ میں اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِلَى جَنْبِ سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا تَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ أَجْمَعُوْنَ أَوْ كُلُّكُمْ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِيْ سُلَيْمٰنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِيْ﴾ [٣٨/ ص: ٣٥] فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا)). وَقَالَ ابْنُ مَنْصُوْرٍ: شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ. [بخاري: ٤٦١، ١٢١٠، ٣٢٨٤، ٣٤٢٣، ٤٨٠٨]

سب اس کو دیکھ لو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی۔ انہوں نے یہ دعا کی تھی اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے (تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی ہی سلطنت دی۔ شیطان ان کے تابع تھے، جن مسخر تھے اور پرند ان کی اطاعت میں تھے) پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن موجود ہیں اور بعض آدمیوں کو دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان اور اس کے کنبے والے تم کو دیکھتے ہیں اس طرح سے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے تو یہ محمول ہے غالب اور اکثر احوال پر اور اگر شیطان اور جنوں کا دیکھنا محال ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو کیوں کر دیکھتے اور کیسے فرماتے کہ میرا قصد اس کے باندھ دینے کا تھا تاکہ سب لوگ اس کو دیکھیں بلکہ مدینے کے بچے اس سے کھیلیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: بعض نے یہ کہا ہے کہ ان کا دیکھنا ان کی اصلی صورتوں میں دلیل ظاہر آیت کے محال ہے مگر پیغمبروں علیہم السلام کیلئے جائز ہے اور جن کیلئے خرق عادت ہو سکتا ہے اور لوگ جو دیکھتے ہیں وہ دوسری صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ زیادہ قوی ہے۔ اگر اس کی کوئی صحیح دلیل نہ ہو تو وہ قبول کے لائق نہیں امام ابو عبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا کہ جن اجسام لطیفہ روحانیہ ہیں تو احتمال ہے کہ وہ ایسی صورت پکڑ لیں جس کی وجہ سے ان کو باندھ سکیں پھر وہ اپنی اصلی صورت پر نہ جا سکیں تاکہ بچے ان سے کھیل سکیں اور خرق عادت ہو تو اور باتیں بھی ممکن ہیں انتہی۔ یہ جو فرمایا کہ مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی تھی اور ایسی سلطنت جو جنوں اور پرندوں اور ہوا کو بھی شامل ہو انہیں کے واسطے خاص تھی اس لئے میں نے اس سلطنت میں ان کا شریک ہونا مناسب نہ جانا مجھ سے نہ ہو سکا۔

(١٢١٠) عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَوْلُهُ: ((فَدَعَتْهُ)) وَأَمَّا ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ فَقَالَ فِيْ رِوَايَتِهِ: ((فَدَعَتْهُ)).

(راجع: ١٢٠٩)

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢١١) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ)) ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ: ((إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيْسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِّيَجْعَلَهُ فِيْ وَجْهِيْ فَقُلْتُ:

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا۔ آپ ﷺ کہتے تھے ''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی تجھ سے۔'' پھر فرمایا کہ ''میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی'' تین بار اور اپنا ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی چیز لیتے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے نماز میں آپ ﷺ کو وہ باتیں کرتے سنا جو پہلے کبھی نہیں سنی تھیں اور یہ بھی ہم نے دیکھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا دشمن ابلیس میرا منہ جلانے کیلئے انگارے کا ایک شعلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ: اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَخْذَهُ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِينَا سُلَيْمٰنَ عليه السلام لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ)). [نسائی: ١٢١٤]

لے کر آیا۔ میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر میں نے کہا کہ میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی پوری لعنت۔ وہ پیچھے نہ ہٹا تینوں بار، آخر میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ لوں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک بندھا رہتا اور مدینے کے بچے اس سے کھیلتے۔"

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر قسم دینے کے بھی قسم کھانا درست ہے جب کوئی امر عظیم ہو یا مبالغہ منظور ہو کسی خبر کی صحت میں اور حدیثوں میں ایسا بہت آیا ہے۔

بَابُ جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَّ ثِيَابَهُمْ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى الطَّهَارَةِ حَتّٰى يَتَحَقَّقَ نَجَاسَتُهَا وَاَنَّ الْفِعْلَ الْقَلِيْلَ لَا يُبْطِلُ الصَّلٰوةَ وَكَذَا اِذَا فَرَّقَ الْاَفْعَالَ.

باب: نماز میں بچوں کا اٹھا لینا درست ہے ان کے کپڑے پر جب تک نجاست ثابت نہ ہو طہارت پر محمول ہیں اور عمل قلیل و عمل متفرق، نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(١٢١٢) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ: نَعَمْ. [بخاری: ٥١٦، ٥٩٩٦؛ ابوداود: ٩١٧، ٩١٨، ٩١٩، ٩٢٠؛ نسائی: ٨٢٦، ٧١٠، ١٢٠٣، ١٢٠٤]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور ابو امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو جو ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اٹھائے تھے جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے پھر جب سجدہ کرتے تو اس کو زمین پر بٹھا دیتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑکوں کا بدن اور کپڑا پاک سمجھا جائے گا جب تک ان کی نجاست پر یقین نہ ہو اور فعل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکی یا اور کسی پاک جانور کا فرض یا نفل نماز میں اٹھانا درست ہے اور امام اور مقتدی اور منفرد سب کیلئے جائز ہے اور مالکیہ نے اس کا جواز نفل نماز سے خاص کیا ہے۔ لیکن یہ لغو ہے کیونکہ خود حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ امام تھے اور امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے تھے۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ بعض نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا مگر یہ سب باتیں باطل اور مردود ہیں اور حدیث سے اس امر کا جواز ثابت ہے کہ قواعد شرع کے یہ امر خلاف نہیں ہے کیونکہ آدمی پاک ہے اور بچے کے بدن اور کپڑے کو پاک سمجھنا چاہئے جب تک نجاست پر کوئی دلیل قائم نہ ہو (انتہی مختصراً)

(١٢١٣) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّاسَ وَاُمَامَةُ بِنْتُ

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امامت کرتے ہوئے دیکھا اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا آپ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبِی الْعَاصِ وَهِیَ بِنْتُ زَیْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی عَاتِقِهٖ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَهَا. (راجع: ۱۲۱۲)

کی نواسی آپ ﷺ کے کاندھے پر تھیں جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو ان کو بٹھا دیتے اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو پھر ان کو کاندھے پر بٹھا لیتے۔

(۱۲۱۴) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ یَقُوْلُ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ لِلنَّاسِ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِی الْعَاصِ عَلٰی عُنُقِهٖ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا.

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی گردن پر تھیں۔ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ان کو بٹھا دیتے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۱۵) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ یَقُوْلُ: بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ جُلُوْسٌ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْكُرْ اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ فِیْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ. (راجع: ۱۲۱۲)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے صرف اتنا مذکور نہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کی امامت کروائی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَیْنِ فِی الصَّلٰوةِ وَاَنَّهٗ لَا كَرَاهَةَ فِیْ ذٰلِكَ اِذَا كَانَ لِحَاجَةٍ وَ جَوَازِ صَلٰوةِ الْاِمَامِ عَلٰی مَوْضِعٍ اَرْفَعَ مِنَ الْمَاْمُوْمِیْنَ لِلْحَاجَةِ كَتَعْلِیْمِهِمُ الصَّلٰوةَ اَوْ غَیْرِ ذٰلِكَ.

باب: نماز میں ضرورت سے ایک دو قدم چلنا درست ہے اور کسی ضرورت کی وجہ سے امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ ہونا بھی درست ہے جیسے نماز کی تعلیم وغیرہ۔

(۱۲۱۶) عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ نَفَرًا جَآءُوْا اِلٰی سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَتَمَارَوْا فِی الْمِنْبَرِ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ هُوَ؟ فَقَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ هُوَ وَمَنْ عَمِلَهٗ وَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلَ یَوْمٍ جَلَسَ عَلَیْهِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ: یَا اَبَا عَبَّاسٍ! فَحَدِّثْنَا قَالَ: اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی امْرَاَةٍ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ: اِنَّهٗ لَیُسَمِّیْهَا یَوْمَئِذٍ: ((اُنْظُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ یَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَیْهَا)) فَعَمِلَ هٰذِهِ

ابوحازم سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور منبر کے بارے میں جھگڑنے لگے کہ وہ کس لکڑی کا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں وہ جس لکڑی کا تھا اور جس نے اسے بنایا اور میں نے دیکھا جب پہلی بار رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھے۔ میں نے کہا: اے ابوعباس! ہم سے یہ سب حال پھر بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو کہلا بھیجا۔ ابوحازم نے کہا: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس دن اس عورت کا نام لے رہے تھے تو اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے اتنی فرصت دے کہ میرے لئے چند لکڑیاں بنا دے میں ان لکڑیوں پر لوگوں سے بات کروں گا (یعنی وعظ و نصیحت کروں گا) پھر اس غلام نے تین سیڑھیوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوُضِعَتْ هٰذَا الْمَوْضِعَ فَهِيَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَرَاءَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ فِيْ أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ آخِرِ صَلَاتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِيْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ)). [بخاري: ٤٤٨، ٢٠٩٤]

منبر بنایا اور رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا تو وہ مسجد میں اس مقام پر رکھا گیا۔ اس کی لکڑی غابہ کے جھاؤ کی تھی (غابہ مدینہ کی بلندی میں ایک مقام ہے) اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے تکبیر کہی اور آپ ﷺ منبر پر تھے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے اترے یہاں تک کہ سجدہ کیا منبر کی جڑ میں پھر لوٹے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنا سیکھو۔“

فائدہ: یعنی میں اونچی جگہ اس واسطے کھڑا ہوا کہ تم سب کو دکھلائی دوں ورنہ بعض لوگ مجھ کو نہ دیکھ سکتے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ضرورت کیلئے نماز میں ایک دو قدم پیچھے یا آگے یا داہنے یا بائیں ہٹنا درست ہے اور اس سے نماز میں کچھ کراہت نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی ضرورت سے امام بلندی پر کھڑا ہو اور مقتدی پست جگہ میں ہوں تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ علما نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر میں تین سیڑھیاں تھیں تو آپ ﷺ دو قدم چل کر نیچے اترے اور منبر کے بازو پر سجدہ کیا۔ منبر بنانے کا استحباب اور خطیب کا منبر پر کھڑا ہونا یا اور کسی اونچے مقام پر عمل قلیل سے نماز فاسد نہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگرچہ عمل قلیل سے نماز نہیں ٹوٹتی مگر بلا ضرورت مکروہ ہے اسی طرح عمل کثیر کئی بار ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ حضور ﷺ کئی بار منبر پر چڑھے اور اترے ہوں گے۔

(١٢١٧) عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوْهُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ حَازِمٍ. [بخاري: ٣٧٧؛ ابوداود: ١٠٨٠؛ ابن ماجه: ١٤١٦]

ابو حازم روایت کرتے ہیں کچھ لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور سوال کیا نبی اکرم ﷺ کا منبر کس چیز کا بنا ہوا تھا؟ باقی حدیث اسی طرح ہے جیسے اوپر والی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ الْاِخْتِصَارِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت۔

(١٢١٨) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [ترمذي: ٣٨٣؛ نسائي: ٨٨٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا اور ابوبکر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حدیث میں مختصراً کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اکثر علما کے نزدیک یہی ہیں کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اور بعض نے کہا لکڑی ہاتھ میں لے کر اس پر ٹیک دے کر اور بعض نے کہا کہ مختصراً کے معنی یہ ہیں کہ پوری سورت نہ پڑھے اول یا آخر سے دو چار آیتیں پڑھ لے۔ اور بعض نے کہا کہ نماز کے ارکان اچھی طرح ادا نہ کرے اور قیام اور رکوع اور سجدہ میں جتنا ٹھہرنا چاہئے اتنا نہ ٹھہرے۔ اور صحیح وہی معنی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہودی ایسا کیا کرتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ فعل شیطان کا ہے اور بعض نے کہا: ابلیس جنت سے اسی طرح اترا تھا یعنی ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے۔ بعض نے کہا کہ مغرور لوگ ایسا کیا کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ كَرَاهَةِ مَسْحِ الْحَصٰى وَتَسْوِيَةِ التُّرَابِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں کنکریاں پونچھنے اور مٹی برابر کرنے کی ممانعت۔

(۱۲۱۹) عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْحَ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصٰى قَالَ: ((اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً)).

[بخاری: ۱۲۰۷؛ نسائی: ۱۱۹۱؛ ابن ماجه: ۱۰۲۶]

معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں پونچھنے کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ضرورت پڑے تو ایک بار پونچھ لے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اور بار بار ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ادب اور تواضع کے خلاف ہے۔

(۱۲۲۰) عَنْ مُعَيْقِيبٍ اَنَّهُمْ سَاَلُوا النَّبِيَّ عَنِ الْمَسْحِ فِي الصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ ((وَاحِدَةً)). [راجع: ۱۲۱۹]

معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کی جگہ پر مٹی برابر کرنے کے بارے میں فرمایا: ''اگر ضرورت پڑے تو ایک بار کرے۔''

(۱۲۲۱) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ فِيْهِ: حَدَّثَنِيْ مُعَيْقِيْبٌ. [راجع: ۱۲۲۳]

ہشام اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث روایت کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۲۲) عَنْ مُعَيْقِيبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ: ((اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً)). [راجع: ۱۲۱۹]

معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی سے جو سجدہ کرتے وقت مٹی برابر کرتا تھا فرمایا: ''اگر تجھ کو ایسا کرنا ہو تو ایک ہی دفعہ کرلے۔''

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ بُصَاقِ الْمُصَلِّيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ عَنْ يَمِيْنِهِ.

باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت نماز میں ہو یا نماز کے سوا۔

(۱۲۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى)). [بخاری: ٤٠٦؛ نسائی: ٧٢٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار میں تھوک لگا ہوا دیکھا (یعنی گاڑھا بلغم) آپ ﷺ نے اس کو کھرچ ڈالا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ اللہ اس کے منہ کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہے۔''

فائدہ: پھر جب اللہ تعالیٰ منہ کے سامنے ہوا تو ادھر تھوکنا بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کے سامنے ہونے سے یہاں مراد یہ ہے کہ وہ جہت سامنے ہے جس میں اللہ کو برا کہا (یعنی قبلہ) اور بعض نے کہا قبلۃ اللہ یعنی قبلۃ اللہ کا سامنے ہے اور بعض نے کہا ثواب اس کا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۲۲۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ إِلَّا الضَّحَّاكَ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

[بخاری: ۷۵۳، ۱۲۱۳، ابوداود: ۴۷۹، ابن ماجہ: ۷۶۳]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۲۵) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ أَمَامِهِ وَلَكِنْ يَبْزُقُ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى. [بخاری: ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، نسائی: ۷۲۴، ابن ماجہ: ۷۶۱]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی جانب میں بلغم دیکھا، آپ ﷺ نے ایک کنکری سے اسے کھرچ ڈالا پھر دائیں یا سامنے تھوکنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ''بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوکو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے جہمیہ کا رد ہو گیا جو قائل ہیں کہ اللہ ہر ایک جگہ اور ہر مکان میں ہے اور دلیل لاتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو ابھی گزری کہ اللہ نمازی کے سامنے ہے کیونکہ اگر اللہ ہر جگہ اور مکان میں ہوتا تو بائیں طرف اور قدم کے نیچے بھی معاذ اللہ وہ ہوگا پھر ادھر تھوکنا کیونکہ جائز ہو۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور اس کا علم اور قدرت سب جگہ ہے یعنی وہ عرش پر رہ کر ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور سب پر اختیار رکھتا ہے۔

(۱۲۲۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ أَبِي سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع: ۱۲۲۵]

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکور: حدیث کی طرح آتی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۲۷) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ. [بخاری: ۴۰۷]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی دیوار میں تھوک یا ریینٹ دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کو کھرچ ڈالا۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۲۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ رَبِّهِ فَيَتَنَخَّعُ أَمَامَهُ؟ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ؟ فَإِذَا تَنَخَّعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا)) وَوَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی طرف تھوک دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے پروردگار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے تھوکتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی طرف منہ کرے پھر اس کے منہ پر تھوک دے۔ جب تم میں سے کسی کو تھوک آئے تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جگہ نہ ہو تو ایسا کرے۔'' قاسم نے جو اس حدیث کا راوی ہے یوں بیان کیا کہ اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اس کپڑے کو ملا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

○ ○ ○ ○

[نسائی: ۳۰۸؛ ابن ماجه: ۱۰۲۲]

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر فعل نماز میں درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تھوک یا بلغم یا رینٹ یہ سب پاک ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے مگر خطابی نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ تھوک نجس ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ هُشَيْمٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ ثَوْبَهٗ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ. (راجع: ۱۲۲۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو اوپر گزری۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ کپڑے الٹ پلٹ کر رہے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۳۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهٖ تَحْتَ قَدَمِهٖ)).

[بخاری: ۴۱۲، ۴۱۳، ۱۲۱۴]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہے تو گویا اپنے پروردگار سے کان میں بات کرتا ہے (ایسا قرب نماز میں ہوتا ہے تو خوب دل لگا کر نماز پڑھنا چاہئے) اس لئے اپنے سامنے اور داہنی طرف نہ تھوکے لیکن بائیں طرف یا قدم کے نیچے۔''

(۱۲۳۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّ كَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)). [ابوداود: ۴۷۵؛ ترمذی: ۵۷۲؛ نسائی: ۷۲۲]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ (اگر تھوکے تو) مٹی میں دبا دے''۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ جب ہے کہ مسجد کچی ہو اور اگر زمین پکی ہو تو تھوک کو پونچھ ڈالے تاکہ اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو

(۱۲۳۲) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَاَلْتُ قَتَادَةَ عَنِ النُّخْلِ فِي الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلنُّخْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)).

[بخاری: ۴۱۵؛ ابوداود: ۴۷۴]

شعبہ سے روایت ہے کہ میں نے قتادہ سے پوچھا: مسجد میں تھوکنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ اس کو مٹی میں داب دے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مسجد میں تھوکنا بالکل گناہ ہے۔ اگرچہ تھوکنے کی ضرورت پڑے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اگر مسجد میں تھوکا تو گناہ ہوا۔ اب اس کا کفارہ یہ ہے کہ مٹی میں دبا دے۔ اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ تھوکنا اسی کیلئے گناہ ہے جو اس کو مٹی میں نہ دبائے تو اس نے غلطی کی ہے۔

(۱۲۳۳) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِئِ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے میری امت کے اچھے برے سب اعمال لائے گئے تو میں نے ان کے نیک کاموں میں یہ بھی دیکھا راہ سے ایذا دینے والی چیز (جیسے کانٹا، پتھر، نجاست وغیرہ) ہٹانا اور ان کے برے اعمال میں میں نے دیکھا بلغم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا تُدْفَنُ)). جو مسجد میں ہو اور دفن نہ کیا جائے"۔

فائدہ: یعنی صاف نہ کیا جائے یا مٹی میں دبایا نہ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف تھوکنے والا گنہگار نہ ہوگا بلکہ اور جو کوئی مسجد میں تھوک دیکھے اور اس کو دفن نہ کرے وہ بھی گنہگار ہوگا۔

(۱۲۳٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ. [ابوداود: ٤٨٣، ٤٨٤]

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے تھوکا پھر زمین پر مل ڈالا اپنی جوتے سے۔

فائدہ: اس وقت مسجد کچی تھی تو زمین پر مل ڈالنا کافی تھا۔ اگر مسجد پکی ہو تو پونچھنا ضروری ہے۔

(۱۲۳۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَتَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرَى. [راجع: ١٢٣٤]

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو انہوں نے تھوکا تو اپنے بائیں جوتے سے مسل دیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الصَّلٰوةِ فِي النَّعْلَيْنِ.

باب: جوتیاں پہن کر نماز پڑھنے کا بیان۔

(۱۲۳٦) عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [بخاري: ٣٨٦، ٥٨٥٠؛ ترمذي: ٤٠٠؛ نسائي: ٧٧٤]

ابومسلمہ سعید بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے جب تک کہ ان کی نجاست کا یقین نہ ہو۔ اگر موزے کے نیچے نجاست لگ جائے تو صرف زمین پر اس کا رگڑنا نماز کیلئے کافی ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں۔

(۱۲۳۷) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ أَبُوْ مَسْلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٢٣٦]

اوپر والی حدیث اس سند کے ساتھ بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ.

باب: پھول دار کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۲۳۸) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِي خَمِيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ وَقَالَ: ((شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هٰذِهِ فَاذْهَبُوْا بِهَا إِلٰى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُوْنِي بِأَنْبِجَانِيِّهِ)). [بخاري: ٧٥٢؛ ابوداود: ٩١٤، ٤٠٥٢؛ نسائي: ٧٧٠؛ ابن ماجه: ٣٥٥٠]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے اور فرمایا: "میرا دل ان نقشوں میں پڑ گیا۔ اس کو لے جاؤ ابوجہم کے پاس اور مجھے اس کی کملی لا دو۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابوجہم نے یہ نقش و نگار کی چادر رسول اللہ ﷺ کو تحفہ میں دی تھی۔ آپ ﷺ نے قبول کیا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ⑤ ⑥)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) پھر نماز میں دل اس کے بیل بوٹوں پر چلا گیا اور خشوع اور خضوع میں خلل واقع ہوا، اس واسطے آپ ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور اس کے بدلے ابوجہم سے سادہ کمبل منگوالیا تاکہ ابوجہم کو رنج نہ ہو۔ سبحان اللہ! پیغمبروں علیہم السلام کی نماز کیسے خلوص سے ہوتی ہے کہ جس چیز کا ذرا بھی خیال نماز میں آجاتا اس چیز کو دور کر دیتے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ نماز میں کمال حضور اور خضوع لازم ہے اور جو چیز حضور قلب کو مانع ہو اس کو دور کر دینا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد کے محراب یا دیواروں کو آراستہ کرنا اور اس پر نقش و نگار کرنا مکروہ ہے ایسا نہ ہو کہ نماز میں ان چیزوں کی طرف خیال ہو جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی اور خیال آجائے تو نماز ہو جاتی ہے اور اس پر فقہا کا اجماع ہے لیکن بعض سلف اور اصحاب زہد سے منقول ہے کہ نماز صحیح نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک نماز میں سجدے کی جگہ دیکھنا چاہئے اور دوسری طرف نگاہ ڈالنی نہ چاہئے اور بعض نے کہا کہ آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے اور میرے نزدیک کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر جب نقصان کا ڈر ہو۔ انتہیٰ مختصراً۔

(۱۲۳۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ خَمِيْصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ فَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضَى صَلٰوتَهُ قَالَ: ((اذْهَبُوْا بِهٰذِهِ الْخَمِيْصَةِ إِلَى أَبِيْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَ ائْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيِّهِ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ آنِفًا فِيْ صَلٰوتِيْ)).

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے جس پر نقش و نگار تھے۔ آپ ﷺ اس کے نشانوں کی طرف دیکھنے لگے۔ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ''اس چادر کو ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور ان کا کمبل مجھ کو لا دو کیونکہ اس چادر نے مجھے ابھی نماز میں غافل کر دیا''۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۴۰) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهُ خَمِيْصَةٌ لَهَا عَلَمٌ فَكَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَأَعْطَاهَا أَبَاجَهْمٍ وَأَخَذَ كِسَاءَهُ أَنْبِجَانِيًّا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چادر تھی جس میں بیل بوٹے تھے پس آپ ﷺ ان کی طرف لگ جاتے آخر آپ ﷺ نے وہ چادر ابوجہم کو دے دی اور ان سے سادہ کمبل لے لیا۔ (جس میں نقش و نگار نہ تھا)

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ الَّذِيْ يُرِيْدُ أَكْلَهُ فِي الْحَالِ وَكَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ مُدَافَعَةِ الْحَدَثِ وَنَحْوِهِ.

باب: جب کھانا سامنے آجائے اور اس کے کھانے کا قصد ہو تو بغیر کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۲۴۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ)). [ترمذی: ۳۵۳؛ نسائی: ۸۵۲؛ ابن ماجه: ۹۳۳]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شام کا کھانا سامنے آجائے ادھر نماز کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ''۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۴۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتْ صَلٰوةُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز قریب آئے اور کھانا بھی سامنے آجائے تو مغرب کی نماز سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِهٖ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوْا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَاءِ كُمْ)).

کھانا کھالو اور کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف جلدی نہ کرو۔ (اس لئے کہ کھانے کی طرف دل لگا رہے گا)

(۱۲۴۳) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ.

[ابن ماجه: ۹۳۵]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث ابن عیینہ عن الزہری عن انس۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۴۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلَنَّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ)). [بخاری: ۶۷۳]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھا جائے ادھر نماز کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھالے اور نماز کیلئے جلدی نہ کرے جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو۔''

(۱۲۴۵) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ. [بخاری: ۶۷۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۴۶) عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ قَالَ: تَحَدَّثْتُ اَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ حَدِيْثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِاُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ: مَالَكَ لَا تُحَدِّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ اَخِيْ هٰذَا؟ اَمَا اِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ مِنْ اَيْنَ اُتِيْتَ هٰذَا اَدَّبَتْهُ اُمُّهٗ وَاَنْتَ اَدَّبَتْكَ اُمُّكَ قَالَ: فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَاَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَاٰى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ اُتِيَ بِهَا قَامَ فَالَتْ: اَيْنَ؟ قَالَ: اُصَلِّيْ قَالَتْ: اِجْلِسْ قَالَ: اِنِّيْ اُصَلِّيْ قَالَتْ: اِجْلِسْ غُدَرُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ)). [ابوداود: ۸۹]

ابن ابی عتیق سے روایت ہے کہ میں اور قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق (حضرت عائشہ کے بھتیجے) ایک حدیث بیان کرنے لگے اور قاسم بن محمد غلطی بہت کرتے تھے۔ اور ان کی ماں ام ولد تھیں (یعنی وہ کنیز زادی تھیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: قاسم! تجھے کیا ہوا تو اس بھتیجے (یعنی ابن ابی عتیق) کی طرح باتیں نہیں کرتا۔ البتہ میں جانتی ہوں تو جہاں سے آیا اس کو اس کی ماں نے تعلیم کیا (اور وہ آزاد تھی تو اس کا لڑکا بھی اچھا ہوشیار ہوا) اور تجھ کو تیری ماں نے (جو لونڈی تھی آخر لونڈی کا اثر کہاں جاتا ہے) یہ سن کر قاسم کو غصہ آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طیش کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے دسترخوان بچھایا گیا وہ اٹھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کہاں جاتا ہے؟ قاسم نے کہا: نماز کو جاتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بیٹھ۔ انہوں نے کہا: میں نماز کو جاتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ارے بے وفا بیٹھ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب کھانا سامنے آئے یا پاخانہ یا پیشاب کا تقاضا ہو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قاسم کو بے وفا اس لئے کہا کہ ذرا سی بات میں وہ خفا ہو گئے اور یہ نہ سمجھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اول تو سب مؤمنین کی ماں اور سب کے نزدیک واجب التعظیم ہیں اور قاسم کی تو سگی پھوپھی اور ان کے باپ محمد کے مارے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نے ان کو پالا پوسا تھا۔ پھر جس شخص کے ایسے محسان اول درجہ کے ہوں اس کی بات کا برا ماننا موجب بے وفائی ہے۔ (مرتب)

(محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) کمال درجہ کی ناشکری اور بے وفائی ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کھانا سامنے آجائے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اس شخص کے لئے جو کھانے کا ارادہ رکھتا ہو کیونکہ اگر کھانے سے پہلے نماز پڑھے گا تو شاید نماز میں کھانے کا خیال رہے اور دل نہ لگے ایسے ہی جس وقت پائخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو۔ اور یہ کراہت اس وقت ہے جب وقت میں گنجائش ہو۔ اگر وقت تنگ ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر کھانا کھائے یا استنجا کرے تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو نماز پڑھ لے۔ اور ہمارے بعض اصحاب سے یہ منقول ہے کہ ایسی حالت میں بھی نماز نہ پڑھے بلکہ کھانے اور استنجے سے فارغ ہو کر پڑھے گو وقت چلا جائے اس لئے کہ مقصود نماز سے دل لگنا ہے۔ جب دل ہی نہ لگے تو کیا فائدہ اور اگر وقت میں گنجائش ہو لیکن نماز پڑھ لے تو مکروہ ہوگی اگرچہ درست ہو جائے گی۔ اور اہل ظاہر سے منقول ہے کہ نماز صحیح نہ ہوگی۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۴۷) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ الْقَاسِمِ. [راجع: ۱۲۴۶]

اس سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے لیکن قاسم کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاثًا أَوْ نَحْوَهَا مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ حُضُورِ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَذْهَبَ ذٰلِكَ الرِّيحُ وَإِخْرَاجِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ.

باب: لہسن، پیاز، گندنا یا اور کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانا اس وقت تک ممنوع ہے جب تک اس کی بو منہ سے نہ جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا۔

(۱۲۴۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ)) قَالَ زُهَيْرٌ: فِي غَزْوَةٍ وَ لَمْ يَذْكُرْ خَيْبَرَ. [بخاری: ۸۵۳ ابوداود: ۳۸۲۵]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر کی جنگ میں: ''جو شخص اس درخت میں سے کھائے یعنی لہسن کے درخت کو تو وہ مسجد میں نہ آئے۔'' اور زہیر کی روایت میں صرف غزوہ ہے خیبر کا نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت ہر مسجد کیلئے ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ خاص مسجد نبوی میں جانے سے ممانعت ہے۔ اور یہ ممانعت مسجد میں جانے سے ہے نہ پیاز اور لہسن کھانے سے کیونکہ پیاز اور لہسن کا کھانا باجماع علما درست ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض علما سے ان کی حرمت نقل کی ہے کیونکہ وہ مانع ہے جماعت میں شریک ہونے سے اور جماعت میں آنا ان کے نزدیک فرض عین ہے اور قیاس کیا ہے علما نے پیاز لہسن پر بدبودار چیز کو اور مسجد پر ہر مجلس علم اور عبادت کو۔

(۱۲۴۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا)) يَعْنِي الثُّومَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اس درخت میں سے کھائے یعنی لہسن کے درخت میں سے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے جب تک اس کی بدبو دور نہ ہو۔''

(۱۲۵۰) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ عَنِ الثُّومِ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ

عبدالعزیز بن صہیب سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے لہسن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا وَلَا يُصَلِّيْ مَعَنَا)).

شخص اس درخت میں سے کھائے وہ ہمارے پاس نہ آئے نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔''

(۱۲۵۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَا بِرِيْحِ الثُّوْمِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس درخت میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے اور نہ ہم کو لہسن کی بو سے ستائے۔''

(۱۲۵۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَاَكَلْنَا مِنْهَا فَقَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع کیا۔ پھر ہم کو ضرورت ہوئی اور ہم نے کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اس بدبودار درخت میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے اس لئے کہ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔''

فائدہ: یعنی بدبودار چیز کے استعمال سے نہ صرف آدمی ناخوش ہوتے ہیں بلکہ فرشتوں کو بدبو ناگوار ہے اور ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب پیاز اور لہسن کی بو کا یہ حال ہے تو بدبودار تمباکو کے استعمال سے بھی فرشتوں کو نفرت ہوگی۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر مسجد اور نمازیوں سے خالی ہو تب بھی ان چیزوں کا استعمال کر کے مسجد میں نہ جائے کہ وہاں فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

(۱۲۵۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَفِيْ رِوَايَةِ حَرْمَلَةَ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ)) وَاَنَّهٗ اُتِيَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ: ((قَرِّبُوْهَا)) اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا رَاٰهُ كَرِهَ اَكْلَهَا قَالَ: ((كُلْ فَاِنِّيْ اُنَاجِيْ مَنْ لَا تُنَاجِيْ)). (بخاری: ۸۵۵، ۵۴۵۲، ۷۳۵۹؛ ابوداود: ۳۸۲۲]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پیاز یا لہسن کھائے وہ ہم سے جدا رہے یا ہماری مسجد سے جدا رہے اور اپنے گھر بیٹھے۔'' ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس ہانڈی لائی گئی جس میں ترکاری تھیں آپ ﷺ نے اس میں بدبو پائی تو پوچھا اس میں کیا پڑا ہے؟ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو فلاں صحابی کے پاس لے جاؤ۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس نے بھی اس کا کھانا برا سمجھا (اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کھایا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کھالے۔ میں تو اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو نہیں کرتا۔'' (یعنی فرشتوں سے)

(۱۲۵۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الثُّوْمِ. وَ قَالَ مَرَّةً: مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ اٰدَمَ)). (بخاری: ۸۵۴؛ ترمذی: ۱۸۰۶؛ نسائی: ۷۰۶)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے اور کبھی یوں فرمایا: جو شخص پیاز یا لہسن یا گندنا کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اس لیے کہ فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے ان چیزوں سے جن سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔'' (یعنی بدبو اور غلاظت سے)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۵۵) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ- يُرِيدُ الثُّومَ- فَلَا يَغْشَنَا فِي مَسْجِدِنَا)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ. [راجع: ۱۲۵٤]

اس سند کے ساتھ یہ الفاظ آئے ہیں کہ ''جس نے کھایا اس درخت سے یعنی لہسن، پس وہ نہ ملے ہمارے ساتھ ہماری مسجد میں'' لیکن اس میں پیاز اور گندنا کا ذکر نہیں۔

(۱۲۵۶) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمْ نَعْدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا أَصَبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي تِلْكَ الْبَقْلَةِ- الثُّومِ- وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرِّيحَ فَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ)) فَقَالَ النَّاسُ: حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لِي وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيحَهَا)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوٹے نہ تھے کہ خیبر کا قلعہ فتح ہوگیا اس روز ہم لوگ یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم لہسن پر گرے۔ لوگ بھوکے تھے۔ خوب کھایا' پھر مسجد میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو بو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس ناپاک درخت میں سے کھائے وہ مسجد میں ہمارے پاس نہ پھٹکے۔'' لوگ بولے لہسن حرام ہوگیا۔ حرام ہوگیا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! میں وہ چیز حرام نہیں کرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حلال کیا ہے لیکن لہسن کی بو مجھے بری معلوم ہوتی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے لہسن حرام نہیں ہے اور اس پر علما کا اجماع ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا کھانا درست تھا یا نہیں۔ اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درست تھا۔ آپ ﷺ کو اس بو سے نفرت تھی اس واسطے نہ کھاتے۔

(۱۲۵۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى زَرَّاعَةِ بَصَلٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَنَزَلَ نَاسٌ مِنْهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يَأْكُلْ آخَرُونَ فَرُحْنَا إِلَيْهِ فَدَعَا الَّذِينَ لَمْ يَأْكُلُوا الْبَصَلَ وَأَخَّرَ الْآخَرِينَ حَتّٰى ذَهَبَ رِيحُهَا.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیاز کے کھیت پر اپنے اصحاب کے ساتھ گزرے تو بعض لوگ اترے انہوں نے پیاز کھائی اور بعض نے نہ کھائی۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس گئے تو جن لوگوں نے پیاز نہ کھائی تھی ان کو تو آپ ﷺ نے پاس بلایا اور جنہوں نے کھائی تھی ان کے بلانے میں دیر کی یہاں تک کہ اس کی بو جاتی رہی۔

(۱۲۵۸) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ وَإِنِّي لَا أُرَاهُ إِلَّا حُضُورَ أَجَلِي وَإِنَّ أَقْوَامًا يَأْمُرُونَنِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِينَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ وَلَا الَّذِي بُعِثَ بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت اب نزدیک ہے۔ بعض لوگ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ تم اپنا جانشین اور خلیفہ کسی کو کر دو لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کو برباد نہیں کرے گا نہ اپنی خلافت کو نہ اس چیز کو جو رسول اللہ ﷺ کو دے کر بھیجا تھا۔ اگر میری موت جلد ہو جائے تو خلافت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنْ عَجِلَ بِيْ أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ شُوْرٰى بَيْنَ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ وَ إِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا يَطْعَنُوْنَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ أَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِيْ هٰذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ أَعْدَاءُ اللّٰهِ الْكَفَرَةُ الضُّلَّالُ ثُمَّ إِنِّيْ لَا أَدَعُ بَعْدِيْ شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِيْ مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِيْ فِيْ شَيْءٍ مَّا أَغْلَظَ لِيْ فِيْهِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! أَلَا تَكْفِيْكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِيْ فِيْ آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ؟)) وَإِنِّيْ إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيْهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِيْ بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ مَنْ لَّا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُشْهِدُكَ عَلٰى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ فَإِنِّيْ إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ عَلَيْهِمْ لِيَعْدِلُوْا عَلَيْهِمْ وَ لِيُعَلِّمُوْا النَّاسَ دِيْنَهُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ وَ يَقْسِمُوْا فِيْهِمْ فَيْئَهُمْ وَيَرْفَعُوْا إِلَيَّ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِمْ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ! تَأْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيْعِ فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا. [مسلم: ٤٦٢٦، نسائي: ٧٠٧، ابن ماجه: ١٠١٤، ٦٧٦٢، ٣٣٦٣]

مشورہ کرنے پر چھ آدمیوں کے اندر رہے گی جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک راضی رہے اور میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ طعن کرتے ہیں اس کام میں جس کو میں نے خود اپنے اس ہاتھ سے مارا ہے اسلام پر پھر اگر انہوں نے ایسا کیا (یعنی اس طعن کو درست سمجھے) تو وہ دشمن ہیں اللہ کے اور کافر گمراہ ہیں اور میں اپنے بعد کسی چیز کو اتنا مشکل نہیں چھوڑتا جتنا کلالہ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی بات کو اتنی بار نہیں پوچھا جتنی بار کلالہ کو پوچھا اور آپ ﷺ نے بھی مجھ پر کسی بات میں اتنی سختی نہیں کہ جتنی اس میں کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے ٹھونسا مارا میرے سینہ میں اور فرمایا: ''اے عمر! کیا تجھ کو وہ آیت بس نہیں جو گرمی کے موسم میں اتری سورۂ نساء کے آخر میں ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾'' آخر تک اور میں اگر زندہ رہوں تو کلالہ میں ایسا فیصلہ کروں گا جس کے موافق ہر شخص حکم کرے خواہ قرآن پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا اللہ! میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو میں نے ملکوں کی حکومت دی ہے (یعنی نائبوں اور صوبہ داروں اور عالموں پر) میں نے ان کو اسی لیے بھیجا کہ وہ انصاف کریں اور لوگوں کو دین کی باتیں بتلائیں اور اپنے پیغمبر ﷺ کا طریقہ سکھائیں اور ان کا کمایا ہوا مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے بانٹ دیں اور جس بات میں ان کو مشکل پیش آئے اس کو مجھ سے دریافت کریں۔ پھر اے لوگو! میں دیکھتا ہوں تم دو درختوں کو کھاتے ہو اور میں ان کو ناپاک سمجھتا ہوں وہ کون؟ پیاز اور لہسن اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب ان دونوں کی بو کسی شخص میں سے آتی تو آپ ﷺ کے حکم سے وہ نکالا جاتا مسجد سے بقیع کی طرف اب اگر کوئی ان کو کھائے تو خوب پکا کر (تاکہ ان کے منہ میں بو نہ رہے)۔

فائدہ: اگر میری موت جلد ہو جائے تو مشورہ پر خلافت چھ آدمیوں کے اندر رہے گی یعنی لوگ مشورہ کر کے چھ آدمیوں میں سے جس کو چاہیں خلیفہ کر لیں وہ چھ آدمی یہ تھے۔ عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ اور سعد بن زید بھی اگرچہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قرابت کی وجہ سے ان کا نام نہیں لیا۔

میں اپنے بعد کسی چیز کو اتنا مشکل نہ چھوڑتا جتنا کلالہ۔ کلالہ وہ شخص ہے جو مر جائے اور اولاد نہ چھوڑے نہ ماں باپ۔ اب اگر کوئی پیاز لہسن کھائے تو خوب پکا کر کھائے (تاکہ منہ میں بو نہ رہے) اس حدیث سے اگرچہ پیاز اور لہسن کی اباحت نکلتی ہے مگر کچی پیاز اور لہسن کھانے کی کراہت بھی نکلتی ہے کیوں کہ کچی میں بو بہت ہوتی ہے جو پیاز اور لہسن کا اصل مقصود ہوتا ہے تو گویا کچا کھانا ان کا مقصود ہی نہیں (تقریر شیخ الحدیث رحمہ اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) یا اور کوئی بدبودار چیز استعمال کر کے مسجد میں آنا ضرور مکروہ ہوگا اگر منہ خوب صاف اور پاک کرے تو قباحت نہیں ہے۔

(۱۲۵۹) عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۱۲۵۸]

قتادہ سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ.

باب: مسجد میں گم شدہ چیز ڈھونڈھنے کی ممانعت اور ڈھونڈنے والے کو کیا کہنا چاہیے۔

(۱۲۶۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا)). [ترمذی: ۱۳۲۱؛ ابن ماجه: ۷۶۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کو کوئی گم شدہ چیز مسجد میں ڈھونڈتے سنے (یعنی وہ اپنی بلند آواز سے اپنی چیز کے لیے لوگوں کو پکارے) تو کہے: اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اس لیے کہ مسجدیں اس واسطے نہیں بنائی گئیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہ لوگ اس میں اپنی گم شدہ چیزیں ڈھونڈھیں یا خرید و فروخت یا دنیا کے اور معاملات کریں۔

(۱۲۶۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۱۲۶۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

(۱۲۶۲) عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَجَدْتَ اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهٗ)). [ابن ماجه: ۷۶۵]

بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا اور کہا: سرخ اونٹ کی طرف کس نے پکارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کرے تجھے نہ ملے۔ مسجدیں تو جن کاموں کے لیے بنی ہیں ان ہی کے لیے بنی ہیں۔''

فائدہ: ان میں اور کام نہیں کرنا چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علم اور خصومت کے لیے جائز رکھا ہے اور مسجدیں جن کاموں کے لیے بنی ہیں وہ یہ ہیں ذکر الٰہی اور نماز اور علم دین اور ذکر خیر قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کوئی دنیا کا کام جیسے سلائی وغیرہ منع ہے اور بعض نے لڑکوں کے پڑھانے سے بھی مسجد میں منع کیا ہے اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ مسجد میں دنیا کے وہ کام منع ہیں جن سے خاص خاص شخصوں کو فائدہ ہوتا ہے لیکن عام نفع کے کام جیسے درستی اسباب اور سامان جہاد وغیرہ تو وہ درست ہیں (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۶۳) عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا صَلّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَجَدْتَ اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهٗ)). [راجع: ۱۲۶۲]

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: کس نے پکارا سرخ اونٹ کی طرف۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیرا اونٹ نہ ملے۔ مسجدیں جن کاموں کے لیے بنائی گئی ہیں ان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں۔''

(۱۲۶۴) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ بَعْدَمَا

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار آیا جب رسول اللہ ﷺ فجر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا. قَالَ مُسْلِمٌ: هُوَ شَيْبَةُ بْنُ نَعَامَةَ أَبُو نَعَامَةَ رَوَى عَنْهُ مِسْعَرٌ وَهُشَيْمٌ وَجَرِيرٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْكُوفِيِّينَ. [راجع: ١٢٦٢]

نماز پڑھ چکے تھے اور اپنا سر مسجد کے دروازہ سے اندر کیا۔ پھر اسی طرح بیان کیا جیسا اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلٰوةِ وَالسُّجُودِ لَهُ.

باب: نماز میں بھولنے اور سجدہ سہو کرنے کا بیان۔

(١٢٦٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)). [بخاري: ١٢٣٢؛ ابوداود: ١٠٣٠؛ نسائي: ١٢٥١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان بھلانے کے لیے اس کے پاس آتا ہے یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں جب ایسا ہو تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام ابوعبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا: سہو کے باب میں پانچ حدیثیں آئی ہیں۔ ایک تو یہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔ اس میں یہ ہے کہ جب نماز کی رکعتوں میں شک ہو کتنی پڑھیں تو دو سجدے کرے لیکن یہ بیان نہیں کہ یہ دو سجدے کب کرے سلام سے پہلے یا سلام کے بعد۔ ایک حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے اس میں یہ ہے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ ایک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہونا اور بعد سلام کے سجدہ سہو کرنا مذکور ہے۔ ایک حدیث ذوالیدین کی ہے جس میں دو رکعت کے بعد بھول سے سلام کرنا اور باتیں کرنا اور بعد سلام کے سجدہ سہو منقول ہے۔ ایک حدیث ابن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے اس میں دو رکعتیں پڑھ کر اٹھ کھڑے ہونے اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کا بیان ہے۔ اب علما نے ان احادیث پر عمل کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ داؤد ظاہری نے کہا: ان پر قیاس درست نہیں ہے اور ہر ایک حدیث میں جیسے وارد ہے اسی طرح عمل کرنا چاہیے۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی داؤد رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں ان خاص نمازوں میں جن کا ذکر ان حدیثوں میں ہے اور باقی نمازوں میں ان کے نزدیک سلام سے پہلے سجدہ کرنا چاہیے۔ پھر جن لوگوں نے قیاس پر عمل کیا ہے۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں نمازی کو اختیار ہے چاہے بعد سلام کے سجدہ کرے چاہے قبل سلام کے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہمیشہ سلام کے بعد سجدہ کرے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہمیشہ سلام سے پہلے سجدہ کرے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر سہو سے کچھ نماز میں زیادتی ہوئی ہو تو سلام کے بعد سجدہ کرے اور جو کمی ہوئی ہو تو سلام سے پہلے کرے۔ اور سب سے قوی مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے پھر شافعی کا۔ لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر اگر دو سہو ہوئے ہوں ایک سے زیادتی ہوئی ہو اور ایک سے کمی تو سلام سے پہلے سجدہ کرے۔ اور یہ اختلاف افضل میں ہے نہ جواز میں۔ اور دو یا تین سہوؤں کے لیے دو ہی سجدے کافی ہیں۔ اور اس پر علما کا اتفاق ہے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(١٢٦٦) عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [ترمذي: ٣٩٧]

لیث بن سعد نے یہ حدیث زہری سے بھی ان اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔

(١٢٦٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نُودِيَ بِالْأَذَانِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر پادتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے پھر جب اذان ہو چکتی ہے تو آتا ہے جب تکبیر ہوتی ہے تو پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)).

[بخاری: ۱۲۳۱؛ نسائی: ۱۲۵۲]

بھاگتا ہے پھر جب تکبیر ہو چکتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے: وہ بات یاد کر، یہ بات یاد کر، ان ان باتوں کو یاد دلاتا ہے جو کبھی یاد نہ کرتا یہاں تک کہ وہ بھول جاتا ہے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ پھر جب تم میں سے کسی کو یاد نہ رہے کتنی رکعتیں پڑھیں تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کے مطلب میں علما نے اختلاف کیا ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کہا ہے کہ جب نمازی کو رکعتوں کی کمی یا زیادتی میں شک ہو تو وہ بیٹھ کر دو سجدے کر لے۔ اور شعبی رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے یہاں تک کہ یقین حاصل ہو اگر پھر شک ہو تو نئے سرے سے پڑھے چار بار تک۔ اور چوتھی بار بھی شک ہو تو اعادہ نہ کرے اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ جب شک ہو تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو ایک رکعت اور پڑھے اور سجدہ سہو کرے تاکہ چار کا یقین ہو جائے۔ (انتہیٰ مختصراً)۔

(۱۲۶۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهُ ضُرَاطٌ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ: ((فَيَهْتَاهُ وَ مَنَّاهُ وَذَكَّرَهُ مِنْ حَاجَاتِهِ مَالَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پادتا ہوا پیٹھ موڑ کر چلا جاتا ہے پھر اس کو آ کر رغبتیں دلاتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور وہ کام یاد دلاتا ہے جو اس کو کبھی یاد نہ آتے۔"

(۱۲۶۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوٰتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کسی نماز میں دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور بیٹھنا بھول گئے۔ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے اور ہم انتظار میں تھے کہ اب سلام پھیریں گے۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور دو سجدے کئے بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے، پھر سلام پھیرا۔

[بخاری: ۸۲۹، ۸۳۰، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰، ۶۶۷۰؛ ابوداود: ۱۰۳۴، ۱۰۳۵؛ ترمذی: ۳۹۱؛ نسائی: ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۶۰؛ ابن ماجہ: ۱۲۰۶، ۱۲۰۷]

○ ○ ○ ○

(۱۲۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلٰوتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ

عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو حلیف تھے بنی عبدالمطلب کے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں بیچ کا تعدہ بھول گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے جب آپ ﷺ نماز پوری کر چکے تو دو سجدے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَ هُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ. [راجع: ١٢٦٩]

بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو سجدے کئے۔ یہ عوض تھا قعدہ کا جو آپ ﷺ بھول گئے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْاَزْدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي الشَّفْعِ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّجْلِسَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَمَضٰى فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَ فِيْ اٰخِرِ الصَّلٰوةِ سَجَدَ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ. [راجع: ١٢٧٣]

عبداللہ بن مالک بن بحینہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ پہلا دوگانہ پڑھ کر کھڑے ہو گئے جس کے بعد بیٹھنے کا قصد تھا۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھتے چلے گئے۔ جب نماز تمام ہوئی تو سلام سے پہلے سجدہ کیا، پھر سلام پھیرا۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٢) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى؟ ثَلٰثًا اَمْ اَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى اِتْمَامًا لِاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطَانِ)).

[ابوداود: ١٠٢٤، ١٠٢٦، ١٠٢٩؛ نسائي: ١٢٣٧؛ ابن ماجه: ١٢١٠]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) اور معلوم نہ ہو سکے تین پڑھیں یا چار تو شک کو دور کرے اور جس قدر کا یقین ہو اس کو قائم کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اب اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں تو یہ دو سجدے مل کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی اور اگر پوری چار پڑھیں ہیں تو ان دونوں سجدوں سے شیطان کے منہ میں خاک پڑ جائے گی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی وہ ذلیل و خوار ہوگا۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ نماز میں خلل آئے اور یہاں کچھ خلل نہیں ہوا بلکہ اور دو سجدوں کا ثواب زیادہ حاصل ہوا۔ الحمدللہ۔

(١٢٧٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ مَعْنَاهُ قَالَ: ((يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ السَّلَامِ)) كَمَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ. [راجع: ١٢٧٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٤) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اِبْرَاهِيْمُ: زَادَ اَوْنَقَصَ. فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ وَقَالَ: ((اِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِيْ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّاْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا سَهَا اَحَدُكُمْ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ)).

علقمہ سے روایت ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور نماز میں کچھ کمی بیشی ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیا؟'' لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے ایسا ایسا کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں پیروں کو موڑا اور قبلے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: ((اِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ اَنَبَّاتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ)). [بخاری: ٤٠١، ٦٦٧١؛ ابوداود: ١٠٢٠؛ نسائی: ١٢٤٠، ١٢٤١، ١٢٤٢، ١٢٤٣؛ ابن ماجه: ١٢١١، ١٢١٢]

اور فرمایا: ''اگر نماز کے باب میں کوئی نیا حکم ہوتا تو میں تم کو بتلاتا بات اتنی ہے کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے اور آدمی بھولتے ہیں میں بھی بھولتا ہوں۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دو اور جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو سوچ کر جو ٹھیک معلوم ہو اس پر نماز پوری کرے پھر دو سجدے کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دین کی باتوں میں بھول چوک ہوتی تھی۔ اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور یہی ظاہر ہے..... قرآن اور حدیث سے پر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جتا دیتا اور آپ ﷺ بھول چوک پر قائم نہ رہتے۔ اب یہ جتانا بھول کے ساتھ ہی ہوتا ہے یا دیر کے بعد۔ اس میں علما کا اختلاف ہے۔ امام الحرمین نے اس میں آپ ﷺ کی حیات تک دیر جائز رکھی ہے اور علما کے ایک طائفہ نے عبادات اور تبلیغات میں سہو کو جائز نہیں رکھا ہے جیسے تبلیغی اقوال میں سہو جائز نہیں مگر یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ (انتہیٰ مختصراً)

(١٢٧٥) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ: نَا ابْنُ بِشْرٍ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: نَا وَكِيْعٌ كِلَاهُمَا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ: ((فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ: ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ)). [راجع: ١٢٧٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے چند الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٦) حَدَّثَنَاهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: نَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: نَا مَنْصُوْرٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ: ((فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ)). [راجع: ١٢٧٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٧) وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَمَوِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. وَقَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ)). [راجع: ١٢٧٤]

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے ''فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ''

○ ○ ○ ○

(١٢٧٨) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اور راوی نے کہا کہ ''جو صحیح

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ قَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ)). [راجع: ١٢٧٤]

○ ○ ○ ○

(١٢٧٩) وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ الصَّوَابُ)). [راجع: ١٢٧٤]

اس سند سے مذکورہ بالا حدیث ان الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ آئی ہے۔ "فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ الصَّوَابُ"

○ ○ ○ ○

(١٢٨٠) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ هٰؤُلَاءِ وَ قَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ)). [راجع: ١٢٧٤]

اس سند میں یہ حدیث "فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ" کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٨١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. [بخاري: ٤٠٤، ١٢٢٦، ٧٢٤٩؛ ابوداود: ١٠١٩؛ ترمذي: ٣٩٢؛ نسائي: ١٢٥٣، ١٢٥٤؛ ابن ماجه: ١٢٠٥]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں جس میں سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا: کیا نماز زیادہ ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیسے؟'' انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھیں، تب آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ حدیث دلیل ہے امام مالک اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کی کہ جو شخص ایک رکعت زیادہ پڑھ لے بھولے سے اس کی نماز باطل نہ ہوگی بلکہ اگر سلام کے بعد علم ہو تو نماز صحیح ہوگئی، اب سجدہ سہو کرے اگر سلام کے قریب بھی اس کا علم ہوا اور دیر کے بعد معلوم ہو تو سجدہ نہ کرے۔ اور اگر سلام سے پہلے یہ بات معلوم ہو تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اگرچہ قیام میں ہو یا رکوع میں یا سجدے میں۔ اب سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے یا سلام کے بعد اس میں اختلاف ہے جیسے اوپر گزرا۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے کہ اگر بھولے سے پانچویں رکعت پڑھ لی اور آخر کا قعدہ نہیں کیا تو نماز باطل ہو گئی (یعنی نفل ہوگئی) اب ایک رکعت اور پڑھ لے اور چھیوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور فرض پھر سرے سے پڑھے اور جو قعدہ آخر کر چکا ہے تو پانچویں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا لے اب چار فرض ادا ہو گئے اور دو نفل اس حدیث سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا مذہب رد ہوتا ہے کیونکہ حضرت نے پانچویں کے ساتھ ایک اور رکعت ملائی نہ قعدہ اخیر کیا اس لیے کہ آپ ﷺ کو سلام کے بعد معلوم ہوا۔ اب شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ زیادتی خواہ قلیل ہو یا کثیر نماز کو باطل نہیں کرتی مثلاً ایک رکوع کے بدلے کئی رکوع بھولے سے کرے یا تین یا چار سجدے کرے البتہ ایسی صورت میں سجدہ سہو کر لینا مستحب ہے واجب نہیں ہے (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(١٢٨٢) عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ صَلّٰى بِهِمْ خَمْسًا. [ابوداود: ١٠٢٢؛ نسائي: ١٢٥٥، ١٢٥٧]

علقمہ سے روایت ہے ان کو پانچ رکعتیں پڑھائیں۔

○ ○ ○ ○

(١٢٨٣) عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ:

ابراہیم بن سوید سے روایت ہے کہ علقمہ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو پانچ رکعتیں پڑھائیں، تب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا کہ اے ابو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا اَبَا شِبْلٍ! قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ: كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوْا: بَلٰى قَالَ: وَكُنْتُ فِيْ نَاحِيَةِ الْقَوْمِ وَاَنَا غُلَامٌ فَقُلْتُ: بَلٰى قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ لِيْ: وَاَنْتَ اَيْضًا يَا اَعْوَرُ! تَقُوْلُ ذَاكَ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ: ((مَاشَأْنُكُمْ؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ زِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالُوْا: فَاِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَانْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ ((فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ)). [راجع: ١٢٨٢]

شبل! (علقمہ کی کنیت ہے) تم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ انہوں نے کہا: کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم نے پانچ رکعتیں پڑھیں اور میں ایک کونے میں تھا کم سن بچہ تھا۔ میں نے بھی کہا: ہاں تم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ انہوں نے کہا: او کانے! تو بھی یہی کہتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ یہ سن کر وہ مڑے اور دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پانچ رکعتیں پڑھائیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے گھس پھس شروع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہوا تم کو؟'' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا نماز بڑھ گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ مڑے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور فرمایا: ''میں آدمی ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔'' اور ابن نمیر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابراہیم بن سوید علقمہ کے شاگرد تھے اور اپنے شاگرد یا چھوٹے ناتے والے کو ایسے الفاظ کہنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ برا نہ مانے۔ یہ ابراہیم کانے تھے اور یہ وہ ابراہیم نہیں ہیں جو علقمہ کے مشہور شاگرد اور حماد کے استاد ہیں وہ ابراہیم بن یزید نخعی ہیں۔

(١٢٨٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُوْنَ وَاَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ. [نسائي: ١٢٥٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی تو پانچ رکعتیں پڑھیں۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز بڑھ گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیسے؟'' ہم نے کہا: آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں آدمی ہوں تمہاری طرح، یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔'' پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

(١٢٨٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَادَ اَوْنَقَصَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ: وَالْوَهْمُ مِنِّيْ. فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُوْلُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے زیادہ کیا یا کم کیا۔ ابراہیم نے کہا: جو اس حدیث کے راوی ہیں اللہ کی قسم! یہ بھول مجھ سے ہوئی ہے۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا نماز کے باب میں کوئی نیا حکم ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ہم نے بیان کیا جو آپ نے کیا تھا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں آدمی ہوں تمہاری طرح' یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو اور بھول جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

[ابوداود: ۱۰۲۱؛ ابن ماجه: ۱۲۰۳]

ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو پھر جو کوئی نماز میں بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہو پھر آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔

(۱۲۸۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ.

[راجع: ۱۲۸۵]

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق نبی ﷺ نے سہو کے دو سجدے سلام اور کلام کے پیچھے کیے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۸۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِمَّازَادَ أَوْ نَقَصَ. قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَأَيْمُ اللّٰهِ! مَا جَاءَ ذَاكَ إِلَّا مِنْ قِبَلِيْ. قَالَ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ الَّذِيْ صَنَعَ فَقَالَ: ((إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

[ترمذی: ۳۹۳؛ نسائی: ۱۳۲۸]

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے زیادہ کیا یا کم کیا۔ ابراہیم نے کہا: اللہ کی قسم یہ (وہم) میری ہی طرف سے ہے۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ) کیا نماز میں کوئی نیا حکم ہوا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر ہم نے وہ بات کہی جو آپ ﷺ نے کی تھی (یعنی زیادتی یا نقصان) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کچھ زیادہ کرے یا کم کرے تو چاہیے کہ سہو کے دو سجدے کرے۔'' کہا (راوی نے) پھر آپ ﷺ نے سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی بات بھی کرلے تو بھی قباحت نہیں دو سجدے سہو کے کرلے۔

(۱۲۸۸) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتٰى جِذْعًا فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَيْهَا مُغْضَبًا وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ فَهَابَا أَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ [قَالُوْا] قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ: ((مَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ؟)) قَالُوْا: صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ قَالَ: وَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ: وَسَلَّمَ.

❖ ❖ ❖ ❖

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی کے پاس آئے جو مسجد میں قبلہ کی طرف لگی ہوئی تھی اور اس پر ٹیکا دے کر غصہ میں کھڑے ہوئے۔ اس وقت جماعت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے وہ دونوں خوف سے بات نہ کر سکے اور لوگ جلدی جلدی یہ کہتے ہوئے نکلے کہ نماز گھٹ گئی پھر ایک شخص جس کو ذوالیدین رضی اللہ عنہ (دو ہاتھ والا۔ اگرچہ سب کے دو ہاتھ ہوتے ہیں پر اس کے ہاتھ لمبے تھے، اس واسطے یہ نام ہوگیا) کہتے تھے کھڑا ہوا اور کہا: یارسول اللہ! کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر دائیں اور بائیں دیکھا اور کہا کہ ذوالیدین کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ سچ کہتا ہے، آپ ﷺ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور پڑھیں اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا۔ محمد بن سیرین نے کہا: مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا اور سلام پھیرا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱۲۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدَی صَلَاتَیِ الْعَشِیِّ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ سُفْیَانَ. [ابوداود: ۱۰۰۸، ۱۰۱۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز پڑھائی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی دو نمازوں میں سے کوئی ایک۔ باقی گزشتہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(۱۲۹۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِیْ رَکْعَتَیْنِ فَقَامَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ: اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمْ نَسِیْتَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((کُلُّ ذٰلِكَ لَمْ یَکُنْ)) فَقَالَ: قَدْ کَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ: ((اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِیَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِیْمِ. [نسائی: ۱۲۲۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کوئی بات نہیں ہوئی۔'' (یعنی نہ نماز گھٹی نہ میں بھولا) وہ بولا: کچھ تو ضرور ہوا ہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور پوچھا: ''کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔'' وہ لوگ بولے: ہاں یا رسول اللہ! وہ سچ کہتا ہے، تب آپ ﷺ نے جتنی نماز رہ گئی تھی وہ پوری کی پھر دو سجدے کئے بیٹھے بیٹھے سلام کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۹۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِیْتَ؟ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا تو بنی سلیم میں سے ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے اور بیان کیا حدیث کو جیسے اوپر گزری۔

(۱۲۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: بَیْنَا اَنَا اُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا دو رکعتوں کے بعد تو بنی سلیم کا ایک آدمی کھڑا ہو گیا باقی حدیث اسی طرح ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۹۳) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّی الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِیْ ثَلٰثِ رَکَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ: الْخِرْبَاقُ وَکَانَ فِیْ یَدَیْهِ طُوْلٌ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَکَرَ لَهُ صَنِیْعَهٗ وَخَرَجَ غَضْبَانَ یَجُرُّ رِدَائَهٗ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَی النَّاسِ فَقَالَ: ((اَصَدَقَ هٰذَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ فَصَلّٰی رَکْعَةً

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور اپنے گھر چلے گئے تب آپ ﷺ کے پاس ایک شخص گیا جس کو خرباق رضی اللہ عنہ کہتے تھے اور اس کے ہاتھ ذرا لمبے تھے اس نے آپ ﷺ سے کہا جو آپ ﷺ نے کیا تھا (یعنی تین رکعتیں پڑھنے کا حال بیان کیا) آپ ﷺ چادر کھینچتے ہوئے غصہ میں نکلے (کیونکہ آپ ﷺ کو نماز کا بہت خیال تھا اور اسی وجہ سے جلدی کی اور چادر اوڑھنے کے موافق بھی نہ ٹھہرے) یہاں تک کہ لوگوں کے پاس پہنچ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. [ابوداود: ۱۰۱۸؛ نسائی: ۱۲۳۶، ۱۳۳۰؛ ابن ماجہ: ۱۲۱۵]

گئے اور پوچھا: ''کیا یہ سچ کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

(۱۲۹۴) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ رَجُلٌ بَسِيْطُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخَرَجَ مُغْضَبًا فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِيْ كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ.

[راجع: ۱۲۹۷]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ (بھولے سے) پھر آپ ﷺ اٹھ کر حجرہ میں چلے گئے، اتنے میں ایک شخص لمبے ہاتھ والا اٹھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز گھٹ گئی؟ آپ ﷺ یہ سن کر غصہ میں نکلے اور جو رکعت رہ گئی تھی، اس کو پڑھا پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ.

باب: سجدۂ تلاوت کا بیان۔

(۱۲۹۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقْرَأُ سُوْرَةً فِيْهَا سَجْدَةٌ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانِ جَبْهَتِهِ. [بخاری: ۱۰۷۵، ۱۰۷۹؛ ابوداود: ۱۴۱۲]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے تھے تو وہ سورت پڑھتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو سجدہ کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ جو لوگ ہوتے وہ بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارا اور جمہور کا یہ قول ہے کہ سجدہ تلاوت سنت ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو واجب کہتے ہیں اور سجدہ تلاوت پڑھنے اور سننے والے پر سنت ہے اور مستحب ہے اس سامع پر جو نہیں سنتا۔ اب اگر سننے والا نماز پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہے تو سننے والے کو اختیار ہے جتنا چاہے اپنا سجدہ لمبا کرے یا چھوٹا، پڑھنے والے کے سجدے سے اور جو پڑھنے والا بے حدث یا نابالغ کے سجدہ نہ کرے تب بھی سننے والا سجدہ کر سکتا ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ نابالغ اور محدث اور کافر کی تلاوت سننے والا سجدہ نہ کرے۔ لیکن صحیح پہلا قول ہے۔ انتہی

(۱۲۹۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رُبَّمَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْآنَ فَيَمُرُّ بِالسَّجْدَةِ فَيَسْجُدُ بِنَا حَتّٰى ازْدَحَمْنَا عِنْدَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِيَسْجُدَ فِيْهِ فِيْ غَيْرِ صَلٰوةٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی قرآن پڑھتے اور سجدہ آیت تلاوت کرتے تو ہمارے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہجوم کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو سجدہ کی جگہ نہ ملتی اور یہ نماز کے باہر ہوتا۔

(۱۲۹۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلٰى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے سورہ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے پاس جتنے لوگ تھے، ان سب نے سجدہ کیا مگر ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) نے ایک مٹھی بھر مٹی یا کنکر ہاتھ میں لے کر پیشانی سے لگایا اور کہا: مجھ کو یہی کافی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا اس کو وہ بوڑھا کفر کی حالت میں مارا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[بخاری: ۱۰۶۷، ۱۰۷۰، ۳۸۵۳، ۳۹۷۲، ۴۸۶۳؛

ابو داود: ۱۴۰۶؛ نسائی: ۹۵۸]

فائدہ۔ بدر کی لڑائی میں اس کی ناشکری اور بے ادبی کا صلہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان نہیں دیا، جس وقت سورۂ والنجم اتری اور آپ ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے یہاں تک کہ مشرکوں اور جنوں نے بھی سجدہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلکہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مکہ والے مسلمان ہو گئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ان سب کے سجدہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ یہ سجدہ سب سجدوں سے پہلے اترا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا ہے اور یہ جو بعض مفسرین اور مخبرین نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلطی سے اس سورت میں ایک آیت پڑھ دی تھی جس سے مشرکوں کے اوتار کی تعریف نکلتی تھی یہ بالکل جھوٹ اور بے اصل ہے اس واسطے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی معبود کی تعریف کرنا کفر ہے اور کفر کی نسبت آپ ﷺ کی طرف محال ہے اور شیطان کی یہ طاقت نہیں کہ آپ ﷺ کی زبان سے ایسی بات نکلوا دے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۹۸) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَآءَةِ مَعَ الإِمَامِ؟ فَقَالَ لاَ قِرَآءَةَ مَعَ الإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَ زَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى﴾ فَلَمْ يَسْجُدْ. [بخاری: ۱۰۷۲، ۱۰۷۳؛ ابو داود: ۱۴۰۴؛ ترمذی: ۵۷۶؛ نسائی: ۹۵۹]

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا: امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۂ والنجم پڑھی پھر آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔

فائدہ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کیا ہے اور امام کے پیچھے مطلق قراءت سے منع کیا ہے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت خواہ سری نماز یا جہری۔ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہیے سری اور جہری نماز میں اور زید رضی اللہ عنہ کے قول کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور فرمایا کہ جب تم میرے پیچھے نماز پڑھو تو کوئی سورت نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے اور اس کے سوا اور حدیثیں بھی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں زید بن ثابت کے قول پر مقدم ہیں۔ دوسرے یہ کہ زید رضی اللہ عنہ کا مطلب قراءت کی ممانعت سے یہ ہے کہ سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کوئی سورت نہ پڑھی جائے۔ اور یہ تاویل ضروری ہے تاکہ اور احادیث کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ جو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے سورۂ والنجم رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھی اور آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔ یہ بظاہر امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ہے جو کہتے ہیں مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے اور سورۂ والنجم اور ﴿اذا السماء انشقت﴾ اور ﴿اقرأ باسم ربك﴾ کے سجدے منسوخ ہیں۔ اس حدیث سے یا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا مفصل میں جب سے مدینہ میں آئے۔ اور یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے ﴿اذا السماء انشقت﴾ اور ﴿اقرأ باسم ربك﴾ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ اور علما نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی اسناد ضعیف ہے وہ دلیل لانے کے لائق نہیں اور زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سجدہ کا ترک ثابت ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سجدۂ تلاوت سنت ہے تو اس کا ترک جائز ہے۔ اب علما نے اختلاف کیا ہے کہ سارے قرآن میں تلاوت کے کتنے سجدے ہیں تو امام شافعی رحمہ اللہ اور علما کے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ قرآن میں سب چودہ سجدے ہیں دو سورۂ حج میں اور تین مفصل میں اور صاد میں سجدۂ تلاوت نہیں ہے بلکہ سجدۂ شکر ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ اور علما کی ایک جماعت کے نزدیک سب گیارہ سجدے ہیں۔ ان کے نزدیک مفصل کے تینوں سجدے ساقط ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سب سجدے چودہ ہیں لیکن سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ ہے اور صاد میں ایک سجدہ ہے۔ احمد رحمہ اللہ ابن شریح کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں۔ انہوں نے حج کے دونوں سجدوں کو اور صاد کے سجدہ کو بھی قائم رکھا ہے اور ان سجدوں کے مقامات مشہور ہیں صرف نجم کے سجدے کے مقام میں اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت کے نزدیک یہ سجدہ ﴿إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ پر ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک ﴿لَا يَسْمَعُونَ﴾ پر۔ (نووی رحمہ اللہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۹۹) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَرَاَ لَهُمْ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيْهَا. [نسائی: ۹۶۰]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھی تو سجدہ کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۰) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [بخاری: ۱۰۷۴]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾. [ابوداود: ۱۴۰۷؛ ترمذی: ۵۷۳؛ نسائی: ۹۶۶؛ ابن ماجه: ۱۰۵۸]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ: سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهٗ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۴) عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ صَلٰوةَ الْعَتَمَةِ فَقَرَاَ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيْهَا فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ؟ فَقَالَ: سَجَدْتُّ بِهَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ بِهَا حَتّٰی اَلْقَاهُ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی: فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُهَا. [بخاری: ۷۶۶، ۷۶۸، ۱۰۷۸؛ ابوداود: ۱۴۰۸؛ نسائی: ۹۶۵]

ابورافع سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور اس میں سجدہ کیا (نماز کے بعد) میں نے کہا: یہ سجدہ تم نے کیسا کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ سجدہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کیا اور میں اس کو کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے ملوں، ابن عبدالاعلیٰ کی روایت میں یوں ہے کہ میں یہ سجدہ ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۵) عَنِ التَّيْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَمْ يَقُوْلُوْا: خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ. [راجع: ۱۳۰۴]

تیمی سے بھی اس سند کے ساتھ روایت آئی ہے بس اس میں ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے کے الفاظ نہیں۔

(۱۳۰۶) عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ: رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَسْجُدُ فِیْ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَقُلْتُ: تَسْجُدُ فِيْهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ رَاَيْتُ خَلِيْلِیْ ﷺ يَسْجُدُ فِيْهَا فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِيْهَا حَتّٰی اَلْقَاهُ

ابورافع سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سورۂ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کرتے تھے۔ میں نے کہا: تم اس سورت میں سجدہ کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے اپنے چہیتے کو دیکھا وہ اس سورت میں سجدہ کرتے تھے تو میں بھی اس سورت میں ہمیشہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

❖ ❖ ❖ ❖

سجدہ کیا کروں گا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ سے (عالم آخرت میں) مل جاؤں۔ شعبہ نے کہا کہ کیا نبی ﷺ سجدہ کرتے تھے تو فرمایا ہاں۔

بَابُ صِفَةِ الْجُلُوْسِ فِي الصَّلٰوةِ وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ.

باب: نماز میں بیٹھنے اور دونوں رانوں پر دونوں ہاتھ رکھنے کی کیفیت۔

(١٣٠٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلٰوةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ. (ابوداود: ٩٨٨؛ نسائي: ١٢٧٤]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ. [راجع: ١٣٠٧]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرنے کیلئے بیٹھتے تو داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی پر رکھتے اور بائیں ہتھیلی کو بایاں گھٹنا دیتے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ [الْيُسْرٰى] بَاسِطُهَا عَلَيْهَا. (ترمذي: ٢٩٤؛ نسائي: ١٢٦٨؛ ابن ماجه: ٩١٣)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی کو اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا دیتے۔

○ ○ ○ ○

(١٣١٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھتے اور ۵۳ کی شکل بناتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیٹھنے کی شکل آئی ہے اس کو تورک کہتے ہیں اور یہ سنت ہے۔ لیکن اس روایت میں جو داہنے قدم بچھانے کا ذکر ہے یہ مشکل ہے کیونکہ تورک میں باتفاق علما داہنا پاؤں کھڑا رکھنا سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: شاید یہ غلطی ہے اور صحیح یہ ہے کہ بچھایا بائیں قدم کو لیکن بائیں قدم کا تو ذکر خود روایت میں موجود ہے کہ اس کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور شاید فرش کی جگہ نصب کا لفظ صحیح ہو یعنی کھڑا کیا داہنے قدم کو۔ اور ایک تاویل یہ ہے کہ داہنے قدم کا بچھانا بھی درست ہے اور یہی صحیح اور مختار ہے اگرچہ انگلیوں کے پوروں پر پاؤں کا کھڑا کرنا مستحب ہے۔ اور اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے۔ کیسے بیٹھنا افضل ہے دونوں جلسوں میں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تورک افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں افتراش افضل ہے یعنی بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور داہنا پاؤں کھڑا کرنا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پہلے جلسہ میں افتراش اور دوسرے میں تورک افضل ہے۔ اب یہ جو ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی میں رکھا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ۵۳ کی شکل بنائی۔ ان میں تطبیق یوں ہے کہ کبھی ایسا کیا اور کبھی ایسا کیا۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ پہلی روایت میں بیچ کی انگلی پر رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے نیچے کے قریب رکھا اس صورت میں ۵۳ کی شکل بن جائے گی اور احادیث صحیحہ کے دلائل کی رو سے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا مستحب ہے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ الا اللہ کہتے وقت اشارہ کرے۔ اور یہ اشارہ صرف کلمے کی انگلی سے چاہیے اگر وہ کٹی ہو یا کوئی عذر ہو تو دوسری انگلی سے اشارہ نہ کرے اور سنت یہ ہے کہ اشارہ کرتے وقت اپنی نگاہ بھی ادھر ہی رکھے۔ (انتہیٰ مختصراً)

مترجم کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اسی طرح بیٹھتے یعنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کئے ہوئے۔ اب خاص الا اللہ کے وقت اشارہ کرنا یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اس لئے اہل حدیث کا عمل اس پر ہے کہ وہ شروع قعدہ سے اخیر تک کلمے کی انگلی سے اشارہ کئے رہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

(۱۳۱۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: رَآنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِيْ فَقَالَ: اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

[ابوداود: ۹۸۷؛ نسائی: ۱۱۵۹، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶]

علی بن عبدالرحمٰن معاوی سے روایت ہے کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ کو منع کیا اور کہا کہ ایسا کیا کر جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ میں نے کہا: وہ کیسے کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی داہنی ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے پاس ہے (یعنی کلمہ کی انگلی سے) اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۱۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ. [راجع: ۱۳۱۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح منقول ہے۔

بَابُ السَّلَامِ لِلتَّحْلِيْلِ مِنَ الصَّلٰوةِ عِنْدَ فَرَاغِهَا وَكَيْفِيَّتِهِ.

باب: نماز ختم کرتے وقت سلام کیوں کر پھیرنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳۱۳) عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ اَنَّ اَمِیْرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اَنّٰى عَلِقَهَا؟ قَالَ الْحَكَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهٗ.

ابو معمر سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک امیر تھا وہ دو سلام پھیرا کرتا۔ عبداللہ نے کہا: اس نے یہ سنت کہاں سے حاصل کی؟ حکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۱۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شُعْبَةُ. رَفَعَهٗ مَرَّةً: اَنَّ اَمِيْرًا اَوْ رَجُلًا سَلَّمَ تَسْلِيْمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اَنّٰى عَلِقَهَا؟

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۱۵) عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. [نسائی: ۱۳۱۵، ۱۳۱۶؛ ابن ماجہ: ۹۱۵]

سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے دیکھا کرتا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار کی سفیدی مجھ کو دکھلائی دیتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف و خلف کی دلیل ہے جو کہتے ہیں نماز کے بعد دو سلام کرنے چاہئیں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ اور علما کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ ایک ہی سلام کرنا سنت ہے مگر ان کی دلیلیں ضعیف ہیں اور احادیث صحیحہ سے دو سلام کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے یہ اس لئے کیا کہ ایک سلام پر اقتصار کرنا جائز ہے۔ اب اس پر علما کا اجماع ہے کہ ایک ہی سلام واجب ہے مگر ایک سلام کرے تو منہ قبلے ہی کی طرف رکھے اور جو دو سلام کرے تو ایک داہنی طرف کرے اور ایک بائیں طرف کرے اور ہر سلام میں اتنا منہ پھیرے کہ اس طرف سے ایک گال دکھلائی دے یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں گال دکھلائی دیں اور سلام نماز کا ایک رکن ہے جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور علما کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ سلام سنت ہے اور نماز سے باہر آ سکتا ہے کوئی کام نماز کے خلاف کرنے سے سلام ہو یا کلام حدث ہو یا قیام۔ انتہیٰ

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ.

باب: نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔

(۱۳۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّكْبِيْرِ. [بخاری: ۸۴۲؛ ابوداود: ۱۰۰۲؛ نسائی: ۱۳۳۴]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم پہچانتے تھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام جب آپ ﷺ تکبیر کہتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۱۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ مَعْبَدٍ فَاَنْكَرَهٗ وَقَالَ: لَمْ اُحَدِّثْكَ بِهٰذَا قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ اَخْبَرَنِيْهِ قَبْلَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا مکمل ہونا جب پہچانتے، جب تکبیر کی آواز سنتے۔ اس حدیث کو عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے ابومعبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ عمرو نے کہا: میں نے دوبارہ جب اس حدیث کا ذکر ابومعبد رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا: میں نے تم سے یہ حدیث بیان نہیں کی حالانکہ انہوں نے ہی مجھ سے بیان کی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ. [راجع: ١٣١٦]

فائدہ: اگرچہ ابو معبد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اس حدیث کی روایت سے انکار کیا مگر عمرو بن دینار ثقہ ہیں تو یہ روایت امام مسلم اور جمہور فقہا اور اہل حدیث کے مذہب کے نزدیک حجت ہوگی۔

(١٣١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ. [بخاری: ٨٤١، ابوداود: ١٠٠٣]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا اور میں جب اس ذکر کی آواز سنتا تو معلوم کرتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ دلیل ہے بعض علما سلف کی جو کہتے ہیں فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنا یا ذکر کرنا مستحب ہے اور متاخرین میں سے ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے اس کو مستحب جانا ہے۔ ابن بطال اور اور علما نے یہ نقل کیا ہے کہ سارے مذاہب والے ذکر جہری کو مستحب نہیں جانتے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے یہ جہر لوگوں کو سکھلانے کیلئے کبھی کبھی کیا ہو نہ اس لئے کہ جہر کرنا مستحب ہے یا لوگ ہمیشہ ایسا کرتے تھے اور امام یا مقتدی دونوں کو لازم ہے کہ فرض کے بعد اگر ذکر کریں تو آہستہ کریں مگر جب امام لوگوں کو تعلیم کرنا چاہے تو تھوڑی دیر کیلئے جہر کر سکتا ہے (انتہیٰ)۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَمِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ.

باب: تشہد اور سلام کے درمیان عذاب قبر اور عذاب جہنم اور زندگی اور موت اور مسیح دجال کے فتنے اور گناہ اور قرض سے پناہ مانگنے کا بیان۔

(١٣١٩) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ امْرَاَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَهِيَ تَقُوْلُ: هَلْ شَعَرْتِ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ؟ قَالَتْ: فَارْتَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُوْدُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ شَعَرْتِ اَنَّهُ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ؟)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [نسائی: ٥٦٤٠]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی، وہ کہنے لگی: تم کو معلوم ہے تم قبر میں آزمائے جاؤ گے (یعنی تمہارا امتحان ہوگا اور جو امتحان میں پورے نہ اترے تو عذاب ہوگا) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کانپ گئے اور فرمایا: ''یہ یہود کے واسطے ہوگا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم چند راتیں ٹھہرے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ کو معلوم ہے کہ میرے اوپر وحی اتری ہے کہ قبر میں تمہاری آزمائش ہوگی۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے سنا اس دن سے رسول اللہ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے۔

نسائی محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱۳۲۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ یَسْتَعِیْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [نسائی: ۲۰۶۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ اس کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَیَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَتَا: اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ یُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَتْ: فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ اُنْعِمْ اَنْ اُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَجُوْزَیْنِ مِنْ عُجُزِ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ دَخَلَتَا عَلَیَّ فَزَعَمَتَا اَنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ یُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ: ((صَدَقَتَا اِنَّهُمْ یُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ)) ثُمَّ قَالَتْ: فَمَا رَاَیْتُهُ بَعْدُ فِیْ صَلٰوةٍ اِلَّا یَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [بخاری: ۶۳۶۶؛ نسائی: ۲۰۶۵]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس مدینہ والوں میں سے دو یہودی بڑھیا آئیں اور کہنے لگیں کہ قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے قبروں میں۔ میں نے ان کو جھٹلایا اور مجھے ان کو سچا کہنا اچھا نہ لگا۔ پھر وہ دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ سے بیان کیا جو ان بڑھیوں نے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ قبر والوں کو ایسا عذاب ہوتا ہے جس کو جانور تک سنتے ہیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے بعد میں نے دیکھا آپ ﷺ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۲) عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَ فِیْهِ قَالَتْ: وَمَا صَلّٰی صَلَاةً بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا سَمِعْتُهُ یَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [بخاری: ۱۳۷۲؛ نسائی: ۱۳۰۷]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے ہمیشہ سنا جب بھی آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا یُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِی الصَّلَاةِ.

باب: نماز میں کس چیز سے پناہ مانگی جائے۔

(۱۳۲۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَسْتَعِیْذُ فِیْ صَلٰوتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [بخاری: ۷۱۲۹]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز میں تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے کہے: یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[ابوداود: ۹۸۳؛ نسائی: ۱۳۰۹؛ ابن ماجه: ۹۰۹]

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) فَقَالَتْ: فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ)). [بخاری: ۸۳۲، ۲۳۹۷؛ ابوداود: ۱۸۸۰؛ نسائی: ۱۳۰۸]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے: ''یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے، یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرضداری سے۔'' ایک شخص بولا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ اکثر قرضداری سے کیوں پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: تو اگرچہ قرضداری کوئی گناہ نہیں مگر اس کی وجہ سے اور گناہ سرزد ہوتے ہیں اس واسطے قرضداری سے پناہ مانگے۔ حقیقت میں قرضداری بری بلا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ بغیر سخت ضرورت کے قرض نہ لے۔ اور سخت ضرورت یہ ہے کہ مارے بھوک کے مرتا ہو۔ اس کے سوا اور کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کیلئے قرض کی بلا میں پڑے۔ اور شادی یا موت یا رسمیں تو لغو ہیں ان کیلئے مسلمان کو قرض لینا ضروری نہیں۔

(۱۳۲۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيْرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)). [راجع: ۱۳۲۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے اخیر تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے جہنم کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور دجال کی برائی سے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۷) عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ: ((الْأَخِيْرِ)).

اوزاعی اس سند سے بیان کرتے کہ جب تم میں سے کوئی تشہد سے فارغ ہو اور اس میں آخری تشہد کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۸) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)). [بخاری: ۱۳۷۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فساد سے اور دجال کی برائی سے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پناہ مانگو اللہ کی قبر کے عذاب سے،

فائدہ: یہ حدیث اور مکرر اسی مضمون کی دعا کے بارے میں متواتر ہے۔ آنا گوئنکہ

بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ عُوْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)). [نسائی: ۵۵۲۳، ۵۵۲۸، ۵۵۳۱]

پناہ مانگو اللہ کی دجال کے فتنہ سے، پناہ مانگو اللہ کی زندگی اور موت کے فتنہ سے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۳۰) عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۳۱) عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [نسائی: ۵۵۲۳، ۵۵۲۸، ۵۵۲۹]

اس سند سے بھی وہی حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [نسائی: ۵۵۳۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پناہ مانگتے تھے قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بَلَغَنِیْ اَنَّ طَاوُسًا قَالَ لِابْنِهٖ: اَدَعَوْتَ بِهَا فِیْ صَلٰوتِكَ؟ فَقَالَ: لَا قَالَ: اَعِدْ صَلٰوتَكَ لِاَنَّ طَاوُسًا رَوَاهُ عَنْ ثَلَاثَةٍ اَوْ اَرْبَعَةٍ اَوْكَمَا قَالَ. [ابوداود: ۱۵۴۶؛ ترمذی: ۳۴۹۴؛ نسائی: ۲۰۶۲، ۵۵۲۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ ان کو یہ دعا سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کی سورت سکھاتے کہ ''کہو: اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے۔'' کہا مسلم بن حجاج رحمہ اللہ نے پہنچا مجھ کو کہ طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے نماز میں یہ دعا مانگی؟ کہا: نہیں۔ کہا: اپنی نماز پھر پڑھ تحقیق کہ طاؤس نے اس حدیث کو تین یا چار راویوں سے روایت کیا یا جیسا کہ کہا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ طاؤس کے اس قول سے اس دعا کے پڑھنے کی بہت تاکید ثابت ہوئی ہے اور ظاہر اس بات نکلتی ہے کہ اس دعا کا پڑھنا واجب ہے جب تو انہوں نے نماز کے اعادہ کا حکم دیا لیکن اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ یہ دعا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور شاید طاؤس کی غرض تاکید تھی: وجوب۔ انتہی۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَبَيَانِ صِفَتِهٖ.

باب: نماز کے بعد کیا ذکر کرنا چاہیے۔

(۱۳۳۴) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ:

ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور کہتے: ((اَللّٰهُمَّ)) سے اخیر تک۔ ولید نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) قَالَ الْوَلِيْدُ: فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ . [ابوداود: ١٥١٣؛ ترمذی: ٣٠٠؛ نسائی: ١٣٣٦؛ ابن ماجه: ٩٢٨]

میں نے اوزاعی سے پوچھا: استغفار کیسے ہے؟ کہا: استغفر اللہ کہتے یعنی میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَايَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ ((يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)). [ابوداود: ١٥١٢؛ ترمذی: ٢٩٨؛ نسائی: ١٣٣٧؛ ابن ماجه: ٩٢٤]

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے نہ بیٹھتے مگر اس قدر کہ کہتے ((اَللّٰهُمَّ)) سے اخیر تک یعنی ''یا اللہ! تو سب عیبوں سے سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے یعنی تمام عالم کی اور اے بزرگی اور عزت والے تو بڑی برکت والا ہے'' اور ابن نمیر کی روایت میں ((يا ذا الجلال والإكرام)) ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٦) عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ: ((يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)). [راجع: ١٣٣٤]

اس سند سے بھی مذکورہ الفاظ آئے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٧) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) . [راجع: ١٣٣٤]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٨) عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) [بخاری: ٨٤٤، ٦٣٣٠، ٦٤٧٣، ٦٦١٥، ٧٢٩٢؛ ابوداود: ١٥٠٥؛ نسائی: ١٣٤٠، ١٣٤١]

وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ چکتے اور سلام پھیرتے تو کہتے: ((لا اله)) سے اخیر تک یعنی ''کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سلطنت اسی کی ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یا اللہ! جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کی کوشش تیرے آگے پیش نہیں جاتی۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٩) عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ اَبُوْكُرَيْبٍ فِيْ رِوَايَتِهِمَا: قَالَ: فَاَمْلَاهَا عَلَيَّ

وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت ہے اور مغیرہ نبی ﷺ سے اوپر کی روایت کے مثل بیان کرتے ہیں اور ابوبکر اور ابوکریب نے اپنی روایتوں میں کہا کہ وراد نے کہا کہ مجھے مغیرہ نے بتایا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُغِيرَةُ فَكَتَبَتْ بِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ. [راجع: ١٣٣٧]

اور میں نے اس دعا کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔

(١٣٤٠) عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ وَرَّادًا مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ كَتَبَ ذَلِكَ الْكِتَابَ لَهُ وَرَّادٌ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا إِلَّا قَوْلَهُ: ((وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ. [راجع: ١٣٣٧]

عبدہ بن ابولبابہ نے کہا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے وراد کے ہاتھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھوا بھیجا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے جب سلام پھیرتے نماز سے مثل ابوبکر اور ابوکریب کی روایت کے مگر اس میں ((وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) کو ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤١) عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ. [راجع: ١٣٣٨]

وراد سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤٢) عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ وَعَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ سَمِعَا وَرَّادًا كَاتِبَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). [راجع: ١٣٣٨]

عبدہ اور عبدالملک دونوں نے وراد سے جو منشی تھے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سنا کہ لکھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کہ مجھے کوئی دعا ایسی لکھ بھیجو جو سنی ہو تم نے رسول اللہ ﷺ سے، تو انہوں نے لکھ بھیجا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ پڑھتے تھے جب نماز سے فارغ ہوتے لا الہ سے اخیر تک اور ترجمہ اس دعا کا اوپر گزر چکا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤٣) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ)) وَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يُهَلِّلُ

ابوالزبیر نے کہا: ابن الزبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت لا الہ الا اللہ سے کافرون تک پڑھتے یعنی "کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اسی کی ہے سلطنت اور اسی کیلئے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ عبادت کرنے کی قوت ہے، مگر ساتھ اللہ کے۔ نہیں کوئی معبود لائق عبادت سوائے اللہ کے اور نہیں پوجتے ہیں ہم مگر اسی کو۔ اسی کا ہے سب احسان اور اسی کو سب بزرگی اور اسی کیلئے ہے تعریف اچھی، نہیں ہے کوئی معبود عبادت کے لائق مگر اللہ ہم خالص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِهِنَّ دُبُرَكُلِّ صَلٰوةٍ . [ابوداود: ١٥٠٦، ١٥٠٧؛ نسائی: ١٣٣٨، ١٣٣٩]

اگر چہ کافر برا مانیں'' اور کہا: راوی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہی پڑھا کرتے۔

(١٣٤٤) عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ مَوْلٰى لَهُمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُهَلِّلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ . بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ . [راجع: ١٣٤٣]

ابی الزبیر سے جو مولیٰ ہیں ان کے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس دعا کے ساتھ یعنی جو اوپر مذکور ہوئی ہر نماز کے بعد اپنی آواز بلند کرتے تھے جیسے ابن نمیر نے روایت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ کہا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے یہ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ۔ ابن نمیر کی روایت وہی ہے جو ابھی اوپر گزری۔

(١٣٤٥) عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ اَوِالصَّلَوَاتِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ . [راجع: ١٣٤٣]

ابوالزبیر نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ خطبہ پڑھتے تھے اس منبر پر اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو ہر نماز کے آخر میں کہتے اور پھر ہشام بن عروہ کی روایت کے مانند حدیث بیان کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ہشام کی روایت وہی ہے جو ابوالزبیر سے اوپر مذکور ہوئی جس میں دعا مذکور ہے۔

(١٣٤٦) عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ اَنَّ اَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَقُوْلُ فِیْ اِثْرِ الصَّلٰوةِ اِذَا سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا وَقَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ وَكَانَ يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [راجع: ١٣٤٣]

موسیٰ بن عقبہ سے ابوالزبیر مکی نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے وہی دعا پڑھتے جو روایت کی ہشام اور حجاج نے ابوالزبیر سے اور اس کے آخر میں کہا کہ وہ اس دعا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّیْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ مالدار لوگ بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لوٹ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں؟'' انہوں نے عرض کی کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم نہیں دے سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں آزاد کر سکتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں ایسی چیز سکھا دوں کہ جو تم سے آگے ہوں ان کو تم پالو اور اپنے سے پیچھے والوں کے ہمیشہ آگے رہو اور کوئی تم سے درجہ میں بڑھ کر نہ ہو مگر وہ جو وہی کام کرے جو تم کرتے ہو۔'' انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَدُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِينَ مَرَّةً)) قَالَ أَبُو صَالِحٍ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ)) وَزَادَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سُمَيٌّ: فَحَدَّثْتُ بَعْضَ أَهْلِي هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: وَهِمْتَ إِنَّمَا قَالَ: ((تُسَبِّحُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِينَ وَتُكَبِّرُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِينَ)) فَرَجَعْتُ إِلَى أَبِي صَالِحٍ فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَتّٰى تَبْلُغَ مِنْ جَمِيعِهِنَّ ثَلَاثَةً وَّ ثَلَاثِينَ قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ رَجَاءَ بْنَ حَيْوَةَ فَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . [بخاري: ٨٤٣، ٦٣٢٩]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تسبیح وتکبیر وتحمید کرو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ۔'' ابو صالح نے کہا: پھر مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہمارے بھائیوں نے سن پایا جو اہل مال ہیں ہماری اس دعا کو اور وہ بھی پڑھنے لگے جیسے ہم پڑھتے ہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے'' (یعنی اس میں میرا کیا اختیار ہے) قتیبہ کے علاوہ راویوں نے اس روایت میں یہ بڑھایا کہ لیث ابن عجلان سے راوی ہے کہ کسی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اپنے کسی گھر والوں سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم بھول گئے۔ اس روایت میں یوں ہے کہ ''تسبیح کرے تو اللہ کی ۳۳ بار اور تحمید کرے تو اللہ کی ۳۳ بار اور تکبیر کہے اللہ کی ۳۳ بار۔'' پھر میں ابو صالح کے پاس گیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ اکبر سے الحمد للہ تک تینتیس بار کہے یعنی اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کو ہے اور اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب اسی کیلئے ہے۔ ابن عجلان نے کہا: میں نے یہ حدیث رجاء بن حیوہ سے بیان کی تو انہوں نے اسی کے مثل مجھ سے روایت کی ابو صالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ بِمِثْلِ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ إِلَّا أَنَّهُ أَدْرَجَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَ أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ رَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَقُولُ سُهَيْلٍ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! مال والے بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لے گئے۔ غرض روایت کی انہوں نے مثل حدیث قتیبہ کے جو لیث سے مروی ہے مگر اتنی بات انہوں نے مدرج کی (اور مدرج یہ ہے کہ راوی کا قول کسی روایت میں ملا دے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابو صالح کے قول سے کہ پھر لوٹ کر آئے فقراء مہاجرین آخر حدیث تک اور زیادہ کیا ہے حدیث میں کہ سہیل نے کہا کہ ہر کلمہ گیارہ گیارہ بار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِحْدَى عَشْرَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ فَجَمِيعُ ذَلِكَ كُلِّهِ ثَلَاثَةٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ.

کہے کہ سب مل کر تینتیس بار ہو جائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سہیل کی روایت میں گیارہ بار کلمہ آیا ہے یہ اور روایتوں کے منافی نہیں ہے جن میں تینتیس بار کا ذکر ہے بلکہ جن روایتوں میں تینتیس بار آیا ہے وہ معتبر راویوں کی زیادت ہے اور زیادت ثقات کی معتبر اور مقبول ہے بلکہ بعض راویوں نے پورے سو سو بار پڑھنے کو روایت کیا ہے اور وہ زیادت بھی قابل قبول ہے اور ایک روایت میں تکبیر چونتیس بار آئی ہے اور وہ بھی قابل قبول ہے اور اگر احتیاط منظور ہو تو تسبیح اور تحمید کو تینتیس تینتیس بار اور تکبیر کو چونتیس بار کہے اور آخر میں لا اله الا الله وحده لا شريك له کو آخر تک پڑھ لے کہ سب روایتوں پر عمل ہو جائے۔ یہ مضمون ہے نووی رحمہ اللہ کا۔

(۱۳٤۹) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُعَقِّبَاتٌ لَّا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً)). [ترمذی: ۳٤۱۲][نسائی: ۱۳٤۸]

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے پیچھے کچھ ایسی دعائیں پڑھنے کی ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کا بجالانے والا ہر نماز فرض کے بعد کبھی (ثواب سے یا بلند درجوں سے) محروم نہیں ہوتا۔ تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہنا۔''

(۱۳۵۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّأَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ)). [راجع: ۱۳٤۹]

کعب بن عجرہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چند تسبیحات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان نہیں اٹھائے گا۔ وہ یہ ہیں کہ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۵۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۱۳٤۹]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۵۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَ قَالَ: تَمَامُ الْمِائَةِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار کہے تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورا سینکڑا یوں کرے کہ ایک بار لا الہ سے قدیر تک پڑھے (یعنی کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں مگر اللہ، اکیلا ہے وہ، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی ہے سلطنت اور اسی کیلئے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر (یعنی بے حد) ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۵۳) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ مَايُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ.

باب: تکبیر تحریمہ اور قراءت کے بیچ کی دعاؤں کا بیان۔

(١٣٥٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِی الصَّلٰوةِ سَكَتَ هُنَيَّةً قَبْلَ اَنْ يَّقْرَأَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَرَاَيْتَ سَكُوْتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَآءَةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: ((اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَايَایَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَايَایَ بِالثَّلْجِ وَ الْمَآءِ وَالْبَرَدِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تھوڑی دیر چپ رہتے پھر قراءت کرتے تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تکبیر اور قراءت کے درمیان چپ ہو جاتے ہیں تو کیا پڑھتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں اللھم سے آخر تک'' یعنی یا اللہ! دور کر دے مجھے میرے گناہوں سے جیسے دور کیا تو نے مشرق کو مغرب سے۔ یا اللہ! صاف کر دے مجھے میری خطاؤں سے جیسا صاف ہوتا ہے سفید کپڑا میل سے۔ یا اللہ! دھو دے میرے گناہوں کو برف سے اور پانی اور اولوں سے۔''

(راجع: ٧٤٤؛ ابوداود: ٧٨١؛ نسائی: ٦٠، ٨٩٤؛ ابن ماجه: ٨٠٥)

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہا امام نووی رحمہ اللہ نے دلیل ہے یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور کی کہ وہ سب دعائے استفتاح کو مستحب جانتے ہیں اور اس بات میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں ان ہی میں سے یہ حدیث بھی ہے۔ اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جس میں اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ کی دعا مذکور ہے وہ مسلم رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابواب صلوٰۃ اللیل وغیرہ میں اور اس کے سوا اور روایتیں ہیں اور میں نے ان کو شرح مہذب میں جمع کیا ہے۔

(١٣٥٥) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ. [راجع: ١٣٥٤]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٥٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَةَ بِ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)) وَلَمْ يَسْكُتْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے الحمد سے قراءت شروع کرتے اور چپ نہ رہتے (یعنی دعائے استفتاح نہ پڑھتے)۔

○ ○ ○ ○

(١٣٥٧) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهٗ قَالَ: ((اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ؟)) فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ: ((اَيُّكُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور نماز کی صف میں مل گیا اور اس کا سانس چڑھ گیا تو اس نے کہا: (الحمدللہ) سے (مبارکاً فیہ) تک (یعنی سب تعریف اللہ کیلئے ہے بہت تعریف اور پاک اور برکت والی) پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہنے والا کون تھا جس نے یہ کلمات کہے؟'' سو قوم کے سب لوگ چپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْمُتَكَلِّمُ بِهَا؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا)) فَقَالَ رَجُلٌ: جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِيَ النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا)). [ابوداود: ۷۶۳؛ نسائی: ۹۰۰]

ہو رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے کہے یہ کلمات کیوں کہ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔'' تو ایک شخص نے عرض کی کہ میں آیا اور میرا سانس چڑھ گیا تو میں نے ان کلمات کو کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ایک پر ایک گر رہے تھے کہ کون ان میں سے اس کو اوپر لے جائے۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس)

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۳۵۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ فِي الْقَوْمِ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ. [ترمذی: ۳۵۹۲؛ نسائی: ۸۸۴، ۸۸۵]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا: اللّٰہ اکبر سے اصیلاً تک (یعنی اللہ بڑا ہے، سب بڑائی اس کے واسطے ہے اور بہت تعریف ہے اس کی اور پاک ہے اللہ پاکی بولنا ہے صبح اور شام) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے یہ کلمے کہے؟'' تو قوم میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تعجب آیا جب اس کیلئے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنی میں نے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلٰوةِ بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا

باب: نماز کیلئے وقار و سکون سے آنے کا بیان۔

(۱۳۵۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا)). [ابوداود: ۵۷۲؛ ترمذی: ۳۲۹؛ نسائی: ۸۶۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب نماز شروع ہو جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ چلتے ہوئے سکون سے آؤ اور جو امام کے ساتھ ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: سب نمازوں کا یہی حکم ہے جمعہ ہو یا غیر جمعہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے: ﴿فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾۔ وہاں بھی سعی سے مراد آہستہ چلنا ہی ہے۔ اور دوڑنے سے منع اس لئے فرمایا کہ جب نماز کا ارادہ کیا گویا نماز میں داخل ہو گیا۔ پس ضروری ہے کہ اس کے آداب کا لحاظ رکھے، اسی لئے ایک روایت میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ جب تم نے نماز کا قصد کیا نماز میں ہو گئے۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو نہ ملے اس کو پورا کر لو اس سے متنبہ ہو گئی کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو جب بھی وقار سے آنا چاہیے۔ دوڑنا کوئی حال میں ضروری نہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❖ ❖)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور اکثر عوام بلکہ خواص بھی اس سے غافل ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علمائے سلف وخلف کا قول ہے کہ جو امام کے ساتھ مسبوق نے نماز ادا کی وہ اول حصہ نماز کا ہے اور جو امام کے سلام کے بعد ادا کرے گا وہ آخر حصہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اس کے خلاف ہے کہ وہ امام کے سلام کے بعد کی نماز کو اول نماز کہتے ہیں اس لئے کہ آخر رکعتوں میں سورت پڑھتے ہیں اور قوی وہی مذہب اول ہے۔ اور یہ جو روایت میں آیا ہے: ((وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ)) یہاں قضا بمعنی ادا ہے۔ یہی جواب جمہور نے حنفیہ کو دیا ہے نہ یہ کہ وہ نماز قضائے جزو اول ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں: قَضَيْتُ حَقَّ فُلَانٍ یعنی میں نے فلاں کا حق ادا کر دیا۔

(١٣٦٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تکبیر کہی جائے فرض نماز کی تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون سے آؤ جو ملے پڑھو اور جو فوت ہوا سے پورا کر لو اس لئے کہ جب کوئی تم میں سے نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ نماز میں ہو جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٣٦١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سی احادیث میں سے ایک یہ بھی بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اذان دی جائے تو چلتے ہوئے اور سکون کے ساتھ آؤ پس جو حصہ نماز کا تم پالو وہ پڑھ لو باقی بعد میں پورا کر لو۔''

○ ○ ○ ○

(١٣٦٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَسْعَى اِلَيْهَا اَحَدُكُمْ وَلْكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ.))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی تکبیر ہو تو تم میں سے کوئی دوڑ کر نہ چلے لیکن آہستہ چلے آرام سے اور وقار سے اور پڑھ جو تجھے ملے اور ادا کر جو تجھ سے آگے امام نے پڑھ لی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٣٦٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ جَلَبَةَ فَقَالَ: ((مَا شَاْنُكُمْ؟)) قَالُوْا: اسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا سَبَقَكُمْ فَاَتِمُّوْا)). [بخاری: ٦٣٥]

عبداللہ بن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے باپ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کی کھڑبڑ سنی تو فرمایا: ''(یعنی بعد نماز کے کہ) کیا حال ہے تمہارا۔'' انہوں نے عرض کی کہ ہم نے نماز کے لئے جلدی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو جب تم نماز کو آؤ تو آرام سے آؤ پھر جو ملے پڑھ لو اور جو تم سے آگے ہو چکی اسے پوری کر لو۔''

(١٣٦٤) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ١٣٦٦]

اس سند کے ساتھ سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ؟ باب: نماز کے واسطے نمازی کب کھڑے ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٣٦٥) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ)) وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ: ((اِذَا اُقِیْمَتْ اَوْنُوْدِیَ)). [بخاری: ٦٣٧، ٦٣٨، ٩٠٩؛ ابوداود: ٥٣٩، ٥٤٠؛ ترمذی: ٥٩٢؛ نسائی: ٦٨٦، ٧٨٩]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی تکبیر ہو تو کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔'' ابن حاتم نے شک کیا کہ ((اذا اقیمت الصلوٰة)) ہے یا نودی)).

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی پہلے سے نماز کیلئے کھڑے نہ رہو کہ شاید میرے نکلنے میں دیر ہو تو تمہیں تکلیف ہو سبحان اللہ! اپنی امت پر نبی امی ﷺ کی کیا شفقت ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ جب امام حاضر ہو جب تکبیر کہی جائے اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو تب تک کوئی کھڑا نہ ہو۔ اور عام علما کا مذہب ہے کہ جب مؤذن تکبیر شروع کرے سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰة کہتا جب کھڑے ہوتے۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور کوفیوں کا قول ہے کہ حی علی الصلوٰة کے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰة کے وقت امام تکبیر تحریمہ باندھے اور جمہور علما کا از سلف تا خلف یہ قول ہے کہ مؤذن جب تک تکبیر سے فارغ نہ ہو تب تک تکبیر تحریمہ نہ باندھی جائے۔ نووی رحمہ اللہ نے ایسا ہی لکھا ہے۔

(١٣٦٦) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَزَادَ اِسْحٰقُ فِیْ رِوَایَتِهٖ حَدِیْثَ مَعْمَرٍ وَ شَیْبَانَ ((حَتّٰی تَرَوْنِیْ قَدْ خَرَجْتُ)). [راجع: ١٣٦٥]

اس سند سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت آئی ہے کچھ اضافہ کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(١٣٦٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا فَعَدَّلْنَا الصُّفُوْفَ قَبْلَ اَنْ یَّخْرُجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِذَا قَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ قَبْلَ اَنْ یُّكَبِّرَ ذَكَرَ فَانْصَرَفَ وَقَالَ لَنَا: ((مَكَانَكُمْ)) فَلَمْ نَزَلْ قِیَامًا نَّنْتَظِرُهٗ حَتّٰی خَرَجَ اِلَیْنَا وَقَدِ اغْتَسَلَ یَنْطُفُ رَاْسُهٗ مَآءً فَكَبَّرَ فَصَلّٰی بِنَا. [بخاری: ٢٧٥؛ ابوداود: ٢٣٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار نماز کی تکبیر کہی گئی اور ہم نے صفیں برابر کیں حضور ﷺ کے نکلنے سے پہلے۔ پھر آنحضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ابھی تکبیر تحریمہ نہیں باندھی کہ آپ ﷺ کو یاد آ گیا اور گھر کو لوٹ گئے اور ہم سے فرما گئے ''کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔'' ہم سب آپ ﷺ کے انتظار میں کھڑے رہے۔ آپ ﷺ نکلے اور سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا پھر تکبیر کہی اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: شاید اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ جب تک مجھے دیکھ نہ لو تب تک کھڑے نہ ہو۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر دوبارہ نہیں کہی۔ غرض کہ ثابت ہوا عدم اعادہ تکبیر کا ایسے واقعات سے۔ اور معلوم ہوا کہ عبادات میں انبیا سے بھول ہو سکتی ہے کہ لوازم بشریت سے ہے۔

(١٣٦٨) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ مَقَامَهٗ فَاَوْمٰی اِلَیْهِمْ بِیَدِهٖ اَنْ ((مَكَانَكُمْ)) فَخَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک بار نماز کی تکبیر کہی اور لوگوں نے صف باندھی اور رسول اللہ ﷺ نکلے اور اپنے مقام میں کھڑے ہوئے پھر ہم کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی جگہوں پر رہو اور آپ ﷺ صف سے نکل گئے اور غسل کیا اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر سب کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَرَأْسُهُ يَنْطُفُ الْمَاءَ فَصَلّٰى بِهِمْ. [بخاری: ٦٣٩، ٦٤٠؛ ابوداود: ٢٣٥، ٥٤١؛ نسائی: ٧٩١]

نماز پڑھی۔

(١٣٦٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ النَّبِیُّ ﷺ مَقَامَهُ. [راجع: ١٣٦٨]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر آپ ﷺ کے واسطے کہی جاتی تھی اور لوگ صفوں میں اپنی جگہ لے لیتے تھے قبل اس کے کہ حضور ﷺ اپنی جگہ کھڑے ہوں۔

○ ○ ○ ○

(١٣٧٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ اِذَا دَحَضَتْ فَلَا يُقِيْمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِیُّ ﷺ فَاِذَا خَرَجَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ حِيْنَ يَرَاهُ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلال رضی اللہ عنہ جب زوال ہوتا اذان دیتے اور اقامت نہ کہتے یہاں تک کہ حضرت تشریف لائیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لاتے اور بلال رضی اللہ عنہ دیکھ لیتے تب تکبیر کہتے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ دیکھتے رہتے ہوں گے حضور ﷺ کے نکلنے کو اور دوسرے لوگ نہ دیکھتے ہوں گے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں انہوں نے تکبیر شروع کی اور لوگوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا کھڑے ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ پر برابر ہو گئے پھر جب صفیں برابر ہو چکی اپنی جگہ پر تشریف لا کر نماز شروع کر دی اور اس کے خلاف جہاں مروی ہو وہ قضیہ اتفاقیہ ہوا جواز کے واسطے بیان ہو۔

بَابُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلٰوةَ.

باب: جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے وہ نماز پالی۔

(١٣٧١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ)). [بخاری: ٥٨٠؛ ابوداود: ١١٢١؛ نسائی: ٥٥٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک رکعت کسی نماز کی پالی اس نے وہ نماز پالی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ جس نے ایک رکعت پڑھنے کے موافق کسی نماز کا وقت پالیا مثلاً کافر اس وقت اسلام لایا یا لڑکا بالغ ہوا یا مجنون عاقل ہوا یا حائضہ حیض سے پاک ہوئی وہ نماز اس پر فرض ہو گئی۔ دوسرا یہ کہ جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ لی وہ جماعت کی فضیلت کو پا چکا۔ اب اگر جمعہ کی نماز تھی تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور ظہر اس سے ساقط ہو گئی۔ تیسرا یہ کہ ایک رکعت کسی نے قبل طلوع آفتاب پڑھ لی یا قبل غروب آفتاب ادا کر لی اور بعد اس کے آفتاب طلوع ہو گیا یا غروب ہو گیا تو اس کو نماز صبح اور عصر کی مل گئی باقی نماز ادا کرے اور قضا نہ ہوئی۔

(١٣٧٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ)). [ترمذی: ٥٢٤؛ نسائی: ٥٢٤؛ ابن ماجه: ١١٢٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لی اس کو مل گئی یعنی جماعت کا ثواب حاصل ہو گیا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: جس نے ایک رکعت پالی اس نے ساری نماز پالی جیسے عبیداللہ کی روایت میں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب باقی رکعتیں ادا ہی نہ کرے کہ یہ خلاف اجماع مسلمین ہے بلکہ مراد وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اس کو ثواب جماعت کا مل گیا یا وہ نماز اس پر فرض ہو چکی یا ادا ہوئی قضا نہ ہوئی اور باقی رکعتیں ضرور ادا کرے۔ كذا قال النووی رحمه الله

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اَحَدٍ مِنْهُمْ: ((مَعَ الْاِمَامِ)) وَفِیْ حَدِیْثِ عُبَیْدِاللّٰهِ قَالَ: ((فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا)). [نسائی: ۵۵۳، ۵۵۴]

اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ حدیث مروی ہے مگر اس میں اضافہ یہ ہے کہ ''اس نے گویا ساری نماز پالی۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ)). [بخاری: ۵۷۹؛ ترمذی: ۱۸۶؛ نسائی: ۵۱۶؛ ابن ماجه: ۶۹۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو ایک رکعت ملی صبح کی قبل طلوع آفتاب کے اس کو صبح کی نماز مل گئی اور جس کو ایک رکعت عصر کی ملی قبل غروب آفتاب کے اس کو عصر کی نماز مل گئی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: مطلب اس کا ہم اوپر بیان کر چکے اور خلاصہ یہ ہے کہ مثلاً کسی نے صبح کی نماز کی ایک رکعت قبل طلوع شمس پڑھ لی اور ایک رکعت بعد طلوع ادا کی تو نماز اس کی صحیح ہوئی اور باطل نہیں ہوئی۔ یہی مذہب ہے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اور تمام علمائے سلف وخلف کا۔ اور خلاف حنفیہ کا اس میں باطل اور مردود ہے اور ظاہر حدیث سے اس کا بطلان ظاہر ہے اور عصر کی نماز کی صحت میں سب کا اتفاق ہے۔

(۱۳۷۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ فَقَدْ اَدْرَكَهَا)) وَالسَّجْدَةُ اِنَّمَا هِیَ الرَّكْعَةُ. [نسائی: ۵۵۰؛ ابن ماجه: ۷۰۰]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ جس نے عصر کی نماز سے ایک سجدہ قبل غروب آفتاب پالیا یا صبح سے قبل طلوع اس نے وہ نماز پالی۔'' اور سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۷۶) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِكٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ. [ابن ماجه: ۱۱۰۰]

اس سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۷۷) وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ: نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس آدمی نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز میں سے ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی اور جس آدمی نے سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز سے ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ اَدْرَكَ وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ)). [ابوداود: ٤١٢؛ نسائی: ٥١٣]

○ ○ ○ ○

(١٣٧٨) وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُالْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ١٣٨٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ.

باب: پنجگانہ اوقات نماز کا بیان۔

(١٣٧٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: اَمَا اِنَّ جِبْرِيلَ عليه السلام قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى اَمَامَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اِعْلَمْ مَاتَقُولُ يَاعُرْوَةُ! فَقَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ اَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَزَلَ جِبْرِيلُ عليه السلام فَاَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ)) [وَيَحْسُبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ [بخاری: ٥٢١، ٣٢٢١، ٤٠٠٧؛ ابوداود: ٣٩٤؛ نسائی: ٤٩٣؛ ابن ماجه: ٦٦٨]

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن نماز عصر میں کچھ دیر کی تو عروہ نے ان سے کہا کہ بیشک جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے امام ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: اے عروہ سمجھ کر کہو تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے سنا ہے بشیر بن ابی مسعود سے، وہ کہتے تھے: میں نے سنا ابومسعود سے کہ کہتے تھے: میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''جبرئیل اترے اور میرے امام ہوئے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر نماز پڑھی، پھر نماز پڑھی، پھر نماز پڑھی، پھر نماز پڑھی ان کے ساتھ۔'' حساب کرتے تھے پانچ نمازوں کا اپنی انگلیوں پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اگرچہ اس روایت میں اوقات نماز مذکور نہیں مگر جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایتوں میں اوقات مذکور ہیں جن کو ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور شاید یہاں راوی نے اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا کہ مخاطب پوری روایت کو یاد کرلے باقی رہی تاخیر نماز میں جب تک وقت باقی ہے جمہور کے نزدیک روا ہے اگرچہ اول وقت ادا کرنا افضل اور بہتر ہے۔

(١٣٨٠) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُو مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ يَا مُغِيرَةُ! اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلّٰى

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن نماز عصر میں دیر کی سو ان کے پاس عروہ بن زبیر آئے اور خبر دی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن نماز میں دیر کی تھی کوفہ میں تو ان کے پاس ابومسعود انصاری آئے اور کہا کہ اے مغیرہ! تم نے یہ کیا کیا؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جبرئیل علیہ السلام اترے اور نماز پڑھی۔ اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھی اور حضرت نے بھی نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: بِهٰذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ: اُنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا عُرْوَةُ! أَوَ إِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ أَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ.

[راجع: ١٣٧٩]

پڑھی۔ پھر نماز پڑھی اور حضرت نے بھی پڑھی۔ پھر پڑھی انہوں نے اور حضرت نے بھی پڑھی پھر پڑھی اور حضرت ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہ آپ ﷺ کو ایسا ہی حکم ہوا ہے (یعنی باوجود اس اہتمام کے رب جلیل نے بانزال جبرئیل علیہ السلام اوقات نماز تعلیم فرمائے پھر تم اس میں تاخیر کیوں کرتے ہو) تب کہا عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہ اے عروہ! تم کیا کہتے ہو کیا جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو اوقات نماز تعلیم فرمائے۔ عروہ نے کہا: ہاں ایسے ہی بشیر بن ابی مسعود اپنے باپ سے روایت کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٨١) قَالَ عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ. [بخاري: ٥٢١؛ ابوداود: ٤٠٧]

عروہ نے کہا: اور روایت کی مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بی بی رسول اللہ ﷺ کی نے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ دھوپ ان کے آنگن میں ہوتی تھی دیوار پر چڑھنے نہ پاتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اللہ اللہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ ایک دن کی تاخیر نماز سے جو خلیفہ وقت اور امیر المؤمنین سے واقع ہوئی تھی فوراً ان پر مؤاخذہ کیا گیا اور ایک یہ ایام بد انجام ہیں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں اہل اسلام بھی جانتے نہیں کہ نماز کیا چیز ہے۔ امرا تو کبھی بھولے سے قبلہ کا رخ نہیں کرتے۔ اور اس روایت میں ایک اعتراض ہے کہ پوری روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک دن اول وقت سب نمازیں ادا کی ہیں اور ایک دن آخر وقت مستحب میں۔ پھر اس سے تو خود جواز تاخیر معلوم ہوتا ہے اور جب تاخیر کا جواز ثابت ہوتا استدلال عروہ کا کیوں کر درست ہوگا مگر اس کا جواب یوں دیا ہے کہ شاید خلیفہ نے آخر وقت مستحب سے بھی زیادہ تاخیر کی۔ اب استدلال ان کا صحیح ہو گیا کہ اس قدر تاخیر جائز نہیں۔

(١٣٨٢) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يَفِيْءِ الْفَيْءُ بَعْدُ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٌ: لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ. [بخاري: ٥٤٦؛ ابن ماجه: ٦٨٣]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے اور سورج میرے حجرہ میں چمکتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٨٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور دھوپ ان کے صحن میں ہوتی تھی اوپر نہ چڑھتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ صحن آپ ﷺ کا چھوٹا تھا اور دیواریں اس سے بھی زیادہ چھوٹی تھیں کہ جب سایہ دیوار ایک مثل ہو جاتا ہے دھوپ صحن میں رہتی تھی بعد اس کے اوپر چڑھ جاتی تھی۔

(١٣٨٤) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: تُوُفِّيَ كَانَ رَسُوْلُ

محدث لائبریری متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ وَاقِعَةٌ فِي حُجْرَتِي.

پڑھتے تھے اور ابھی سورج میرے حجرہ میں ہوتا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۸۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ ثُمَّ إِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَحْضُرَ الْعَصْرُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَاءَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم صبح کی نماز پڑھ چکے تو اس کا وقت باقی ہے جب تک کہ سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے، پھر جب تم ظہر کی نماز پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے جب تک کہ عصر کا وقت آئے پھر جب عصر پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو۔ پھر جب مغرب پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے جب تک شفق غروب ہو پھر جب تم عشاء پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے آدھی رات تک۔''

[ابوداود: ۳۹۶؛ نسائی: ۵۲۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے کہ اوقات خمسہ ان کے نزدیک اسی وقت تک باقی رہتے ہیں مگر عشاء کا وقت مستحب نصف شب تک ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور وقت ادا اس کا صبح تک ہے جیسا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آگے آتا ہے اس باب میں کہ جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے۔

(۱۳۸۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَسْقُطْ نُورُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ)). [راجع: ۱۳۸۸]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت باقی رہتا ہے جب تک کہ عصر کا وقت آئے (یعنی آفتاب کا سایہ ایک مثل ہو جائے) اور عصر کا وقت مستحب باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو وقت مغرب کا باقی رہتا ہے جب تک کہ شفق کی تیزی نہ جائے اور وقت مستحب عشاء کا باقی رہتا ہے جب تک کہ آدھی رات نہ ہو اور وقت فجر کا باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے۔''

(۱۳۸۷) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ شُعْبَةُ: رَفَعَهُ مَرَّةً وَ لَمْ يَرْفَعْهُ مَرَّتَيْنِ. [راجع: ۱۳۸۶]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۸۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت اس وقت تک ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور رہتا ہے جب تک کہ آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے۔ اور عصر کا وقت جب تک رہتا ہے کہ آفتاب زرد نہ ہو اور وقت مغرب جب تک کہ شفق غائب نہ ہو اور وقت عشاء کا جب تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Marfat.com

وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ)). [راجع: ١٣٨٦]

رہتا ہے کہ بیچ کی آدھی رات نہ ہو اور وقت نماز فجر کا طلوع فجر سے جب تک ہے، کہ آفتاب نہ نکلے۔ پھر جب آفتاب نکل آئے تو نماز سے رکا رہے اس لئے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور فقہا کا اور اہل لغت کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مزنی رحمہ اللہ اور ایک فرقہ فقہا اور اہل لغت کا کہنا ہے کہ مراد اس سے وہ سفیدی ہے جو بعد زوال سرخی کے کبھی تھوڑی دیر رہتی ہے مگر قول اول راجح ہے چنانچہ اس بارہ میں نووی رحمہ اللہ نے تہذیب اللغات اور شرح مہذب میں بہت دلائل نقل کئے ہیں اور شیطان کے سینگوں سے یا تو اس کی جماعت اور گھر والے مراد ہیں یا اس کا ایک کنارہ سر کا۔ اور ظاہر حدیث معنی ثانی پر دال ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ کئی وقت اپنا سر سورج کے نزدیک کر دیتا ہے کہ جو لوگ سورج کو سجدہ کریں وہ سجدہ گویا اس مردود کو ہو اور اس وقت گویا شیطان اور اس کے گروہ کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے اس لئے اس وقت نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔

(١٣٨٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: ((وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَالَمْ يَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَآءِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطْ قَرْنُهَا الْاَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَالَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ)). [راجع: ١٣٨٦]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کا وقت پوچھا گیا۔ فرمایا: "نماز فجر کا وقت جب تک ہے کہ سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے اور ظہر کی نماز کا وقت جب ہے کہ آسمان کے بیچ سے آفتاب ڈھل جائے، جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے اور عصر کا وقت جب تک ہے کہ آفتاب زرد ہو جائے اور اس کا اوپر کا کنارہ ڈوب نہ جائے اور مغرب کی نماز کا وقت جب ہوتا ہے کہ آفتاب ڈوب جائے جب تک کہ شفق نہ ڈوبے اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٣٩٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ: لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ یحییٰ سے سنا کہ فرماتے تھے: علم آرام طلبی کے ساتھ نصیب نہیں ہوتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگرچہ اس حدیث کو مواقیت صلوٰۃ سے کچھ تعلق نہیں تاہم امام مسلم رحمہ اللہ نے اس جگہ شاید اس لئے ذکر کر دیا کہ عبداللہ بن عمرو کی روایت کو جو کئی عمدہ طریقوں سے روایت کیا ہے اور اس کے کثرت فوائد اور وفور قواعد پر نظر کی تو علم کی علو منزلت کا خیال کر کے لوگوں کی ترغیب و تحریض کیلئے اس کو نقل کر دیا کہ لوگ ہمیشہ علم کے طالب رہیں۔

(١٣٩١) عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ ((صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ)) يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے نماز کا وقت پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دو روز ہمارے ساتھ نماز پڑھو"۔ پھر جب آفتاب ڈھل گیا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اذان دی۔ پھر حکم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهُ فَاَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ بِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَاذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ: ((اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَارَاَيْتُمْ)). [ترمذی: ۱۵۲؛ نسائی: ۵۱۸؛ ابن ماجه: ۶۶۷]

دیا۔ انہوں نے اقامت کہی۔ پھر عصر پڑھی اور سورج بلند تھا سفید صاف پھر حکم دیا تو اقامت کہی مغرب کی جب آفتاب ڈوب گیا۔ پھر حکم دیا تو اقامت کہی عشاء کی جب شفق ڈوب گئی۔ پھر حکم دیا اقامت کہی فجر کی جب فجر طلوع ہوئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا۔ حکم کیا تو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھی اور بہت ٹھنڈے وقت پڑھی اور عصر پڑھی اور سورج بلند تھا مگر روز اول سے ذرا تاخیر کی اور مغرب پڑھی شفق ڈوبنے سے پہلے اور عشاء پڑھائی تہائی رات کے بعد اور فجر پڑھی جب خوب روشنی ہوگئی۔ پھر فرمایا: ''وہ سائل کہاں ہے جو نماز کا وقت پوچھتا تھا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جو دونوں وقت تم نے دیکھے ان کے بیچ میں تمہاری نماز کا وقت ہے۔''

○ ○ ○ ○

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت بھی دراز ہے ایسا تنگ نہیں جیسا بعض نے سمجھا ہے کہ بعد غروب آفتاب کے اتنا ہی وقت ہے کہ آدمی اس میں طہارت کر کے نماز ادا کر لے اور اس حدیث میں آپ نے اس کے جواب کو کر کے بتا دیا کہ اس میں زبانی بتانے سے زیادہ ایضاح اور سہولت ہے۔ اور اس سے ثابت ہوا کہ تاخیر نماز کے وقت مستحب تک روا ہے نہ یہاں تک کہ وقت مکروہ آ جائے۔

(۱۳۹۲) عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَاَلَهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: ((اَشْهَدُ مَعَنَا الصَّلٰوةَ)) فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ بِغَلَسٍ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ الْغَدَ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تُخَالِطْهَا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور نماز کے وقتوں کی بابت پوچھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے ساتھ نماز میں حاضر رہو۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا۔ انہوں نے اذان دی تاریکی میں۔ پھر صبح کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہوئی۔ پھر حکم کیا ظہر کا جب آسمان کے بیچ سے آفتاب ڈھلا۔ پھر حکم کیا عصر کا اور سورج بلند تھا پھر حکم دیا مغرب کا جب سورج ڈوبا۔ پھر حکم دیا عشاء کا جب شفق ڈوبی۔ پھر حکم کیا ان کو دوسرے دن اور روشنی میں پڑھی صبح پھر ان کو ظہر کا حکم کیا اور ٹھنڈے وقت نماز پڑھی پھر ان کو عصر کا حکم کیا اور سورج سفید تھا کہ اس میں زردی نہ ملنے پائی تھی۔ پھر ان کو مغرب کا حکم کیا قبل اس کے کہ شفق جانے پائے پھر ان کو عشاء کا حکم کیا جب ثلث لیل گزر گئی یا اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صُفْرَةُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعِشَآءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْبَعْضِهٖ شَكَّ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: ((اَيْنَ السَّائِلُ؟ مَا بَيْنَ مَا رَاَيْتَ وَقْتٌ)).

[راجع: ١٣٩١]

سے کچھ کم۔ شک کیا حرمی نے اس میں (جو راوی حدیث ہیں) پھر صبح ہوئی فرمایا: ''کہاں ہے وہ سائل۔'' پھر فرمایا: ''اس کے درمیان میں جو تم نے دیکھا ہے سب وقت ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٣٩٣) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اَتَاهُ سَائِلٌ يَسْاَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ: فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَ هُوَ كَانَ اَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ كَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعِشَآءَ حَتّٰى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلُ ثُمَّ اَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ: ((الْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ)). [ابوداود: ٣٩٥؛ نسائي: ٥٢٢]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا اور نماز کے اوقات پوچھنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا (اس لیے کہ آپ ﷺ کو کرکے بتانا منظور تھا) پھر فجر ادا کی جب فجر نکلی اور لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے نہ تھے۔ (یعنی اندھیرے کے سبب سے) پھر حکم کیا اور ظہر ادا کی جب آفتاب ڈھل گیا اور کہنے والا کہتا تھا کہ دوپہر ہوگئی اور حضور ﷺ سب سے بہتر جانتے تھے۔ پھر ان کو حکم کیا اور عصر کی نماز ادا کی اور سورج بلند تھا۔ پھر ان کو حکم کیا اور ادا کی مغرب جب سورج ڈوب گیا۔ پھر حکم کیا ان کو اور ادا کی عشاء جب ڈوب گئی شفق پھر حکم کیا فجر کا دوسرے دن اور جب اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ سورج نکل آیا یا نکلنے کو ہے۔ پھر تاخیر کی ظہر میں یہاں تک کہ قریب ہوگیا کل کے عصر کے پڑھنے کا وقت۔ پھر تاخیر کی عصر میں یہاں تک کہ جب فارغ ہوئے کہنے والا کہتا تھا کہ آفتاب سرخ ہوگیا پھر تاخیر کی مغرب کی کہ شفق ڈوبنے کے قریب ہوگئی۔ پھر تاخیر کی عشاء کی یہاں تک کہ تہائی رات ہوگئی اول کی۔ پھر صبح ہوئی اور سائل کو بلایا اور فرمایا: ''نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہیں۔''

○ ○ ○ ○

(١٣٩٤) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ سَائِلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَاَلَهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ؟ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: فَصَلَّى الْمَغْرِبَ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے وہی روایت کی جو اوپر گزری ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس راوی نے کہا: مغرب کی نماز دوسرے دن غروب شفق سے پہلے پڑھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ.

(راجع: ۱۳۹۳)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِمَنْ يَمْضِيْ اِلٰى جَمَاعَةٍ وَ يَنَالُهُ الْحَرُّ فِيْ طَرِيْقِهِ.

باب: سخت گرمی میں ظہر ٹھنڈے وقت پڑھنے کا بیان اس کے لیے جو جماعت کے ساتھ نماز کیلئے جائے اور راہ میں گرمی زیادہ محسوس کرے۔

(۱۳۹۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

[ابوداود: ۴۰۲، ترمذی: ۱۵۷، نسائی: ۴۹۹، ابن ماجه: ۶۷۸]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی زیادہ ہو تو (ظہر کی نماز) ٹھنڈے وقت پڑھو، اس لیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۹۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ سَوَاءً.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۹۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْيُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.)) قَالَ عَمْرٌو: وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ ذٰلِكَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرم دن ہو تو ٹھنڈے وقت نماز ادا کرو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔'' عمرو نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ابو یونس نے ابو ہریرہ سے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو ٹھنڈا کر اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔'' عمرو نے کہا: ''مجھ سے ابن شہاب نے، انہوں نے ابن مسیب سے اور ابو سلمہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ ﷺ سے اسی روایت کے مانند۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۹۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هٰذَا الْحَرَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ گرمی جہنم کی بھاپ سے ہے تم نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(۱۳۹۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْرِدُوْا عَنِ الْحَرِّ فِي الصَّلَاةِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھنڈا کرو نماز کو گرمی سے کیونکہ گرمی کی سختی جہنم کی بھاپ سے ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

○ ○ ○ ○

(١٤٠٠) عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْرِدْ)) أَوْ قَالَ: ((اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ)) وَقَالَ: ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ)) قَالَ أَبُوْذَرٍّ: حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ.

[بخاری: ٥٣٥، ٥٣٩، ٦٢٩، ٣٢٥٨؛ ابوداود: ٤٠١؛ ترمذی: ١٥٨]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا ٹھنڈا ہونے دو، ذرا ٹھنڈا ہونے دو'' یا فرمایا: ''ذرا انتظار کرو، ذرا انتظار کرو'' اور فرمایا: ''گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔ پھر جب گرمی شدت کی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو۔'' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہاں تک انتظار کیا کہ ہم نے ٹیلوں کے سایے تک دیکھ لیے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی بہت دیر ہوئی اس لیے کہ ٹیلا زمین سے تھوڑا اٹھا ہوتا ہے اور چاروں طرف سے دبا ہوا اس کا سایہ نہیں پڑتا مگر جب کہ زوال کو زیادہ دیر ہو جائے مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مثل کے بعد پڑھی ہو اس لیے کہ اگر یہ ہوتا تو راوی اسی مثل کو بیان کرتا یہ آسان تھا بخلاف ٹیلوں کے سایہ کے۔

(١٤٠١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ: يَارَبِّ! أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأْذَنْ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَاتَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَاتَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ کی آگ نے اپنے پروردگار کے آگے شکایت کی اور عرض کی کہ اے رب! کھا گیا میرا ایک ٹکڑا دوسرے کو تو اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں، سو اسی وجہ سے ہے جو تم پاتے ہو شدت گرمی اور سردی کی۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٠٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) وَذَكَرَ ((أَنَّ النَّارَ اِشْتَكَتْ إِلٰى رَبِّهَا فَأْذَنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرلو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے اور ذکر کیا کہ آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس کو اجازت مل گئی ایک سال میں دو سانس لینے کی ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٠٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَتِ النَّارُ: رَبِّ! أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأْذَنْ لِيْ أَتَنَفَّسْ فَأْذَنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ بَرْدٍ أَوْ زَمْهَرِيْرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ وَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَرٍّ أَوْ حَرُوْرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ نے کہا: اے میرے رب! میرا ایک ٹکڑا دوسرے کو کھا گیا سو مجھے سانس لینے کی اجازت دے۔ پس اسے دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ سو جو پاتے ہو تم سردی سے وہ جہنم کی سانس ہے اور جو پاتے ہو تم گرمی سے وہ جہنم کی سانس ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو ادراک اور قوت تکلم دی ہے کہ اس نے اپنے رب سے شکایت کی اور اہل سنت کا مذہب ہے کہ دوزخ اور جنت دونوں مخلوق ہیں اور یہ سب احادیث اپنے ظاہر پر محمول ہیں ظاہر حدیث یہی ہے اور ابراد شروع ہے ظہر میں نہ عصر میں مگر نزدیک المذہب مالکی رحمہ اللہ کے اور صلوۃ جمعہ میں ابراد جمہور کے نزدیک مشروع نہیں مگر بعض اصحاب شافعیہ کے نزدیک۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ.

باب: جب گرمی نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنی چاہیے۔

(١٤٠٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ ظہر پڑھا کرتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

[ابوداود: ٤٠٨؛ نسائي: ٩٧٩؛ ابن ماجه: ٦٧٣]

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب گرمی نہ ہو تو ظہر کا اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔

(١٤٠٥) عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا. [نسائي: ٦٧٣]

خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے نہایت دھوپ میں نماز پڑھنے کی (یعنی ظہر میں) تو آپ نے ہماری شکایت کو قبول نہ فرمایا۔

فائدہ: شاید یہ لوگ خواہاں ہوں گے کہ آخر وقت مستحب ہے بھی زیادہ تاخیر فرمائیں۔

(١٤٠٦) عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ زُهَيْرٌ: قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَقَ: أَفِي الظُّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: أَفِي تَعْجِيلِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. (راجع: ١٤٠٥)

خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے سخت دوپہر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے قبول نہ فرمائی۔ زہیر نے کہا: میں نے ابواسحاق سے پوچھا: کیا ظہر کی نماز کی شکایت تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: اول وقت نماز ادا کرنے کی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

(١٤٠٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ. [بخاري: ٣٨٥، ٥٤٢، ١٢٠٨؛ ابوداود: ٦٦٠؛ ترمذي: ٥٨٤؛ نسائي: ١١١٥؛ ابن ماجه: ١٠٣٣]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گرمی کی شدت میں نماز پڑھتے تھے، پھر جب کسی سے پیشانی سجدہ میں زمین پر نہ رکھی جاتی تھی تو اپنا کپڑا بچھا کر اس کے اوپر سجدہ کرتا تھا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ.

باب: عصر اول وقت پڑھنے کا بیان۔

(١٤٠٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا اور اس میں گرمی ہوتی تھی اور جانے والا اونچے کناروں تک جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ لَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ . [ابوداود: ٤٠٤؛ نسائي: ٥٠٦؛ ابن ماجه: ٦٨٢]

تھا اور وہاں پہنچ جاتا تھا اور آفتاب بلند رہتا تھا۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں اونچے کناروں کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٠٩) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً.

انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی بیان کی ہے۔

(١٤١٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ. [بخاري: ٥٤٨؛ نسائي: ٥٠٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نماز عصر پڑھ کر قبا کو جاتے تھے اور وہاں پہنچنے پر بھی آفتاب بلند رہتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مدینہ کے بعض بلند کنارے آٹھ میل تک تھے اور بعض دو میل تک اور قبا مدینہ سے تین میل ہے۔

(١٤١١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ. [راجع: ١٤١٠]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ ہم عصر کی نماز پڑھ چکتے تھے۔ پھر آدمی بنی عمرو بن عوف کے محلہ جاتا تھا اور ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ بنی عمرو بن عوف مدینہ سے دو میل پر تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مسجد میں نماز عصر بہت اول وقت ہوتی تھی اور یہی افضل ہے۔

(١٤١٢) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ؟ فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا)). [ابوداود: ٤١٣؛ ترمذي: ١٦٠؛ نسائي: ٥١٠]

علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر ظہر پڑھ کر گئے اور انس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے پاس تھا۔ پھر جب ہم لوگ ان کے یہاں گئے تو انہوں نے کہا: تم عصر پڑھ چکے؟ ہم نے کہا: ہم تو ابھی ظہر پڑھ کر آئے ہیں تو انہوں نے کہا: عصر پڑھ لو۔ پھر جب عصر پڑھ چکے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا ہے پھر جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں میں ہو جاتا ہے تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔“

○ ○ ○

(١٤١٣) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ يَقُولُ:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْنَا يَاعَمِّ! مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: الْعَصْرُ وَهٰذِهِ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ.

[بخاری: ۵۴۹، نسائی: ۵۰۸]

نماز پڑھی۔ پھر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے کہا: اے میرے چچا! یہ کونسی نماز ہے؟ انہوں نے فرمایا: عصر کی اور یہ وہ نماز ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ (یعنی وقت مسنون یہی ہے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۱۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نَّنْحَرَ جَزُوْرًا لَنَا وَنَحْنُ نُحِبُّ اَنْ تَحْضُرَهَا قَالَ: ((نَعَمْ)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ فَوَجَدْنَا الْجَزُوْرَ لَمْ تُنْحَرْ فَنُحِرَتْ ثُمَّ قُطِّعَتْ ثُمَّ طُبِخَ مِنْهَا ثُمَّ اَكَلْنَا قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ. [بخاری: ۲۴۸۵]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کو رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہو چکے تو بنی سلمہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ بھی تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا'' پھر آپ ﷺ چلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ گئے اور اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا۔ پھر وہ ذبح ہوا اور کاٹا گیا اور پکایا اور ہم نے اس میں سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے کھایا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ بہت اول وقت عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے کہ یہ سب کام ایک پہر سے کم میں نہیں ہو سکتے۔ اور اس حدیث سے دعوت کا قبول کرنا ثابت ہوا خواہ اول روز میں ہو تو خواہ آخر روز میں۔

(۱۴۱۵) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَنْحَرُ الْجَزُوْرَ فَنَقْسِمُ عَشْرَ قِسَمٍ ثُمَّ نَطْبُخُ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ.

رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور پھر اونٹ ذبح ہوتا تھا اور اس کے دس حصے تقسیم ہوتے تھے اور وہ پکایا جاتا تھا اور قبل غروب آفتاب کے ہم پختہ گوشت کھا لیتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۱۶) عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نَنْحَرُ الْجَزُوْرَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَقُلْ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ.

اوزاعی نے اسی اسناد سے یہ روایت کی اس میں فقط اتنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم اونٹ کو ذبح کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بعد عصر کے اور یہ نہیں کہا کہ ہم نماز ان کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَفْوِيْتِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ.

باب: عصر کی نماز کے فوت ہونے پر سختی کا بیان۔

(۱۴۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ)). [بخاری: ۵۵۲، ابوداود: ۴۱۴]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کا اہل اور مال ہلاک ہو گیا۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(١٤١٨) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهٖ وَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: رَفَعَهٗ. [نسائي: ٥١١؛ ابن ماجه: ٦٨٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤١٩) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ)).

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا کہ اس کا گھر بار اور مال و متاع تباہ ہوگیا۔''

بَابُ الدَّلِيْلِ لِمَنْ قَالَ: الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى هِيَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ.

باب: نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔

(١٤٢٠) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَلَاَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُوْنَا وَشَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ)).

[بخاري: ٢٩٣١، ٤١١١، ٤٥٣٣، ٦٣٩٦؛ ابوداود: ٤٠٩؛ ترمذي: ٢٩٨٤؛ نسائي: ٤٧٢]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: احزاب کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے روکا ہم کو نماز وسطیٰ (یعنی نماز عصر) سے اور مشغول کر دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح آگئی ہے کہ نماز وسطیٰ عصر ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا کہ نماز وسطیٰ جو قرآن میں مذکور ہے کونسی نماز ہے۔ حضرت علی اور ابن مسعود اور ابوایوب اور ابن عباس اور ابی سعید خدری اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اور عبید سلمانی اور حسن بصری اور ابراہیم نخعی اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی اور مقاتل اور ابوحنیفہ اور احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ اور ابن منذر وغیرہ کا مذہب یہی ہے کہ وہ نماز عصر ہے اور ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہی قول ہے اکثر علمائے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور جو ان کے بعد ہیں۔ اور ماوردی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اس لیے کہ احادیث اس بارہ میں صحت کے ساتھ وارد ہو چکی ہیں۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے نص کیا ہے کہ وہ صبح ہے۔ اس لیے ان کو احادیث عصر کی نہیں پہنچی اگر پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے کہ وہ نماز عصر ہے اس لیے کہ اصل مذہب ان کا اتباع احادیث ہے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ وہ نماز صبح ہے اور یہ منقول ہے عمر بن خطاب اور معاذ بن جبل اور ابن عباس اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم اور عطاء اور عکرمہ اور مجاہد اور ربیع بن انس اور مالک اور شافعی رحمہم اللہ اور جمہور شافعیہ وغیرہم سے۔ اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ ظہر ہے اور یہ منقول ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے۔ اور ایک روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایسی ہی آئی ہے اور قبیصہ بن ذویب نے کہا: وہ مغرب ہے۔ اور ان لوگوں کے سوا کسی نے کہا کہ وہ عشاء ہے اور کسی نے کہا کہ وہ نماز پنجگانہ میں سے کوئی نماز مبہم ہے، کہ ہم کو اس کا علم نہیں۔ اور بعض نے کہا: پانچوں نمازیں وسطیٰ ہیں۔ نقل کیا یہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور بعض نے کہا: وہ نماز جمعہ ہے۔ اور ان سب قولوں میں دو قول صحیح ہیں ایک صبح دوسری عصر اور صحیح تر عصر ہے بسبب ورود احادیث صحیحہ صریحہ کے۔ اور جس نے جمعہ کہا اس کا مذہب تو نہایت ضعیف ہے اور جس نے کہا: پانچوں نمازیں ہیں وہ تو ضعیف کہا بلکہ غلط ہے۔

(١٤٢١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: اَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ جَمِيْعًا

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ١٤٢٠]

○ ○ ○ ○

(١٤٢٢) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: نَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((شَغَلُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى آبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ نَارًا وَ بُيُوتَهُمْ أَوْبُطُونَهُمْ)). شَكَّ شُعْبَةُ فِي الْبُيُوتِ وَالْبُطُونِ. [راجع: ١٤٢٠]

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب والے دن ارشاد فرمایا: ''کافروں نے ہمیں نماز عصر سے روک رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں یا پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔'' شعبہ کو گھروں اور پیٹوں میں شک ہوگیا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٢٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ)). وَلَمْ يَشُكَّ. [راجع: ١٤٢٠]

قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے اور اس میں بغیر کسی شک کے ((بُيُوتَهُمْ وَ قُبُورَهُمْ)) کے الفاظ ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٤٢٤) عَنْ عَلِيٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ: ((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ أَوْقَالَ: قُبُورَهُمْ وَبُطُونَهُمْ نَارًا)).

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احزاب کے دن (یہ غزوہ مشہور ہے ہجرت کے چوتھے سال ہوا ہے اور بعض نے کہا: پانچواں سال ہوا ہے) خندق کے ایک راستہ پر بیٹھے تھے اور فرماتے تھے: ''ان کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے باز رکھا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ ان کی قبروں اور گھروں کو یا قبروں اور پیٹوں کو اللہ آگ سے بھر دے۔''

(١٤٢٥) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا)) ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا: ''ان کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے باز رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' پھر آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کے بیچ میں عصر کی نماز کو پڑھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ تاخیر سہواً ہوئی اور نسیاناً یا بسبب اشتغال دشمن کے قبل صلوٰۃ خوف کے۔ باقی رہا اب اگر اشتغال عدو کے ساتھ ہو تو صلوٰۃ خوف پڑھنی چاہئے اور تاخیر روا نہیں۔ اور بخاری میں ہے کہ فقط نماز عصر فوت ہوئی اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی ایک نماز فوت ہوئی اور موطا میں ہے کہ ظہر اور عصر دونوں فوت ہوئیں اور دوسری کتابوں میں ہے کہ چاروں نمازیں ملا کر پڑھیں۔ ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور تطبیق اس میں یوں ہے کہ واقعہ احزاب کا کئی روز رہا تھا۔ اس میں کئی بار ایسا اتفاق ہوا ہوگا ایک بار ایسا ایک بار ویسا۔

(١٤٢٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز عصر سے مشرکوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ اَوِاصْفَرَّتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ اَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) اَوْ [قَالَ]: ((حَشَا اللّٰهُ اَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)).

[ترمذی: ۱۸۱، ۲۹۸۵؛ ابن ماجه: ٦٨٦]

روک دیا یہاں تک کہ آفتاب سرخ یا زرد ہو گیا، سو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ انہوں نے روک دیا ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے۔ اللہ ان کے پیٹوں میں اور قبروں میں آگ بھر دے یا فرمایا ((حشا الله)) معنی دونوں کے ایک ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱٤۲۷) عَنْ اَبِیْ یُوْنُسَ مَوْلٰی عَائِشَةَ اَنَّهٗ قَالَ: اَمَرَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ: اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَآذِنِّیْ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [۲/ البقرة ۲۳۸] قَالَ: فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَامْلَتْ عَلَیَّ: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

[ابوداود: ٤١٠؛ ترمذی: ۲۹۸۲؛ نسائی: ٤٧١]

ابو یونس جو مولیٰ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یعنی آزاد کردہ غلام انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک قرآن ہم کو لکھ دو اور فرمایا کہ جب تم اس آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾ پر پہنچو تو مجھے خبر دو۔ پھر جب میں وہاں تک پہنچا تو میں نے ان کو خبر کر دی انہوں نے مجھے بتایا کو یوں لکھو ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ یعنی حفاظت کرو نمازوں کی اور نماز وسطی اور نماز عصر کی اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے ہو۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی سنا ہے۔

(۱٤۲۸) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَقَرَاْنَاهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ فَنَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيْقٍ لَهٗ: هِيَ اِذًا صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ: قَدْ اَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اتری ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ یعنی حفاظت کرو نمازوں پر اور نماز عصر پر اور ہم اس کو پڑھتے رہے جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر یہ منسوخ ہو گئی اور اتری ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (یعنی حفاظت کرو نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی) تو ایک شخص شقیق کے پاس بیٹھا تھا غرض کہ اس نے کہا کہ اب تو صلوۃ وسطی یہی نماز عصر ہے۔ تو براء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو تم کو بتلا چکا ہوں کہ یہ کیوں کر اتری اور کیوں کر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

(۱٤۲۹) قَالَ [مُسْلِمٌ] وَرَوَاهُ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَرَاْنَاهَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ زَمَانًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ.

مسلم نے کہا: روایت کی یہ ہم سے اشجعی نے سفیان ثوری سے، انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انہوں نے: پڑھا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک زمانہ تک مانند روایت فضیل بن مرزوق کے۔ (یعنی جو اوپر گزری)

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٤٣٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! مَاكِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَوَاللّٰهِ! إِنْ صَلَّيْتُهَا)) فَنَزَلْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بَعْدَ مَاغَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ . [بخاری: ٥٩٦، ٥٩٨، ٦٤١، ٩٤٥، ٤١١٢؛ ترمذی: ١٨٠؛ نسائی: ١٣٦٥]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خندق کے دن آئے اور قریش کے کافروں کو برا کہنے لگے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہو یہاں تک کہ آفتاب قریب غروب ہو گیا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نہیں پڑھی۔'' پھر ہم ایک کنکریلی زمین کی طرف گئے اور رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور ہم سب نے وضو کیا اور آپ ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٣١) عَنْ يَحْيَي بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

یحییٰ بن کثیر سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَاب فَضْلِ صَلٰوتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا

باب: صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی محافظت کا بیان۔

(١٤٣٢) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)) . [بخاری: ٥٥٥، ٧٤٢٩، ٧٤٨٦؛ نسائی: ٤٨٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے آگے پیچھے آتے رہتے ہیں (یعنی حفاظت کے لئے) اور نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس تھے اور پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے ان کو چھوڑا جب بھی وہ نماز پڑھتے تھے (یعنی صبح کی) اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے نماز فجر اور نماز عصر کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

(١٤٣٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِي الزِّنَادِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تمہارے پاس آگے پیچھے آتے ہیں۔'' باقی ابوالزناد کی حدیث کی طرح ہے۔

(١٤٣٤) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ

جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَقُوْلُ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا)) يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ ثُمَّ قَرَأَ جَرِيْرٌ: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾. [بخاري: ٥٥٤، ٥٧٣، ٤٨٥١، ٧٤٣٤، ٧٤٣٥، ٧٤٣٦؛ ابوداود: ٤٧٢٩؛ ترمذي: ٢٥٥١؛ ابن ماجه: ١٧٧]

نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بیشک تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسے دیکھتے ہو اس چاند کو ہرگز ایک دوسرے کی آڑ میں نہ ہو گے اس کے دیکھنے میں۔ پھر اگر تم سے ہو سکے تو نہ ہارو سورج نکلنے کے قبل کی نماز میں اور سورج غروب ہونے کے قبل کی نماز میں یعنی فجر اور عصر میں۔ پھر جریر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی (یعنی پاکی بول اپنے رب کی تعریف کے ساتھ قبل طلوع آفتاب کے اور قبل غروب کے)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رؤیت باری تعالیٰ کی جانب فوق میں ہوگی اور یہی وجہ ہوگی، کہ کوئی کسی کے آڑ میں نہ ہوگا اور یہ بغیر جانب فوق کے نہیں ہو سکتا۔ پس اس میں رد ہو گیا قول جہمیان ناپاک کا جو منکر ان فوق ہیں اور نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ دیدار الٰہی خاص ہے مومنوں کے ساتھ۔ غرض کہ کفار اس سے محروم رہیں گے اور ایسے ہی منافقین بھی اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھیں گے اس پر ہیں جمہور اہل سنت۔

(١٤٣٥) قَالَ [مُسْلِمٌ] حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ أُسَامَةَ وَوَكِيْعٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((أَمَا إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ)) وَقَالَ: ثُمَّ قَرَأَ وَلَمْ يَقُلْ: جَرِيْرٌ. [راجع: ١٤٣٤]

مسلم نے کہا اور روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے، انہوں نے عبداللہ بن نمیر اور ابواسامہ اور وکیع سے اس اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے پروردگار کے آگے پیش کئے جاؤ گے، پھر اس کو دیکھو گے جیسے دیکھتے ہو اس چاند کو اور کہا کہ پھر پڑھی یہ آیت اور جریر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٣٦) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا)) يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي. [ابوداود: ٤٢٧؛ نسائي: ٤٧٠، ٤٨٦]

عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ''نہ داخل ہوگا کبھی وہ شخص دوزخ میں جس نے نماز ادا کی قبل طلوع آفتاب کے اور قبل غروب آفتاب کے۔'' یعنی فجر اور عصر کی۔ سو بصرہ والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ تم نے سنا ہے اس کو رسول اللہ ﷺ سے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی سنا ہے اس کو رسول اللہ ﷺ سے، سنا ہے میرے کانوں نے اور یاد رکھا ہے میرے دل نے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(١٤٣٧) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا)) وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُهُ بِالْمَكَانِ الَّذِيْ سَمِعْتَهُ مِنْهُ. [راجع: ١٤٣٦]

عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داخل نہ ہوگا دوزخ میں جس نے نماز پڑھی آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔'' اور ان کے پاس بصرہ والوں میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے کہا: کیا تم نے سنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے؟ انہوں نے کہا: ہاں میں اس کی گواہی دیتا ہوں تو اس نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں اس پر کہ میں نے بھی سنا ہے کہ نبی ﷺ سے کہ فرماتے تھے ایسے اسی مکان میں جہاں سے تم نے آپ ﷺ سے سنا ہے۔

(١٤٣٨) عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [بخاري: ٥٧٤، ٥٧٤ تعليقا]

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٣٩) عَنْ هَمَّامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَنَسَبَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَا: ابْنُ أَبِيْ مُوْسٰى. [راجع: ١٤٣٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ.

باب: مغرب کا اول وقت غروب شمس سے ہے۔

(١٤٤٠) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. [بخاري: ٥٦١؛ ابوداود: ٤١٧؛ ترمذي: ١٦٤؛ ابن ماجه: ٦٨٨]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ مغرب کی نماز پڑھا کرتے تھے جب آفتاب ڈوب جاتا اور پردہ میں چھپ جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٤١) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. [بخاري: ٥٥٩؛ ابن ماجه: ٦٨٧]

رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھ کر پھرتے اور ہم سے ہر ایک اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا (یعنی اتنی روشنی ہوتی تھی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوراً بعد غروب آفتاب نماز مغرب شروع ہو جاتی تھی۔

(١٤٤٢) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ بِنَحْوِهِ. [راجع: ١٤٤١]

رافع بن خدیج کہتے ہیں ہم مغرب پڑھتے تھے باقی اسی کی مثل بیان کی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ وَتَأْخِيْرِهَا.

باب: عشاء کا وقت اور اس میں تاخیر کرنے کا بیان۔

(١٤٤٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَعْتَمَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ بِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ تُدْعَى الْعَتَمَةَ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِاَهْلِ الْمَسْجِدِ حِيْنَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ ((مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ)) وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَفْشُوَ الْاِسْلَامُ فِي النَّاسِ.

اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں دیر کی جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نہ نکلے یہاں تک کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عورتیں اور لڑکے سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور فرمایا آپ ﷺ نے مسجد والوں سے جب نکلے کہ ''سوائے تمہارے کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔'' (یہ بشارت دی کہ لوگ خوش ہو جائیں) اور یہ واقعہ لوگوں میں اسلام پھیلنے سے پہلے کا تھا۔

زَادَ حَرْمَلَةُ فِيْ رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَذُكِرَ لِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تَنْزِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الصَّلٰوةِ)) وَذٰلِكَ حِيْنَ صَاحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ.

حرملہ نے اپنی روایت میں یہ بات زیادہ کی کہ ابن شہاب نے کہا: اور ذکر کیا مجھ سے یعنی راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو یہ جائز نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے نماز کا تقاضا کرو'' اور یہ جب فرمایا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا تھا۔

(١٤٤٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَذُكِرَ لِيْ وَمَا بَعْدَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت آئی ہے کچھ کمی بیشی کے ساتھ۔

[بخاری: ٥٦٦]

○ ○ ○ ○

(١٤٤٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فَقَالَ: ((اِنَّهُ لَوَقْتُهَا لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ)) وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ: ((لَوْلَا اَنْ يَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ)).

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں دیر لگائی یہاں تک کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا اور مسجد میں جو لوگ تھے سو گئے، پھر آپ ﷺ نکلے اور فرمایا: ''اس کا وقت یہی ہے اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت نہ ڈالوں'' اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ ''اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی۔''

[نسائی: ٥٣٥]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اس کا وقت یہی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ بعد نصف لیل کے وقت ہے بلکہ مراد یہی ہے کہ نصف لیل تک تاخیر کرنا روا ہے اور ثلث تک وقت مختار ہے چنانچہ دوسری روایتوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے۔

(١٤٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِيْ اَهْلِهِ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ: ((اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرِ دِيْنِكُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ایک دن ٹھہرے رہے۔ نماز عشاء کے واسطے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف نکلے جب تہائی رات گزر گئی یا اس کے بعد پھر ہم نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کو اپنے گھر میں کچھ کام ہو گیا تھا یا کچھ اور تھا۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے جب نکلے کہ ''تم انتظار کرتے تھے ایسی نماز کا کہ تمہارے سوا کوئی دین والا اس کا انتظار نہیں کرتا تھا اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ہمیشہ ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ)) ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى. [ابوداود: ٤٢٠؛ نسائی: ٥٣٦]

ساتھ اسی وقت یہ نماز پڑھا کرتا'' پھر مؤذن کو حکم فرمایا۔ اس نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٤٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَاَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اللَّيْلَةَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ)). [بخاری: ٥٧٠؛ ابوداود: ١٩٩]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن عشاء کی نماز کے وقت کسی کام میں مشغول ہو گئے اور اس میں دیر کی یہاں تک کہ ہم سو گئے، مسجد میں اور پھر جاگے، پھر سو گئے اور پھر جاگے پھر ہماری طرف رسول اللہ ﷺ نکلے اور فرمایا: ''زمین والوں سے کوئی بھی آج کی رات اس نماز کے انتظار میں نہیں ہے سوائے تمہارے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٤٨) عَنْ ثَابِتٍ اَنَّهُمْ سَاَلُوْا اَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ اَوْكَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ: ((اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ)) قَالَ اَنَسٌ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى بِالْخِنْصَرِ. [نسائی: ٥٣٠]

ثابت رحمہ اللہ نے کہا: لوگوں نے انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے دیر کی عشاء میں نصف شب تک یا نصف شب کے قریب پھر آپ ﷺ آئے اور فرمایا: ''لوگ نماز پڑھ کر سو رہے اور تم جب تک نماز کے منتظر ہو گویا نماز میں ہو۔'' (یعنی ثواب کی وجہ سے) پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں اب دیکھتا ہوں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک جو چاندی کی تھی اور انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اشارہ کیا (یعنی انگوٹھی اسی انگلی میں تھی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے چاندی کی انگوٹھی پہننا روا معلوم ہوا اور اسی پر مسلمین کا اجماع ہے۔

(١٤٤٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَظَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِّنْ نِّصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ فِيْ يَدِهٖ مِنْ فِضَّةٍ. [راجع: ٥٢١٧]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے ایک شب رسول اللہ ﷺ کا یہاں تک انتظار کیا کہ آدھی رات کے قریب ہو گئی پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور نماز ادا کی اور ہماری طرف متوجہ ہوئے گویا کہ میں اب دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ کے ہاتھ میں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک کو اور وہ چاندی کی تھی۔

(١٤٥٠) عَنْ قُرَّةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. [راجع: ١٤٤٩]

قرۃ سے بھی اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ روایت آئی ہے اور اس میں یہ لفظ نہیں ''ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ'' کہ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

(١٤٥١) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَ اَصْحَابِي الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِيَ فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِيْ بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرے رفیق جو کشتی میں آئے تھے یہ سب بقیع کی کنکریلی زمین میں اترے ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے اور ہم میں سے ایک جماعت عشاء کے وقت ہر روز رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَ اَصْحَابِيْ وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِيْ اَمْرِهٖ حَتّٰى اَعْتَمَّ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: ((عَلٰى رِسْلِكُمْ اَعْلِمُكُمْ وَاَبْشِرُوْا اَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ)) اَوْقَالَ: ((مَاصَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ)) لَا نَدْرِيْ اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ؟ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى: فَرَجَعْنَا فَرِحِيْنَ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ٥٦٧]

اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری سے آتی تھی۔ سو ایک دن میں چند ساتھیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور آنحضرت ﷺ کو کچھ کام تھا کہ اس میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ نماز میں دیر ہوئی اور رات نصف کے قریب ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا: ''ذرا ٹھہرو میں تم کو خبر دیتا ہوں اور تم کو بشارت ہو کہ تمہارے اوپر اللہ کا احسان یہ تھا کہ اس وقت تمہارے سوا کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا یا فرمایا کہ'' اس وقت تمہارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی۔'' میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے کون سی بات کہی۔ ابو موسیٰ ؓ نے کہا کہ پھر ہم رسول اللہ ﷺ سے اس بات کے سننے کے سبب خوشی خوشی واپس پھرے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٥٢) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَيُّ حِيْنٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ اُصَلِّيَ الْعِشَاءَ الَّتِيْ يَقُوْلُهَا النَّاسُ الْعَتَمَةَ اِمَامًا وَّخِلْوًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ يَقُوْلُ: اَعْتَمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ الْعِشَاءَ قَالَ: حَتّٰى رَقَدَ نَاسٌ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ فَقَالَ: الصَّلٰوةَ فَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَآءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى شِقِّ رَاْسِهِ قَالَ: ((لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْهَا كَذٰلِكَ)) قَالَ: فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَاْسِهِ يَدَهُ كَمَا اَنْبَاَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ فَبَدَّدَ لِيْ عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهِ

ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء سے کہا کہ تمہارے نزدیک کون سا وقت بہتر ہے کہ میں اس وقت عشاء کی نماز پڑھا کروں جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں خواہ امام ہو کر خواہ تنہا؟ سو عطاء نے کہا کہ میں نے ابن عباس ؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک رات نبی ﷺ نے عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر جاگے اور پھر سو گئے اور پھر جاگے۔ پھر عمر بن خطاب ؓ نے کہا کہ نماز (یعنی پکارا کہ نماز کا وقت ہو گیا) پھر عطاء نے کہا کہ ابن عباس ؓ نے کہا کہ نکلے رسول اللہ ﷺ گویا کہ میں اب آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ سر مبارک سے آپ ﷺ کے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ ﷺ اپنے سر کے اوپر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری امت پر بار نہ ہوتا تو میں انہیں حکم کرتا کہ وہ اس نماز کو اسی وقت پڑھا کرتے۔'' ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے کیفیت پوچھی کہ نبی ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ کیسے رکھا تھا اور ابن عباس ؓ نے تم کو کس طرح بتایا تھا۔ سو عطاء نے اپنی انگلیاں تھوڑی سی کھولیں۔ پھر اپنی انگلیوں کے کنارے اپنے سر پر رکھے پھر ان کو سر سے جھکایا اور پھیرا یہاں تک آپ ﷺ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَلٰى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ صَبَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتّٰى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ بِشَيْءٍ إِلَّا كَذٰلِكَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ ذُكِّرَلَكَ أَخَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي قَالَ عَطَاءٌ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُصَلِّيَهَا إِمَامًا وَخِلْوًا مُؤَخَّرَةً كَمَا صَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ فَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ ذٰلِكَ خِلْوًا أَوْعَلَى النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَأَنْتَ إِمَامُهُمْ فَصَلِّهَا وَسَطًا لَا مُعَجَّلَةً وَلَا مُؤَخَّرَةً.

[بخاری: ۵۷۱، ۷۲۳۹؛ نسائی: ۵۳۰، ۵۳۱]

طرف پہنچا جو کنارہ منہ کی جانب ہے۔ پھر آپ ﷺ کا انگوٹھا کنپٹی تک اور داڑھی کے کنارے تک ہاتھ کسی چیز پر نہ پڑتا تھا اور نہ کسی کو پکڑتا تھا مگر ایسا ہی میں نے عطاء سے کہا کہ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اس رات میں عشاء میں کتنی دیر کی۔ کہا: میں نہیں جانتا پھر عطاء نے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں اسی وقت نماز پڑھا کروں۔ امام ہو کر یا تنہا دیر کر کے، جیسے ادا کیا اس کو نبی ﷺ نے اس رات میں اور اگر تم پر بار گزرے یا لوگوں پر بار ہو اور تم ان کے امام ہو تو اس کو متوسط وقت میں ادا کیا کرو نہ جلدی نہ دیر کر کے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سر پر ہاتھ رکھنے کی ہیئت جو ابن جریج نے دریافت کی یہ محض محبت اور عشق کی بات تھی اور اس امت کے خصائص اور فضائل میں یہ بات ہے کہ اپنے نبی ﷺ کے احوال کو ضبط رکھتی ہے۔

(۱۴۵۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

[نسائی: ۵۳۲]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء میں تاخیر کیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۵۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخِفُّ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ يُخَفِّفُ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری مثل نماز پڑھا کرتے تھے اور عشاء کی نماز میں تمہاری بنسبت ذرا دیر کیا کرتے تھے اور نماز ہلکی پڑھتے تھے اور ابو کامل کی روایت میں تخفیف کا لفظ ہے۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۵۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ وَهُمْ يُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ)).

[ابوداود: ۴۹۸۴؛ نسائی: ۵۴۰؛ ابن ماجہ: ۷۰۴]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: ”کہ تم پر گنوار لوگ غالب نہ ہوں کہ مٹا دیں تمہاری نماز عشاء کے نام کو اس لئے کہ وہ اونٹوں کے دودھ دوہنے میں دیر کیا کرتے ہیں۔“ (یعنی اسی وجہ سے وہ عشاء کو عتمہ کہتے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی عشاء کی نماز کو عشاء ہی کہو جسے گنوار لوگ عتمہ کہتے ہیں۔ اور اصل لغت میں عتمہ دیر کرنے کو کہتے ہیں چوں کہ گنوار لوگ اونٹنیوں کے دودھ دوہنے میں دیر کرتے تھے، اس لئے وہ عشاء کی نماز کو عتمہ کہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴۵۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْعِشَاءِ فَإِنَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَاءُ وَإِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْإِبِلِ)). [راجع: ۱۴۵۵]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر گنوار لوگ عشاء کی نماز کے نام پر غالب نہ ہوں، پس بے شک وہ اللہ کی کتاب میں عشاء ہے۔ اس لئے کہ وہ اونٹنیوں کے دوہنے میں دیر کرتے ہیں۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ التَّغْلِيسُ وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِيهَا.

باب: صبح کی نماز کے لئے سویرے جانے اور اس کی قراءت کے بیان میں۔

(۱۴۵۷) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّينَ الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ لَا يُعْرَفُهُنَّ أَحَدٌ. [نسائي: ۵۴۵؛ ابن ماجه: ۶۶۹]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مؤمن عورتیں نماز پڑھتی تھیں صبح کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتی تھیں کہ ان کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ (یعنی نماز کے بعد اتنا اندھیرا ہوتا تھا)۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز نہایت اول وقت اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور امام مالک اور امام شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ اور اس حدیث سے عورتوں کا نماز میں حاضر ہونا بھی ثابت ہوا اگر فتنہ کا کچھ خوف نہ ہو۔

(۱۴۵۸) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ الْفَجْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ وَمَا يُعْرَفُ مِنْ تَغْلِيسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مؤمن بی بیاں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز پڑھنے کے لئے) نماز فجر میں حاضر ہوتی تھیں اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتی تھیں اور نبی ﷺ کے سویرے نماز پڑھ لینے کے سبب سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۵۹) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي رِوَايَتِهِ: مُتَلَفِّعَاتٍ. [بخاري: ۸۶۷؛ ابوداود: ۴۲۲؛ ترمذي: ۱۵۳؛ نسائي: ۵۴۴]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز صبح ادا کرتے تھے اور عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں جاتی تھیں اور اندھیرے میں پہچانی نہ جاتی تھیں اور انصاری نے اپنی روایت میں مُتَلَفِّعَاتٍ کہا ہے اس کے معنی بھی وہی لپٹی ہوئیں کے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۶۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَ الْمَغْرِبَ إِذَا

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت اور نہایت گرمی میں (یعنی بعد زوال کے) پڑھا کرتے تھے اور عصر ایسے وقت میں کہ آفتاب صاف ہوتا اور مغرب جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا وَ اَحْيَانًا يُعَجِّلُ كَانَ اِذَا رَاٰهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُمْ قَدْ اَبْطَاُوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوْا اَوْ قَالَ۔ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ.

عشاء میں کبھی تاخیر کرتے اور کبھی اول پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے اول وقت پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگ دیر میں آئے تو دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔

[بخاری: ٥٦٠، ٥٦٥؛ ابوداود: ٣٩٧؛ نسائی: ٥٢٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظہر اول وقت ادا کرنا مستحب ہے اور مغرب بحر دغروب آفتاب اور عشاء میں جماعت کے حضور اور ان کی خاطر داری ضروری ہے۔

(١٤٦١) قَالَ: كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ. [راجع: ١٤٦٠]

جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے وہی روایت بیان کی جو ابھی اوپر گزری ہے جس کو غندر نے روایت کیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٦٢) عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَسْاَلُ اَبَابَرْزَةَ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: اَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ كَاَنَّمَا اَسْمَعُهُ السَّاعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يَسْاَلُهُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ لَا يُبَالِيْ بَعْضَ تَاْخِيْرِهَا قَالَ: يَعْنِي الْعِشَاءَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ: وَالْمَغْرِبَ لَا اَدْرِيْ اَيَّ حِيْنٍ ذَكَرَ قَالَ: ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ جَلِيْسِهِ الَّذِيْ يَعْرِفُ فَيَعْرِفُهُ قَالَ: وَكَانَ يَقْرَاُ فِيْهَا بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ. [بخاری: ٥٤١، ٥٤٧، ٥٩٩، ٧٧١؛ ابوداود: ٣٩٨؛ نسائی: ٤٩٤، ٥٢٤، ٥٢٩؛ ابن ماجہ: ٦٧٤]

سیار بن سلامہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ پوچھتے تھے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال۔ شعبہ نے کہا: کیا تم نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے سنا؟ انہوں نے کہا کہ گویا میں ابھی سن رہا ہوں (یعنی مجھے ایسا یاد ہے) پھر سیار نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو سنا کہ وہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال پوچھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پرواہ نہ رکھتے تھے اگر عشاء میں آدھی رات تک تاخیر ہو جائے اور اس سے پہلے سونے کو اچھا نہ جانتے تھے اور نہ اس کے بعد باتیں کرنے کو۔ شعبہ نے کہا کہ میں پھر ان سے (یعنی سیار سے) ملا اور پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ظہر اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا اور عصر جب کہ آدمی جاتا (یعنی عصر کی نماز کے بعد) مدینہ کے کنارے تک اور آفتاب میں گرمی رہتی اور کہا کہ مغرب کو میں نہیں جانتا کہ کیا ذکر کیا۔ میں نے ان سے پھر ملاقات کی اور پوچھا تو انہوں نے کہا کہ صبح ایسے وقت پڑھتے کہ نماز کے بعد آدمی اپنے ہم نشین کو دیکھتا جس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچان لیتا اور اس میں ساٹھ آیتوں سے سو آیتوں تک پڑھتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: عشاء سے پہلے سونے کو اس لیے مکروہ جانتے تھے کہ اس میں نماز قضا ہونے یا مختار و عمدہ وقت کے نکل جانے کا احتمال ہے اور اس کے بعد باتوں کو اس لیے برا جانتے تھے کہ احتمال ہے کہ زیادہ جاگے اور تہجد کو نہ اٹھ سکے یا زیادہ جاگنے کے سبب سے دن کے ضروری کاموں میں حرج ہو۔

(۱۴۶۳) عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُبَالِیْ بَعْضَ تَاْخِیْرِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ وَ كَانَ لَا یُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِیْتُهُ مَرَّةً اُخْرٰی فَقَالَ: اَوْ ثُلُثِ اللَّیْلِ.

[راجع: ۱۴۶۴]

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پروانہ رکھتے تھے اگر عشاء میں آدھی رات تک تاخیر ہوتی اور اس سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتوں کو برا جانتے۔ شعبہ نے کہا کہ میں ان سے پھر ملا تو انہوں نے کہا: یا تہائی رات تک۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۶۴) عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَیَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ یَقْرَأُ فِی صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْمِائَةِ اِلَی السِّتِّیْنَ وَكَانَ یَنْصَرِفُ حِیْنَ یَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجْهَ بَعْضٍ. [راجع: ۱۴۶۲]

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز تہائی رات میں پڑھتے تھے اور اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد باتیں کرنے کو برا جانتے تھے۔ اور نماز فجر میں سو آیتوں سے ساٹھ تک پڑھتے تھے اور ایسے وقت فارغ ہوتے کہ ایک دوسرے کا چہرہ پہچان لیتا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ تَاْخِیْرِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ وَمَا یَفْعَلُهُ الْمَاْمُوْمُ اِذَا اَخَّرَهَا الْاِمَامُ.

باب: عمدہ وقت سے نماز کی تاخیر مکروہ ہے اور جب امام ایسا کریں تو لوگ کیا کریں۔

(۱۴۶۵) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَیْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَیْكَ اُمَرَآءُ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا اَوْ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: فَمَا تَاْمُرُنِیْ؟ قَالَ: ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ)) وَلَمْ یَذْكُرْ خَلَفٌ عَنْ وَقْتِهَا. (ابوداود: ۴۳۱؛ ترمذی: ۱۷۶؛ ابن ماجه: ۱۲۵۶)

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا کرو گے جب تمہارے اوپر ایسے امیر ہوں گے کہ نماز آخر وقت ادا کریں گے یا فرمایا: نماز کو مار ڈالیں گے اس کے وقت سے۔'' میں نے عرض کیا کہ پھر آپ ﷺ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے وقت پر ادا کر لینا۔ پھر اگر ان کے ساتھ بھی اتفاق ہو تو پھر پڑھ لینا کہ وہ تمہارے لئے نفل ہو جائیں گے۔'' اور خلف جو راوی ہے اس نے عن وقتها کا لفظ روایت نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ تاخیر سے عمدہ وقت سے تاخیر کرنا مراد ہے یعنی جب امام عمدہ وقت سے تاخیر کریں تو تم اکیلے پڑھ لو۔ پھر اگر جماعت میں جانا ہو تو دوبارہ ادا کر لو کہ جماعت میں چھوٹ نہ پڑے اور فجر کی نوبت نہ آئے اور فجر اور عصر کے بعد دوبارہ اعادہ نہ کرے اس لیے کہ ان کے بعد نفل جائز نہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض وہی جو پہلے ادا کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٤٦٦) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا اَبَا ذَرٍّ! اِنَّهٗ سَیَكُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَآءُ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوةَ فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ صَلَّیْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَ اِلَّا كُنْتَ قَدْ اَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ)).

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر! میرے بعد ایسے حاکم ہوں گے کہ وہ نماز کو مار ڈالیں گے (یعنی آخر وقت پڑھیں گے) تو تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ پھر اگر انہوں نے وقت پر پڑھی تو خیر۔ نہیں تو وہ نماز جو ان کے ساتھ تم نے پڑھی وہ نفل ہو گئی اور نہیں تو تم نے اپنی نماز کو بچا لیا۔''

(١٤٦٧) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ خَلِیْلِیْ اَوْصَانِیْ اَنْ اَسْمَعَ وَاُطِیْعَ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْاَطْرَافِ وَاَنْ اُصَلِّیَ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ((فَاِنْ اَدْرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَدْ صَلَّوْا كُنْتَ اَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ وَاِلَّا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً)).

[راجع: ١٤٦٥]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دوست (یعنی رسول اللہ ﷺ) نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حاکم کی بات سنوں اور اس کا کہا مانوں اگرچہ ایک ہاتھ پیر کٹا ہوا غلام ہو اور یہ کہ میں اپنے وقت پر نماز پڑھوں پھر اگر لوگوں کو پاؤں کہ وہ نماز پڑھ چکے تو تو نے اپنی نماز پہلے ہی محفوظ کر لی اور نہیں تو وہ تیرے لئے نفل ہو گئی۔ (یعنی جو دوبارہ ان کے ساتھ پڑھی)

○ ○ ○ ○

(١٤٦٨) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَضَرَبَ فَخِذِیْ: ((كَیْفَ اَنْتَ اِذَا بَقِیْتَ فِیْ قَوْمٍ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا؟)) قَالَ: قَالَ: مَاتَاْمُرُ؟ قَالَ: ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَاِنْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلِّ)). [نسائی: ٧٧٧، ٨٥٨]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''کیا کریگا تو جب ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز میں دیر کریں گے اس کے وقت سے؟'' تو انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے وقت پر نماز ادا کر لینا اور اپنے کام کو چلے جانا پھر اگر تکبیر ہو اور تم مسجد میں ہو تو لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لو۔''

(١٤٦٩) عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ: اَخَّرَ ابْنُ زِیَادٍ الصَّلٰوةَ فَجَآءَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَاَلْقَیْتُ لَهٗ كُرْسِیًّا فَجَلَسَ عَلَیْهِ فَذَكَرْتُ لَهٗ صَنِیْعَ ابْنِ زِیَادٍ فَعَضَّ عَلٰی شَفَتِهٖ فَضَرَبَ عَلٰی فَخِذِیْ وَقَالَ: اِنِّیْ سَاَلْتُ اَبَاذَرٍّ كَمَا سَاَلْتَنِیْ فَضَرَبَ فَخِذِیْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ: اِنِّیْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَاَلْتَنِیْ فَضَرَبَ فَخِذِیْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ: ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ اِنِّیْ قَدْ صَلَّیْتُ فَلَا اُصَلِّیْ)). [راجع: ١٤٦٨]

ابوالعالیہ نے کہا کہ ابن زیاد نے ایک دن دیر کی اور عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میں نے ان کیلئے کرسی ڈال دی، وہ اس پر بیٹھے اور میں نے ان سے ابن زیاد کے کام کا ذکر کیا تو انہوں نے ہونٹ چبائے (یعنی افسوس اور غصہ سے) اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جیسے تم نے پوچھا۔ سو انہوں نے میری ران پر مارا جیسے میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، جیسے تم نے مجھ سے پوچھا تو آپ نے میری ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''نماز پڑھ لینا تو اپنے وقت پر۔ پھر اگر تجھ کو ان کے ساتھ بھی نماز ملے تو پھر ان کے ساتھ بھی پڑھ لے اور یہ نہ کہہ کہ میں پڑھ چکا ہوں اب نہیں پڑھتا۔'' (کہ اس میں جماعت میں پھوٹ پڑے گی)

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٤٧٠) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: ((كَيْفَ اَنْتُمْ)) اَوْقَالَ: ((كَيْفَ اَنْتَ اِذَا بَقِيْتَ فِيْ قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَهُمْ فَاِنَّهَا زِيَادَةُ خَيْرٍ)).

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہوگا جب تو باقی رہے گا ایسے لوگوں میں جو نماز میں اپنے وقت سے دیر کرتے ہیں۔ تو تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا۔ پھر اگر تکبیر ہو تو لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لے۔ اس لئے کہ اس میں نیکی کی زیادتی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٧١) عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ: نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَلْفَ اُمَرَآءَ فَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ قَالَ: فَضَرَبَ فَخِذِيْ ضَرْبَةً اَوْجَعَتْنِيْ وَقَالَ: سَاَلْتُ اَبَا ذَرٍّ عَنْ ذٰلِكَ فَضَرَبَ فَخِذِيْ وَقَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ نَافِلَةً)) قَالَ: وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: ذُكِرَلِيْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ فَخِذَ اَبِيْ ذَرٍّ. [راجع: ١٤٧٠]

ابوالعالیہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن صامت سے کہا کہ ہم جمعہ کے دن حاکموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور وہ نماز کو آخر وقت ادا کرتے ہیں ابو العالیہ نے کہا کہ عبداللہ نے میری ران پر ایک ہاتھ مارا کہ میرے درد ہونے لگا اور کہا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی بات کو پوچھا تھا تو انہوں نے بھی میری ران پر مارا اور کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی بات کو پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مسنون وقت پر نماز پڑھ لیا کرو اور ان کے ساتھ کی نماز کو نفل کر دیا کرو۔ (راوی نے) کہا کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ابوذر رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا تھا۔

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَبَيَانِ التَّشْدِيْدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا وَاَنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ.

باب: نماز باجماعت کی فضیلت اور اس کے ترک پر ندامت اور اس کے فرض کفایہ ہونے کا بیان۔

(١٤٧٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا)).

[ترمذی: ٢١٦، نسائی: ٨٣٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے پچیس درجہ بڑھ کر ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٧٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَفْضُلُ صَلٰوةٌ فِي الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)) قَالَ: ((وَتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر پچیس درجہ افضل ہے اور فرشتے رات کے اور دن کے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو کہ قرآن فجر کا حاضر ہونے کا سبب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [١٧/ الاسراء:٧٨]

[بخاری: ٤٧١٧]

○ ○ ○ ○

(١٤٧٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِينَ جُزْءًا)). [بخاری: ٦٤٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرماتے تھے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا اس میں اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پچیس حصہ زیادہ اجر ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٧٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلے شخص کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٧٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةٌ مَعَ الْإِمَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ صَلٰوةً يُصَلِّيهَا وَحْدَهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام کے ساتھ ایک نماز اکیلے کی پچیس نماز سے افضل ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٧٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِينَ دَرَجَةً)). [بخاری: ٦٤٥؛ نسائی: ٨٣٦]

ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٧٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلٰى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَّعِشْرِينَ)). [ابن ماجه: ٧٨٩]

ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ اکیلے کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ ہے اجر میں۔''

(١٤٧٩) عَنِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ ((بِضْعًا وَّعِشْرِينَ)) وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ: ((بِسَبْعٍ وَّعِشْرِينَ دَرَجَةً)).

ابن نمیر نے اپنے باپ سے اسی روایت میں بیس پر کئی درجے روایت کی۔ اور ابوبکر نے اپنی روایت میں ستائیس درجے روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٨٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بِضْعًا وَّعِشْرِينَ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے بیس پر کئی درجے فرمائے۔

(١٤٨١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَ نَاسًا فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنْهَا فَآمُرَ بِهِمْ فَيُحَرِّقُوا عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ بُيُوتَهُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو کسی نماز میں نہ پایا تو فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو حکم کروں کہ نماز کی امامت کرے اور میں جاؤں ان کی طرف جو نماز میں نہیں آئے اور حکم کروں گا کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا کر ان کے گھروں کو جلا دیں اور اگر کوئی شخص ایک ہڈی فربہ جانور کی پائے تو ضرور آئے۔'' مراد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَلَوْ عَلِمَ اَحَدُهُمْ اَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا لَشَهِدَهَا)) يَعْنِي صَلٰوةَ الْعِشَآءِ.

رکھتے تھے آپ ﷺ نماز عشاء کو۔ (یعنی نماز کو نہیں آتے اور ہڈی سن کر دوڑتے ہیں)

(١٤٨٢) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلٰوةُ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ مَعِيْ بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ حُزَمٌ مِّنْ حَطَبٍ اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ)). [بخاري: ٦٥٧؛ ابوداود: ٥٤٨؛ ترمذي: ٢١٧؛ ابن ماجه: ٧٩١، ٧٩٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز عشاء اور فجر منافقوں پر بہت بھاری ہے۔ اگر اس کا اجر جانتے تو گھٹنوں کے بل چل کر آتے۔ اور میں نے تو ارادہ کیا کہ نماز کا حکم دوں کہ قائم کی جائے اور ایک شخص کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر چند لوگوں کو ساتھ لے کر جاؤں کہ ایک ڈھیر لکڑیوں کا لے کر جو لوگ نماز میں نہیں آئے ان کے گھروں کو جلا دوں۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٨٣) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَانِيْ اَنْ يَّسْتَعِدُّوْا لِيْ بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقَ بُيُوْتٌ عَلٰى مَنْ فِيْهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں اور یہ بھی روایت کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کا ڈھیر لگائیں اور ایک شخص کو حکم کروں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگوں سمیت گھروں کو جلا دوں۔'' (یعنی جو نماز میں نہیں آئے)۔

(١٤٨٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ. (ابوداود: ٥٤٩؛ ترمذي: ٢١٧)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٨٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ)).

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے ہیں ان کے حق میں ارادہ کرتا ہوں کہ حکم کروں ایک شخص کو جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں جلا دوں ان لوگوں کے گھر جو جمعہ میں نہیں آتے۔''

بَابُ يَجِبُ اِتْيَانُ الْمَسْجِدِ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ.

باب: جو اذان سنتا ہے اس پر مسجد میں پہنچنا لازم ہے۔

(١٤٨٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی کھینچ کر مسجد تک لانے والا نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ؟)) فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَأَجِبْ)). [نسائي: ٨٤٩]

اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ اجازت دیں تو گھر میں نماز پڑھ لیا کرے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر جب لوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اذان سنتے ہو؟'' اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مسجد میں آیا کرو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ سائل عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ سنن ابی داؤد میں مفصل آیا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے ان کی جو جماعت کے فرض ہونے کے قائل ہیں۔ اور جمہور نے (یعنی جن کے نزدیک جماعت واجب ہے) یہ جواب دیا ہے کہ ان کے پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ میں گھر میں پڑھ لیا کروں اور ثواب جماعت کا پاؤں اپنے عذر کی وجہ سے تو آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور تائید جمہور کی اس طور پر بھی ہوتی ہے کہ جماعت عند العذر معاف ہو جاتی ہے۔ اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اس پر دلیل عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو آگے آئے گی۔

بَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى.

باب: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔

(١٤٨٧) عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضي الله عنه لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيْضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ.

ابوالاحوص نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا مگر منافق (یعنی تارک الجماعت کو ہم منافق جانتے ہیں) کہ جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار ہو اور بیمار بھی دو شخصوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلتا تھا اور نماز میں ملتا تھا (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو دین اور ہدایت کی باتیں سکھائیں اور انہی ہدایت کی باتوں میں سے ہے ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جس میں اذان ہوتی ہو۔

فائدہ: ان سب حدیثوں سے جماعت میں حاضر ہونے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور اس حدیث سے مشقت اٹھا کر مسجد میں آنا ثابت ہوتا ہے۔

(١٤٨٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کو خوش لگے کہ اللہ سے ملاقات کرے قیامت کے دن مسلمان ہو کر تو ضروری ہے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جہاں اذان ہوتی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے طریقے مقرر کر دیئے اور یہ نمازیں بھی انہیں میں سے ہیں۔ اگر تم ان کو گھر میں پڑھو جیسے فلاں جماعت کا چھوڑنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو بے شک تم نے اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا۔ اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑا تو بے شک تم گمراہ ہو گئے اور کوئی ایسا نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهِ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ.

مسجد کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر کہ وہ رکھتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک بدی گھٹاتا ہے اور ہم اپنے تئیں ایسا دیکھتے تھے کہ جماعت سے غیر حاضر نہیں ہوتا تھا مگر منافق جس کا نفاق کھلا ہوتا تھا اور آدمی دو شخصوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر چلایا جاتا تھا یہاں تک کہ صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

(ابوداود: ۵۵۰؛ نسائی: ۸۴۸؛ ابن ماجه: ۷۷۷)

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر بیمار کو بھی جماعت میں آنا مستحب ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ.

باب: مؤذن جب اذان دے تو مسجد سے نکلنے کی ممانعت۔

(۱۴۸۹) عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَأَتْبَعَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه بَصَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم. [ابوداود: ۵۳۶؛ ترمذی: ۲۰۴؛ نسائی: ۶۸۲، ۶۸۳؛ ابن ماجه: ۷۳۳]

ابوالشعثاء نے کہا کہ ہم مسجد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ مؤذن نے اذان دی اور ایک شخص مسجد سے اٹھا اور جانے لگا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ باہر چلا گیا، تب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

○ ○ ○ ○

(۱۴۹۰) عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَرَأٰى رَجُلًا يَجْتَازُ الْمَسْجِدَ خَارِجًا بَعْدَ الْأَذَانِ فَقَالَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم. (راجع: ۱۴۸۹)

ابوالشعثاء نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے: اس شخص نے نافرمانی کی حضرت ابوالقاسم (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ اس کو کہا جو بعد اذان کے مسجد سے باہر چلا گیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنا نہ چاہئے جب تک کہ فرض ادا نہ کرے مگر اس شخص کو کہ عذر رکھتا ہو جیسے کسی دوسری مسجد کا امام ہو یا پاخانے پیشاب کو جاتا ہو کہ پھر واپس آنے کی نیت رکھتا ہو۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ.

باب: نماز عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت۔

(۱۴۹۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضي الله عنه الْمَسْجِدَ

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے بعد مغرب اور اکیلے بیٹھ گئے میں ان کے پاس جا بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

https://kitabmunnati.com

بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَاابْنَ أَخِيْ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ)).

اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔''

{ابوداود: ۵۵۵؛ ترمذی: ۲۲۱}

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے دونوں نمازوں کو جماعت سے ادا کرنے کا بڑا ثواب معلوم ہوا گویا دونوں نمازیں جس نے باجماعت ادا کیں، وہ آرام سے سویا بھی اور ڈیڑھ رات تک عبادت کا ثواب بھی پایا۔ سبحان اللہ! سنت میں کیا مزا ہے کہ آرام بھی ملتا ہے اور ثواب بھی۔

(١٤٩٢) عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ سَهْلٍ عُثْمَانَ ابْنِ حَكِيْمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٤٩١]

سہل بن حکیم سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٩٣) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے سو اللہ اپنی پناہ کا حق جس سے طلب کریگا اس کو نہ چھوڑے گا اور اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔'' (یعنی اگر اس کو ستاؤ گے جو صبح کی نماز پڑھ چکا ہے تو گویا اللہ کی پناہ میں خلل ڈالا اور اس کا حق تلف کیا)

❖ ❖ ❖ ❖

(١٤٩٤) وَحَدَّثَنِيْهِ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: نَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْقَسْرِيَّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

حضرت انس بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جندب قسری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے صبح کی نماز پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔ پس اللہ تم سے اپنے کسی ذمہ کا سوال نہیں کرے گا تو جس سے اللہ نے اپنے ذمہ کا مطالبہ کرلیا تو اللہ اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٩٥) وَحَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ: نَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَلَمْ يَذْكُرْ: ((فَيَكُبَّهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی طرح یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈالے جانے کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ.

باب: عذر کے سبب سے جماعت کا معاف ہونا۔

(١٤٩٦) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي وَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ وَوَدِدْتُ أَنَّكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي مُصَلًّى أَتَّخِذُهُ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) قَالَ: فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ: وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ لَهُ قَالَ: فَثَابَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ حَوْلَنَا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ ذُوعَدَدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَايُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُلْ لَهُ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ: قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ

عتبان رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں اور بدر میں حاضر ہوئے ہیں اور انصار میں سے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری آنکھیں جاتی رہیں اور میں اپنی قوم کی امامت کرتا ہوں، اور جب مینہ برستا ہے نالہ آتا ہے جو میرے اور ان کے بیچ میں ہے تو میں ان کی مسجد میں نہیں جا سکتا کہ ان کی امامت کروں اور اے اللہ کے رسول ﷺ میری آرزو ہے کہ آپ ﷺ تشریف لائیں اور ایک جگہ (میرے گھر میں) نماز پڑھیں تا کہ میں اسے نماز کی جگہ مقرر کرلوں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا میں ایسا ہی کروں گا اگر اللہ نے چاہا۔'' عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب کچھ دن چڑھا اور رسول اللہ ﷺ نے آواز دی اور میں نے آپ ﷺ کو بلایا اور آپ ﷺ جب گھر میں آئے تو بیٹھے نہیں اور فرمایا: ''تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تمہارے گھر میں؟'' انہوں نے کہا کہ میں نے ایک کونا بتایا اور آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا اور ہم سب آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا۔ اور ہم نے آپ ﷺ کو روک رکھا تھا گوشت کی کڑی کے واسطے جو آپ ﷺ کیلئے پکائی تھی اور محلہ کے لوگ بھی آ گئے یہاں تک کہ کئی آدمی جمع ہو گئے گھر میں سو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دخشن رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ تو کسی نے کہا: وہ تو منافق ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہ کہو اس کو تم نہیں دیکھتے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس کلمہ سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ پھر ایک شخص نے کہا کہ ہم اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے آگ پر اس کو جو لا الہ الا اللہ کہے اور اس کہنے سے اللہ کی رضا چاہتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Scanned with CamScanner

اللّٰہ ﷺ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ.

ہو۔'' ابن شہاب نے کہا: پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے اس روایت کے بارے میں پوچھا جو محمود بن ربیع نے روایت کی ہے۔ سو انہوں (یعنی حصین بن محمد انصاری) نے اس روایت کی تصدیق کی اور وہ یعنی حصین بن محمد انصاری سالم کے سردار ہیں۔

○ ○ ○ ○ [راجع: ۱۴۹، ۱۵۰]

فوائد: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرے تو انشاء اللہ کہے۔ دوسرے نیکوں کے ساتھ اور ان کی نشانیوں اور مقاموں سے برکت تلاش کرنا۔ تیسرے نیکوں کی جگہ پر نماز ادا کرنا۔ چوتھے افضل شخص کا دعوت قبول کرنا اور اپنے سے کم درجے والے کے گھر جانا۔ پانچویں عذر کی وجہ سے جماعت کا معاف ہونا۔ چھٹے امام اور عالم کے ساتھ اس کے رفیق کا جانا۔ ساتویں باہر سے آنے والے کا گھر والے سے اجازت چاہنا۔ آٹھویں یہ کہ پہلے عمدہ اور دین کے کام شروع کرے چنانچہ پہلے آپ ﷺ نے نماز ادا کی۔ نویں نفل کا جماعت سے ادا کرنا۔ دسویں دن کی دو رکعت نماز کا بھی ہو نا مثل رات کی نماز کے۔ اور شافعیہ کا اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ گیارہویں اس کا مستحب ہونا کہ محلہ میں جب کوئی نیک شخص آئے تو اس سے ملنے کیلئے آنا اور اس کی زیارت سے مشرف ہونا اور اس کی صحبت سے فیض اٹھانا اور یہی حق ہے ہر عالم دین دار کا تمام مسلمانوں پر۔ بارہویں گھر میں نماز کی جگہ مقرر کرنا جائز ہے بخلاف مسجد کے۔ تیرھویں برے ذکر سے کسی کے لوگوں کو روک دینا۔ چودھویں یہ کہ صدق دل سے لا الہ الا اللہ کا قائل ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔

اس کے سوا اور بہت سے فوائد ہیں جو خوف طول معرض تحریر میں نہ آسکے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۴۹۷) عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ أَوِ الدُّخَيْشِنِ؟ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مَحْمُودٌ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثَ نَفَرًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا قُلْتَ قَالَ: فَحَلَفْتُ إِنْ رَجَعْتُ إِلَى عِتْبَانَ أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَهُوَ إِمَامُ قَوْمِهِ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ: ثُمَّ نَزَلَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَرَائِضُ وَأُمُورٌ

محمود رضی اللہ عنہ نے عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یونس کے ہم معنی روایت بیان کی (یعنی جو اوپر مذکور ہو چکی) مگر اتنی بات زیادہ تھی کہ ایک شخص نے کہا: کہاں ہیں مالک بن دخشن یا (کہا) دخیشن؟ اور یہ بھی زیادہ کیا کہ محمود نے کہا کہ میں نے یہ روایت چند شخصوں میں بیان کی ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے تو انہوں نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہو جو تم کہتے ہو۔ سو میں نے قسم کھائی کہ میں جا کر عتبان رضی اللہ عنہ سے پوچھوں گا۔ سو میں ان کے پاس گیا اور ان کو بہت بوڑھا پایا کہ آنکھیں جاتی رہیں تھیں اور وہ اپنی قوم کے امام تھے سو ہم ان کے بازو پر جا بیٹھے اور میں نے ان سے یہی حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے ویسی ہی بیان کر دی جیسے پہلے بیان کی تھی۔ زہری نے کہا کہ اس کے بعد اور چیزیں فرض ہوئیں اور بہت سے احکام الٰہی اترے کہ جن کو ہم جانتے ہیں کہ کام ان پر ختم ہو گیا۔ پھر جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَرَى اَنَّ الْاَمْرَ انْتَهٰى اِلَيْهَا فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَغْتَرَّ فَلَا يَغْتَرَّ. [راجع: ١٤٩، ١٥٠]

یہ چاہیے کہ دھوکہ نہ کھائے تو ضروری ہے کہ دھوکہ نہ کھائے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی یہ نہ سمجھے کہ یہ دو رکعت نماز ہے بلکہ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے اس کے بعد اور احکام الٰہی بہت سے اترے ہیں۔

(١٤٩٨) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ رضي الله عنه قَالَ: اِنِّيْ لَاَعْقِلُ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ دَلْوٍ فِيْ دَارِنَا قَالَ مَحْمُوْدٌ: فَحَدَّثَنِيْ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّ بَصَرِيْ قَدْسَاءَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ: فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ وَحَبَسْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ مِنْ زِيَادَةِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ. [راجع: ١٤٩، ١٥٠]

محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک کلی جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے محلہ کے ڈول سے کی تھی اور محمود رضی اللہ عنہ نے کہا روایت کی مجھ سے عتبان رضی اللہ عنہ نے کہ کہا انہوں نے کہ میں نے عرض کی رسول اللہ ﷺ سے کہ میری بصارت کم ہوگئی ہے اور بیان کی حدیث یہاں تک کہ عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو رکعت پڑھی آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ اور روک رکھا ہم نے آنحضرت ﷺ کو ایک کھانے کے لئے جس کو حشیشہ کہتے ہیں کہ وہ ہم نے آپ ﷺ کے لئے پکایا تھا اور اس کے بعد ذکر نہیں کیا جیسے یونس اور معمر نے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: حشیشہ یہ ہے کہ گیہوں کا باریک آٹا لیا اور اس میں گوشت یا کھجور ڈال کر پکایا۔ اور بخاری کی روایت میں مذکور ہے کہ محمود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے میرے منہ پر کلی کی۔ اور اس روایت میں جواز نکلا ملاطفت اور مزاح کا لڑکوں کے ساتھ ان کے دل خوش کرنے کو، اس لئے کہ بچوں کا دل ایسی باتوں سے بہت خوش ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ اس خوشی کے سبب سے ہمارے فیض صحبت کو یاد رکھے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بَابُ جَوَازِ الْجَمَاعَةِ فِي النَّافِلَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى حَصِيْرٍ وَخُمْرَةٍ وَثَوْبٍ وَغَيْرِهَا مِنَ الطَّاهِرَاتِ.

باب: نفل نماز جماعت کے ساتھ اور بوریئے وغیرہ پر نماز پڑھنے کا بیان۔

(١٤٩٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: ((قُوْمُوْا فَاُصَلِّيْ لَكُمْ)) قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه: فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کی دادی نے جن کا نام ملیکہ تھا رسول اللہ ﷺ کو ایک کھانے کے لئے بلایا جو انہوں نے پکایا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے کھایا اور فرمایا: ''کھڑے ہو۔ میں تمہاری خیر و برکت کے لئے نماز پڑھوں۔'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک بوریا لے کر کھڑا ہوا جو بہت بچھانے سے کالا ہوگیا تھا (یعنی مستعمل تھا) اور اس پر میں نے پانی چھڑکا اور آنحضرت ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور بوڑھی بھی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی دو رکعتیں اور سلام پھیرا۔

[بخاري: ٣٨٠، ٨٦٠؛ ابوداود: ٦١٢؛ ترمذي: ٢٣٤؛ نسائي: ٨٠٠]

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا دعوت کا قبول کرنا اگرچہ ولیمہ نہ ہو اور جماعت میں نفل پڑھنا اور جائز ہوا برکت لینا اپنے گھر میں نیکوں کی نماز کے ساتھ۔ شاید آپ ﷺ کو ان کی تعلیم بھی منظور ہو علی الخصوص عورت کی کہ عورتیں مسجد میں آپ ﷺ کی ہیئت نماز کو بخوبی نہیں دیکھ سکتی تھیں اس وجہ سے کہ پیچھے رہتی تھیں اور ثابت ہوا نماز پڑھنا بوریوں وغیرہ پر جو چیز پاک ہو اگرچہ مستعمل ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کے سوا جب دو آدمی ہوں تو صف امام کے پیچھے باندھ لیں اور عورت پیچھے کھڑی رہے اگرچہ اکیلی ہو۔ اور بوریے پر پانی چھڑکنا اس کے نرم کرنے کیلئے تھا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ شک نجاست کے سبب سے پانی چھڑکا مگر صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے کہا ہے۔

(۱۵۰۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا فَرُبَّمَا تَحْضُرُ الصَّلٰوةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ ثُمَّ يَؤُمُّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا قَالَ: وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ.

[بخاری: ۶۱۲۹، ۶۲۰۳، ترمذی: ۳۳۳، ۱۹۸۹؛ ابن ماجه: ۳۷۲۰؛ وانظر فی مسلم: ۵۶۲۲]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق میں سب سے اچھے تھے۔ اور کبھی آپ ﷺ کو نماز کا وقت آ جاتا اور آپ ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے تو حکم کرتے ہمارے بچھونے کو جو آپ ﷺ کے نیچے ہوتا کہ اس کو جھاڑ دیتے، پھر پانی چھڑک دیتے، پھر رسول اللہ ﷺ امامت فرماتے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے اور آپ ﷺ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے اور ان کا بچھونا کھجور کے پتوں کا تھا۔

فائدہ: اس سے انبیاء علیہم السلام کی بے تکلفی ثابت ہوئی۔

(۱۵۰۱) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي فَقَالَ: ((قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ بِكُمْ)) فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَصَلّٰى بِنَا. فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ: أَيْنَ جَعَلَ أَنَسٌ مِنْهُ؟ قَالَ: جَعَلَهُ عَلٰى يَمِينِهِ ثُمَّ دَعَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَتْ أُمِّي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ: فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ)). [نسائی: ۸۰۱]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور میں گھر میں تھا اور میری ماں اور میری خالہ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو میں تمہارے لئے نماز پڑھوں۔'' اور اس وقت کسی فرض نماز کا وقت نہ تھا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور ایک شخص نے ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو کہاں کھڑا کیا؟ انہوں نے کہا اپنے داہنی طرف۔ پھر دعائے خیر کی ہم سب گھر والوں کے لئے سب بھلائیوں کی خواہ دنیا کی ہو یا آخرت کی۔ سو میری ماں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ ﷺ کا چھوٹا خادم (یعنی انس) ہے اس کے لئے آپ ﷺ دعا فرمائیں سو آپ ﷺ نے میرے لئے ہر چیز مانگی اور اس دعا کے آخر میں عرض کی کہ یا اللہ! ''اس کا مال زیادہ کر، اولاد دے پھر اس میں برکت عنایت فرما۔''

(۱۵۰۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ: فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا.

[ابوداود: ۶۰۹؛ نسائی: ۸۰۲؛ ابن ماجه: ۹۷۵]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میری ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی (یعنی امامت کی) اور مجھے اپنی داہنی طرف کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۰۳) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ۱۵۰۲]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۰۴) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَةٍ. [بخاري: ۳۳۳، ۳۷۹، ۵۱۸؛ ابوداود: ۶۵۶؛ ابن ماجه: ۱۰۲۸]

ام المؤمنین میمونہ زوجہ رسول اللہ ﷺ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے برابر حاضر تھی اور کبھی آپ ﷺ کا کپڑا مجھ کو لگ جاتا تھا جب سجدہ کرتے تھے اور آپ ﷺ بوریے پر نماز پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۰۵) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيْرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ. [ترمذي: ۳۳۲؛ ابن ماجه: ۱۰۲۹، ۱۰۴۸]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بوریے پر نماز پڑھتے ہیں اور اسی پر سجدہ کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فِيْ جَمَاعَةٍ وَفَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَكَثْرَةِ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَفَضْلِ الْمَشْيِ إِلَيْهَا.

باب: فرض نماز باجماعت ادا کرنے اور نماز کا انتظار کرنے اور مساجد میں بکثرت آنے جانے کی فضیلت۔

(۱۵۰۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهِ فِيْ بَيْتِهِ وَصَلٰوتِهِ فِيْ سُوْقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نماز جماعت سے اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس پر کئی درجے افضل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی نے جب وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کو آیا نہیں اٹھایا اس کو مگر نماز نے اور نہیں ارادہ ہوا اس کا مگر نماز کا تو کوئی قدم نہیں رکھتا ہے وہ مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ گھٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ داخل ہوتا ہے وہ پھر جب مسجد میں آ گیا تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز اس کو روک رہی ہے اور فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کر رہے ہیں، جب تک کہ وہ اپنی جگہ میں ہے جہاں نماز پڑھی ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! تو اس پر رحم کر۔ یا اللہ! اس کو بخش دے۔ یا اللہ! تو اس کی توبہ قبول کر جب تک کہ وہ ایذا نہیں دیتا جب تک وہ حدث نہیں کرتا۔ (یعنی تب تک فرشتے بھی کہتے رہتے ہیں)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَالَمْ يُؤْذِفِيهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيهِ)). [بخاری: ٤٧٧؛ ابوداود: ٤٥٩؛ ابن ماجه: ٧٨٦]

○ ○ ○ ○

(١٥٠٧) عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٠٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُصَلِّي عَلٰى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِي مَجْلِسِهِ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ مَالَمْ يُحْدِثْ وَأَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَاكَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تم میں سے ہر ایک کے لئے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے یا اللہ! اس کو بخش دے۔ یا اللہ! اس پر رحم کر جب تک وہ گوز نہیں مارتا اور تم میں سے ہر ایک نماز میں ہے جب تک کہ نماز اس کو روک رہی ہے۔''

(١٥٠٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَتَقُولُ الْمَلٰئِكَةُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْيُحْدِثَ)) قُلْتُ: مَايُحْدِثُ؟ قَالَ: يَفْسُوْ أَوْيَضْرِطُ. [ابوداود: ٤٧١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک آدمی نماز کا منتظر اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تب تک وہ نماز ہی میں ہے اور فرشتے اس کے لئے کہتے ہیں یا اللہ! اس کو بخش اور اس پر رحم کر یہاں تک کہ وہ چلا جائے یا حدث کرے۔'' راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا حدث کیا ہے؟ تو کہا: پھسکی چھوڑے یا گوز مارے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلٰوةُ)). [بخاری: ٦٥٩؛ ابوداود: ٤٧٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی نماز میں ہے جب تک نماز اس کو روک رہی ہے۔ نہیں روکتی اس کو گھر جانے سے مگر نماز۔''

○ ○ ○ ○

(١٥١١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَحَدُكُمْ مَاقَعَدَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فِي صَلٰوةٍ مَالَمْ يُحْدِثْ تَدْعُوْلَهُ الْمَلٰئِكَةُ اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تم میں سے نماز میں ہے جب تک نماز کا منتظر ہے جب تک اس نے گوز نہیں کیا۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں یا اللہ! اس کو بخش، یا اللہ! اس پر رحم فرما۔''

(١٥١٢) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا. [ترمذی: ٣٣٠]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ.

باب: مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چل کر جانے کی فضیلت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٥١٣) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَیْهَا مَمْشًی فَاَبْعَدُهُمْ وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْهَا ثُمَّ یَنَامُ)) وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ كُرَیْبٍ: ((حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ فِیْ جَمَاعَةٍ)). (بخاری: ٦٥١)

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا گھر مسجد سے زیادہ دور ہے۔ اس کا ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ہے اور جو نماز کا منتظر ہے کہ امام کے ساتھ پڑھے گا اس کا ثواب بھی اس شخص سے زیادہ ہے کہ پڑھ لی اور سو رہا۔'' اور ابوکریب کی روایت میں یہ لفظ ((حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ فِیْ جَمَاعَةٍ)) اور مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٤) عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لَا اَعْلَمُ رَجُلًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَاتُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ قَالَ: فَقِیْلَ لَهٗ اَوْ قُلْتُ [لَهٗ]: لَوِاشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهٗ فِی الظَّلْمَاءِ وَفِی الرَّمْضَاءِ قَالَ: مَایَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُكْتَبَ لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَهْلِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ)). [ابوداود: ٥٥٧؛ ابن ماجه: ٧٨٣]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص تھا کہ اس کے مکان سے زیادہ کسی کا مکان مسجد سے دور نہ تھا اور کبھی کوئی جماعت اس کی نہ جاتی تو اس سے کہا گیا یا میں نے کہا: تم اگر ایک گدھا خرید لو کہ اس پر سوار ہو کر آیا کرو اندھیری اور دھوپ میں تو اچھا ہو۔ اس نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے بازو میں ہو، اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے قدم مسجد کی طرف لکھے جائیں اور میرا لوٹنا بھی جب میں گھر کو لوٹوں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ثواب تمہارے لیے اکٹھا کیا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٥١٥) عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ التَّیْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِنَحْوِهٖ. [راجع: ١٥١٤]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٦) عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بَیْتُهٗ اَقْصٰی بَیْتٍ فِی الْمَدِیْنَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَتَوَجَّعْنَا لَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ: یَا فُلَانُ! لَوْ اَنَّكَ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا یَقِیْكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ وَیَقِیْكَ مِنْ هَوَامِّ الْاَرْضِ قَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ! مَا اُحِبُّ اَنَّ بَیْتِیْ مُطَنَّبٌ بِبَیْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: فَحَمَلْتُ بِهٖ حِمْلًا حَتّٰی اَتَیْتُ بِهٖ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ. قَالَ: فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص تھے کہ ان کا گھر مدینہ کے سب گھروں میں مسجد سے دور تھا اور ان کی کوئی جماعت جانے نہ پاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو ہم لوگوں کو ان پر ترس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ کاش تم ایک گدھا خرید لو کہ تمہیں گرمی سے اور راہ کے کیڑے مکوڑوں سے بچائے۔ انہوں نے کہا: سنو! قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے متصل ہو۔ اور مجھ پر اس کی یہ بات بہت بار اور گراں گزری اور میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے بھی یہ کہا جو مجھ سے کہا تھا اور ذکر کیا کہ میں اپنے قدموں کا اجر چاہتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَرْجُوْ فِيْ أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ)). [راجع: ١٥١٤]

ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تم کو اجر ہے جس کے تم امیدوار ہو۔''

(١٥١٧) عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٥١٤]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٨) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَتْ دِيَارُنَا نَائِيَةً مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَبِيعَ بُيُوتَنَا فَنَقْتَرِبَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً)).

ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے لوگوں کے گھر مسجد سے دور تھے تو ہم نے چاہا کہ بیچ ڈالیں اور مسجد کے قریب آ رہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو روکا اور فرمایا: ''تمہارے لئے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٥١٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَّتَحَوَّلُوْا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ)) قَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ: ((يَا بَنِيْ سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ! تُكْتَبْ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ! تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: کچھ جگہیں مسجد کے گرد خالی ہوئی ہیں تو بنو سلمہ کے قبیلہ والوں نے چاہا کہ مسجد کے پاس اٹھ آئیں اور یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری خبر ہم کو پہنچی ہے کہ تم چاہتے ہو کہ مسجد کے قریب آ رہیں۔'' انہوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے چاہا تو ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی سلمہ! تم اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔'' (یعنی تاکہ ان کا ثواب ملے)

○ ○ ○ ○

(١٥٢٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَّتَحَوَّلُوْا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ: وَالْبِقَاعُ خَالِيَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا بَنِيْ سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)) فَقَالُوْا: مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بنو سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آ جائیں اور کچھ قطعے خالی تھے تو یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی سلمہ! اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔'' تو انہوں نے کہا کہ ہم اس فرمانے سے ایسے خوش ہوئے کہ وہاں سے اٹھ آنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلٰوةِ تُمْحٰى بِهِ الْخَطَايَا وَ تُرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتُ.

باب: نماز کیلئے چل کر جانا گناہوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

(١٥٢١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ مَشٰى إِلٰى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدٰاهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے گھر میں طہارت کرے پھر اللہ کے کسی گھر میں جائے کہ اللہ کے فرضوں میں سے کسی فرض کو ادا کرے تو اس کے قدم ایسے ہوں گے کہ ایک سے تو برائیاں

محدث فورم، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت اسلامی مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدٰهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً)).

(١٥٢٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَفِي حَدِيثِ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟)) قَالُوا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ: ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا)).

[بخاری: ٥٢٨؛ ترمذی: ٢٨٦٨؛ نسائی: ٤٦١]

اتریں گی اور دوسرے سے درجے بڑھیں گے۔"

○ ○ ○ ○

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: "بھلا دیکھو کہ اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو کہ وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: "یہی مثال ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے گناہوں کو صاف کر دیتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٥٢٣) عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ)) قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ: وَمَا يُبْقِي ذٰلِكَ مِنَ الدَّرَنِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازوں کی مثال گہری بہتی نہر کی مانند ہے جو کسی کے دروازہ پر ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ بار نہاتا ہو۔" حسن نے کہا کہ اس پر کچھ میل باقی نہ رہے گی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٢٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ)). [بخاری: ٦٦٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح کو یا شام کو گیا مسجد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی جنت میں ضیافت تیار کی ہر صبح اور شام میں۔"

بَابُ فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ.

باب: صبح کے بعد اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھنے اور مسجدوں کی فضیلت کا بیان۔

(١٥٢٥) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ أَوِ الْغَدَاةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ. [وانظر في مسلم: ٥٩٨٩]

سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ بہت، پھر کہا کہ آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہتے صبح کے بعد جب تک کہ آفتاب نہ نکلتا۔ پھر جب سورج نکلتا اٹھ کھڑے ہوتے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر ذکر کیا کرتے تھے کفر کے زمانہ کا اور ہنستے تھے اور آپ ﷺ مسکراتے رہتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابوداود: ۱۲۹۴؛ نسائی: ۱۳۵۷]

○ ○ ○ ○

(۱۵۲۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا. [ابوداود: ۴۸۵۰]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تو اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے جب تک کہ آفتاب خوب نہ نکل آتا۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۲۷) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَقُوْلَا: حَسَنًا. [ترمذی: ۵۸۵؛ نسائی: ۱۳۵۶]

سماک سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن انھوں نے "حَسَنًا" کے الفاظ نہیں کہے۔

(۱۵۲۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ مَوْلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَسْوَاقُهَا)).

عبدالرحمٰن بن مہران جو مولیٰ ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہروں میں پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں اور سب سے بری جگہ اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: بازاروں میں شیطان کا جھنڈا کھڑا ہوتا ہے۔ گالی گلوچ ایک دوسرے کو دیتے ہیں اور فسق و فجور کا زور رہتا ہے، بخلاف اس کے مسجدوں میں ذکر الٰہی، نماز، روزہ، زہد و عبادت اور اللہ کے خوف کا چرچا رہتا ہے۔

بَابُ مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ؟

باب: امامت کا مستحق کون ہے؟

(۱۵۲۹) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَاُهُمْ)). [نسائی: ۷۸۱، ۸۳۹]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین شخص ہوں تو ایک ان میں سے امام ہو جائے اور امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو قرآن زیادہ پڑھا ہو۔''

○ ○ ○ ○

(۱۵۳۰) عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۱۵۲۹]

قتادہ سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۳۱) عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

ابوسعید بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۳۲) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی امامت وہ کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو اگر قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت زیادہ جانتا ہو۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو اسلام پہلے لایا ہو۔ اور کسی کی حکومت کی جگہ میں جا کر اس کی امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کی مسند پر بیٹھے مگر اگر اس کے حکم سے۔'' اشیخ نے اسلام کی جگہ عمر کو ذکر کیا یعنی جس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ)) قَالَ الْاَشَجُّ فِيْ رِوَايَتِهٖ مَكَانَ سِلْمًا: سِنًّا.

[ابوداود: ٥٨٢، ٥٨٣، ٥٨٤؛ ترمذی: ٢٣٥؛ نسائی: ٧٧٩، ٧٨٢؛ ابن ماجه: ٩٨٠]

عمر زیادہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٥٣٣) عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ١٥٣٢]

اعمش سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٣٤) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَآءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِيْ اَهْلِهٖ وَلَا فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا تَجْلِسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَكَ اَوْ بِاِذْنِهٖ.)) [راجع: ١٥٣٢]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''کہ لوگوں کی امامت وہ کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو اور خوب قرآن پڑھتا ہو اگر قراءت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ اور کسی کی امامت نہ کرے اس کے گھر میں اور نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ بیٹھے اس کی مسند پر اس کے گھر میں جب تک وہ تجھے اجازت نہ دے یا فرمایا: اس کی اجازت سے۔''

○ ○ ○ ○

(١٥٣٥) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْمًا رَفِيْقًا فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ اَهْلِنَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: ((ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ)). [بخاری: ٦٢٨، ٦٣٠، ٦٣١، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ٢٨٤٨، ٦٠٠٨، ٧٢٤٦؛ ابوداود: ٥٨٩؛ ترمذی: ٢٠٥؛ نسائی: ٦٣٣، ٦٣٤، ٦٦٨، ٧٨٠؛ ابن ماجه: ٩٧٩]

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم جوان، ہم عمر تھے اور بیس دن آپ ﷺ کی خدمت میں رہے اور رسول اللہ ﷺ نہایت مہربان اور نرم تھے۔ آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ ہم لوگ وطن کے مشتاق ہو گئے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کن کن لوگوں کو تم اپنے وطن میں چھوڑ آئے اپنے عزیز و اقارب میں سے۔'' اور ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے دیس کو لوٹ جاؤ اور وہاں رہو اور لوگوں کو اسلام کی باتیں سکھاؤ، بتاؤ۔ پھر جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے اذان، جماعت اور امامت کا حکم ہوا، چونکہ وہ لوگ ہجرت اور علم میں برابر تھے لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو بھی حکم دیا کہ جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

(١٥٣٦) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَخَلَفُ

اس سند سے بھی مذکورہ روایت بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ١٥٣٥]

○ ○ ○ ○

(١٥٣٧) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَبُو سُلَيْمَانَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاسٍ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ وَاقْتَصَّ جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ. [راجع: ١٥٣٧]

مالک بن حویرث ابو سلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم جوان تھے اور ہم عمر تھے اور باقی سارا واقعہ وہی بیان کیا جو مذکورہ حدیث میں ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٣٨) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي فَلَمَّا أَرَدْنَا الْإِنْقِلَابَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ لَنَا: ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا)). [راجع: ١٥٣٥]

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا ایک رفیق نبی ﷺ کے پاس آیا پھر جب ہم نے آپ ﷺ کے پاس سے لوٹنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کا وقت آئے تو اذان دینا اور اقامت کہنا اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔''

○ ○ ○ ○

(١٥٣٩) عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا وَزَادَ قَالَ الْحَذَّاءُ: وَكَانَا مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْقِرَاءَةِ. [راجع: ١٥٣٥]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت کی مانند حدیث آئی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ وَاسْتِحْبَابِهِ فِي الصُّبْحِ دَائِمًا وَبَيَانِ أَنَّ مَحَلَّهُ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ وَاسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ بِهِ.

باب: جب مسلمانوں پر کوئی بلا نازل ہو تو نمازوں میں بلند آواز سے قنوت پڑھنا اور اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا مستحب ہے اور اس کا محل و مقام آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے اور صبح کی نماز میں قنوت پر دوام مستحب ہے۔

(١٥٤٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر کی قراءت سے فارغ ہو جاتے تو سر مبارک رکوع سے اٹھاتے (یعنی دوسری رکعت میں) کہتے سمع اللہ سے آخر تک یعنی ''سنا اللہ نے جس نے اس کی حمد کی اے ہمارے رب! سب تعریف تجھ ہی کو ہے'' پھر کھڑے ہی کھڑے کہتے: ''یا اللہ نجات دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو (یہ سب مسلمان کفار کے ہاتھ میں تھے) اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ ! اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِيْ يُوْسُفَ اَللّٰهُمَّ ! الْعَنْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَّ ذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)) ثُمَّ بَلَغَنَا اَنَّهٗ تَرَكَ ذٰلِكَ لَمَّا اَنْزَلَ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْيَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْيُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾.

[٣/ آل عمران:١٢٨]

نجات دے مؤمنوں میں سے ضعیف لوگوں کو، (یعنی جو مکہ والوں کے ہاتھ میں دبے پڑے ہیں) یا اللہ (قبیلہ) مضر کو اپنی سختی سے روند دے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح قحط ڈال دے (جیسے مصر میں سات برس واقع ہوا تھا) یا اللہ لعنت کر لحیان اور رعل اور ذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی) پھر ہم کو خبر پہنچی کہ آپ نے یہ بددعا موقوف کی جب یہ آیت اتری ﴿لَيْسَ لَكَ﴾ الآیۃ یعنی اے نبی! تم کو اس کام میں کچھ اختیار نہیں اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے چاہے انہیں عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے قنوت کا دائماً استحباب ثابت ہوا اور اس کا محل آخر رکعت کے رکوع کے بعد معلوم ہوا اور جہر کا استحباب بھی ثابت ہوا جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز صبح میں قنوت پر دوام مسنون ہے، باقی رہیں اور نمازیں اس میں تین قول صحیح اور مشہور یہ ہے کہ جب بلائے عام نازل ہو جیسے اعدائے دین کا غلبہ یا قحط وبا تو تمام نمازوں میں امام قنوت پڑھے اور نہیں تو نہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں قنوت پڑھے یعنی وبا وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ پڑھے مگر صحیح وہی پہلا قول ہے اور رفع الیدین اس میں مستحب ہے اور قنوت ختم کرنے کے بعد منہ پر ہاتھ نہ پھیرے اور بعض نے ہاتھ پھیرنا بھی مستحب کہا ہے اور صدر پر ہاتھ پھیرنے کو سب نے مکروہ کہا ہے اور ادعیہ ماثورہ میں سے جو دعا جی چاہے پڑھے۔

(١٥٤١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى قَوْلِهٖ ((وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ. [بخاري: ٤٦٢٠، ابن ماجه: ١٢٤٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہاں تک بیان کرتے ہیں "کہ اے اللہ! قحط ڈال ان پر یوسف علیہ السلام کے سالوں کی طرح۔" اور اس کے بعد والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

(١٥٤٢) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فِيْ صَلٰوةٍ شَهْرًا اِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) يَقُوْلُ فِيْ قُنُوْتِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ ! اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضي الله عنه: ثُمَّ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ الدُّعَاءَ بَعْدُ فَقُلْتُ: اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَرَكَ الدُّعَاءَ لَهُمْ قَالَ: فَقِيْلَ: وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوْا؟ [ابوداود: ١٤٤٢]

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھا۔ جب سمع الله لمن حمده کہتے تو اپنی قنوت میں کہتے: یا اللہ! چھوڑ دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو۔ یا اللہ! چھوڑ دے سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو یا اللہ! چھوڑ دے عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو یا اللہ! چھوڑ دے ضعیف مؤمنوں کو یا اللہ! (قبیلہ) مضر کو سختی سے روند ڈال۔ یا اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط ڈال۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا چھوڑ دی۔ تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے دعا چھوڑ دی تو لوگوں نے کہا کہ دیکھتے نہیں ہو کہ جن کے لیے رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے وہ تو آ گئے (یعنی کافروں کے پاس سے چھوٹ آئے)

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٥٤٣) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: ((اَللّٰهُمَّ! أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ إِلَى قَوْلِهِ: ((كَسِنِي يُوسُفَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

(بخاری: ٤٥٩٨)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے جب آپ ﷺ نے ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہا۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔'' پھر اس طرح ذکر فرمائی: ((كَسِنِي يُوسُفَ)) تک اور اس کے بعد کچھ ذکر نہیں فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(١٥٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَأُقَرِّبَنَّ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقْنُتُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ. (بخاری: ٧٩٧، ٢٣٩٣؛ ابوداود: ١٤٤٠؛ نسائی: ١٠٧٤)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ واللہ! میں تمہارے ساتھ ادا کروں نماز جو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے قریب قریب ہو۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر اور عشاء اور صبح میں قنوت پڑھتے تھے اور مؤمنوں کے لیے یہ دعا کرتے تھے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٤٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنَسٌ: أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ: أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ. (بخاری: ٤٠٩٥، ٢٨١٤)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا کی جنہوں نے بئر معونہ کے لوگوں کو قتل کیا تھا تیس دن تک (یعنی تیس دن تک بددعا کی) بددعا کرتے تھے آپ ﷺ رعل اور ذکوان اور لحیان اور عصیہ پر کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولوں شہیدوں کے حال میں قرآن اتارا جو بئر معونہ پر قتل ہوئے تھے ہم نے اس آیت کو اسی قرآن کی طرح پڑھا پھر منسوخ ہوگئی۔ اسے آخر تک یعنی ہماری طرف سے ہماری قوم کو بشارت پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے اور وہ بھی راضی ہوا ہم سے اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: بئر معونہ بنی عامر اور بنی سلیم کے درمیان ایک زمین کا نام ہے وہاں آپ ﷺ نے قرآن کے ستر قاری بھیجے تھے، کافروں نے ان کو قتل کر دیا۔ ان کا مفصل قصہ ان شاء اللہ کتاب القراءت میں آئیگا۔

(١٥٤٦) عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ رضي الله عنه: هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ؟

محمد نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں بعد رکوع کے

مجموعہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ: نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا. [بخاری: ۱۰۰۱؛ ابوداود: ۱۴۴۴؛ نسائی: ۱۰۷۰؛ ابن ماجه: ۱۱۸۴]

تھوڑی دیر۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۴۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَ ذَكْوَانَ وَ يَقُوْلُ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)). [بخاری: ۱۰۰۳، ۴۰۹۴؛ نسائی: ۱۰۶۹]

انس بن مالک ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھا رعل اور ذکوان کے لیے بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۴۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَدْعُوْ عَلٰى بَنِيْ عُصَيَّةَ. [ابوداود: ۱۴۴۵]

انس بن مالک ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر میں بعد رکوع کے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا۔ بددعا کرتے تھے آپ ﷺ بنی عصیہ کے قبیلہ پر۔

(۱۵۴۹) عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: سَاَلْتُهٗ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ؟ فَقَالَ: قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ: قُلْتُ: فَاِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ. [بخاری: ۱۰۰۲، ۱۳۰۰، ۳۱۷۰، ۴۰۹۶، ۲۳۹۴]

عاصم ﷺ سے پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد؟ انہوں نے کہا کہ پہلے۔ میں نے کہا کہ بعض لوگ دعوے کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھا ہے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا، آپ ﷺ ان لوگوں پر بد دعا کرتے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے چند اصحاب کو قتل کر دیا تھا۔ جنہیں قاری کہا جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۵۰) عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلٰى سَرِيَّةٍ مَا وَجَدَ عَلَى السَّبْعِيْنَ الَّذِيْنَ اُصِيْبُوْا يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ كَانُوْا يَدْعُوْنَ الْقُرَّاءَ فَمَكَثَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى قَتَلَتِهِمْ. [راجع: ۱۵۴۹]

انس ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی چھوٹے لشکر کے لیے اس قدر غصہ ہوتے کبھی نہیں دیکھا جس قدر ان ستر صحابیوں رضی اللہ عنہم کے لیے غصہ ہوئے جو بیر معونہ میں شہید ہوئے کہ ان کو قاری کہتے تھے اور آپ ﷺ ایک ماہ تک برابر ان کے قاتلوں پر بددعا کرتے رہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۵۱) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. [راجع: ۱۵۴۹]

انس ﷺ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں یہی حدیث مگر بعض راوی ایک دوسرے سے کچھ کمی بیشی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

(۱۵۵۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. [نسائی: ۱۰۷۶]

انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قنوت کی ایک ماہ آپ لعنت کرتے تھے رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل پر انہوں نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۵۳) عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔

(۱۵۵۴) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ. [بخاری: ۴۰۸۹؛ نسائی: ۱۰۷۶، ۱۰۷۸؛ ابن ماجه: ۱۲۴۳]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا اور عرب کے کئی گھرانوں پر بددعا کی پھر چھوڑ دیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۵۵) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور مغرب میں قنوت پڑھتے تھے۔

(۱۵۵۶) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ. [راجع: ۱۵۵۵]

براء کہتے ہیں: قنوت کی آپ ﷺ نے فجر اور مغرب میں۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۵۷) عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَوةٍ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)). [وانظر فی مسلم: ۲۴۳۴]

خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز میں فرمایا: ''یا اللہ! لعنت کر بنی لحیان اور ذکوان اور عصیہ پر کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ غفار کی اللہ مغفرت کرے اور سالم کو آفتوں سے بچائے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۵۵۸) عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ خُفَافُ بْنُ إِيمَاءٍ رضی اللہ عنہ: رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ)) ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا قَالَ خُفَافٌ: فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ. [راجع: ۱۵۵۷]

حارث نے کہا کہ خفاف نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور کہا: ''غفار کو اللہ بخشے اور اسلم کو بچائے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی یا اللہ! لعنت کر بنی لحیان پر اور رعل اور ذکوان پر'' پھر سجدہ میں گئے۔ خفاف نے کہا کہ اسی وجہ سے کفار پر قنوت میں لعنت کی جاتی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۵۹) عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ: فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ. [راجع: ۱۵۵۷]

خفاف بن ایماء مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں مگر انہوں نے یہ لفظ بیان نہیں کیے کہ کافروں پر لعنت اسی وجہ سے کی جاتی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا.

باب: قضا نماز کا بیان اور ان کو جلد پڑھنے کا استحباب۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٥٦٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ: ((اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ)) فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اِسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَهُمُ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْ بِلَالُ!)) فَقَالَ بِلَالٌ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِنَفْسِكَ قَالَ: ((اقْتَادُوا)) فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾)) [٢٠/ طٰهٰ: ١٤] قَالَ يُونُسُ: وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَأُهَا لِلذِّكْرٰى.

[ابوداود: ٤٣٥، ٤٣٦؛ ابن ماجه: ٦٩٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے لوٹے ایک رات کو چلے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ اونگھنے لگے آخر شب میں اتر پڑے اور بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کہ تم ہمارا پہرہ دو آج کی رات۔'' تو بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے جتنی کہ ان کی تقدیر میں تھی اور رسول اللہ ﷺ سو گئے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی۔ پھر جب صبح قریب ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی اونٹنی پر ٹیکہ لگایا اور ان کی آنکھ لگ گئی۔ پھر نہ تو رسول اللہ ﷺ ہی جاگے اور نہ اور کوئی شخص آپ ﷺ کے اصحاب میں سے یہاں تک کہ ان پر دھوپ پڑی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگے اور گھبرائے اور فرمایا: ''اے بلال!'' تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری جان کو بھی اسی نے پکڑ لیا جس نے آپ ﷺ کی جان کو پکڑا، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کو ہانکو۔'' پھر تھوڑی دور اونٹوں کو ہانکا، پھر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی تکبیر کہی اور نبی ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ''جو بھول جائے نماز کو تو پڑھ لے جب یاد آئے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔'' یونس نے کہا کہ ابن شہاب اس آیت کو یوں پڑھتے: ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِلذِّكْرٰى﴾ یعنی قائم کرو نماز یاد داشت کے لیے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٦١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَرَّسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ)) قَالَ: فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوبُ: ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ. [نسائی: ٦٢٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شب ہم آخر رات میں نبی ﷺ کے ساتھ اترے اور نہ جاگے یہاں تک کہ سورج نکل آیا تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہر شخص اونٹ کی نکیل پکڑے کہ یہ مکان ہے شیطان کا۔'' پھر ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی اس میدان سے باہر ہو گئے) پھر پانی منگایا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور یعقوب نے سجدہ کی بجائے صلّٰی کہا۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور صبح کی فرض نماز ادا کی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٧٢) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: خَطَبَنَا

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُوْنَ الْمَآءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا)) فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ قَالَ: فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَاَتَيْتُهٗ فَدَعَمْتُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ اُوْقِظَهٗ حَتّٰى اعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتّٰى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ قَالَ: فَدَعَمْتُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ اُوْقِظَهٗ حَتّٰى اعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ اَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ حَتّٰى كَادَ يَنْجَفِلُ فَاَتَيْتُهٗ فَدَعَمْتُهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: اَبُوْقَتَادَةَ قَالَ: ((مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيْرُكَ مِنِّيْ؟)) قُلْتُ: مَا زَالَ هٰذَا مَسِيْرِيْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَ: ((حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ نَبِيَّهٗ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَرَانَا نَخْفٰى عَلَى النَّاسِ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَرٰى مِنْ اَحَدٍ؟)) قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ ثُمَّ قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ اٰخَرُ حَتّٰى اجْتَمَعْنَا فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ: فَمَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ: ((احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا)) فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ قَالَ: فَقُمْنَا فَزِعِيْنَ ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبُوْا)) فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَّآءٍ قَالَ: فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ ثُمَّ قَالَ: ((بَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ يَا اَبَا قَتَادَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ بَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ قَالَ: ((فَاَتِمُّوْا عَلَيْهَا)) فَقَامَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ قَالَ: ((اَتُصَلُّوْنَ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَكَيْفَ بِكُمْ اِذَا نِمْتُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ نَسِيْتُمُوْهَا؟)) قَالَ: فَاسْتَوَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا فَقَالَ: ((اَتَرَوْنَ رَاكِبًا تَرَكَ اَوْ ذَاهِبًا تَرَكَ؟)) قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ وَهٰذَا رَاكِبٌ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ قَتَادَةَ: ((احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: وَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ: فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَهْمِسُ إِلَى بَعْضٍ مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيطِنَا فِي صَلٰوتِنَا؟ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا؟)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا)) قَالَ: فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا فَقَالَ: ((لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَطْلِقُوا لِي غُمَرِيَ)) قَالَ: وَدَعَا بِالْمِيضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَا فِي الْمِيضَأَةِ تَكَأْبَؤُا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى)) قَالَ:

وضوؤں سے کم تھا (یعنی بہت قلیل پانی سے بہت جلد) اور اس میں تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا۔ پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کہ وہ ہمارے لوٹے کو رکھ چھوڑو کہ اس کی ایک عجیب کیفیت ہوگی۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان کہی اور نبی ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر صبح کی فرض کی نماز ادا کی اور ویسے ہی ادا کی جیسے ہر روز ادا کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ بھی اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہوئے۔ پھر ہم میں سے ہر ایک چپکے چپکے کہتا تھا کہ آج ہمارے اس قصور کا کیا کفارہ ہوگا جو ہم نے نماز میں قصور کیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا میں تم لوگوں کا پیشوا نہیں ہوں۔'' پھر فرمایا کہ ''سونے میں کیا قصور ہے۔ قصور تو یہ ہے کہ ایک آدمی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز کا دوسرا وقت آ جائے (یعنی جاگنے میں قضا کر دے) پھر جو ایسا کرے۔'' (یعنی اس کی نماز قضا ہو جائے) تو لازم ہے کہ جب ہوشیار ہو ادا کرے پھر جب دوسرا دن آئے تو اپنی نماز اوقات متعینہ پر ادا کرے (یعنی یہ نہیں کہ ایک بار قضا ہو جانے سے نماز کا وقت ہی بدل جائے) پھر فرمایا: کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ لوگوں نے کیا کیا ہوگا۔ پھر فرمایا: کہ لوگوں نے جب صبح کی تو اپنے نبی ﷺ کو نہ پایا تب ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے ہوں گے۔ آپ ﷺ ایسے نہیں کہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں۔ پھر وہ لوگ اگر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی بات مانتے تو سیدھی راہ پاتے (یہ خبر آپ ﷺ نے معجزہ کے طور پر دے دی) راوی نے کہا کہ پھر ہم لوگوں تک پہنچے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی اور لوگ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو مر گئے اور پیاسے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں تم نہیں مرے۔'' پھر فرمایا کہ ''ہمارا چھوٹا پیالہ لاؤ'' اور وہ لوٹا منگوایا اور رسول اللہ ﷺ پانی ڈالنے لگے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی ایک لوٹا بھر ہی ہے تو لوگ گرے اس پر (یعنی ہر شخص ڈرنے لگا کہ پانی تھوڑا ہے کہیں محروم نہ

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَ غَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ صَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((اشْرَبْ)) فَقُلْتُ: لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا)) قَالَ: فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَاَتَى النَّاسُ الْمَآءَ جَامِّيْنَ رِوَآءً. قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ: اِنِّيْ لَاُحَدِّثُ النَّاسَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ مَسْجِدِ الْجَامِعِ اِذْ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: اُنْظُرْ اَيُّهَا الْفَتٰى كَيْفَ تُحَدِّثُ فَاِنِّيْ اَحَدُ الرَّكْبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ: قُلْتُ: فَاَنْتَ اَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ: مِمَّنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: حَدِّثْ فَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِحَدِيْثِكُمْ قَالَ: فَحَدَّثْتُ الْقَوْمَ فَقَالَ عِمْرَانُ: لَقَدْ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعَرْتُ اَنَّ اَحَدًا حَفِظَهُ كَمَا حَفِظْتُهُ.

تم سب سیراب ہو جاؤ گے۔'' غرض کہ پھر لوگ اطمینان سے لینے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ پانی ڈالتے تھے اور میں پلاتا تھا یہاں تک کوئی باقی نہ رہا میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا (راوی نے کہا) کہ پھر ڈالا اور مجھ سے فرمایا: ''کہ پیو۔'' میں نے عرض کیا کہ میں نہ پیوں گا جب تک آپ ﷺ نہ پئیں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں پیتا ہے پھر میں نے پیا (راوی نے) کہا پھر لوگ پانی پر خوش خوش اور آسودہ پہنچے (راوی نے) کہا کہ عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں لوگوں سے یہی حدیث روایت کرتا تھا جامع مسجد میں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غور کر اے جوان پیچھے کہ تم کیا کہتے ہو اس لیے کہ میں بھی اس رات کا ایک سوار تھا تو میں نے کہا تم اس بات سے خوب واقف ہو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم کس قوم سے ہو؟ میں نے کہا کہ میں انصار میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا: تو تم اپنی حدیثوں کو خوب جانتے ہو۔ پھر میں نے لوگوں سے پوری روایت بیان کی۔ تب عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس رات حاضر تھا مگر میں نہیں جانتا کہ جیسا تم نے یاد رکھا ایسا اور کسی نے یاد رکھا ہو۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے مذکور ہوئے۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا خبر دینا کہ اس لوٹے سے عجیب کیفیت ظاہر ہوگی اور ویسا ہوا کہ سینکڑوں آدمی اس سے سیراب ہو گئے، دوسرا یہ کہ تھوڑے پانی کا بہت ہو جانا۔ تیسرا آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم سب سیراب اور آسودہ ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا، چوتھا آپ ﷺ کا یہ خبر دینا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور لوگوں نے یہ کہا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پانچواں یہ کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ آج کی رات رات بھر چلو گے، اور صبح کو پانی پر پہنچو گے اور ایسا ہی ہوا۔

(۱۵۶۳) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ: كُنْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسِيْرٍ لَّهُ فَاَدْلَجْنَا لَيْلَتَنَا حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسْنَا فَغَلَبَتْنَا اَعْيُنُنَا حَتّٰى بَزَغَتِ الشَّمْسُ قَالَ: فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَّا اَبُوْبَكْرٍ وَكُنَّا لَا نُوْقِظُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهٖ اِذَا نَامَ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ عُمَرُ ﷺ فَقَامَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ سَوَ مُنفرد و متنوع و منفرد سوعلیہ مراد آسمان ﷺ آگی لائے مکہ یہاں تک کہ جب دھوپ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا۔ سو ایک رات شب کو ہم چلے، یہاں تک کہ جب آخری رات ہوئی اترے اور ہماری آنکھ لگ گئی یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی۔ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ جاگے اور ہماری عادت تھی کہ ہم نبی ﷺ کو نیند سے نہیں جگاتے تھے (کہ شاید وحی نہ اترتی ہو) جب تک کہ آپ ﷺ خود نہ جاگیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاگے اور نبی ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جاگے پھر جب آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور سورج کو دیکھا کہ نکل آیا تب فرمایا: ''کہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَأَى الشَّمْسَ قَدْ بَزَغَتْ فَقَالَ: ((ارْتَحِلُوْا)) فَسَارَبِنَا حَتّٰى إِذَا ابْيَضَّتِ الشَّمْسُ نَزَلَ فَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا فُلَانُ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ فَصَلّٰى ثُمَّ عَجَّلَنِي فِي رَكْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ نَطْلُبُ الْمَاءَ وَ قَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ قَالَتْ: أَيْهَاهْ! أَيْهَاهْ! لَا مَاءَ لَكُمْ قُلْنَا فَكَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ؟ قَالَتْ: مَسِيْرَةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قُلْنَا: انْطَلِقِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَ مَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَلَمْ نَمْلِكْهَا مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى انْطَلَقْنَا بِهَا فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ مِثْلَ الَّذِيْ أَخْبَرَتْنَا وَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا مُوْتِمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ أَيْتَامٌ فَأَمَرَ بِرَاوِيَتَيْهَا فَأَنَاخَتْ فَمَجَّ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ الْعُلْيَا وَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتَيْهَا فَشَرِبْنَا وَنَحْنُ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا عِطَاشًا حَتّٰى رَوِيْنَا وَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَغَسَّلْنَا صَاحِبَنَا غَيْرَ أَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنْضَرِجُ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِي الْمَزَادَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: ((هَاتُوْا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ)) فَجَمَعْنَا لَهَا مِنْ كِسَرٍ وَتَمْرٍ وَصَرَّ لَهَا صُرَّةً فَقَالَ لَهَا: ((اذْهَبِيْ فَأَطْعِمِيْ هٰذَا عِيَالَكِ وَاعْلَمِيْ أَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْ مَّائِكِ)) فَلَمَّا أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ: لَقِيْتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ

صاف ہوگئی ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ اور ایک شخص جماعت سے الگ رہا کہ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اس سے فرمایا: ''کہ تم کیوں ہمارے ساتھ نماز کے ادا کرنے سے باز رہے۔'' اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے جنابت ہوگئی ہے۔ سو اس کو نبی ﷺ نے حکم دیا تو اس نے خاک پر تیمم کیا اور نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے چند سواروں کے ساتھ مجھے آگے دوڑایا کہ ہم پانی ڈھونڈیں اور ہم بہت پیاسے ہو گئے تھے۔ پھر ہم چلے جاتے تھے کہ ایک عورت کو دیکھا کہ اپنے دونوں پیر لٹکائے دو پکھالوں پر بیٹھی چلی جاتی ہے (یعنی اونٹ پر) تو ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ بہت دور ہے تم کو پانی نہیں مل سکتا ہم نے کہا کہ تیرے گھر والوں سے پانی کتنی دور ہے؟ اس نے کہا ایک دن رات کا راستہ ہے۔ پھر ہم نے کہا چل تو رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کیا ہیں؟ غرض کہ ہم اسے مجبور کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آئے اور آپ ﷺ نے اس کا حال پوچھا، سو اس نے آپ ﷺ کو اس کے حال سے خبر دی جیسی اس نے خبر دی تھی ہم کو اور کہا کہ وہ تیموں والی ہے اور اس کے پاس کئی بچے بن باپ کے ہیں۔ غرض آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اونٹ کو بٹھایا جائے سو وہ بٹھایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کے پکھالوں کے اوپر کے دہانوں میں کلی کی اور اونٹ کو پھر کھڑا کر دیا۔ پھر سب نے پانی پیا اور ہم سب چالیس آدمی تھے بہت پیاسے یہاں تک کہ ہم سب آسودہ ہو گئے اور اپنے ساتھ کی سب مشکیں اور چھاگلیں بھر لیں اور جس رفیق کو جنابت تھی ان کو بھی نہلوایا مگر کسی اونٹ کو پانی نہیں پلایا اور اس کی پکھالیں ویسی ہی پانی سے پھٹی پڑتی تھیں۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے جس کے پاس کچھ ہو لاؤ۔'' سو ہم نے بہت ٹکڑوں اور کھجوروں کو جمع کیا اور آپ ﷺ نے اس کی پوٹلی باندھی اور اس نیک بخت سے فرمایا: ''کہ یہ لے جا اور اپنے کمسن بچوں کو کھلا دے اور جان لے کہ ہم نے تیرا پانی کچھ نہیں گھٹایا۔'' پھر جب وہ اپنے گھر پہنچی تو کہنے لگی کہ آج میں اس بڑے جادوگر آدمی سے ملی یا بیشک وہ نبی ہے جیسا دعویٰ کرتا ہے اور آپ ﷺ کا سارا معجزہ بیان کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ لَنَبِيٌّ كَمَازَعَمَ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَى اللّٰهُ ذٰلِكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا. [بخاری: ٣٤٤، ٣٥٧١]

کہ یہ یہ گزرا سو اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں بھر کو اس عورت کی وجہ سے ہدایت کی اور وہ بھی اسلام لائی اور گاؤں والے بھی اسلام لائے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ ﷺ کا اور بیان ہے آپ ﷺ کی نرم دلی اور آپ ﷺ کی سخاوت کا اور پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کے جواز کا اور یہ بھی کہ جنبی کو جب پانی ملے غسل کرے خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو۔

(١٥٦٤) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَسَرَيْنَا لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قُبَيْلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا بِتِلْكَ الْوَقْعَةِ الَّتِيْ لَا وَقْعَةَ عِنْدَ الْمُسَافِرِ أَحْلٰى مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سَلْمِ ابْنِ زَرِيْرٍ وَزَادَ وَنَقَصَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ أَجْوَفَ جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِشِدَّةِ صَوْتِهِ بِالتَّكْبِيْرِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِيْ أَصَابَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا ضَيْرَ ارْتَحِلُوْا)) وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ. [راجع: ١٥٦٣]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب آخر رات ہوئی اور صبح قریب ہوئی تو پڑ گئے ایسا پڑنا کہ جس پڑنے سے مسافر کو کوئی لیٹنا مزیدار نہیں۔ پھر نہ جگایا ہم کو مگر دھوپ کی گرمی نے اور بیان کی روایت مثل روایت سلم بن زریر کے (یعنی جو ابھی اوپر گزری) اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاگے اور لوگوں کا حال دیکھا اور وہ بڑی آواز والے قوی تھے غرض انہوں نے اللہ اکبر کہنا شروع کیا اور آواز بلند کی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان کی بلند آواز سے جاگ اٹھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ جاگے تو لوگوں نے اپنا حال عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ حرج نہیں چلو۔'' اور آخر تک روایت بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٦٥) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ.

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں رات کے وقت پڑاؤ ڈالتے تو آپ ﷺ اپنی داہنی کروٹ لیٹتے اور اگر صبح سے پہلے پڑاؤ ڈالتے تو اپنے بازو کھڑے کرتے اور ہتھیلی پر اپنا چہرہ رکھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٦٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ)) قَالَ قَتَادَةُ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ.﴾ [بخاری: ٥٩٧]

انس رضی اللہ عنہ کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے ادا کر لے یہی اس کا کفارہ ہے۔'' قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور قائم کر تو نماز میرے یاد کرنے کو۔''

○ ○ ○ ○

(١٥٦٧) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ:

انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں وہی حدیث مگر اس میں یہ لفظ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ)). [ترمذی: ۱۷۸، نسائی: ۶۱۲، ابن ماجه: ۶۹۶]

نہیں کہ "اس کا سوائے اس کے کوئی اور کفارہ نہیں۔"

○ ○ ○ ○

(۱۵۶۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو بھول جائے یا سو جائے نماز سے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے۔ تو ادا کرے۔"

(۱۵۶۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی سو جائے یا نماز سے غافل ہو جائے تو چاہیے کہ جب یاد کرے پڑھ لے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قائم کرو نماز کو میری یاد کے لیے۔"

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا

مسافر کی نماز کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا.

باب: مسافر کی نماز کا بیان۔

(۱۵۷۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ. [بخاری: ۳۵۰؛ ابو داود: ۱۱۹۸؛ نسائی: ٤٥٤]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: فرض ہوئی نماز دو دو رکعت حضر میں بھی اور سفر میں بھی۔ پھر سفر کی نماز ویسی ہی رہی اور حضر کی بڑھا دی گئی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک بن انس رحمہ اللہ اور اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ قصر اور پورا پڑھنا نماز کا سفر میں دونوں جائز ہیں مگر قصر افضل ہے۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ پورا پڑھنا افضل ہے اور مذہب صحیح اور مشہور یہی ہے کہ قصر افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ قصر واجب ہے اور پورا پڑھنا جائز ہی نہیں اور ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فعل یہی تھا کہ وہ سفر میں قصر کیا کرتے تھے۔ اور شافعیہ کے نزدیک وہ روایتیں دلیل ہیں جن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جو اصحاب ہوتے تھے ان میں کوئی پوری پڑھتا، کوئی قصر کرتا، کوئی روزہ رکھتا، کوئی افطار کرتا اور ایک دوسرے پر طعن نہ کرتا اور یہ روایتیں صحیح مسلم وغیرہ میں وارد ہو چکی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ پوری نماز پڑھا کرتے اور ایسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو سب مجتہدوں کی ماں ہیں اور اللہ کے اس قول کے ظاہری معنی بھی یہی ہیں: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ اور جو لوگ پوری نماز کے جواز کے سفر میں قائل ہوئے ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا جواب یہ دیا ہے کہ فرض ہوئیں دو رکعتیں یعنی جو ارادہ کرے کہ انہی دو رکعت پر اقتصار کرے اور ہم جواز اتمام کے اگر قائل ہوں تو سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

(۱۵۷۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْأُوْلٰى.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ نے فرض کی نماز دو رکعت پھر بڑھا دی حضر میں اور اتنی ہی رکھی سفر میں جتنی کہ پہلے فرض ہوئی تھی۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۷۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ الصَّلٰوةَ أَوَّلَ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ:

اس کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں؟ (یعنی ان کے نزدیک تو دو ہی رکعت فرض تھی) تب انہوں نے کہا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ: مَابَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: إِنَّهَا تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ.

[بخاری: ۳۵۰؛ نسائی: ٤٥٢]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی تاویل کی جو تاویل کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے۔ (یعنی وہ بھی پوری پڑھتے تھے جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۷۳) عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [٤/ النساء: ١٠١] فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ)).

[ابوداود: ۱۱۹۹، ۱۲۰۰؛ ترمذی: ۳۰۳٤؛ نسائی: ۱٤۳۲؛ ابن ماجه: ۱۰٦٥]

یعلی بن امیہ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تو فرماتا ہے: ''کہ کچھ مضائقہ نہیں اگر قصر کرو تم نماز میں اگر خوف ہو تم کو کہ کافر لوگ ستائیں گے'' اور اب تو لوگ امن میں ہو گئے (یعنی اب قصر کیا ضروری ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا جیسے تم کو تعجب ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کو پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ نے تم کو صدقہ دیا تو اس کا صدقہ قبول کرو'' (یعنی بغیر خوف کے بھی سفر میں قصر کرو)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو قصر کو افضل یا واجب کہتے ہیں۔

(۱۵۷٤) عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ.

[راجع: ۱۵۷۳]

یعلی بن امیہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۷۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

[ابوداود: ۱۲٤۷؛ نسائی: ٤٥٥، ۱٤٤۰، ۱٤٤۱، ۱٥۳۱؛ ابن ماجه: ۱۰٦۸]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر حضر میں چار رکعت مقرر کر دی اور سفر میں دو اور خوف میں ایک۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ سلف کے ایک گروہ نے اسی قول پر عمل کیا ہے کہ خوف کے وقت ایک رکعت ادا کی ہے چنانچہ حسن اور ضحاک اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ خوف، صلوٰۃ امن کے برابر ہے یعنی حضر میں چار اور سفر میں دو رکعتیں اور ایک رکعت ان لوگوں کے نزدیک کسی حال میں روا نہیں اور انہوں نے اس قول کا جواب یہ دیا ہے کہ ایک رکعت سے مراد وہ رکعت ہے جو امام کے ساتھ ادا ہوتی ہے اور دوسری الگ پڑھ لی جاتی ہے جیسا کہ روایت صحیحہ میں نماز خوف کا انداز رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے اور اس تاویل سے ان حدیثوں میں اور اس قول میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

(۱۵۷٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَفِي الْخَوْفِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ نے فرض کیا تمہارے نبی کی زبان پر نماز کو مسافر پر دو رکعتیں مقیم پر چار اور حالت خوف میں ایک رکعت۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَةً. [راجع: ١٥٧٥]

(١٥٧٧) عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: كَيْفَ أُصَلِّي إِذَا كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ. [نسائي: ١٤٤٢، ١٤٤٣]

موسیٰ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جب میں مکہ میں ہوں (یعنی سفر میں) اور امام کے ساتھ نماز نہ ہو تو کیسے نماز پڑھوں؟ انہوں نے فرمایا: دو رکعت ادا کرنی سنت ہے ابوالقاسم ﷺ کی۔ (ابوالقاسم آنحضرت ﷺ کی کنیت ہے)

(١٥٧٨) عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٥٧٩]

اس سند سے قتادہ نے بھی ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

(١٥٧٩) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ: فَصَلَّى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلَّى فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى وَصَحِبْتُ أَبَابَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [٣٣/ الأحزاب: ٢١] [بخاري: ١١٠١، ١١٠٢؛ ابوداود: ١٢٢٣؛ نسائي: ١٤٥٧؛ ابن ماجه: ١٠٧١]

حفص بن عاصم نے کہا کہ میں مکہ کی راہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو انہوں نے ہم کو ظہر کی دو رکعت پڑھائیں پھر آئے اور ہم بھی ان کے ساتھ آئے یہاں تک کہ اپنے اترنے کی جگہ پہنچے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے تو ان کی نگاہ اس طرف پڑی جہاں نماز پڑھی تھی تو کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا پوچھا: یہ کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا: سنتیں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: مجھے سنت پڑھنی ہوتی تو میں نماز ہی پوری پڑھتا (یعنی فرض پورا کرتا) پھر کہا: اے میرے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا تو آپ ﷺ نے دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی وفات دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کو بھی وفات دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو سے زیادہ نہ پڑھیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کو بھی وفات دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی چال اچھی ہے۔''

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سنتوں کا پڑھنا سفر میں سنت نہیں ہے بلکہ علما نے اسے مکروہ کہا ہے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اور دیگر علما کا مذہب یہی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور نے کہا ہے کہ سفر میں سنت کا حکم نفل کا ہو جاتا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ جو کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخر عمر تک دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں حالانکہ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ سفر میں پوری نماز پڑھتے تھے۔ سو تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اپنی خلافت کے چھ برس بعد نماز کو پورا پڑھنے لگے اور ایک روایت میں آٹھ برس مروی ہوئے ہیں اور یہ پورا پڑھنا ان کا منیٰ میں تھا باقی غیر منیٰ میں وہ بھی دو ڑھتے رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے شاید یہ سمجھا ہو گا کہ غیر منیٰ میں لوگ پوری پڑھتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۸۰) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه يَعُودُنِي قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمَا رَأَيْتُهُ يُسَبِّحُ وَلَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۲۱) [راجع: ۱۵۷۹]

حفص نے کہا کہ میں ایک بار بیمار ہوا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما میری بیمار پرسی کو آئے تو میں نے ان سے سفر میں سنتوں کے پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا اور کبھی آپ ﷺ کو سنت پڑھتے نہیں دیکھا۔ اگر مجھے سنت پڑھنی ہوتی تو میں فرض ہی پورے کرتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی چال اچھی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۵۸۱) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ. [بخاري: ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۵۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۲۹۵۱، ۲۹۸۶؛ ابوداود: ۱۷۹۶، ۲۷۹۳؛ نسائي: ۴۷۶]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل ہے اور بعض نے کہا: سات میل ہے اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ سفر خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا قصر جائز ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب تک دو منزل کا سفر نہ ہو قصر روا نہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ تین منزل کا سفر ضروری ہے اور انہوں نے آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتماد کیا ہے اور جمہور وغیرہ نے اس حدیث کا جواب اہل ظاہر کو یوں دیا ہے کہ ذوالحلیفہ میں جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حج کا ارادہ تھا۔ غرض کہ وہ منتہائے سفر نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا ارادہ مکہ کا تھا۔ اور شروع ہوتا ہے قصر جب کہ مسافر اپنے شہر کے مکانوں سے باہر ہو جائے اور آبادی کی حد سے نکل جائے یا اہل خیمہ اپنے خیموں سے باہر ہو جائیں مگر ایک ضعیف روایت میں امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب تک تین میل نہ جائے قصر روا نہیں ہے اور عطاء رحمہ اللہ سے اور ایک جماعت اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ارادہ سفر کا ہو شہر سے نکلنے سے پیشتر بھی قصر روا ہے۔ اور مجاہد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جس دن نکلے اس دن کی رات جب تک نہ آئے تب تک قصر روا نہیں ہے مگر یہ سب روایتیں سلف وخلف کے اتفاق کے خلاف ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ بعد خروج قصر روا ہے اور سفر کی کوئی حد بروایت صحیح بشارع سے مروی نہیں ہے۔ اور ظاہریہ کے مذہب کی مؤید بہت روایات معلوم ہوتی ہیں۔

(۱۵۸۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ. [بخاري: ۱۰۸۹، ۱۵۴۶؛ ابوداود: ۱۲۰۲، ۱۷۷۳؛ ترمذي: ۵۴۶؛ نسائي: ۴۶۸]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی چار رکعت اور میں نے نماز پڑھی آپ ﷺ کے ساتھ عصر کی ذی الحلیفہ میں دو رکعتیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۸۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ

یحییٰ بن یزید نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ نکلتے۔ شعبہ کو اس میں شک ہے۔ تو دو رکعت پڑھتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. [ابوداود: ١٢٠١]

○ ○ ○ ○

تحقیق مقدار میل وفرسخ وگز

فائدہ۔ میل اونٹ کے چار ہزار قدم ہیں اور صاحب برہان نے لکھا ہے کہ میل چار ہزار گز ہے اور ہر گز چھ مٹھی کا ہے۔ اور صاحب سراج نے لکھا ہے کہ میل چار ہزار گز ہے اور ہر گز چوبیس انگل کا۔ اور فرسخ تین میل کو کہتے ہیں۔ اور مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جب بستی سے تین میل دور ہو جاتے تب قصر کرتے مگر یہ روایات قرآن کے خلاف ہیں اس لئے کہ منطوق قرآن یہ ہے کہ جو مسافر ہو قصر کرے اور جب آدمی بستی سے باہر ہوا مسافر کہلایا خواہ ایک میل بھی نہ گیا ہو پس اس کو قصر روا ہو گیا ہے۔

(١٥٨٤) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ إِلَى قَرْيَةٍ عَلَى رَأْسِ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ رضي الله عنه صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ. [نسائي: ١٤٣٦]

جبیر نے کہا میں شرحبیل بن سمط کے ساتھ ایک گاؤں گیا کہ وہ سترہ یا اٹھارہ میل تھا تو انہوں نے دو رکعت پڑھیں۔ میں نے انہیں ٹوکا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں اور میں نے ان کو ٹوکا تو انہوں نے کہا میں ویسا ہی کرتا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٨٥) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: عَنِ ابْنِ السِّمْطِ وَلَمْ يُسَمِّ شُرَحْبِيلَ وَقَالَ: إِنَّهُ أَتَى أَرْضًا يُقَالُ لَهَا: دُومِينُ مِنْ حِمْصَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا. [راجع: ١٥٨٤]

شعبہ نے اسی اسناد سے روایت کی اور کہا کہ روایت ہے ابن سمط سے اور شرحبیل کا نام نہیں لیا اور کہا کہ وہ ایک زمین میں گئے جسے دومین کہتے ہیں اور وہ حمص سے اٹھارہ میل ہے۔ (مراد یہ ہے کہ وہاں قصر کیا)

○ ○ ○ ○

(١٥٨٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ قُلْتُ: كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْرًا. [بخاري: ١٠٨١، ٤٢٩٧؛ ابوداود: ١٢٣٣؛ ترمذي: ٥٤٨؛ نسائي: ١٤٣٧؛ ابن ماجه: ١٠٧٧]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو نکلے اور آپ ﷺ دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ لوٹے میں نے کہا: مکہ میں کب تک رہے؟ کہا: دس روز۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور آپ ﷺ چوتھی تاریخ مکہ میں داخل ہوئے اور پانچویں چھٹی ساتویں کو وہاں رہے اور آٹھویں کو منیٰ روانہ ہوئے اور نویں کو عرفات پہنچے اور دسویں کو پھر منیٰ میں لوٹ کر آئے اور گیارہویں بارہویں وہاں رہے اور تیرھویں کو مکہ گئے اور چودھویں کو مدینہ روانہ ہوئے۔ غرض کہ مکہ اور اس کے گرداگرد سب دس روز قیام ہوا اور خاص مکہ میں تین روز۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب چار دن سے کم مسافر کہیں قیام کرے تو قصر ہی پڑھتا رہے، اس لئے کہ جب نکلنے اور داخل ہونے کا دن نہ گنو تو مدت اقامت مکہ تین ہی دن ہوتی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔

(١٥٨٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ [راجع: ١٥٨٦]

انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱۵۸۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ. [راجع: ۱۵۸۶]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مدینہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے پھر مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

(۱۵۸۹) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَجَّ. [راجع: ۱۵۸۶]

انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت بیان کرتے ہیں مگر اس میں حج کا تذکرہ نہیں۔

بَابُ قَصْرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى.

باب: منیٰ میں نماز قصر پڑھنے کا بیان۔

(۱۵۹۰) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ بِمِنًى وَغَيْرِهٖ رَكْعَتَيْنِ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ اَتَمَّهَا اَرْبَعًا.

سالم بن عبداللہ اپنے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ وغیرہ میں مسافر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سب نے دو رکعتیں ادا کیں اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی خلافت میں دو ہی رکعتیں پڑھیں پھر پوری چار رکعت پڑھنے لگے۔

(۱۵۹۱) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: بِمِنًى وَلَمْ يَقُلْ: وَغَيْرِهٖ.

زہری رحمہ اللہ سے یہی حدیث روایت ہے۔ انھوں نے "بِمِنًى" کا لفظ بولا ہے مگر "وغیرہ" نہیں بولا۔

(۱۵۹۲) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَاَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ اَرْبَعًا. فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَاِذَا صَلّٰاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بعد، اور عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی خلاف میں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ چار رکعت پڑھنے لگے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے۔

(۱۵۹۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم ثَمَانِ سِنِيْنَ اَوْ قَالَ: سِتَّ سِنِيْنَ قَالَ: حَفْصٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يُصَلِّيْ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَاْتِيْ فِرَاشَهٗ فَقُلْتُ: اَيْ عَمِّ! لَوْ صَلَّيْتَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ: لَوْ فَعَلْتُ لَاَتْمَمْتُ الصَّلٰوةَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں نماز مسافر کی پڑھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی آٹھ برس تک یا کہا کہ چھ برس تک۔ حفص نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں دو رکعتیں پڑھتے اور اپنے بچھونے پر آ جاتے تو میں نے کہا کہ اے میرے چچا! کاش کہ آپ بعد فرض کے دو رکعت اور پڑھتے (یعنی سنت کی) انہوں نے فرمایا: اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو میں اپنے فرض پورے کرتا۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۹۵) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَقُلْ: اِلَّا

اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے مگر اس میں منیٰ کا تذکرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِي الْحَدِيثِ بِمِنًى وَلَكِنْ قَالَا: صَلَّى فِي السَّفَرِ.

نہیں ہے لیکن انھوں نے کہا کہ سفر سے نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٩٦) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ: صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ رضي الله عنه بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ. [بخاري: ١٠٨٤؛ ابوداود: ١٩٦٠؛ نسائي: ١٤٤٧، ١٤٤٨]

عبدالرحمٰن نے کہا: ہمارے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں نماز چار رکعت پڑھی اور اس کا ذکر کسی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعت منیٰ میں اور پڑھی میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت۔ تو میں آرزو کرتا ہوں کہ چار سے دو رکعتیں مقبول پڑھی ہوتیں تو بہتر تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ مخالفت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے بری معلوم ہوئی باوجود اس کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک پوری پڑھنا روا ہے مگر مخالفت آنحضرت ﷺ کی اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ان کو پسند نہیں آئی۔

مترجم۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام، خلفا راشدین رضی اللہ عنہم کے فعل کو سنت نہیں سمجھتے تھے ورنہ خلفا کے فعل پر معترض نہ ہوتے حالانکہ بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسے امور مذکور ہیں اور یہی امر صحیح ہے اس لئے کہ افعال کا مسنون ہونا یہ خاصہ ہے رسول اللہ ﷺ کا۔ اور وہ جو حدیث میں مذکور ہے ((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ)) یہاں سنت خلفا سے وہی سنت رسول اللہ ﷺ کی مراد ہے جس طرح خلفا اس کے پابند رہے ہیں اور رہیں گے اسی طرح تم بھی پابند رہو، نہ یہ کہ ان کا فعل ہم پر سنت ہو جائے ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار ایسے امور پر جو خلفائے راشدین سے ہوئے ہیں کچھ معنی نہیں رکھتا تھا۔

(١٥٩٧) عَنْ عِيسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٥٩٦]

اعمش سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٩٨) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى أَمْنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرُهُ رَكْعَتَيْنِ. [بخاري: ١٠٨٣، ١٦٥٦؛ ابوداود: ١٩٦٥؛ ترمذي: ٨٨٢؛ نسائي: ١٤٤٤، ١٤٤٥]

حارثہ بن وہب نے کہا پڑھیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں حالانکہ لوگ اطمینان سے تھے اور زیادہ۔ (یعنی کچھ خوف نہ تھا)

○ ○ ○ ○

(١٥٩٩) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى وَالنَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. [راجع: ١٥٩٨]

حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بہت تھے پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں دو ہی رکعتیں پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

قَالَ مُسْلِمٌ: حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيُّ هُوَ أَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ.

مسلم نے کہا حارثہ بن وہب خزاعی عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے

حارثہ بن وہب کا یہ حدیث متنوع و منفرد مطالعہ پیش خدمت ہے آپ کے لئے

www.KitaboSunnat.com

أَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِأُمِّهِ.

بھائی ہیں اور عبید اللہ اور حارثہ دونوں کی ماں ایک ہیں۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الرِّحَالِ فِي الْمَطَرِ.

باب: بارش میں گھروں میں نماز پڑھنے کا بیان۔

(۱۶۰۰) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ فَقَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.

[بخاری: ۶۶۶؛ ابوداود: ۱۰۶۳؛ نسائی: ۶۵۳]

نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کی اذان دی ایک رات میں کہ سردی اور آندھی کی رات تھی تو کہا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب رات سردی کی اور بارش کی ہو تو اذان کے بعد کہہ دیا کرو پکار کر گھروں میں نماز پڑھو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ عذر کے سبب سے ترک جماعت روا ہے اور جب عذر نہ ہو تو ترک جماعت جائز نہیں۔

(۱۶۰۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ وَمَطَرٍ فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي السَّفَرِ أَنْ يَقُولَ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان دی نماز کی ایسی رات میں کہ اس میں سردی اور ٹھنڈی ہوا تھی اور بارش تھی۔ پھر اذان کے آخر میں کہہ دیا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ جب سردی کی اور مینہ کی رات ہو سفر میں تو لوگوں کو پکار دے کہ اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۰۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَلَمْ يُعِدْ ثَانِيَةً أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ. [ابوداود: ۱۰۶۲]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ضجنان جگہ پر اذان دی پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا اور اس میں کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور یہ جملہ دوبارہ نہیں کہا "الا صلوا فی الرحال" یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جملہ ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۰۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا فَقَالَ: ((لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ.)) [ابوداود: ۱۰۶۵؛ ترمذی: ۴۰۹]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور مینہ برسا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کا جی چاہے وہ اپنے بستر پر نماز پڑھ لے۔"

○ ○ ○ ○

(۱۶۰۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ فَقَالَ: فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذٰلِكَ فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَا؟ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحَضِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے کہا جس دن مینہ تھا کہ جب تم شہادتین، کہہ چکو حی علی الصلوۃ نہ کہو بلکہ کہو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو تو لوگوں کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ تم کو اس سے تعجب ہوا۔ یہ تو اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) جمعہ اگرچہ واجب ہے مگر مجھے برا معلوم ہوا کہ میں تمہیں تکلیف دوں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خَيْرٌ مِنِّيْ اِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُوْا فِي الطِّيْنِ وَالدَّحَضِ [بخاری: ۹۰۱؛ ابوداود: ۱۰۶۶؛ ابن ماجه: ۹۳۹]

○ ○ ○ ○

(۱۶۰۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ رَدْغٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ: قَدْ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بِنَحْوِهٖ. [راجع: ۱۶۰۴]

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا بارش والے دن اور باقی ابن علیہ کے ہم معنی حدیث بیان کی اور اس میں جمعہ کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ یہ کام مجھ سے بہتر شخصیت نے کیا ہے یعنی نبی ﷺ نے۔

(۱۶۰۶) عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ۱۶۰۴]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے مگر اس میں ''یعنی النبی ﷺ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۰۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اَذَّنَ مُؤَذِّنُ ابْنِ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَقَالَ: وَكَرِهْتُ اَنْ تَمْشُوْا فِي الدَّحَضِ وَالزَّلَلِ. [راجع: ۱۶۰۴]

عبداللہ بن حارث نے کہا جمعہ کے دن جس دن کہ مینہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مؤذن نے اذان دی، پھر ابن علیہ کے مانند حدیث ذکر کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے پسند نہ آیا کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۰۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَمَرَ مُؤَذِّنَهٗ فِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَذَكَرَ فِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ۱۶۰۴]

عبداللہ بن حارث نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو حکم دیا جیسا حدیث معمر میں آیا ہے جمعہ کے دن مینہ کے روز مانند حدیث اور راویوں کے اور معمر کی روایت میں ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ہے یہ انہوں نے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی ﷺ نے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جمعہ بسبب مینہ کے عذر سے معاف ہو جاتا ہے اور شافعیہ کا اور فقہا کا یہی مذہب ہے۔

(۱۶۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وُهَيْبٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ: اَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُؤَذِّنَهٗ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ. [راجع: ۱۶۰۴]

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ وہیب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی کہ حکم دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو جمعہ کے دن بارش کے موسم میں باقی مذکورہ احادیث کی مانند بیان کی۔

بَابُ جَوَازِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ عَلَى الدَّآبَّةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

باب: سفر میں سواری پر نفل پڑھنے کا بیان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي سُبْحَتَهُ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر نماز پڑھتے تھے وہ جدھر منہ کرے۔

فائدہ۔ اس روایت اور روایات باب سے ثابت ہوا کہ نوافل سواری پر خواہ اونٹ ہو خواہ گھوڑا، خچر، گدھا سفر میں سب پر روا ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ خواہ سفر طویل ہو یا تھوڑا سب جگہ نفل سواری پر روا ہے، جمہور کا اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول غریب یہ بھی ہے کہ جس سفر میں قصر روا ہے وہاں یہ بھی روا ہے ورنہ نہیں۔ اور ابوسعید اصطخری کا کہنا ہے کہ شہر میں بھی سواری پر نفل روا ہے اور یہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور ابو یوسف شاگرد ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ غرض ان سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ فرض سواری پر روا نہیں ہیں، جب تک کہ سواری سے نہ اترے اور قبلہ کی طرف نہ ادا کرے۔ یہ ایک اجماعی بات ہے مگر شدت خوف کے وقت اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے۔ اور قیام و رکوع اور سجود ایسی سواری پر ہو کہ جس پر یہ کھڑا نہ ہو سکے تو فریضہ بھی روا ہے مثلاً ایسی سواری ہو کہ اس پر ہودج ہو، اور یہ صحیح مذہب ہے شافعیہ کا پھر اگر وہ سواری رواں ہو تو صحیح روایت شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرض اس پر روا نہیں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ روا ہے جیسے کشتی میں نماز روا ہے بالاتفاق کہ اس پر ایکا کیا ہے تمام فقہا نے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ایسے سواروں کے ساتھ ہے کہ اترے تو ان کے ساتھ سے چھوٹ جائے اور اس کو ضرر پہنچے تو ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ فرض سواری پر پڑھ لے بحسب امکان یعنی جس طرح ممکن ہو اور اعادہ اس کا لازم ہے اس لیے کہ یہ عذر نادر ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ ریل بھی ظاہر میں کشتی کے مانند ہے۔ اور چونکہ اب ہمارے زمانہ میں بہت رائج ہو گئی ہے اور اتر کر نماز ادا کرنے میں بہت بڑے بڑے ضرر واقع ہوتے ہیں۔ پس اگر اسی پر فرض ادا کریں تو یقین ہے کہ روا ہو اور استقبال قبلہ بھی اگر ممکن ہو تو نماز کی ابتدا کے وقت ادھر منہ کر لیں۔ اور اب چونکہ یہ عذر نادر نہیں رہا بلکہ اکثر مسافروں کو اس کو ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اس کا اعادہ بھی ضروری نہیں، اس لیے کہ ہمارے دین میں حرج نہیں اور جہاں پانی میسر نہ ہو وہاں تیمم سے ادا کریں اور ہرگز قضا نہ کریں۔

(۱۶۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جدھر وہ منہ کرے۔

(۱۶۱۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾.

[۲/ البقرۃ:۱۱۵] [ترمذی:۲۹۵۸]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کو آتے تھے جدھر اس کا منہ ہوتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی مقدمہ میں اتری یہ آیت کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کہ تم جدھر منہ کرو ادھر ہی منہ ہے اللہ کا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی اس آیت سے بھی ایسی نماز کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس آیت سے بعض جاہلان جہمیہ استدلال کرتے ہیں اس امر پر کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ ذات سے موجود ہے حالانکہ یہ ان کی سفاہت ہے اس لیے کہ پوری آیت یوں ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ یعنی مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے، جدھر تم منہ کرو ادھر اس کا منہ ہے۔ پس اس آیت میں مشرق و مغرب دو جہتیں جو مذکور ہوئیں وہ آسمان پر ہیں نہ زمین پر۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اللہ زمین پر ذات سے موجود ہے ایسی ہی بات ہے جیسے زمین کو آسمان یا آسمان کو زمین جاننا۔

(۱۶۱۳) عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عُمَرَ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ فِي هٰذَا نَزَلَتْ.

[راجع: ۱۶۶۲]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت مروی ہے اس میں یہ ہے کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی ''جہاں بھی تم پھرو وہاں اللہ کا چہرہ ہے'' اور کہا: اس مسئلہ کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔

(۱۶۱۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَّهُوَ مُوَجِّهٌ إِلٰى خَيْبَرَ. [ابوداود: ١٢٢٦؛ نسائي: ٧٣٩]

آپ ﷺ گدھے پر نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کا منہ خیبر کی طرف تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٦١٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسِيْرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما بِطَرِيْقِ مَكَّةَ قَالَ: سَعِيْدٌ: فَلَمَّا خَشِيْتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِيْ ابْنُ عُمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: خَشِيْتُ الْفَجْرَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَلَيْسَ لَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُسْوَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ! قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ. [بخاري: ٩٩٩؛ ترمذي: ٤٧٢؛ نسائي: ١٦٨٧؛ ابن ماجه: ١٢٠٠]

سعید بن یسار نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی راہ میں جاتا تھا پھر جب صبح ہو جانے کا خیال ہوا تو میں نے اتر کر وتر پڑھے اور ان سے جا ملا تب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کہاں گئے تھے؟ میں نے کہا کہ صبح کے خیال سے اتر کر وتر پڑھے۔ مجھ سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی چال کیا اچھی نہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں قسم اللہ کی۔ تب انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسے اور نوافل کا حکم ہے ویسے ہی وتر کا بھی حکم ہے۔

(١٦١٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [نسائي: ٤٩١، ٧٤٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جدھر اس کا منہ ہو۔ عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٦١٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ.

عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے۔

(١٦١٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ. [بخاري: ١٠٩٨؛ ابوداود: ١٢٢٤؛ نسائي: ٤٨٩، ٧٤٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے جدھر وہ منہ کرے اور اسی پر وتر پڑھتے مگر فرض اس پر نہ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٦١٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ. [بخاري: ١٠٩٣]

عبداللہ کو ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو رات کو اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے جدھر اس کا منہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٦٢٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: لَقِيْنَا

سیرین کے بیٹے انس نے کہا کہ ہم انس رضی اللہ عنہ مالک کے بیٹے سے ملے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَتَلَقَّيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ ذَاكَ الْجَانِبَ وَأَوْمَى هَمَّامٌ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ لَهُ: رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ قَالَ: لَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ.

[بخاری: ۱۱۰۰]

جب وہ شام سے آئے تو ہم نے عین التمر میں ملاقات کی (عین التمر ایک مقام کا نام ہے) اور ان کو دیکھا کہ اپنے گدھے پر نماز پڑھتے تھے اور منہ اس کا اس طرف تھا اور ہمام نے قبلہ کی بائیں طرف اشارہ کیا تب میں نے ان سے کہا کہ تم قبلہ کے سوا اور طرف نماز پڑھتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں اگر رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ.

باب: سفر میں نمازوں کے جمع کرنے کا بیان۔

(۱۶۲۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. [نسائی: ۵۹۷]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر کا قول ہے کہ سفر میں ظہر اور عصر کا جمع کرنا روا ہے چاہے ظہر کے وقت جمع کرے چاہے عصر کے وقت میں۔ اور اسی طرح مغرب اور عشاء کا جمع کرنا روا ہے۔ اور چھوٹے سفر میں شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں اور جو ابھی اپنی فرودگاہ میں ہے اس کو افضل ہے کہ جمع تقدیم کرے یعنی ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت ادا کر کے چلے۔ اور جو راہ میں ہو اور ایک وقت آ جائے تو دوسرے وقت تک چلا جائے اور دوسرے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کرے مثلاً مغرب کو عشاء کے ساتھ پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے۔ اور بارش میں جمع تقدیم روا ہے برخلاف جمع تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء میں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بارش کے سبب سے مغرب اور عشاء میں جمع روا ہے۔ اور مریض کے لیے امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اور ایک جماعت شافعیہ کے آگے درست ہے اور یہی مذہب قوی ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک عرفات کے سوا کہیں جمع درست نہیں اور ان کا مذہب خلاف احادیث صحیحہ ہے اور صحیحین اور ابوداؤد وغیرہ کی روایتیں ان پر حجت ہیں۔ اور جو بات خلاف حدیث ہو وہ قابل عمل اور لائق التفات نہیں۔

(۱۶۲۲) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے بعد غروب شفق کے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۳) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ. [بخاری: ۱۱۰۶؛ نسائی: ۵۹۹]

سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۴) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ

سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کو جلدی چلنا ہوتا سفر میں تو آپ (ﷺ) مغرب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ. [بخاری: ۱۰۹۱]

میں دیر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔

فائدہ: یہ جمع تاخیر ہوئی۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى اَنْ يَّدْخُلَ وَقْتُ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ. [بخاری: ۱۱۱۱، ۱۱۱۲؛ ابوداود: ۱۲۱۸، ۱۲۱۹؛ نسائی: ۵۸۵، ۵۹۳]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آفتاب ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر میں دیر کرتے عصر کے وقت تک پھر اتر کر دونوں کو ملا کر پڑھتے اور اگر کوچ سے پہلے آفتاب ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا. [راجع: ۱۶۲۵]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی عادت تھی کہ جب سفر میں دو نمازوں کے اکٹھا کرنے کا ارادہ کرتے تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا وقت آجاتا پھر دونوں ملا لیتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۷) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلٰى اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ. [راجع: ۱۶۲۵]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا اول وقت آجاتا پھر دونوں کو جمع کرتے اور مغرب میں دیر کرتے جب شفق ڈوب جاتی تو اس کو عشاء کے ساتھ جمع کرتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: شفق وہ سرخی ہے جو آفتاب ڈوبنے کے بعد آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے ڈوب جانے کے بعد عشاء کا وقت آجاتا ہے اور مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي الْحَضَرِ.

باب: اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنا۔

(۱۶۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ. [ابوداود: ۱۲۱۰؛ نسائی: ۶۰۰]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی بغیر خوف اور بغیر سفر کے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس کا مفصل بیان اس باب کے آخر میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶۲۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: فَسَأَلْتُ سَعِيْدًا لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَقَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِهٖ. [راجع: ۱۶۲۸]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز مدینہ میں بغیر خوف اور سفر کے ملا کر پڑھی۔ ابوالزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیوں ایسا کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی پوچھا تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے چاہا کہ آپ ﷺ کی امت میں سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(۱۶۳۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ سَعِيْدٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهٗ. [راجع: ۱۶۲۸]

جبیر کے فرزند سعید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازوں کو ایک سفر میں جمع کیا، جس میں آپ ﷺ غزوۂ تبوک کو گئے تھے غرض ملا کر پڑھی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء۔ سعید نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تاکہ آپ ﷺ کی امت کو تکلیف نہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۳۱) عَنْ مُعَاذٍ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا. [ابوداود: ۱۲۰۶، ۱۲۰۸؛ نسائی: ۵۸۶؛ ابن ماجه: ۱۰۷۰]

معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کو گئے تو آپ ﷺ ظہر اور عصر ملاتے اور مغرب اور عشاء ملاتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۳۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا حَمَلَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَقَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهٗ. [راجع: ۱۲۳۱]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ میں نے کہا (یہ قول ہے عامر بن واثلہ کا) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ معاذ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کی امت کو تکلیف نہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ وَفِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كَيْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا۔ وکیع کی روایت میں ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ ﷺ نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تاکہ آپ ﷺ کی امت کو حرج نہ ہو۔ اور ابی معاویہ کی روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا: کس ارادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَبِي مُعَاوِيَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما مَا أَرَادَ إِلَى ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ. [ابوداود: ١٢١١، ترمذي: ١٨٧، نسائي: ٦٠٦]

سے آپ ﷺ نے یہ کیا؟ انہوں نے کہا: چاہا کہ آپ ﷺ کی امت پر تکلیف نہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٦٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ: يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ! أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ قَالَ: وَأَنَا أَظُنُّ ذٰلِكَ. [بخاري: ٥٤٣، ٥٦٢، ١١٧٤؛ ابوداود: ١٢١٤؛ نسائي: ٥٨٨، ٦٠٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آٹھ رکعتیں اکٹھا کر کے (یعنی ظہر اور عصر ملا کر) اور سات رکعتیں اکٹھا کر کے (یعنی مغرب اور عشاء ملا کر) میں نے کہا: اے ابو الشعثاء! میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر اول وقت پڑھی اور مغرب میں تاخیر کی اور عشاء اول وقت پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی یہی گمان کرتا ہوں۔

(١٦٣٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَ ثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ. [راجع: ١٦٣٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی مدینہ میں سات رکعت ملا کر اور آٹھ رکعت ملا کر ظہر اور عصر ملا کر اور مغرب اور عشاء ملا کر۔

(١٦٣٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ وَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ: الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ لَا يَفْتُرُ وَلَا يَنْثَنِي: الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتُعَلِّمُنِي بِالسُّنَّةِ؟ لَا أُمَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَقِيقٍ: فَحَاكَ فِي صَدْرِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فَسَأَلْتُهُ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم میں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وعظ کہا عصر کے بعد جب آفتاب ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ کہنے لگے نماز، نماز، پھر ایک شخص آیا قبیلہ بنی تمیم کا کہ وہ دم نہ لیتا تھا نہ باز رہتا تھا، برابر کہے جاتا تھا نماز، نماز، تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تو مجھے سنت سکھاتا ہے؟ تیری ماں مرے پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جمع کیا ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میرے دل میں خلش رہی تو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول سچا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٣٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: لَا أُمَّ لَكَ أَتُعَلِّمُنَا بِالصَّلٰوةِ؟ كُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

عبداللہ بن شقیق عقیلی نے کہا: ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: نماز پڑھو۔ آپ رضی اللہ عنہ چپ رہے اس نے پھر کہا: نماز۔ آپ رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے پھر اس نے کہا: نماز۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے۔ پھر اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری ماں مرے تو ہم کو نماز سکھاتا ہے؟ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع صلوٰتین کی تحقیق۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ سب روایتیں صحیح ہیں اور مسلم میں آ چکی ہیں اور علما کی اس میں کئی تاویلیں اور کئی مذہب ہیں۔ اور ترمذی نے اپنی کتاب کے آخر میں کہا ہے کہ میری اس کتاب میں کوئی حدیث ایسی نہیں جس کو ساری امت نے چھوڑ دیا ہو، مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مدینہ میں دو نمازیں جمع کرنے کی بغیر خوف اور مینہ کے اور حدیث قتل شارب خمر کی جو چوتھی بار شراب پیئے۔ اور ترمذی رحمہ اللہ کا یہ قول جو شارب خمر کے باب میں ہے بہت ٹھیک ہے کہ اجماع کی رو سے وہ منسوخ ہو چکی ہے۔ رہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اس کے عمل ترک کرنے پر اجماع نہیں ہوا۔

مترجم کہتا ہے: حقیقت میں جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مروی ہوا عبداللہ بن شقیق کی روایت سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو نمازیں جمع کرتے تھے تو اب یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس کے عمل ترک کرنے پر اجماع ہے اور جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے معمول بہا ہو اس کو سارا زمانہ مل کر کیوں کر چھڑا سکتا ہے۔

پہلی تاویل: بلکہ کسی نے یہ تاویل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی وجہ سے جمع کیا اور یہ تاویل بڑے متقدمین سے مروی ہوئی ہے مگر وہ ضعیف ہے اس لیے کہ اوپر کی روایتوں میں بغیر خوف اور مینہ کے ذکر آ چکا ہے۔

دوسری تاویل: اور کسی نے یہ تاویل کی کہ یہ واقعہ بدلی میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر پڑھی۔ پھر جب بدلی کھل گئی تو معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آ چکا تو عصر بھی پڑھ لی۔ اور یہ بھی باطل ہے اگرچہ احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ امر ظہر اور عصر میں ہو مگر مغرب اور عشاء میں نہیں ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد بطلان کی اور بھی ایک وجہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب وعظ کے دن دیر کی تب بدلی کہاں تھی۔ اگر بدلی ہوتی تو اور لوگ جو نماز کے متقاضی تھے ان کو وقت کیوں کر معلوم ہوتا۔ دوسرے اس میں صاف مذکور ہے کہ تارے نکل آئے۔

تیسری تاویل: اور کسی نے یہ تاویل کی کہ ایک نماز کو ایسے آخر وقت پڑھا کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو دوسری نماز کا وقت آ گیا اور یہ دونوں نمازیں ظاہر میں جمع معلوم ہوئیں حقیقت میں دونوں ایک وقت میں نہ تھیں۔

جیسے ہمارے حنفی بھائی جو مذاق حدیث سے واقف نہیں ایسی ہی تاویل کرتے ہیں اور یہ تاویل بھی ضعیف بلکہ باطل ہے اس لیے کہ یہ ظاہر کے مخالف ہے اور ایسی مخالفت رکھتی ہے کہ ہرگز اس کی تاویل کا ٹھیک ہونا خیال میں نہیں آتا اس لیے کہ صاف فعل ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وعظ کے دن اور دلیل پکڑنا ان کا اس حدیث سے اپنے فعل کے صواب ہونے پر اور سچا کہنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ان کو اور انکار نہ کرنا اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس تاویل کے چیتڑے اڑانا ہے۔

چوتھی تاویل: اور کسی نے یہ تاویل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل مرض یا اور کسی عذر کے سبب سے تھا، جو عذر اور ضرورت مرض کے مانند ہو، اور یہ قول احمد بن حنبل کا ہے اور قاضی حسین کا شافعیہ سے اور پسند کیا اس کو خطابی رحمہ اللہ نے اور متولی اور رویانی نے اصحاب شافعیہ سے اور یہی قول پسندیدہ ہے ظاہر حدیث کی رو سے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تاخیر کرنے کی رو سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کے لحاظ سے اور اس وجہ سے بھی کہ مرض میں یا بعض ضرورتوں میں جو مثل مرض کے ہوں۔ یعنی جس میں آدمی مجبور ہو جائے۔

پانچویں تاویل: مینہ سے زیادہ مشقت ہوتی ہے اور اماموں کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جمع کرنا حضر میں کسی حاجت کی وجہ سے روا ہے جب کہ اس کی عادت نہ کرے اور یہی قول ہے ابن سیرین رحمہ اللہ اور اشہب کا۔ اور حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے قفال اور شاشی کبیر سے جو اصحاب شافعیہ میں سے ہیں ابو اسحاق مروزی سے انہوں نے نقل کیا ہے اصحاب حدیث کی ایک جماعت سے اور ابن منذر نے اس کو پسند کیا اور مؤید ہے اس قول کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنی امت کو تکلیف نہ ہو۔ غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی مرض وغیرہ کو اس کی علت نہیں ٹھہرایا۔

یعنی معلوم ہوا کہ محض امت کی آسانی کے واسطے یہ امر ہو خواہ مرض ہو یا نہ ہو یا کوئی اور ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اور جو آسانی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے چاہی وہ امت کے لوگ کیوں کر رد کر سکتے ہیں مگر جیسے یہ آسانی ان روایتوں سے ثابت ہوئی، ویسے ہی عادت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حدیثوں سے ثابت ہوئی کہ پانچوں نمازوں کو ہمیشہ اپنے وقت پر ادا کرتے تھے اور جمع کی عادت نہ رکھتے تھے۔ پس متبع سنت کو دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ جَوَازِ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلٰوةِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ.

باب: نماز پڑھ کے دائیں بائیں دونوں طرف مڑنے کا بیان۔

(۱۶۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَا يَجْعَلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطٰنِ مِنْ نَفْسِهٖ جُزْءًا لَا يَرٰى اِلَّا اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَكْثَرَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهٖ. [بخاری: ۸۵۲؛ ابوداود: ۱۰۴۲؛ نسائی: ۱۳۵۹؛ ابن ماجہ: ۹۳۰]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی اپنی ذات میں سے شیطان کو حصہ نہ دے۔ یہ نہ سمجھے کہ نماز کے بعد داہنی ہی طرف پھرنا مجھ پر واجب ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جب اتنا سا تعین اپنی جانب سے شیطان کا حصہ ہوا تو اب جو جاہل لوگ تیجے، دسویں یا چھٹی چلہ یا بسم اللہ کا تعین اپنی جانب سے قرار دیتے ہیں وہ تو پورے شیطان کے حصہ میں آ گئے نعوذ باللہ منہا۔

(۱۶۳۹) عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ۱۶۳۸]

اعمش سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۴۰) عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسًا كَيْفَ اَنْصَرِفُ اِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ اَوْ عَنْ يَسَارِيْ؟ قَالَ: اَمَّا اَنَا فَاَكْثَرُ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ. [نسائی: ۱۳۵۸]

سدی نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نماز پڑھ کر کدھر کو پھرا کروں داہنی طرف یا بائیں طرف؟ انہوں نے کہا: میں نے تو اکثر رسول اللہ ﷺ کو داہنی طرف پھرتے دیکھا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۴۱) عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ. [راجع: ۱۶۴۰]

سدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ داہنی طرف پھرا کرتے تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ يَمِيْنِ الْاِمَامِ

باب: امام کی داہنی طرف کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(۱۶۴۲) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ: فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ.)) [ابوداود: ۶۱۵؛ نسائی: ۱۸۲۱؛ ابن ماجہ: ۱۰۰۲]

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوست رکھتے تھے کہ داہنی طرف کھڑے ہوں (یعنی نماز میں) کہ حضور ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں اور میں نے سنا کہ وہ کہتے تھے "رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ" آخر تک یعنی "اے رب! بچا مجھے اپنے عذاب سے جس دن اٹھائے تو یا فرماتے: جمع کرے تو اپنے بندوں کو۔"

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ کبھی حضور داہنی طرف پھر کر بیٹھتے کبھی بائیں طرف اور جس راوی نے جو دیکھا بیان کر دیا۔ اکثر روایتوں سے داہنی طرف پھر کر بیٹھنا افضل معلوم ہوتا ہے مگر اس کو واجب جاننا وہی شیطان کا حصہ ہے۔

(۱۶۴۳) عَنْ مِسْعَرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ لَمْ يَذْكُرْ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. [راجع: ۱۶۴۲] (اور مسعر سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے مگر اس میں یہ لفظ نہیں کہ آپ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرُوْعِ فِيْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوْعِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ السُّنَّةُ الرَّاتِبَةُ كَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَآءٌ عَلِمَ أَنَّهُ يُدْرِكُ الرَّكْعَةَ مَعَ الْإِمَامِ أَمْ لَا

باب: فرض شروع ہونے کے بعد نفل کا مکروہ ہونا۔ اس حکم میں سنت مؤکدہ مثلاً صبح اور ظہر کی سنتیں اور سنت غیر مؤکدہ برابر ہیں نیز نمازی کو امام کے ساتھ رکعت ملنے کا علم ہونا اور نہ ہونا برابر ہیں۔

(١٦٤٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ.)) [ابوداود: ١٢٦٦؛ ترمذي: ٤٢١؛ نسائي: ٨٦٤، ٨٦٥؛ ابن ماجه: ١١٥١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تکبیر ہو فرض نماز کی تو کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے سوائے فرض کے۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٤٥) عَنْ شَبَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ وَرْقَاءُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

ورقاء سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٤٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ.)) [راجع: ١٦٤٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اقامت کہی جائے نماز کی تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٤٧) عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٦٤٤]

زکریا بن اسحاق نے اسی سند سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٤٨) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ حَمَّادٌ: ثُمَّ لَقِيْتُ عَمْرًا فَحَدَّثَنِيْ بِهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. [راجع: ١٦٤٤]

عطاء بن یسار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔ حماد نے کہا کہ پھر میں عمرو رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے یہی روایت کی مگر حضور ﷺ تک نہیں پہنچائی۔

(١٦٤٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يُصَلِّيْ وَقَدْ أُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَّا نَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَحَطْنَا بِهِ نَقُوْلُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِيْ: ((يُوْشِكُ أَنْ يُّصَلِّيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ أَرْبَعًا)) قَالَ الْقَعْنَبِيُّ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَالِكِ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنْ أَبِيْهِ.

مالک کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے نکلے جب صبح کی نماز کی تکبیر ہو چکی تھی اور کچھ کہا کہ ہم کو معلوم نہ ہوا۔ پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اس کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ کیا کہا تم سے رسول اللہ ﷺ نے؟ اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم میں کوئی چار رکعت پڑھنے لگا صبح کی۔'' قعنبی نے کہا کہ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ أَبُوالْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ: وَ قَوْلُهُ عَنْ أَبِيهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ خَطَأٌ . [بخاري: ٦٦٣؛ نسائي: ٨٦٦؛ ابن ماجه: ١١٥٣]

مسلم نے کہا: ان کا یہ کہنا کہ وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے یہ بھول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٥٠) عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضي الله عنه قَالَ: أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَاٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ فَقَالَ: ((أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا؟)). [راجع: ١٦٤٩]

ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبح کی نماز کی تکبیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھتا ہے، اور مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے تو فرمایا: ''تم صبح کی چار رکعت پڑھتے ہو۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٥١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا فُلَانُ! بِأَيِّ الصَّلٰوتَيْنِ اعْتَدَدْتَّ؟ أَبِصَلٰوتِكَ وَحْدَكَ أَمْ بِصَلٰوتِكَ مَعَنَا؟)). [ابوداود: ١٢٦٥؛ نسائي: ٨٦٧؛ ابن ماجه: ١١٥٢]

سرجس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ صبح کے فرض پڑھتے تھے تو اس نے دو رکعت سنت پڑھی مسجد کے کنارے پر پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''اے فلاں! تم نے فرض نماز کس کو گنا، آیا وہ جو اکیلی پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا مکروہ ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ بعد اقامت کے نفل یعنی سنت وغیرہ نہ پڑھے اگرچہ اس کو یقین بھی ہو کہ مجھے امام کے ساتھ نماز مل جائے گی اور اس روایت سے اس کا قول رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ سنت پڑھنا روا ہے جب جان لے کہ پہلی رکعت امام کے ساتھ مل جائے گی یا یہ خیال ہو کہ دوسری رکعت ضرور مل جائے گی۔
مترجم کہتا ہے جیسے بعض حنفیوں کا قول ہے جن کو مذاق حدیث نہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

باب: مسجد میں جانے کی دعا کا بیان۔

(١٦٥٢) عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)).

ابوحمید یا ابواسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسجد میں آئے تو کہے: یا اللہ! کھول دے میرے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور جب نکلے تو کہے: یا اللہ! میں مانگتا ہوں تیرا فضل یعنی رزق اور دنیا کی نعمتیں۔''

قَالَ مُسْلِمٌ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: كَتَبْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ كِتَابِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ وَقَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُولُ: وَأَبِي أُسَيْدٍ . [ابوداود: ٤٦٥؛ نسائي: ٧٢٨؛

مسلم نے کہا میں نے یحییٰ بن یحییٰ سے سنا کہ کہتے تھے لکھی میں نے یہ حدیث سلیمان بن بلال کی کتاب سے اور کہا انھوں نے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ یحییٰ حمانی کہتے تھے اور روایت ہے ابواسید سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجه: ٧٧٢]

(١٦٥٣) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٦٥٢]

اس سند کے ساتھ حضرت ابوحمید یا حضرت اسید رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح نقل فرمایا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ صَلَاتِهِمَا وَأَنَّهَا مَشْرُوعَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ.

باب: تحیۃ المسجد کا بیان۔ اور دو رکعت پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنے کے مکروہ ہونے اور ان دو رکعتوں کے تمام اوقات میں مشروع ہونے کا بیان۔

(١٦٥٤) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.)) [بخاري: ٤٤٤، ١١٦٧؛ ابوداود: ٤٦٧، ٤٦٨؛ ترمذي: ٣١٦؛ نسائي: ٧٢٩؛ ابن ماجه: ١٠١٣]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔''

(١٦٥٥) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ قَالَ: فَجَلَسْتُ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسَ جُلُوسٌ قَالَ: ((فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ لَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ.)) [راجع: ١٦٥٤]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کے کہ میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے روکا تم کو دو رکعت پڑھنے سے قبل بیٹھنے کے۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو اور لوگوں کو بیٹھے دیکھا (تو میں بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔''

(١٦٥٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لِي:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ پر میرا کچھ قرض تھا اور میں آپ ﷺ کے پاس مسجد میں گیا تو آپ ﷺ نے ادا کر دیا اور مجھے زیادہ دیا اور مجھ سے فرمایا: ''دو رکعت پڑھ لو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [بخاری: ٤٤٣، ٢٣٩٤، ٢٦٠٣، ٢٦٠٤، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠؛ ابوداود: ٣٣٤٧؛ نسائی: ٤٦٠٤، ٤٦٠٥؛ واطرافی مسلم: ٤١٠٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب سے معلوم ہوا کہ جب مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت ادا کر کے بیٹھے بعض نادان پہلے بیٹھ لیتے ہیں پھر ادا کرتے ہیں یہ محض نادانی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ قُدُومِهِ.

باب: مسافر کو پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

(١٦٥٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: اشْتَرَى مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعِيرًا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٦٥٦]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ خریدا اور جب مدینہ میں آئے تو فرمایا: ''تم مسجد میں آؤ اور دو رکعتیں پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٥٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ: ((الْآنَ حِينَ قَدِمْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ: فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ. [بخاری: ٢٠٩٧، ٢٧١٨ تعلیقاً واطرافی مسلم: ٣٦٤١]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک لڑائی میں گیا اور میرے اونٹ نے دیر لگائی اور تھک گیا پھر آئے مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور میں دوسرے دن مسجد پر پہنچا اور آپ ﷺ کو مسجد کے دروازہ پر پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ابھی آئے۔'' میں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کو چھوڑ کر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت ادا کرو۔'' پھر میں گیا اور دو رکعت پڑھ کر پھرا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٥٩) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ. [بخاری: ٣٠٨٨؛ ابوداود: ٢٧٧٣، ٢٧٨١؛ نسائی: ٧٣٠]

مالک کے بیٹے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی جب سفر سے آتے پھر دن چڑھے داخل ہوتے (شہر میں) اور پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت پڑھتے پھر مسجد میں بیٹھتے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى وَأَنَّ أَقَلَّهَا رَكْعَتَانِ وَأَكْمَلَهَا

باب: نماز چاشت کا بیان کم از کم اس کی دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں اور درمیانی چار یا چھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ثَمَانُ رَكْعَاتٍ وَ أَوْسَطُهَا أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ اَوْسِتٌّ وَالْحَثُّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا.

ہیں اور انکو ہمیشہ پڑھنے کی ترغیبیں۔

(١٦٦٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا إِلَّا اَنْ يَّجِيْءَ مِنْ مَّغِيْبِهِ.

[ابوداود: ١٢٩٢؛ نسائي: ٢١٨٤]

عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں مگر جب سفر سے آتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا إِلَّا اَنْ يَّجِيْءَ مِنْ مَّغِيْبِهِ. [نسائي: ٢١٨٣]

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ کہنے لگیں: نہیں مگر یہ کہ آپ کسی سفر سے واپس آتے۔"

(١٦٦٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَ اِنِّي لَاُسَبِّحُهَا وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ.

[بخاري: ١١٢٨؛ ابوداود: ١٢٩٣]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو کبھی چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور میں پڑھا کرتی ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ بعض کام کو دوست رکھتے تھے مگر اس خوف سے نہ کرتے تھے کہ اگر لوگ کرنے لگیں گے تو کہیں فرض نہ ہو جائے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٣) عَنْ مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلٰوةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ.

[ابن ماجه: ١٣٨١]

معاذہ نے مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: چار رکعت اور جو چاہتے زیادہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٤) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ يَزِيْدُ: مَا شَآءَ اللّٰهُ. [راجع: ١٦٦٣]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کی طرح بیان ہوئی کچھ اضافہ کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ.

[راجع: ١٦٦٣]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھا کرتے اور کبھی زیادہ بھی کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٦) عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ١٦٦٣]

قتادہ سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٦٦٧) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ: مَااَخْبَرَنِيْ اَحَدٌ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى اِلَّا اُمُّ هَانِيءٍ فَاِنَّهَا حَدَّثَتْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ مَا رَاَيْتُهٗ صَلّٰى صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَوْلَهٗ: قَطُّ. (بخاری: ١١٠٣، ١١٧٦، ٤٢٩٢؛ ابوداود: ١٢٩١؛ ترمذی: ٤٧٤)

عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو مگر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ میرے گھر آئے جس دن کہ مکہ فتح ہوا اور آٹھ رکعت پڑھیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو اتنی جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، فقط اتنی بات تھی کہ آپ ﷺ رکوع اور سجدہ خوب پورا کرتے تھے (اور قراءت بہت کم پڑھتے تھے) اور ابن بشار نے اپنی روایت میں "قطُّ" کا لفظ نہیں کہا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَاَلْتُ وَحَرَصْتُ عَلٰى اَنْ اَجِدَ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ يُخْبِرُنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُحَدِّثُنِيْ ذٰلِكَ غَيْرَ اُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاُتِيَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ لَا اَدْرِيْ اَقِيَامُهٗ فِيْهَا اَطْوَلُ اَمْ رُكُوْعُهٗ اَمْ سُجُوْدُهٗ كُلُّ ذٰلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ قَالَتْ: فَلَمْ اَرَهٗ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ. قَالَ الْمُرَادِيُّ: عَنْ يُوْنُسَ وَلَمْ يَقُلْ: اَخْبَرَنِيْ. (ابن ماجه: ٦١٤، ١٣٧٩)

عبداللہ بن حارث بن نوفل نے کہا کہ میں آرزو رکھتا اور پوچھتا پھرتا کہ کوئی مجھے بتائے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی ہے تو میں نے کسی کو نہ پایا جو بیان کرے سوائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے جو بنی ہیں ابو طالب کی کہ انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جس دن مکہ فتح ہوا دن چڑھے آئے اور ایک کپڑا پردہ کے لیے ڈال دیا گیا تو آپ ﷺ نہائے۔ پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ میں نہ جانتی تھی کہ آپ ﷺ کا قیام لمبا تھا یا رکوع یا سجدہ یہ رکن سب برابر برابر تھے۔ اور میں نے اس سے پہلے اور پیچھے آپ ﷺ کو چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔ مرادی نے کہا روایت ہے یونس سے اور یہ نہیں کہا کہ مجھے خبر دی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٩) عَنْ اُمِّ هَانِيءٍ رضی اللہ عنہا بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهٖ؟)) قُلْتُ: اُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِيءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِيءٍ)) قَالَتْ اُمُّ هَانِيءٍ: ذٰلِكَ ضُحًى. (ابوداود: ١٢٩٢؛ ترمذی: ٢٧٤)

ابو طالب کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کو نہاتے پایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی صاحبزادی ایک کپڑے سے آپ کی آڑ کیے ہوئے تھیں۔ پھر میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کون؟" میں نے عرض کیا کہ ابو طالب کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "خوش آمدید ام ہانی۔" پھر نہا چکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعت پڑھیں ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے۔ پھر جب پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے علی نے ابن ابی طالب کہا کہ آدمی کو مارے ڈالتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ)) قَالَتْ: أُمُّ هَانِئٍ: وَذٰلِكَ ضُحًى.

[بخاري: ٢٨٠، ٣٥٧، ٣١٧١، ٦١٥٨؛ ترمذي: ١٥٧٩، ٢٧٣٤؛ نسائي: ٢٢٥؛ ابن ماجه: ٤٦٥]

ہیں جس کو میں نے امان دی ہے ہبیرہ کا بیٹا فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کو تو نے امان دی اس کو ہم نے امان دی اے ام ہانی، ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ نماز چاشت تھی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٠) عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي بَيْتِهَا عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. [راجع: ١٦٦٩]

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں جس سال مکہ فتح ہوا آٹھ رکعت پڑھی ایک کپڑا اوڑھ کر اس کے داہنے کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کو داہنی طرف ڈال دیا تھا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سب روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ چاشت کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور کم سے کم اس کی دو رکعات ہیں اور پوری آٹھ رکعات اور متوسط چار رکعات یا چھ رکعات۔ اور چونکہ حضور ﷺ نے کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی اس لیے جنہوں نے نہیں دیکھا انہوں نے انکار کیا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی فرمان ایسا ہی ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو مروی ہوا ہے کہ انہوں نے بدعت کہا، مراد اس سے یہ ہے کہ مسجد میں دکھاوا کر کے پڑھنا بدعت ہے جیسا کہ لوگ کرنے لگے تھے اس لیے اصل نفل کا پڑھنا گھر میں ہے یا مواظبت اور ہمیشگی اس پر بدعت ہے اس لیے کہ حضور ﷺ نے اس پر مداومت نہیں کی اور ہمیشگی نہ کرنا آپ ﷺ کا اس عذر سے تھا کہ فرض ہو جانے کا خوف تھا اور اب یہ خوف نہیں۔ اور مستحب ہونا ہمیشگی کا ہمارے حق میں ثابت ہو چکا ہے ابو درداء اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے جو اسی باب میں آگے ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو شاید آپ ﷺ کا فعل نہیں پہنچا اور آپ ﷺ کے حکم کرنے کی خبر نہیں ہوئی اور جمہور علما اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے توقف بھی مذکور ہے۔

(١٦٧١) عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)).

[ابوداود: ١٢٨٥، ١٢٨٦، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدمی پر صبح ہوتی ہے تو اس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر ہر بار سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے، اور ہر بار الحمد اللہ کہنا ایک صدقہ ہے اور ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا ایک صدقہ ہے ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا ایک صدقہ ہے، اور بری بات سے روکنا ایک صدقہ ہے اور ان سب سے کافی ہو جاتی ہیں چاشت کی دو رکعتیں جس کو وہ پڑھ لیتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٦٧٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلٰثٍ: بِصِيَامِ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ. [بخاري: ١١٧٨، ١٩٨١؛ نسائي: ١٦٧٦، ١٦٧٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دوست (محمد رسول اللہ ﷺ) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی: ہر مہینہ میں تین روزوں کی اور چاشت کی دو رکعت کی اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: جس کو تہجد کے وقت اٹھنے کا یقین نہ ہو اس کو اول وقت ہی وتر پڑھنا اولیٰ ہے۔

(١٦٧٣) عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ١٦٧٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَبُوالْقَاسِمِ ﷺ بِثَلَاثٍ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وصیت کی مجھے میرے خلیل ابوالقاسم ﷺ نے تین باتوں کی پھر مذکورہ حدیث کی مانند بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٥) عَنْ اَبِیْ مُرَّةَ مَوْلٰی اُمِّ هَانِیءٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَوْصَانِیْ حَبِیْبِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ بِصِیَامِ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ صَلٰوةِ الضُّحٰی وَ بِاَنْ لَّا اَنَامَ حَتّٰی اُوْتِرَ.

ابو مرہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: مجھ کو میرے پیارے (نبی) ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی، میں جب تک جیوں گا ان کو نہ چھوڑوں گا: ہر مہینہ میں تین روزے اور چاشت کی نماز اور نہ سونا بغیر وتر پڑھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَیْ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَالْحَثِّ عَلَیْهِمَا وَتَخْفِیْفِهِمَا وَالْمُحَافَظَةِ عَلَیْهِمَا وَبَیَانِ مَا یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقْرَاَ فِیْهِمَا.

باب: فجر کی سنت کی فضیلت و رغبت کا بیان اور ان کو ہلکا پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا اور ان میں جو قراءت زیادہ مستحب ہے اس کا بیان۔

(١٦٧٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ حَفْصَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ رَكَعَ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ. [بخاری: ٦١٨، ١١٧٣، ١١٨١؛ ترمذی: ٤٣٣؛ نسائی: ٥٨٢، ١٧٥٩، ١٧٧٥؛ ابن ماجه: ١١٤٥]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دی ان کو مسلمانوں کی ماں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان دے کر چپ ہو جاتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تکبیر فرض سے قبل۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٧) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ كَمَا قَالَ مَالِكٌ. [راجع: ١٦٧٦]

نافع سے بھی مالک کی حدیث کی طرح ویسی ہی روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٨) عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا یُصَلِّیْ اِلَّا رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ. [راجع: ١٦٧٦]

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر نکل آتی تو نہ پڑھتے مگر ہلکی ہلکی دو رکعتیں۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٦٧٩) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[راجع: ١٦٧٦]

شعبہ سے مذکورہ بالا حدیث اسی طرح منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٠) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٦٧٦]

سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی ﷺ جب صبح روشن ہو جاتی تو دو رکعتیں ادا کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨١) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتیں سنت پڑھا کرتے تھے جب اذان سن چکتے اور ان کو ہلکی پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٢) عَنْ عَمْرٍو النَّاقِدِ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

ہشام سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے اور ابو اسامہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جائے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٣) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. [بخاري: ٦١٩]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے اذان اور صبح کی تکبیر کے درمیان۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُ حَتّٰى إِنِّي أَقُولُ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ [أَمْ لَا؟]. [بخاري: ١١٨١؛ ابوداود: ١٢٥٥]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعتیں اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں کہتی کہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی ہے کہ نہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٥) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَقُولُ: هَلْ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ [راجع: ١٦٨٤]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر ہوتی دو رکعتیں پڑھتے، میں کہتی کہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی کہ نہیں۔ (یعنی ایسی ہلکی پڑھتے)

(١٦٨٦) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ. [بخاري: ٦١٩؛ ابوداود: ١٢٥٤]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کسی نفل کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا صبح سے پہلے دو رکعتوں کا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٧) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. [راجع: ١٦٨٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نفل کے لیے جلدی کرتے ہوئے جیسا دیکھا دو رکعتوں کے لیے فجر سے پہلے کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(١٦٨٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))

[ترمذی: ٤١٦؛ نسائی: ١٧٥٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعتیں دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہیں۔''

(١٦٨٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي شَأْنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ ((لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا)). (راجع: ١٦٨٨)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا: ''کہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ پیاری ہیں۔''

(١٦٩٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. (ابوداود: ١٢٥٦؛ نسائی: ٩٤٤؛ ابن ماجه: ١١٤٨)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی دو سنتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ (٢/ البقرة: ١٣٦) الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا: ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (٣/ آل عمران: ٥٢) (ابوداود: ١٢٥٩؛ نسائی: ٩٤٣)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو سنتوں میں سے پہلی رکعت میں ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ﴾ سے آخر تک پڑھتے تھے جو آیتیں سورۂ بقرہ میں وارد ہوئی ہیں اور دوسری میں ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ﴾ سے آخر تک (اور سرا اس آیت کا یہ ہے کہ ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ الآية)۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ وَالَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾. (٣/ آل عمران: ٦٤) [راجع: ١٦٩١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں یہ حصہ پڑھا کرتے ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ﴾ اور جو آل عمران میں ہے ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ﴾۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٣) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ. (راجع: ١٦٩١)

مذکورہ بالا حدیث عثمان بن حکیم سے بھی مروی ہے مروان فزاری کی حدیث کی مانند۔

بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ وَبَيَانِ عَدَدِهِنَّ.

باب: سنتوں کی فضیلت اور ان کی گنتی کا بیان فرضوں سے پہلے اور ان کے بعد۔

(١٦٩٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنهما فِي بَيْتِهِ وَنَحْنُ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا مِنْ أَرْضِ الشَّامِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها

عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا: روایت کی مجھ سے عنبسہ نے اس بیماری میں

محدث فورم: اسلامی سافٹ ویئر متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَاتَ فِيهِ بِحَدِيثٍ يَسُرُّنِي إِلَيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ عَنْبَسَةُ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ: مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ: مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ. [ابوداود: ١٢٥٠]

کہا: میں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جس نے رات دن میں بارہ رکعت پڑھیں اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنایا جائے گا۔'' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے ان رکعتوں کو نہیں چھوڑا۔ عنبسہ نے کہا: جب سے میں نے ان کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا نہیں چھوڑا میں نے۔ اور عمرو بن اوس نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا عنبسہ سے میں نے ان کو نہیں چھوڑا۔ نعمان بن سالم نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا عمرو بن اوس سے میں نے ان رکعتوں کو نہیں چھوڑا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٥) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). [راجع: ١٦٩٤]

نعمان بن سالم سے اسی سند سے مروی ہے کہ ''جس نے ہر دن میں بارہ رکعت پڑھیں سنت کی اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٩٦) عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وَقَالَ عَمْرٌو: مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وَقَالَ النُّعْمَانُ: مِثْلَ ذٰلِكَ. [راجع: ١٦٩٤]

ام المؤمنین رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ''کوئی بندہ مسلمان ایسا نہیں کہ اللہ کے واسطے ہر دن میں بارہ رکعت خوشی سے پڑھے سوائے فرض کے مگر اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک گھر جنت میں بناتا ہے یا فرمایا اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنایا جاتا ہے۔'' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس دن سے ہمیشہ پڑھتی ہوں اور عمرو نے کہا: میں بھی اس دن سے ہمیشہ پڑھتا ہوں اور نعمان نے بھی ایسا ہی کہا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٧) عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدِ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٦٩٤]

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ مسلمان ایسا نہیں کہ اس نے وضو پورا کیا اور پھر اللہ کے لیے ہر دن میں نماز پڑھی اور پھر مثل اوپر کی روایت کے بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے پڑھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعِشَآءِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ سَجْدَتَيْنِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَآءُ وَالْجُمُعَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَيْتِهٖ. [راجع: ١١٧٢]

اور عشاء اور جمعہ کی دو رکعتیں نبی ﷺ کے ساتھ گھر میں پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ نے کہا ہے دن کے وقت مسجد میں اور رات کو گھر میں افضل ہیں مگر سلف کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سب نفل گھر میں افضل ہیں اور ان روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سنت صبح کی اور جمعہ کی گھر میں پڑھتے تھے اور حدیث میں وارد ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھر میں نماز افضل ہے سوائے فرض کے۔'' اور یہ ارشاد آپ ﷺ کا عام ہے۔ پس سنت یہی ہے کہ سنت گھر میں پڑھے اور ہمیشہ مساجد میں پڑھنا بدعت سے خالی نہیں۔ علی الخصوص فرض ہوتے ہوئے سنتوں میں مشغول رہنا کراہت سے خالی نہیں مگر اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔

بَابُ جَوَازِ النَّافِلَةِ قَآئِمًا وَقَاعِدًا وَفِعْلِ بَعْضِ الرَّكْعَةِ قَآئِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا.

باب: نوافل کا کھڑے بیٹھے یا ایک رکعت میں کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے جائز ہونا۔

(١٦٩٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهٖ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيْهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَآئِمًا وَلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَآئِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَآئِمٌ وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. [ابوداود: ١٢٥١؛ ترمذی: ٣٧٥، ٤٣٦]

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے پھر نکلتے اور لوگوں کے ساتھ فرض نماز پڑھتے پھر گھر میں آکر دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کے ساتھ مغرب پڑھتے پھر گھر میں آکر دو رکعت پڑھتے اور عشاء لوگوں کے ساتھ پڑھ کر گھر آتے اور دو رکعت پڑھتے اور رات کو نو رکعت پڑھتے کہ اسی میں وتر ہوتا اور بڑی رات تک کھڑے پڑھتے اور بڑی رات تک بیٹھے اور کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب قراءت بیٹھ کر کرتے تو سجدہ اور رکوع بھی بیٹھ کر کرتے اور جب فجر نکلتی تو دو رکعت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٠٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا. [ابوداود: ٩٥٥؛ نسائی: ١٦٤٥]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بڑی بڑی رات تک نماز پڑھتے۔ پھر جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے کھڑے کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷۰۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّي قَاعِدًا فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

[راجع: ۱۷۰۰]

عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں فارس میں بیمار ہوا تھا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا تھا (پھر جب مدینہ میں آیا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ بڑی رات تک نماز بیٹھ کر پڑھتے اور آخر تک حدیث ذکر کی۔ (یعنی جواوپر مذکور ہوئی)

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا. [ابن ماجه: ۱۲۲۸]

عبداللہ بن شقیق عقیلی کہتے ہیں: میں نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق؟ تو انہوں نے کہا: آپ لمبی رات تک نماز پڑھتے کھڑے ہو کر اور کبھی لمبی رات تک نماز پڑھتے بیٹھ کر اور جب پڑھتے کھڑے ہو کر تو رکوع کرتے کھڑے ہو کر اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔

(۱۷۰۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

عبداللہ بن شقیق عقیلی نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کھڑے بھی نماز پڑھتے تھے اور اکثر بیٹھے بھی۔ پھر جب شروع کرتے کھڑے کھڑے تو رکوع بھی کھڑے ہوئے کرتے اور جب شروع کرتے بیٹھے ہوئے تو رکوع بھی کرتے بیٹھے ہوئے۔

(۱۷۰۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلٰثُوْنَ أَوْ أَرْبَعُوْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ قراءت کرتے ہوں نماز میں بیٹھ کر۔ پھر جب بوڑھے ہو گئے بیٹھے بیٹھے قراءت کرتے، یہاں تک کہ جب رہ جاتیں سورت میں تیس یا چالیس آیتیں تو کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہی رکعت میں کچھ بیٹھ کر پڑھتے اور کچھ کھڑے ہو کر۔

(۱۷۰۵) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ. [بخاري: ۱۱۱۹؛ ابوداود: ۹۵۴؛ ترمذي: ۳۷۴؛ نسائي: ۱۶۴۷]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے بیٹھے ہوئے اور قراءت کرتے بیٹھے بیٹھے۔ پھر جب رہ جاتیں تیس یا چالیس آیتیں کھڑے ہو کر قراءت کرتے پھر رکوع کرتے اور سجدہ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیان حکم مخالفت قیاس باحدیث

فائدہ: دونوں روایتوں سے ایک رکعت میں کچھ کھڑا رہنا کچھ بیٹھنا ثابت ہوا اور یہ جائز ہے۔ امام شافعی اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک اور عام علما کے آگے کہ برابر ہے پہلے کھڑا ہو پھر بیٹھ جائے یا پہلے بیٹھا ہو پھر کھڑا ہو جائے۔ اور بعض سلف نے اس کو منع کیا ہے مگر ان کا منع کرنا غلط ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ابو یوسف اور امام محمد شاگردان ابوحنیفہ رحمہم اللہ سے اور دوسرے فقہا سے نقل کیا ہے کہ پہلے کھڑے ہو کر پھر بیٹھ جانا مکروہ ہے اور اگر نیت کی کھڑے ہو کر تو پھر بیٹھ گیا تو شافعیہ کے اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اور ابن قاسم مالکی رحمہ اللہ بھی اسے جائز کہتے ہیں اور اشہب منع کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے: بیٹھ کر اٹھنا اور اٹھ کر بیٹھنا دونوں احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے پھر منع کرنا کسی ایک کا سراپا خلاف ہے اور قابل التفات نہیں اس لئے کہ شرع وہی ہے جو نبی ﷺ سے ثابت ہو، نہ رائے اور قیاس کسی کا علی الخصوص جب مخالف نبی ﷺ ہو اگرچہ سارا جہان اس کا قائل کیوں نہ ہو۔

(۱۷۰۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِيْنَ آيَةً. [نسائی: ۱۶۴۹، ابن ماجه: ۱۲۲۶]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے قراءت کرتے پھر جب ارادہ کرتے رکوع کا تو کھڑے ہوتے اتنی دیر کہ آدمی اس میں چالیس آیتیں پڑھے (یعنی پھر رکوع کرتے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۷) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ.

علقمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی دو رکعت (شب) سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ بیٹھ کر پڑھتے۔ پھر جب ارادہ ہوتا کہ رکوع کریں کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ قَاعِدٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ. [نسائی: ۱۶۵۶]

عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ ہاں جب لوگوں نے آپ ﷺ کو بوڑھا کر دیا (یعنی ان کے فکروں سے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ. فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انھوں نے اسی طرح کی حدیث روایت کی۔

(۱۷۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ كَثِيْرًا مِنْ صَلٰوتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. [نسائی: ۱۶۵۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا انتقال نہیں ہوا جب تک کہ اکثر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز نہ پڑھنے لگے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلٰوتِهِ جَالِسًا.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ جب رسول اللہ ﷺ فربہ ہو گئے اور بھاری ہو گئے تو اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتے۔

(۱۷۱۲) عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِيْ سُبْحَتِهِ قَاعِدًا حَتّٰى

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نفل پڑھا ہو یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی وفات سے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا. [ترمذي: ٣٧٣، نسائي: ١٦٥٧]

سال باقی رہا تو آپ ﷺ بیٹھ کر نفل پڑھنے لگے اور سورت کو پڑھتے اور یہاں تک ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے لمبی ہو جاتی۔

(١٧١٣) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا: بِعَامٍ وَاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ. [راجع: ١٧١٢]

ان سب سے زہری نے اسی سند سے مثل اس کے بیان کیا مگر ان دونوں نے کہا کہ جب آپ ﷺ کی وفات میں ایک یا دو سال رہ گئے۔

(١٧١٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتَّى صَلَّى قَاعِدًا.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کا انتقال نہیں ہوا جب تک آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز نہ پڑھ لی۔

(١٧١٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ)) قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ: مَالَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو؟ قُلْتُ: حُدِّثْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَنَّكَ قُلْتَ: ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلٰوةِ)) وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ: ((أَجَلْ وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ.)) [ابوداود: ٩٥٠، نسائي: ١٦٥٨]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھ سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہے'' تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو پایا کہ آپ ﷺ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں اور میں نے آپ ﷺ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہے اے عبداللہ!'' میں نے کہا کہ مجھے پہنچا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے اللہ کے رسول! کہ ''بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہے'' اور آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہاں سچ ہے مگر میں تم لوگوں کے برابر نہیں ہوں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں بھی ویسا ہی ثواب ہے، جیسے کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے میں اور آپ ﷺ کے خصائص میں ہے یا کوئی عذر کے سبب سے اگر بیٹھے تو معذور کو پورا ثواب ہے مگر قول آپ ﷺ کا خصائص پر زیادہ دال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(١٧١٦) عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ. [راجع: ١٧١٥]

اس سند سے بھی گزشتہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلٰوةٌ صَحِيحَةٌ.

باب: نماز شب اور وتر کے ایک ہونے کا بیان اور اس بات کا بیان کہ ایک رکعت صحیح نماز ہے۔

(١٧١٧) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے اور اس میں سے ایک رکعت وتر کی ہوتی تھی پھر جب پڑھ چکتے تو داہنی کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آتا تب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. [ابوداود: ١٣٣٦؛ ترمذي: ٤٤٠، ٤٤١؛ نسائي: ١٦٩٥، ١٧٢٥]

دو رکعت ہلکی پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٧١٨) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ - وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ - إِلَى الْفَجْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ.

[ابوداود: ١٣٣٧؛ نسائي: ٦٨٤، ١٣٢٧]

ام المؤمنین زوجہ نبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے۔ سلام پھیرتے ہر دو رکعت کے بعد اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ پھر جب مؤذن فجر کی اذان دے چکتا اور ظاہر ہو جاتی آپ ﷺ پر صبح اور مؤذن آتا تو کھڑے ہو کر دو رکعت ہلکی ادا کرتے پھر داہنی کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کو آتا۔

○ ○ ○ ○

(١٧١٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ حَرْمَلَةُ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يَذْكُرِ: الْإِقَامَةَ وَسَائِرُ الْحَدِيْثِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَمْرٍو سَوَاءً.

[نسائي: ١٣٢٧]

ابن شہاب مذکورہ حدیث کی مانند بیان کرتے ہیں مگر انہوں نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ فجر واضح ہو گئی اور آپ ﷺ کے پاس مؤذن آیا اور نہ ہی اقامت کا ذکر کیا باقی حدیث اسی کے مانند ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٢٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا فِيْ آخِرِهَا. [ترمذي: ٤٥٩]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے پانچ ان میں سے وتر ہوتیں کہ نہ بیٹھتے مگر ان کے آخر میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: وتر ایک رکعت سے لیکر گیارہ اور تیرہ رکعتوں تک مسنون اور جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتا جائے حالانکہ سب رکعتوں کے آخر میں ایک سلام پھیرنا بھی روا ہے مگر مشہور وہی ہے دو دو رکعت پر سلام۔

(١٧٢١) عَنْ وَكِيْعٍ وَأَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [ابن ماجه: ١٣٥٩]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٢٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعت پڑھتے تھے مع فجر کی دو سنتوں کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[ابوداود: ١٣٦٠]

(١٧٢٣) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ)).

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے رمضان ہو یا غیر رمضان چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کا حسن اور طول کچھ نہ پوچھ۔ پھر تین رکعت پڑھتے تھے (یعنی وتر کی) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔''

[بخاری: ١١٤٧، ٢٠١٣، ٣٥٦٩؛ ابوداود: ١٣٤١؛ ترمذی: ٤٣٩؛ نسائی: ١٦٩٦]

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اس پر کہ قراءت کا لمبا کرنا افضل ہے بہت رکوع اور سجود کرنے سے اور یہ خصائص انبیا سے ہے کہ سوتے سے وضو نہ جائے اور بعض نے اعتراض کیا ہے کہ آپ ﷺ وادی میں سو گئے تھے اور نماز قضا ہو گئی تھی پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور جواب اس کا یوں دیا ہے کہ طلوع ہونا آفتاب کا آنکھوں سے متعلق ہے بخلاف حدث کے کہ وہ قلب سے متعلق ہے۔

(١٧٢٤) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ.

ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ تیرہ رکعت پڑھتے آٹھ رکعت کے بعد وتر پڑھتے پھر دو رکعت پڑھتے بیٹھ کر اور جب ارادہ کرتے رکوع کا کھڑے ہوتے اور رکوع کرتے دو رکعت پڑھتے صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں۔

[ابوداود: ١٣٤٠؛ نسائی: ١٧٥٥، ١٧٨٠]

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے تمسک کیا ہے اوزاعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان دونوں سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے کو مباح کہا ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں اس کو نہ پڑھتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور صواب یہ ہے کہ یہ دو رکعتیں آپ ﷺ نے پڑھی ہیں بعد وتر کے بیٹھ کر تا کہ معلوم ہو جائے کہ نماز بعد وتر کے جائز ہے مگر اس پر آپ ﷺ نے ہمیشگی نہیں کی کبھی کیا اور کبھی نہیں کیا اور کوئی شخص کان کے لفظ سے دوام خیال نہ کرے، اس لئے کہ یہ لفظ صرف ایک فعل کے وقوع پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ ماضی میں واقع ہوا، چنانچہ دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ یعنی میں خوشبو لگاتی تھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❷❷)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) رسول اللہ ﷺ کے احرام کھولنے کے وقت قبل طواف افاضہ کے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت کے بعد حضور ﷺ نے ایک ہی بار حج کیا یعنی حجۃ الوداع۔ اور بہت روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ آخر نماز آپ ﷺ کی رات میں وتر ہوتی پس یقین ہوا کہ یہ دو رکعات کبھی پڑھی ہمیشہ نہیں۔

(۱۷۲۵) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِهِمَا تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوْتِرُ مِنْهُنَّ. [راجع: ۱۷۲٤]

ابوسلمہ نے سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں باقی روایت پہلے کی طرح ہے مگر اس میں نو (۹) رکعتوں کا بیان ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھیں اور انہیں کے ساتھ وتر پڑھا۔

(۱۷۲۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ لَبِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ: اَیْ اُمَّهْ! اَخْبِرِيْنِیْ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَتْ صَلٰوتُهٗ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.

عبداللہ بن لبید نے ابوسلمہ سے سنا کہ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اے میری ماں! مجھے خبر دیجیے رسول اللہ ﷺ کی نماز سے۔ پس انہوں نے فرمایا: کہ آپ ﷺ کی نماز رمضان وغیرہ میں رات کے وقت تیرہ رکعت تھی، ان ہی میں دو رکعتیں صبح کی سنتیں بھی تھیں۔

(۱۷۲۷) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُوْتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. [بخاری: ۱۱٤۰؛ ابوداود: ۱۳۳٤]

قاسم بن محمد نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز دس رکعت تھی اور ایک رکعت کا وتر اور دو رکعتیں فجر کی سنت۔ یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۲۸) عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ: سَاَلْتُ الْاَسْوَدَ ابْنَ يَزِيْدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: "كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِیْ اٰخِرَهٗ ثُمَّ اِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰی اَهْلِهٖ قَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَنَامُ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْاَوَّلِ قَالَتْ: وَثَبَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ: قَامَ فَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ: اِغْتَسَلَ وَاَنَا اَعْلَمُ مَا تُرِيْدُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ وُضُوْءَ الرَّجُلِ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلَّی الرَّكْعَتَيْنِ. [نسائی: ۱٦۳۹]

ابواسحاق نے کہا کہ پوچھا میں نے اسود بن یزید سے ان حدیثوں کے بارے میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے سنی ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مقدمہ میں تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ سو رہتے اول رات میں اور جاگتے آخر رات میں۔ پھر اگر آپ ﷺ کو حاجت ہوتی اپنی بیبیوں سے تو حاجت روا کرتے پھر سو رہتے۔ پھر جب پہلی اذان ہوتی (یعنی صبح کے وقت کی اذان) تو جھٹ اچھل پڑتے اور قسم ہے اللہ کی کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اٹھتے پھر آپ ﷺ اپنے اوپر پانی بہاتے اور اللہ کی قسم انہوں نے یہ نہیں کہا کہ نہاتے (یعنی جو لفظ انہوں نے فرمایا وہی مجھے یاد ہے) اور میں خوب جانتا ہوں جو آپ کی مراد ہے (یہ اس لیے کہا کہ شرم کی بات ہے) اور اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرتے جیسے لوگ نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر دو رکعت پڑھتے۔ (یعنی صبح کی سنت)

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۷۲۹) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ صَلٰوتِهِ الْوِتْرَ.

ابواسحٰق، اسود سے راوی ہیں۔ وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز پڑھتے یہاں تک کہ آخر میں وتر ہوتا۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے جیسے ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

(۱۷۳۰) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ عَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُحِبُّ الدَّآئِمَ قَالَ: قُلْتُ: أَيَّ حِيْنٍ كَانَ يُصَلِّيْ؟ فَقَالَتْ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى. [بخاري: ١١٣٢، ٦٤٦١؛ ابوداود: ١٣١٧؛ نسائي: ١٦١٥]

مسروق نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کے بارے میں پوچھا آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ وہ ہمیشہ کے عمل کو دوست رکھتے تھے۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کس وقت نماز پڑھتے تھے؟ کہا: جب مرغ کی آواز سنتے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ مرغ اکثر آدھی رات کے بعد بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

(۱۷۳۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا أَلْفَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّحَرُ الْأَعْلٰى فِي بَيْتِيْ أَوْ عِنْدِيْ إِلَّا نَائِمًا. [بخاري: ١١٣٣؛ ابوداود: ١٣١٨؛ ابن ماجه: ١١٩٧]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اپنے گھر میں یا فرمایا: اپنے پاس سوتے پایا (یعنی تہجد کے بعد سو جاتے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۳۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَإِلَّا اضْطَجَعَ. [بخاري: ١١٦١، ١١٦٨؛ ابوداود: ١٢٦٣؛ ترمذي: ٤١٨]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب فجر کی سنت پڑھ چکتے تو میں اگر جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے۔ نہیں تو سو جاتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۳۳) عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [ابوداود: ١٢٦٣]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے ایسی روایت بیان کرتی ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۳۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَوْتَرَ قَالَ: ((قُوْمِيْ فَأَوْتِرِيْ يَا عَائِشَةُ!)).

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز تہجد پڑھ لیتے اور وتر بھی پڑھ چکتے تو مجھ سے فرماتے: ''اٹھو وتر پڑھ لو اے عائشہ!''

(۱۷۳۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور وہ سامنے آڑی لیٹی رہتیں پھر جب وتر رہ جاتے حضور ﷺ ان کو جگا دیتے وہ وتر پڑھ لیتیں۔

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ وتر آخر شب میں پڑھنا مستحب ہے خواہ آدمی تہجد پڑھے یا نہ پڑھے مگر یقین رکھتا ہو کہ میں آخر شب میں ضرور اٹھوں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷۳۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. [بخاری: ۹۹۶؛ ابوداود: ۱۴۳۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ وتر ساری رات میں رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے یہاں تک کہ آخر میں پہنچ گیا آپ ﷺ کا وتر سحر کے وقت پر۔

(۱۷۳۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. [ترمذی: ۴۵۶؛ نسائی: ۱۶۸۰؛ ابن ماجه: ۱۱۸۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول شب میں اور بیچ میں اور آخر میں سب وقت ادا کیے ہیں یہاں تک کہ (چھٹے حصہ) آخر کے رات میں بھی۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۳۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُلَّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ. [راجع: ۱۷۳۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہر رات وتر پڑھا کرتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ.

باب: رات کی نماز کے احکام اور جس سے سونے یا بیمار ہونے کی وجہ سے رہ جائے۔

(۱۷۳۹) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيْعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ وَيُجَاهِدَ الرُّوْمَ حَتَّى يَمُوْتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ لَقِيَ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَنَهَوْهُ عَنْ ذٰلِكَ وَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ رَهْطًا سِتَّةً أَرَادُوْا ذٰلِكَ فِي حَيٰوةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَاهُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ؟)) فَلَمَّا حَدَّثُوْهُ بِذٰلِكَ رَاجَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلَى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَسَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِي فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ

قتادہ نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ہشام بن عامر نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور مدینہ کو آئے اور چاہا کہ اپنے باغ و زمین بیچ ڈالیں اور اس سے ہتھیار اور گھوڑے خریدیں اور نصاریٰ سے مرنے کے وقت تک لڑیں۔ پھر جب مدینہ میں آئے اور مدینہ والوں سے ملے، انہوں نے ان کو منع کیا (یعنی بالکل کاروبار دنیا اور ضروریات بشری چھوڑ کر ایسا نہ کرنا چاہیے) اور خبر دی کہ چھ آدمیوں نے اس کا ارادہ کیا تھا نبی ﷺ کی زندگی میں تو آپ ﷺ نے ان کو منع کیا اور فرمایا: ''کیا تمہارے لیے میری راہ اچھی نہیں۔'' پھر جب لوگوں نے ان سے یہ کہا تو انہوں نے اپنی بیوی سے رجعت کی (یعنی جس کو طلاق دے دی تھی) اور ان کو طلاق دے دی تھی اور ان کی رجعت پر لوگوں کو گواہ کر لیا۔ پھر وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا: میں تم کو ایسا شخص بتا دوں کہ جو ساری زمین کے لوگوں سے حضور ﷺ کے وتر کا حال بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کون ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ تو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو پھر میرے پاس آؤ اور ان کے جواب سے

محکوم کلاں و برابیں سے تحریر، متنوع و مفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ: فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ: أَحَكِيمٌ؟ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَتْ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قَالَ: ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي فَقُلْتُ: أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللهُ تَعَالَى خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي آخِرِ هَذِهِ السُّورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا

خبر دو۔ پھر میں ان کے پاس چلا اور حکیم بن افلح کے پاس آیا اور ان سے چاہا کہ وہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں جاتا اس لئے کہ میں نے ان کو روکا تھا کہ وہ ان دونوں گروہوں کے بیچ میں کچھ نہ بولیں۔ (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپس کی لڑائیوں میں) مگر انہوں نے نہ مانا اور چلی گئیں۔ زرارہ نے کہا کہ میں نے حکیم کو قسم دی۔ غرض وہ آئے اور ہم سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے اور انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تب انہوں نے فرمایا: کیا یہ حکیم ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پہچان لیا، (یعنی آواز وغیرہ سے پردہ کی آڑ سے) پھر انہوں نے فرمایا: کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حکیم نے کہا: میرے ساتھ سعد بن ہشام ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہشام کون سے؟ حکیم نے کہا: عامر کے بیٹے تب ان پر بہت مہربانی کی اور قتادہ نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے خبر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: حضور ﷺ کا خلق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے۔ انہوں نے کہا: پھر میں نے چلنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ موت کے وقت تک اب کسی سے کوئی چیز نہ پوچھوں۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے عرض کیا: کہ خبر دیجئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے رات کے اٹھنے سے۔ پھر انہوں نے فرمایا: کیا تم نے ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھی میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا رات کو کھڑے ہو کر پڑھنے کو اس سورت کے اول میں پھر نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے سب صحابہ رات کو نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا خاتمہ بارہ مہینے تک آسمان پر روک رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آخر اتارا اور اس میں تخفیف فرمائی (یعنی تہجد کی فرضیت معاف کر دی۔ مسنون ہونا باقی رہا) پھر ہو گیا رات کا نماز پڑھنا خوشی کا سو ابعد اس کے کہ فرض تھا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! خبر دیجئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کی۔ تب انہوں نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ: صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ: قُلْتُ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا. [ابوداود: ١٣٤٢، ١٣٤٣]

مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جب چاہتا اٹھا دیتا تھا رات کو۔ پھر آپ ﷺ مسواک کرتے تھے اور وضو، پھر نو رکعت پڑھتے تھے نہ بیٹھتے اس میں مگر آٹھویں رکعت کے بعد اور یاد کرتے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی حمد کرتے اور دعا کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ پھیرتے اور نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے اور اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے (تاکہ سوتے جاگ اٹھیں) پھر دو رکعت پڑھتے اس کے بعد بیٹھے بیٹھے بعد سلام کے۔ غرض یہ گیارہ رکعات ہوئیں اے میرے بیٹے! پھر جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بدن میں گوشت آ گیا، سات رکعات وتر پڑھنے لگے اور دو رکعتیں ویسی ہی پڑھتے جیسے اوپر ہم نے بیان کیں۔ غرض یہ سب نو رکعتیں ہوئیں، اے میرے بیٹے! (یعنی سات وتر و تہجد کی اور دو بعد وتر کے) اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے اس پر ہمیشگی کرتے۔ اور جب آپ ﷺ پر نیند یا کسی درد کا غلبہ ہوتا کہ رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا کرتے (یعنی وتر نہ پڑھتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وتر کی قضا نہیں) اور میں نہیں جانتی کہ کبھی نبی ﷺ نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھ لیا ہو (اس سے ایک شب قرآن ختم کرنے کا بدعت ہونا ثابت ہوا) نہ یہ جانتی ہوں کہ ساری رات آپ ﷺ نے پڑھی صبح تک (یعنی ذرا بھی نہ سوئے نہ آرام لیا ہو) اور نہ یہ کہ سارا مہینہ روزہ رکھا ہو، سوا رمضان کے۔ پھر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ بیشک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور کہا: کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا یا جاتا تو یہ سب منہ در منہ سنتا۔ زرارہ نے کہا: کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں کبھی ان کی بات آپ سے نہ کہتا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اس حدیث میں بہت فوائد ہیں۔

اول: یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ ان سے وتر کا حال پوچھو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو مستحب ہے کہ جب کوئی اپنے سے زیادہ جانتا ہو تو سائل کو اس کی طرف رجوع کرائے اس میں دین کی خیرخواہی اور علم کی بہتری ہے۔ (تقی عثمانی عفی عنہ)

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) دوم: یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو جواب دیا کہ خلق حضور ﷺ کا قرآن تھا اس سے علو شان اور وفور علم اور کثرت فہم اور تفکر اور ادراک حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا معلوم ہوتا ہے کہ کتنے بڑے دریا کو ایک کوزے میں کر دیا اور آپ ﷺ کے خلق کی ایسی جامع تعریف کر دی کہ سائل کو خیال ہوا کہ اب ساری عمر کسی سے اس بارہ میں سوال نہ کرے۔ سبحان اللہ! کیوں نہ ہوں آخر محبوب محبوب الٰہی ہیں رضی اللہ عنہا و عن اتباعها و خدامها۔

سوم: یہ جو فرمایا کہ تہجد فرض تھا پھر خوش کا سودا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر اس امت پر سب پر نفل ہو گیا، مگر امت پر نفل ہونے میں تو اجماع ہے اور نبی ﷺ کیلئے شافعیہ کے نزدیک فرضیت ساقط ہو گئی۔

چہارم: یہ کہ جب تہجد قضا ہوتی صبح کو ادا کرتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اور "اوراد و وظائف" کی احتیاط ضروری ہے۔

پنجم: یہ ثابت ہوا کہ وتر کی قضا نہ پڑھے۔

(۱۷۴۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَبِيعَ عَقَارَهُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [راجع: ۱۷۳۹]

سعد بن ہشام نے طلاق دی اپنی بیوی کو پھر وہ گیا مدینہ تا کہ جائیداد بھی بیچ ڈالے باقی گزشتہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۴۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْوِتْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فِيهِ: قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قُلْتُ: ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ۱۷۳۹]

سعد بن ہشام نے کہا کہ میں چلا گیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس۔ میں نے ان سے وتر کے متعلق سوال کیا اور باقی سارا وہی واقعہ بیان کیا اور اس میں کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہشام کون ہے؟ میں نے کہا: عامر کا بیٹا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اچھا شخص تھا عامر جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۴۲) عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ كَانَ جَارًا لَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ سَعِيدٍ وَ فِيهِ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قَالَ: ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ أُصِيبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَفِيهِ: فَقَالَ حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ: أَمَا إِنِّي لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا أَنْبَأْتُكَ بِحَدِيثِهَا. [راجع: ۱۷۳۹]

زرارہ بن اوفیٰ سے روایت ہے کہ سعد بن ہشام ان کے ہمسایہ تھے، پس انہوں نے خبر دی کہ طلاق دی انہوں نے اپنی بیوی کو اور حدیث بیان کی جیسے سعید کی روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کون سے ہشام؟ انہوں نے کہا کہ عامر کے بیٹے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ ہاں وہ کیا خوب آدمی تھے، شہید ہوئے حضور ﷺ کے ساتھ اُحد کے دن۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ حکیم بن افلح نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ تم ان کے پاس نہیں جاتے تو میں ان کی حدیث سے تم کو خبر نہ دیتا۔

(۱۷۴۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً. [ترمذی: ٤٤٥؛ نسائی: ۱۷۸۸]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کی شب کی تہجد جب قضا ہو جاتی کسی درد وغیرہ کے عذر سے تو دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۴۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْمَرِضَ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَتْ: وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ.

جب کوئی کام کرتے تو اسے ہمیشہ کیا کرتے اور جب رات کو سو جاتے یا بیمار ہو جاتے تو دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی آپ ﷺ ساری رات صبح تک جاگے ہوں اور کبھی ایک ماہ برابر روزے نہ رکھے مگر رمضان میں۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۴۵) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْعَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ.)) [ابوداود: ۱۳۱۳؛ ترمذی: ۵۸۱؛ نسائی: ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲؛ ابن ماجہ: ۱۳۴۳]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سو گیا اپنے وظیفہ سے کسی چیز کو چھوڑ کر اور پڑھ لیا اس کو فجر اور ظہر کے بیچ میں تو لکھتا ہے اس کو اللہ ایسا کہ گویا پڑھ لیا اس نے رات کو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ.

باب: اوابین (چاشت) کی نماز کا وقت وہ ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں تپش محسوس کریں۔

(۱۷۴۶) عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)).

قاسم شیبانی نے روایت کیا ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (یعنی ابھی دن خوب نہیں چڑھا تھا) تو انہوں نے کہا کہ لوگ خوب جان چکے ہیں کہ نماز اس کے سوا اور گھڑی میں افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز رجوع کرنے والے بندوں کی جب ہے کہ اونٹ کے بچوں کے پیر گرم ہو جائیں۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ چاشت کی نماز دن چڑھے پڑھنا افضل ہے اگرچہ طلوع شمس سے زوال تک جائز ہے مگر عمدہ وقت یہ ہے کہ دھوپ سے ریت گرم ہو جائے اور اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں اور اسی کو صلوٰۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔

(۱۷۴۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَقَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ)).

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکلے رسول اللہ ﷺ قبا والوں کی طرف اور دیکھا کہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صلوٰۃ الاوابین کا وقت جب ہے کہ اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں۔''

بَابُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

باب: رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں۔

(۱۷۴۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا رات کی نماز کو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے۔

محدث دارالحدیث الاسلامیہ۔ قرآن و حدیث کے متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى)). [بخاری: ۹۹۰، ابوداود: ۱۳۲۶، نسائی: ۱۶۹۳]

پھر جب خیال ہو کہ صبح ہو چکی تو ایک رکعت پڑھ لے کہ طاق کر دے گی ساری نماز جو اس نے پڑھی۔"

○ ○ ○ ○

(۱۷۴۹) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ)). [ابن ماجه: ۱۳۲۰]

سالم اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا رات کی نماز کے بارے میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "دو، دو رکعت پڑھ پھر جب صبح سے ڈرے تو ایک رکعت وتر ادا کر۔"

○ ○ ○ ○

(۱۷۵۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ.)) [نسائی: ۱۶۷۲، ۱۶۷۳]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! رات کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب تو ڈرے صبح ہونے سے تو صبح ایک وتر پڑھ لے۔"

○ ○ ○ ○

(۱۷۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّائِلِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ: ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَكْعَةً وَاجْعَلْ آخِرَ صَلٰوتِكَ وِتْرًا)) ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ وَأَنَا بِذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا أَدْرِي هُوَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ. [ابوداود: ۱۴۲۱، نسائی: ۱۶۹۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اور میں اس کے اور حضور ﷺ کے بیچ میں تھا۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! رات کی نماز کیوں کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دو، دو رکعت پھر جب تجھے ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت پڑھ لے اور آخر نماز کے وتر ادا کر۔" پھر پوچھا ایک سال بعد اور میں حضور ﷺ کے پاس اسی طرح تھا (یعنی دونوں کے بیچ میں) اسی شخص نے یا کسی نے، پھر بھی آپ ﷺ نے اسی کے مثل فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۵۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَا بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ وَمَا بَعْدَهُ. [راجع: ۱۷۵۱]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا باقی گزشتہ کی طرح بیان کیا مگر اس میں یہ ذکر نہیں کہ پھر اس نے سوال کیا ایک سال کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۵۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وتر صبح سے پہلے پڑھ لیا کرو۔"

(۱۷۵۴) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: مَنْ

نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جو رات کو نماز پڑھے تو وتر کو سب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَوتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ. [نسائی: ١٦٨١]

آخر میں ادا کرے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ یہی حکم فرماتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٥٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا)). [بخاری: ٩٩٨؛ ابوداود: ١٤٣٨]

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی اپنی آخری نماز وتر رکھا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(١٧٥٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا قَبْلَ الصُّبْحِ كَذٰلِكَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُهُمْ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جو رات کو نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اپنی نماز وتر رکھے صبح سے پہلے اسی طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم کیا کرتے تھے۔

(١٧٥٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ)). [نسائی: ١٦٨٨]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں۔''

(١٧٥٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ)). [راجع: ١٧٥٧]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری وقت۔''

(١٧٥٩) عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ)) وَسَأَلْتُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ)). [راجع: ١٧٥٧]

ابومجلز نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ وہ ایک رکعت ہے آخر شب میں اور پوچھا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تو انہوں نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے: ''وہ ایک رکعت ہے آخر شب میں۔''

(١٧٦٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أُوتِرُ صَلٰوةَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى فَلْيُصَلِّ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِنْ أَحَسَّ أَنْ يُصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور آپ ﷺ مسجد میں تھے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی رات کی نماز کو کیونکر طاق کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو نماز پڑھے دو، دو رکعت پڑھتا رہے۔ پھر جب صبح کی علامت پائے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ سب کو طاق کر دے گی۔''

قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ: ابْنِ عُمَرَ.

فائدہ: ان حدیثوں سے ایک رکعت وتر پڑھنا ثابت ہوا جیسا کہ شافعیہ اور اکثر محدثین کا مذہب ہے اور یہ حدیثیں حنفیہ پر حجت ہیں اور ثابت ہوا کہ آخر شب میں وتر پڑھنا مستحب ہے۔

(١٧٦١) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَأَلْتُ

انس بن سیرین نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: مجھے خبر دیجئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما قُلْتُ: اَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اُطِيْلُ فِيْهِمَا الْقِرَاءَةَ؟ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ قَالَ: قُلْتُ: اِنِّيْ لَسْتُ عَنْ هٰذَا اَسْاَلُكَ قَالَ: اِنَّكَ لَضَخْمٌ اَلَا تَدَعُنِيْ اَسْتَقْرِئُ لَكَ الْحَدِيْثَ؟ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَيْهِ قَالَ خَلَفٌ: اَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ: صَلٰوةَ.

[بخاري: ٩٩٥؛ ترمذي: ٤٦١؛ ابن ماجه: ١١٧٤]

دو رکعتوں کے بارہ میں جو صبح کی نماز سے پہلے ہیں۔ میں ان میں قراءت طویل کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور وتر ایک رکعت پڑھتے تھے۔ ابن سیرین نے کہا: میں یہ نہیں پوچھتا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم موٹے آدمی ہو (یعنی موٹی عقل والے کہ بیچ میں بول اٹھے) مجھے فرصت نہ دی کہ میں تم سے پوری حدیث بیان کرتا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھتے تھے اور وتر ایک رکعت ادا کرتے تھے اور دو رکعت صبح کی فرض نماز سے پہلے ایسے وقت پڑھتے کہ تکبیر آپ ﷺ کے کان میں ہوتی (یعنی تکبیر کے وقت پڑھتے۔ اور ظاہر ہے اس وقت جو نماز ہوگی نہایت خفیف ہوگی) خلف نے اپنی روایت میں اذان کہا اور نماز کا ذکر نہیں کیا۔

(١٧٦٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَفِيْهِ فَقَالَ: بَهْ! بَهْ! اِنَّكَ لَضَخْمٌ.

[راجع: ١٧٦١]

انس بن سیرین نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور اوپر والی روایت کے مثل بیان کیا اور اتنا زیادہ کیا کہ وتر ایک رکعت پڑھتے آخر شب میں اور اس میں یہ بھی ہے کہ ٹھہرو! ٹھہرو! تم موٹے آدمی ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٧٦٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا رَاَيْتَ اَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) فَقِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰى مَثْنٰى؟ قَالَ اَنْ تُسَلِّمَ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

(١٧٦٤) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے پھر جب تجھے معلوم ہو کہ صبح آ پہنچی تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔'' پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ دو، دو رکعت کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتا جائے۔

○ ○ ○ ○

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر صبح سے پہلے پڑھو۔''

(١٧٦٥) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُمْ سَاَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ: ((اَوْتِرُوْا قَبْلَ الصُّبْحِ)). [راجع: ١٧٦٤]

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: جب لوگوں نے نبی ﷺ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح سے پہلے پڑھ لیا کرو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهُ.

باب: جسے رات کے آخر میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو وہ رات کے شروع میں وتر پڑھ لے۔

(١٧٦٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو خوف ہو کہ آخر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ)) وَقَالَ: اَبُوْ مُعَاوِيَةَ: مَحْضُوْرَةٌ.

[ترمذی: ۴۵۵؛ ابن ماجه: ۱۱۸۷]

شب میں نہ اٹھے گا تو اول شب میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے اور جس کو آرزو ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اس لئے کہ شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے اور ابو معاویہ نے محضورہ کہا (معنی دونوں کے ایک ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۶۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّكُمْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِهِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو کوئی ڈرے کہ آخر رات میں نہ اٹھ سکے گا پس چاہیے کہ وتر پڑھ لے پھر سو جائے اور جس کو رات کو اٹھنے کا یقین ہو وہ آخر میں وتر پڑھے اس لئے کہ آخر رات کی قراءت ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔''

بَابُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ.

باب: افضل نماز وہ ہے جس کا قیام لمبا ہو۔

(۱۷۶۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ)).

[ابن ماجه: ۱۴۲۱]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازوں میں بہتر وہ نماز ہے جس میں دیر تک کھڑے رہنا ہو۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۶۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: ''جس میں دیر تک کھڑا رہنا ہو۔''

بَابٌ فِي اللَّيْلِ سَاعَةٌ مُّسْتَجَابٌ فِيْهَا الدُّعَاءُ.

باب: رات کو ایک قبولیت کی گھڑی ہے اس میں دعا کرنا۔

(۱۷۷۰) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔''

(۱۷۷۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات میں ایک گھڑی ہوتی ہے کہ اس وقت مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگے وہ اسے دے دیتا ہے۔''

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِيْ آخِرِ اللَّيْلِ وَالْاِجَابَةِ فِيْهِ.

باب: رات کے آخر میں دعا کرنے اور ذکر کرنے کی ترغیب اور اس میں قبولیت کا ذکر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَیَقُوْلُ: مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ وَمَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ وَمَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ)).

[بخاری: ۱۱۴۵، ۷۴۹۴، ۱۶۳۲۱ ابوداود: ۱۳۱۵، ۱۴۷۳۳ ترمذی: ۳۴۹۸]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا پروردگار جو بڑی برکتوں اور بلند ذات والا ہے آخر تہائی رات میں ہر رات آسمان دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے میں اسے بخش دوں۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((یَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا كُلَّ لَیْلَةٍ حِیْنَ یَمْضِیْ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلُ فَیَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ فَلَا یَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُضِیْءَ الْفَجْرُ)). [ترمذی: ۴۴۶]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اترتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف ہر رات میں جب تہائی رات اول کی گزر جاتی ہے۔ اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں قبول کروں۔ کون ہے کہ مجھ سے مانگے کہ میں اسے دوں۔ کون ہے کہ مجھ سے مغفرت مانگے کہ میں اسے بخش دوں۔ غرض کہ صبح روشن ہونے تک ایسا ہی فرماتا رہتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا مَضٰی شَطْرُ اللَّیْلِ اَوْ ثُلُثَاهُ یَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ: هَلْ مِنْ سَآئِلٍ یُعْطٰی هَلْ مِنْ دَاعٍ یُسْتَجَابُ لَهٗ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ یُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الصُّبْحُ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدھی رات یا دو تہائی گزر جاتی ہے اترتا ہے اللہ برکت والا بلند ذات والا دنیا کے آسمان کی طرف اور فرماتا ہے: کوئی مانگنے والا ہے کہ وہ اسے دے۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کوئی بخشش چاہنے والا ہے کہ وہ بخشا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے''

(۱۷۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِی السَّمَآءِ الدُّنْیَا لِشَطْرِ اللَّیْلِ اَوْ ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَیَقُوْلُ: مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ اَوْ یَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ ثُمَّ یَقُوْلُ: مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدِیْمٍ وَ لَا ظَلُوْمٍ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اترتا ہے اللہ تعالیٰ برکت والا آسمان دنیا کی طرف آدھی رات کو اور فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں قبول کروں اور کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسے دوں، پھر فرماتا ہے کہ کون قرض دیتا ہے اس کو جو کبھی فقیر نہ ہوگا اور نہ کسی پر ظلم کرے گا۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۷۶) عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِیْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ: ((ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَ لَا ظَلُوْمٍ)).

سعد بن سعید اسی سند سے بیان کرتے ہیں وہی حدیث مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور کہتا ہے: ''کون مجھے قرض دے جو کبھی مفلس نہ ہوگا اور نہ کبھی کسی پر ظلم کرے گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷۷۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ نَزَلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ تَائِبٍ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟ هَلْ مِنْ دَاعٍ؟ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)).

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو اترتا ہے آسمان دنیا پر اور فرماتا ہے: کون ہے جو مغفرت مانگے؟ کون ہے جو توبہ کرے؟ کون ہے جو کچھ مانگے؟ کون ہے جو دعا کرے؟ یہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے۔

فائدہ: ان سب احادیث صحیحہ سے پروردگار کا ہر شب اترنا جو اللہ تعالیٰ شانہ کی ایک صفت فعلی ہے ثابت ہوا اور اس کے ظاہری معنی پر بلا کیف ایمان لانا سلف کا عقیدہ ہے اور یہ تاویل کہ اس کی رحمت اترتی ہے یا اس کے فرشتے، یہ تاویلات باطلہ دوراز کار ہیں اس لئے کہ کوئی فرشتہ وغیرہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے مانگو سو دوں جو دعا کرو قبول کروں۔ یہ خاص اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کو لائق ہے۔ نہ اس کی کسی صفت سے یہ تخن نکل سکتا ہے نہ کسی مخلوق سے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور تابعین اور ائمہ دین اور اکابر محدثین کا ان سب صفات میں جیسے اترنا' چڑھنا' آنا، ہنسنا، تعجب کرنا، استوا، غصہ کرنا، رحم کرنا جو احادیث صحیحہ میں یا آیات قرآنیہ میں وارد ہوئے ہیں یہی مذہب ہے کہ اس کے ظاہر معنی پر ایمان لانا اور اس کی کیفیت اللہ کو سونپنا اور قرض دینے سے مراد صدقہ ہے کہ اس کو فضل کی راہ سے قرض فرمایا اور اکثر ان سب حدیثوں سے بڑی فضیلت آخر شب کی ظاہر ہوئی اور دعا کا قبول ہونا اور مسئول کا ملنا اور رحمت کا جوش اور قبولیت کا خروش اور الطاف کا زور اور رحمتوں کا شور ثابت ہوتا ہے۔

(۱۷۷۸) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَنْصُورٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ.

ابواسحاق سے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے سوائے اس کے کہ منصور کی حدیث پوری اور زیادہ ہے۔

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ.

باب: قیام رمضان کی ترغیب یعنی تراویح کا بیان۔

(۱۷۷۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[بخاری: ۳۷، ۲۰۰۹؛ نسائی: ۱۶۰۱، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۵۰۴۰، ۵۰۴۱]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رمضان کی رات میں ایمان اور ثواب کی راہ سے نماز پڑھے اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۸۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ. [ابوداود

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب دیتے بغیر اس کے کہ صحابہ کو تاکید سے حکم کریں اور فرماتے: ''جو رمضان میں ایمان کے درست کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہ طریقہ رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا (یعنی جس کا جی چاہا رات کو نماز پڑھتا)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

١٣٧١؛ ترمذی: ٨٠٨؛ نسائی: ٢١٠٣، ٢١٩٧]

○ ○ ○ ○

(١٧٨١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)). [بخاری: ١٩٠١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایمان اور ثواب کی نظر سے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان اور ثواب کی نظر سے شب قدر میں قیام کیا تو اس کے بھی اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔''

○ ○ ○ ○

(١٧٨٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَيُوَافِقُهَا)) اُرَاهُ قَالَ: ((اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شب قدر میں جاگتا عبادت کرتا رہے اور جان لے کہ یہ شب قدر ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ''ایمان اور ثواب کی نظر سے وہ بخشا جائے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(١٧٨٣) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِی الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِالرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: ((قَدْرَاَيْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّیْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ)) قَالَ: وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ. [بخاری: ١١٢٩، ٢٠١١؛ ابوداود: ١٣٧٣]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ایک رات نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ چند لوگ تھے۔ دوسرے دن لوگ زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات تو لوگ بہت جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ نکلے پھر جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارا حال دیکھتا تھا اور میں نہ نکلا مگر اس وجہ سے کہ مجھے خوف ہوا کہ (یہ نماز تراویح) کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے۔''

○ ○ ○ ○

(١٧٨٤) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُوْنَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَصَلُّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُوْنَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلُّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَخْرُجْ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور چند لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی پھر صبح لوگ اس کا ذکر کرنے لگے۔ اور دوسرے دن اس سے زیادہ لوگ جمع ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی نکلے پھر آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور لوگ اس کا ذکر کرنے لگے صبح کو پھر تیسری رات میں مسجد والے لوگ جمع ہوئے اور حضور ﷺ نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے نماز ادا کی۔ پھر جب چوتھی رات ہوئی مسجد لوگوں سے بھر گئی اور رسول اللہ ﷺ نہ نکلے۔ پھر لوگ پکارنے لگے نماز، نماز اور آپ ﷺ نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کی نماز کو آئے۔ پھر جب نماز پڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَطَفِقَ رِجَالٌ مِنْهُمْ يَقُولُونَ: الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا)). [بخاری: ۹۲۴؛ نسائی: ۲۱۹۲]

چکے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا اور بعد حمد وصلوۃ کے کہا: ''معلوم ہو کہ تمہارا آج کی رات کا حال مجھ پر کچھ پوشیدہ نہ تھا مگر میں نے خوف کیا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔''

○ ○ ○ ○

فوائد: ان سب حدیثوں سے رمضان میں رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوئی اور ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی تین روز تراویح جماعت سے پڑھی۔ جماعت بھی سنت ہوئی اور رکعات کی تعداد وہی مسنون ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں کہ رمضان وغیرہ میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو مباح ہے۔ اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نوافل جماعت سے جائز ہیں بلکہ عید، کسوف اور استسقاء میں جماعت اولیٰ ہے اور جماعت کے سوا مسجد میں بھی نوافل کا روا ہونا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اقتدا اس کی روا ہے جس کی امامت کی امام نے نیت نہ کی ہو اور یہی صحیح ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی کام میں مصلحت اور مفسدہ دونوں جمع ہوں تو اس کا تدارک اولیٰ ہے جیسے آپ ﷺ نے تراویح فرض ہو جانے سے ترک کر دی اور پھر آپ ﷺ نے اپنے ترک کرنے کی وجہ بھی بیان کر دی کہ صحابہ کا دل خوش ہو جائے اور خطبہ میں تشہد اور اما بعد کا لفظ کہا کہ یہ دونوں مسنون ہیں۔

بَابُ النَّدْبِ الْأَكِيدِ إِلَى قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ دَلِيلِ مَنْ قَالَ: إِنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِينَ.

باب: شب قدر میں نماز اور ستائیسویں کو شب قدر ہونے کا بیان۔

(۱۷۸۵) عَنْ زِرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ: وَ قِيلَ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: مَنْ قَامَ السَّنَةَ أَصَابَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ أُبَيٌّ: وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ يَحْلِفُ مَا يَسْتَثْنِي وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيُّ لَيْلَةٍ هِيَ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ صَبِيحَةِ سَبْعٍ وَّعِشْرِينَ وَأَمَارَتُهَا أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِهَا بَيْضَاءَ لَا شُعَاعَ لَهَا. [ابوداود: ۱۳۷۸؛ ترمذی: ۷۹۳]

زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے کہا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو سال بھر تک جاگے اس کو شب قدر ملے۔ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ بے شک شب قدر رمضان میں ہے اور وہ قسم کھاتے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہیں کہتے تھے (مطلب یہ کہ اپنی قسم پر یقین تھا کہ سچی ہے) اور کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات ہے؟ وہ وہی رات ہے جس میں ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جاگنے کا حکم کیا۔ وہ، وہ رات ہے جس کی صبح کو ستائیس تاریخ ہوتی ہے۔ اور نشانی شب قدر کی یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج نکلتا ہے اور اس میں شعاع نہیں ہوتی۔

(۱۷۸۶) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ أُبَيٌّ

ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! میں لیلۃ القدر کو جانتا ہوں کہ وہ اسی رات میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهَا وَاَكْثَرُ عِلْمِيْ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَاِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِيْ هٰذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ اَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ بِهَا صَاحِبٌ لِّيْ عَنْهُ.

ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جاگنے کا حکم کیا اور وہ ستائیسویں رات ہے اور شعبہ کو اس بات میں شک ہے کہ کہا ابی رضی اللہ عنہ نے: حکم کیا جس رات ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اور کہا شعبہ نے کہ یہ بات مجھ سے میرے رفیق نے عبدہ کی طرف سے بیان کی۔

{راجع: ۱۳۸۵}

○ ○ ○ ○

فائدہ: شب قدر کا مفصل بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۷۸۷) عَنْ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ اِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ وَ مَا بَعْدَهُ.

{راجع: ۱۳۸۵}

شعبہ نے اس سند کے ساتھ اسی طرح حدیث بیان کی اور شعبہ کا شک اور بعد والے لفظ کا تذکرہ نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ دُعَآئِهِ بِاللَّيْلِ.

باب: نماز اور دعائے شب۔

(۱۷۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَاَتٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءً بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ وَلَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّرٰى اَنِّيْ كُنْتُ اَنْتَبِهُ لَهُ فَتَوَضَّاْتُ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهِ فَتَتَامَّتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَ كَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ فَصَلّٰى وَ لَمْ يَتَوَضَّاْ وَكَانَ فِيْ دُعَآئِهِ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا (اس لیے کہ حضور ﷺ کی تہجد کی نماز دیکھیں) اور نبی ﷺ رات کو اٹھے اور اپنی قضائے حاجت کو گئے پھر اپنا منہ اور ہاتھ دھویا۔ پھر سو رہے۔ پھر اٹھے اور مشک کے پاس آئے اور اس کا بند منہ کھولا۔ پھر دو وضوؤں کے بیچ کا وضو کیا (یعنی نہ بہت مبالغہ کا نہ بہت ہلکا) اور زیادہ پانی نہیں گرایا اور پورا وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میں بھی اٹھا اور انگڑائی لی کہ کہیں حضور ﷺ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہمارا حال دیکھنے کے لیے ہوشیار تھا (اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کے ساتھ علم غیب کا عقیدہ نہ تھا جیسے اب جاہلوں کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے ساتھ ہے) اور میں نے وضو کیا اور آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھما کر اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا (اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی ہو تو امام کی داہنی طرف کھڑا ہو) غرض کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رات کو تیرہ رکعت پوری ہوئی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی جب سو جاتے تھے خراٹے لیتے تھے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کو صبح کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسَارِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّعَظِّمْ لِيْ نُوْرًا)) قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعًا فِي التَّابُوْتِ فَلَقِيْتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ ﷺ فَحَدَّثَنِيْ بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ. [راجع: ٦٩٨]

نماز کے لیے آگاہ کیا۔ اور آپ ﷺ اٹھے اور صبح کی نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا اور آپ ﷺ کی دعا میں یہ لفظ تھے: اَللّٰهُمَّ سے عَظِّمْ لِيْ نُوْرًا تک یعنی "یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور آنکھ میں نور اور کان میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور پیچھے نور اور بڑھا دے میرے لیے نور۔" کریب (جو روای حدیث ہیں) نے کہا ہے کہ سات لفظ اور فرمائے تھے کہ وہ میرے دل میں (یعنی منہ پر نہیں آتے اس لیے کہ میں بھول گیا) پھر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بعض اولاد سے ملاقات کی، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ لفظ یہ ہیں اور ذکر کیا کہ میرا پٹھا اور میرا گوشت اور میرا لہو اور میرے بال اور میری کھال اور دو چیزیں اور ذکر کی (یعنی ان سب میں حضور ﷺ نے نور مانگا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(١٧٨٩) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﷺ وَ هِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ اَوْبَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَاصَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى

کریب جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ ایک رات ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (جو مسلمانوں کی ماں اور ان کی خالہ ہیں) کے گھر رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تکیہ کے چوڑان میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی بی بی صاحبہ اس کی لمبان میں سر رکھ کر لیٹے اور حضور ﷺ سوتے رہے یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی یا کچھ پہلے یا کچھ بعد رسول اللہ ﷺ جاگے اور نیند کا اثر اپنے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگے (اس کا استحباب ثابت ہوا) پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں (ان آیتوں کا پڑھنا بھی اس وقت مستحب ہوا) پھر ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کے پاس گئے اور اس سے وضو کیا اور خوب وضو کیا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر میں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا آپ ﷺ نے کیا تھا (یعنی آیتوں کا پڑھنا اور منہ سے نیند کا اثر پونچھنا) پھر گیا میں اور آپ ﷺ کے بازو پر کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سیدھا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑا اس کو مروڑتے تھے (تاکہ بچہ کو نیند نہ آجائے) پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت۔ پھر دو رکعت۔ پھر دو رکعت۔ پھر دو۔ پھر وتر پڑھے۔ پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آیا اور آپ ﷺ اٹھے اور ہلکی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر نکل کر صبح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الصُّبْحَ.

کے فرض ادا کئے۔

[بخاری: ۱۸۳، ۶۹۸، ۹۹۲، ۱۱۹۸، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲؛ ابوداود: ۱۳۶۴، ۱۳۶۷؛ نسائی: ۱۶۱۹؛ ابن ماجه: ۱۳۶۳]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دو، دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے اور وتر میں بھی دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنا اور بیچ میں سلام پھیر دینا چاہیے۔ اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا بخلاف حنفیہ کے اور ثابت ہوا جواز مؤذن کے امام کے پاس آنے کا تا کہ نماز سے آگاہ کرے اور ہلکا پڑھنا صبح کی سنت کا اور تہجد مع وتر تیرہ رکعت ادا کرنا۔ اور اس میں فقہا کا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ کامل وتر تیرہ رکعت ہے اور بعض نے کہا: گیارہ رکعت۔

(۱۷۹۰) عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى شَجْبٍ مِنْ مَاءٍ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ وَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ وَلَمْ يُهْرِقْ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا قَلِيلًا ثُمَّ حَرَّكَنِي فَقُمْتُ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ. [راجع: ۶۹۸]

مخرمہ بن سلیمان نے بھی اسی اسناد سے یہ روایت کی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانی مشک کی طرف ارادہ کیا اور مسواک کی اور وضو کیا اور پورا وضو کیا مگر پانی بہت کم گرایا۔ پھر مجھے ہلایا تو میں اٹھا اور باقی روایت مالک رحمہ اللہ کی روایت کے مثل ہے (یعنی جو اوپر مذکور ہوئی)۔

(۱۷۹۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو: فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ فَقَالَ: حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ. [راجع: ۱۷۸۹]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جو بی بی ہیں رسول اللہ ﷺ کی ان کے گھر سویا اور رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا، سو مجھے پکڑ کر داہنی طرف کر لیا اور اس رات تیرہ رکعت پڑھی۔ پھر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی جب سوتے خراٹے لیتے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس مؤذن آیا اور آپ ﷺ نکلے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ عمرو نے کہا: میں نے یہ حدیث بکیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا: کریب نے بھی مجھ سے بیان کی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۹۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ لَهَا: إِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَيْقِظِينِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَعَلَنِي مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِي قَالَ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر رہا اور میں نے ان سے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھیں تو مجھے جگا دینا۔ اور رسول اللہ ﷺ اٹھے اور میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا اور آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور میں جب ذرا اونگھ جاتا تو آپ ﷺ میرے کان پکڑ لیتے کہا: پھر گیارہ رکعت پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ لیٹ رہے یہاں تک کہ میں

مخکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَصَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَسْمَعُ نَفْسَهُ رَاقِدًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. [راجع: ١٧٨٩]

آپ ﷺ کے خراٹے سنتا تھا۔ پھر جب فجر ہوئی تو آپ ﷺ نے دو رکعت ہلکی پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

(١٧٩٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُوْنَةَ رضي الله عنها فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءً خَفِيْفًا. قَالَ: وَصَفَ وُضُوْءَهُ وَجَعَلَ يُخَفِّفُهُ وَيُقَلِّلُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَاصَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ رضي الله عنه فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ: وَهٰذَا لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً لِأَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ.

[بخاري: ١٣٨، ٧٢٦، ٨٥٩؛ ترمذي: ٢٣٢؛ نسائي: ١٤٤١؛ ابن ماجه: ٤٢٣]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے اور رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور ایک پرانی مشک سے ہلکا وضو کیا پھر ان سے وضو کے بارے میں بیان کیا کہ وضو بہت ہلکا تھا اور تھوڑے پانی سے کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کھڑا ہوا اور میں نے وہی کیا جو نبی ﷺ نے کیا تھا پھر میں آیا اور حضور ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھ کو پیچھے سے کھینچ کر دائیں جانب کر لیا۔ پھر نماز پڑھی اور لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے اور نماز کے لیے آگاہ کیا اور نکلے اور صبح کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ سفیان نے کہا کہ یہ (یعنی سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا) نبی ﷺ کا خاصہ ہے اس لیے کہ ہم کو پہنچا ہے کہ نبی ﷺ کی آنکھیں سو جاتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٧٩٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَبَقِيْتُ كَيْفَ يُصَلِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَامَ فَبَالَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ أَوِ الْقَصْعَةِ فَأَكَبَّهُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ: فَأَخَذَنِيْ فَأَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ فَتَكَامَلَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكُنَّا نَعْرِفُهُ إِذَا نَامَ بِنَفْخِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا اور خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کیوں کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ ﷺ اٹھے اور پیشاب کیا اور منہ دھویا اور دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر سو رہے پھر اٹھے اور مشک کے پاس گئے اور اس کا بندھن کھولا اور لگن یا بڑے پیالے میں پانی ڈالا اور اس کو اپنے ہاتھ سے جھکایا اور وضو کیا بہت اچھا دو وضوؤں کے بیچ کا (یعنی نہ بہت ہلکا نہ مبالغہ کا) پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے پھر میں بھی آیا (یعنی وضو کر کے) اور آپ ﷺ کے بائیں بازو کی طرف کھڑا ہوا تو مجھ کو پکڑا اور داہنی طرف کھڑا کیا۔ پھر آپ ﷺ کی پوری نماز تیرہ رکعت ہوئی۔ پھر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور ہم آپ ﷺ کے سو جانے کو خراٹے ہی سے پہچانتے تھے پھر نماز کو نکلے اور نماز پڑھی اور اپنی نماز یا سجدہ میں کہتے تھے: "یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور میرے کان میں نور اور میری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَوْفِي سُجُوْدِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا)) اَوْقَالَ: ((وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا.)) [راجع: ٦٩٨]

آنکھ میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور کر دے میرے لیے نور یا کہتے تھے: ''مجھے نور کر دے۔''

○ ○ ○ ○

(١٧٩٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ وَقَالَ: ((وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا)) وَلَمْ يَشُكَّ. [راجع: ٧٠٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ آئے پھر گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا اور کہا: مجھے نور عطا کر دے اور شک کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٧٩٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ: غَسْلَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ثُمَّ اَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ ثُمَّ اَتَى فِرَاشَهُ فَنَامَ ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً اُخْرٰى فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءًا هُوَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ: ((اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا)) وَلَمْ يَذْكُرْ: وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا. [راجع: ٦٩٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی مضمون جو اوپر گزرا بیان کیا مگر منہ اور ہتھیلیاں دھونے کا ذکر نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ پھر آپ ﷺ مشک کے پاس آئے اور اس کا بندھن کھولا پھر دونوں وضوؤں کے درمیان کا وضو کیا پھر اپنی خواب گاہ پر آئے اور سوئے پھر دوسری دفعہ کھڑے ہوئے اور مشک کے پاس آئے اور اسکا بندھن کھولا اور وضو ایسا کیا کہ وہ وضو ہی تھا اور دعا میں یہ کہا: ''یا اللہ! بڑا کر دے میرا نور'' اور ''واجعلنی نورا'' کا لفظ نہیں کہا۔

○ ○ ○ ○

(١٧٩٧) عَنْ كُرَيْبٍ حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْقِرْبَةِ فَسَكَبَ مِنْهَا فَتَوَضَّاَ وَلَمْ يُكْثِرْ مِنَ الْمَآءِ وَلَمْ يُقَصِّرْ فِي الْوُضُوْءِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ قَالَ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَتِئِذٍ بِتِسْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً. قَالَ سَلَمَةُ: حَدَّثَنِيْهَا كُرَيْبٌ فَحَفِظْتُ مِنْهَا بِضْعَ عَشْرَةَ وَنَسِيْتُ مَا بَقِيَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ لِيْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا

کریب نے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے اور کہا: رسول اللہ ﷺ اٹھے اور مشک کے پاس گئے اور اس کو جھکایا اور اس سے وضو کیا اور پانی بہت نہیں بہایا اور وضو میں کچھ کمی بھی نہیں کی۔ اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات انیس کلموں سے دعا کی۔

سلمہ نے کہا کہ مجھ سے کریب نے بیان کیے تھے مگر مجھے اس میں سے بارہ یاد رہے اور باقی بھول گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور میری زبان میں نور اور میرے کان میں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور داہنے اور بائیں نور اور آگے اور پیچھے نور اور کر دے میری ذات میں نور اور زیادہ دے مجھے نور۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا)). [راجع: ٦٩٨]

○ ○ ○ ○

(۱۷۹۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَالَ: رَقَدْتُ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِاَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَ: فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ. [بخاری: ٤٥٦٩، ٦٢١٥، ٧٤٥٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں سویا (مسلمانوں کی ماں اور اپنی خالہ) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر جس رات میں کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تھے کہ میں آپ ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں پھر تھوڑی دیر آپ ﷺ نے اپنی بی بی رضی اللہ عنہا سے باتیں کیں پھر سو رہے اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر اٹھے اور وضو کیا اور مسواک کی۔

(۱۷۹۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَ يَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْاٰيٰتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا)). [ابوداود: ٥٨، ١٣٥٣، ١٣٥٤؛ نسائی: ١٧٠٣، ١٧٠٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے پھر آپ ﷺ جاگے مسواک کی اور وضو کیا اور وہ یہ آیتیں پڑھتے: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ﴾ سے آخر سورت تک پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت پڑھیں اور اس میں بہت لمبا قیام کیا اور رکوع بھی اور سجدہ بھی پھر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے غرض اسی طرح تین بار کیا اور چھ رکعت پڑھیں۔ ہر بار مسواک کرتے اور وضو کرتے اور ان آیتوں کو پڑھتے پھر تین رکعت وتر پڑھی اور مؤذن نے اذان دی۔ پھر آپ ﷺ نماز کو نکلے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے اللھم سے آخر تک "یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور میری زبان میں نور اور کر دے میرے کان میں نور اور میری آنکھ میں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور یا اللہ! دے مجھے نور۔"

○ ○ ○ ○

(۱۸۰۰) وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری تو نبی ﷺ رات کو نفل پڑھنے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: بِتُّ ذَاتَ لَيْلَةٍ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مُتَطَوِّعًا مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَتَوَضَّأَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ صَنَعَ ذٰلِكَ فَتَوَضَّأْتُ مِنَ الْقِرْبَةِ ثُمَّ قُمْتُ إِلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ مِنْ وَرَآءِ ظَهْرِهٖ يُعَدِّلُنِيْ كَذٰلِكَ مِنْ وَرَآءِ ظَهْرِهٖ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ قُلْتُ: أَفِي التَّطَوُّعِ كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

(۱۸۰۱) وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِي الْعَبَّاسُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَبِتُّ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَامَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَتَنَاوَلَنِيْ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ.

(۱۸۰۲) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: نَا أَبِيْ قَالَ: نَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ. [ابوداود: ٦١٠]

(۱۸۰۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. [بخاری: ۱۱۳۸؛ ترمذی: ٤٤٢]

(۱۸۰٤) عَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو نبی ﷺ ایک مشکیزے کی طرف کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو میں بھی کھڑا ہو گیا اور میں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے آپ ﷺ کو کرتے دیکھا اور مشکیزے (کے پانی) سے میں نے وضو کیا اور میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے میری پشت کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ میں نے کہا کہ کیا یہ کام نفل میں کیا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ ﷺ میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو میں نے ان کے ساتھ وہ رات گزاری تو آپ ﷺ رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر دیا۔

○ ○ ○ ○

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اسی طرح اس سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں گا تو آپ ﷺ نے دو رکعت ہلکی پڑھیں (تحیۃ الوضوء) پھر دو رکعت پڑھیں اور لمبی سے لمبی اور لمبی سے لمبی پھر دو رکعت اور کہ وہ ان سے کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. [ابوداود: ١٣٦٦؛ ابن ماجة: ١٣٦٢]

پھر وتر پڑھا (یعنی ایک رکعت) یہ سب تیرہ رکعات ہوئیں۔

○ ○ ○ ○

(١٨٠٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَشْرَعَةٍ فَقَالَ: ((اَلَا تُشْرِعُ؟ يَا جَابِرُ)) قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَشْرَعْتُ قَالَ: ثُمَّ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ وَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا قَالَ: فَجَاءَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَقُمْتُ خَلْفَهٗ فَاَخَذَ بِاُذُنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور ہم ایک گھاٹ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جابر! تم پار ہوتے ہو؟'' میں نے کہا: ہاں پھر رسول اللہ ﷺ پار اترے اور میں بھی۔ پھر آپ ﷺ پاخانے گئے اور میں نے آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھا اور آپ ﷺ نے آ کر وضو کیا اور پھر کھڑے ہو گئے اور ایک کپڑا اوڑھے نماز پڑھتے رہے جس کے داہنے کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کو داہنی طرف ڈال دیا تھا اور میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا کان پکڑ کے داہنی طرف کر لیا۔

(١٨٠٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز شروع کرتے تو پہلے دو ہلکی سی رکعت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٠٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی رات کی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اپنی نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے۔''

(١٨٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو اللھم سے آخر تک کہتے یعنی ''یا اللہ! سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں تو آسمان اور زمین کی روشنی ہے اور تجھی کو تعریف ہے تو آسمان اور زمین کا تھامنے والا ہے تجھی کو تعریف ہے تو آسمان و زمین اور جو ان میں ہیں سب کا پالنے والا ہے۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا ہے، تیری بات سچی ہے، تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، قیامت سچ ہے۔ یا اللہ! میں تیری بات مانتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر بھروسا کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیرے ساتھ ہو کر اوروں سے جھگڑتا ہوں اور تیرے ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں سو تو میرے اگلے پچھلے، چھپے کھلے گناہوں کو بخش دے۔ تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)).

"معبود نہیں۔"

[ابوداود: ۷۷۱؛ ترمذی: ۳۴۱۸]

○ ○ ○ ○

(۱۸۰۹) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا: نَا سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَمَّا حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاتَّفَقَ لَفْظُهُ مَعَ حَدِيثِ مَالِكٍ لَمْ يَخْتَلِفَا إِلَّا فِي حَرْفَيْنِ قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ: مَكَانَ ((قَيَّامُ)) ((قَيِّمُ)) وَقَالَ: ((وَمَا أَسْرَرْتُ)) وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَيُخَالِفُ مَالِكًا وَابْنَ جُرَيْجٍ فِي أَحْرُفٍ.

[بخاری: ۱۱۲۰، ۶۳۱۷، ۷۳۸۵، ۷۴۴۲، ۷۴۹۹؛ نسائی: ۱۶۱۸؛ ابن ماجہ: ۱۳۵۵]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کی جو روایت ابن جریج نے بیان کی۔ اس کے الفاظ مالک کی حدیث کے ساتھ متفق ہیں اور کوئی اختلاف نہیں سوائے دو حرفوں کے ابن جریج نے قَيَّامُ کی جگہ قَيِّمُ کا لفظ استعمال کیا اور وَمَا أَسْرَرْتُ کا لفظ کہا ہے اور باقی ابن عیینہ کی حدیث میں کچھ باتیں زائد ہیں اور مالک اور ابن جریج کی روایت سے کچھ باتوں میں مختلف ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۱۰) وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ: نَا مَهْدِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ - قَالَ: نَا عِمْرَانُ الْقَصِيرُ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَاللَّفْظُ قَرِيبٌ مِنْ أَلْفَاظِهِمْ. [ابوداود: ۷۷۲]

مسلم نے کہا اور ہم سے شیبان نے روایت کی ان سے مہدی نے کہ میمون کے فرزند ہیں ان سے عمران قصیر نے، ان سے قیس نے، ان سے طاؤس نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے نبی ﷺ نے یہی حدیث۔ اور لفظ ان راویوں کے قریب قریب ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۱۱) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلٰوتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ

ابی سلمہ نے عالی جناب حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کے شروع میں کیا پڑھتے؟ انہوں نے فرمایا کہ ((اللھم)) سے آخر تک یعنی "یا اللہ! پالنے والے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے (جبرائیل اور میکائیل دونوں رحمت کے فرشتے ہیں اور اسرافیل ان کے اور اللہ کے بیچ میں رسول ہیں) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)). [ابوداود: ٧٦٧، ٧٦٨؛ ترمذي: ٣٤٢٠؛ نسائي: ١٦٢٤؛ ابن ماجه: ١٣٥٧]

(١٨١٢) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي)) وَإِذَا رَفَعَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا

بیشک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے ((اِنِّي وَجَّهْتُ سے اَتُوبُ اِلَيْكَ)) تک پڑھتے یعنی "میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنایا ایک طرف کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور مسلمانوں میں سے ہوں۔ یا اللہ! تو بادشاہ ہے کوئی معبود نہیں مگر تو، تو میرا پالنے والا ہے اور میں تیرا غلام ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا سو میرے سب گناہوں کو بخش دے اس لیے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو اور سکھا دے مجھ کو اچھی عادتیں کہ نہیں سکھاتا ان کو مگر تو اور دور رکھ مجھ سے بری عادتیں۔ نہیں دور رکھ سکتا ان کو مگر تو میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں اور ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر سے تیری طرف نزدیکی حاصل نہیں ہو سکتی (یا شر اکیلا تیری طرف منسوب نہیں ہوتا مثلاً خالق القردة و الخنازیر نہیں کہا جاتا، یا رب الشر نہیں کہا جاتا یا شر تیری طرف نہیں چڑھتا جیسے کلمہ طیب اور عمل صالح چڑھتے ہیں یا کوئی مخلوق تیرے واسطے شر نہیں اگرچہ ہمارے لیے شر ہو کیوں کہ ہم بشر ہیں اس لیے کہ ہر چیز کو تو نے حکمت کے ساتھ بنایا ہے) میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیری طرف ہے تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو ((اللّٰهم سے وعصبی)) تک پڑھتے یعنی "یا اللہ! میں تیرے لیے جھکتا ہوں اور تجھ پر یقین رکھتا ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ جھک گئے تیرے لیے میری کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میرے پٹھے۔" اور جب سر اٹھاتے تو ((اللّٰهم سے من شیء بعد)) تک پڑھتے یعنی "یا اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے ہی لیے ہے آسمانوں بھر اور زمین بھر اور ان کے درمیان بھر اور اس کے بعد جتنا تو چاہے اس بھر۔ اور جب سجدہ کرتے تو ((اللّٰهم سے خالقین)) تک کہتے یعنی اے اللہ! میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)).

[ابوداود: ٧٤٤، ٧٦٠، ٧٦١، ١٥٠٩؛ ترمذي: ٢٦٦، ٣٤٢١، ٣٤٢٢، ٣٤٢٣؛ نسائي: ٨٩٦، ١٠٤٩، ١١٢٥؛ ابن ماجه: ١٠٥٤]

❖ ❖ ❖ ❖

(١٨١٣) عَنِ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ)) وَقَالَ: ((أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ)) وَقَالَ: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) وَقَالَ: ((صَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ)) وَقَالَ: وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ)) إِلٰى آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَقُلْ: بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ. [راجع: ١٨١٢]

تیرے لیے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ میرے منہ نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا ہے اور تصویر کھینچی ہے اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا، بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا۔" پھر آخر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں کہتے ((اللّٰهم)) سے آخر تک یعنی "یا اللہ بخش مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا اور جو تو جانتا ہے مجھ سے بڑھ کر، تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

اعرج نے اسی سند سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اللہ اکبر کہتے اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ پڑھتے اور ((أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ)) کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے یعنی اللہ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے رب! اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے اور کہا: ((صَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ)) اور کہا جب سلام کہتے ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ)) آخر حدیث تک اور تشہد اور سلام کے درمیان کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ.

باب: تہجد میں لمبی قراءت کا مستحب ہونا۔

(١٨١٤) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضٰى فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضٰى فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ شروع کی اور میں نے دل میں کہا کہ آپ ﷺ شاید سو آیتوں پر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ ایک دوگانہ میں پوری سورت پڑھیں گے پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ پوری سورت پر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ نے سورۂ نساء شروع کر دی اور اس کو بھی تمام پڑھا پھر آپ ﷺ نے سورۂ آل عمران شروع کر دی اور آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے اور جب گزرتے تھے ایسی آیت پر جس میں تسبیح ہوتی۔ آپ سبحان اللہ! کہتے۔ آپ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ. قَالَ: وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)). [ابوداود: ٨٧١؛ ترمذی: ٢٦٢، ٢٦٣؛ نسائی: ١٠٠٧، ١٠٠٨، ١١٣٢، ١٦٦٣، ١٠٤٥؛ ابن ماجه: ١٣٥١، ٨٩٧]

رکوع کیا اور کہتے: ((سبحان ربی العظیم)) یعنی ''پاک ہے میرا پروردگار بڑائی والا۔'' اور آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام کے برابر سرابر تھا۔ پھر کہا: ''سنا اللہ نے جس نے اسکی تعریف کی۔'' پھر دیر تک کھڑے رہے رکوع کے قریب۔ پھر سجدہ کیا پھر کہا میرا رب پاک ہے بلند ذات والا۔ اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا اور جریر کی روایت میں یہ بات زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے کہا: ''سنا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لیے ہے۔''

(١٨١٥) عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَطَالَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قَالَ: قِيلَ: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهُ. [بخاری: ١١٣٥؛ ابن ماجه: ١٤١٨]

ابووائل نے کہا کہ عبداللہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے قراءت یہاں تک لمبی کی کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا کسی نے پوچھا کہ تم نے کیا ارادہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا بیٹھ رہوں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دوں۔

○ ○ ○ ○

(١٨١٦) عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٨١٥]

اس سند سے بھی گزشتہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَإِنْ قَلَّتْ.

باب: نماز تہجد کی ترغیب اگرچہ کم ہی ہو۔

(١٨١٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ قَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ)) أَوْ قَالَ ((فِي أُذُنَيْهِ)). [بخاری: ١١٤٤، ٣٢٧٠؛ نسائی: ١٦٠٧، ١٦٠٨؛ ابن ماجه: ١٣٣٠]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا ہے (یعنی تہجد کو نہیں اٹھتا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے کان میں یا دونوں کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یا تو یہ استعارہ ہے یعنی وہ شیطان کا فرمانبردار ہے یا شیطان نے اس کو خراب کر رکھا ہے یا ذلیل وحقیر کرتا ہے یا حقیقت ہے جس سے شارع علیہ السلام نے خبر دی ہے۔

(١٨١٨) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ: ((أَلَا تُصَلُّونَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ رات کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لیے یوں ہی تشریف لے گئے اور فرمایا: ''تم لوگ نماز نہیں پڑھتے۔'' (یعنی تہجد) تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾. [بخاري: ١١٢٧، ٤٧٢٤، ٧٣٤٧، ٧٤٦٥؛ نسائي: ١٦١٠، ١٦١١]

ہمیں چھوڑتا ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے۔ اور میں نے سنا کہ آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے (یہ عرب کا قاعدہ ہے افسوس کے وقت) اور فرماتے تھے: ''انسان سب چیزوں سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

فائدہ: آپ ﷺ کو ان کا یہ جواب پسند نہیں آیا۔ اس جگہ پر اپنے قصور کا اقرار اور عذر درکار تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ اس حدیث سے تہجد کی ترغیب ثابت ہوئی اور آدمی کا اپنے رفیقوں کو حکم کرنا اور اپنے لوگوں کے لیے امام کی خبر گیری اور مصالح دین و دنیا میں رعایت کرنا۔ اور معلوم ہوا کہ جب کوئی ناصح کی نصیحت قبول نہ کرے تو اس پر عتاب نہ کرے اور کنارہ کرے مگر یہ کہ عتاب میں کوئی اور مصلحت دیکھے۔

(١٨١٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلٰثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيْلًا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ فَإِذَا صَلّٰى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ)).

[نسائي: ١٦٠٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس خبر کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان ہر ایک کی گردن پر تین گرہیں لگاتا ہے جب وہ سو جاتا ہے ہر گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے پھر جب کوئی جاگا اور اس نے اللہ کو یاد کیا ایک گرہ کھل گئی اور جب وضو کیا تو دو گرہیں کھل گئیں اور جب نماز پڑھی تو سب گرہیں کھل گئیں، پھر وہ صبح کو ہشاش بشاش خوش مزاج اٹھتا ہے اور نہیں تو گندہ دل سست۔''

فائدہ: تہجد گزار اکثر خوش مزاج، پاک طینت، صاف طبیعت، نیک چلن ہوتے ہیں گویا یہ بھی ایک عمدہ ریاضت ہے کہ بدن کو پھرتیلا کرتی ہے۔ اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ اول جاگتے وقت یاد الٰہی کرنا چنانچہ بہت سی دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے کتاب الاذکار میں جمع کیا ہے۔ دوسرے جاگتے وقت وضو کرنا اور نماز پڑھنا اگرچہ قلیل ہی ہو۔ تیسرے معلوم ہوا کہ انسان پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے۔ چوتھے معلوم ہوا کہ شیطان کا دفعیہ ذکر الٰہی وضو اور نماز ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهِ وَجَوَازِهَا فِي الْمَسْجِدِ.

باب: نفل نماز کا گھر میں مستحب اور مسجد میں جائز ہونا۔

(١٨٢٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا)). [بخاري: ٤٣٢؛ ابوداود: ١٠٤٣، ١٤٤٨؛ ابن ماجه: ١٣٧٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی کچھ نمازیں گھر میں ادا کیا کرو اور گھر کو قبرستان مت بناؤ۔''

فائدہ: جیسے قبرستان نماز سے خالی ہوتے ہیں یا مردے قبروں میں پڑے ہوتے ہیں ویسے ہی گھروں کو نماز سے خالی مت کرو۔ اس سے مراد نفل نماز ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کبھی کبھی فرض بھی گھر میں پڑھا کرو کہ عورتیں تمہاری اقتدا کریں یا اطفال و مریض وغیرہ تا کہ گھر میں برکت ہو۔

(١٨٢١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھو اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا)).

[بخاری: ۱۱۸۷]

گھروں میں اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔"

○ ○ ○ ○

(۱۸۲۲) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَضَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھے تو تھوڑی سی اپنے گھر کے لیے اختیار رکھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز سے اس کے گھر میں بہتری کرے گا۔"

○ ○ ○ ○

(۱۸۲۳) عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)).

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس گھر میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گھر میں نہیں ہوتی وہ مثل زندہ اور مردہ کے ہے۔"

(۱۸۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اس لیے کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔"

○ ○ ○ ○

(۱۸۲۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُجَيْرَةً بِخَصَفَةٍ أَوْ حَصِيرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِيهَا قَالَ: فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ قَالَ: ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ قَالَ: فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ)).

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے پتوں وغیرہ کا یا بوریے کا ایک حجرہ بنایا اور نکلے رسول اللہ ﷺ اور اس میں نماز پڑھنے لگے، پھر آپ ﷺ کے پیچھے بہت لوگ اقتدا کرنے لگے، پھر آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ پھر ایک رات سب لوگ آئے اور آپ ﷺ نے دیر کی اور ان کی طرف نہ نکلے اور لوگوں نے آپ ﷺ کی طرف آوازیں بلند کیں اور دروازہ پر کنکریاں ماریں۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف غصہ سے نکلے اور ان سے فرمایا: "تمہاری یہ حالت ایسی ہی رہتی تو مجھے گمان ہو گیا تھا کہ یہ نماز بھی تم پر فرض نہ ہو جائے۔ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو، اس لیے کہ سوائے فرض کے آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو گھر میں ہو۔" (کدیا سے دور رہے)

[بخاری: ۷۳۱، ۶۱۱۳، ۷۲۹۰؛ ابوداود: ۱۰۴۴، ۱۴۴۷؛ ترمذی: ۴۵۰؛ نسائی: ۱۵۹۸]

○ ○ ○ ○

(۱۸۲۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے بوریے سے مسجد میں ایک حجرہ بنایا اور نبی ﷺ نے اس میں کئی رات نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيْهِ: ((وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ)). [راجع: ١٨٢٥]

جمع ہوئے اور ذکر کی حدیث سابق کے مانند اور اس میں یہ زیادہ کیا کہ ''اگر فرض ہو جاتی تم پر یہ نماز تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضِيْلَةِ الْعَمَلِ الدَّآئِمِ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَغَيْرِهِ وَالْأَمْرُ بِالْاِقْتِصَادِ فِي الْعِبَادَةِ.

باب: ہمیشگی والے عمل کی فضیلت قیام اللیل وغیرہ میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم۔

(١٨٢٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَصِيْرٌ وَكَانَ يَحْجِرُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهِ وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَثَابُوْا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَادُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ)) وَكَانَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ إِذَا عَمِلُوْا عَمَلًا أَثْبَتُوْهُ. [بخاري: ٧٣٠، ٥٨٦١؛ ابوداود: ١٣٦٨؛ نسائي: ٧٦١؛ ابن ماجه: ٩٤٢]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک بوریا تھا کہ آپ ﷺ اس کو گھیر لیا کرتے تھے، رات کو اور اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور دن میں اس کو بچھا لیتے تھے پھر لوگوں نے ایک رات ہجوم کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اتنا عمل کرو جتنے کی تم کو سہار ہو، اس لیے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا، تم عمل سے تھک جاؤ گے۔ اور اللہ کے آگے بہت محبوب عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا کریں اگرچہ تھوڑا ہو۔'' اور آل محمد ﷺ کا یہی قاعدہ تھا کہ جب کوئی کام کریں اس کو ہمیشہ کیا کریں۔

(١٨٢٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: ((أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ)). [بخاري: ٦٤٦٥]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ''جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔''

(١٨٢٩) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَطِيْعُ؟ [بخاري: ٦٤٦٦، ١٩٨٧؛ ابوداود: ١٣٧٠]

علقمہ رحمہ اللہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا کیا حال تھا۔ آیا کسی دن کو کسی عبادت کے لیے خاص فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ ان کی عبادت ہمیشہ تھی۔ اور تم میں سے کون آپ ﷺ کی سی عبادت کر سکتا ہے جو وہ کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٣٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے آگے سب سے پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِنْ قَلَّ)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها إِذَا عَمِلَتِ الْعَمَلَ لَزِمَتْهُ.

راوی نے کہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب کوئی عبادت کرتیں اس کو ہمیشہ لازم کر لیتیں۔

(١٨٣١) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالُوا: لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فَإِذَا كَسِلَتْ أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ فَقَالَ: ((حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)) وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ: ((فَلْيَقْعُدْ)). [ابوداود: ١٣١٢]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے اور ایک رسی دو ستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی دیکھی۔ کہا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا یہ زینب کی رسی ہے اور وہ نماز پڑھتی رہتی ہیں۔ پھر جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں اس کو پکڑ لیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھول ڈالو۔ چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی خوشی کے موافق نماز پڑھے۔ پھر جب سست ہو جائے یا تھک جائے تو بیٹھ رہے۔'' اور زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ چاہیے کہ بیٹھ رہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(١٨٣٢) عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [بخاري: ١١٥٠؛ نسائي: ١٦٤٢؛ ابن ماجه: ١٣٧١]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث بیان ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٣٣) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْحَوْلَاءَ بِنْتَ تُوَيْتِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ وَزَعَمُوا أَنَّهَا لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنَامُ اللَّيْلَ! اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَمُ اللّٰهُ حَتّٰى تَسْأَمُوا)).

عروہ کو ام المؤمنین زوجۂ حبیب اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ حولاء بنت تویت ان کے پاس سے گزری اور رسول اللہ ﷺ ان کے نزدیک تشریف رکھتے تھے تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ حولاء بنت تویت ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر سوتی نہیں۔ پھر فرمایا: ''اختیار کرو عمل جس قدر کہ تمہیں طاقت ہو۔ اور قسم ہے اللہ کی تم تھک جاؤ گے اور اللہ نہیں تھکے گا۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٣٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ: امْرَأَةٌ لَا تَنَامُ تُصَلِّي قَالَ: ((عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا)) وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّهَا امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ. [بخاري: ٤٣؛ نسائي: ١٦٤١، ٥٠٥٠؛ ابن ماجه: ٤٢٣٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: یہ ایسی عورت ہے جو سوتی نہیں اور نماز پڑھتی رہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمل اتنا کرو جتنی تم کو طاقت ہو۔ قسم ہے اللہ کی کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکے گا اور تم تھک جاؤ گے۔'' اور حضور ﷺ کو دین کی عبادتوں میں سے وہی پسند تھی جو ہمیشہ ہو اور ابو اسامہ کی روایت میں یہ ہے کہ بنی اسد کے قبیلہ کی ایک عورت ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ أَمْرِ مَنْ نَعَسَ فِي صَلٰوتِهِ أَوِ اسْتَعْجَمَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ أَوِ الذِّكْرُ بِأَنْ يَرْقُدَ أَوْ يَقْعُدَ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ.

باب: اونگھ کے وقت نماز پوری کر کے سو جانے کی اجازت۔

(۱۸۳۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ)).

[بخاری: ۲۱۲؛ ابوداود: ۱۳۱۰؛ ابن ماجه: ۱۳۷۰]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک کو تم میں سے اونگھ آ جائے نماز میں تو چاہیے کہ سو رہے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگتا ہے تو گمان ہے کہ وہ مغفرت مانگنے کا ارادہ کرے اور اپنی جان کو گالیاں دینے لگے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۸۳۶) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ: وَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ)).

[ابوداود: ۱۳۱۱]

ہمام بن منبہ نے کہا کہ یہ وہ حدیثیں ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے رات کو نماز پڑھتا ہو اور اس کی زبان قرآن میں اٹکنے لگے (نیند کے غلبہ سے) نہ جانتا ہو کہ کیا کہتا ہے تو چاہیے کہ لیٹ رہے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

قرآن کے فضائل کے بارے میں

بَابُ الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَكَرَاهَةِ قَوْلِ: نَسِيتُ آيَةَ كَذَا وَجَوَازِ قَوْلِ: أُنْسِيتُهَا.

(۱۸۳۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). [بخاری: ۵۰۳۸]

(۱۸۳۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا)).

[بخاری: ۶۳۳۵]

(۱۸۳۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)). [بخاری: ۵۰۳۱؛ نسائی: ۹۴۱]

(۱۸۴۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ: ((وَإِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَإِنْ لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ)).

[ابن ماجہ: ۳۷۸۳]

باب: قرآن کی نگہبانی کرنے کا حکم اور اس قول کے کہنے کی ممانعت کہ میں فلاں آیت بھول گیا اور آیت بھلا دی گئی کہنے کے جواز میں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کا قرآن پڑھنا مسجد میں سنتے تھے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحمت کرے، مجھے اس نے فلاں آیت یاد دلا دی جس کو میں فلاں سورۃ سے چھوڑ دیتا تھا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ ایک شخص کا قرآن پڑھنا مسجد میں سنتے تھے، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحمت کرے مجھے اس نے ایک آیت یاد دلا دی جو میں بھلا دیا گیا تھا۔''

○ ○ ○ ○

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن یاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے اس اونٹ کی جس کا ایک پیر بندھا ہو کہ اگر اس کے مالک نے اس کا خیال رکھا تو رہا اور اگر چھوڑ دیا تو چل دیا۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے مثل حدیث مالک کے روایت کی اور اس میں موسیٰ بن عقبہ کی روایت سے یہ زیادہ کیا ہے کہ ''قرآن یاد کرنے والا جب اٹھ کر رات کو اور دن کو پڑھتا رہتا ہے تو یاد رکھتا ہے اور اگر نہ پڑھتا رہا تو بھول گیا۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۸۴۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَمَا لِاَحَدِهِمْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَلَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا)). [بخاری: ۵۰۳۲، ۵۰۳۹؛ ترمذی: ۲۹۴۲؛ نسائی: ۹۴۲]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت برا ہے ان میں سے وہ جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھلا دیا گیا اور قرآن کا خیال اور یاد داشت رکھو کہ وہ لوگوں کے سینوں سے ان چارپایوں سے زیادہ بھاگنے والا ہے جن کی ایک ٹانگ بندھی ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اکثر اونٹ کے آگے کا پیر یعنی زانو باندھتے ہیں اور وہ تین پیر سے بھی چل سکتا ہے اسی کو عقل کہتے ہیں۔ اور بھول گیا کے کہنے کو آپ ﷺ نے مکروہ جانا۔ اس میں کہنے والے کی بے پرواہی اور غفلت نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کے واسطے فرماتا ہے: ﴿اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾ یعنی تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج بھلایا جائے گا۔ اور یہ کراہت تنزیہی ہے۔

(۱۸۴۲) عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: تَعَاهَدُوْا هٰذِهِ الْمَصَاحِفَ. وَرُبَّمَا قَالَ الْقُرْاٰنَ. فَلَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ)).

شقیق نے کہا کہ عبداللہ نے کہا کہ قرآن کا خیال رکھو اس لئے کہ وہ سینوں سے ان چارپایوں سے جلد بھاگنے والا ہے، جن کا ایک زانو بندھا ہو۔ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہے بھلا دیا گیا۔''

○ ○ ○ ○

(۱۸۴۳) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بِئْسَمَا لِلرَّجُلِ اَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ سُوْرَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ اَوْ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ)). [بخاری: ۵۰۳۲ تعلیقاً]

شقیق نے کہا: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''آدمی کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بہت برا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میں بھلا دیا گیا۔''

○ ○ ○ ○

(۱۸۴۴) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا)). وَلَفْظُ الْحَدِيْثِ لِابْنِ بَرَّادٍ. [بخاری: ۵۰۳۳]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خیال کرو قرآن کا اس لئے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ وہ (قرآن) اونٹ سے زیادہ بھاگنے والا ہے اپنے بندھن سے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ.

باب: خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کا بیان۔

(۱۸۴۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے پیار اور محبت سے کسی چیز کو نہیں سنتا جیسے نبی علیہ السلام سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)). [بخاري: ٥٠٢٤، نسائي: ١٠١٧]

خوش آواز کو جو خوش آواز سے قرآن کو پڑھے۔"

فائدہ: اذن اور سماع دونوں کے معنی لغت میں سننے کے ہیں اور یہ ایک صفت ہے پروردگار تعالیٰ کی کہ مؤمن کو اس پر بلا کیف مثل اور صفات کے ایمان لانا ضروری ہے۔

(١٨٤٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ((كَمَا يَأْذَنُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)).

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے فرمایا: "جس طرح اجازت دی نبی ﷺ کو کہ وہ قرآن کو خوبصورتی کے ساتھ پڑھیں۔"

(١٨٤٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ)).

[بخاري: ٧٥٤٤، ابوداود: ١٤٧٣، نسائي: ١٠١٦]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: "اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کو نہیں سنتا جس طرح کہ اس نبی سے خوش آواز سنتا ہے جو قرآن پڑھے اونچی آواز میں۔"

○ ○ ○ ○

(١٨٤٨) عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً. وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعَ.

ابن الہاد اسی مفہوم کی حدیث بیان کرتے ہیں لیکن اس میں سَمِعَ کا لفظ نہیں ہے۔"

(١٨٤٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ كَأَذَنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نبی کے خوش الحانی سے بلند آواز سے قرآن پڑھنے سے زیادہ کسی چیز پر اجر نہیں دیتے۔"

(١٨٥٠) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ أَيُّوبَ قَالَ فِي رِوَايَتِهِ: ((كَأَذَنِهِ)).

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور روایت کی ہم سے یحییٰ بن ایوب اور قتیبہ بن سعید نے اور ابن حجر نے، سب نے کہا کہ روایت کی ہم سے اسماعیل نے، ان سے محمد بن عمرو نے، ان سے ابی سلمہ نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی ﷺ سے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کے مثل مگر یحییٰ نے اپنی روایت میں كَأَذَنِهِ کہا۔

(١٨٥١) عَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ - أَوِ الْأَشْعَرِيَّ - أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)).

بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ یا فرمایا اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک آواز دی گئی ہے آل داؤد علیہ السلام کی آوازوں میں سے۔"

(١٨٥٢) عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي مُوسَى: ((لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ قِرَاءَتَكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)).

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ سے فرمایا: "اگر تم مجھے دیکھتے جب میں کل رات تمہاری قراءت سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوتے) بیشک تم کو ایک آواز دی گئی ہے آل داؤد علیہ السلام کی آوازوں میں سے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ ذِكْرِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ.

باب: فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کا سورۃ الفتح پڑھنا۔

(۱۸۵۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ يَقُوْلُ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ مَسِيْرٍ لَهُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَرَجَّعَ فِيْ قِرَاءَتِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْلَا أَنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَاءَتَهُ. [بخاري: ٤٢٨١، ٤٨٣٥، ٧٥٤٠؛ ابوداود: ١٤٦٧]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے جس سال مکہ فتح ہوا اپنی راہ میں سورۂ فتح پڑھی یعنی ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ اپنی سواری پر آواز دوہراتے گئے اپنی قراءت میں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں آپ ﷺ کی قراءت تم کو سناتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ترجیع کہتے ہیں آواز کے لرزنے اور کانپنے کو کہ وہ نہایت لطف دیتی ہے اور خوش آوازی کا قرآن میں ہونا دل پر اس کے زیادہ اثر کرنے کا باعث ہے اسی لئے مستحب ہے کہ نہایت خوش آوازی سے ادا کریں مگر گویوں اور عشاق، فساق کی آواز سے پڑھنا بے ادبی ہے۔

(۱۸۵۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ قَالَ: فَقَرَأَ ابْنُ مُغَفَّلٍ وَرَجَّعَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْلَا النَّاسُ لَاَخَذْتُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الَّذِيْ ذَكَرَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٨٥٣]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر۔ آپ ﷺ سورۂ فتح پڑھتے تھے اور ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھا اور آواز کو دہرایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر لوگ نہ ہوتے تو میں بھی ویسی ہی قرأت شروع کرتا جیسے ابن مغفل نے ذکر کیا نبی ﷺ سے۔

(۱۸۵۵) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِيْ حَدِيْثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَسِيْرُ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ. [راجع: ١٨٥٣]

شعبہ اس سند سے گزشتہ روایت کی طرح بیان کرتے ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ آپ سواری پر چلے جا رہے تھے اور سورۂ فتح پڑھ رہے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ.

باب: قراءت قرآن کی برکت سے تسکین کا اترنا۔

(۱۸۵۶) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ)). [بخاري: ٥٠١١]

براء رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا دو لمبی رسیوں میں۔ سو اس پر ایک بدلی آنے لگی اور وہ گھومنے لگی اور قریب آنے لگی اور اس کا گھوڑا اس کو دیکھ کر بھاگنے لگا۔ پھر جب صبح ہوئی وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تسکین ہے کہ اترتی ہے قرآن کی برکت سے۔''

فائدہ: سکینہ کے کئی معنی ہیں۔ مختار اور عمدہ اس میں یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ایک شے ہے کہ اس میں اطمینان اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت کا ایک آدھ آدمی فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اور فضیلت قراءت کی اور سبب نزول رحمت ہونا اس کا اور حضور ملائکہ کا وقت قراءت کے علت ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸۵۷) عَنِ الْبَرَاءِ يَقُوْلُ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اِقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)). [بخاری: ۲۶۱۴، ترمذی: ۲۸۸۵]

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سورۂ کہف پڑھی اور گھر میں ایک جانور بندھا تھا سو وہ بھاگنے لگا۔ جب اس نے نظر کی تو دیکھا ایک بدلی ہے کہ اس نے اس کو ڈھانک لیا ہے پھر اس نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! پڑھے جا اس لیے کہ تسکین ہے جو اترتی ہے قرآن کی قراءت کے وقت۔''

○ ○ ○ ○

(۱۸۵۸) عَنِ الْبَرَاءِ يَقُوْلُ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا: تَنْفِرُ. [راجع: ۱۸۵۷]

اس سند سے براء رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۵۹) عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرَى فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا قَالَ أُسَيْدٌ: فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتَّى مَا أَرَاهَا قَالَ: فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي إِذْ جَالَتْ فَرَسِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا خَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتَّى مَا أَرَاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ)).

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنی کھجور کے کھلیان میں ایک شب قرآن پڑھتے تھے کہ ان کا گھوڑا کودنے لگا اور وہ پڑھتے جاتے تھے اور پھر وہ کودتا تھا پھر وہ پڑھنے لگے پھر وہ کودنے لگا تو انہوں نے کہا کہ میں ڈرا کہ کہیں یحییٰ کو پگل نہ ڈالے۔ سو میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان سا میرے سر پر ہے کہ اس میں چراغ سے روشن ہیں اور وہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو پھر نہ دیکھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح کو حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! شب کو اپنے کھلیان میں قرآن پڑھتا تھا کہ یک بارگی میرا گھوڑا کودنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھے جا اے ابن حضیر!'' انہوں نے عرض کیا کہ میں پڑھے گیا پھر وہ کودنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھے جا اے ابن حضیر!'' انہوں نے کہا کہ میں پڑھے گیا۔ پھر وہ ایسا ہی کودنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھے جا اے ابن حضیر!'' انہوں نے کہا: جب میں فارغ ہوا اور یحییٰ گھوڑے کے پاس تھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں یحییٰ کو پگل نہ ڈالے اور میں نے دیکھا ایک سائبان سا کہ اس میں چراغ سے روشن تھے اور وہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ میں اسے نہ دیکھتا تھا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ فرشتے تھے کہ تمہاری قراءت سنتے تھے۔ اور اگر تم پڑھے جاتے تو صبح کرتے اس طرح کہ لوگ ان (فرشتوں) کو دیکھتے اور وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ رہتے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ فرشتوں کو دیکھنا محال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بَابُ فَضِيلَةِ حَافِظِ الْقُرْآنِ.

باب: حافظ قرآن کی فضیلت۔

(١٨٦٠) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)).

[بخاری: ٥٠٢٠، ٥٠٥٩، ٧٥٦٠؛ ابوداود: ٤٨٣٠؛ ترمذی: ٢٨٦٥؛ ابن ماجه: ٢١٤]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مثال اس مؤمن کی جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی سی ہے کہ خوشبو اس کی عمدہ اور مزا اس کا اچھا ہے اور مثال اس مؤمن کی جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی سی ہے کہ اس میں بو نہیں مگر مزا میٹھا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے پھول کے مانند ہے کہ بو اس کی اچھی ہے اور مزا اس کا کڑوا ہے، اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزا کڑوا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٦١) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ هَمَّامٍ بَدَلَ الْمُنَافِقِ: الْفَاجِرِ. [راجع: ١٨٦٠]

قتادہ سے بھی یہی روایت اسی اسناد سے مروی ہے مگر ہمام کی روایت میں منافق کے بدلے فاجر ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَاهِرِ بِالْقُرْآنِ وَالَّذِي يَتَتَعْتَعُ فِيهِ.

باب: قرآن کے ماہر اور اس کو اٹک اٹک کر پڑھنے والے کی فضیلت۔

(١٨٦٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ)). [بخاری: ٤٩٣٧؛ ابوداود: ١٤٥٤؛ ترمذی: ٢٩٠٤]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کا مشاق (اس سے حافظ مراد ہو سکتا ہے) ان بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہے جو لوح محفوظ کے پاس لکھتے رہتے ہیں اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور اس کو مشقت ہوتی ہے اس کو دوگنا ثواب ہے۔''

فائدہ: اس سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ اٹکنے والے کا درجہ مشاق اور حافظ سے بڑھ کر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کو ایک اجر قراءت کا ہے اور ایک محنت کا۔

(١٨٦٣) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: ((وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ)). [راجع: ١٨٦٢]

قتادہ اس سند سے بیان کرتے ہیں اور وکیع کی سند سے جو حدیث ہے اس میں یہ لفظ ہیں کہ اور وہ جو اس کو پڑھتا ہے اور اس پر مشکل ہوتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْحُذَّاقِ فِيهِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَتِهِ وَالتَّحْزِينِ فِيهِ

باب: افضل کا اپنے سے کم کے آگے قرآن پڑھنے کا بیان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القَارِئُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَقْرُوِّ عَلَيْهِ.

(١٨٦٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاُبَيٍّ رضي الله عنه: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ)) قَالَ: آللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ سَمَّاكَ لِيْ)) قَالَ: فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِيْ.

[بخاري: ٤٩٦٠؛ مسلم: ٦٢٩٢]

❖ ❖ ❖ ❖

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا (یہ سب قاریوں کے سردار ہیں) کہ "اللہ عزت والے، بزرگی والے نے مجھے حکم کیا کہ میں تمہارے آگے قرآن پڑھوں۔" انہوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام میرے آگے لیا۔" تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

فائدہ: یہ رونا شکر اور بشاشت کا تھا کہ زہے نصیب مجھ مشت خاک کے کہ رب الافلاک نے میرا نام لیا۔ یہ نتیجہ تھا قرآن سے الفت اور نبی ﷺ کی اتباع سنت کا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ افضل بھی اگر قرآن اپنے شاگرد یا کم درجے والے کو سنائے تو مستحب ہے۔ اور حکمت اس میں یہ تھی کہ قرآن کی تلاوت اور سنانے میں کوئی کسی سے عار نہ کرے اور ہمیشہ علماء فضلا بھی اپنے شاگردوں کو سناتے رہیں اور اس سے جلالیت شان حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی معلوم ہوتی ہے اور ان کی اہلیت تحمل قرآن کے باب میں اور آنحضرت ﷺ کے بعد آپ قاریوں اور پڑھنے والوں کے مقتدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں جب تراویح کی جماعت قائم کی تو ان ہی کو امام قرار دیا۔

(١٨٦٥) عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾)) قَالَ: وَسَمَّانِيْ لَكَ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَبَكٰى.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ کے سنانے کا ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ سورت چونکہ مختصر اور جامع اصول دین ہے اور مہمات امور اور تطہیر صدور اور اخلاص کے نور سے بھری ہے اس لئے اسی کو سنانے کا حکم ہوا اور شاید ان کو کسی طرح کا شبہ ہو کہ اس میں اس کا جواب مذکور ہے۔

(١٨٦٦) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيٍّ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ١٨٦٥]

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا انس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ابی رضی اللہ عنہ کو مذکورہ کے مثل۔

بَابُ فَضْلِ اسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَافِظِهٖ لِلْاِسْتِمَاعِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّدَبُّرِ

باب: قرآن سننے، حافظ سے اس کی فرمائش کرنے اور بوقت قرأت رونے اور غور کرنے کا بیان۔

(١٨٦٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَاْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ: ((اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ)) فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اِذَا جِئْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْاٰنَ)) فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میرے آگے قرآن پڑھو۔" میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کے آگے پڑھوں اور آپ ﷺ ہی پر اترا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی اور سے سنوں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾ رَفَعْتُ رَأْسِي أَوْ غَمَزَنِي رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِي فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ دُمُوعَهُ تَسِيلُ.

[بخاری: ٤٥٨٢، ٥٠٤٩، ٥٠٥٠، ٥٠٥٥، ٥٠٥٦، ٥٠٥٦؛ ابوداود: ٣٦٦٨؛ ترمذی: ٣٠٢٤، ٣٠٢٥]

پھر میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا﴾ تو میں نے سر اٹھایا یا مجھے کسی نے چٹکی لی تو میں نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کیسا ہوگا جب ہم بلائیں گے ہر امت میں سے ایک حال بتانے والا اور تجھ کو بلائیں گے ان سب کا حال بتانے کو۔ اور اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی بڑی علو شان معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ تمام امتوں پر گواہی دیں گے اور ہر نبی کی تصدیق کریں گے۔ اور یہ رونا اس درجہ عالی کی خوشی اور سیار کہادی اور احوال قیامت کی یاد سے تھا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سننا اور اس کی فرمائش کرنا مستحب ہے اور قرآن سن کر رونا اور اس میں غور و فکر کرنا دین کے عمدہ کاموں میں سے ہے۔

(١٨٦٨) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ هَنَّادٌ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ: لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)). [راجع: ١٨٦٧]

اعمش سے یہی روایت اس اسناد سے مروی ہے مگر اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ ''میرے آگے قرآن پڑھو۔'' اور آپ ﷺ منبر پر تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قاری اگر نیچے ہو اور سامع بلند جگہ میں تو بے ادبی نہیں ہے۔

(١٨٦٩) عَنْ إِبْرَاهِيمَ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ: ((اِقْرَأْ عَلَيَّ)) قَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَ عَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) قَالَ: فَقَرَأْ عَلَيْهِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ النِّسَآءِ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾ فَبَكٰى قَالَ مِسْعَرٌ: فَحَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مَادُمْتُ فِيهِمْ أَوْ مَا كُنْتُ فِيهِمْ)) شَكَّ مِسْعَرٌ. [راجع: ١٨٦٧]

ابراہیم نے کہا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن مسعود ﷺ سے فرمایا: ''تم میرے آگے قرآن پڑھو۔'' انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کے آگے پڑھوں اور آپ ﷺ کے اوپر اترا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اس کو دوسرے سے سنوں۔'' غرض عبداللہ ﷺ نے سورۂ نساء کے شروع سے پڑھا اس آیت تک ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا﴾ اور آپ ﷺ رو ئے۔ مسعر نے کہا: روایت کی مجھ سے معن نے، ان سے جعفر نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابن مسعود ﷺ نے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں امت کے حال سے واقف تھا جب تک میں ان میں تھا۔'' (یعنی زندہ تھا) مسعر کو شک ہے کہ کُنْتُ کہا یا دُمْتُ کہا معنی دونوں کے ایک ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حضور ﷺ نے یہ آیت سورۂ نساء کی جب سنی تو گویا اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ ﷺ کا قول یاد کیا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ جب تک میں زندہ تھا اپنی امت کے حال سے واقف تھا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا پھر ان کا حال تو ہی جانتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کو علم غیب نہیں اور جو لوگ انکو یا اولیا کو دور دور سے پکارتے ہیں اور ان سے مدد چاہتے ہیں سخت نادان اور مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ بِحِمْصَ فَقَالَ لِيْ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِ قْرَأْ عَلَيْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَاللّٰهِ مَاهٰكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قُلْتُ: وَيْحَكَ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((أَحْسَنْتَ)) فَبَيْنَمَا أَنَا أُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدْتُ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ قَالَ: فَقُلْتُ: أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ؟ لَا تَبْرَحُ حَتّٰى أَجْلِدَكَ قَالَ: فَجَلَدْتُهُ الْحَدَّ. (راجع: ۵۰۰۱)

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حمص میں تھا مجھ سے لوگوں نے کہا: ہم کو قرآن سناؤ۔ میں نے سورۂ یوسف پڑھی۔ سو ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں اترا۔ میں نے کہا: تیری خرابی ہو۔ اللہ کی قسم! میں نے تو یہ سورت رسول اللہ ﷺ کے آگے پڑھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوب پڑھا۔'' غرض میں اس سے بات کر ہی رہا تھا کہ شراب کی بو اس کی طرف سے آئی تو میں نے کہا: تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے تو جانے نہ پائے گا جب تک میں تجھے حد نہ مارلوں گا پھر میں نے اس کو کوڑے مارے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۷۱) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِيْ: ((أَحْسَنْتَ)). (راجع: ۱۸۷۰)

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے سوائے اس کے کہ اس میں ((احسنت)) کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الصَّلٰوةِ وَتَعَلُّمِهِ.

باب: نماز میں قرآن پڑھنے اور اس کی فضیلت کا بیان۔

(۱۸۷۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ)). (ابن ماجه: ۳۷۸۲)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے چاہتا ہے کہ جب گھر لوٹ کر آئے تو تین حاملہ اونٹنیاں پائے جو نہایت فربہ ہوں بڑی بڑی۔'' ہم نے کہا: بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس تین آیتیں کہ ان کو آدمی نماز میں پڑھتا ہے بہتر ہے اس کیلئے تین اونٹنیوں سے جو بڑی اور موٹی ہوں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ تشبیہ صرف دنیا کے لوگوں کی فہمائش کیلئے آپ ﷺ نے فرمائی ورنہ قرآن کی آیتیں، آخرت کی عمدہ نعمتیں ابدالآباد رہنے والی ہیں، رب العرش والسموات کی بارگاہ عالی میں درجات عالیات بڑھانے والی، جنت کے بلند درجوں پر چڑھانے والی، بخلاف دنیا کی نعمتوں کے کہ وہ سریع الزوال فنا ہو جانے والی ہیں۔

(۱۸۷۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلٰى بُطْحَانَ أَوْ إِلَى الْعَقِيْقِ فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور ہم لوگ دیوان خانہ میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون چاہتا ہے کہ روز صبح کو بطحان یا عقیق کو جائے؟ (یہ دونوں بازار تھے مدینہ میں) اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے بڑے کوہان کی لائے بغیر کسی گناہ کے اور بغیر اس کے کہ کسی ناتہ دار کی حق تلفی کرے۔'' تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ: ((أَفَلَا يَغْدُوْ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْيَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لَّهُ مِنْ نَّاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ؟)). [ابوداود: ١٤٥٦]

ہم سب اس کو چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کیوں نہیں جاتا تم میں سے ہر ایک مسجد کو اور کیوں نہیں سکھاتا یا نہیں پڑھتا دو آیتیں اللہ کی کتاب کی جو بہتر ہوں اس کیلئے دو اونٹنیوں سے اور تین بہتر ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار بہتر ہیں چار اونٹنیوں سے اور اسی طرح جتنی آیتیں ہوں اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

باب: قرأت قرآن اور سورۂ بقرہ کی فضیلت۔

(١٨٧٤) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّأَصْحَابِهِ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْكَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْكَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اِقْرَءُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ)) قَالَ مُعَاوِيَةُ: بَلَغَنِيْ أَنَّ الْبَطَلَةَ: السَّحَرَةُ.

ابوامامہ باہلی ﷺ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہو کر آئے گا۔ اور دو سورتیں چمکتی پڑھو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اس لئے کہ وہ میدان قیامت میں آئیں گی گویا دو بادل ہیں یا دو سائبان یا دو ٹکڑیاں ہیں اڑتے جانور کی اور حجت کرتی ہوئی آئیں گی اپنے لوگوں کی طرف اور سورۂ بقرہ پڑھو کہ لینا اس کا برکت ہے اور چھوڑنا اس کا حسرت ہے اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٧٥) عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((وَكَأَنَّهُمَا)) فِيْ كِلَيْهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ: قَوْلَ مُعَاوِيَةَ بَلَغَنِيْ.

چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٧٦) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُؤْتٰى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ)) وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيْتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ: ((كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا)). [ترمذی: ٢٨٨٣]

نواس بن سمعان کلابی ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرمایا: ''قرآن کو قیامت کے دن لائیں گے اور ان کو بھی جو اس پر عمل کرتے تھے اور سورۂ بقرہ اور آل عمران آگے آگے ہوں گی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تین مثالیں دیں کہ میں ان کو آج تک نہیں بھولا۔ اول یہ کہ وہ ایسی ہیں جیسے دو بادل کے ٹکڑے یا ایسی ہیں جیسے دو کالے کالے سائبان کہ ان میں روشنی چمکتی ہو یا ایسی ہیں جیسی قطار باندھی ہوئی چڑیوں کی دو ٹکڑیاں اور وہ دونوں اپنے صاحب کی طرف حجت کرتی ہوں گی۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فائدہ۔ ان حدیثوں سے بڑی فضیلت سورۂ بقرہ اور آل عمران کی معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی شفیع نہیں۔ جس کو اس کی شفاعت منظور ہو اسی پر عمل کرے۔ اور عمل بغیر معنی معلوم ہوئے نہیں ہو سکتا۔ پس عوام کو ضروری ہے کہ ترجمہ پڑھا کریں۔

بَابُ فَضْلِ الْفَاتِحَةِ وَخَوَاتِيمِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَالْحَثِّ عَلٰى قِرَاءَةِ الْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

باب: سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت اور ان دونوں آیتوں کو پڑھنے کی ترغیب۔

(۱۸۷۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ أُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک دن جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آواز بڑے زور کی سنی دروازہ کھلنے کی اور اپنا سر اٹھایا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا کہ آج کھلا ہے اور کبھی نہیں کھلا تھا مگر آج کے دن پھر اس سے ایک فرشتہ اترا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے کبھی نہیں اترا سوائے آج کے۔ اور اس نے سلام کیا اور کہا خوشخبری ہو آپ ﷺ کو دو نوروں کی کہ آپ ﷺ کو عنایت ہوئے ہیں اور نبیوں میں سے کسی نبی کو نہیں ملے، سوائے آپ ﷺ کے، ایک سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے سورۂ بقرہ کا خاتمہ۔ کوئی حرف اس میں سے تم نہ پڑھو گے کہ اس کی مانگی ہوئی چیز تمہیں نہ ملے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۸۷۸) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: لَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عِنْدَالْبَيْتِ فَقُلْتُ: حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ فِي الْاٰيَتَيْنِ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)).

[ابوداود: ۱۳۹۷؛ ترمذی: ۲۸۸۱؛ ابن ماجه: ۱۳۶۸]

عبدالرحمٰن نے کہا: میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کعبہ شریف کے پاس ملا اور میں نے کہا: مجھے ایک حدیث تمہاری زبانی پہنچی ہے سورۂ بقرہ کی فضیلت میں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو رات کو پڑھے اس کو کافی ہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس کو کافی ہیں یعنی تہجد کے بدلے یا شیطان سے بچنے کو کافی ہیں یا اور آفتوں سے بچنے کو۔

(۱۸۷۹) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[راجع: ۱۸۷۵]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۸۰) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ بِهَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) قَالَ

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے اس کو رات بھر کفایت کریں گی'' عبدالرحمٰن نے کہا کہ پھر میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا اور وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَلَقِيتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٨٧٨]

سو میں نے ان سے پوچھا اور انہوں نے نبی ﷺ کی طرف سے وہی بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ پہلے عبدالرحمٰن کو یہ حدیث ابومسعود رضی اللہ عنہ سے بواسطہ کسی راوی کے پہنچی تھی اس واسطے انہوں نے چاہا کہ بلاواسطہ میں بھی ان سے سن لوں تاکہ اپنی سند عالی ہو جائے۔ محدثین کے ہاں اس سند عالی کا بڑا خیال ہوتا ہے اور یہ بھی ایک بڑی نعمت ہے اس امت میں کہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی۔

(١٨٨١) عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ١٨٧٨]

ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٨٢) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ١٨٧٨]

ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ.

باب: سورۂ کہف اور آیۃ الکرسی کی فضیلت۔

(١٨٨٣) عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ)). [ابوداود: ٤٣٢٣؛ ترمذی: ٢٨٨٦]

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو یاد کرے سورۂ کہف کی اول کی دس آیتیں وہ دجال کے فتنہ سے بچے گا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان دنوں میں ان آیتوں کا یاد کرنا اور غور کرنا ضروری ہے اس لئے کہ نیچری لوگ ملحد مزاج کہ پیش خیمہ ہیں یعنی دجال کے۔ ان کا زمانہ میں بڑا ہلوہ ہے اور ان کے خیالات فاسدہ اکثر لوگوں میں پھیل رہے ہیں اور صریح معجزات انبیاء علیہم السلام کا اور آیات قرآنیہ کا اور بینات رحمانیہ کا انکار کرتے ہیں۔

(١٨٨٤) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ شُعْبَةُ: مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ وَقَالَ هَمَّامٌ: مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ كَمَا قَالَ هِشَامٌ. [راجع: ١٨٨٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔ شعبہ نے کہا کہ سورۂ کہف کی آخری آیات اور ہمام نے شروع کی آیات کہی ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٨٨٥) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟)) قَالَ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((يَا اَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟)) قَالَ قُلْتُ: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ قَالَ: فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ: ((لِيَهْنِكَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! اللہ کی کتاب میں سے تمہارے پاس کونسی آیت سب سے بڑی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کونسی آیت اللہ کی کتاب میں سے تمہارے پاس سب سے بڑی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا ﴿الله لا اله الا هو الحي القيوم﴾ یعنی آیت الکرسی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ مارا (یعنی شاباشی کا) میرے سینہ پر اور فرمایا: ''اے ابوالمنذر!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ؟)). (ابوداود: ١٤٦٠] تجھے علم مبارک ہو۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی آیتیں بعض سے بعض افضل ہیں اور علما نے کہا ہے کہ آیت الکرسی اس وجہ سے افضل ہے سارے قرآن سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اور ناموں کی جڑیں مذکور ہیں جیسے معبود ہونا اور ایک ہونا اور زندہ ہونا اور علم کامل اس کا اور سلطنت اور بادشاہت اور قدرت اور ارادہ اور یہ سب صفتوں کی جڑ ہیں۔ پس یہ آیت ان سب کی جامع ہے اس لئے سب سے افضل اور اولیٰ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاباش کا ہاتھ سینہ پر مارنا سنت ہے، پیٹھ پر مارنا خلاف سنت ہے۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾.

باب: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی فضیلت۔

(١٨٨٦) عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟)) قَالُوْا: وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تھک جاتا ہے کوئی تم میں کا اس سے کہ ہر رات تہائی قرآن پڑھ لے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کیوں کر پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قل هو الله احد﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

(١٨٨٧) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ جَزَّءَ الْقُرْاٰنَ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ فَجَعَلَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ جُزْءًا مِنْ اَجْزَاءِ الْقُرْاٰنِ)).

قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی اسناد سے یہ روایت مذکور ہوئی اور اس میں نبی ﷺ کا قول مروی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تین ٹکڑے کئے (یعنی قصص اور احکام اور صفات الٰہی) اور ﴿قل هو الله احد﴾ کو قرآن کا ایک ٹکڑا کیا۔'' (یعنی باری تعالیٰ کی عمدہ صفات سے بھری ہے)

(١٨٨٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُحْشُرُوْا فَاِنِّيْ سَاَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ)) فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: اِنِّيْ اَرٰى هٰذَا خَبَرًا جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَذَاكَ الَّذِيْ اَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِنِّيْ قُلْتُ لَكُمْ سَاَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ اَلَا اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ)).

[ترمذی: ٢٩٠٠]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ جمع ہو جاؤ کہ میں تمہارے آگے تہائی قرآن پڑھوں۔'' غرض کہ جمع ہو گئے جن کو جمع ہونا تھا۔ پھر نبی ﷺ نکلے اور آپ ﷺ نے ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھی اور اندر چلے گئے تو ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید آسمان سے کوئی خبر آئی ہے جس کیلئے آپ ﷺ اندر گئے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نکلے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہارے آگے تہائی کلام اللہ پڑھوں سو یہ سورت تہائی کلام اللہ کے برابر ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٨٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ)) فَقَرَاَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝﴾ حَتّٰى خَتَمَهَا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ''میں تمہارے آگے تہائی قرآن پڑھتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھی۔ یہاں تک کہ اس سورت کو ختم کیا۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ)) فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ)). [بخاری: ۷۳۷۵، نسائی: ۹۹۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک فوج پر سردار کر کے بھیجا اور وہ اپنی فوج کی نماز میں قرآن پڑھتے اور قراءت کو ﴿قل هو الله احد﴾ پر ختم کرتے پھر جب فوج لوٹ کر آئی۔ لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے پوچھو وہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔'' پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں کہ اس کو پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھتا ہے۔''

فائدہ: اس مبارک سورت میں اللہ پاک کا ایک ہونا، بے پروا معبود ہونا، ولد سے پاک ہونا، کسی سے پیدا نہ ہونا یعنی قدیم ہونا اس کی ذات کا، ہمسر کوئی نہ ہونا یعنی بے مثل ہونا مذکور ہے۔ اور سبحان اللہ! اتنی عمدہ صفات کس خوبی اور اختصار سے اس مبارک سورت میں مذکور ہیں پھر کیوں کر مؤمن کو اس سے محبت نہ ہو۔ اور اللہ کا دوست رکھنا بندہ کو یہ ہے کہ اس کے گناہ بخشے، دونوں جہان میں عافیت عنایت کرے اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ بندہ کا اللہ کو دوست رکھنا یہ ہے کہ اس کی عبادت اور اطاعت، صدق دل اور اخلاص سے بجالائے اس کو دل سے یاد کرے اس کی محبت کو سارے جہان سے مقدم سمجھے۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ.

باب: معوذتین کی فضیلت۔

(۱۸۹۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)). [ترمذی: ۲۹۰۲، نسائی: ۹۵۳]

عامر کے بیٹے عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیتیں اتری ہیں کہ ان کے مثل کبھی نہیں دیکھیں اور وہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ ہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں۔ اور رد ہو گیا وہ مضمون جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ یہ قرآن میں داخل نہیں اور امت کا اس بات پر اجماع منعقد ہو گیا ہے کہ وہ قرآن میں ہیں اور وہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شاذ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ قل بھی قرآن میں داخل ہے اس پر بھی اجماع ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۸۹۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُنْزِلَ اَوْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اٰيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ: الْمُعَوَّذَتَيْنِ)). [راجع: ۱۸۹۱]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات اتاری گئی ہیں کہ ان جیسی کبھی نہیں دیکھی گئیں وہ معوذتین ہیں۔''

(۱۸۹۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ وَكَانَ مِنْ رُفَعَاءِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ. [راجع: ۱۸۹۱]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَقُوْمُ بِالْقُرْاٰنِ وَيُعَلِّمُهُ.

باب: قرآن پر عمل کرنے والے اور اس کے سکھانے والے کی فضیلت۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٨٩٤) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)). [بخاری: ٧٥٢٩؛ ترمذی: ١٩٣٦؛ ابن ماجه: ٤٢٠٩]

سالم اپنے باپ سے، وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رشک کسی اور پر نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عنایت کیا ہو اور وہ اس کو رات کو پڑھتا ہو اور دن کو بھی اور اس پر عمل کرتا ہو۔ دوسرے وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا ہو کہ وہ رات کو بھی خرچ کرتا ہو اور دن کو بھی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: رشک دو قسم کا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی چاہے کہ دوسرے کی نعمت زائل ہو جائے اور مجھے مل جائے اور یہ باجماع امت حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ آدمی صاحب نعمت کی نعمت کا زوال نہ چاہے بلکہ اتنی ہی آرزو کرے کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ مجھے بھی نصیب کرے اور اس کو عربی میں غبط کہتے ہیں اور یہ شریعت میں محمود ہے اور امیا اور صلحا میں بھی ہوتا ہے یہاں بھی رشک سے یہی مراد ہے نہ معنی اول۔

(١٨٩٥) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاحَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ هٰذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَتَصَدَّقَ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ)).

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رشک سوائے دو بندوں کے کسی پر جائز نہیں ایک جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب دی ہو اور اس پر دن رات عمل کرے اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرے۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٩٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). [بخاری: ٧٣، ١٤٠٩، ٧١٤١، ٧٣١٦؛ ابن ماجه: ٤٢٠٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسد روا نہیں ہے مگر دو شخصوں پر: ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اس کے خرچ کرنے پر راہ حق کی توفیق دے۔ دوسرے وہ کہ اسے حکمت دی کہ اس کے موافق حکم کرتا ہے اور سکھلاتا ہے۔'' (حکمت سے مراد علم حدیث ہے)

○ ○ ○ ○

(١٨٩٧) عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ ﷺ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ ﷺ يَسْتَعْمِلُهٗ عَلٰى مَكَّةَ فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلٰى اَهْلِ الْوَادِيْ؟ فَقَالَ: ابْنَ اَبْزٰى؟ قَالَ: وَمَنِ ابْنُ اَبْزٰى؟ قَالَ: مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ: اِنَّهٗ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنَّهٗ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ. قَالَ عُمَرُ ﷺ: اَمَا اِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ: ((اِنَّ

عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبدالحارث نے ملاقات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ پر تحصیل دار بنا دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے جنگل والوں پر کس کو تحصیل دار بنایا؟ انہوں نے کہا ابن ابزی کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزی کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے غلام کو ان پر تحصیل دار کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے قاری ہیں اور ترکہ کو خوب جاننا جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنو تمہارے نبی ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ)). [ابن ماجه: ٢١٨]

فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا۔''

فائدہ: یعنی جو اس کے تابع ہوں گے دنیا میں حکومت، آخرت میں جنت پائیں گے اور جو منکر ہوں گے دنیا میں ذلت، آخرت میں عقوبت اٹھائیں گے۔

(١٨٩٨) عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّ نَافِعَ ابْنَ عَبْدِالْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ١٨٩٧]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَبَيَانِ مَعْنَاهَا.

باب: قرآن کا سات حرفوں میں اترنے اور اس کے مطلب کا بیان۔

(١٨٩٩) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَاْتُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَاَنِيْهَا فَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَاْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْسِلْهُ اقْرَاْ)) فَقَرَاَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَاُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((اقْرَاْ)) فَقَرَاْتُ فَقَالَ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [بخاري: ٩ ٢٤١، ٤٩٩٢، ٥٠٤١، ٧٥٥٠؛ ابوداود: ١٤٧٥؛ ترمذي: ٢٩٤٣؛ نسائي: ٩٣٥، ٩٣٦، ٩٣٧]

عبدالرحمٰن (فرزند عبدالقاری کے) نے کہا سنا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے: میں نے ایک دن ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا کہ اور لوگوں کے خلاف پڑھتے تھے اور یہ سورت رسول اللہ ﷺ مجھ کو پڑھا چکے تھے سو میں قریب تھا کہ ان کو جا پکڑوں مگر میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ پڑھ چکے پھر میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور رسول اللہ ﷺ تک لایا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ان سے سورۂ فرقان سنی۔ خلاف اس کے جیسے کہ آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ان کو چھوڑ دو اور ان سے کہا پڑھو۔'' پھر انہوں نے ویسا ہی پڑھا جیسا میں نے ان سے پہلے سنا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی ہی اتری ہے۔'' پھر مجھ سے کہا: ''پڑھو۔'' میں نے بھی پڑھی (یعنی جیسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی) تب بھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی ہی اتری ہے۔'' اور فرمایا: ''بات یہ ہے کہ قرآن سات حرفوں میں اترا ہے اس میں سے جو تم کو آسان ہو اس طرح پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: سات حرفوں میں قرآن کا اترنا محض آسانی اور امت کی سہولت کیلئے تھا جیسے اور روایتوں میں بتصریح آ چکا ہے کہ آپ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی ہو اس پر سات حرفوں تک اجازت ملی۔ اور علما کا اختلاف ہے کہ سات عددوں سے کیا مراد ہے؟ بعض نے کہا سات کا عدد صرف سہولت کیلئے ہے حصر کیلئے نہیں مگر اکثر کا قول ہے کہ حصر کیلئے ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁ ❁)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) یعنی سات سے آٹھ نہیں ہو سکتے۔ اب اس کے مطلب میں بھی کئی قول ہیں۔ ایک یہ کہ مراد اس سے سات مضمون ہیں جو خلاصہ مطالب قرآن ہیں جیسے وعدہ، وعید، محکم، متشابہ، حلال، حرام، قصص اور امثال ہیں۔ بعض نے کہا: مراد اس سے کیفیت قرأت کی اور اس کے کلمات نکالنے کی ہے جیسے ادغام، اظہار، تفخیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر ہیں اس لئے کہ عرب کے قبائل آپس میں ان قاعدوں میں اختلاف رکھتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کو آسانی دی کہ مثلاً جس لفظ میں جسے ادغام یعنی تشدید پڑھنا آسان ہو وہ ادغام کرے جسے مشکل ہو وہ نہ کرے اسی طرح اظہار وغیرہ کا حال ہے۔ اور بعض نے کہا اس سے سات قسم کے الفاظ اور حروف مراد ہیں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن شہاب نے جہاں کہ روایت کی ان سے مسلم نے اپنی کتاب میں۔ پھر ان لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا: مراد اس سے سات قراءتیں اور وجوہ ہیں اور کسی نے کہا: عرب کی سات لغات مراد ہیں جیسے یمن اور معد اور یہ افصح لغات ہیں اور کسی نے کہا قبیلہ مضر کی سات زبانیں۔ اور یہ سب لغات قرآن میں جا بجا وارد ہوئی ہیں نہ یہ کہ ایک جگہ ہوں یا ایک کلمہ میں ہوں۔ اور بعض نے کہا کہ بعض کلمات میں سب لغات جمع ہیں جیسے ﴿وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ﴾ ﴿وَيَرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾ ﴿وَبَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ وغیرہ میں اور قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا کہ صحیح یہی بات ہے کہ ساتوں طرح کی لغات مروی ہو چکی ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔ اور امت نے اس کو جمع کر لیا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور ایک جماعت نے اس کو مصحف میں اکٹھا کر لیا ہے اور اس کی صحت کی خبر دی ہے۔ اور جو متواتر ثابت نہ ہوا اس کو حذف کر دیا۔ اور اگرچہ ان الفاظ کے معانی کبھی مختلف ہوتے ہیں مگر آپس میں ضد اور منافات نہیں رکھتے کہ ایک کا معنی دوسرے کا مکذب ہو۔ اور طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ان حرفوں میں قراءت کی ضرورت اول اسلام میں تھی کہ اس وقت تک لوگوں کو قرآن میں مشق خوب نہ تھی پھر جب بہت لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور وحی کا لکھنا بھی جا بجا ہوا۔ اب ضرورت باقی نہیں رہی اور داؤدی نے کہا: سات قراءتیں جو آج کے دن پڑھی جاتی ہیں ہر حرف اور ہر لفظ میں نہیں ہیں بلکہ جا بجا متفرق ہیں اور ابوعبید اللہ نے کہا: یہ سات قراءتیں ایک حرف سے نکلی ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں اور اسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں جمع کیا ہے اور نحاس وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ ہر رمضان میں قرآن کا دور جو رسول اللہ ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام میں ہوتا تھا تو سات حرف کی اجازت ایک ہی دور میں نہیں ہوئی اور یہ بھی نہیں معلوم کہ ان سات قراءتوں میں جو مروج ہیں اخیر دور میں کون سی پڑھی گئی۔ اور یہ ساتوں قراءتیں مشہور ہیں اور بشہرت رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں اور امت نے ان کو ضبط کیا ہے۔

(۱۹۰۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَوةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ. [راجع: ۱۸۹۹]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے: میں نے سنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سورۂ فرقان پڑھتے تھے۔ پھر حدیث بیان کی اول کے مثل۔ اور اس میں یہ زیادہ کیا کہ قریب تھا کہ میں ان کو قید کر لوں نماز میں مگر میں نے صبر کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیرا۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۰۱) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِرِوَايَةِ يُونُسَ بِإِسْنَادِهِ. [راجع: ۱۸۹۹]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: روایت کی ہم سے یہی حدیث اسحاق بن ابراہیم نے اور عبد بن حمید نے دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے عبدالرزاق نے، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے مانند روایت یونس کی اسناد کے۔

(۱۹۰۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ فَيَزِيدُنِي حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: بَلَغَنِي أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبیداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا اور میں ان سے زیادہ کی درخواست کرتا رہا اور وہ زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات حرف تک نوبت پہنچی۔“ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ سات حرف کا مآل اور مطلب ایک ہی ہوتا ہے کہ کسی حلال و حرام میں ان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ. [بخاری: ۴۹۹۱]

اختلاف نہیں پڑتا۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۰۳) حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ۱۹۰۲]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور یہی روایت بیان کی ہم سے عبد بن حمید نے، ان سے عبدالرزاق نے، ان سے زہری نے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۰۴) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَ هُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَا فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَرَقًا فَقَالَ لِي: ((يَا أُبَيُّ! أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَإِ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرُدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ أَنِ اقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرُدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ أَنِ اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)). [أبوداود: ۱۴۷۸؛ نسائی: ۹۳۸]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مسجد میں تھا اور ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا اور ایک قراءت ایسی پڑھی کہ میں اسے نہ جانتا تھا۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے اور ایک قراءت پڑھی اس کے سوا۔ پھر جب ہم لوگ نماز پڑھ چکے سب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے ایک ایسی قراءت پڑھی کہ مجھے تعجب ہوا۔ اور دوسرا آیا تو اس نے اور ایک قراءت پڑھی سوائے اس کے۔ پھر حکم کیا ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے اور انہوں نے پڑھا۔ اور روا رکھا نبی ﷺ نے ان دونوں مختلف قراءتوں کو اور میرے دل میں ایک تکذیب آ گئی نہ ایسی جیسی جاہلیت میں تھی۔ پھر خیال کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو جس نے مجھے ڈھانپ لیا تھا تو میرے سینہ پر ایک ہاتھ مارا کہ میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور مجھے گویا اللہ پاک نظر آنے لگا خوف کے مارے تب مجھ سے فرمایا: ''اے ابی! پہلے مجھے حکم بھیجا گیا کہ میں قرآن ایک حرف میں پڑھوں۔ سو میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما، پھر دوبارہ مجھے حکم ہوا کہ دو حرفوں میں پڑھوں۔ پھر میں نے دوسری بار عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما۔ پھر تیسری بار مجھے حکم ہوا کہ سات حرفوں پر پڑھوں اور ارشاد ہوا کہ تم نے جتنی بار امت پر آسانی کیلئے عرض کیا ہر بار کے عوض ایک دعا مقبول ہے تم ہم سے مانگ لو۔ میں نے عرض کیا یا اللہ! میری امت کو بخش دے۔ یا اللہ! میری امت کو بخش دے (یہ دو ہوئیں) اور تیسری میں نے اس دن کیلئے اٹھا رکھی ہے جس دن تمام خلق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۰۵) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ خبر دی مجھے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ وہ مسجد کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَرَأَ قِرَاءَةً وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ. [راجع: ١٩٠٤]

ایک قراءت پڑھی۔ باقی سارا قصہ ذکر کیا جیسے ابن نمیر کی روایت سے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٩٠٦) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ قَالَ: فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا. [راجع: ١٩٠٤]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ بنی غفار کے تالاب پر تھے۔ ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور بخشش چاہتا ہوں اور میری امت اس کی طاقت نہ رکھے گی۔'' پھر دوبارہ ان کے پاس آئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو دو حرفوں پر قرآن پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے عرض کیا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عفو اور بخشش چاہتا ہوں اور میری امت سے یہ نہ ہو سکے گا۔'' پھر تیسری بار آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت کو تین حرفوں میں قرآن پڑھاؤ۔ آپ ﷺ نے عرض کیا: ''کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کا عفو اور اس کی بخشش چاہتا ہوں اور میری امت سے یہ نہ ہو سکے گا۔'' پھر وہ چوتھی بار آئے اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت کو قرآن سات حرفوں پر پڑھاؤ اور ان حرفوں میں سے جس حرف پر پڑھیں گے وہ ٹھیک ہوگا۔

(١٩٠٧) وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٩٠٤]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور بیان کی ہم سے یہ روایت عبیداللہ بن معاذ نے ان سے ان کے باپ نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مثل اس روایت کے۔

بَابُ تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ وَاجْتِنَابِ الْهَذِّ وَهُوَ الْإِفْرَاطُ فِي السُّرْعَةِ وَإِبَاحَةِ سُورَتَيْنِ فَأَكْثَرَ فِي رَكْعَةٍ.

باب: قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا بیان۔

(١٩٠٨) عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ أَلِفًا تَجِدُهُ أَمْ يَاءً مِنْ مَاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ أَوْ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ؟ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ: وَكُلٌّ

ابو وائل نے کہا: ایک آدمی آیا جس کو نہیک بن سنان کہتے تھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا اے ابو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ! آپ ﷺ اس حرف کو الف پڑھتے ہیں یا یاء یا۔ من ماء غیر اٰسن یا من ماء غیر یاسن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سارے قرآن مجید کو یاد کیا ہے سوائے اس حرف کے؟ اس نے پھر کہا کہ میں مفصل کی تمام سورتیں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْآنِ قَدْ أَحْصَيْتَ غَيْرَ هٰذَا؟ قَالَ: إِنِّي لَأَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ إِنَّ أَقْوَامًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَلٰكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيهِ نَفَعَ إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلٰوةِ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَامَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَخَلَ عَلْقَمَةُ فِي إِثْرِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: قَدْ أَخْبَرَنِي بِهَا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ. [بخاري: ٤٩٩٦؛ ترمذي: ٦٠٢؛ نسائي: ١٠٠٤]

رکعت میں پڑھتا ہوں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا ہانکتا ہے جیسے شعریں جلدی جلدی ہانکی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں اترتا۔ مگر قرآن کا یہ قاعدہ ہے کہ جب دل میں اترتا ہے اور جمتا ہے تب نفع دیتا ہے۔ نماز میں افضل رکن رکوع اور سجدہ ہے اور میں ان ایک سے دو سورتوں کو پہچانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ ایک ایک رکعت میں دو دو ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور علقمہ ان کے پیچھے داخل ہوئے اور کہا کہ مجھے خبر دی اس کی' ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا کہ ایک مرد قبیلہ بنی بجیلہ کا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نہیک بن سنان نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ نے جو یہ کہا کہ تو نے سارے قرآن کو یاد کیا سوائے اس حرف کے یہ گویا اس کے جواب سے کنارہ کیا اس لیے معلوم کیا کہ اس کو سوال کرنے سے کچھ بہتری مقصود نہ تھی اور شعر کا پڑھنا جلدی جلدی مراد ہے نہ کہ گانا۔ اور ترنم کہ وہ ٹھہر ٹھہر کر ہوتا ہے۔ اور رکوع وسجود کا افضل ہونا یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے ورنہ مرفوع حدیث میں آ چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "افضل نماز وہی ہے جس میں قیام لمبا ہو۔" اور جو سورتیں رسول اللہ ﷺ ملا کر ایک ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے وہ ابوداؤد کی روایت میں یوں وارد ہیں کہ سورۂ رحمن اور والنجم ایک رکعت میں، اور اقتربت اور الحاقہ ایک میں، اور طور اور ذاریات ایک میں، اور واقعہ اور نون ایک میں، اور سأل سائل اور والنازعات ایک میں، اور ویل للمطففین اور عبس ایک میں، اور مدثر اور مزمل ایک میں، اور ھل اتیٰ اور لا أُقْسِمُ ایک میں، اور عمّ اور مرسلات ایک میں، اور دخان اور اذا الشمس کورت ایک میں اور ان کو مفصل اس لئے کہتے ہیں کہ جدا جدا ہیں۔ اور قرآن کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے سبع طوال یعنی سات سورتیں لمبی ہیں۔ پھر ذوات مئین اور وہ سورتیں ہیں جن میں ایک سو آیت کے قریب ہیں پھر مثانی ہیں پھر مفصل۔ اور مفصل کی ابتدا میں اختلاف ہے بعض نے کہا: قتال سے آخر تک مفصل ہے۔ بعض نے کہا: حجرات سے۔ کسی نے کہا ق سے۔

(١٩٠٩) عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ يُقَالُ لَهُ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَجَاءَ عَلْقَمَةُ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ سَلْهُ عَنِ النَّظَائِرِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِي تَأْلِيفِ عَبْدِاللّٰهِ. [راجع: ١٩٠٨]

ابو وائل نے کہا کہ ایک مرد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس نہیک بن سنان نام کا آیا۔ پھر حدیث بیان کی وکیع کی روایت کے مثل (یعنی جیسے اوپر گزری) مگر اتنا فرق ہے۔ پھر علقمہ آئے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے کہا کہ آپ ان سورتوں کو پوچھ لو جو ایک رکعت میں نبی ﷺ دو، دو پڑھتے تھے سو وہ گئے اور ان سے پوچھا اور پھر ہمارے پاس آ کر کہا وہ بیس سورتیں ہیں کہ دس رکعات میں پڑھی جاتی تھیں مفصل میں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جمع کیے ہوئے مصحف میں۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۱۰) عَنِ الْاَعْمَشِ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمَا وَقَالَ: اِنِّیْ لَاَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ یَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِثْنَیْنِ فِیْ رَكْعَةٍ عِشْرِیْنَ سُوْرَةً فِیْ عَشْرِ رَكَعَاتٍ. [راجع: ۱۹۰۸]

(۱۹۱۱) عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ: غَدَوْنَا عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ یَوْمًا بَعْدَمَا صَلَّیْنَا الْغَدَاةَ فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ فَاَذِنَ لَنَا قَالَ: فَمَكَثْنَا بِالْبَابِ هُنَیَّةً قَالَ: فَخَرَجَتِ الْجَارِیَةُ فَقَالَتْ: اَلَا تَدْخُلُوْنَ؟ فَدَخَلْنَا فَاِذَاهُوَ جَالِسٌ یُسَبِّحُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا وَقَدْ اُذِنَ لَكُمْ؟ فَقُلْنَا: لَا اِلَّا اَنَّا ظَنَنَّا اَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْبَیْتِ نَائِمٌ قَالَ: ظَنَنْتُمْ بِاٰلِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ غَفْلَةً قَالَ: ثُمَّ اَقْبَلَ یُسَبِّحُ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ: یَا جَارِیَةُ! انْظُرِیْ هَلْ طَلَعَتْ؟ قَالَ: فَنَظَرَتْ فَاِذَا هِیَ لَمْ تَطْلُعْ فَاَقْبَلَ یُسَبِّحُ حَتّٰی اِذَا ظَنَّ اَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ قَالَ: یَا جَارِیَةُ! انْظُرِیْ هَلْ طَلَعَتْ؟ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هِیَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا هٰذَا. فَقَالَ مَهْدِیٌّ: وَاَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَمْ یُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ كُلَّهُ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ اِنَّا لَقَدْ سَمِعْنَا الْقَرَائِنَ وَاِنِّیْ لَاَحْفَظُ الْقَرَائِنَ الَّتِیْ كَانَ یَقْرَؤُهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَیْنِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ. [بخاری: ۵۰۴۳]

اعمش نے اسی اسناد سے مثل روایت ان دونوں راویوں کے (یعنی جن کی روایتیں اوپر گزریں) اس میں یہ ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان نظائر کو پہچانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور وہ بیس سورتیں ہیں کہ دس رکعتوں میں پڑھتے تھے۔

ابووائل نے کہا کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازہ پر ہم نے سلام کیا۔ انہوں نے اجازت دی مگر ہم دروازہ پر ذرا ٹھہر گئے تب ایک لونڈی نکلی اور اس نے کہا: تم آتے نہیں؟ غرض ہم اندر گئے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے تسبیح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب تم کو اجازت دی گئی تو تم کیوں نہیں آئے؟ ہم نے کہا: کچھ اور سبب نہ تھا صرف یہ خیال ہوا کہ گھر والوں میں سے کوئی سوتا ہو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے ام عبد (یہ ان کی والدہ کا نام ہے) کے بیٹے کے گھر والوں کے ساتھ غفلت کا گمان کیا، (سبحان اللہ! یہ گمان کرنا ان کو برا معلوم ہوا اور یہاں ہزاروں کا حال یہ ہے کہ پہروں چڑھے تک خواب خرگوش میں ہیں) غرض وہ پھر تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ گمان ہوا کہ آفتاب نکل آیا تب انہوں نے لونڈی سے فرمایا کہ دیکھو تو سہی کیا سورج نکل آیا؟ اس نے دیکھ کر کہا کہ ابھی نہیں۔ پھر وہ تسبیح کرنے لگے (اس سے معلوم ہوا کہ خبر ایک شخص کی قبول ہے اور خبر عورت کی بھی مقبول ہے اور گمان پر عمل کرنا روا ہے اگرچہ حصول یقین کا ممکن ہو اس لیے کہ عبداللہ نے اس کے قول پر عمل کیا اگرچہ ممکن تھا کہ خود اٹھ کر سورج کو دیکھ لیں) یہاں تک کہ پھر گمان ہوا کہ سورج نکل آیا، پھر کہا: اے چھوکری دیکھ سورج نکلا، پھر اس نے دیکھا تو نکل چکا تھا۔ تب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں کہ جس نے ہم کو آج کے دن معاف کر دیا اور مہدی (جو راوی ہیں) اس نے کہا: میں خیال کرتا ہوں کہ شاید یہ بھی کہا: اور ہلاک نہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم کو بسبب ہمارے گناہوں کے۔ ہم لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے ساری مفصل کی سورتیں پڑھیں آج شب کو۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے پڑھا ایسا جیسا کوئی شعروں کو پڑھتا ہے۔ ہم نے بے شک قرآن سنا ہے اور ہم کو یاد ہیں وہ جوڑیں ملی ہوئی سورتیں جن کو رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پڑھا کرتے تھے اور وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل کی اور دو سورتیں ہیں جن کے سرے پر حٰمٓ کا لفظ ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(١٩١٢) عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ.

شقیق نے کہا: ایک شخص بنی بجیلہ کا جسے نہیک بن سنان کہتے ہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں سب مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا پڑھتا ہے جیسے کوئی شعروں کو پڑھتا ہو۔ میں جانتا ہوں ان سورتوں کو کہ رسول اللہ ﷺ ان سے دو دو کو ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٩١٣) عَنْ أَبِي وَائِلٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ: إِنِّي قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ كُلَّهُ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ: فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. [بخاري: ٧٧٥؛ نسائي: ١٠٠٤]

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہنے لگا کہ میں نے آج رات ایک رکعت میں ساری مفصل سورتیں پڑھی ہیں (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو نے شعر کی طرح پڑھا ہوگا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان شمائل سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی اکرم ﷺ ملا کر پڑھتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیس سورتیں مفصلات میں سے ذکر کیں ایک ایک رکعت میں دو دو سورتیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقِرَاءَاتِ.

باب: قراءات کا بیان۔

(١٩١٤) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ أَذَالًا أَمْ دَالًا؟ قَالَ: بَلْ دَالًا سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ﴿مُدَّكِرٍ﴾ دَالًا. [بخاري: ٣٣٤١، ٣٣٤٥، ٤٨٦٩، ٤٨٧٠، ٤٨٧١، ٤٨٧٢، ٤٨٧٤؛ ابوداود: ٣٩٩٤؛ ترمذي: ٢٩٣٧]

ابی اسحاق نے کہا میں نے دیکھا ایک شخص کو کہ اس نے اسود بن یزید سے پوچھا اور وہ مسجد میں قرآن پڑھاتے تھے کہ تم ﴿مُدَّكِرٍ﴾ میں دال پڑھتے ہو یا ذال۔ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دال سنی ہے اور وہ ﴿هَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دال سنی ہے (یعنی جس میں نقطہ نہیں)۔

○ ○ ○ ○

(١٩١٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾. [راجع: ١٩١٤]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ پڑھتے تھے (یعنی دال کے ساتھ)۔

○ ○ ○ ○

(١٩١٦) عَنْ عَلْقَمَةَ ﷺ قَالَ: قَدِمْنَا الشَّامَ

علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم شام کو گئے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَاَتَانَا اَبُو الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: اَفِيكُمْ اَحَدٌ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ اَنَا قَالَ: فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَاللّٰهِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ؟ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝﴾ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ۝﴾ قَالَ: وَاَنَا وَاللّٰهِ! هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَؤُهَا وَلٰكِنَّ هٰؤُلَآءِ يُرِيْدُوْنَ اَنْ اَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ فَلَا اُتَابِعُهُمْ.

اور کہا تم میں کوئی عبداللہ کی قراءت پڑھنے والا ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں ہی ہوں۔ انہوں نے کہا: کیوں کر سنا تم نے اس آیت کو عبداللہ کو پڑھتے ہوئے؟ ﴿والیل اذا یغشی﴾ میں نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے ﴿والیل اذا یغشی والذکر والا نثی﴾ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی پڑھتے سنا ہے اور یہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ﴿وما خلق الذکر والا نثی﴾ تو میں ان کی نہیں مانتا۔

[بخاری: ۴۹۴۳، ۴۹۴۴؛ ترمذی: ۲۹۳۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مازری رحمہ اللہ نے کہا ہے: ایسی روایتوں میں یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ قراءتیں اول تھیں پھر منسوخ ہو گئیں۔ اور جن لوگوں کو اس کے نسخ کی خبر نہیں پہنچی وہ معذور ہیں جو پہلی طرح پڑھتے رہے اور ظہور مصحف عثمانی تک ایسا اتفاق ہوا ہے۔ پھر جب مصحف عثمانی کہ باتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم بحذف قراءت منسوخہ شائع ہو گیا۔ پھر کسی نے اس کا اختلاف نہیں کیا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بعض روایات اسی طرح کی ثابت ہوئیں مگر وہ اہل نقل کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچیں اور جو ہمارے قول کے مخالف ثابت ہو وہ محمول ہے اس پر کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے مصحف میں بعض احکام اور تفسیر بھی لکھ لیا کرتے تھے جس کو وہ خود بھی جانتے تھے کہ یہ قرآن نہیں ہے اور اس بات کا اعتقاد نہ رکھتے تھے کہ قرآن کیساتھ اور چیز لکھنا حرام ہے گویا صحیفہ ان کا یادداشت کی بیاض تھی کہ جو چاہتے تھے لکھ لیتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کیساتھ کسی اور چیز کو لکھنا حرام جانتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ ایک مدت کے بعد لوگ سب کو قرآن جاننے لگیں غرض اس مسئلہ فقہیہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا کہ کچھ تفسیر وغیرہ اثنائے قرآن میں جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ جو مروی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مصحف میں معوذتین نہ تھی۔ وجہ اس کی یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سبب کمال شہرت کے اس کو چھوڑ دیا ہو اور سارے قرآن کی کتابت کا التزام نہ کیا ہو اپنے حافظہ کے اعتماد کی وجہ سے اس کے لکھنے کی حاجت نہ سمجھی ہو۔

(۱۹۱۷) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: اَتٰى عَلْقَمَةُ الشَّامَ فَدَخَلَ مَسْجِدًا فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ قَامَ اِلٰى حَلْقَةٍ فَجَلَسَ فِيْهَا قَالَ: فَجَآءَ رَجُلٌ فَعَرَفْتُ فِيْهِ تَحَوُّشَ الْقَوْمِ وَهَيْئَتَهُمْ قَالَ: فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ ثُمَّ قَالَ: اَتَحْفَظُ كَمَا كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقْرَأُ؟ فَذَكَرَ بِمِثْلِهٖ. (راجع: ۱۹۱۶)

ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ علقمہ شام آئے اور مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں نماز پڑھی پھر ایک گروہ کی طرف آئے اور ان میں بیٹھ گئے پھر ایک آدمی آیا تو میں نے محسوس کیا کہ ان لوگوں سے ناراض ہے وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور پوچھا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کس طرح پڑھتے تھے؟ آگے وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۱۸) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لِيْ: مِمَّنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: مِنْ اَيِّهِمْ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ: هَلْ تَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَاقْرَأْ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ: فَقَرَاْتُ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا

علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا۔ انہوں نے کہا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے کہا: عراق کا۔ انہوں نے کہا: کس شہر کے؟ میں نے کہا: کوفہ کا۔ انہوں نے کہا: تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا: والیل تو پڑھو۔ میں نے ﴿والیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والا نثی﴾ پڑھا تو وہ ہنس دیئے اور کہا: میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی پڑھتے سنا ہے۔

محمد اسحاق ایوب السلفی متنوع منفرد موضوعاتی مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ﴾ قَالَ: فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا.

[راجع: ١٩١٦]

○ ○ ○ ○

مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور روایت کی ہم سے محمد بن مثنیٰ نے، ان سے عبدالاعلیٰ نے، ان سے داؤد نے، ان سے عامر نے، ان سے علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہ آیا میں شام کو اور ملا میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور ذکر کی حدیث مثل حدیث ابن علیہ کے۔

(١٩١٩) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: اَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ. [راجع: ١٩١٦]

بَابُ الْاَوْقَاتِ الَّتِيْ نُهِيَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْهَا.

باب: جن وقتوں میں نماز ممنوع ہے ان کا بیان۔

(١٩٢٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. [نسائي: ٥٦٠]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا جب تک سورج نہ ڈوبے اور اسی طرح صبح کی نماز کے بعد جب تک آفتاب نہ نکلے۔

○ ○ ○ ○

(١٩٢١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَكَانَ اَحَبَّهُمْ اِلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

[بخاري: ٥٨١؛ ابوداود: ١٢٧٦؛ ترمذي: ١٨٣؛ نسائي: ٥٦١؛ ابن ماجه: ١٢٥٠]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنا میں نے کئی اصحاب رسول اللہ ﷺ سے کہ ان میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور وہ سب سے زیادہ میرے پیارے ہیں کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے نماز سے بعد نماز فجر کے جب تک سورج نہ نکلے اور بعد نماز عصر کے جب تک آفتاب نہ ڈوبے۔

○ ○ ○ ○

(١٩٢٢) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ وَهِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْسُ. [راجع: ١٩٢١]

روایت ہے قتادہ سے اسی اسناد سے مگر اتنا فرق ہے کہ سعید اور ہشام نے یوں روایت کیا بعد الصبح حتی تشرق الشمس یعنی صبح کے بعد حتی کہ آفتاب چمک جائے۔

(١٩٢٣) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)). [بخاري: ٥٨٦؛ نسائي: ٥٦٦]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۲٤) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا)).

[بخاری: ۵۸۲، ۵۸۵؛ نسائی: ۵۶۲]

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسا نہ کرے کہ اور وقت چھوڑ کر طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھے اور نہ غروب کے وقت۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ)).

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنا زیادہ ہے اس لیے کہ ''آفتاب شیطان کے سینگوں کے بیچ میں نکلتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۲٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ)).

[بخاری: ۵۸۳؛ نسائی: ۵۷۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نکل آئے کنارہ سورج کا تو نماز میں تاخیر کرو یہاں تک کہ خوب صاف ہو جائے اور جب غائب ہو جائے کنارہ آفتاب کا نماز میں دیر کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب غائب ہو جائے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۲۷) عَنْ أَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَخْمَصِ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) وَالشَّاهِدُ: النَّجْمُ. [نسائی: ۵۲۰]

ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی مخمص میں (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور فرمایا: ''یہ نماز تم سے اگلوں کے سامنے پیش کی گئی اور انہوں نے اس کو ضائع کیا۔ پھر جو اس کی حفاظت کرے اس کو دوگنا ثواب ہوگا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ شاہد نہ نکلے'' اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے عصر کی نماز کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور اس کی حفاظت یہ ہے کہ اول وقت ادا کریں اور وقت مکروہ نہ آنے دیں۔ اور شیطان کے سینگوں سے بعض نے کہا کہ اس کا گروہ اور لشکر مراد ہے اور بعض نے کہا: اس کا غلبہ اور قوت اور انتشار فساد مراد ہے۔ اور بعض نے کہا: سینگوں سے سر کے دو کنارے مراد ہیں اور یہ قول اپنے ظاہر ہی پر ہے اور یہی بات قوی ہے اور وہ اپنا سر اس واسطے سورج کے قریب لاتا ہے کہ جو لوگ اس کو سجدہ کریں وہ شیطان کو پوجیں اور آپ معبود نا بہبود بن بیٹھے اور سورج کے پوجنے والے اسی وقت اس کو سجدہ اور عبادت کرتے ہیں اس لیے اس وقت نماز مکروہ ہوئی۔ اور جو لوگ بسبب تقلید ملاعین فلاسفہ کے ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں وہ اپنی عقل کو اللہ اور رسول ﷺ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ پھر اس سے زیادہ بڑھ کر دنیا میں کوئی بے عقلی نہیں۔

(۱۹۲۸) عَنْ أَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۱۹۲۷]

ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور بیان کی روایت مثل روایت بالا کے۔

(۱۹۲۹) عَنْ مُوْسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رضي الله عنه يَقُوْلُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ

موسیٰ بن علی نے کہا: روایت کی مجھ سے میرے باپ نے، کہا: سنا میں نے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تین گھڑیوں (وقتوں) میں ہم کو نماز سے روکتے تھے اور مردوں کے دفن سے۔ ایک تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ. [ابوداود: ۳۱۹۲؛ ترمذی: ۱۰۳۰؛ نسائی: ۵۵۹، ۵۶۴، ۲۰۱۲؛ ابن ماجہ: ۱۵۱۹]

جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دوپہر ہو جب تک کہ زوال نہ ہو جائے۔ تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے جب تک کہ پورا ڈوب نہ جائے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ.

(۱۹۳۰) عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوعَمَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ: وَلَقِيَ شَدَّادٌ أَبَا أُمَامَةَ وَ وَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَضْلًا وَخَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ ﷺ: كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: ((أَنَا نَبِيٌّ)) قُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: ((أَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ)) فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ)) قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قَالَ: وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُوبَكْرٍ وَبِلَالٌ ﷺ مِمَّنْ آمَنَ بِهِ. فَقُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ: ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرَى حَالِي

باب: عمرو بن عبسہ کا اسلام قبول کرنا۔

عکرمہ بن عمار نے روایت کی شداد بن عبداللہ ابوعمار اور یحییٰ بن ابی کثیر سے یہ دونوں راوی ہیں ابی امامہ سے کہ عمرو بن عبسہ ﷺ نے جو قبیلہ بنی سلم سے ہیں انہوں نے کہا کہ میں جاہلیت میں یقین کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں اور کسی راہ پر نہیں۔ اور وہ لوگ سب بتوں کو پوجتے تھے (یعنی چبوتروں کو یا مقاموں کو جیسے یہاں امام وغیرہ کے امام باڑہ چبوترے مشرک بنا لیتے ہیں) غرض انہوں نے کہا کہ میں نے خبر سنی ایک شخص کی کہ مکہ میں ہے اور وہ بہت سی خبریں دیتا ہے اور میں اپنی سواری پر بیٹھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ ان دنوں چھپے ہوئے تھے اور ان کی قوم ان کے اوپر غالب اور مسلط تھی۔ پھر میں نے نرمی کی (یعنی حیلہ وغیرہ) اور میں مکہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کون ہیں؟ فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے عرض کیا نبی کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔'' میں نے کہا: آپ ﷺ کو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پیغام دیا ہے، ناتے داروں سے نیکی کرنے کا اور بتوں کے توڑنے کا اور اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا۔'' میں نے آپ ﷺ سے پھر عرض کیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کون ہیں اس دین پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' راوی نے کہا اور ان دنوں میں آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر اور بلال ﷺ تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِيْ قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِيْ)) قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلٰى أَهْلِيْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَكُنْتُ فِيْ أَهْلِيْ فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِّنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَعْرِفُنِيْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ أَنْتَ الَّذِيْ لَقِيْتَنِيْ بِمَكَّةَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطٰنٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطٰنٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِيْ عَنْهُ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا

''ان دنوں تم سے نہ ہو سکے گا۔ کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھتے مگر تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ پھر جب سنا کہ میں غالب ہو گیا تو میرے پاس آنا۔'' انہوں نے کہا: میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے اور میں نے پوچھا کہ کیوں جی ان صاحب نے کیا کیا جو مدینہ میں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں اور ان کی قوم نے ان کو مار ڈالنا چاہا مگر کچھ نہ کر سکے۔ پھر میں مدینہ آیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تم وہی ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے۔'' میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! مجھے بتاؤ جو اللہ نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے اور میں نہیں جانتا اور مجھے نماز سے خبر دو۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھو۔ پھر نماز سے بچو یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہو جائے، اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں (پھر اگر تم بھی نماز پڑھو گے تو ان سے مشابہت ہو گی) پھر جب آفتاب بلند ہو جائے نماز پڑھو کہ اس وقت کی نماز کی کرامات کا تین گواہی دیں گے اور فرشتے حاضر ہوں گے (یعنی مقبول ہو گی) یہاں تک کہ پھر سایہ نیزہ کا اس کے سر پر آ جائے (یعنی ٹھیک دوپہر ہو) تو پھر نماز نہ پڑھو اس لیے کہ اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے۔ پھر جب یہ سایہ آ جائے (یعنی سورج ڈھلے) پھر نماز پڑھو اس لیے کہ اس نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے یہاں تک کہ پڑھو تم عصر کو۔ پھر رکے رہو نماز سے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے اس لیے کہ وہ ڈوبتا ہے شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں۔ اور اس وقت کافر بھی اسے سجدہ کرتے ہیں۔'' پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اب وضو بھی فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے کہ وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر گر جاتے ہیں اس سے چہرہ اور منہ اور نتھنوں کے سب گناہ۔ پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسا اللہ نے حکم کیا ہے تو گر جاتے ہیں اس کے چہرہ کے گناہ اس پانی کے ساتھ۔ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ)) فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثَ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ: يَا عَمْرَو ابْنَ عَبَسَةَ! انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَاقْتَرَبَ اَجَلِيْ وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِهٖ اَبَدًا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے کہنیوں تک تو گر جاتے ہیں دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ۔ پھر سر کا مسح کرتا ہے تو گر جاتے ہیں اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کی نوکوں سے پانی کے ساتھ۔ پھر اپنے دونوں پیر دھوتا ہے ٹخنوں تک تو گر جاتے ہیں دونوں پیروں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ۔ پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی تعریف کی اور خوبیاں بیان کیں اور بڑائی کی جیسی کہ اس کی شان کو لائق ہے اور اپنے دل کو خاص اسی کے لیے اس کے غیر سے خالی کیا تو وہ بے شک اپنے گناہوں سے ایسا صاف ہو گیا گویا اس کی ماں نے آج ہی جنا ہے۔'' پھر یہ حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی جو صحابی تھے رسول اللہ ﷺ کے تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا کہتے ہو کہیں ایک جگہ میں آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے؟ (یعنی تمہارے بیان میں کچھ فرق ہے) تب عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو امامہ! میں بوڑھا ہوں اور میری ہڈیاں گل گئیں اور موت کے کنارے ہو چکا، پھر مجھے کیا ضرورت جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھوں۔ اگر میں اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے ایک دو تین بار، سات بار تک سنتا تو بھی کبھی بیان نہ کرتا مگر میں نے اس سے بھی زیادہ بار سنا ہے (جب یہ بیان کیا۔ غرض یہ ہے کہ خوب تحقیق رکھتا ہوں نہ یہ کہ سات بار سے کم اگر سنے تو روایت روا نہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا.

باب: سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز میں جلدی نہ کرو۔

(۱۹۳۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: وَهِمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُتَحَرّٰى طُلُوْعُ الشَّمْسِ وَ غُرُوْبُهَا. [نسائی: ۵۶۹]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو اس سے منع کیا ہے کہ کوئی طلوع اور مغرب کے وقت نماز پڑھے۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اس واسطے فرمایا کہ انہوں نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ دو رکعت عصر کے بعد ادا کرتے تھے۔ اور جو روایت کی عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کیا ہے اور اس کی خبر کئی راویوں نے دی ہے اور ان دونوں راویوں میں تطبیق اس طور پر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ صبح کی نماز کی عادت ہمیشہ ایسے وقت پر نہ کرے کہ آفتاب نکل رہا ہو اور وقت ادا کرنے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور جن روایتوں میں نہی وارد ہوئی ہے ان سے وہ نمازیں مراد ہیں جو بلاسبب پڑھی جاتی ہیں یعنی نوافل وغیرہ۔

(۱۹۳۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ يَدَعْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَتُصَلُّوْا عِنْدَ ذٰلِكَ)).

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑیں دو رکعتیں بعد عصر کے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خاص کر اپنی نمازوں کو طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پڑھنے کی عادت مت کرو کہ ہمیشہ اسی وقت ادا کیا کرو۔''

بَابُ مَعْرِفَةِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ.

باب: عصر کے بعد نبی ﷺ جو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان کا بیان۔

(۱۹۳۳) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہم اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ: اِنَّا اُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: وَكُنْتُ اَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ النَّاسَ عَنْهَا قَالَ كُرَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ فَقَالَتْ: سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ اِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا اَمَّا حِيْنَ صَلَّاهُمَا فَاِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ: قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ

کریب جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم ان سب نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے ان کی خدمت میں سلام عرض کرو اور ان دو رکعتوں کا حال پوچھو جو بعد عصر کے پڑھی جاتی ہیں اور یہ عرض کرو کہ ہم کو خبر پہنچی ہے کہ آپ پڑھتی ہیں اور یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو اس کے پڑھنے سے باز رکھتا تھا (اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کو ضروری ہے کہ رعیت کو خلاف شرع باتوں اور بدعتوں سے روکے اور باز رکھے) کریب نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ بات پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو (اس سے معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر معلوم ہو کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو سائل کو اس کے پاس بھیج دے اور اس سے حسد نہ کرے) پھر میں ان لوگوں کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کی ان کو خبر دی۔ (اس سے پیغام لے جانے والے کا ادب معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی رائے سے تصرف نہیں کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جائیں بلکہ جنہوں نے بھیجا تھا ان کو اطلاع دے دی) پھر ان لوگوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا وہی پیغام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُوْلِيْ لَهُ: تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَسْمَعُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا؟ فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِيْ عَنْهُ قَالَتْ: فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا ابْنَةَ أَبِيْ أُمَيَّةَ! سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ)). (بخاری: ۱۲۳۳، ۱۴۳۷ ابوداود: ۱۲۷۳)

دے کر جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس میں لے گیا تھا۔ تب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سنا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ منع کرتے تھے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو پڑھتے دیکھا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو پڑھتے دیکھا اور آپ ﷺ عصر پڑھ چکے تھے اور میرے گھر میں آئے اور میرے پاس قبیلہ بنی حرام انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں تو میں نے ایک لڑکی کو بھیجا اور اس سے کہا کہ تم حضرت کے بازو کھڑی رہنا اور ان سے عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزارش کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں سنتی تھی کہ آپ ﷺ ان رکعتوں سے منع فرماتے تھے اور پھر آپ ﷺ کو پڑھتے دیکھتی ہوں (اس سے معلوم ہوا کہ جب اپنے پیشوا سے کوئی خلاف دیکھے تو سوال کرے ادب سے۔ اگر وہ بھول گیا ہوگا تو اس سے باز آئے گا ورنہ اس کی حکمت بیان کرے گا) پھر اگر آپ ﷺ تمہاری طرف اشارہ کریں ہاتھ سے تو پیچھے کھڑی رہنا (معلوم ہوا کہ اشارہ کرنے سے نماز نہیں جاتی) ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر اس لڑکی نے ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب آپ ﷺ پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بیٹی ابو امیہ کی تم نے ان رکعتوں کا حکم پوچھا جو عصر کے بعد میں نے پڑھیں۔ اسکا سبب یہ تھا کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ اسلام لائے تھے اور اپنی قوم کا پیغام تو میں ان میں مشغول رہا اور ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا وہ یہی تھیں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے ہوئے۔ اول یہ کہ ظہر کے بعد دو رکعت ثابت ہوئی۔ دوسرے جب سنت روزمرہ کی قضا ہو اس کی ادا مستحب ہے اور شافعیہ کے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے۔ اور ثابت ہوا کہ جو نماز کسی سبب سے قضا ہو وہ اوقات مکروہہ میں بھی جائز ہے برخلاف اس کے جس کا کوئی سبب نہ ہو کہ وہ مکروہ ہے جیسا ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ صلوٰۃ لیل و نہار کی دو دو رکعت ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ اور معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں جمع ہوں تو جس میں مصلحت زیادہ ہو اس کو اختیار کریں جیسے آپ نے ظہر کی سنت کو چھوڑ دیا اور قوم کی ہدایت کو مقدم رکھا اس لیے کہ اسلام کسی قوم کا ایک شخص کی سنت سے اولیٰ ہے۔

(۱۹۳٤) عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْهِمَا

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ان دو رکعتوں کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد پڑھتے تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر ایک بار آپ ﷺ کو کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَثْبَتَهَا.

کام ہو گیا یا بھول گئے تو عصر کے بعد پڑھی۔ اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو ہمیشہ پڑھا کرتے پھر اسکو بھی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِي دَاوَمَ عَلَيْهَا.

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دو رکعتیں عصر کے قبل کی سنت ہیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو ظہر کی سنت سمجھنا چاہیے تاکہ سب روایتوں میں تطبیق ہو جائے اور سنت ظہر کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ عصر کے قبل پڑھی جاتی ہیں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا بہت صحیح ہے۔

(۱۹۳۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں میرے ہاں کبھی نہیں چھوڑی تھیں۔

(۱۹۳۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلَوَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي قَطُّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [بخاری: ۵۹۲؛ نسائی: ۵۷۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ دو نمازیں تو رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں کبھی ترک نہیں کیں نہ چھپے نہ کھلے دو رکعتیں فجر سے پہلے اور دو عصر کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۳۷) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي كَانَ يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [بخاری: ۵۹۳؛ ابوداود: ۱۲۷۹؛ نسائی: ۵۷۵]

ابو اسحاق نے اسود اور مسروق سے روایت کی کہ دونوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کی باری جس دن میرے گھر میں ہوتی اس دن ضرور دو رکعت پڑھتے یعنی عصر کے بعد کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ظہر کی جب سے رہ گئیں اور بعد عصر کے ایک بار پڑھی جب سے مداومت کی اور فجر کی تو ہمیشہ پڑھتے ہی تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ.

باب: نماز مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے پڑھنے کا بیان۔

(۱۹۳۸) عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ؟ فَقَالَ: كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَضْرِبُ الْأَيْدِيَ عَلَى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

مختار بن فلفل نے کہا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان نفلوں کے بارے میں پوچھا جو عصر کے بعد پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ مارتے تھے نماز پر جو لوگ بعد عصر کے پڑھتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو رکعت پڑھتے تھے بعد غروب آفتاب کے نماز مغرب سے پہلے، سو میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. [ابوداود: ١٢٨٢]

یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو پڑھتے ہوئے دیکھا کرتے تھے اور نہ اس کا حکم کرتے (یعنی بطریق وجوب کے) اور نہ اس سے منع فرماتے تھے۔

فائدہ: اس روایت سے مغرب کی اذان اور فرض کے بیچ میں دو رکعتوں کا مستحب ہونا ثابت ہوا اور یہی صحیح ہے کہ یہ مستحب ہیں اور ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی مثل احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کے اس کو مستحب کہا ہے اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو مستحب نہ جانتے تھے۔ اور اسی طرح کہا مالک رحمہ اللہ اور اکثر فقہا نے اور نخعی رحمہ اللہ نے ان کو بدعت کہا ہے مگر یہ روایتیں ان سب پر حجت ہیں۔

(١٩٣٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مدینہ میں ہم لوگوں کی عادت تھی کہ جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تھا سب لوگ ستونوں کی آڑ میں دوڑ کر دو رکعت پڑھتے تھے یہاں تک کہ نیا آدمی اگر مسجد میں آتا تھا جانتا تھا کہ نماز ہو چکی (غرض اس کثرت سے لوگ ان رکعتوں کو پڑھتے تھے)۔

بَابٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ.

باب: اذان اور اقامت کے درمیان نوافل کا بیان۔

(١٩٤٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ)) قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)).

[بخاري: ٦٢٤، ٦٢٧؛ ابوداود: ١٢٨٣؛ ترمذي: ١٨٥؛ نسائي: ٦٨٠؛ ابن ماجه: ١١٦٢]

مغفل کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر اذان اور تکبیر کے درمیان دو رکعت نماز ہے۔ تین بار یہی فرمایا اور تیسری بار فرمایا: جس کا جی چاہے پڑھے۔“ (یعنی مؤکدہ نہیں)۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)).

[راجع: ١٩٤٠]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے نبی ﷺ سے مثل اس کے مگر انہوں نے تیسری بار کی جگہ چوتھی بار روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا جی چاہے۔“

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ.

باب: نماز خوف کا بیان۔

(١٩٤٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَقَامُوْا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أُولٰئِكَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوف کے وقت ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ گروہ چلا گیا اور دشمن کے آگے گروہ اول کی جگہ کھڑا ہوا اور گروہ اول آیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکعت ادا کی۔ پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا اور ہر گروہ نے ایک ایک رکعت اپنی الگ الگ ادا کر لی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةٌ . [بخاری: ٤١٣٣؛ ابوداود: ١٢٤٣؛ ترمذی: ٥٦٤؛ نسائی: ١٥٣٧]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نماز خوف کے باب میں روایتیں بہت ہیں اور سب صورتیں روا ہیں اور افضلیت اور اولیت میں ہر ایک نے ایک صورت پسند کی ہے چنانچہ اس روایت کو اوزاعی اور اصبہب مالکی نے اختیار کیا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت مل کر ادا کے مگر صحیح یہ ہے کہ الگ الگ ادا کی۔

(١٩٤٣) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَوْفِ وَيَقُولُ: صَلَّيْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذَا الْمَعْنٰى.

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی نماز خوف کا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ وَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِبًا أَوْ قَائِمًا تُومِئُ إِيمَاءً.

[بخاری: ٩٤٣؛ نسائی: ١٥٤١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھی بعض دن اس طرح کہ ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک غنیم کے آگے اور آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ لوگ غنیم کی طرف گئے اور دوسرے آئے اور ان کے ساتھ بھی ایک رکعت پڑھی۔ پھر دونوں گروہوں نے اپنی اپنی دوسری رکعت ادا کر لی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو سواری پر یا کھڑے کھڑے اشارہ سے پڑھو۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ: صَفٌّ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ کی نماز خوف میں۔ پھر ہم سب نے دو صفیں کیں حضور ﷺ کے پیچھے اور اس وقت دشمن ہمارے اور قبلہ کے بیچ میں تھا اور حضور ﷺ نے تکبیر اولیٰ کہی اور ہم سب نے بھی، اور حضور ﷺ نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی، پھر آپ ﷺ نے اور ہم نے رکوع سے سر اٹھایا پھر سجدے کو جھکے آپ ﷺ بھی اور وہ صف بھی جو آپ ﷺ کے قریب تھی اور دوسری صف دشمن کے آگے کھڑی رہی۔ پھر جب حضور ﷺ سجدہ کر چکے اور وہ صف بھی جو آپ ﷺ کے قریب تھی کھڑی ہو گئی پیچھے کی صف والے سجدہ میں گئے اور جب کھڑی ہو گئی پیچھے کی صف آگے ہو گئی اور آگے کی پیچھے ہو گئی اور رکوع کیا نبی ﷺ نے اور ہم سب نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا (یعنی دونوں صفوں نے) پھر آپ ﷺ نے اور ہم سب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نُحُورِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ: جَابِرٌ رضي الله عنه: كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هَؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ. [نسائي: ١٥٤٦]

نے سر اٹھایا۔ پھر آپ ﷺ سجدہ میں گئے اور اس صف کے لوگ جو آپ ﷺ کے پاس تھے کہ وہ پہلی رکعت میں پیچھے تھے، سب سجدہ میں گئے اور پچھلی صف دشمن کے روبرو کھڑی رہی (یعنی جو پہلی رکعت میں آگے تھی) پھر جب نبی ﷺ سجدہ کر چکے اور وہ صف جو آپ ﷺ کے پاس تھی، تب پچھلی صف سجدہ میں جھکی اور انہوں نے سجدہ کیا پھر سلام پھیر دیا نبی ﷺ نے اور ہم سب نے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے آج کل تمہارے چوکیدار تمہارے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے تمسک کیا ہے کہ جب دشمن قبلہ کی طرف ہو اسی طرح ادا کریں۔ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک آگے کی صف کا پیچھے ہو جانا اور پیچھے کا آگے ہو جانا جائز ہے جیسا اس روایت میں آ چکا اور اگر اپنی جگہ میں رہیں اور آگے پیچھے نہ ہوں جب بھی روا ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں وارد ہوا ہے۔

(١٩٤٦) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ: الْمُشْرِكُونَ: لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لَا قْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: وَقَالُوا: إِنَّهُ سَتَأْتِيهِمْ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ: صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ: فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَقَامَ الثَّانِي فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جہاد کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں ایک قوم سے قبیلہ بنی جہینہ کی اور وہ بہت لڑے۔ پھر جب ہم ظہر پڑھ چکے مشرکوں نے کہا کاش کہ ہم ان پر ایک بارگی حملہ کرتے تو ان کو کاٹ ڈالتے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی اور حضور ﷺ نے ہم سے ذکر کیا اور مشرکوں نے کہا کہ ان کی اور ایک نماز آتی ہے کہ وہ ان کو اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ پھر جب عصر کا وقت آیا ہم نے دو صفیں باندھ لیں (یعنی آگے پیچھے) اور مشرک قبلہ کی طرف تھے اور تکبیر اولیٰ کہی رسول اللہ ﷺ نے اور ہم سب نے اور رکوع کیا آپ ﷺ نے اور ہم سب نے (یعنی دونوں صفیں رکوع تک شریک رہیں) اور سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے اور پہلی صف نے۔ پھر جب آپ ﷺ اور پہلی صف کھڑی ہو گئی دوسری صف نے سجدہ کیا اور اگلی صف پیچھے اور پچھلی آگے ہو گئی۔ اور اللہ اکبر کہا رسول اللہ ﷺ نے اور ہم نے۔ اور رکوع کیا آپ ﷺ نے اور ہم سب نے بھی۔ اور سجدہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ صف اول نے اور دوسری صف ویسی کھڑی رہی، پھر جب دوسرے بھی سجدہ کر چکے تو سب بیٹھ گئے اور سب کو سلام دیا رسول اللہ ﷺ نے۔ ابو الزبیر نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بات اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: ثُمَّ خَصَّ جَابِرٌ أَنَّ قَالَ: كَمَا يُصَلِّي أُمَرَآؤُكُمْ هٰؤُلَاءِ.

بھی کہی کہ جیسے آج کل یہ تمہارے حاکم کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤٧) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوْا وَتَأَخَّرَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قُدَّامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ.

[بخاری: ٤١٢٩؛ ابوداود: ١٢٣٧، ١٢٣٨، ١٢٣٩، ترمذی: ٥٦٥؛ نسائی: ١٥٣٥؛ ابن ماجه: ١٢٥٩]

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ نماز خوف یوں ادا کی کہ اپنے پیچھے دو صفیں کیں اور اگلی صف جو آپ ﷺ سے قریب تھی، ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور پھر کھڑے رہے یہاں تک کہ جو لوگ آپ ﷺ کے پیچھے تھے انہوں نے ایک رکعت اپنی باقی ادا کر لی پھر وہ پیچھے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ جو آپ ﷺ کے پیچھے تھے انہوں نے ایک رکعت باقی ادا کر لی، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث کو مالک، شافعی اور ابوثور رحمہم اللہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے اور جائز سب صورتیں ہیں جتنی مروی ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

(١٩٤٨) عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ رضي الله عنه عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

[راجع: ١٩٤٧]

صالح بن خوات رضی اللہ عنہ نے ایسے کسی شخص سے روایت کی جس نے نماز خوف پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے دن (ایک غزوہ کا نام ہے اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے پیروں کو پٹھڑے باندھے تھے) کہ ایک گروہ نے صف باندھی اور حضور ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور ایک گروہ غنیم کے آگے رہا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کی صف کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، پھر آپ ﷺ کھڑے رہے اور اس صف والوں نے اپنی نماز پوری پڑھ لی۔ پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے آگے پرا باندھ لیا اور دوسرا گروہ آیا اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت باقی ادا کی۔ پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے ان سب پر سلام کیا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(١٩٤٩) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم ذات الرقاع تک پہنچے (رقاع ایک پہاڑی کا نام ہے) تو ہماری یہ چال تھی کہ جب ہم کسی سایہ دار درخت پر پہنچتے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے پھر ایک دن ایک مشرک آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار ایک درخت میں لٹکی ہوئی تھی اس نے تلوار لے کر میان سے نکال لی اور آپ ﷺ سے کہا کہ کیوں تم مجھ سے ڈرتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَتَخَافُنِيْ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ)) قَالَ: فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ: فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَآئِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا فَصَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ: فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ. [بخاري: ٢٩١٠، ٢٩١٣؛ وانظر في مسلم: ٥٩٥٠]

''نہیں۔'' اس نے کہا: کون تمہیں میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ مجھے بچا سکتا ہے تیرے ہاتھ سے۔'' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو دھمکایا اور اس نے تلوار میان میں کر لی۔ اتنے میں اذان ہوئی نماز کی تو آپ ﷺ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھی اور آپ ﷺ کی چار رکعت ہوئی اور سب کی دو، دو رکعت۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کی اقتدا درست ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اخیر کی دو رکعتوں میں متنفل تھے۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور حکایت کیا گیا ہے یہ مذہب حسن بصری رحمہ اللہ سے۔ اور طحاوی حنفی نے جو دعویٰ کیا کہ یہ روایت منسوخ ہے ان کا دعویٰ مقبول نہیں اس لیے کہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔

(١٩٥٠) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَصَلّٰى بِكُلِّ طَآئِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٩٤٩]

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن نے روایت کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف کی۔ اور پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت اور پھر دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت، تو آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھیں ہر گروہ کے ساتھ دو رکعت۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے وہی مسئلہ ثابت ہوا کہ متنفل کے پیچھے فرض کی نماز روا ہے۔ اور مذہب حنفی اس کے خلاف ہے اور وہ جو خلاف کرتے ہیں محض بے دلیل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجُمُعَةِ
جمعہ کا بیان

فائدہ: جمعہ بضم میم اور بسکون اور بفتح میم سب جائز ہے چنانچہ فراء سے یہی مروی ہے اور واحدی وغیرہ ارباب لغت نے بھی یہی لکھا ہے اور ایام جاہلیت میں جمعہ کے دن کو یوم العروبہ کہتے تھے۔

(۱۹۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)).

عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ”جب ارادہ کرے کوئی تم میں سے کہ جمعہ کی نماز کو آئے تو غسل کر لے۔“

فائدہ: جمعہ کے دن غسل کو بعض لوگوں نے واجب کہا ہے چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے اور ابن منذر نے امام مالک رحمہ اللہ سے یہی نقل کیا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور جمہور سلف اور خلف سے آیا ہے کہ وہ مستحب ہے اور واجب نہیں اور جمہور نے بھی کئی روایتوں سے تمسک کیا ہے چنانچہ ایک مرفوع روایت میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا تو خیر وہ بھی سہی اور جو نہایا تو نہانا افضل ہے۔“

(۱۹۵۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)). [ترمذی: ۴۹۳، نسائی: ۱۴۰۶]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور آپ ﷺ منبر پر تھے کہ ”جو تم میں جمعہ کی نماز کو آئے تو نہا لے۔“

○ ○ ○ ○

(۱۹۵۳) عَنْ سَالِمٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۱۹۵۲]

سالم نے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ دونوں صاحبزادے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس روایت کے۔

(۱۹۵۴) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ. [بخاری: ۸۷۷]

سالم نے ان کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے جو اوپر مذکور ہوا۔

(۱۹۵۵) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَادَاهُ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے راوی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک صحابی، رسول اللہ ﷺ کے آئے (اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا کہ یہ کون سا وقت ہے آنے کا (یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَقَالَ: إِنِّي شُغِلْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ. [بخاری: ۸۷۸]

پہلے سے آنا تھا) تو انہوں نے کہا: مجھے آج کام ہو گیا اور میں گھر میں نہیں گیا تھا کہ اذان سنی تو مجھ سے کچھ نہ ہوا فقط وضو کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف وضو ہی؟ اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم دیتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۵۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَعَرَّضَ بِهِ عُمَرُ فَقَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ النِّدَاءِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوا [أَنَّ] رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ)). [بخاری: ۸۸۸؛ ابوداود: ۳۴۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن جمعہ کا خطبہ لوگوں میں پڑھتے تھے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جو اذان کے بعد دیر لگاتے ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! جب میں نے اذان سنی تو اور کچھ نہیں کیا سوائے وضو کے کہ وضو کیا اور آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف وضو ہی! کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جب کوئی جمعہ کو آئے تو ضرور نہائے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ وُجُوبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ بَالِغٍ مِنَ الرِّجَالِ وَبَيَانِ مَا أُمِرُوا بِهِ.

باب: ہر بالغ مرد پر غسل جمعہ فرض ہونے کا بیان۔

(۱۹۵۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)). [بخاری: ۸۵۸، ۸۹۵، ۲۶۶۵؛ ابوداود: ۳۴۱؛ نسائی: ۱۳۷۶؛ ابن ماجه: ۱۰۸۹؛ وانظر فی مسلم: ۱۹۲۰]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کا نہانا ہر بالغ کو واجب ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۵۸) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْعَبَاءِ وَيُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الرِّيحُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ باری باری آتے تھے اپنے گھروں سے اور مدینہ کے بلند محلوں سے اور عبائیں پہنی تھیں (اونٹوں کے بالوں کی) اور ان پر غبار پڑتا تھا اور بدبو نکلتی تھی۔ انہی میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس دن آپ ﷺ میرے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم آج کے دن نہایا کرو تو خوب ہو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا)). [بخاری: ۹۰۲؛ ابوداود: ۱۰۵۵]

(۱۹۵۹) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ أَهْلَ عَمَلٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ كِفَايَةٌ فَكَانُوا يَكُونُ لَهُمْ نَفَلٌ فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. [بخاری: ۹۰۳؛ ابوداود: ۳۵۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ محنتی تھے اور ان کے پاس نوکر چاکر تو تھے ہی نہیں اس لیے ان میں بدبو آنے لگی تو ان کو حکم دیا گیا کہ جمعہ کے دن نہایا کرو تو خوب ہو۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا بیان۔

(۱۹۶۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ)) إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِي الطِّيبِ: وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ. [بخاری: ۸۸۰ تعلیقاً، ابوداود: ۳۴۴؛ نسائی: ۱۳۷۴، ۱۳۸۲ وانظر فی مسلم: ۱۹۵۷]

عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جوان کو جمعہ کے دن نہانا اور مسواک کرنا ہے اور تھوڑی خوشبو لگانے جتنی ہو سکے۔'' مگر بکیر نے عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے بارے میں کہا: اگرچہ عورت کی خوشبو ہو۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۶۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ طَاوُسٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ؟ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ. [بخاری: ۸۸۵]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کا قول کہ غسل جمعہ کے باب میں تھا۔ تو طاؤس نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ لگائے خوشبو یا تیل اگر اس کی گھر والی کے پاس ہو تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا۔

(۱۹۶۲) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ۱۹۶۱]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: روایت کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے، ان سے محمد بن ابوبکر نے اور کہا: مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی، ہم سے ہارون نے، ان سے ضحاک نے، دونوں نے ابن جریج سے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۶۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَقٌّ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ)). [بخاری: ۸۹۶، ۳۴۸۷؛ نسائی: ۱۳۷۷]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا حق ہے ہر مسلمان پر کہ ہر ہفتہ میں ایک بار نہائے اور اپنا سر اور بدن دھوئے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٩٦٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ)).

[بخاري: ٨٨١؛ ابوداود: ٣٥١؛ ترمذي: ٤٩٩؛ نسائي: ١٣٨٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نہائے جمعہ کے دن جنابت سے (اس میں صاف اشارہ ہے کہ اپنی بی بی سے صحبت بھی کرے) پھر جائے یعنی اول گھڑی میں تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی۔ اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا ایک گائے کی۔ اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا ایک دنبہ کیا۔ اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا ایک مرغی کی۔ اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے ایک انڈا قربان کیا۔ پھر جب امام نکل آیا (یعنی خطبہ پڑھنے لگا) تو فرشتے (یعنی حاضری نویس جو مسجد کے دروازے پر حاضری لکھتے تھے) وہ مسجد میں حاضر ہو گئے اور خطبہ سننے لگے۔'' (غرض اس وقت جو آیا اس کی حاضری نہیں لکھی گئی اور آنے کے ثواب سے محروم رہا اگرچہ نماز کا ثواب پائے)۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ یہ گھڑیوں کا حساب دن کے شروع سے ہے یا زوال کے بعد سے امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اکثر ساتھیوں اور قاضی حسین اور امام الحرمین کا مذہب تو یہ ہے کہ ان گھڑیوں سے مراد زوال کے بعد کے چند لمحے (گھڑیاں) ہیں اور ان کے نزدیک زوال کے بعد جانا چاہیے اور ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہی معنی لغوی ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے جمہور اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ دن کے شروع سے جانا چاہیے اور ان گھڑیوں کا حساب ان کے نزدیک دن کے شروع سے ہے اور حبیب مالکی اور جماہیر علما کا یہی مذہب ہے اور نسائی کی روایت میں آیا ہے کہ جب امام نکلتا ہے تو فرشتے صحیفے کو لپیٹ دیتے ہیں اور پھر کسی کی حاضری نہیں لکھتے۔ غرض دلائل سے قوی مذہب یہی ہے کہ قبل زوال مسجد میں جانا چاہیے اور آنحضرت ﷺ کی عادت بھی یہی تھی۔

بَابٌ فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْخُطْبَةِ.

باب: جمعہ کے دن خطبہ میں خاموش رہنے کا بیان۔

(١٩٦٥) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ)). [بخاري: ٩٣٤؛ ترمذي: ٥١٢؛ نسائي: ١٤٠٠، ١٤٠١]

سعید بن مسیب کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے ساتھی سے کہو ''چپ رہو'' جمعہ کے دن جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہو تو تم نے بھی ایک لغو بات کہی۔'' (یعنی اشارہ سے چپ کرانا ضروری ہے اتنی بات بھی منع ہے)

○ ○ ○ ○

(١٩٦٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٩٦٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے مثل اس روایت کے جو ابھی گزری۔

(١٩٦٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ.

ابن شہاب سے ان دونوں سندوں سے بھی اس کے مثل حدیث مروی ہوئی ہے مگر ابن جریج نے کہا کہ ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ: اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ.

○ ○ ○ ○

(۱۹۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَيْتَ)) قَالَ اَبُو الزِّنَادِ: هِیَ لُغَةُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَغَوْتَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے ساتھی سے کہے ''چپ رہ'' جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو تو نے لغو بات کی۔'' ابوالزناد نے کہا: لَغِيْتَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بولی ہے اور یہ لفظ اصل میں لَغَوْتَ ہے۔

فوائد: قرآن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لغو میں وارد ہے یا نہیں جیسے کہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے: ﴿وَالْغَوْا فِيْهِ﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت کوئی بات نہ کرنا چاہیے۔ اور اگر کسی کو چپ بھی کرائے تو اشارہ سے، غرض کلام کو بعض علما نے حرام کہا ہے۔ اور شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور شافعی اور عام علما رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ اس وقت چپ رہنا واجب ہے خطبہ سننے کے لیے اور نخعی اور شعبی اور بعض سلف سے منقول ہے کہ یہ واجب نہیں مگر جب کہ خطبہ میں قرآن پڑھا جائے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ جب امام سے دور ہو اور خطبہ نہ سنتا ہو تب بھی چپ رہنا واجب ہے۔ اور نخعی اور احمد اور ایک قول شافعی رحمہم اللہ کا یہ ہے کہ واجب نہیں۔

بَابٌ فِی السَّاعَةِ الَّتِیْ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کے وقت کے بیان میں۔

(۱۹۶۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّیْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) زَادَ قُتَيْبَةُ فِیْ رِوَايَتِهٖ: وَاَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا. [بخاری: ۹۳۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جو بندہ مسلمان اس وقت نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے جو کوئی چیز مانگے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو دے دے گا۔'' قتیبہ نے اپنی روایت میں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی بہت تھوڑی ہے۔

(۱۹۷۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّیْ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) وَقَالَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا. [بخاری: ۹۳۴۰؛ نسائی: ۱۴۳۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جو مسلمان اس وقت کھڑا نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ بے شک اس کو عطا کرے۔'' اور اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ وہ بہت تھوڑی ہے اور اس کی بے رغبتی دلاتے تھے۔

(۱۹۷۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا ابوالقاسم ﷺ نے اس کے مثل۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [بخاری: ۵۲۹۴]

کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا ابوالقاسم ﷺ نے مثل اس کے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں موافق ہوتی اس میں کوئی مسلمان کسی چیز کو مگر اللہ تعالیٰ اس کو ضرور

محدث فورم پر تمام اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مجموعہ موجود ہے۔ ہر قسم کی کتب درخواست پر فراہم کی جاتی ہیں۔

مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ) قَالَ: وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ.

دیتا ہے اور وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اگلے لوگوں کا اختلاف ہے کہ وہ ساعت کب ہے اور اس کے کیا معنی کہ وہ دعا مانگنے والا کھڑا نماز پڑھتا ہو۔ غرض بعض نے کہا کہ وہ عصر سے مغرب تک ہے اور مراد بصلی سے یعنی نماز سے دعا ہے اس لئے کہ صلوٰۃ کے معنی دعا بھی آئے ہیں۔ اور کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ دعا کے ساتھ قیام کرتا ہو یعنی دعا میں مشغول ہو۔ اور کسی نے کہا: وہ ساعت جب سے امام نکلا ہے اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک اور کسی نے کہا: کہ وہ نماز کے شروع سے اس کے ختم تک ہے اور ان کے نزدیک صلوٰۃ سے نماز ہی مراد ہے اور بعض نے کہا: وہ جب سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھتا ہے نماز سے فارغ ہونے تک۔ اور بعض نے کہا: وہ اخیر گھڑی ہے جمعہ کے دن کی اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اور سب اقوال کے مقدمہ میں آثار مروی ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔ اور بعض نے کہا: وہ زوال کے قریب ہے۔ اور بعض نے کہا: زوال سے اس وقت تک ہے کہ سایہ ایک ہاتھ ہو جائے اور بعض نے کہا: وہ سارے دن میں چھپی ہوئی ہے اور بعض نے کہا: طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔ اور قاضی نے کہا: یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ان سب وقتوں میں ہوتی ہے مگر مراد یہ ہے کہ ان سب وقتوں میں سے کسی وقت میں ہوتی ہے اور صحیح بلکہ صواب وہ ہے جو روایت کیا مسلم رحمہ اللہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ اس وقت سے ہے کہ امام بیٹھتا ہے۔" (یعنی منبر پر نماز کے ہونے تک)۔

(۱۹۷۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ: وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا اور اس میں یہ نہیں کہا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔

(۱۹۷۵) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ)). (ابوداود: ۱۰۴۹)

ابوبردہ نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم نے اپنے باپ سے جمعہ کی ساعت کے باب میں کچھ سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ بیان کرتے ہوں؟ میں نے کہا کہ ہاں میں نے ان سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: "وہ گھڑی اس وقت سے ہے کہ امام بیٹھے (یعنی منبر پر) نماز کے ختم ہونے تک۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے دن کی فضیلت۔

(۱۹۷۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا)). [نسائی: ۱۳۷۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہتر ان دنوں میں کا جن میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے کہ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے۔"

○ ○ ○ ○

(۱۹۷۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بہتر ان دنوں میں کا جن میں سورج نکلتا ہے، جمعہ کا دن ہے کہ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے اور قیامت نہ ہوگی مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجُمُعَةِ)). [ترمذی: ٤٨٨]

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے بڑے کام جمعہ کے دن ہوئے اور ہوں گے خواہ وہ فضیلت کے ہوں یا نہ ہوں۔ اور یہ سب اس لئے بیان فرمائے کہ آدمی اس میں نیکی کیلئے تیار ہوں اور اللہ کی رحمت کے امیدوار رہیں اور ابوبکر بن العربی نے کتاب احوذی شرح ترمذی میں کہا ہے کہ خروج آدم علیہ السلام کا جنت سے یہ بھی ایک فضیلت ہو سکتی ہے کہ یہ نکلنا سبب ہو ان کی اولاد ہونے کا اور انبیا اور رسل کے ظاہر ہونے کا۔ اور قیامت کا ہونا سبب ہے دوستان الٰہی کے بامراد جنت میں چلے جانے کا اور دشمنان الٰہی کے نامراد دوزخ میں داخل ہونے کا۔ غرض اس حدیث سے تمام دنوں پر جمعہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

بَابُ هِدَايَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ.

باب: اس امت کو جمعہ کے دن کی ہدایت (توفیق) کا ملنا۔

(١٩٧٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوْتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ الْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم پچھلے لوگ ہیں اور قیامت کے دن آگے بڑھ جانے والے ہیں فقط اتنی بات ہے کہ ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہے اور ہم کو ان کے بعد۔ پھر یہ دن جو ہم پر اللہ نے فرض کیا اس کی ہم کو راہ بتا دی اور سب لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں کہ یہود کی عید، جمعہ کے دوسرے دن ہوتی ہے (یعنی ہفتہ) اور نصاریٰ کی تیسرے دن (یعنی اتوار کو)۔''

(١٩٧٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٩٧٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم سب سے آخری ہیں (دنیا میں) اور سب سے پہلے ہوں گے قیامت کے دن۔'' اسی کے مثل۔

(١٩٨٠) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ هَدَانَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ فَالْ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ. فَالْيَوْمُ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سب کے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب کے آگے ہو جانے والے ہیں اور ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے مگر اتنی بات البتہ ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہم کو ان کے بعد۔ اور انہوں نے سچی بات میں اختلاف کیا۔ سو یہ جمعہ کا دن وہی ہے جس میں اختلاف کیا۔ اور ہم کو اللہ نے راہ بتا دی۔ پھر یہ جمعہ کا دن تو ہمارے لئے ہے اور دوسرا دن یہود کا (یعنی ہفتہ) اور تیسرا دن نصاریٰ کا (یعنی اتوار)۔''

(١٩٨١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت میں سب سے آگے۔ مگر اتنا ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی اور ہم کو ان کے بعد اور یہ وہ دن ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع وممتاز موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ)).

(یعنی جمعہ) جو ان پر فرض کیا گیا تھا اور اس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ سو اللہ نے ہم کو راہ بتادی سو وہ لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں (یعنی ان کی عید ہماری عید کے پیچھے ہے) تو یہود کی عید کل ہے اور نصاریٰ کی پرسوں۔"

(١٩٨٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحُذَيْفَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ)) وَفِي رِوَايَةٍ وَاصِلٍ: الْمَقْضِيُّ بَيْنَهُمْ. [نسائی: ١٣٦٧؛ ابن ماجه: ١٠٨٣]

ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے بھلا دیا جمعہ کو ان لوگوں کیلئے جو ہم سے پہلے تھے، سو یہود کی عید ہفتہ اور نصاریٰ کی اتوار کو ہوئی اور اللہ ہمارے ساتھ آیا اور ہم کو راہ بتائی جمعہ کے دن کی۔ غرض جمعہ اور ہفتہ اور اتوار عید کے دن یہ ترتیب ہوئی اور ایسے ہی وہ لوگ ہمارے پیچھے ہیں اور ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں اور قیامت میں سب سے آگے ہمارا فیصلہ ہوگا" اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے المقضی بینهم (یعنی ان کا فیصلہ کیا جائے گا)۔

(١٩٨٣) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُدِينَا إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَضَلَّ اللّٰهُ عَنْهَا مَنْ كَانَ قَبْلَنَا)) فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ. [راجع: ١٩٨٢]

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم کو راہ بتائی گئی جمعہ کی اور لوگوں کو بھلا دیا جو ہم سے پہلے تھے۔" اور ساری روایت مثل ابن فضیل کے بیان کی (یعنی جو اوپر گزری)۔

بَابُ فَضْلِ التَّهْجِيرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے دن جلدی جانے کی فضیلت۔

(١٩٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ)). [بخاری: ٩٢٩؛ نسائی: ١٣٨٧؛ ابن ماجه: ١٠٩٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب جمعہ کا دن ہوتا ہے ہر دروازہ پر مسجد کے دروازوں میں سے فرشتے لکھتے ہیں کہ فلاں سب سے پہلے آیا اس کے بعد وہ، اس کے بعد وہ، پھر جب امام منبر پر بیٹھتا ہے سب فرشتے اعمال نامے لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ آ کر سننے لگتے ہیں۔ اور جو اول آیا اس کے ثواب کی مثل ایسی ہے، جیسے کوئی ایک اونٹ قربانی کرے۔ اس کے بعد جو آیا وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک گائے کرے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا جیسے کوئی ایک مینڈھا کر لے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا ہے جیسے کوئی مرغی کرے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک انڈا اللہ کی راہ میں دے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع وممیز تفاسیر پر مشتمل آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [نسائی: ۱۳۸۰؛ ابن ماجه: ۱۰۹۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے بیان کیا۔

(۱۹۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عَلٰی كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكٌ يَكْتُبُ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ۔ مَثَلُ الْجَزُوْرِ ثُمَّ نَزَّلَهُمْ حَتّٰى صَغَّرَ اِلٰى مَثَلِ الْبَيْضَةِ۔ فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَحَضَرُوا الذِّكْرَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد کے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو ایسا لکھتا ہے جیسے کسی نے اونٹ قربانی کیا، پھر درجہ بدرجہ جو پیچھے آتے جاتے ہیں ان کو گھٹاتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے مثل لکھتا ہے جس نے ایک انڈا اللہ کی راہ میں دیا پھر جب امام منبر پر بیٹھا، نامہ اعمال لپیٹ دیتے اور ہر دروازہ کے فرشتے آ کر خطبہ سننے لگتے ہیں۔''

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ فِی الْخُطْبَةِ.

باب: جمعہ کا خطبہ خاموشی سے اور توجہ سے سننے کی فضیلت۔

(۱۹۸۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ''جس نے غسل کیا اور جمعہ میں آیا اور جتنی تقدیر میں تھی نماز پڑھی اور خطبہ سے فارغ ہونے تک چپ رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی اس کے گناہ بخشے گئے اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک اور تین دن کے اور زیادہ۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے بعد قبل نیت باندھنے کے ضروری بات کرنا روا ہے اور قبل خطبہ کے نوافل مستحب ہے۔ اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور خطبہ کے وقت چپ رہنا واجب ہے اور غسل کی فضیلت۔

(۱۹۸۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا)). [ابوداود: ۱۰۵۰؛ ترمذی: ۴۹۸؛ ابن ماجه: ۱۰۹۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو وضو کرے اور خوب وضو کرے، پھر جمعہ میں آئے اور خطبہ سنے اور چپ رہے، اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور تین دن کے اور زیادہ اور جو کنکریوں سے کھیلے اس نے بے فائدہ کام کیا۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ.

باب: سورج ڈھلنے کے وقت جمعہ کی نماز پڑھنے کا بیان۔

(۱۹۸۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرُوْحُ اِلٰى اَرْضِنَا حِيْنَ

عبداللہ کے فرزند جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نماز پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یعنی جمعہ کی) پھر لوٹتے کر آرام کرنے تھے اپنے پانی لانے کے

محمد طاہر جمیل، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ حَسَنٌ: فَقُلْتُ لِجَعْفَرٍ: فِيْ أَيِّ سَاعَةٍ تِلْكَ؟ قَالَ: زَوَالَ الشَّمْسِ. [نسائي: ١٣٨٩]

اونٹوں کو۔ حسن نے جعفر سے کہا کہ اس وقت کیا وقت ہوتا تھا۔؟ انہوں نے کہا کہ آفتاب ڈھلنے کا وقت۔

(١٩٩٠) عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما مَتَى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ نَذْهَبُ إِلَى جِمَالِنَا فَنُرِيْحُهَا زَادَ عَبْدُاللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِهِ. حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ. [راجع: ١٩٨٩]

جعفر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کب نماز پڑھتے تھے جمعہ کی؟ انہوں نے کہا کہ جب وہ نماز پڑھ چکتے تھے تب ہم جاتے تھے اور اپنے اونٹوں کو آرام دیتے تھے۔ عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ بات زیادہ کی کہ جب آفتاب ڈھل جاتا ہے یعنی پانی لادنے والے اونٹ۔

(١٩٩١) عَنْ سَهْلٍ رضي الله عنه قَالَ: مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

سہل نے کہا: ہم دوپہر کا سونا نہ سوتے اور دن چڑھے کا کھانا نہ کھاتے تھے مگر نماز جمعہ کے بعد۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں یہ بات زیادہ کی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔

(١٩٩٢) عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ. [بخاري: ٩١٦٨؛ ابوداود: ١٠٨٥؛ نسائي: ١٣٩٠؛ ابن ماجه: ١١٠٠]

ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم جمعہ پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب سورج ڈھل جاتا تھا، پھر لوٹتے تھے، سایہ ڈھونڈتے ہوئے (یعنی دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا)۔

○ ○ ○ ○

(١٩٩٣) عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ لِلْحِيْطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهٖ. [راجع: ١٩٩٢]

ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نماز پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور جب لوٹتے تھے (یعنی بعد نماز جمعہ کے) تو دیواروں کا سایہ نہ پاتے تھے کہ جس کی آڑ میں آئیں۔

فائدہ: ان سب روایتوں سے جمعہ کا جلدی پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے یہ مذہب ہے کہ جمعہ روانیں ہے مگر بعد زوال کے اور اس کا خلاف کسی نے نہیں کیا مگر امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے کہ ان دونوں کے نزدیک قبل زوال جائز ہے اور اگر چہ نووی رحمہ اللہ نے اس مقام میں شافعیہ وغیرہ کی تائید کی ہے مگر امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی دلائل صحیحہ سے خالی نہیں اگر چہ جمہور سب کی تاویل کرتے ہیں اور جلدی کے مبالغہ پر ان روایتوں کو اتارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم صبح کا کھانا اور دوپہر کا سونا بعد نماز جمعہ کے کرتے تھے اور اس دن ان دنوں میں دیر کرتے اس لئے کہ وہ اول وقت آتے تھے لہٰذا ان کاموں میں دیر کرتے کہ شاید تکبیر اولیٰ یا خطبہ نہ جاتا رہے۔ اور یہ جو مروی ہے کہ ہم سایہ ڈھونڈھتے اور نہ پاتے، اس کی تاویل میں کہتے ہیں کہ جمعہ اول وقت ہوتا تھا اور گھروں کی دیواریں چھوٹی تھیں، اس لئے سایہ نہ ملتا تھا اور شاید سایہ تھوڑا ہوتا ہو مگر آدمی کے پورے قد چھپانے کو کفایت نہ کرتا ہو۔ اور اونٹوں کو آرام دینے سے یہ مراد ہے کہ ان کو کام چھڑا دیتے اور دانہ چارہ دیتے یا چراگاہ پر چھوڑ دیتے کہ صبح کے کام سے راحت پائیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيْهِمَا مِنَ الْجِلْسَةِ.

باب: نماز جمعہ سے پہلے دونوں خطبوں کا ذکر اور ان دونوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۹۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ قَالَ: كَمَا يَفْعَلُوْنَ الْيَوْمَ.

[بخاری: ۹۲۰؛ ترمذی: ۵۰۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے، جیسے تم آج کل کرتے ہو۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۹۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ. [ابوداود: ۱۰۹۴]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ ہمیشہ دو خطبے پڑھا کرتے تھے اور ان کے بیچ میں بیٹھتے تھے اور خطبوں میں قرآن شریف پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔

(۱۹۹۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ! صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنَ الْفَيْ صَلٰوةٍ. [ابوداود: ۱۰۹۳]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے کھڑے پڑھتے، اور جس نے تم سے کہا کہ بیٹھ کر پڑھتے اس نے اللہ کی قسم جھوٹ کہا۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ جب وہ تجارت یا کوئی اور شکل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے اکیلا چھوڑ جاتے ہیں۔

(۱۹۹۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَتْ عِيْرٌ مِنَ الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا حَتّٰى لَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْجُمُعَةِ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾. [بخاری: ۹۳۶، ۲۰۵۸، ۲۰۶۴، ۴۸۹۹؛ ترمذی: ۳۳۱۱ تعلیقاً]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کے دن، سو ایک بار ایک قافلہ آیا، ملک شام سے (غلہ لے کر) اور لوگ اس کے پاس دوڑ گئے صرف بارہ آدمی آپ کے پاس رہ گئے اس پر یہ آیت اتری جو سورۂ جمعہ میں ہے کہ ”جب دیکھتے ہیں تجارت یا کوئی کھیل کی چیز تو دوڑ جاتے ہیں اس طرف اور تجھ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔“

○ ○ ○ ○

(۱۹۹۸) عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَلَمْ يَقُلْ: قَائِمًا. [راجع: ۱۹۹۷]

حصین اسی سند سے بیان کرتے ہیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور کھڑا ہونا بیان نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۹۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ مِنْ مَيْسُرَةٍ [illegible]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے جمعہ کے دن، سو ایک ٹانڈا آیا اور لوگ مسجد سے نکل گئے اور [illegible] آدمی رہ گئے کہ میں بھی ان میں تھا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ إِلَيْهَا وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا أَنَا فِيهِمْ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ١٩٩٧]

سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور جب دیکھتے ہیں سوداگری یا کھیل اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے اور بیچ میں بیٹھنا بھی سنت ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا کہ باوجود قدرت قیام کے بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں اور معلوم ہوا کہ جمعہ میں دو خطبے ضروری ہیں۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ اور اہل ظاہر وغیرہ کا مذہب ہے کہ بغیر خطبہ کے بھی جمعہ صحیح ہے اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر پڑھنے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ بیٹھ کر پڑھنا بھی روا ہے اور کھڑے ہونا واجب نہیں۔ اور ابوحنیفہ اور مالک اور جمہور رحمہم اللہ کے نزدیک بیٹھنا دونوں خطبوں کے بیچ میں سنت ہے واجب نہیں، اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے اور شرط ہے صحت خطبہ کیلئے۔ طحاوی نے کہا: یہ امر سوائے شافعی رحمہ اللہ کے اور کسی نے نہیں کہا اور شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ یوں ہی ثابت ہوا رسول اللہ ﷺ سے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھو'' اور خطبہ بھی مثل نماز ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)۔

(٢٠٠٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ: وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾. [راجع: ١٩٩٧]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر وعظ کر رہے تھے کہ ایک قافلہ مدینہ آیا اور نبی ﷺ کے ساتھی اس کی طرف بڑھے یہاں تک کہ صرف بارہ افراد باقی رہ گئے ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً .....﴾ الخ۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٠١) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾.

[نسائي: ١٣٩٦]

کعب بن عجرہ مسجد میں داخل ہوئے اور ام حکم کا بیٹا عبدالرحمٰن بیٹھے بیٹھے خطبہ پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو کہ بیٹھے ہوئے خطبہ پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جب دیکھتے ہیں کسی تجارت یا کھیل کو تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور تجھ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ چھوڑنے پر وعید کا بیان۔

(٢٠٠٢) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)).

حکم بن مینا سے عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے اپنے منبر کی لکڑیوں پر کہ ''لوگ جمعہ کے چھوڑ دینے سے باز آئیں، نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا کہ وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ○ ○ ○

(نسائی: ۱۳۶۹، ابن ماجه: ۷۹۴)

فائدہ: یعنی ان سے لطف و رحمت کو دور کر دے گا اور اس باب خیر کو باز رکھے گا۔ یہی قول ہے اکثر متکلمین کا۔

بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلٰوةِ وَالْخُطْبَةِ.

باب: نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان۔

(۲۰۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. [ترمذی: ۵۰۷، نسائی: ۱۵۸۱]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ بیچ بیچ کا تھا (یعنی نہ بہت لمبا نہ چھوٹا)۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۰۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی نمازیں پڑھیں آپ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانے ہوتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۰۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ وَيَقُولُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ لِلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُولُ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ثُمَّ يَقُولُ: ((أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ)). [نسائی: ۱۵۷۷، ابن ماجه: ۴۵]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا گویا وہ ایک ایسے لشکر سے ڈرانے والے تھے کہ صبح شام آیا اور فرماتے تھے: ''میں اور قیامت یوں بھیجا گیا ہوں۔'' اور اپنے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملاتے اور کہتے: ''اللہ کی حمد کے بعد جانو کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور ہر چال سے بہتر محمد ﷺ کی چال ہے۔ اور سب کاموں سے برے نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے، پھر فرماتے کہ میں ہر مومن کا دوست ہوں اس کی جان سے زیادہ پھر جو مومن مر کر مال چھوڑ جائے وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو قرض یا بچے چھوڑے ان کی پرورش میری طرف ہے اور ان کا خرچ مجھ پر ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ اول آداب خطبہ پڑھنے والے کے کہ آواز بلند رکھے۔ بندگان الٰہی کو ڈرائے۔ دوسرے قرب قیامت۔ تیسرے اما بعد کا لفظ کہ خطبوں میں کہنا مسنون ہے۔ چوتھے بدعت کی برائی۔ پانچویں تقسیم بدعت کا باطل ہونا۔ چھٹے محدثات یعنی نئے کاموں کی برائی خواہ عبادت میں ہو یا عادات میں۔ ساتویں آنحضرت ﷺ کی شفقت مومنوں پر جو ہزاروں ماں باپ سے بڑھ کر ہے۔ آٹھویں یہ کہ ابتدائے اسلام میں آپ کی عادت تھی کہ جو مرے اور قرضہ چھوڑ جائے اور کچھ مال اس کے موافق نہ چھوڑے تو اس پر آپ ﷺ نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے پھر جب ملک فتح ہوئے تب آپ ﷺ نے یہ حکم دیا جو حدیث میں مذکور ہوا۔

(۲۰۰۶) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: كَانَتْ

جعفر بن محمد اپنے باپ سے اور وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ میں نبی ﷺ کا خطبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خُطْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُ اللَّهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ وَقَدْ عَلَا صَوْتُهُ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٢٠٠٥]

اس کے بعد بلند آواز سے یہ فرمایا اور اوپر کی روایت کے مثل حدیث بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٠٧) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُ اللَّهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ: ((مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ. [راجع: ٢٠٠٥]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھتے تھے لوگوں پر اور ان لفظوں سے اس کی حمد وثنا کرتے تھے، جو اس کی درگاہ کے لائق ہیں، پھر فرماتے تھے: ''جس کو اللہ راہ بتادے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور سب باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔'' پھر بیان کی حدیث مثل حدیث ثقفی کے یعنی جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ: فَلَقِيَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللَّهَ يَشْفِي عَلَى يَدَيَّ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ)) قَالَ: فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ: فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَى قَوْمِكَ)) قَالَ: وَعَلَى قَوْمِي

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ضماد مکہ میں آیا (ضماد ایک شخص کا نام ہے) اور وہ قبیلہ ازدشنوءہ میں سے تھا اور جنوں اور آسیب وغیرہ کو جھاڑتا تھا تو مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں۔ (پناہ اللہ تعالیٰ کی) تو اس نے کہا: ذرا میں ان کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ سے انہیں اچھا کردے۔ غرض آپ ﷺ سے ملا اور کہا: اے محمد (ﷺ) میں جنون کو جھاڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے تو کیا آپ کو خواہش ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان الحمد لله سے اما بعد تک یعنی سب خوبیاں اللہ میں ہیں۔ میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں جس کو اللہ راہ بتائے اسے کون بہکائے اور جسے وہ بہکائے اسے کون راہ بتائے، اور گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور بھیجے ہوئے ہیں۔ اب بعد حمد کے جو کہو کہوں۔'' ضماد نے کہا: پھر تو کہو ان کلمات کو (الحمد للہ کہ ضماد پر ایمان کا روپ چڑھ گیا) غرض رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین بار پڑھا۔ پھر ضماد نے کہا: بھئی میں نے کاہنوں کی باتیں سنیں، جادوگروں کے اقوال سنے، شاعروں کے اشعار سنے، مگر ان کلمات کے برابر میں نے کسی کو نہیں سنا اور یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر ضماد نے کہا: اپنا ہاتھ لائیے کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔ غرض انہوں نے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوْا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوْهَا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ. [نسائی: ۳۲۷۸؛ ابن ماجه: ۱۸۹۳]

تمہاری قوم (کی طرف) سے بیعت لیتا ہوں۔'' انہوں نے عرض کیا کہ ہاں میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور وہ ان (ضماد) کی قوم پر گزرے تو اس لشکر کے سردار نے کہا کہ تم نے اس قوم سے تو کچھ نہیں لوٹا۔ تب ایک شخص نے کہا کہ ہاں میں نے ایک لوٹا ان سے لیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ اسے پھیر دو اس لیے کہ یہ ضماد کی قوم ہے (اور وہ ضماد کی بیعت کے سبب سے امان میں آ چکے ہیں)

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۰۹) عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: قَالَ أَبُوْوَائِلٍ: خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَأَوْجَزَ وَأَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْكُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَأَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)).

واصل بن حیان نے کہا کہ ابووائل نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر عمار رضی اللہ عنہ نے اور بہت مختصر پڑھا اور نہایت بلیغ پھر جب وہ اترے منبر سے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان! تم نے بہت بلیغ خطبہ پڑھا اور نہایت مختصر کہا اور اگر آپ ذرا اس خطبہ کو طویل کرتے تو بہتر ہوتا۔ تب عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ''آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے سمجھ دار ہونے کی نشانی ہے سو تم نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ کو چھوٹا اور بعض بیان جادو ہوتا ہے۔'' (یعنی تاثیر رکھتا ہے)۔

(۲۰۱۰) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ الْخَطِيْبُ أَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فَقَدْ غَوٰى. [ابوداود: ۱۰۹۹، ۴۹۸۱؛ نسائی: ۳۲۷۹]

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس خطبہ پڑھا اور اس نے کہا مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى (یعنی جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا برا خطیب ہے۔ یوں کہو: مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔'' ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا: فَقَدْ غَوٰى۔

فائدہ۔ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا کے الفاظ کو آپ ﷺ نے اس لیے پسند نہیں کیا کہ اس میں ضمیر جو ہے تو اس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی برابری معلوم ہوتی ہے اور آگے ذکر کرنا اللہ کے نام کا کہ موجب برکت ہے فوت ہوتا ہے اور وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ کو اسی لیے پسند کیا۔

(۲۰۱۱) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ﴾. [بخاری: ۳۲۳۰، ۳۲۶۶، ۴۸۱۹؛ ابوداود: ۳۹۹۲؛ ترمذی: ۸-۵]

صفوان بن یعلیٰ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا کہ منبر پر پڑھتے تھے ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾.

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے خطبہ میں قرآن پڑھنا ثابت ہوا اور اس کے مشروع ہونے میں اتفاق ہے وجوب میں اختلاف اور شافعیہ کے نزدیک کچھ قرآن پڑھنا واجب ہے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

(۲۰۱۲) عَنْ أُخْتِ عَمْرَةَ قَالَتْ: أَخَذْتُ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ. [ابوداود: ۱۱۰۰؛ نسائی: ۱۴۰۶]

عمرہ کی بہن نے کہا کہ میں نے سورۂ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾

www.KitaboSunnat.com

﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ. [ابوداود: ١١٠٠، ١١٠٢، ١١٠٣؛ نسائي: ٩٤٨]

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر یاد کی ہے کہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو خطبہ میں منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠١٣) عَنْ عَمْرَةَ عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ. [راجع: ٢٠١٢]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کی مانند روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠١٤) عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: مَاحَفِظْتُ ﴿قٓ﴾ إِلَّا مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ قَالَتْ: وَكَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا. [راجع: ٢٠٠٩]

حارثہ کی بیٹی نے کہا کہ نہیں یاد کی میں نے سورۂ ق مگر رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سن کر کہ آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ میں پڑھا کرتے تھے اور ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک تھا۔ (یہ اپنا قرب بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے۔ سبحان اللہ! کیا خوش نصیب لوگ تھے۔ کاش! یہ فقیر اس تنور کا خادم ہوتا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٢٠١٥) عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْسَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ. [راجع: ٢٠١٢]

ام ہشام ﷺ بنت حارثہ بن نعمان نے کہا کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا، دو برس یا ایک برس اور کچھ ماہ تک۔ اور نہیں سیکھا میں نے سورۂ ق کو مگر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہ آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر پڑھتے تھے۔ جب لوگوں پر خطبہ پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠١٦) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ: رَأَى بِشْرَ ابْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ: قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزِيْدُ عَلَى أَنْ يَقُوْلَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ. [ابوداود: ١١٠٤؛ ترمذي: ٥١٥]

عمارہ بن رؤیبہ نے بشر، مروان کے بیٹے کو دیکھا کہ منبر پر دونوں ہاتھ اٹھائے ہے (یعنی دعا کیلئے) تو کہا کہ اللہ خراب کرے ان دونوں ہاتھوں کو میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرتے تھے اور اشارہ کیا اپنے کلمہ کی انگلی سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بدعت ہے اور روا نہیں ہے اور مالک رحمہ اللہ اور اصحاب شافعیہ کا اور فقہا کا یہی مذہب ہے۔

(٢٠١٧) عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: رَأَيْتُ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [راجع: ٢٠١٦]

حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے بشر بن مروان کو جمعہ کے دن دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا پھر باقی حدیث اسی طرح بیان کی۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ التَّحِيَّةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

باب: خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا۔

(۲۰۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَلَّيْتَ؟ يَا فُلَانُ)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَارْكَعْ)). [بخاری: ۹۳۰؛ ابوداود: ۱۱۱۵؛ ترمذی: ۵۱۰؛ نسائی: ۱۴۰۸]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک شخص آیا آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو دو رکعت پڑھ لو۔'' (یعنی سنت)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہی مذہب ہے شافعی، احمد اور اسحاق کا اور فقہائے محدثین رحمہم اللہ کا کہ جب مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو دو رکعت ادا کر لینا مستحب ہے اور مختصر پڑھے اور اس کے بعد خطبہ سننے لگے اور اس کے بغیر بیٹھنا مسجد میں مکروہ ہے مگر بعض جہال پہلے بیٹھ لیتے ہیں پھر اٹھ کر ادا کرتے ہیں اور بعض جہال خطبہ اول سن کر دوسرے خطبہ میں کھڑے ہو کر پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ اللہ جانے کس نے ان کو سکھایا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ خطبہ کے وقت نہ پڑھے اور حدیثیں ان پر حجت ہیں۔

(۲۰۱۹) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ حَمَّادٌ وَلَمْ يَذْكُرِ: الرَّكْعَتَيْنِ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے جیسے حماد نے کہا مگر دو رکعت کا ذکر نہیں کیا۔

(۲۰۲۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((أَصَلَّيْتَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَصَلِّ الرَّكْعَتَيْنِ)) وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ: ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [بخاری: ۹۳۱؛ ابن ماجہ: ۱۱۱۲]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے نماز پڑھی؟'' اس نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو دو رکعت پڑھو'' اور قتیبہ کی ایک روایت میں ہے دو رکعت پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ: ((أَرَكَعْتَ الرَّكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((ارْكَعْ)). [نسائی: ۱۳۹۹]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک بندہ آیا اور نبی ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جمعہ کے دن آپ ﷺ نے اسے کہا: ''کیا تو نے دو رکعتیں ادا کر لی ہیں۔'' اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [بخاری: ۱۱۶۶؛ نسائی: ۱۳۹۴]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: ''جب کوئی آئے اور امام خطبہ پڑھنے کو صف سے نکل چکا ہو دو رکعت پڑھ لے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۳) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ بْنُ الْغَطَفَانِيُّ رضی اللہ عنہ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے اور رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تھے۔ اور سلیک بیٹھ گئے نماز نہ پڑھی۔ آپ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَارْكَعْهُمَا)).

نے فرمایا: ''تم نے دو رکعت پڑھی؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور ان کو پڑھ لو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ: ((يَاسُلَيْكُ! قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا)) ثُمَّ قَالَ: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سلیک آئے جمعہ کو اور رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اور وہ آ کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سلیک! اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو۔ اور مختصر پڑھ لو۔ پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی آئے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو ضروری ہے دو رکعت مختصر ادا کرے۔''

[ابوداود: ۱۱۱۶؛ ابن ماجه: ۱۱۱۴]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث کے عام حکم نے مذہب حنیفہ کو پاش پاش کر دیا۔ معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔

بَابُ حَدِيثِ التَّعْلِيمِ فِي الْخُطْبَةِ.

باب: خطبہ میں تعلیم سکھانے کے لیے کوئی بات کہنا۔

(۲۰۲۵) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْ رِفَاعَةَ: اِنْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْاَلُ عَنْ دِينِهِ لَايَدْرِي مَا دِينُهُ قَالَ: فَاَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَاُتِيَ بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا قَالَ: فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهُ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا.

[نسائی: ۵۳۹۲]

حمید بن ہلال نے کہا: ابو رفاعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک مرد غریب (مسافر) اپنا دین دریافت کرنے کو آیا ہے، نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تک آ گئے اور ایک کرسی لائے۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے (معلوم ہوا کرسی پر بیٹھنا منع نہیں) اور مجھے سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا تھا۔ آپ ﷺ نے آ کر خطبہ کو تمام کیا (یہ کمال خلق تھا اور معلوم ہوا کہ ضروری بات خطبہ میں روا ہے)

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ؟

باب: جمعہ کی نماز میں کیا پڑھنا چاہیے؟

(۲۰۲۶) عَنِ ابْنِ اَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ اِلَى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَاَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ: ﴿اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ قَالَ: فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ: اِنَّكَ قَرَاْتَ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: فَاَهْوٰى بِيَدَيْهِ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَقَالَ: سَمِعَتْهُمَا اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ابن ابی رافع نے کہا: مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور آپ مکہ کو گیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور سورۂ جمعہ کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھی۔ پھر میں ان سے ملا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سورتیں پڑھیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جمعہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. [ابوداود: ١١٢٤؛ ترمذی: ٥١٩؛ ابن ماجه: ١١١٨]

یہی پڑھتے تھے، (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقلید سے نہیں پڑھتا بلکہ قبیح دلیل ہوں۔ سبحان اللہ! صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس قدر تقلید سے نفرت تھی کہ یہ کہنا پسند نہیں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے فعل کی سند بتائی افسوس ہے ان پر جو تقلید پر جان دیتے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٢٧) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ أَبُوْبَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ حَاتِمٍ فَقَرَأَ بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُوْلٰى وَ فِي الْآخِرَةِ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ وَرِوَايَةُ عَبْدِالْعَزِيْزِ مِثْلُ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ بْنِ بِلَالٍ. [راجع: ٢٠٢٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٢٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ: ﴿بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ قَالَ: وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ. [ابوداود: ١١٢٢؛ ترمذی: ٥٣٣؛ نسائی: ١٤٢٣، ١٥٦٧، ١٥٨٩؛ ابن ماجه: ١٢٨١]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ اور ﴿هل اتاك حديث الغاشية﴾ پڑھا کرتے تھے۔ اور جب جمعہ اور عید دونوں ایک دن میں ہوتیں تب بھی انہی دونوں سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٢٩) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ [بْنِ] الْمُنْتَشِرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ٢٠٢٨]

مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: یہی روایت کی مجھ سے قتیبہ نے، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے ابراہیم نے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٠) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ میں سوائے سورۂ جمعہ کے اور کون سی سورت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا ﴿هل اتاك حديث الغاشية﴾۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقْرَأُ: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾. [ابو داود: ١١٢٣؛ نسائي: ١٤٢٢؛ ابن ماجه: ١١١٩]

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟

باب: جمعہ کے دن کیا پڑھنا چاہیے؟

(٢٠٣١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ ۝ تَنْزِيلُ﴾ السَّجْدَةَ وَ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ﴾ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ.

[ابوداود: ١٠٧٤، ١٠٧٥؛ ترمذي: ٥٢٠؛ نسائي: ٩٥٥، ١٤٢٠؛ ابن ماجه: ٨٢١]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمٓ ۝ تنزیل﴾ اور ﴿هل اتى على الانسان حين من الدهر﴾ پڑھتے تھے اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٢) عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٠٣١]

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٣) عَنْ مُخَوَّلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الصَّلَاتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا كَمَا قَالَ سُفْيَانُ. [راجع: ٢٠٣١]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت مذکور ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَى﴾. [بخاري: ٨٩١، ١٠٦٨؛ نسائي: ٩٥٤؛ ابن ماجه: ٨٢٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی فجر میں ﴿الٓمٓ ۝ تنزیل﴾ اور ﴿هل اتى﴾ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے ان سورتوں کے پڑھنے کا استحباب ثابت ہوا۔

(٢٠٣٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ ۝ تَنْزِيلُ﴾ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾. [راجع: ٢٠٣٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ جمعہ کی صبح کو ﴿الٓمٓ ۝ تنزیل﴾ پہلی رکعت میں اور ﴿هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا﴾ دوسری میں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے بعد نماز پڑھنے کا بیان۔

(٢٠٣٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت سنت پڑھ لے۔''

دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلَّیْتُمْ بَعْدَالْجُمُعَةِ فَصَلُّوْا اَرْبَعًا)) زَادَ عَمْرٌو فِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ ابْنُ اِدْرِیْسَ: قَالَ سُهَیْلٌ: ((فَاِنْ عَجِلَ بِكَ شَیْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَیْنِ فِی الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَیْنِ اِذَا رَجَعْتَ)). [ابن ماجه: ۱۱۳۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ پڑھ چکو تو چار رکعت پڑھ لو۔'' عمرو نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ابن ادریس نے کہا، سہیل نے کہا: اگر تم کو کچھ جلدی ہو تو مسجد میں دو رکعت اور گھر میں لوٹ کر دو رکعت پڑھ لو۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۳۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّیًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْیُصَلِّ اَرْبَعًا)) وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ ((مِنْكُمْ)). [نسائی: ۱۴۲۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے بعد جمعہ کے نماز پڑھے تو چار رکعت پڑھ لے۔'' اور جریر کی روایت میں منکم یعنی تم میں سے کا لفظ نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ چار رکعتیں واجب نہیں مستحب ہیں اور محدثین رحمہم اللہ کی احتیاط دیکھئے کہ ایک لفظ جو جریر کی روایت میں نہ تھا اس کو بھی بیان کر دیا حالانکہ اس کو اصل مطلب میں کچھ دخل نہ تھا۔

(۲۰۳۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ ذٰلِكَ. [ترمذی: ۵۲۲؛ ابن ماجه: ۱۱۳۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب جمعہ پڑھ چکتے تھے تو گھر آ کر دو رکعت ادا کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی یہی کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ وَصَفَ تَطَوُّعَ صَلٰوةِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: فَكَانَ لَا یُصَلِّیْ بَعْدَالْجُمُعَةِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ فِیْ بَیْتِهٖ قَالَ: یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی: اَظُنُّنِیْ قَرَأْتُ فَیُصَلِّیْ اَوْ اَلْبَتَّةَ. [بخاری: ۹۳۷؛ ابوداود: ۱۱۲۳۲؛ نسائی: ۸۷۲، ۱۴۲۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے نفلوں کو بیان کیا اور کہا کہ جمعہ کے بعد کچھ نہ پڑھتے تھے جب تک گھر نہ لوٹ آتے پھر گھر میں دو رکعت پڑھتے۔ یحییٰ نے کہا کہ مجھے خیال گزرتا ہے کہ میں نے پڑھا ہے (یعنی امام مالک رحمہ اللہ کے روبرو قراءت حدیث کے وقت) پھر ان کو ضرور پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۱) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَیْنِ. [ترمذی: ۵۲۱؛ ابن ماجه: ۱۱۳۱]

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءِ بْنِ اَبِی الْخُوَارِ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَیْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَی السَّائِبِ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ یَسْاَلُهٗ عَنْ شَیْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِیَةُ رضی اللہ عنہ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّیْتُ مَعَهٗ الْجُمُعَةَ فِی الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ فَصَلَّیْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَیَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ اِذَا صَلَّیْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰی تَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰی نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ. [ابوداود: ۱۱۲۹]

عمر بن عطاء نے کہا کہ نافع بن جبیر نے ان کو سائب کی طرف بھیجا اور کچھ ایسی چیز کو پوچھا جو انہوں نے دیکھی تھی، معاویہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں تو سائب نے کہا: ہاں، میں نے ان کے ساتھ جمعہ پڑھا ہے مقصورہ میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الصَّلٰوةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ. [ابوداود: ۱۱۲۹]

پھر جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔ پھر جب وہ اندر گئے تو مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے جو آج کیا ایسا پھر نہ کرنا (یعنی فرض اور سنت کے بیچ میں نہ بات کی نہ اس جگہ سے ہٹے) اور جب جمعہ پڑھ چکنا تو جب تک کوئی بات نہ کرنا یا نکلنا نہیں تب تک کوئی نماز نہ پڑھنا، اور کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم فرمایا ہے کہ ہم دونوں نمازوں کو ایسا نہ ملائیں کہ ان کے بیچ میں نہ بات کریں اور نہ نکلیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فرض اور سنت میں فرق کر دینا چاہیے کہ دونوں کے بیچ میں یا بات کرے یا کہیں چلا جائے۔

(۲۰۴۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَمْ يَذْكُرِ: الْإِمَامَ. [راجع: ۲۰۴۲]

عمر بن عطاء سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے ان کو بھیجا سائب کے پاس اور بیان کی حدیث مثل اوپر کی روایت کے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب اس نے سلام پھیرا میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور امام کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

نماز عیدین کا بیان

فائدہ: نماز عیدین شافعی اور جمہور اصحاب شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور ابوسعید اصطخری شافعی کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب۔ غرض جب ہم قائل ہوں کہ فرض کفایہ ہے تو اگر ایک ملک کے لوگ بالکل اس کو چھوڑ دیں تو ان کے ساتھ قتال واجب ہے اور یہی حکم ہے تمام فرض کفایہ کا۔ اور اگر سنت کے قائل ہوں تو ان کے تارکین سے قتال واجب نہ ہوگا مانند سنت ظہر وغیرہ کے اور بعض نے کہا ہے کہ اس صورت میں بھی قتال واجب ہوگا اس لیے کہ یہ شعار ظاہر ہے اسلام کا۔ اور عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ بار بار لوٹ کر آتی ہے۔

بَابٌ كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ.

باب: نماز عیدین کا بیان

(٢٠٤٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: شَهِدْتُ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضي الله عنهم فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾. [٦٠/ الممتحنة: ١٢] فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا: ((أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكِ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يَدْرِي حَبِيبٌ مَنْ هِيَ قَالَ: ((فَتَصَدَّقْنَ)) فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ رضي الله عنه

(٢٠٤٤) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گیا نماز فطر کو نبی ﷺ کے ساتھ، اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ، تو ان سب بزرگوں کا قاعدہ تھا کہ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے اور اس کے بعد خطبہ پڑھتے۔ اور نبی ﷺ اترے یعنی خطبہ پڑھ کر گویا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں، جب انہوں نے لوگوں کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بٹھانا شروع کیا۔ پھر ان کی صفیں چیرتے ہوئے آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿یاایھا النبی﴾ سے آخر تک یہاں تک کہ فارغ ہوئے آپ ﷺ اس سے اور پھر فرمایا: ''تم نے ان سب کا اقرار کیا۔'' اس میں سے ایک عورت نے کہا کہ ہاں اے نبی اللہ تعالیٰ کے۔ راوی نے کہا: معلوم نہیں وہ کون تھی۔ پھر انہوں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا اور کہا: آؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، اور وہ سب چھلے اور انگوٹھیاں اتار اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

[بخاری: ٩٦٢، ٩٧٩، ٤٨٩٥، ٥٨٨٠؛ ابوداود: ١١٤٧؛ ابن ماجه: ١٢٧٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں اے نبی! جب آئیں تیرے پاس ایمان لانے والی عورتیں اور بیعت کریں وہ تجھ سے کہ نہ شریک کریں گی اللہ کے ساتھ کسی کو (یعنی نبی، ولی، پیر، شہدہ، گور، چلہ، امام، امام زادہ کسی کو) اور نہ چوری کریں گی، اور نہ زنا کریں گی، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ کسی پر اپنے ہاتھ پاؤں سے بہتان باندھیں گی، اور نہ کسی دستور کی بات میں تیری نافرمانی کریں گی، تو ان سے بیعت لے لے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگ، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمام ہوا ترجمہ آیت کا۔ اور یہ آیت سورۂ ممتحنہ میں ہے۔ غرض اس آیت کے موافق آپ ﷺ نے ان سے اقرار لیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید میں خطبہ نماز کے بعد ہے بخلاف جمعہ کے۔ اور عورتوں کو نصیحت کرنا مستحب ہے۔ اور عورتوں کا عید میں حاضر ہونا مسنون ہے۔ اور صدقہ کی ترغیب دینا مستحب ہے۔ اور عورتوں کو مردوں سے دور رہنا مستحب ہے اور ضروری اور صدقہ تطوع میں ایجاب و قبول ضروری نہیں صرف دینا اور لینا کافی ہے۔ اور عورتوں کو اپنے مال میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ دینا روا ہے۔

(۲۰۴۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ: ثُمَّ خَطَبَ فَرَاٰى اَنَّهٗ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَاَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ رضی اللہ عنہ قَائِلٌ بِثَوْبِهٖ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ.

[بخاری: ۱۴۴۹؛ ابوداود: ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴؛ نسائی: ۱۵۶۸؛ ابن ماجہ: ۱۲۷۳]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی خطبہ سے پہلے، اور خیال کیا کہ آپ ﷺ کا خطبہ عورتوں نے نہیں سنا۔ پھر آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ اور عورتوں میں سے کوئی انگوٹھی ڈالتی اور کوئی چھلا اور کوئی اور کچھ۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورتیں دور ہوں تو امام خطبہ کے بعد ان کے پاس جا کر کچھ نصیحت کرے اور ان کو اوامر و نواہی ضرور یہ سمجھائے۔

(۲۰۴۶) عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [راجع: ۲۰۴۵]

اسمٰعیل بن ابراہیم نے روایت کی ایوب سے اسی اسناد سے مثل اس کے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ وَاَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهٗ يُلْقِيْنَ النِّسَآءُ صَدَقَةً. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ بِهَا حِيْنَئِذٍ تُلْقِي الْمَرْاَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَحَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ يَاْتِيَ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے عید الفطر کے پہلے نماز پڑھی۔ پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا اور جب فارغ ہوئے اترے اور عورتوں میں تشریف لائے اور ان کو نصیحت کی اور وہ بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ اور عورتیں صدقہ ڈالتی جاتی تھیں راوی نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا کہ یہ صدقہ فطر تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں یہ اور صدقہ تھا کہ وہ دیتی تھیں۔ غرض ہر عورت چھلے ڈالتی تھی اور پھر دوسری اور پھر تیسری۔ میں نے عطاء سے کہا کہ اب بھی امام کو واجب ہے کہ عورتوں کے پاس جائے۔ جب خطبہ سے فارغ ہو اور ان کو نصیحت کرے تو انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ قسم ہے مجھے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

النِّسَاءَ حِيْنَ يَفْرُغُ فَيُذَكِّرُهُنَّ؟ قَالَ: اِيْ لَعَمْرِيْ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ؟

[بخاری: ۹۵۸، ۹۶۱، ۹۷۸؛ ابوداود: ۱۱۴۱]

جان کی بے شک اماموں کا حق ہے کہ ان کے پاس جائیں۔ اور اللہ جانے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اب اس پر عمل نہیں کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ ﷺ فَاَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ: ((تَصَدَّقْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ)) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: لِمَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ((لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) قَالَ: فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ﷺ مِنْ اَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِيْمِهِنَّ.

[نسائی: ۱۵۷۴]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نماز عید میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا سو آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور تکبیر کے پھر بلال رضی اللہ عنہ پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوئے اور حکم کیا اللہ سے ڈرنے کا اور ترغیب دی اس کی فرمانبرداری کی اور لوگوں کو سمجھایا اور نصیحت کی۔ پھر عورتوں کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا بجھایا اور فرمایا: ''خیرات کرو کہ اکثر تم میں سے جہنم کا ایندھن ہیں۔'' سو ایک عورت ان کے بیچ سے کھڑی ہو گئی پچکے رخساروں والی اور اس نے عرض کی کہ کیوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ شکایت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری۔'' راوی نے کہا: پھر خیرات کرنے لگیں اپنے زیوروں میں سے اور ڈالتی تھیں بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں اپنے کانوں کی بالیں اور ہاتھوں کے چھلے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَا: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى ثُمَّ سَاَلْتُهُ بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَاَخْبَرَنِيْ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا اِقَامَةَ. [بخاری: ۹۵۹، ۹۶۰]

ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اذان نہ عید الفطر میں ہوتی تھی اور نہ عید الاضحیٰ میں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا تھوڑی دیر کے بعد اسی بات کو، (یہ قول ہے ابن جریج راوی کا) تو انہوں نے کہا (یعنی ان کے شیخ عطاء نے) کہ خبر دی مجھے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نہ اذان ہوتی تھی عید الفطر میں جب امام نکلتا تھا اور نہ بعد اس کے نکلنے کے اور نہ تکبیر ہوتی نہ اذان اور نہ اور کچھ وہ دن ایسا ہے کہ اس دن نہ اذان ہے نہ تکبیر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ جو نادان لوگ صلوٰۃ وغیرہ اس دن پکارتے ہیں یہ بدعت ہے اور اس کو مسنون جاننا حماقت ہے اور اس پر تمام علما کا اجماع ہے، اور سلف سے اس میں خلاف منقول نہیں۔

(۲۰۵۰) عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ اَوَّلَ مَا بُوْيِعَ لَهُ اَنْ لَّمْ يَكُنْ

عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیغام بھیجا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف جب ان سے اول اول لوگوں نے بیعت کی تھی کہ نماز فطر میں اذان نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُؤْذَنُ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ فَلَا تُؤْذَنُ لَهَا قَالَ: فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ إِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَ إِنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يُفْعَلُ قَالَ: فَصَلّٰى ابْنُ الزُّبَيْرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. [راجع: ۲۰۴۹]

دی جاتی، سو تم آج اذان نہ دلوانا، تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اذان نہیں دلوائی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ خطبہ، نماز کے بعد ہونا چاہیے اور وہ یہی کرتے تھے، سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۵۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ. [ابوداود: ۱۱۴۸؛ ترمذی: ۵۳۲]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں عیدوں کی کئی بار بغیر اذان کے اور اقامت کے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۵۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. [بخاری: ۹۶۳؛ ترمذی: ۵۳۱؛ نسائی: ۱۵۶۳؛ ابن ماجه: ۱۲۷۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یہ سب عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۵۳) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْ مُصَلَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْكَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَإِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْبَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَّلَبِنٍ فَإِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِيْ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِيْ نَحْوَالْمِنْبَرِ وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ: أَيْنَ الْإِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا تَأْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عید قربان اور عید الفطر میں جب نکلتے تو پہلے نماز پڑھتے۔ پھر جب نماز سے سلام پھیرتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اور لوگ سب بیٹھے رہتے اپنی نماز کی جگہ پر۔ پھر اگر آپ ﷺ کو کسی لشکر روانہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں سے بیان کرتے یا اور کوئی کام ہوتا تو اس کا حکم دیتے اور فرماتے: ''صدقہ دو، صدقہ دو، صدقہ دو'' اور اکثر عورتیں اس دن صدقہ دیتیں پھر گھر کو لوٹتے۔ غرض آپ ﷺ کی یہی عادت رہی یہاں تک کہ مروان بن حکم حاکم ہوا اور میں اس کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دے کر نکلا یہاں تک کہ عید گاہ میں آئے اور وہاں کثیر بن صلت نے ایک منبر بنا رکھا تھا گارے اور اینٹوں سے۔ مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگا گویا وہ مجھے منبر کی طرف کھینچتا تھا اور میں اس کو نماز کی طرف پھر جب میں نے یہ دیکھا تو اس سے کہا: نماز کا پہلے پڑھنا کہاں گیا؟ اس نے کہا: اے ابوسعید رضی اللہ عنہ! اچھٹ گئی وہ سنت جو تم جانتے ہو۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ تم بہتر کام کر سکو اس سے جو میں چاہتا ہوں، (یعنی بدعت سنت کے برابر نہیں ہو سکتی، بہتر ہونا تو کجا) غرض یہ بات میں نے اس سے تین بار کہی پھر لوٹ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَعْلَمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ. [راجع: ٢٤٣]

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نماز کے بعد اس سے یہ گفتگو کی اور نماز خطبہ کے بعد بھی مروان کے ساتھ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز خطبہ کے بعد بھی روا ہے۔ اور اگر کوئی پڑھ لے تو صحیح ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوگی بخلاف نماز جمعہ کے کہ وہ خطبہ سے آگے صحیح نہیں ہو سکتی۔

بَابُ ذِكْرِ اِبَاحَةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَ شُهُوْدِ الْخُطْبَةِ مَفَارِقَاتٌ لِلرِّجَالِ.

باب: عورتوں کا عیدین کے دن عیدگاہ جانا اور مردوں سے الگ خطبہ میں حاضر ہونا جائز ہے۔

(٢٠٥٤) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَمَرَنَا نَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ اَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيْدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَاَمَرَ الْحُيَّضَ اَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِيْنَ. [بخاري: ٩٧٤؛ ابوداود: ١١٣٦، ١١٣٧؛ نسائي: ١٥٥٨؛ ابن ماجه: ١٣٠٨]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم کو حکم دیا یعنی نبی ﷺ نے کہ ہم عیدین میں لے جائیں جوان کنواری لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو اور حکم دیا کہ حیض والیاں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے ذرا دور رہیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥٥) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْخُرُوْجِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْمُخَبَّاةُ وَالْبِكْرُ قَالَتْ: اَلْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ. [بخاري: ٩٧١؛ ابوداود: ١١٣٨]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمیں حکم دیا گیا دونوں عیدوں میں نکلنے کا کنواری اور جوان لڑکیوں کو اور کہتی ہیں کہ حیض والیاں بھی نکلتیں اور وہ لوگوں سے الگ پیچھے رہتی تھیں اور وہ لوگوں کے ساتھ تکبیر کہا کرتی تھیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥٦) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلٰوةَ وَ يَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِحْدَانَا لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)). [ترمذي: ٥٤٠؛ ابن ماجه: ١٣٠٧]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حکم دیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے کہ لے جائیں ہم عید الفطر اور عید قربان میں کنواری جوان لڑکیوں کو اور حیض والیوں کو اور پردہ والیوں کو۔ سو حیض والیاں جدا رہیں نماز کی جگہ سے اور حاضر ہوں اس کار خیر میں اور مسلمانوں کی دعا میں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اڑھائے بہن اس کی اپنی چادر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ میں عورتوں کا حاضر ہونا بھی مستحب ہے اور نیکی کے کام پر ایک دوسرے کو مانگنے کی چیز دینا موجب ثواب ہے۔

بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلّٰى.

باب: عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(٢٠٥٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عید قربان یا عید الفطر میں نکلے اور دو رکعت پڑھی کہ نہ اس سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں۔ پھر عورتوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَ تُلْقِي سِخَابَهَا. [بخاري: ٩٦٤، ٩٨٩، ١٤٣١، ٥٨٨١؛ ابوداود: ١١٥٩؛ ترمذي: ٥٣٧؛ نسائي: ١٥٨٦؛ ابن ماجه: ١٢٩١]

کے پاس گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر حکم کیا عورتوں کو صدقہ کا، پھر کوئی تو اپنے چھلے نکالنے لگی اور کوئی لونگوں کے ہار جو ان کے گلوں میں تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥٨) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَا هُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٢٠٥٧]

اور روایت کی ابوبکر بن نافع نے، اور محمد بن بشار نے، دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مانند اسی روایت کے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ؟

باب: نماز عید میں کیا پڑھنا چاہیے؟

(٢٠٥٩) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رضي الله عنه مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِـ ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾. [ابوداود: ١١٥٤؛ ترمذي: ٥٣٤، ٥٣٥؛ نسائي: ١٥٦٦؛ ابن ماجه: ١٢٨٢]

عبید اللہ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اضحیٰ اور فطر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ان میں ﴿قٓ والقران المجيد﴾ اور ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٦٠) عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْعِيدِ؟ فَقُلْتُ: بِـ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ وَ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾. [راجع: ٢٠٥٩]

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ عید کے دن کیا پڑھا کرتے تھے میں نے کہا: ﴿اقتربت الساعة﴾ اور ﴿قٓ والقران المجيد﴾۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللَّعِبِ الَّذِي لَا مَعْصِيَةَ فِيهِ فِي أَيَّامِ الْعِيدِ.

باب: عید کے روز جن کھیلوں میں گناہ نہیں ان کی رخصت کا بیان۔

(٢٠٦١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے گھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں تھی کہ وہ بعاث کا قصہ جو انصار نے نظم کیا تھا گا رہی تھیں۔ (بعاث وہ لڑائی تھی جو اوس اور خزرج انصار کے دو قبیلوں میں کفر کی حالت میں ہوئی تھی اور اس میں اوس جیتے تھے) اور وہ لڑکیاں گانے کا پیشہ نہیں کرتی تھیں، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شیطان کی تان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اَبَا بَكْرٍ! اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا)). [بخاري: ٩٥٢؛ ابن ماجه: ١٨٩٧]

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں؟ اور یہ عید کے دن میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! سب کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔'' (یعنی ان کو دل خوش کرنے دو)

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا گانے میں علما کا اختلاف ہے۔ اہل حجاز کی ایک جماعت اس کو مباح کہتی ہے، اور مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت بھی یہی ہے اور ابوحنیفہ اور اہل عراق نے حرام کہا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مذہب مشہور ہے۔ اور جن لوگوں نے مباح کہا ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے اور جن لوگوں نے منع کیا ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ گانا شجاعت اور بہادری اور جرأت بڑھانے والا تھا اور اس میں کوئی مفسدہ نہ تھا بخلاف اس گانے کے جو رغبت دلانے والا ہے شر اور زنا کی۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان لڑکیوں کا گانا اشعار جنگ اور فخر شجاعت اور ظہور کا غلبہ تھا اور اس میں لڑکیوں کے فساد کا وہم بھی نہیں تھا اور یہ گانا اس قسم میں نہ تھا جس میں اختلاف ہے۔ اور یہ تو صرف شعروں کا پڑھنا تھا ذرا بلند آواز سے اور اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ کچھ گانے والیاں نہ تھیں کہ جو شوق دلاتی ہیں فحش کا اور یاد دلاتی ہیں شورش شہاب اور جوش جوانی کو، نہ ان کے اشعار ایسے تھے جن سے یہ شر و ر پیدا ہوں کہ ان کو غزل کہتے ہیں کہ اس کے لیے یہ مثل مشہور ہے: اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا یعنی غنا زنا کا منتر ہے اور نہ وہ گانا ان لڑکیوں کا ایسا تھا جس میں کنکرے ہوا اور تانیں ہوا اور آوازوں کا ملانا اور لفظوں کا گھٹانا بڑھانا۔ اور عرب کا قاعدہ ہے کہ صرف شعروں کے پڑھنے کو گانا کہتے ہیں۔ غرض یہ گانا وہ ہرگز نہیں جس میں اختلاف ہے بلکہ یہ مباح ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو روا رکھا ہے کہ یہ صرف شعروں کا پڑھنا ہے جس میں کوئی مضمون فسق کا نہیں۔ اور جائز رکھا ہے آخر انہوں نے ان اشعار کو جو اونٹوں کے چلانے کے لیے پڑھے جاتے ہیں اور پڑھے گئے اشعار نبی ﷺ کے روبرو غرض یہ سب مباح ہیں حرام نہیں۔

(٢٠٦٢) وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ.

مسلم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بیان کی ہم سے یہی روایت یحییٰ نے اور ابو کریب نے دونوں نے ابومعاویہ سے، اس نے ہشام سے اسی اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ وہ دو لڑکیاں تھیں کہ دف سے کھیلتی تھیں۔

(٢٠٦٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتَضْرِبَانِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا يَا اَبَابَكْرٍ! فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ)) وَقَالَتْ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ وَاَنَا جَارِيَةٌ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْعَرِبَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے گھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس دو لڑکیاں تھیں منیٰ کے دنوں میں (یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں وغیرہ میں) گا رہی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جھڑک دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا اٹھایا اور فرمایا: ''اے ابوبکر! ان لڑکیوں کو چھوڑ دو، اس لیے کہ یہ عید کے دن ہیں۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مجھے اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے اور میں ان حبشیوں کا تماشا دیکھتی تھی جو کھیل رہے تھے اور میں لڑکی تھی تو خیال کرو کہ جو لڑکی کم سن اور کھیل کود کی طالب ہوگی وہ کتنی دیر تک تماشا دیکھے گی۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کے مکان کو کھیل کود کی چیزوں سے پاک رہنا چاہیے اور صالحین کے رفیقوں کو ضروری ہے کہ جب ایسی چیز دیکھیں تو خود منع کریں کہ اس بزرگ کو اس کی تکلیف نہ پہنچے۔ اس میں اس بزرگ کا ادب اور بڑائی ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ⑥ ⑥)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور حضور ﷺ جو چپ رہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑکیاں ایک مباح کام میں تھیں۔ اور آپ ﷺ نے منہ اس لیے ڈھانپ لیا کہ وہ شرمائیں نہیں۔ اور اس میں آپ ﷺ کی رأفت اور رحمت اور حلم تھا اور معلوم ہوا کہ دف وغیرہ مباح ہے سرور اور خوشی کے وقت پس نکاح وغیرہ میں روا ہے اور معلوم ہوا کہ ایام منیٰ بھی عید میں داخل ہیں کہ قربانی اس میں جائز ہے اور روزہ حرام ہے اور تکبیر مستحب ہے اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ حبشی رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کھیلتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہتھیاروں کا کھیل مثلاً بندوق کی گولی یا تیر کا نشانہ یا بانک پٹہ وغیرہ بہ نیت جہاد مسجد میں سیکھنا اور کھیلنا روا ہے۔ اگر عورتیں ایسے کھیل مردوں کے دیکھیں تو روا ہے بغیر اس کے کہ ان مردوں کی نظر عورتوں کے بدن پر پڑے۔ اور اگر عورت کی نظر کسی اجنبی پر شہوت سے پڑے تو باتفاق حرام ہے۔ اور اگر شہوت کا خیال نہ ہو اور فتنہ کا خوف بھی نہ ہو تو شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں، اصح قول یہ ہے کہ منع ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ اور رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کو ایک اندھے سے پردہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم تو اسے دیکھتی ہو اگر چہ وہ اندھا ہے غرض جو لوگ اس نظر کو ہی حرام کہتے ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اول تو اس میں تصریح نہیں ہے کہ ان کے بدنوں کو دیکھتی تھیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ شاید پردہ اترنے سے پہلے کا ہو۔ غرض کہ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق اور مؤاسات اپنی بیبیوں کے ساتھ ثابت ہوا۔

(۲۰۶۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ لِكَيْ أَنْظُرَ إِلٰى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ أَجْلِيْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّتِيْ أَنْصَرِفُ فَاقْدِرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ حَرِيْصَةً عَلَى اللَّهْوِ. [بخاری: ٤٥٥]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اپنی چادر سے مجھے چھپائے ہوئے تھے اور حبشی لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک میں اپنے ہتھیاروں سے کھیلتے تھے تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھوں۔ پھر کھڑے رہتے تھے میرے لیے یہاں تک کہ میں ہی (سیر ہو کر) لوٹ جاتی تھی تو خیال کرو جو لڑکی کم سن اور کھیل کی شوقین ہوگی، وہ کتنی دیر تماشا دیکھے گی (یعنی جب تک حضور کھڑے رہتے تھے اور بیزار نہ ہوتے تھے یہ کمال خلق تھا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۶۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ: مِزْمَارُ الشَّيْطٰنِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا)) فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: ((تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ فَأَقَامَنِيْ وَرَاءَهُ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ)) حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاذْهَبِيْ))

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے اور میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں بعاث کی لڑائی کو۔ اور آپ ﷺ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے جھڑکا کہ یہ شیطان کی تان رسول اللہ ﷺ کے پاس، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: "ان کو چھوڑ دو (یعنی گانے دو) پھر جب وہ غافل ہو گئے میں نے ان دونوں کے چٹکی لی کہ وہ نکل گئیں اور وہ عید کا دن تھا۔ اور سوڈانی ڈھالوں اور نیزوں سے کھیلتے تھے۔ سو مجھے یاد نہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے خواہش ظاہر کی یا حضور نے خود فرمایا: "تم اسے دیکھنا چاہتی ہو" میں نے کہا: ہاں۔ پھر مجھے آپ ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار پر تھا اور آپ ﷺ فرماتے تھے: "اے اولاد ارفدہ کی! تم اپنے کھیل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[بخاری: ۹۴۹، ۲۹۰۶]

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۶۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَآءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ.

میں مشغول رہو۔'' یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس۔'' میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھی: کہ ایک بار عید کے دن حبشی آکر مسجد میں کھیلنے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ ﷺ کے شانے پر سر رکھا اور ان کے کھیل کو دیکھنے لگی یہاں تک کہ میں ہی ان کے دیکھنے سے بیزار ہو جاتی تھی۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۶۷) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْمَسْجِدِ.

روایت ہے ہشام سے اسی اسناد سے اور انہوں نے مسجد کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۶۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ لِلَّاعِبِينَ: وَدِدْتُ أَنِّي أَرَاهُمْ قَالَتْ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْتُ عَلَى الْبَابِ أَنْظُرُ بَيْنَ أُذُنِهِ وَعَاتِقِهِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ عَطَاءٌ: فُرْسٌ أَوْ حَبَشٌ قَالَ: وَقَالَ لِي ابْنُ عَتِيقٍ: بَلْ حَبَشٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں نے کھیلنے والوں سے کہلا بھیجا کہ میں چاہتی ہوں ان کو دیکھوں اور کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور میں بھی دروازہ میں کھڑی ہوئی اور آپ ﷺ کی گردن اور کانوں کے بیچ میں سے دیکھتی تھی اور وہ مسجد میں کھیلتے تھے۔ عطاء نے کہا: وہ فارس کے لوگ تھے یا حبشی۔ ابن عتیق نے کہا: حبشی تھے۔

(۲۰۶۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ إِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ!)) [بخاری: ۲۹۰۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حبشی کھیلتے تھے اپنے تیروں سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کنکریوں کی طرف جھکے کہ ان کو ماریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! ان کو کھیلنے دو۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

نماز استسقاء کا بیان

فائدہ: علما کا اجماع ہے کہ استسقاء سنت ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ نماز استسقاء مسنون ہے یا نہیں۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نماز مسنون نہیں صرف پانی کے لیے دعا کرے۔ اور یہ مذہب تمام سلف اور خلف صحابہ اور تابعین اور متقدمین، متاخرین سب کے خلاف ہے۔ اور ان سب کے مقابل میں اکیلے ان کا قول کیوں کر مقبول ہو سکتا ہے اگرچہ انہوں نے ان حدیثوں سے تمسک کیا ہے۔ جن میں صلوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ اور جمہور نے ان حدیثوں سے تمسک کیا ہے جو صحیحین وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء میں دو رکعت ادا کی۔ اور جن روایتوں میں نماز کا ذکر نہیں تو بعض محمول ہیں اس پر کہ راوی بھول گیا اور بعض میں احتمال ہے کہ اختصار کی راہ سے راوی نے ذکر نہیں کیا اور بعض روایتوں میں ایسا وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے خطبہ جمعہ میں استسقاء کے لیے دعا کی کہ وہ استسقاء کے لیے بھی کافی سمجھی گئی۔ اور اگر کہیں نماز نہ پڑھنا مروی ہوا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر نماز کے صرف دعا پر بھی اکتفا کرنا روا ہے اور اس کے روا ہونے میں کچھ اختلاف نہیں۔ غرض جن حدیثوں میں نماز کا ذکر آ چکا ہے وہ مقدم سمجھی جائیں گی اس لیے کہ اس میں زیادتی علم کی ہے اور ثقہ لوگ جو زائد بات بیان کریں وہ مقبول ہے۔

غرض خلاصہ یہ کہ استسقاء کی تین قسمیں ہیں: اول صرف دعا بغیر نماز کے۔ دوسرے خطبہ جمعہ میں یا فرض نماز کے بعد دعا کرنا، اور یہ اولیٰ سے اولیٰ ہے۔ اور تیسرے دو رکعت ادا کرنا اور دو خطبے پڑھنا اور اس سے قبل اور بعد صدقہ اور روزہ اور توبہ اور نیکیاں اور خیرات بجالانا یہ سب سے کامل ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۲۰۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

[بخاري: ١٠٠٥، ١٠١١، ١٠١٢، ١٠٢٣، ١٠٢٤، ١٠٢٥، ١٠٢٦؛ ابوداود: ١١٦١، ١١٦٢، ١١٦٤، ١١٦٦، ١١٦٧؛ ترمذي: ٥٥٦؛ نسائي: ١٥٠٤، ١٥٠٦، ١٥٠٨، ١٥٠٩، ١٥١٠، ١٥١١، ١٥١٨، ١٥١٩؛ ابن ماجه: ١٢٦٧]

عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے اور پانی مانگا اور آپ ﷺ نے چادر مبارک کو الٹا (یہ گویا نیک فال تھا کہ پروردگار ہمارا اس طرح رت بدل دے) جب قبلہ کی طرف منہ کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے لیے باہر نکلنا مستحب ہے اس لیے کہ اس میں عاجزی اور تواضع زیادہ ہے اور لوگوں کے جمع ہونے کے لیے بھی کشادگی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ چادر کا الٹنا بھی مستحب ہے۔ شافعیہ نے کہا ہے کہ جب خطبہ ثانی کا ٹمٹ ہو جائے تب الٹے۔ اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک اور احمد کا اور جماہیر علما رحمہم اللہ کا کہ سب چادر کا الٹنا مستحب جانتے ہیں بخلاف حنفیہ کے کہ وہ بلا دلیل اس کی ہیئت کا انکار رکھتے ہیں اور یہ نہیں ہے مگر حدیث کے تھوڑا جاننے کے سبب سے اور شافعیہ کے نزدیک مقتدیوں کو بھی سنت ہے اور یہی مذہب مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے اور استسقاء کی دو رکعت ہے۔ اور اما شافعی اور جماہیر رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے اور لیث نے کہا بعد خطبے کے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ○ ○)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(②③ گزشتہ سے پیوستہ) اور امام مالک رحمہ اللہ بھی پہلے لیث کے موافق پھر جمہور کے ساتھ ہو گئے اور اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ اگر خطبہ کو نماز سے پہلے پڑھا تو بھی روا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نماز اول ادا کرے مثل نماز عید کے۔ اور شافعی رحمہ اللہ اور ابن جریر رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے صلوٰۃ استسقاء کے قبل تکبیریں کہے مثل عید کے اور یہی مروی ہے ابن مسیب اور عمر بن عبدالعزیز اور مکحول سے اور جمہور کا مذہب ہے کہ یہ تکبیریں نہ کہے۔ اور اذان اور تکبیر اقامت نہ کہنے پر اجماع ہے مثل عید کے مگر الصلوۃ جامعۃ کا مضائقہ نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۲۰۷۱) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

[راجع: ۲۰۷۰]

عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے سنا کہ نبی ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے اور پانی مانگا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر کو الٹا اور دو رکعت پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۷۲) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ.

[راجع: ۲۰۷۰]

عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے اور پانی کے لیے دعا مانگی اور جب ارادہ کیا کہ دعا کریں تو قبلہ کی طرف ہوئے اور اپنی چادر کو الٹا۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۷۳) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللَّهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

[راجع: ۲۰۷۰]

عباد بن تمیم مازنی نے اپنے چچا سے سنا جو صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن استسقاء کے لیے نکلے اور لوگوں کی طرف پیٹھ کی اور اللہ سے دعا کرنے لگے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور چادر الٹی اور دو رکعت پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِالدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ.

باب: نماز استسقاء کے موقع پر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

(۲۰۷۴) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

[نسائی: ۱۷۴۷]

انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ دعا میں ہاتھ اٹھائے تھے ایسے کہ آپ ﷺ کی بغل کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہاتھوں کا اتنا بلند اٹھانا آپ ﷺ سے استسقاء میں مروی ہے اور دعا میں اتنا بلند نہ ہوتا اگر چہ اٹھایا جاتا۔

(۲۰۷۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ.

[ابوداود: ۱۱۷۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کی پیٹھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: بلا کے دور ہونے، قحط کے رفع ہونے کے لیے جب دعا کرے تو ایسے ہی مسنون ہے کہ ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرے اور جب کچھ مانگے تو ہاتھوں کی ہتھیلی آسمان کی طرف کرے۔

(۲۰۷۶) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ غَيْرَ اَنَّ عَبْدَ الْاَعْلٰى قَالَ: يُرٰى بَيَاضُ اِبْطِهٖ اَوْ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ.

[راجع: ۲۰۷۵]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ کسی دعا میں مگر استسقاء میں یہاں تک اٹھاتے کہ آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ اور عبدالاعلیٰ کی روایت میں راوی کو شک ہے کہ ایک بغل کی یا دونوں بغلوں کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: چونکہ دوسری روایات صحیحہ سے ہاتھ اٹھانا اور دعاؤں میں بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روایات قریب تیس کے ہیں اور اس حدیث کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یہاں مبالغہ کے ساتھ اٹھانا مقصود ہے۔

(۲۰۷۷) عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ. [بخاری: ۱۰۳۱، ۳۵۶۵؛ ابوداود: ۱۱۷۰؛ نسائی: ۱۵۱۲؛ ابن ماجه: ۱۱۸۰]

قتادہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی اس کے مانند۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ.

باب: نماز استسقاء کے موقع پر دعا مانگنا۔

(۲۰۷۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِثْنَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا! اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا! اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا!)) قَالَ اَنَسٌ: وَلَا وَاللّٰهِ! مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةً وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَائِهٖ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ قَالَ: فَلَا وَاللّٰهِ! مَا رَاَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهٗ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک شخص مسجد میں جمعہ کے دن آیا اس دروازہ سے کہ دار القضاء کی طرف ہے اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ پڑھتے تھے، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں کے مال برباد ہو گئے اور راہیں بند ہو گئیں، سو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم کو پانی دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: ''یا اللہ! ہم کو پانی دے۔ یا اللہ! ہم کو پانی دے۔ یا اللہ! ہم کو پانی دے۔'' انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم آسمان میں نہ گھٹا دیکھتے تھے نہ بدلی کا کوئی ٹکڑا۔ اور ہم میں اور سلع کے بیچ میں نہ کوئی گھر تھا نہ محلہ (سلع ایک پہاڑ کا نام ہے مدینہ کے قریب) غرض سلع کے پیچھے سے ایک بدلی اٹھی ڈھال کے برابر اور جب آسمان کے بیچ میں آئی تو پھیل گئی اور مینہ برسنے لگا (یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ آپ ﷺ کی دعا کو ایسا جلد قبول کیا ورنہ پانی کا یہاں گمان نہ تھا) پھر اللہ کی قسم! ہم نے آفتاب نہ دیکھا، ایک ہفتہ تک۔ پھر ایک شخص آیا اسی دروازہ سے دوسرے جمعہ کو اور رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اور پھر آپ ﷺ کے آگے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ! عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)) قَالَ: فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيْكٌ: فَسَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ قَالَ: لَا اَدْرِيْ.

[بخاري: ١٠٢١، نسائي: ١٥١٦]

کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مال برباد ہو گئے اور راستے بند ہو گئے تو آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ بارش کو روک دے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: ''اے اللہ! ہمارے گرد برساؤ، نہ ہمارے اوپر۔ یا اللہ! ٹیلوں پر اور بلندیوں پر اور نالوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برساؤ۔'' غرض مینہ فوراً کھل گیا۔ اور ہم دھوپ میں نکلے۔ شریک نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ وہی شخص تھا جو پہلے آیا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا (بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ وہ پہلا ہی شخص تھا)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا بھی کافی ہے اور بارش کی موقوفی کے لیے دعا کا طریقہ معلوم ہوا مگر اس کے لیے لوگوں کا میدان میں اجتماع اور نماز مشروع نہیں۔

(٢٠٧٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنَاهُ وَفِيْهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) قَالَ فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ اِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ مِثْلِ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِيْ قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا اَخْبَرَ بِجَوْدٍ. [بخاري: ٩٣٣، ١٠٣٣، ١٠١٨، نسائي: ١٥٢٧]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک قحط پڑا اور آپ ﷺ ایک دن جمعہ کو منبر پر خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک گاؤں والا کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے مال برباد ہو گئے اور لڑکے بالے بھوکے مر گئے۔ اور اخیر تک حدیث بیان کی حدیث اول کے ہم معنی۔ اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دعا میں عرض کیا: ''اے اللہ! ہمارے گرد برسا، نہ ہم پر۔'' غرض آپ ﷺ جدھر ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے ادھر سے بدلی کھلتی جاتی تھی، یہاں تک کہ ہم نے مدینہ کو دیکھا کہ آنگن کی طرح بیچ میں سے کھل گیا، اور قناۃ کا نالہ ایک مہینہ تک بہتا رہا اور کوئی شخص باہر سے نہیں آیا مگر اس نے ارزانی کی خبر دی۔

فائدہ: قناۃ مدینہ کے نالوں میں سے ایک نالہ کا نام ہے۔

(٢٠٨٠) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوْا وَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَحِطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْاَعْلٰى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوَالَيْهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِيْنَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کا اور لوگ آپ ﷺ کے آگے کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہا اے اللہ کے نبی! مینہ نہیں برستا اور درختوں کے پتے سوکھ گئے اور جانور مر گئے۔ اور بیان کی حدیث آخر تک۔ اور عبدالاعلیٰ کی روایت میں یہ ہے آخر مینہ مدینہ پر سے کھل گیا اور اس کے ارد گرد برستا رہا اور مدینہ میں ایک بوند نہ گرتی تھی۔ اور جس نے دیکھا کہ ٹوپی کی طرح بیچ میں سے کھلا ہوا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ. [بخاری: ۱۰۲۱؛ نسائی: ۱۵۱۶]

○ ○ ○ ○

(۲۰۸۱) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ: فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكَثْنَا حَتّٰى رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيدَ تُهِمُّهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ.

ثابت بیان کرتے ہیں کہ روایت کی ان سے انس رضی اللہ عنہ نے مانند اوپر کی روایت کے اور اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدلیوں کو اکٹھا کر دیا اور ہمارا یہ حال رہا کہ زبردست آدمی بھی اپنے گھر جانے کو ڈرتا تھا (یعنی مینہ کی شدت سے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۸۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ يَقُولُ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَزَادَ: فَرَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَمَزَّقُ كَأَنَّهُ الْمُلَاءُ حِينَ تُطْوَى.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک گاؤں کا آدمی جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ منبر پر تھے اور بیان کی حدیث آخر تک اور زیادہ کیا اس میں اتنا کہ دیکھا میں نے بدلی کو گویا کہ ایک چادر تھی کہ لپیٹ دی گئی اس طرح پھٹتی تھی۔

(۲۰۸۳) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ قَالَ: فَحَسَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ. [ابوداود: ۵۱۰۰]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم پر برسات ہوئی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سو کھول دیا آپ ﷺ نے اپنا کپڑا یہاں تک کہ پہنچا آپ ﷺ پر مینہ اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ یہ ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آیا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کی ذات مقدس اوپر ہے اور مینہ اوپر ہی سے آتا ہے اور بعض معتزلہ جہم ناسمجھ جو یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ بھی پروردگار کا پیدا کیا ہوا ہے، یہ تاویل تب صحیح ہوتی کہ معنی ظاہری اس کے نہ بنتے اور جب معنی ظاہری بلا تکلیف بنتے ہوں تو تاویل کی کیا ضرورت ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ وَالْفَرَحِ بِالْمَطَرِ.

باب: ہوا اور بادل دیکھ کر پناہ مانگنا اور بارش دیکھ کر خوش ہونے کا بیان۔

(۲۰۸۴) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ ذٰلِكَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلَى أُمَّتِي)) وَيَقُولُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ: ((رَحْمَةٌ)).

نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب آندھی اور بدلی کا دن ہوتا تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر خوف معلوم ہوتا (یعنی عذاب الٰہی سے ڈرتے) اور گھڑی آگے جاتے گھڑی پیچھے۔ پھر اگر مینہ برس گیا تو خوش ہوتے اور آپ ﷺ کا خوف جاتا رہتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ڈرتا ہوں کہ شاید یہ کوئی عذاب نہ ہو جو اللہ نے میری امت پر بھیجا ہو'' اور جب مینہ دیکھتے تو فرماتے: ''یہ رحمت ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٢٠٨٥) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)) قَالَتْ: وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ يَا عَائِشَةُ! كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾)). [٤٦/ الأحقاف: ٢٤].

[ترمذی: ٣٤٤٩؛ ابن ماجه: ٣٨٩١]

نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب جھونکے کی آندھی آتی اللھم سے ارسلت بہ تک پڑھتے یعنی ”یا اللہ! میں اس ہوا کی بہتری مانگتا ہوں اور جو اس کے اندر ہے اس کی بہتری۔ اور جو اس میں بھیجا گیا ہے اس کی بہتری اور پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور جو اس کے اندر ہے اور اس کی برائی سے اور جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی برائی سے۔“ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بدلی اور بجلی کڑکتی تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا اور باہر نکلتے اور اندر آتے اور آگے آتے اور پیچھے جاتے۔ پھر اگر مینہ برسنے لگتا تو آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہتی۔ غرض اس بات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہچانا اور آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو جیسے عاد کی قوم نے دیکھ کر کہ بدلی ہے جو ان کے آگے آئی ہے کہنے لگے کہ یہ بدلی ہم پر برسنے والی ہے۔“

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کا کوئی درجہ ایسا نہیں کہ اس کو اللہ کا خوف نہ رہے بلکہ جتنا اس شہنشاہ عالی جاہ بے پرواہ کا قرب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی خوف اس کی بے نیازی کا اور بے پرواہی کی راہ سے بڑھتا جاتا ہے اور بندہ کو لازم ہے کہ ہر آن اس تعالیٰ شانہ کی صفات کاملہ کا مراقبہ کرتا رہے اور اس کے عذاب اور عتاب سے پناہ مانگتا رہے۔

(٢٠٨٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ: وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَى النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفْتُ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ؟ قَالَتْ: فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤْمِنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا: ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾)). [بخاری: ٤٨٢٨، ٣٢٥٦، ٦٠٩٢؛ ابوداود: ٥٠٩٨]

نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہ دیکھا رسول اللہ ﷺ کو قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے کہ آپ ﷺ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا بلکہ آپ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ مسکراتے تھے اور جب بدلی کو دیکھتے یا آندھی تو آپ ﷺ کے چہرہ میں ڈر معلوم ہونے لگتا سو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اور لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ جب بدلی کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، اس امید سے کہ اس میں پانی ہوگا۔ اور جب آپ ﷺ بدلی کو دیکھتے تو آپ ﷺ کے چہرہ پر ناگواری ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! مجھے خوف رہتا ہے اس کا کہیں اس میں عذاب نہ ہو اس لئے کہ ایک قوم ہوا ہی کے عذاب سے ہلاک ہو چکی ہے اور جب ایک قوم نے عذاب کو دیکھا تو یوں کہا کہ یہ بدلی ہے ہم پر برسنے والی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: سچ ہے یہ مصرع نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ اس شہنشاہ بلند بارگاہ قہار، جبار سے جب ایسے مقدس اور پاکیزہ لوگ یوں ڈرتے ہیں تو ہم گناہگاروں کو کتنا ڈرنا چاہیے۔ افسوس صد افسوس ہے کہ ہم نے بجائے اس کے کہ ہر آن اس کی صفات کاملہ کا مراقبہ کرتے اور اس سے ڈرتے اور اس کی پناہ مانگتے ہم نے اس کو بالکل بھلا دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابٌ فِي رِيْحِ الصَّبَا وَالدَّبُوْرِ.

باب: بادِ صبا اور تیز آندھی کے بیان میں۔

(۲۰۸۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ)).

[بخاری: ۱۰۳۵، ۳۲۰۵، ۳۳۴۳، ۴۱۰۵]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ کے حکم سے صبا سے مدد دی گئی اور عاد، دبور سے ہلاک کی گئی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: صبا وہ ہوا ہے جو مشرق سے آتی ہے جس کو پروائی کہتے ہیں اور دبور جو مغرب سے آئے اور اسے پچھاؤ کہتے ہیں۔

(۲۰۸۸) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت منقول ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْكُسُوْفِ

کسوف کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ.

(۲۰۸۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ جِدًّا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَدُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَدُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْتَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) وَفِيْ

باب: کسوف کی نماز کا بیان۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا، سو آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قیام کیا، پھر رکوع کیا، اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، اور دیر تک کھڑے رہے، اور بہت قیام کیا، مگر پہلے قیام سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، مگر پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا (یہ ایک رکعت میں دو رکوع ہوئے۔ اور شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے) پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک قیام کیا مگر قیام اول سے کم۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے، مگر قیام اول سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، مگر پہلے رکوع سے کم، (یہ بھی دو رکوع ہوئے) پھر سجدہ کیا اور فارغ ہوئے اور آفتاب اتنے میں کھل گیا تھا۔ پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اور ان میں گہن نہیں لگتا نہ کسی کی موت سے نہ زندگی سے۔ پھر جب تم گہن دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو اور اس سے دعا کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت والا نہیں اس بات میں کہ اس کا غلام یا باندی زنا کرے۔ اے محمد (ﷺ) کی امت! اللہ کی قسم ہے جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو بہت روتے اور تھوڑا ہنستے۔ سن لو! میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔'' اور مالک کی روایت میں یہ ہے ''کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔''

محدث دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِوَايَةِ مَالِكٍ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ)). [بخاری: ۱۰۴۴، نسائی: ۱۴۷۳]

○ ○ ○ ○

فائدہ: علما کا اجماع ہے کہ نماز خسوف سنت ہے اور امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ باجماعت اس کو ادا کریں اور اہل عراق (یعنی احناف) نے کہا ہے کہ الگ الگ پڑھیں مگر مذہب اول احادیث صحیحہ کی رو سے صحیح ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کرے اور دو مرتبہ قیام کرے مگر سجدے ہر رکعت میں دو ہی ہیں۔ اور حنفیوں کے نزدیک مثل اور نمازوں کے ایک ہی رکوع ہر رکعت میں ہو مگر شافعی مذہب احادیث صحیحہ کے موافق ہے اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ اور بعض روایتوں میں ہر رکعت میں تین رکوع بھی آئے ہیں اور چار بھی مگر دو کے راوی بہت احفظ اور اضبط ہیں مگر قوی مذہب یہ ہے کہ جس طرح چاہے ادا کرے۔ باقی رہی سورۂ فاتحہ، سو قیام اول میں تو باتفاق علما پڑھنا ضروری ہے اور قیام ثانی میں بھی پڑھنا یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کا اور جمہور صحابہ کا اور محمد بن مسلمہ کا مالکیہ میں سے یہ قول ہے کہ قیام ثانی میں نہ پڑھنی چاہیے اور طول قراءت باتفاق علما افضل ہے اور قصر بھی روا ہے۔ اور سجدہ کے طول کے بھی محققین قائل ہیں اور اعوذ پڑھنا بھی ہر قیام میں قبل فاتحہ کے مستحب ہے اور دو خطبے بھی بعد نماز کے مستحب ہیں۔ یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اسحاق اور ابن جریر رحمہم اللہ اور فقہائے محدثین کا اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خطبہ مستحب نہیں۔ اور شافعی کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں جو صحیحین وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں۔

(۲۰۹۰) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ)) وَ زَادَ اَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ)).

ہشام بن عروہ نے اسی سند سے بیان کیا اور یہ زیادہ کیا کہ آپ ﷺ نے حمد کے بعد فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اور یہ بھی زیادہ کیا کہ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ آگاہ رہو میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔''

(۲۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ. وَلَمْ يَذْكُرْ اَبُو الطَّاهِرِ: ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ:

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں سورج گہن ہوا۔ اور آپ ﷺ نکلے مسجد میں اور نماز کو کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت پڑھی پھر اللہ اکبر کہا اور بہت لمبا رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور ربنا لك الحمد اور پھر کھڑے رہے اور لمبی قراءت پڑھی کہ پہلی قراءت سے ذرا کم تھی۔ پھر اللہ اکبر کہہ کے دوسرا رکوع کیا لمبا مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد۔ پھر سجدہ کیا۔ اور ابوطاہر راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ پھر سجدہ کیا۔ اور دوسری رکعت میں ایسا ہی کیا یہاں تک کہ چار رکوع ہوئے، اور چار سجدے (یعنی دو رکعت میں، ہر رکعت میں دو رکوع کئے اور دو سجدے) اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف ہو گیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں پر خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی ان لفظوں

اس کتاب کی تمام تر تحقیق، ترجمہ، تشریح و تسہیل موضوعات پر مشتمل سنت اور اردو مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا لِلصَّلٰوةِ)) وَقَالَ أَيْضًا: ((فَصَلُّوا حَتّٰى يُفَرِّجَ اللّٰهُ عَنْكُمْ)) وَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أُقَدِّمُ وَقَالَ الْمُرَادِيُّ: تَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ)) وَانْتَهٰى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ: ((فَافْزَعُوا لِلصَّلٰوةِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

[بخاری: ۱۰۴۶، ۱۲۱۲؛ ابوداود: ۱۱۸۰؛ نسائی: ۱۴۷۱؛ ابن ماجه: ۱۲۶۳]

نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور کسی کی موت اور زندگی کے سبب سے ان میں گہن نہیں ہوتا (یعنی صرف اللہ کے حکم سے ہوتا ہے) پھر جب تم گہن کو دیکھو تو جلد نماز پڑھنے لگو۔'' اور یہ بھی فرمایا: ''یہاں تک نماز پڑھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے اوپر سے کھول دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس جگہ وہ سب چیزیں دیکھیں جن کا تم سے وعدہ ہوا ہے، چنانچہ میں نے اپنے کو دیکھا کہ چاہتا ہوں کہ ایک گچھا لے لوں جنت میں جب تم نے مجھ کو دیکھا تھا کہ میں آگے بڑھا تھا۔ اور مرادی راوی نے اتقدم کہا۔ (معنی دونوں کے ایک ہیں)۔ اور بیشک میں نے جہنم کو دیکھا کہ ایک ٹکڑا دوسرے کو توڑ رہا ہے جب تم نے مجھ کو دیکھا تھا کہ میں پیچھے کو ہٹا تھا اور میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا (ایک آدمی کا نام ہے) اور اسی نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑے۔'' اور ابوطاہر راوی کی حدیث تو وہیں تمام ہوگئی جہاں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جلدی نماز پڑھو اور اس کے بعد کچھ ذکر ہی نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۹۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا بِـ ((الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ)) فَاجْتَمَعُوا وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [بخاری: ۱۰۶۶؛ نسائی: ۱۴۶۴، ۱۴۷۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں سورج گہن ہوا اور آپ ﷺ نے مدینہ میں ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ یوں پکار دے کہ ''سب لوگ مل کر نماز ادا کرو۔'' غرض لوگ جمع ہو گئے۔ اور آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی (یعنی تکبیر اولیٰ) اور چار رکوع کیے دو رکعتوں میں اور چار سجدے۔

(۲۰۹۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَهَرَ فِي صَلٰوةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [بخاری: ۱۰۶۵؛ ابوداود: ۱۱۹۰؛ نسائی: ۱۴۹۳، ۱۴۹۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن کی نماز میں قراءت پکار کر پڑھی اور چار رکوع کیے اور چار سجدے دو رکعتوں میں۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۹۴) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

زہری نے کہا کہ خبر دی مجھے کثیر بن عباس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی ﷺ نے چار رکوع کیے دو رکعتوں میں اور چار سجدے کیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[بخاری: ١٠٤٦؛ ابوداود: ١١٨١؛ نسائی: ١٤٦٨]

(٢٠٩٥) أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَاحَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ. [راجع: ٢٠٩٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کی نماز رسول اللہ ﷺ کی سورج گہن کے دن جیسے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٩٦) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ مَنْ أُصَدِّقُ حَدِيْثَهُ يُرِيْدُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيْدًا يَقُوْمُ قَائِمًا ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) ثُمَّ يَرْكَعُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا [عِبَادَهُ] فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوْفًا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَنْجَلِيَا)).

[ابوداود: ١١٧٧؛ نسائی: ١٤٦٩]

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے اس شخص نے جس کو میں سچا جانتا ہوں۔ مراد اس شخص سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہ ایک بار سورج گہن ہوا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔ اور آپ ﷺ نماز میں بڑی دیر تک کھڑے رہے، اس طرح کہ ایک بار کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے۔ غرض پڑھتے دو رکعت کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہوتے اور دونوں رکعتوں میں چار سجدے۔ اور جب فارغ ہوئے آفتاب صاف ہو گیا اور جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع میں جاتے اور جب سر اٹھاتے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور بعد نماز خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا کہ ''سورج اور چاند میں کسی کی موت و حیات کے سبب سے گہن نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ ان سے اللہ ڈراتا ہے پھر جب تم گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو یہاں تک کہ دونوں صاف ہو جائیں۔''

○ ○ ○ ○

(٢٠٩٧) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [نسائی: ١٤٧٠]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے چھ رکوع کیے (یعنی دو رکعت میں) اور چار سجدے۔

بَابُ ذِكْرِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِيْ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ.

باب: نماز خسوف میں عذاب قبر کا ذکر۔

(٢٠٩٨) عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً أَتَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُوْرِ؟ قَالَتْ عَمْرَةُ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَائِذًا

عمرہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آ کر سوال کرنے لگی اور اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہا کو عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِاللّٰهِ)) ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُوْنَ ذٰلِكَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ)) قَالَتْ عَمْرَةُ: فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: فَكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. [بخاری: ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۵؛ نسائی: ۱۴۷۴، ۱۴۹۸]

کی پناہ۔'' پھر سوار ہوئے رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کو ایک سواری پر اور سورج گہن ہوا۔ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں بھی نکلی اور عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد میں آئی اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنی نماز کی جگہ تک تشریف لے گئے جہاں ہمیشہ امامت کرتے نماز میں اور کھڑے ہوئے اور بہت لمبا قیام کیا۔ اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اٹھے اور بہت لمبا قیام کیا مگر وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، مگر وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا اور آفتاب صاف ہوا۔ اور فرمایا: ''کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم قبروں میں جانچے جاؤ گے، جیسے دجال کے وقت جانچے جاؤ گے۔'' عمرہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ فرماتی تھیں کہ میں نے اس کے بعد سنا رسول اللہ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۹۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ. [راجع: ۲۰۹۸]

روایت کی یحییٰ بن سعید نے اسی اسناد سے مثل سلیمان بن بلال کی روایت کے۔

بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوْفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ.

باب: جنت اور جہنم میں سے کسوف کے وقت نبی ﷺ کے سامنے کیا کچھ پیش کیا گیا؟

(۲۱۰۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں سورج گہن ہوا اور ان دنوں میں بڑی گرمی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور بہت لمبا قیام کیا یہاں تک کہ لوگ گرنے لگے۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا قیام کیا، پھر دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا۔ غرض چار رکوع ہوئے اور چار سجدے (یعنی دو رکعت میں)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُوْلَجُوْنَهُ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْتَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا اَخَذْتُهُ. اَوْقَالَ: تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِيْ عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَ رَاَيْتُ اَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَاَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ وَاَنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُرِيْكُمُوْهُمَا فَاِذَا خَسَفَا فَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ. [ابوداود: ١١٧٩؛ نسائی: ١٤٧٧]

پھر فرمایا: ''جتنی چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان میں جاؤ گے۔ (یعنی دوزخ و جنت، قبر و حشر وغیرہ) وہ سب میرے آگے آئیں۔ اور جنت تو ایسی آگے آئی کہ اگر میں ایک گچھا اس میں سے لینا چاہتا تو ضرور ہی لے لیتا یا یہ فرمایا کہ میں نے اس میں سے ایک گچھا لینا چاہا تو میرا ہاتھ نہ پہنچا اور دوزخ میرے آگے آئی اور ایک بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا کہ ایک بلی کی وجہ سے اس پر عذاب ہو رہا ہے کہ اس نے بلی کو باندھ دیا تھا اور اسے نہ تو کھانے کو دیا اور نہ اسے کھولا تا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ اور دوزخ میں ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ اپنی آنتیں دوزخ میں کھینچتا ہے اور عرب کا یہ خیال تھا کہ سورج اور چاند میں گہن نہیں لگتا مگر کسی بڑے شخص کے مرنے سے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کہ وہ تم کو دکھاتا ہے پھر جب ان میں گہن لگے تو نماز پڑھو جب تک وہ کھل نہ جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صغیرہ گناہوں پر بھی پکڑ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ کافر ہو بلی کے سبب سے اس پر عذاب اور زیادہ ہو گیا۔ یا مسلمان ہو اور سوائے دوزخ کی آگ کے اور کسی طرح کا عذاب اس پر ہوتا ہو چنانچہ حدیث میں صاف نہیں ہے کہ وہ دوزخ میں تھی۔

(٢١٠١) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: ((وَ رَاَيْتُ فِي النَّارِ امْرَاَةً حِمْيَرِيَّةً سَوْدَاءَ طَوِيْلَةً)) وَلَمْ يَقُلْ: ((مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ)). [راجع: ٢١٠٠]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کی یہی روایت مجھ سے ابوغسان مسمعی نے، ان سے عبدالملک نے، روایت کی ہشام نے، اسی اسناد سے مثل اس کے مگر اس میں یہ ہے ''دیکھا میں نے ایک عورت بڑی آواز والی لمبی کالی کو اور یہ نہیں فرمایا: ''وہ بنی اسرائیل کی تھی۔''

(٢١٠٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ: اِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. بَدَاَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَرَاَ قِرَاءَةً دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سورج گہن ہوا ایک بار رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جس دن آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم انتقال کر گئے تھے، سو لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کی موت سے سورج گہن ہوا اور نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور چار سجدوں کے ساتھ چھ رکوع کیے۔ اس طرح کہ پہلے اللہ اکبر کہا اور قراءت کی اور لمبی قراءت کی، پھر رکوع کیا قریب قیام کے (یعنی طول میں) پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قراءت کی دوسری قراءت سے کم، پھر رکوع کیا قیام کے برابر، پھر سر اٹھایا اور قیام کیا پھر رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور سجدہ کو جھکے اور دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے اور پھر رکوع کیے تین رکوع کہ ان میں سے ہر پچھلا رکوع اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرُّكُوْعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيْهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِيْ قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِيْ بَعْدَهَا وَرُكُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُوْدِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوْفُ خَلْفَهُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا۔ وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى النِّسَاءِ۔ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى قَامَ فِيْ مَقَامِهِ فَانْصَرَفَ حِيْنَ انْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ۔ وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لِمَوْتِ بَشَرٍ۔ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ صَلَاتِيْ هٰذِهِ لَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِيْ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِيْءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكُمْ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدَيَّ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِيْ أَنْ لَّا أَفْعَلَ فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ صَلَاتِيْ هٰذِهِ)). [ابوداود:۱۱۷۸]

پہلے رکوع سے کم تھا اور ہر رکوع سجدہ کے برابر تھا۔ پھر آپ ﷺ پیچھے ہٹے اور سب صفیں آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے ہٹیں یہاں تک کہ ہم عورتوں کے قریب پہنچ گئے۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ آگے بڑھے (سبحان اللہ! کیا اطاعت تھی رسول اللہ ﷺ کی) پھر آپ ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے، اور نماز سے فارغ ہوئے اس وقت کہ آفتاب کھل چکا تھا۔ پھر فرمایا: ''اے لوگو! سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اور بے شک ان دونوں میں کسی آدمی کے مرنے سے گہن نہیں لگتا ہے۔ پھر جب تم دیکھو اس میں سے کچھ تو نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائے اور کوئی ایسی چیز نہیں رہی جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے کہ میں نے اس کو نہ دیکھا ہو اس اپنی نماز میں چنانچہ دوزخ آئی اور جب آئی کہ جب تم نے مجھے دیکھا کہ پیچھے ہٹا، اس ڈر سے کہ شاید اس کی لو مجھے لگ جائے (سبحان اللہ! اتنے بڑے نبی ﷺ کو اللہ ان پر رحمت کرے اور سلام بھیجے۔ دوزخ سے اتنا خوف ہے، پھر ہم کو کتنا لازم ہے) اور وہ یہاں تک قریب ہوئی کہ میں نے اس میں ٹیڑھے منہ کی لکڑی والے کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں گھسیٹتا تھا آگ میں اور دنیا میں حاجیوں کی اس طرح چوری کرتا تھا کہ اس نے اپنی لکڑی میں کسی چیز کو اٹکایا (یعنی چادر کپڑا وغیرہ) اگر اس کا مالک آگاہ ہوا تو کہہ دیا یہ چیز میری کھونڈی میں اٹک گئی اور اگر اس کا مالک غافل ہو گیا تو وہ لے کر چل دیا اور یہاں تک کہ میں نے اس بلی والی کو دیکھا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا اور نہ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی یہاں تک کہ بھوک سے مر گئی۔ پھر جنت کو میرے آگے لائے۔ اور وہ اس وقت آئی جب تم نے مجھ کو دیکھا کہ میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ جا کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور چاہتا تھا کہ اس کے کچھ پھل توڑ لوں کہ تم دیکھو۔ پھر میں نے خیال کیا کہ نہ کروں۔ غرض جن چیزوں کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو میں نے اپنی اس نماز میں نہ دیکھی ہو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۰۳) عَنْ أَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَسَفَتِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّونَ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَأَخَذْتُ قِرْبَةً مِنْ مَاءٍ إِلَى جَنْبِي فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى وَجْهِي مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ: مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَيُقَالُ لَهُ: نَمْ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ إِنَّكَ لَتُؤْمِنُ بِهِ فَنَمْ صَالِحًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ)). [بخاري: ٨٦، ١٨٤، ١٠٥٣، ١٢٣٥، ٧٢٨٧]

ہوا اور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ وہ نماز پڑھتی تھیں سو میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے سر سے آسمان کو اشارہ کیا۔ میں نے کہا: ایک نشانی ہے؟ (یعنی اللہ کی قدرت کی) انہوں نے اشارہ سے کہا: ہاں (اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں ضرورت کے وقت اشارہ جائز ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا کہ مجھے غش آنے لگا۔ اور میں نے ایک مشک سے جو میرے بازو پر تھی اپنے سر اور منہ پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور آفتاب کھل گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اس کے بعد کہا: ”کوئی چیز ایسی نہیں رہی جسے میں نے پہلے نہ دیکھا تھا مگر یہاں میں نے اس کو کھڑے کھڑے دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا۔ اور میری طرف وحی بھیجی گئی کہ تم اپنی قبروں میں جانچے جاؤ گے جیسے دجال کے فتنہ سے جانچے جاؤ گے اور ہر ایک کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا کہ تو اس شخص کو کیا جانتا ہے؟ پھر اگر قبر والا مؤمن ہے تو کہے گا کہ وہ محمد ﷺ ہیں اللہ کے بھیجے ہوئے اور ان پر رحمت کرے اور سلامتی۔ وہ ہمارے پاس کھلے معجزے اور سیدھی راہ کی خبر لے کر آئے اور ہم نے ان کی حدیث قبول کی اور ان کا کہنا مانا۔ تین بار وہ یہی جواب دے گا۔ پھر وہ (یعنی فرشتہ) اس سے کہے گا کہ تو سو جا۔ اور ہم کو معلوم تھا کہ تو ایماندار ہے سو اچھا بھلا سوتا رہ۔ اور منافق کہتا ہے (یعنی فرشتہ کو) کہ میں نہیں جانتا۔ میں لوگوں سے سنتا تھا کچھ کہتے تھے سو میں نے بھی کہہ دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں لوگوں سے سنتا تھا کچھ کہتے تھے سو میں نے بھی کہہ دیا یعنی لوگوں کی دیکھا بھالی سے میں بھی کچھ کہتا رہا، کوئی امر تحقیق سے میرے یقین میں نہ تھا معلوم ہوا کہ وہ شخص لوگوں کا مقلد بے معنی تھا اور مضمون رسالت کی دل سے تحقیق اور تصدیق نہ کرتا تھا۔ کسوف اور خسوف دونوں کے معنی ایک ہیں اور چاند اور سورج دونوں کیلئے دونوں لفظ بولنا صحیح ہے اور ایک قول ضعیف ہے کہ سورج کیلئے کسوف کہنا چاہیے اور چاند کیلئے خسوف۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کے خلاف دعویٰ کیا ہے مگر ان کا قول اس آیت سے رد ہوتا ہے ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ اور جمہور اہل علم کا قول ہے کہ خسوف اور کسوف دونوں جائز ہے کہ پورا گہن نہ ہو اور کچھ روشنی باقی رہنے اور بعض نے کہا کہ خسوف وہ ہے جس میں ذرا رنگ بدل جائے اور کسوف وہ ہے کہ پورا تغیر آ جائے خواہ چاند میں اور خواہ سورج میں۔ اور امام لیث رحمہ اللہ نے کہا کہ خسوف وہ ہے جو پورے میں ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞ ۞)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور کسوف وہ جو تھوڑے میں۔ اور یہ قول عروہ کا ہے جو اوپر مذکور ہوا اس کے وہی قائل ہیں اور کوئی قائل نہیں۔

(٢١٠٤) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَاِذَاهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَاشَاْنُ النَّاسِ؟ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ. [راجع: ٢١٠٣]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور لوگوں کو کھڑے دیکھا اور وہ نماز پڑھتی تھیں سو میں نے کہا: کیا حال ہے لوگوں کا؟ اور بیان کی حدیث مثل حدیث ابن نمیر کے جو انہوں نے ہشام سے روایت کی۔

(٢١٠٥) عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: لَا تَقُلْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلٰكِنْ قُلْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ.

عروہ کہتے ہیں: کسفت الشمس نہ کہو لیکن خسفت الشمس کہو۔

○ ○ ○ ○

(٢١٠٦) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: فَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا. قَالَتْ: تَعْنِي يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ. فَاَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى اُدْرِكَ بِرِدَائِهٖ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيْلًا لَوْ اَنَّ اِنْسَانًا اَتٰى لَمْ يَشْعُرْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكَعَ مَاحَدَّثَ اَنَّهٗ رَكَعَ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ.

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ ایک دن گھبرائے مراد یہ تھی کہ جس دن سورج گہن ہوا تھا اور آپ ﷺ نے گھبراہٹ سے کسی عورت کی بڑی چادر اوڑھ لی اور چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر آپ کو لا کر دی اور نماز میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اگر کوئی شخص آتا تو یہ بھی نہ جانتا کہ آپ ﷺ نے رکوع کیا ہے جیسے رکوع آپ ﷺ سے مروی ہوئے ہیں بہت دیر کھڑے رہنے کے سبب سے۔

(٢١٠٧) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ: قِيَامًا طَوِيْلًا يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ: فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَرْاَةِ اَسَنُّ مِنِّيْ وَاِلَى الْاُخْرٰى هِيَ اَسْقَمُ مِنِّيْ.

ابن جریج روایت کرتے ہیں اسی اسناد سے مثل اس کے اور اس میں یہ کہا کہ کھڑے ہوئے بہت دیر تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر رکوع کرتے تھے۔ اور یہ بھی زیادہ کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں دیکھتی تھی ایک عورت کو جو مجھ سے بوڑھی تھی اور دوسری کو جو مجھ سے زیادہ بیمار تھی۔

(٢١٠٨) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَزِعَ فَاَخَطَاَ بِدِرْعٍ حَتّٰى اُدْرِكَ بِرِدَائِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَتْ: فَقَضَيْتُ حَاجَتِيْ ثُمَّ جِئْتُ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فَقُمْتُ مَعَهٗ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى رَاَيْتُنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اَجْلِسَ ثُمَّ الْتَفَتُّ اِلَى الْمَرْاَةِ الضَّعِيْفَةِ فَاَقُوْلُ هٰذِهٖ اَضْعَفُ مِنِّيْ فَاَقُوْمُ فَرَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى لَوْ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ. خُيِّلَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَمْ يَرْكَعْ.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزرا۔ اور اس کے بعد کہا کہ میں نے اپنی حاجت پوری کی اور پھر مسجد میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز کو کھڑے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑی ہوئی اور بہت لمبا قیام کیا یہاں تک کہ میں اپنے تئیں دیکھتی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ بیٹھ جاؤں۔ اور ایک ضعیف عورت کو دیکھا تو میں نے دل میں کہا یہ تو مجھ سے زیادہ ضعیف ہے۔ پھر میں کھڑی رہی۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اور آتا تو جانتا کہ آپ ﷺ نے ابھی رکوع نہیں کیا (یعنی قومہ، قیام کے برابر تھا)

○ ○ ○ ○

(٢١٠٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنْكَسَفَتِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا۔

ملاحظہ کریں دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَدْرَ نَحْوِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَدُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَفْتَ فَقَالَ: ((إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَا كَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)) قَالُوْا: بِمَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيْلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)). (بخاری: ۲۹، ۴۳۱، ۷۴۸، ۱۰۵۲، ۳۲۰۲، ۵۱۹۷؛ ابوداود: ۱۱۸۹؛ نسائی: ۱۴۹۲]

اور آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور بہت لمبا قیام کیا سورہ بقرہ کے برابر، پھر رکوع کیا بہت لمبا، پھر سر اٹھایا اور بہت لمبا قیام کیا مگر پہلے قیام سے کچھ کم تھا، پھر رکوع کیا لمبا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا، پھر قیام کیا لمبا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر رکوع کیا لمبا اور پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا، پھر قیام کیا لمبا مگر وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا لمبا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے اور آفتاب کھل گیا اور فرمایا: ''سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کہ گہن نہیں لگتا ہے ان میں کسی کی موت سے نہ کسی کی زندگی سے، پھر جب تم ان کو دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔'' پھر لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس جگہ پر کچھ لیا۔ پھر دیکھا آپ ﷺ رک گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت کو دیکھا اور اس میں سے ایک خوشہ کو لیا۔ اگر میں اسے توڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے۔ اور میں نے دوزخ کو دیکھا۔ سو آج کی برابر میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا اور اکثر بسنے والی اس کی عورتیں دیکھیں۔'' لوگوں نے عرض کیا: یہ کیوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی ناشکری کی وجہ سے۔'' لوگوں نے عرض کیا کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ اگر ساری دنیا کا کوئی ان پر احسان کرے پھر وہ عورت اس کی طرف سے کوئی بات خلاف مرضی دیکھے تو کہنے لگے گی کہ میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ. [راجع: ۲۱۰۹]

زید بن اسلم نے اسی اسناد سے مثل اس کے صرف اتنا ہی کہا کہ انہوں نے کہا: ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ یعنی پھر دیکھا ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ ذِكْرِ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

(۲۱۱۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ. [ابوداود: ۱۱۸۳؛ ترمذی: ۵۶۰؛ نسائی: ۱۴۶۶، ۱۴۶۷]

باب: نمازِ کسوف میں آٹھ رکوع اور چار سجدوں کا بیان۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے آٹھ رکوع کیے اور چار سجدے (یعنی دو رکعت میں) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ: وَالْأُخْرَى مِثْلَهَا. [راجع: ۲۱۱۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھائی کسوف کی، قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا کہا کہ دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھائی۔

بَابُ ذِكْرِ النِّدَاءِ بِصَلَاةِ الْكُسُوفِ ((اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)).

باب: نماز کسوف کیلئے ((اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)) کہہ کر پکارنا چاہیے۔

(۲۱۱۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُودِيَ: الصَّلَاةُ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ. [بخاری: ۱۰۴۵، ۱۰۵۱؛ نسائی: ۱۴۷۸]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں سورج گہن ہوا اور پکارا گیا کہ سب مل کر نماز پڑھیں۔ اور آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے اور سورج صاف ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کبھی اتنے لمبے رکوع، سجدے نہیں کیے۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۴) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ)). [بخاری: ۱۰۴۰، ۱۰۵۹؛ نسائی: ۱۴۷۶]

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند دونوں نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے کہ اللہ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور وہ کسی کے مرنے کے سبب سے نہیں گہنا تیں۔ پھر جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ اللہ اس بلا کو تم سے دور کر دے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نسائی: ۱۴۶۱؛ ابن ماجه: ۱۲۶۱]

(۲۱۱۵) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیْسَ یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلٰکِنَّهُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا)). [راجع: ۲۱۱۴]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند لوگوں میں سے کسی کی وفات پر گرہن نہیں ہوتے لیکن یہ نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں جب تم ان کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔''

(۲۱۱۶) عَنْ سُفْیَانَ وَوَکِیْعٍ: اِنْکَسَفَتِ الشَّمْسُ یَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِیْمُ فَقَالَ النَّاسُ: اِنْکَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِیْمَ. [راجع: ۲۱۱۴]

سفیان اور وکیع سے روایت ہے کہ سورج گرہن ہوا جب ابراہیم فوت ہوئے پس لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن ہوا ہے۔

(۲۱۱۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا یَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ السَّاعَةُ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ فَقَامَ یُصَلِّیْ بِاَطْوَلِ قِیَامٍ وَ رُکُوْعٍ وَسُجُوْدٍ مَارَاَیْتُهُ یَفْعَلُهُ فِیْ صَلٰوةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیٰتِ الَّتِیْ یُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَکُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیٰوتِهٖ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یُرْسِلُهَا یُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِنْهَا شَیْئًا فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِکْرِهٖ وَ دُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ)) وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ کَسَفَتِ [الشَّمْسُ] وَقَالَ: ((یُخَوِّفُ عِبَادَهُ)).

[بخاری: ۱۰۵۹؛ نسائی: ۱۵۰۲]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ ﷺ گھبرا کر اٹھے کہ قیامت آئی اور مسجد میں آئے اور کھڑے نماز پڑھتے رہے جس میں قیام، رکوع اور سجدہ بہت لمبا تھا کہ میں نے اتنا لمبا ان کی کسی نماز میں نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا: ''یہ نشانیاں ہیں کہ اللہ ان کو بھیجتا ہے۔ یہ کسی کی موت اور زندگی کے سبب سے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پھر جب ایسے کچھ دیکھو تو اللہ کے آگے گڑگڑا کے اسے یاد کرو اور اس سے دعا کرو اور اس سے بخشش مانگو'' اور ابن علاء کی روایت میں کسفت کا لفظ ہے اور یہ ہے کہ ''اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔''

(۲۱۱۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: بَیْنَمَا اَنَا اَرْمِیْ بِاَسْهُمٍ فِیْ حَیٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ: لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی مَا یَحْدُثُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ انْکِسَافِ الشَّمْسِ الْیَوْمَ فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ رَافِعٌ یَدَیْهِ یَدْعُوْ وَیُکَبِّرُ وَیَحْمَدُ وَیُهَلِّلُ حَتّٰی جُلِّیَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَاَ سُوْرَتَیْنِ وَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ.

[ابوداود: ۱۱۹۵؛ نسائی: ۱۴۵۹]

عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا کہ میں تیر پھینک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں کہ سورج گہن ہوا اور میں نے تیروں کو پھینک دیا اور دل میں کہا کہ دیکھوں رسول اللہ ﷺ کو کون سا نیا کام ہوتا ہے سورج گہن میں آج کے دن۔ میں ان تک پہنچا تو وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور دعا کرتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور اس کی تعریف کرتے تھے اور لا الہ الا اللہ کہتے تھے یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا اور آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھی اور دو سورتیں پڑھیں۔

فوائد: اس روایت سے معلوم ہوا کہ آسمانی متنوع گہن تمام موضوعات پر نماز پڑھی (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) مگر یہ مراد نہیں، مگر راوی نے مضمون مقدم ومؤخر روایت کیا آپ ﷺ کے ہر فعل کو جمع کر کے رکھ دیا اور چوں کہ دوسری روایت میں انہی سے آ چکا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب پہنچے تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اس لیے یہ شبہ جاتا رہا کہ بعد کسوف کے آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہو اور آخر کے دو قیاموں میں دو سورتیں پڑھیں پچھلی رکعت میں اور نماز گہن کے وقت شروع اور گہن تمام ہونے کے بعد تمام ہوئی۔ سب روایتوں کے ملانے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱۱۹) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ اَرْمِيْ بِاَسْهُمٍ لِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى مَاحَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ: فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا قَالَ: فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُوْرَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

[راجع: ۲۱۱۸]

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راوی نے کہا: جب میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو نماز میں ہاتھ اٹھائے ہوئے پایا کہ آپ تسبیح کرتے تھے اور اللہ کی حمد اور لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ کی بڑائی کرتے تھے اور دعا کرتے تھے یہاں تک کہ آفتاب کھل گیا جب آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعتیں تمام کیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ نماز میں آ کر ملے تھے جیسا ہم نے اوپر کہا تھا۔

(۲۱۲۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا اَرْمِيْ بِاَسْهُمٍ لِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمَا. [راجع: ۲۱۱۸]

عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں: میں تیر اندازی کر رہا تھا نبی ﷺ کے زمانہ میں کہ اچانک سورج گرہن ہو گیا پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ لَا لِحَيٰوتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَةٌ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا)).

[بخاری: ۱۰۴۲، ۳۲۰۱؛ نسائی: ۱۴۶۰]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے خبر دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کے مرنے، جینے سے نہیں گہناتے بلکہ وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۲۲) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گہن لگا سورج کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جس دن ابراہیم فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے۔ نہیں گہن لگتا ان کو کسی کی موت کی وجہ سے اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا حَتَّى يَنْكَشِفَ)). [بخاری: ۱۰۴۳، ۱۰۶۰، ۶۱۹۹]

سے پس جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتی کہ گہن کھل جائے۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازوں کا بیان

فائدہ: جنازہ شتق ہے جنز سے کہ چھپانے کے معنی میں ہے اور جنازہ جیم کے زبر سے بھی درست ہے مگر جیم کے زیر سے فصیح ہے اور بعض نے کہا کہ جب جیم کے زبر سے کہیں تو مردہ مراد ہے اور جب زبر سے کہیں تو وہ چیز مراد ہوگی جس پر مردہ ہے اور بعض نے بالعکس کہا ہے اور جمع اس کی جنائز زبر ی سے آتی ہے۔

بَابُ تَلْقِينِ الْمَوْتَى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

باب: قریب الموت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا۔

(٢١٢٣) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). [ابوداود: ٣١١٧؛ ترمذي: ٩٧٦؛ نسائي: ١٨٢٥؛ ابن ماجه: ١٤٤٥]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بیماروں کو جو قریب مرنے کے ہوں ان کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ اس لیے کہ ان کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ ''جس کا یہ آخری کلام ہوگا وہ جنت میں جائے گا'' اور یہ تلقین کا حکم مستحب ہے اور علما کا اس پر اجماع ہے۔ اور مکروہ ہے بیمار کو حکم کرنا اور بار بار اس کو کہنا کہ کہیں تنگ آ کر انکار نہ کر بیٹھے بلکہ لازم ہے کہ اس کے پاس اس کلمہ کو پڑھیں تا کہ وہ بھی سن کر پڑھنے لگے اور جب وہ ایک بار پڑھ لے پھر چپ ہو رہیں۔ ہاں اگر پھر کچھ اور بات کرے تو پھر تلقین کر دیں تا کہ اس کا آخری کلمہ کلمہ توحید ہو۔

(٢١٢٤) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ - ح: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ جَمِيعًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ٢١٢٣]

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٢٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). [ابن ماجه: ١٤٤٤]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ؟

باب: مصیبت کے وقت کیا کہنا چاہیے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(٢١٢٦) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا. إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ أَبِيْ سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّيْ قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. قَالَتْ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِيْ بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِيْ لَهُ فَقُلْتُ: إِنَّ لِيْ بِنْتًا وَ أَنَا غَيُوْرٌ فَقَالَ: ((أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُّغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَّذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا فرماتے تھے: ''کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہم سب اللہ کا مال ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں۔ یا اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی عنایت فرما مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو دیتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابوسلمہ (یعنی ان کے شوہر) انتقال کر گئے تو میں نے کہا: اب ان سے بہتر کون ہوگا، اس لیے کہ ان کا پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر میں نے یہی دعا پڑھی (انا للہ سے واخلف لی خیرًا منھا تک) تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے رسول اللہ ﷺ کو شوہر بنا دیا۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کو روانہ کیا۔ وہ مجھے حضور ﷺ کا پیغام دینے آئے، میں نے عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے اور مجھ میں غصہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی بیٹی کے لیے تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ اللہ ان کو بیٹی کے فکر سے بے غم کر دے گا اور ان کے غصہ کے لیے ہم دعا کریں گے وہ اللہ کھو دے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس سے انا للہ اور اس کے بعد کی دعا کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(٢١٢٧) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا)) قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

زوجہ نبی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان بندے کو کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ اور ((اَللّٰهُمَّ ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا)) کہتا ہے تو اللہ اس کو اس کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس کا نعم البدل عطا کرتے ہیں۔'' جب ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق کہا تو اللہ نے میرے لیے ابوسلمہ سے بہتر (شوہر) رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٢٨) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ وَزَادَ: قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِّنْ أَبِيْ سَلَمَةَ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ویسی ہی حدیث سنی۔ اس میں فرمایا: جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: صحابی رسول ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوگا؟ پھر اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ ثُمَّ عَزَمَ اللّٰهُ لِيْ فَقُلْتُهَا قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

پھر میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوگیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيْضِ وَالْمَيِّتِ.

باب: مریض اور میت کے پاس کیا کہنا چاہیے؟

(٢١٢٩) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ: ((قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ وَأَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً)) قَالَتْ: فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِيَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِيْ مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ. [ابوداود: ٣١١٥؛ ترمذي: ٩٧٧؛ نسائي: ١٨٢٤؛ ابن ماجه: ١٤٤٧]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بیمار کے پاس آؤ یا میت کے پاس تو اچھی بات کہو اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو تم کہتے ہو۔'' کہتی ہیں کہ جب ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یوں دعا کر اللھم اغفرلی سے حسنۃ تک یعنی اے اللہ! مجھے اور اس کو بخش دے اور مجھے اس سے اچھا بدلہ عطا فرما۔ کہتی ہیں کہ میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اچھا بدل عطا کیا یعنی محمد ﷺ۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ إِذَا حُضِرَ.

باب: میت کی آنکھوں کو بند کرنا اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان۔

(٢١٣٠) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ: ((لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ! وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ)). [ابوداود: ٣١١٨؛ ابن ماجه: ١٤٥٤]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، پھر ان کو بند کر دیا اور فرمایا: ''جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔'' اور لوگوں نے ان کے گھر میں رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لیے اچھی ہی دعا کرو اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں تمہاری باتوں پر۔'' پھر آپ ﷺ نے دعا کی ''یا اللہ! بخش دے ابوسلمہ کو اور بلند کر ان کا درجہ ہدایت والوں میں اور تو خلیفہ ہو جا ان کے باقی رہنے والے عزیزوں میں اور بخش دے ہم کو اور ان کو اے پالنے والے عالموں کے اور کشادہ کر ان کی قبر کو اور روشنی کر اس میں۔''

○ ○ ○ ○

(٢١٣١) عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((وَاخْلُفْهُ فِيْ تَرِكَتِهِ)) وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! أَوْسِعْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((افْسَحْ

خالد الحذاء نے اسی اسناد سے، مانند اوپر کی روایت کے اور اس میں یہ کہا کہ حضور ﷺ نے دعا میں عرض کیا: ''یا اللہ! خلیفہ ہو تو ان کے بال بچوں میں جو یہ چھوڑ مرے ہیں۔'' اور کہا کہ ''یا اللہ! ان کی قبر چوڑی کر۔'' اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[لَهُ])) وَزَادَ: قَالَ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ وَدَعْوَةً أُخْرَى سَابِعَةً نَسِيتُهَا. [راجع: ٢١٣٠]

الفسح کا لفظ نہیں کہا اور یہ بھی زیادہ کیا کہ خالد نے کہا اور ایک دعا کی ساتویں چیز کے لیے کہ وہ میں بھول گیا۔

بَابٌ فِي شُخُوصِ بَصَرِ الْمَيِّتِ يَتْبَعُ نَفْسَهُ.

باب: میت کی آنکھیں روح کے پیچھے پیچھے دیکھتی ہیں۔

(٢١٣٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَمْ تَرَوُا الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُهُ؟)) قَالُوا: بَلَى قَالَ: ((فَذَلِكَ حِينَ يَتْبَعُ بَصَرُهُ نَفْسَهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کو دیکھو کہ جب مر جاتا ہے تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔'' لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی نگاہ جان کے پیچھے جاتی ہے۔''

(٢١٣٣) حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ- يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ- عَنِ الْعَلَاءِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور یہی حدیث روایت کی مجھ سے قتیبہ بن سعید نے ان سے عبدالعزیز نے یعنی دراوردی نے ان سے علاء نے اسی سند سے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ.

باب: میت پر رونے کا بیان۔

(٢١٣٤) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: لَمَّا مَاتَ أَبُوسَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ وَفِي أَرْضِ غُرْبَةٍ لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الصَّعِيدِ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ؟)) مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ.

عبید بن عمیر نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: یہ مسافر پرائی زمین میں مر گیا۔ میں اس کے لیے ایسا روؤں گی کہ لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہوگا۔ غرض میں نے رونے کی تیاری کی۔ ایک عورت اور آ گئی مدینہ کے اوپر کے محلہ سے، وہ چاہتی تھی کہ میرا ساتھ دے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اس کے آگے آئے اور فرمایا ''کیا تو شیطان کو بلانا چاہتی ہے اس گھر میں جس میں سے اللہ نے اس کو دوبارہ نکالا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں رونے سے باز رہی اور نہ روئی۔

فائدہ: نوحہ کرنا گویا شیطان کو مہمان بلانا ہے۔ اور یہ اخلاق تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہ کہا اس لیے کہ وہ شدت غم میں تھیں اور دوسری عورت کو روک دیا کہ وہ بھی سمجھ کر رونے سے باز رہیں۔

(٢١٣٥) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا- أَوِ ابْنًا لَهَا- فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ: ((ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا اور بلایا اور خبر بھیجی کہ ان کا ایک لڑکا موت کے قریب ہے تو آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''تو لوٹ جا اور ان سے کہہ دے کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور جو دیا۔ اور ہر چیز کی اس کے نزدیک ایک عمر مقرر ہے سو تم ان کو حکم کر کہ وہ صبر کریں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)) [بخاری: ١٢٨٤، ٥٦٥٥، ٦٦٠٢، ٦٦٥٥، ٧٣٧٧؛ ابوداود: ٣١٢٥؛ نسائی: ١٨٦٧؛ ابن ماجه: ١٥٨٨]

اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔'' وہ خبر لانے والا پھر آیا اور عرض کیا کہ وہ آپ ﷺ کو قسم دیتی ہیں کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں (اس سے دوسرے کو قسم دینا جائز ہوا) پھر نبی ﷺ اٹھے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی چلے۔ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا پھر اس لڑکے کو آپ ﷺ کے آگے اٹھالیا اور وہ دم توڑتا تھا، گویا وہ پرانے مشکیزہ میں کھنکھناتا تھا سو آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں رونے لگیں۔ اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! (یعنی رونے کو صبر کے خلاف سمجھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحمت کرتا ہے جو دوسروں پر رحمت کرتے ہیں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: معلوم ہوا کہ فقط آنکھوں سے رونا صبر کے خلاف نہیں البتہ چیخنا، چلانا، بین کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال نوچنا، چھاتی کوٹنا، رانیں پیٹنا، کھڑے پچھاڑیں کھانا شیوہ ایمان نہیں۔

(٢١٣٦) عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ حَمَّادٍ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ. [راجع: ٢١٣٢]

روایت ہے عاصم احول سے اسی اسناد سے مگر حدیث حماد کی پوری اور لمبی ہے۔''

(٢١٣٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَاشِيَّةٍ فَقَالَ: ((أَقَدْ قَضَى؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَبَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ)). [بخاری: ١٣٠٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمٰن اور سعد اور عبداللہ رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''انتقال ہو گیا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا نہیں (اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں ہوتا) پھر آپ ﷺ رونے لگے۔ اور لوگوں نے جب دیکھا آپ ﷺ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا وہ تو اس پر عذاب کرتا ہے اور آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا یا اس پر ہی رحم کرتا ہے۔'' (یعنی جب کلمہ خیر منہ سے نکالے تو رحم کرتا ہے اور جب کلمہ شر نکالے تو عذاب کرتا ہے)۔

بَابُ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ.

باب: بیماروں کی خبر گیری کا بیان۔

(٢١٣٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار کا ایک شخص آیا اور سلام کیا اور پھر لوٹا۔ اور آپ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا أَخَا الْأَنْصَارِ! كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟)) فَقَالَ: صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ؟)) فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ حَتَّى جِئْنَاهُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتَّى دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ.

پوچھا: ''اے انصار کے بھائی میرا بھائی! سعد کیسا ہے؟'' اس نے عرض کیا اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کون ان کی عیادت کرتا ہے؟'' آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس پر کئی آدمی تھے کہ نہ ہمارے پاس جوتے تھے نہ موزے اور نہ ٹوپیاں (یہ کمال زہد تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور دنیا سے بیزاری تھی) اور ہم چلے جاتے تھے اس کنکریلی زمین میں یہاں تک کہ ان تک پہنچے اور لوگ جو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تھے وہ ہٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے پاس گئے۔

بَابٌ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى.

باب: مصیبت کے فوری بعد صبر ہی حقیقی صبر ہے۔

(٢١٣٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)). [بخاري: ١٢٥٢، ١٢٨٣، ١٣٠٢، ٧١٥٤؛ ابوداود: ٣١٢٤؛ ترمذي: ٩٨٨؛ نسائي: ١٨٦٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبر وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔'' (اس لیے کہ آخر میں تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے مثل ہے شام کے مردے کو کب روئے)۔

○ ○ ○ ○

(٢١٤٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ لَهَا: ((اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي)) فَقَالَتْ: وَمَا تُبَالِي بِمُصِيبَتِي فَلَمَّا ذَهَبَ قِيلَ لَهَا: إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَأَتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ)) أَوْ قَالَ: ((عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ)). [راجع: ٢١٣٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' اس نے کہا: تم کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی۔ پھر جب آپ ﷺ چلے گئے تو لوگوں نے کہا: وہ تو اللہ کے رسول ﷺ تھے تو اس کو ایسا برا معلوم ہوا کہ گویا موت ہو گئی یعنی آپ کو جواب دینا برا معلوم ہوا اور وہ آپ ﷺ کے دروازہ پر آئی اور وہاں کوئی چوکیدار نہ پایا (جیسے دنیا داروں کے دروازہ پر ہوتا ہے) اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٢١٤١) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ بِقِصَّتِهِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ: وَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ. [راجع: ٢١٣٩]

روایت کی شعبہ نے اسی اسناد سے مانند عثمان بن عمر کی روایت کے اور وہی قصہ بیان کیا۔ اور عبدالصمد کی روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے کہ وہ قبر کے پاس بیٹھی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.

باب: میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

(٢١٤٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا بَكَتْ عَلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَهْلًا يَا بُنَيَّةُ اَلَمْ تَعْلَمِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ؟)). [نسائي: ١٨٤٧]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حفصہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! چپ رہو۔ کیا تم جانتی نہیں ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مردہ پر اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب ہوتا ہے۔''

فائدہ: اس بارے میں کئی روایتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحبزادی سے مروی ہوئیں ہیں اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو سب فقہا اور مجتہدوں کی ماں ہیں ان میں کلام فرماتی ہیں کہ ان راویوں کو شبہ ہو گیا حضور ایسا کیوں فرمانے لگے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا پھر اوروں کے رونے سے میت پر کیوں عذاب ہونے لگا۔ اور یہ حدیث جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ استدلال کرتے ہیں یہ تو حضور ﷺ نے ایک یہودیہ عورت کے لیے فرمائی تھی کہ لوگ اس کے لیے رو رہے ہیں اور اس پر عذاب ہو رہا ہے۔ غرض اس پر عذاب اس کے کفر کی جہت سے تھا نہ ان کے رونے سے۔ اور علما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایتوں کی یوں تاویل کی ہے کہ مراد ان سے وہ مردہ ہے جو روتے اور نوحہ کرنے کے لیے وصیت کر گیا ہو اور اس کی وصیت پر عمل ہو تو بے شک اس پر عذاب ہوگا۔ اور جس میت پر لوگ خود روئیں اور اس نے وصیت نہ کی ہو یا اس کے دل میں کراہت نوحہ سے ہو تو اس پر غیروں کے رونے سے کیوں عذاب ہونے لگا اس لیے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور عرب کی عادت تھی کہ رونے کی وصیت کیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ میت اپنے لوگوں کے رونے کو سنتا ہے اور اس سے تکلیف پاتا ہے اور اس پر غم کھاتا ہے اور دل دکھاتا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس قول کو پسند کیا ہے اور سب اقوال سے عمدہ کہا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٢١٤٣) عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ)). [بخاري: ١٢٩٢؛ نسائي: ١٨٥٢؛ ابن ماجه: ١٩٥٣]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''میت کو تکلیف ہوتی ہے قبر میں اس کے اوپر نوحہ کرنے کے سبب سے۔''

○ ○ ○ ○

(٢١٤٤) عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢١٤٣]

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو عذاب دیا جاتا ہے اس کی قبر میں اس پر نوحہ گری کی وجہ سے۔''

(٢١٤٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصِيْحَ عَلَيْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ: اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ؟)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے بے ہوش ہو گئے اور لوگ ان پر چیخ کر رونے لگے۔ پھر جب ان کو ہوش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کہ زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔''

(٢١٤٦) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا اُصِيْبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُوْلُ وَا اَخَاهُ! فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: يَا صُهَيْبُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ

ابو بردہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو صہیب رضی اللہ عنہ رو کر کہنے لگے کہ ہائے میرے بھائی! تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے صہیب! تو نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَيِّ؟)). [بخاری: ۱۲۹۰]

(۲۱۴۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ اَقْبَلَ صُهَیْبٌ مِنْ مَنْزِلِهٖ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَامَ بِحِیَالِهٖ یَبْکِیْ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: عَلَامَ تَبْکِیْ؟ اَعَلَیَّ تَبْکِیْ؟ قَالَ: اِیْ وَاللّٰهِ لَعَلَیْكَ اَبْکِیْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! فَقَالَ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ یُبْکٰی عَلَیْهِ یُعَذَّبُ)) قَالَ: فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِمُوْسَی بْنِ طَلْحَةَ فَقَالَ: کَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: اِنَّمَا کَانَ اُولٰئِكَ الْیَهُوْدَ. [راجع: ۲۱۴۶]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخم لگا تو صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے آگے کھڑے ہو کر رونے لگے۔ سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ کیا مجھ پر روتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم! آپ پر روتا ہوں اے مؤمنوں کے سردار! تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی تم جان چکے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جس پر لوگ روئیں وہ عذاب کیا جاتا ہے۔'' انہوں نے کہا کہ میں نے اس کا ذکر موسیٰ بن طلحہ سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ یہ لوگ یہود تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا۔

(۲۱۴۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَمَّا طُعِنَ عَوْلَتْ عَلَیْهِ حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا فَقَالَ: یَا حَفْصَةُ اَمَا سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((اَلْمُعَوَّلُ عَلَیْهِ یُعَذَّبُ؟)) وَعَوَّلَ عَلَیْهِ صُهَیْبٌ فَقَالَ عُمَرُ: یَا صُهَیْبُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَیْهِ یُعَذَّبُ؟

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا ان پر چیخ کر رونے لگیں تو انہوں نے کہا: تم نے سنا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ''جس پر چیخ کر روئیں، اس پر عذاب ہوتا ہے۔'' اور صہیب رضی اللہ عنہ بھی ان پر چیخ کر رونے لگے تو ان کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس پر چیخ کر روئیں تو اس پر عذاب ہوتا ہے۔

(۲۱۴۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ اُمِّ اَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو ابْنُ عُثْمَانَ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما یَقُوْدُهٗ قَائِدٌ فَاَرَاهُ اَخْبَرَهٗ بِمَکَانِ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَ حَتّٰی جَلَسَ اِلٰی جَنْبِیْ فَکُنْتُ بَیْنَهُمَا فَاِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: کَاَنَّهٗ یَعْرِضُ عَلٰی عَمْرٍو اَنْ یَقُوْمَ فَیَنْهَاهُمْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَهْلِهٖ)) قَالَ: فَاَرْسَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ مُرْسَلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: کُنَّا مَعَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں بیٹھا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بازو پر اور ہم سب ام ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے جنازے کے منتظر تھے اور ان کے (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے) پاس عمرو بن عثمان تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی آئے کہ ان کو ایک شخص لاتا تھا جو ان کو لے آیا کرتا تھا (یعنی وہ نابینا تھے) پھر گمان کرتا ہوں میں کہ خبر دی ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جگہ سے پھر وہ آئے اور میرے بازو پر بیٹھ گئے اور میں ان دونوں (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ میں تھا کہ اتنے میں گھر میں سے ایک رونے کی آواز آئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا گویا اشارہ کیا عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف کہ وہ کھڑے ہو کر ان رونے والوں کو منع کر دیں (یعنی ان کو سنانے کے لیے کہا) کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ''میت پر عذاب ہوتا ہے اس پر لوگوں کے رونے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ لِي: اذْهَبْ فَاعْلَمْ لِي مَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ رضي الله عنه فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: إِنَّكَ أَمَرْتَنِي أَنْ أَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ وَإِنَّهُ صُهَيْبٌ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ قَالَ: وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ وَرُبَّمَا قَالَ أَيُّوبُ: مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا. فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ لَمْ يَلْبَثْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أُصِيبَ فَجَاءَ صُهَيْبٌ يَقُولُ: وَاأَخَاهُ! وَاصَاحِبَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ. قَالَ أَيُّوبُ: أَوْ قَالَ: أَوَلَمْ تَعْلَمْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ. أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ)) قَالَ: فَأَمَّا عَبْدُاللهِ فَأَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَأَمَّا عُمَرُ فَقَالَ: بِبَعْضٍ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَحَدَّثْتُهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ! مَا قَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَطُّ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَحَدٍ)) وَلٰكِنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ يَزِيدُهُ اللهُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَذَابًا وَإِنَّ اللهَ لَهُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾)) قَالَ أَيُّوبُ: قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَتْ: إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونِّي عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبِينَ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ. (بخاری: ۱۲۸۶، نسائی: ۱۸۵۷)

سے۔'' اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو عام فرمایا (یعنی اس کی قید نہ لگائی کہ یہ حدیث حضور ﷺ نے یہود کے لیے فرمائی تھی) اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ جب بیداء میں پہنچے (بیداء ایک مقام کا نام ہے) یکا یک ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کے سایہ میں اترا ہوا ہے تو مجھ سے امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ شخص کون ہے؟ پھر میں گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر میں لوٹا اور میں نے کہا مجھے آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ دیکھو یہ کون ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ صہیب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کو حکم دو کہ ہم سے ملیں۔ میں نے کہا: ان کے ساتھ ان کی بیوی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اگرچہ ہو ان کے ساتھ ان کی بیوی، پھر جب مدینہ میں آئے تو کچھ دیر ہی نہ لگی کہ امیر المومنین زخمی ہو گئے اور صہیب رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ ہائے میرے بھائی اور ہائے میرے صاحب! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے ہو یا تم نے سنا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''کہ مردہ، اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب پاتا ہے۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ بعض لوگوں کے رونے سے عذاب پاتا ہے۔ اور پھر میں کھڑا ہوا (یہ قول عبداللہ بن ابی ملیکہ کا ہے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے یہ سب بیان کیا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تب انہوں (یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: نہیں، یہ بات نہیں ہے اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کبھی کہ مردہ کو اس کے لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''کافر پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب اور زیادہ ہو جاتا ہے اور رلاتا بھی وہی ہے، اور ہنساتا بھی وہی ہے، (یعنی اللہ) اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔'' ایوب نے کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا قاسم بن محمد نے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کی تو انہوں نے فرمایا: تم ایسے لوگوں کی بات کرتے ہو جو جھوٹ نہیں بولتے اور نہ وہ جھٹلائے جا سکتے ہیں مگر سننے میں کبھی غلطی ہو جاتی ہے (یعنی مراد یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد ﷺ نے یہ بات یہود یا کسی اور کافر کے لیے فرمائی تھی۔ سننے والوں نے اس کو ہر شخص کے لیے عام سمجھ لیا۔)

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس چیز کا ظن غالب ہو اس پر قسم کھا سکتے ہیں جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی۔

(۲۱۵۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ: تُوُفِّیَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ: فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا قَالَ: فَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم قَالَ: وَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَیْنَهُمَا قَالَ: جَلَسْتُ اِلٰی اَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْاٰخَرُ فَجَلَسَ اِلٰی جَنْبِیْ فَقَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مُوَاجِهُهُ اَلَا تَنْهٰی عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ)).

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَدْ كَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ: صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَیْدَاءِ اِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ؟ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَیْبٌ قَالَ: فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ادْعُهُ لِیْ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰی صُهَیْبٍ فَقُلْتُ: ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہ فَلَمَّا اَنْ اُصِیْبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ دَخَلَ صُهَیْبٌ یَبْكِیْ یَقُوْلُ: وَااَخَاهُ! وَاصَاحِبَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ یَا صُهَیْبُ! اَتَبْكِیْ عَلَیَّ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: یَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ، لَا وَاللّٰهِ! مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ اَحَدٍ)) وَلٰكِنْ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَیَزِیْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے انتقال کیا مکہ میں اور ہم آئے کہ ان کے جنازہ میں شریک ہوں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی آئے اور میں ان دونوں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ یوں ہوا کہ پہلے میں ایک صاحب کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرے صاحب جو آئے تو میرے بازو پر بیٹھے (اس لیے میں ان دونوں کے بیچ میں ہو گیا) پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اور وہ ان کے آگے بیٹھے تھے، کہ تم اس رونے سے منع نہیں کرتے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت پر عذاب ہوتا ہے۔ اس کے گھر والوں کے رونے سے اس پر۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو یوں کہا کرتے تھے کہ بعض گھر والوں کے رونے سے (یعنی تم نے بعض کا لفظ چھوڑ دیا) پھر حدیث بیان کی اور کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس آتا تھا یہاں تک کہ جب ہم بیداء میں پہنچے تو وہاں چند سوار ایک درخت کے سایہ کے نیچے دیکھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ سوار کون ہیں؟ میں نے دیکھا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو انہوں نے کہا ان کو بلاؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں ان کے پاس گیا اور صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا چلو اور امیر المؤمنین سے ملو۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخم لگا تو صہیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے بھائی اور ہائے میرے صاحب! تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو اے صہیب! کیا تم میرے اوپر روتے ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت پر بعض لوگوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔'' تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے کہا: اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے حضور ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا تھا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کسی کے رونے سے مومن پر عذاب نہیں کرتا لیکن کہا یوں فرمایا: ''اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)) قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَحَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝﴾ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ أَضْحَكَ وَأَبْكَى. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ. [راجع: ٢١٤٩]

تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے لوگوں کے رونے سے زیادہ کر دیتا ہے۔'' پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم کو قرآن کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ ''کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں۔'' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسی بات فرمائی کہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر کچھ نہیں کہا۔

(٢١٥١) عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةِ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَنُصَّ رَفْعَ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا نَصَّهُ أَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو. [راجع: ٢١٤٩]

ابن ابی ملیکہ نے کہا: ہم جنازہ میں تھے کہ وہ ام ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا تھا اور بیان کی حدیث اور مرفوع کہا ایوب اور ابن جریج نے اور حدیث ان دونوں کی پوری ہے عمرو کی حدیث سے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٥٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردہ پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔''

(٢١٥٣) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((أَنْتُمْ تَبْكُونَ وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ)). [بخاري: ٣٩٧٨؛ ابوداود: ٣١٢٩؛ نسائي: ١٨٥٤]

ہشام اپنے باپ عروہ سے راوی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کہنے کا ذکر ہوا کہ مردہ پر اس کے لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحمت کرے کہ انہوں نے سنا کچھ اور اس کو یاد نہ رکھا۔ حقیقت اس کی یوں ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آیا اور لوگ اس پر روتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم روتے ہو اور اس پر عذاب ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٢١٥٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ [عَلَيْهِ])) فَقَالَتْ: وَهَلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ أَوْ بِذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ)) وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ)) وَقَدْ وَهَلَ إِنَّمَا قَالَ: ((إِنَّهُمْ

ہشام نے وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہی فرمایا تھا: ''اس پر عذاب ہوتا ہے اس کے گناہ اور خطا کے سبب سے اور لوگ اس پر رو رہے ہیں اس وقت۔'' اور یہ قول بھول عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایسی ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ نے بدر کے کنوئیں پر جس میں بدر کے مشرکوں کے مقتول تھے کھڑے ہو کر فرمایا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یوں روایت کی کہ وہ لوگ سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بھول گئے حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اب وہ جانتے ہیں کہ وہ جو میں ان سے کہا کرتا تھا (یعنی ان کی زندگی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيَعْلَمُونَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ [۲۷/ النمل: ۸۰] ﴿وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ [۳۵/ فاطر: ۲۲] يَقُوْلُ حِيْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ. [بخاری: ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱؛ نسائی: ۲۰۷۵]

میں) وہ سچ نکلا۔'' پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ ''تو نہیں سنا سکتا ہے ان کو جو قبروں میں ہیں'' ان کے اس حال کی خبر دیتا ہے جب وہ جگہ پکڑ چکے دوزخ کی بیٹھکوں میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے تہذیب واخلاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معلوم ہوا کہ مسائل مختلفہ میں کس خوبی اور حسن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ ایک جگہ فرمایا کہ اللہ ان پر رحم کرے۔ دوسری بار فرمایا کہ وہ بھول گئے بخلاف اس زمانہ کے کہ مناظرات باہمی میں کیسی کیسی خلاف تہذیب باتیں قلم وزبان سے نکلتی ہیں۔

(۲۱۵۵) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَحَدِيْثُ اَبِيْ اُسَامَةَ اَتَمُّ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۵۶) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَأَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ: ((اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا)). [بخاری: ۱۲۸۹؛ ترمذی: ۱۰۰۶؛ نسائی: ۱۸۵۵]

عمرہ نے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ذکر ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مردہ پر عذاب ہوتا ہے زندہ کے رونے سے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بخشے انہوں نے جھوٹ نہیں کہا مگر بھول چوک ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت پر گزرے کہ لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اس پر روتے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۵۷) عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: اَوَّلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ بِالْكُوْفَةِ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

علی بن ربیعہ نے کہا پہلے جس پر کوفہ میں نوحہ ہوا وہ کعب کا بیٹا قرظہ تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ''جس پر نوحہ کیا جائے اس کو اس کے سبب سے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔''

[راجع: ۵]

○ ○ ○ ○

(۲۱۵۸) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ۲۱۵۴]

روایت کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی ﷺ سے مثل اوپر کی روایت کے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٢١٥٩) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ٢١٥٤]

روایت کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مثل اس روایت کے۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ.

باب: نوحہ کرنے کی سختی کے ساتھ ممانعت۔

(٢١٦٠) عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ)) وَقَالَ: ((النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)).

ابو مالک اشعری نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں جاہلیت (یعنی زمانہ کفر) کی چار چیزیں ہیں کہ لوگ ان کو نہ چھوڑیں گے، ایک اپنے حسب پر فخر کرنا، دوسرے دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، تیسرے تاروں سے پانی کی امید رکھنا، اور چوتھے بین کر کے رونا۔'' اور فرمایا: ''بین کرنے والی اگر توبہ نہ کرے اپنے مرنے سے پہلے تو جب قیامت ہوگی تو اس پر گندھک کا پیرہن اور کھجلی کی اوڑھنی ہوگی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے بین کر کے رونے کی حرمت ثابت ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ جب تک موت کی علامات مثل غرغرہ کے ظاہر نہ ہوں تب تک توبہ قبول ہوتی ہے اس کے بعد نہیں۔

(٢١٦١) عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ: لَمَّا جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ: وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَى فَنَهَاهُنَّ فَذَهَبَ فَأَتَاهُ فَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَنْهَى فَنَهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَتْ: فَزَعَمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اذْهَبْ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ وَاللّٰهِ! مَا تَفْعَلُ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ. [بخاري: ١٢٩٩، ١٣٠٥، ٤٢٦٣؛ ابوداود: ٣١٢٢؛ نسائي:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کے قتل کی خبر آئی تو آپ غمگین بیٹھ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان کو دروازہ کی دراڑ سے دیکھتی تھی کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں (یعنی چیخ چلا کر جو شرع میں منع ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ ان کو روکو۔'' پھر وہ گیا اور پھر آیا اور عرض کیا کہ انہوں نے نہیں مانا۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ اس کو فرمایا: ''کہ جاؤ ان کو روک دو۔'' وہ پھر گیا اور پھر آیا اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم! ہم کو انہوں نے ہرا دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں خیال کرتی ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جا ان کے منہ میں خاک ڈال دے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: تیری ناک میں اللہ خاک بھرے کہ نہ تو وہ کام کرتا ہے جس کا حضور ﷺ تجھے حکم فرماتے ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑتا ہے کہ تکلیف سے چھوٹ کر بیٹھیں۔

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: اس روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا رونا نوحہ اور چیخنے کے ساتھ تھا ورنہ آپ ﷺ ان کے رونے میں اتنا مبالغہ نہ فرماتے اس لئے کہ آنسوؤں سے رونا منع نہیں ہے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کی علو ہمت معلوم ہوتی ہے کہ اس شدت رنج میں بھی امر معروف سے باز نہ آئے اور بعض نے کہا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کی شان سے بعید ہے کہ وہ چیخ کر روتے ہوں اور آپ ﷺ کا فرمانا استحباب کے طریق پر تھا۔

(۲۱۶۲) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالْعَزِيزِ وَمَا تَرَكَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعِيِّ. [راجع: ۲۱۶۱]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۶۳) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا إِلَّا خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.

[بخاري: ۱۳۰۶؛ نسائي: ۴۱۹۱]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت کے ساتھ اقرار کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں تو کسی نے اقرار کو پورا نہ کیا مگر پانچ عورتوں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام علاء رضی اللہ عنہا اور ابوسبرہ کی بیٹی جو عورت تھیں معاذ رضی اللہ عنہ کی یا یوں کہا کہ ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بی بی رضی اللہ عنہا۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۶۴) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَيْعَةِ أَلَّا تَنُحْنَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا غَيْرُ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ.

(۲۱۶۵) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ [۶۰/ الممتحنة: ۱۲] قَالَتْ: كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِلَّا آلَ فُلَانٍ)).

❖ ❖ ❖ ❖

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی اور اس میں یہ بات بھی تھی کہ نوحہ نہیں کرنا پس اس بات پر ہم میں سے صرف پانچ نے وفا کی ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب یہ آیت اتری ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ یعنی "جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں بیعت کرنے کو تو ان سے بیعت لے کہ نہ شریک کریں" وہ اللہ کے ساتھ کسی کو اور وہ کسی دستور کی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تو ان باتوں میں جن کی رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی نوحہ بھی تھا۔ پھر میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کہیں نوحہ نہ کروں گی مگر فلاں شخص کے قبیلہ میں اس لیے کہ وہ میرے نوحہ میں جاہلیت کے زمانہ میں شریک ہوتی تھی تو مجھے بھی ان کے ساتھ شریک ہونا ضروری ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ خیر فلاں قبیلہ میں سہی۔"

فائدہ: اس حدیث سے بھی نوحہ کا حرام ہونا ثابت ہوا کہ آپ نے سب عورتوں سے اقرار لیا کہ کہیں نوحہ نہ کریں اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے بھی اقرار لیا کہ وہ بھی کہیں نوحہ نہ کریں سوائے اس قبیلہ کے اور شارع کو اختیار ہے کہ بعض حکم میں کسی کو خاص کر دے۔

بَابُ نَهْيِ النِّسَاءِ عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ.

باب: جنازے کے پیچھے عورتوں کا جانا منع ہے۔

(۲۱۶۶) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

محمد بن سیرین نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم کو جنازہ کے ساتھ چلنے سے روکا جاتا تھا مگر تاکید سے نہیں روکا جاتا تھا۔

○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٢١٦٧) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. [بخاری: ١٣١٣؛ ابن ماجہ: ١٥٧٧]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں جنازہ کے پیچھے جانے سے روکا گیا مگر زیادہ سختی نہ کی گئی۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کو غسل دینا۔

(٢١٦٨) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)).

[بخاری: ١٢٥٣، ١٢٥٤، ١٢٥٨، ١٢٦٠؛ ابوداود: ٣١٤٢، ٣١٤٦؛ نسائی: ١٨٨٠، ١٨٨٥، ١٨٨٦، ١٨٨٩، ١٨٩٢؛ ابن ماجہ: ١٤٥٨، ١٤٥٩]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم ان کی صاحبزادی کو نہلاتے تھے (یعنی ان کے جنازہ کو) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم مناسب جانو پانی سے اور بیری کے پتوں سے اور ڈال دو آخر میں کافور یا فرمایا تھوڑا سا کافور، پھر جب نہلا چکو تو مجھے خبر دو۔'' پھر جب ہم نہلا چکے تو آپ ﷺ کو خبر دی اور آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اس کو اندر کا کپڑا کردو ان کے کفن کا۔'' (یعنی برکت کیلئے اور اس سے ثابت ہوا کہ مرد کے کپڑے سے عورت کو کفن دے سکتے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: معلوم ہوا کہ تین بار غسل دینا تو ضروری ہے اور اگر دیکھیں کہ ابھی اور طہارت کیلئے ضرورت ہے تو پانچ بار یا سات بار نہلائیں مگر طاق ہو، اور اگر تین ہی بار صفائی حاصل ہو تو چوتھی بار ضرورت نہیں اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں اور آخری پانی میں کافور دینا مستحب ہے اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور مالک اور احمد رحمہم اللہ جمہور کا اگرچہ حنفیہ اس کے استحباب کے قائل نہیں مگر یہ حدیث ان پر حجت ہے حالانکہ کافور بدن کو پاک کرتا ہے جسم کو سخت کرتا ہے اور جلدی سڑنے نہیں دیتا اور خوشبو ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ نیکوں کے کپڑوں سے برکت لینا روا ہے۔ برکت لینے سے مراد یہ ہے کہ کسی متقی، موحد، متبع سنت کی چادر میں کفن دینا جائز ہے۔

(٢١٦٩) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ. [ابوداود: ٣١٤٣؛ نسائی: ١٨٩٠]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کی تین لٹیں کیں۔

(٢١٧٠) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ. [راجع: ٢١٦٨]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی اور ابن علیہ کی روایت میں ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم ان کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کو غسل دیتی تھیں اور مالک کی روایت میں ہے کہ داخل ہوئے ہم پر رسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی جیسے یزید بن زریع کی حدیث میں ایوب سے مروی ہے اور ایوب محمد سے، وہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۱۷۱) عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ)) فَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ. [بخاری: ۱۲۵٤، ۱۲۵۸؛ نسائی: ۱۸۸۷؛ ابن ماجه: ۱٤۵۹]

حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی روایت کیا مگر اتنا ہے کہ اس میں یوں کہا: ''غسل دو ان کو تین بار یا پانچ یا سات بار یا اس سے زیادہ اگر تم ضرورت سمجھو۔'' اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے ان کے سر کے بال کی تین لٹیں کر دیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ایک لٹ آگے بالوں کی اور دو پیچھے کیں جیسے اور روایتوں میں آیا ہے اور اس سے کنگھی کرنا بالوں میں میت کے مستحب ہوا اور یہی مذہب ہے شافعی احمد اسحاق اور اوزاعی رحمہم اللہ کا اگرچہ حنفیہ کے نزدیک مستحب نہیں اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

(۲۱۷۲) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا)) قَالَ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ. [بخاری: ۱۲۵٤، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰؛ نسائی: ۱۸۸۲، ۱۸۹۱]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو طاق مرتبہ غسل دینا تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔'' اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے اس کی تین مینڈھیاں کیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۷۳) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَآذِنَّنِي)) قَالَتْ: فَآذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ وَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا وفات فرما گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ''ان کو طاق بار نہلاؤ تین یا پانچ بار اور پانچویں بار کے پانی میں کافور یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈال دو۔ پھر جب نہلا چکو تو مجھے خبر دو۔'' پھر جب ہم نے خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند پھینک دیا اور فرمایا: ''اس کا کپڑا کفن کے اندر کر دو'' (یعنی بدن سے لگا رہے تا کہ برکت کا موجب ہو)۔

(۲۱۷٤) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)) بِنَحْوِ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: قَالَتْ: فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ أَثْلَاثٍ قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا. [بخاری: ۱۲۶۳؛ ترمذی: ۹۹۰؛ نسائی: ۱۸۸٤]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم ان کی ایک صاحبزادی کو نہلا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاق بار غسل دو پانچ بار یا زیادہ۔'' جیسے ایوب اور عاصم کی روایت میں آ چکا ہے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ دیں دونوں کنپٹیوں کی طرف کی اور ایک پیشانی کے سامنے کی۔

(۲۱۷۵) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَمَرَهَا أَنْ تَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا: ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا)). [بخاری: ۱۶۷، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶؛ ابوداود: ۳۱٤۵؛ ترمذی: ۹۹۰؛ نسائی: ۱۸۸٤]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اپنی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کو غسل کا تو فرمایا: ''ہر عضو کو داہنی طرف سے شروع کرنا اور پہلے وضو کے اعضاء کو دھونا۔''

○ ○ ○ ○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۱۷۶) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهِ: ((اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)). [راجع: ۲۱۷۵]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول ﷺ نے انہیں کہا اپنی بیٹی کے غسل کے متعلق کہ "شروع کرو اس کی دائیں جانب سے وضو کی جگہوں سے۔"

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ كَفْنِ الْمَيِّتِ۔

باب: میت کو کفن دینے کا بیان۔

(۲۱۷۷) عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رَاْسِهٖ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَعُوْهَا مِمَّا يَلِيْ رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ)) وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [بخاري: ۱۲۷۶، ۳۸۹۷، ۳۹۱۴، ۴۰۴۷، ۴۰۸۲، ۶۴۳۲، ۶۴۴۸؛ ابوداود: ۲۸۷۶؛ ترمذي: ۳۸۵۳؛ نسائي: ۱۹۰۲]

خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ ہماری غرض یہ تھی کہ اللہ راضی ہو۔ سو ہماری مزدوری اللہ پر ہو چکی سو تم میں سے کسی نے تو ایسا کیا کہ اس نے اپنی مزدوری کا کوئی حصہ دنیا میں نہ کھایا، ان ہی میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو جنگ احد میں شہید ہوئے کہ ان کے کفن کو ایک چادر سے سوائے کچھ نہ ملا وہ بھی ایسی تھی کہ جب ہم ان کے سر پر ڈالتے تو پیر نکلے رہتے۔ (کھل جاتے) اور جو پیر پر ڈالتے تو سر نکلا رہتا (کھل جاتا) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چادر تو سر پر ڈال دو اور پیروں کو اذخر سے چھپا دو۔" (اذخر ایک گھاس ہے مدینہ میں بہت ہوتی ہے) اور ہم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کے پھل پک گئے اور وہ اس میں چن چن کر کھاتا ہے (یعنی دنیا میں بھی ایمان کے سبب سے ترقی پائی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کفن میت کے رأس المال سے دینا چاہیے اور وہ قرضوں کی ادائیگی پر مقدم ہے اس لیے کہ حضور ﷺ نے ان کے کفن کا حکم فرمایا اور یہ نہ پوچھا کہ اس پر دین ہے یا نہیں۔ اور اذخر ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کفن کم ہو تو سر کی طرف کر دیں اور پیر کھلے رہیں تو کسی اور چیز سے ڈھانپ دیں اور اگر بہت کم ہو تو ستر چھپا دیں اس لیے کہ ان کا ڈھانپنا فرض ہے اور اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اخلاص اور زہد معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کسی لذت دنیاوی کے اللہ و رسول ﷺ کے عاشق تھے اور اللہ کی راہ میں جان دینا فخر جانتے تھے اس حال میں بھی اللہ پاک کے شکر گزار اور ثنا خواں تھے۔

(۲۱۷۸) عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [راجع: ۲۱۷۷]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۷۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ اَمَّا الْحُلَّةُ فَاِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيْهَا اَنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهٗ لِيُكَفَّنَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحول کے بنے ہوئے تھے (سحول یمن میں ایک جگہ کا نام ہے) جو روئی کے تھے کہ ان میں کرتا تھا نہ عمامہ اور حلہ کا لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حلہ آپ ﷺ کیلئے خریدا گیا تھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: لَأُحَبِّسَنَّهَا حَتّٰى أُكَفَّنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ] لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا.

آپ ﷺ کو کفن دیں پھر نہ دیا اور تین چادروں میں دیا جو سفید سحول کی بنی ہوئی تھیں۔ اور حلہ کو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے لیا اور کہا: میں اسے رکھ چھوڑوں گا اور میں اپنا کفن اسی سے کروں گا۔ پھر کہا: اگر اللہ کو یہ پسند ہوتا تو اس کے نبی ﷺ کے کفن کے کام آتا سو اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت خیرات کر دی۔

فائدہ: حلہ عرب میں چادر اور تہبند کو کہتے ہیں اور حضور ﷺ کو تین ہی کپڑوں میں کفن دیا کیونکہ چوتھا کپڑا اس کے ساتھ نہ تھا۔ اور یہی ظاہر حدیث ہے۔ اور یہی تفسیر کی امام شافعی رحمہ اللہ نے اور جمہور علماء نے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: مستحب ہے کہ ان تینوں کے سوا قمیص اور عمامہ بھی ہو اور انہوں نے اس حدیث کا مطلب یہ کیا ہے کہ یہ تین کپڑے عمامہ اور قمیص کے علاوہ تھے اور اس صورت میں پانچ کپڑے ہوں گے مگر یہ ضعیف ہے اس لیے کہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کے کفن میں قمیص اور عمامہ تھا اور گویا اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قمیص میں آپ ﷺ کو غسل دیا تھا وہ بعد غسل اتار لیا گیا اور یہی صواب ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو مروی ہے کہ آپ ﷺ کو کفن دیا گیا تین کپڑوں میں اور ایک حلہ میں اور ان دو کرتوں میں جن میں آپ ﷺ نے وفات فرمائی تو یہ روایت ضعیف ہے اور حجت لانے کے قابل نہیں اس لیے کہ یزید بن ابی زیاد ایک راوی اس کا ایسا ہے کہ اس کے ضعف پر سب نے اتفاق کیا ہے علی الخصوص جب اور ثقہ راویوں کے خلاف کہے۔

(٢١٨٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أُدْرِجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُاللّٰهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ: أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ: لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کو یمن کے حلہ میں لپیٹنا تھا جو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ پھر اتار ڈالا اور آخر میں یہ ہے کہ اسی حلہ کو خیرات کر دیا۔

○ ○ ○ ○

(٢١٨١) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ قِصَّةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. (ابوداود: ٣١٥٢؛ ترمذي: ٩٩٦؛ نسائي: ١٨٩٨؛ ابن ماجه: ١٤٦٩)

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٨٢) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَهَا: فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِيَّةٍ.

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے کفن کے کپڑے پوچھے تو انہوں نے فرمایا: سحول کے تین کپڑے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دینے کا بیان۔

(٢١٨٣) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: سُجِّيَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ مَاتَ بِثَوْبٍ حِبَرَةٍ.

[بخاری: ۵۸۱۴؛ ابوداود: ۳۱۲۰]

آپ ﷺ کو یمن کی ایک چادر اڑھادی گئی۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۸۴) عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَوَاءً. [راجع: ۲۱۸۳]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ تَحْسِيْنِ كَفَنِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کو اچھے کپڑوں میں کفن دینا چاہیے۔

(۲۱۸۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِيْ كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَّ قُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ)).

[ابوداود: ۳۱۴۸؛ نسائی: ۱۸۹۴، ۲۰۱۲]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ پڑھا اور اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کا ذکر کیا کہ ان کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کو ایسا کفن دیا تھا، جس سے ستر نہیں ڈھنپتا تھا اور شب کو دفن کر دیا تھا، پس جھڑکا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر کہ رات کو ان کو دفن کیا کہ حضور نے نماز نہ پڑھی اور ایسا نہ کرنا چاہیے مگر جب انسان لاچار ہو جائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے (یعنی تاکہ خوب ڈھانپنے والا ہو اس کے تمام بدن کا)۔

فائدہ: شاید آپ ﷺ کی خفگی اس وجہ سے ہوئی کہ بغیر حضور ﷺ کی نماز کے ان کو دفن کر دیا اور رات کے دفن کرنے میں نمازیوں کی قلت ہوتی ہے اور جن وقتوں میں نماز مکروہ ہے اور نماز جنازہ منع۔ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ میت کا دفن کرنا مکروہ نہیں۔ مگر یہ مکروہ ہے کہ اسی وقت کو خواہ مخواہ تاک کر دفن کرے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھیں بعد استقار کے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے اور بعد آفتاب زرد ہونے کے بھی جب تک غروب نہ ہو جائے مگر یہ کہ کسی بات کا خوف ہو اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز نہ پڑھیں جنازے پر طلوع اور غروب اور ٹھیک دوپہر کے وقت، اور لیث نے بھی جمیع اوقات نہی میں مکروہ کہا ہے دفن کو۔ اور اچھا کفن دینے سے یہ مراد نہیں کہ اسراف کرے اور بیش قیمت کپڑا دے بلکہ مراد یہ ہے کہ کپڑا پاک وصاف اور درمیانی قیمت کا ہو (نووی رحمہ اللہ)۔

بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ.

باب: جنازے کو جلدی لے جانے کا بیان۔

(۲۱۸۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ)). [بخاری: ۱۳۱۵؛ ابوداود: ۳۱۸۱؛ ترمذی: ۱۰۱۵؛ نسائی: ۱۹۰۹؛ ابن ماجہ: ۱۴۷۷]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنازہ لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر نیک ہے تو اسے خیر کی طرف لے جاتے ہو اور اگر بد ہے تو اسے اپنی گردن سے اتارتے ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: جنازہ لے کر جلدی چلنا مستحب ہے نہ دوڑنا کہ جنازہ کے گرنے کا خوف ہو، اور جنازہ کا اٹھانا فرض کفایہ ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ مرد ہی اٹھائیں اگرچہ جنازہ عورت کا ہو اس لئے کہ مرد قوی ہیں عورتوں سے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحبت بد سے بچنا ضروری ہے اگرچہ وہ بد جنازہ بھی ہو کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جلدی اسے گردن سے اتار دو۔ پھر جو بد، زندہ ہو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

(۲۱۸۷) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ أَنَّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ سے مگر معمر کی حدیث میں یہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ

کہ میں نہیں جانتا مگر انہوں نے مرفوع کیا اس کو۔

(٢١٨٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ وَإِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ)) [نسائي: ١٩١٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جلدی لے جاؤ جنازے کو اگر وہ نیک ہوگا تو تم اس کو خیر کے قریب کرو گے اور اگر وہ اس کے علاوہ ہوگا تو شر کو تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔''

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا.

باب: جنازہ کے پیچھے جانا اور نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت۔

(٢١٨٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ)) قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)) انْتَهَى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ وَزَادَ الْآخَرَانِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلَيْهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقَدْ ضَيَّعْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ. [بخاري: ١٣٢٥؛ نسائي: ١٩٩٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حاضر رہے جنازہ پر جب تک کہ نماز پڑھی جائے اس کو قیراط کا ثواب ہے اور جو دفن تک حاضر رہے اس کو دو قیراط کا ثواب ہے۔'' راوی نے کہا: دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ کہا: دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔ ابو طاہر کی حدیث تمام ہوگئی۔ اور دوسرے دو راویوں نے یہ بھی زیادہ کیا کہ ابن شہاب نے کہا کہ سالم نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ نماز پڑھ کر جنازہ پر سے چلے جاتے تھے پھر جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنی تو کہا کہ ہم نے بہت سے قیراط ضائع کیے (یعنی افسوس کیا)۔

○ ○ ○ ○

(٢١٩٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ ((الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)) وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالْأَعْلَى: ((حَتَّى يُقْرَعَ مِنْهَا)) وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ: ((حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ)). [نسائي: ١٩٩٣؛ ابن ماجه: ١٥٣٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے وہی روایت کی ہے یہاں تک کہ ''دو بڑے بڑے پہاڑوں'' کا ذکر کیا اور عبدالاعلیٰ نے یہاں تک کہ ''فارغ ہو جائیں ان کے دفن سے'' (یہ لفظ کہا) اور عبدالرزاق نے کہا کہ ''یہاں تک کہ رکھا جائے جنازہ قبر میں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ثواب کا دوسرا قیراط جب ملے گا کہ دفن سے فارغ ہونے تک حاضر رہے۔

(٢١٩١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَقَالَ: ((وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ)). [راجع: ٢١٩٠]

اس سند سے بھی مذکورہ کی طرح مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ''جس نے اس جنازے کی پیروی کی اس کے دفن ہونے تک۔''

○ ○ ○ ○

(٢١٩٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ''جو جنازہ کی نماز پڑھے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ فَإِنْ تَبِعَهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ)) قِيْلَ: وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ.))

اور ساتھ نہ جائے، اس کو ایک قیراط ہے اور جو ساتھ جائے اس کو دو قیراط ہیں۔'' کسی نے پوچھا: دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: ''چھوٹا ان میں سے احد کے برابر ہے۔''

(٢١٩٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَ مَنِ اتَّبَعَهَا حَتّٰى تُوْضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقِيْرَاطَانِ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! وَمَا الْقِيْرَاطُ؟ قَالَ: مِثْلُ أُحُدٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازہ پڑھا اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو قبر میں ڈالنے تک ساتھ رہا اس کے لیے دو قیراط۔'' ان کے شاگرد پوچھتے ہیں اے ابو ہریرہ! قیراط کیا ہے؟ انہوں نے کہا: احد کے برابر ہے۔

(٢١٩٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهٗ قِيْرَاطٌ مِّنَ الْأَجْرِ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَعَثَ إِلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ.

[بخاري: ١٣٢٣، ١٣٢٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو جنازہ کے ساتھ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ہے۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت روایتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی روایت میں شک کیا) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ بھیجا تو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کو سچا کہا تب تو ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے کہ ہم نے تو بہت سے قیراطوں کا نقصان کیا۔

فائدہ: اس سے کمال علم محترم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور آپ کی کمال جامعیت معلوم ہوئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیال میں علی العموم یہ بات جمی تھی کہ جس روایت میں شک ہو یا جس مسئلہ دین میں شبہ ہو تو ان سے دریافت کرو۔ سبحان اللہ! ایسی ماں کس امت کو عنایت ہوئی ہے۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾۔

(٢١٩٥) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما إِذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُوْرَةِ فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ! أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه؟ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصُلِّيَ عَلَيْهَا ثُمَّ تَبِعَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ))؟ فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ خَبَّابًا إِلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيُخْبِرُهٗ مَا قَالَتْ: وَأَخَذَ ابْنُ عُمَرَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءِ الْمَسْجِدِ يَقْلِبُهَا

عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ خباب رضی اللہ عنہ مقصورہ والے آئے اور کہا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ سنتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ''جو جنازہ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے اور اس پر نماز پڑھ کر ساتھ جائے دفن ہونے تک تو اس کو دو قیراط ثواب ہے ہر قیراط احد کے برابر ہے اور جو نماز پڑھ کے لوٹ جائے تو اس کو احد (پہاڑ) کے برابر ثواب ہے۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خباب رضی اللہ عنہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کو پوچھیں۔ وہ گئے اور لوٹ کر آئے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مٹھی بھر کے کنکریاں ہاتھ میں لیں اور ان کو لوٹ پوٹ کرنے لگے (یعنی فکر میں تھے) غرض جب وہ لوٹ کر آئے تو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابو ہریرہ کی بات کو سچا کہتی ہیں، تب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي يَدِهِ حَتَّى رَجَعَ إِلَيْهِ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَدَقَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ بِالْحَصَى الَّذِي كَانَ فِي يَدِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ. [ابوداود: ٣١٦٩]

کنکریاں ہاتھ سے پھینک دیں اور کہا: افسوس ہم نے بہت سے قیراط کا نقصان کیا۔

○ ○ ○ ○

(٢١٩٦) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ الْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ)). [ابن ماجه: ١٥٤٠]

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جو آزاد کردہ غلام ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ہے اگر وہ اس کی تدفین تک موجود رہا تو اس کے لیے دو قیراط ہیں ایک قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے۔''

(٢١٩٧) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ فَقَالَ: ((مِثْلُ أُحُدٍ)). [راجع: ٢١٩٦]

روایت کی قتادہ نے اسی اسناد سے مثل اوپر کی روایت کے اور سعید اور ہشام کی روایت میں ہے کہ کسی نے نبی ﷺ سے پوچھا قیراط کا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''احد پہاڑ کی مثل۔''

بَابُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوا فِيهِ.

باب: جس شخص کا جنازہ سو آدمی پڑھیں اس میت کے لیے ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

(٢١٩٨) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [ترمذي: ١٠٢٩؛ نسائي: ١٩٩٠، ١٩٩١]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی مردہ ایسا نہیں کہ اس پر ایک گروہ مسلمانوں کا نماز پڑھے جس کی گنتی سو تک پہنچتی ہو اور پھر سب اس کی شفاعت کریں (یعنی اللہ سے اس کی مغفرت کی دعا کریں) مگر ضرور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔ راوی نے کہا: میں نے یہ روایت شعیب بن حبحاب سے بیان کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: مترجم: میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ أَرْبَعُونَ شُفِّعُوا فِيهِ.

باب: جس میت کی چالیس لوگ نماز جنازہ پڑھیں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

(٢١٩٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ: يَا كُرَيْبُ! انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: تَقُولُ هُمْ أَرْبَعُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک فرزند مر گیا قدید یا عسفان میں (قدید اور عسفان مقام کے نام ہیں) تو انہوں نے کریب سے کہا کہ دیکھو کتنے لوگ جمع ہوئے ہیں، (یعنی نماز جنازہ کیلئے) کریب نے کہا: میں گیا اور دیکھا لوگ جمع ہیں اور ان کو خبر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تمہارے اندازے میں وہ چالیس ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا: جنازہ نکالو اس لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَعْرُوْفٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما.

[ابوداود: ۳۱۷۰؛ ابن ماجه: ۱۴۸۹]

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جس مسلمان کے جنازے میں چالیس آدمی ایسے ہوں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ضرور ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔'' ابن معروف کی روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے شریک بن ابونمر سے روایت کی۔ انہوں نے کریب سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

بَابٌ فِيْمَنْ يُثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْشَرٌّ مِنَ الْمَوْتٰى.

باب: میتوں میں سے جس کی اچھی یا بری تعریف کی جائے۔

(۲۲۰۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) فَقَالَ: عُمَرُ رضی اللہ عنہ فِدًى لَكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ! مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ))؟ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ)). [نسائی: ۱۹۳۱]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' تین بار فرمایا۔ دوسرا جنازہ گزرا لوگوں نے اسے کہا برا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی'' تین بار فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی اور دوسرا گزرا لوگوں نے اسے برا کہا، آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی (اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا چیز واجب ہوگئی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو تم نے اچھا کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کو برا کہا اس پر دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک کلمہ کو تین تین بار اہتمام اور تاکید کے واسطے فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اچھا کہنا واقع کے موافق تھا، اسی لیے ان کو اللہ تعالیٰ کا گواہ کہا اور میت کو جنتی فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوں کے لیے مؤمنوں کے دلوں میں بھلائی پیدا کر دیتا ہے اور بروں کے لیے برائی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس میت کو برا کہا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ کیوں برا کہا حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ موتی کا ذکر خیر سے کرو، تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان موتی کے لیے جن کا نفاق اور بدعت اور فسق کھلا ہوا نہ ہو۔ اور جو کھلا ہوا منافق یا بدعتی ہو اس کو اس نظر سے کہہ دینا کہ لوگ چال چلن سے پرہیز کریں روا ہے کہ اس میں زندوں کی خیر خواہی اور بھلائی ہے اور اسی لیے محدثین نے کہا ہے کہ جس کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے مذمت کی تھی وہ کھلا ہوا منافق تھا۔

(۲۲۰۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ

اس سند سے بھی گزشتہ روایت آئی ہے کچھ لفظوں کی تبدیلی کے ساتھ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أنسي غَيْرَ أَنَّ حَدِيْثَ عَبْدِالْعَزِيْزِ أَتَمُّ. [بخاري: ٢٦٤٢؛ ابن ماجه: ١٤٩١]

○ ○ ○ ○

بَابُ مَاجَاءَ فِي مُسْتَرِيْحٍ وَمُسْتَرَاحٍ مِنْهُ.

باب: آرام پانے والے اور جس سے آرام حاصل کیا گیا ان کا بیان۔

(٢٢٠٢) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ: ((مُسْتَرِيْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ فَقَالَ: ((اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَ الْبِلَادُ وَ الشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ)) [بخاري: ٦٥١٢، ٦٥١٣؛ نسائي: ١٩٢٩، ١٩٣٠]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آپ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا کہ ''یہ خود آرام پانے والا ہے اور اس کے جانے سے اور لوگوں نے آرام پایا۔'' لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن دنیا کی تکلیفوں سے آرام پاتا ہے (یعنی موت کے وقت) اور بدآدمی کی جان سے بندے اور شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ گناہ سے صرف آدمی خود ہی خراب نہیں ہوتا بلکہ تمام مخلوقات الٰہی کو اس سے ایذا ہوتی ہے اور سب گنہگار سے تکلیف پاتے ہیں۔

(٢٢٠٣) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ: ((يَسْتَرِيْحُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَ نَصَبِهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ)). [راجع: ٢٢٠٢]

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے۔ اور یحییٰ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں ((يَسْتَرِيْحُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ)) یعنی ''مومن دنیا کی تکلیفوں سے اور اس کی چوٹ وغیرہ سے آرام پاتا ہے اور اللہ کی رحمت کی طرف جگہ کرتا ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ فِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

باب: نماز جنازہ میں تکبیروں کا بیان۔

(٢٢٠٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ [فِي] الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلّٰى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. [بخاري: ١٢٤٥، ١٣٣٣؛ ابوداود: ٣٢٠٤؛ نسائي: ١٩٧٠، ١٩٧٩]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے انتقال کیا اور عیدگاہ میں گئے اور چار تکبیریں کہیں (یعنی نماز جنازہ پڑھی)

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے نماز جنازہ ثابت ہوئی اور اس پر اجماع ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور صحیح ہے کہ ایک آدمی سے بھی ادا ہو جاتی ہے اور فرض اتر جاتا ہے اور تکبیرات جنازہ کا چار ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور مذہب شافعیہ اور جمہور کا بھی یہی ہے اور ثابت ہوئی نماز جنازہ غائب پر اگرچہ حنفیہ نے بلادلیل اس کا خلاف کیا ہے۔

(٢٢٠٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: نَعَى لَنَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دی ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ)). [بخاري: ١٣٢٨]

نجاشی رضی اللہ عنہ کی موت کی جس دن کہ انہوں نے انتقال کیا اور فرمایا: ''اپنے بھائی کے لیے مغفرت مانگو۔'' (یہ ہمدردی ہے)

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ.

ابن شہاب نے کہا اور روایت کی مجھ سے سعید بن مسیب نے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صف باندھی عید گاہ میں اور نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

(٢٢٠٦) عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِرِوَايَةِ عُقَيْلٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا. [بخاري: ١٣٨٠؛ نسائي: ١٨٧٨، ٢٠٤١]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٠٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. [بخاري: ١٣٣٤، ٣٨٧٩]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اصحمہ رضی اللہ عنہ کی جس کا لقب نجاشی تھا اور چار تکبیریں کہیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٠٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ)) فَقَامَ فَأَمَّنَا وَصَلّٰى عَلَيْهِ. [بخاري: ١٣٢٠، ٣٨٧٧؛ نسائي: ١٩٦٩]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج اللہ کے ایک نیک بندہ اصحمہ رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا ہے۔'' اور آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمارے امام بنے اور ان پر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٠٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ)) قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا صَفَّيْنِ. [نسائي: ١٩٧٢]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، سو کھڑے ہو اور اس پر نماز پڑھو۔'' پھر ہم کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے دو صفیں باندھ دیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٢١٠) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ)) يَعْنِي النَّجَاشِيَّ. وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: ((إِنَّ أَخَاكُمْ)). [نسائي: ١٩٤٥]

عمران بن حصین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمہارا بھائی فوت ہو گیا تو تم کھڑے ہو جاؤ اور اس پر جنازہ پڑھو۔'' یعنی نجاشی پر اور زہیر کی روایت میں ((ان اخاکم)) ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ.

باب: قبر پر نماز جنازہ پڑھنا۔

(٢٢١١) عَنِ الشَّعْبِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

شعبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر نماز پڑھی، میت کے دفن کے بعد اور چار تکبیریں کہیں۔ شیبانی نے شعبی سے پوچھا کہ آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: الشَّيْبَانِيُّ: فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا؟ قَالَ: الثِّقَةُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما هٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ حَسَنٍ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ: انْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قَبْرٍ رَطْبٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَفُّوْا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ لِعَامِرٍ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما۔

(بخاری: ۸۵۷، ۱۲۴۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۶، ۱۳۳۶، ۱۳۴۰؛ ابوداود: ۳۱۹۶؛ ترمذی: ۱۰۳۷؛ نسائی: ۲۰۲۲، ۲۰۲۳؛ ابن ماجه: ۱۵۳۰)

سے یہ حدیث کس نے بیان کی؟ انہوں نے کہا: ایک معتبر نے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ یہ لفظ حسن کی حدیث کے ہیں۔ اور ابن نمیر کی روایت میں ہے کہ پہنچے رسول اللہ ﷺ ایک تازہ قبر پر اور نماز پڑھی اس پر۔ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور چار تکبیریں کہیں۔ میں نے عامر سے پوچھا، کس نے تم سے کہا؟ انہوں نے کہا: ایک ثقہ نے، جن کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. [راجع: ۲۲۱۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ سے مثل اس کے، اور کسی کی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ صَلَاتِهٖ عَلَى الْقَبْرِ نَحْوَ حَدِيْثِ الشَّيْبَانِيِّ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ: وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. [راجع: ۲۲۱۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے قبر پر نماز پڑھنے کے باب میں روایت کی شیبانی کی حدیث کے مانند مگر کسی کی روایت میں چار تکبیریں کہنے کا ذکر نہیں۔

(۲۲۱۴) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ. [راجع: ۱۵۳۱]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے قبر پر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا. فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا. أَوْ عَنْهُ. فَقَالُوْا: مَاتَ قَالَ: ((أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِيْ)) قَالَ: فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَا. أَوْ أَمْرَهُ. فَقَالَ: ((دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ)) فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ)). [بخاری: ۴۵۸، ۴۶۰، ۱۳۳۷؛ ابوداود: ۳۲۰۳؛ ابن ماجه: ۱۵۲۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کرتی تھی یا ایک جوان تھا اور اس کو حضور ﷺ نے نہ پایا تو پوچھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ مر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھ کو خبر نہ کی۔'' کہا گویا انہوں نے اس کو حقیر جان کر حضرت محمد ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ جانا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتاؤ۔'' لوگوں نے بتائی۔ آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا: ''یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے میرے نماز پڑھنے سے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے قبر پر نماز جنازہ پڑھنا روا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا۔ اور اصحاب مالک رحمہ اللہ نے اس میں تاویلات باطلہ کر کے اس کو ناجائز رکھا ہے۔ اور حدیث پیغمبر معصوم علیہ السلام کے آگے کسی کا قول نہیں چل سکتا۔ اور اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق تواضع اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خبر گیری اور ان کے افعال کا طالب رہنا اور ان کے متوفی اقربا کی خبر لینا اور ان کا قبر پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہوا۔

(اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز، موضوع وار تقسیم شدہ، آن لائن مکتبہ)

www.KitaboSunnat.com

(۞ ۞ گزشتہ سے پیوستہ) ثابت اور معلوم ہوتا ہے اور فرمایا کہ مجھے خبر کیوں نہ دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت کی خبر احباب کو دینا تاکہ اس کی نماز و دفن میں شریک ہوں روا ہے۔

(۲۲۱۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ: كَانَ زَيْدٌ رضی اللہ عنہ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا. [ابوداود: ۳۱۹۷؛ ترمذی: ۱۰۲۳؛ نسائی: ۱۹۸۱؛ ابن ماجه: ۱۵۰۵]

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں کی نماز میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اور ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں اور ہم نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی کہتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث علما کے نزدیک منسوخ ہے اور ابن عبدالبر وغیرہ نے اس کے منسوخ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اب کوئی شخص چار تکبیروں سے زیادہ نہ کہے۔ اور یہ دلیل ہے اس پر کہ ان لوگوں نے زید بن ارقم کے بعد چار پر اجماع کر لیا ہے اور فقہا کا صحیح قول یہ ہے کہ اجماع بعد اختلاف کے صحیح ہے تمام ہوا کلام نووی رحمہ اللہ کا۔

مترجم کہتا ہے اللہ کی مدد سے کہ جب ایک معتبر راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ تکبیریں کہیں تو اجماع سے کیوں کر منسوخ ہو سکتا ہے فعل رسول مقبول ﷺ کا جب تک خود آپ ﷺ سے پانچ کی نہی بالتصریح نہ آ جائے اور حال یہ ہے کہ زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پانچ تکبیریں صحیح ہوئیں۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے بعد چار بھی کہتے تھے پانچ بھی چھ بھی، اس کے بعد یہی روایت زید رضی اللہ عنہ کی مسلم سے بیان کی اور پھر کہا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے سہل بن حنیف کے جنازہ پر چھ تکبیریں کہیں اور اہل بدر پر آپ چھ تکبیریں کہا کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر پانچ اور لوگوں پر سوائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چار، ذکر کیا اس کا دارقطنی نے اور ذکر کیا سعید بن منصور نے حکم سے۔ انہوں نے ابن عیینہ سے کہ انہوں نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم اہل بدر پر پانچ اور چھ اور سات کہا کرتے تھے اور یہ آثار صحیحہ ہیں تو چار سے زیادہ منع کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اور نبی ﷺ نے چار سے زیادہ کو منع نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے چار کہیں اور جن لوگوں نے منع کیا ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اخیر جنازہ پر جو نماز پڑھی اس میں چار ہی تکبیریں کہیں اور یہ آپ ﷺ کا اخیر فعل ہے۔ اور اخیر سے اخیر فعل آپ ﷺ کا لیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بلال نے اپنے عمل میں کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھے حارث نے خبر دی ہے کہ کسی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا ابوالمسلیح کی روایت کو میمون سے جو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور یہی حدیث پڑھی تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا یہ کذب ہے اس کی کچھ اصل نہیں" اور یہ حدیث روایت کی ہے محمد بن زیاد طحان نے اور وہ حدیثیں اپنے دل سے گھڑا کرتا تھا۔ اور منع کرنے والوں نے اس سے بھی دلیل پکڑی ہے کہ میمون بن مہران نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرشتوں نے جب حضرت آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور کہا یہ تمہارے لیے سنت ہے اے بنی آدم! اور اس حدیث کا حال سنیے کہ اثرم نے کہ محمد بن معاویہ نیشاپوری کا ذکر ابوعبداللہ کے پاس آیا یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے پاس تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی حدیثوں کو دل سے گھڑی ہوئی جانتا ہوں۔ پھر ذکر کیا اسی روایت کو ابوالمسلیح سے کہ وہ راوی ہیں میمون سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں تو اس کو ابوعبداللہ امام احمد رحمہ اللہ نے بڑی انوکھی بات جانی اور کہا: ابوالمسلیح کی روایتیں بہت صحیح ہوتی ہیں اور وہ اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے اور پاک تھے کہ ایسی روایتیں بیان کیں اور یہ بات کہ اس روایت کو ابوالمسلیح کی طرف منسوخ کریں ان کو بہت ناگوار ہوئی اور منع کرنے والوں نے بیہقی کی روایت سے دلیل پکڑی جو یحییٰ نے ابی سے روایت کی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔ یہ روایت صحیح نہیں اور مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھی سب چار تکبیریں کہا کرتے تھے چنانچہ علقمہ نے عبداللہ سے کہا کہ معاذ کے ساتھی شام سے آئے ہیں اور انہوں نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں تو عبداللہ نے کہا: تکبیریں کچھ مقرر نہیں ہیں امام جتنی تکبیریں کہے تم بھی کہو اور جب وہ سلام پھیر دے تم بھی سلام پھیر دو۔

بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ — باب: جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا بیان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۱۷) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ)) [بخاري: ۱۳۰۷، ۱۳۰۸؛ ابو داود: ۳۱۷۲؛ ترمذي: ۱۰۴۲؛ نسائي: ۱۹۱۴، ۱۹۱۵؛ ابن ماجه: ۱۵۴۲]

عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ آگے چلا جائے یا زمین پر اتارا جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جنازہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا: یہ حکم منسوخ ہے۔ چنانچہ مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن حبیب نے اور ابن ماجشون مالکی رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اختیار ہے چاہے کھڑا ہو یا نہ ہو۔ اور جو جنازہ کے ساتھ گیا ہے اس کے بیٹھنے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف میں سے جب تک جنازہ رکھا نہ جائے نہ بیٹھتے۔ اور اوزاعی، احمد، اسحاق اور محمد بن حسن رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور قبر پر جب تک جنازہ دفن نہ ہو کھڑا ہونے میں بھی اختلاف ہے بعض نے مکروہ کہا ہے۔ بعض نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور شافعیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ کھڑا ہونا مستحب نہیں اور یہ حدیث منسوخ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور متولی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ کھڑا ہونا مستحب ہے اور یہی مذہب پسندیدہ ہے۔ غرض کھڑا ہونا مستحب ہے اور نہ کھڑا ہونا جائز ہے اور دعویٰ منسوخ ہونے کا ایسی جگہ ٹھیک نہیں جہاں تطبیق ہو سکتی ہو دو روایتوں میں۔

(۲۲۱۸) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ)). [راجع: ۲۲۱۷]

عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ جانے والا نہ ہو تو کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے یا زمین پر رکھا جائے آگے جانے سے پہلے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۹) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِينَ يَرَاهَا حَتّٰى تُخَلِّفَهُ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا)). [راجع: ۲۲۱۷]

ابن جریج کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِينَ يَرَاهَا حَتّٰى تُخَلِّفَهُ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا)) جنازہ کو دیکھے تو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے جب اس کو دیکھے یہاں تک کہ جنازہ آگے چلا جائے اگر اس کو جنازہ کے ساتھ جانا نہیں ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۲۲۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اتَّبَعْتُمْ جَنَازَةً فَلَا تَجْلِسُوا حَتّٰى تُوضَعَ)).

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی جنازہ کے ساتھ جائے تو جب تک وہ رکھا نہ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۲۲۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوضَعَ)). [بخاري: ۱۳۱۰؛ ترمذي: ۱۰۴۳؛ نسائي: ۱۹۱۳، ۱۹۱۶، ۱۹۹۷]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے، جب تک وہ رکھا نہ جائے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۲۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر ہم نے عرض کیا: یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا)).

[بخاری: ۱۳۱۱؛ ابوداود: ۳۱۷٤؛ نسائی: ۱۹۲۱]

رسول اللہ ﷺ! وہ تو یہودی عورت کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت گھبراہٹ کی چیز ہے۔ پھر جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔''

○ ○ ○ ○

(۲۲۲۳) عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتّٰى تَوَارَتْ. [نسائی: ۱۹۲۷]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کیلئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ وہ چھپ گیا۔

(۲۲۲٤) عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ حَتّٰى تَوَارَتْ. [راجع: ۲۲۲۳]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہم کھڑے رہے ایک یہودی کے جنازہ کیلئے یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے چھپ گیا۔

(۲۲۲۵) عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہما كَانَا بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ: ((أَلَيْسَتْ نَفْسًا)).

[بخاری: ۱۳۱۲، ۱۳۱۳؛ نسائی: ۱۹۲۰]

ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ قیس بن سعد اور سہل بن حنیف دونوں قادسیہ میں تھے اور ایک جنازہ گزرا، اور وہ کھڑے ہوئے۔ سو ان سے کہا گیا کہ وہ اسی زمین کے لوگوں میں سے ہے (یعنی کفار میں سے) ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گیا اور آپ ﷺ کھڑے ہو گئے تو عرض کیا کہ وہ یہودی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخر جان تو ہے۔''

(۲۲۲٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيْهِ فَقَالَا: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جَنَازَةٌ. [راجع: ۲۲۲۵]

عمرو بن مرہ نے اسی اسناد سے۔ اور اس میں یہ لفظ ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک جنازہ گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ نَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ.

باب: جنازہ کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہے۔

(۲۲۲۷) عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ: رَآنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَنَحْنُ فِي جَنَازَةٍ قَائِمًا وَقَدْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ أَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ فَقَالَ لِي: مَا يُقِيْمُكَ؟ فَقُلْتُ: أَنْتَظِرُ أَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ لِمَا يُحَدِّثُ أَبُوْسَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ نَافِعٌ: إِنَّ مَسْعُوْدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ. [ابوداود: ۳۱۷۵؛ ترمذی: ۱۰٤٤؛ نسائی: ۱۹۹۸، ۱۹۹۹؛ ابن ماجه: ۱۵٤٤]

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ انصاری سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر

(۲۲۲۸) عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُعَاذٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ مَسْعُوْدَ بْنَ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ فِيْ شَاْنِ الْجَنَائِزِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ. وَاِنَّمَا حَدَّثَ بِذٰلِكَ لِاَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَاٰى وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتّٰى وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ. [راجع: ٢٢٢٧]

نے خبر دی کہ مسعود بن الحکم انصاری نے ان کو خبر دی کہ سنا انہوں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کہ جنازوں کے حق میں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پہلے کھڑے ہو جاتے تھے (یعنی جنازہ دیکھ کر) پھر بیٹھنے لگے۔ اور یہ حدیث اس لیے روایت کی کہ نافع بن جبیر نے دیکھا واقد بن عمرو کو کہ وہ کھڑے رہے یہاں تک کہ جنازہ رکھا گیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٢٩) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ٢٢٢٤]

اور کہا مسلم رحمہ اللہ نے کہ روایت کی ہم سے بھی ابوکریب نے، ان سے ابو زائدہ نے، ان سے یحییٰ نے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٣٠) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا مَعَهُ وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِي الْجَنَازَةِ. [راجع: ٢٢٢٧]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھا ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ اور وہ بیٹھنے لگے۔ پھر ہم بھی بیٹھنے لگے یعنی جنازہ میں۔

فائدہ: اب تم کو یقین ہو گیا کہ ہم جواب پر کہہ آئے تھے کہ کھڑا ہونا امر مستحب ہے اور بیٹھ جانا روا ہے، یہی بات روایتوں کی رو سے بہت ٹھیک ہے۔

(٢٢٣١) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ٢٢٢٧]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث محمد بن بکر نے اور عبیداللہ بن سعید نے، دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے یحییٰ نے اور وہ قطان ہیں انہوں نے شعبہ سے اسی اسناد سے۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ.

باب: نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کرنے کا بیان۔

(٢٢٣٢) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) قَالَ: حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ. [راجع: ٢٢٢٥]

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور میں نے آپ ﷺ کی دعا میں سے یہ لفظ یاد رکھے ((اللھم سے النار)) تک یعنی "یا اللہ! بخش اس کو اور رحم کر، اور تندرستی دے اس کو، اور معاف کر اس کو، اور اپنی عنایت سے میزبانی کر اس کی، اس کا گھر (قبر) کشادہ کر، اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے، اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے، جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے، اور اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے، اور جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا" یہاں تک کہ میں

محدث کتابیں، تراجم، متنوع موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ○ ○ ○

۱۰۲۵؛ نسائی: ۶۲، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳]

فائدہ: میں نے آرزو کی کہ یہ مردہ میں ہوتا تاکہ حضرت ﷺ کی دعا مجھے پہنچتی (امام نووی رحمہ اللہ) اور فقیر مترجم آرزو کرتا ہے کہ یہ مردہ میں ہوتا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا کے مزے میں لوٹتا۔

(۲۲۳۳) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ.

[راجع: ۲۲۳۲]

مسلم نے کہا اور روایت کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے، انہوں نے معاویہ سے انہی دونوں سندوں سے ابن وہب کی روایت کے مانند۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۳۴) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ)) قَالَ عَوْفٌ: فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ. [ترمذی: ۱۰۲۵؛ نسائی: ۶۲، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳]

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ ایک نماز جنازہ میں فرماتے تھے (یعنی یہ دعا پڑھی) ((اللھم سے النار)) تک یعنی "یا اللہ! بخش دے اس کو اور رحم فرما اور تندرستی دے اس کو اور معاف کر اس کو اور اپنی عنایت سے میزبانی کر اس کی اس کا گھر (قبر) کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے اور اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے اور جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا اور آگ کے عذاب سے۔" یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ مردہ میں ہوتا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ.

باب: نماز جنازہ کے لیے امام کس جگہ کھڑا ہو۔

(۲۲۳۵) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلّٰى عَلٰى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهَا وَسْطَهَا. [بخاری: ۳۳۲، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲؛ ابوداود: ۳۱۹۵؛ ترمذی: ۱۰۳۵؛ نسائی: ۳۹۱، ۱۹۷۵، ۱۹۷۸؛ ابن ماجہ: ۱۴۹۳]

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے کعب رضی اللہ عنہا کی ماں پر نماز پڑھی اور وہ نفاس میں تھیں، اور رسول اللہ ﷺ ان کی کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۳۶) عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرُوا أُمَّ كَعْبٍ.

حسین بن ذکوان، ثابت اور حمید سب نے انس سے اسی حدیث کو روایت کیا اور کعب رضی اللہ عنہا کی ماں کا ذکر نہیں کیا۔

محکم دلائل و منقح مباحث سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُمِّ كَعْبٍ. [راجع: ٢٢٣٥]

○ ○ ○ ○

(٢٢٣٧) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ﷺ قَالَ: لَقَدْ كُنْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غُلَامًا فَكُنْتُ أَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا أَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ أَسَنُّ مِنِّي وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ وَسْطَهَا. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ وَقَالَ: فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسْطَهَا. [راجع: ٢٢٣٥]

سمرہ بن جندب ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں میں لڑکا تھا، اور آپ ﷺ کی حدیثیں یاد رکھتا مگر اس لیے نہ بولتا تھا کہ مجھ سے بوڑھے لوگ وہاں موجود ہوتے تھے (سبحان اللہ! یہ کمال سعادت مند اور بزرگوں کا ادب ہے) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، ایک عورت پر کہ وہ نفاس میں تھی اور آپ ﷺ نماز کے وقت اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور ابن مثنیٰ کی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ رُكُوبِ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ إِذَا انْصَرَفَ.

باب: نماز جنازہ پڑھ کر واپسی پر سوار ہونے کا بیان۔

(٢٢٣٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَرَسٍ مَعْرُورِيٍّ فَرَكِبَهُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ. [نسائي: ٢٠٢٥]

جابر بن سمرہ ﷺ نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک گھوڑا آیا ننگی پیٹھ کا اور آپ ﷺ اس پر سوار ہو لیے اور ہم آپ ﷺ کے گرد پیدل تھے جب ابن دحداح کے جنازہ سے آپ ﷺ لوٹے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوٹتے وقت جنازہ سے سوار ہو کر چلے۔

(٢٢٣٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتْبَعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ)) أَوْ قَالَ شُعْبَةُ ((لِأَبِي الدَّحْدَاحِ)).

جابر بن سمرہ ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن دحداح (کے جنازہ) کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ کے پاس ایک ننگی پیٹھ کا گھوڑا لایا گیا اور اس کو ایک شخص نے پکڑا پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور وہ کودتا تھا اور ہم سب آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور دوڑتے تھے سو ایک شخص نے قوم میں سے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابن دحداح کیلئے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي اللَّحْدِ وَنَصْبِ اللَّبِنِ عَلَى الْمَيِّتِ.

باب: لحد کھودنا اور میت پر کچی اینٹیں نصب کرنا۔

(٢٢٤٠) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ:

سعد بن ابی وقاص ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا کہ

محدث دلائل براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ هَلَكَ فِيْهِ: الْحَدُوْا لِيْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [نسائی: ۲۰۰۷؛ ابن ماجہ: ۱۵۵۶]

میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ ﷺ کیلئے بنائی گئی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جس کو بغلی قبر کہتے ہیں اور حضور ﷺ کیلئے باتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم ایسی ہی قبر بنی تھی اور اس میں کچی اینٹیں لگی تھیں۔

بَابُ جَعْلِ الْقَطِيْفَةِ فِي الْقَبْرِ.

باب: قبر میں چادر ڈالنے کا بیان۔

(۲۲۴۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ فِيْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطِيْفَةٌ حَمْرَاءُ. [ترمذی: ۱۰۴۸؛ نسائی: ۲۰۱۱]

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں سرخ چادر ڈال دی گئی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مسلم رحمہ اللہ نے کہا: ابوحمزہ کا نام نصر بن عمران اور ابوالتیاح کا نام یزید بن حمید ہے کہ دونوں نے سرخس میں انتقال کیا (یہ دونوں اس سند کے راوی ہیں)۔

بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ.

باب: قبر کو برابر کرنے کا حکم۔

(۲۲۴۲) عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّوْمِ بِرُوْدِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَّنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ [بْنُ عُبَيْدٍ] رضی اللہ عنہ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا. [ابوداود: ۳۲۱۹؛ نسائی: ۲۰۲۹]

ثمامہ بن شفی نے کہا کہ ہم فضالہ کے ساتھ تھے روم کے برودس میں (کہ نام جزیرہ اور مقام کا ہے) اور ہمارا ایک ساتھی مر گیا تو فضالہ نے حکم دیا کہ اس کی قبر برابر کی جائے اور انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ حکم فرماتے تھے ہماری قبروں کے برابر کرنے کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ قبر زمین سے اونچی نہ کی جائے اور نہ اونٹ کے کوہان کی سی بنائی جائے اور ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا نہایت برا ہے۔ اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ کوہان کی طرح یعنی ماہی پشت بنائیں اور یہی مذہب ہے مالک رحمہ اللہ کا۔ غرض اونچی قبریں بنانا اور پختہ کرنا اور گنبدوں کا تیار کرنا یہ سب باجماع امت اور باتفاق علما حرام اور ممنوع ہے اور اس کو افضل اعمال قرار دینا اور شعار اسلام خیال کرنا گویا رسول اللہ ﷺ سے لڑنا ہے۔

(۲۲۴۳) عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ: قَالَ لِيْ عَلِيُّ [بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ] رضی اللہ عنہ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ. [ابوداود: ۳۲۱۸؛ ترمذی: ۱۰۴۹؛ نسائی: ۲۰۳۰]

ابی الہیاج اسدی رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو بھیجتا ہوں اس کیلئے جس کیلئے مجھ کو بھیجا تھا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر مٹا دے اس کو اور نہ چھوڑ کوئی بلند قبر مگر اس کو زمین کے برابر کر دے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۴۴) عَنْ حَبِيْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: وَلَا صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا. [راجع: ۲۲۴۳]

روایت کی حبیب نے اسی اسناد سے یہی حدیث اور اس میں یہ لفظ ہیں ((وَلَا صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا)) یعنی نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر یہ کہ مٹا دے اس کو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ.

باب: قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے کی ممانعت۔

(۲۲۴۵) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ. [ابوداود: ۳۲۲۶، ۳۲۲۵؛ ترمذی: ۱۰۵۲؛ نسائی: ۲۰۲۶، ۲۰۶۷؛ ابن ماجه: ۱۵۶۳]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں کو پختہ کریں، اور اس سے کہ اس پر بیٹھیں اور اس سے کہ ان پر گنبد بنائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے پختہ قبروں کی نہی ثابت ہوئی اور اس کے اوپر عمارتوں کا بنانا منع ہوا اور قبروں پر بیٹھنا حرام ہوا۔ یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور جمہور علما کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہا ہے مراد اس سے قبروں کے اوپر قضائے حاجت کرنے کیلئے بیٹھنا ہے اور اسی طرح تکیہ لگانا اور مکان بنانا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ام میں کہا ہے کہ بہت سے اماموں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ قبروں کے گنبدوں وغیرہ کے گرانے کا حکم دیتے تھے اور فقہا نے وہ مٹی جو قبر سے نکلے اس سے زیادہ مٹی لگانا تک قبر میں مکروہ کہا ہے پختہ بنانا اور عمارت کھڑی کرنے کا تو کیا ذکر ہے۔

(۲۲۴۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۲۲۴۵]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے جو اوپر مذکور ہوا۔

(۲۲۴۷) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نُهِيَ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُوْرِ. [نسائی: ۲۰۲۸؛ ابن ماجه: ۱۵۶۲]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے منع فرمایا قبروں کے پختہ بنانے سے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

باب: قبر پر بیٹھنے اور اس پر نماز پڑھنے کی ممانعت۔

(۲۲۴۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی کھال تک پہنچے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔''

(۲۲۴۹) عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [نسائی: ۲۰۴۳]

سفیان نے روایت کی سہیل سے اسی اسناد سے مانند اس کے جو اوپر ہو چکی۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۵۰) عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا)). [ابوداود: ۳۲۲۹؛ ترمذی: ۱۰۵۰، ۱۰۵۱؛ نسائی: ۷۵۹]

ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۲۵۱) عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ:

ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ نے فرمایا: ''قبروں کی طرف نماز نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا)). [راجع: ٢٢٤٥]

پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا۔

(٢٢٥٢) عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَرَتْ أَنْ يَمُرَّ بِجَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ. [ترمذي: ١٠٣٣؛ نسائي: ١٩٦٦، ١٩٦٧]

عباد بن عبداللہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد کے اندر لائیں تا کہ آپ بھی نماز پڑھیں تو لوگوں نے اس سے تعجب کیا تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا جلدی بھول گئے اس کو کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضاء پر مسجد ہی میں۔

○ ○ ○ ○

فوائد: ایک روایت میں آیا کہ بیضاء کے دو بیٹوں پر نماز پڑھی آپ ﷺ نے مسجد میں۔ اور ایک روایت میں ان کا نام سہیل آیا اور ان کے بھائی کا نام۔ علما نے کہا کہ بیضاء کے تین بیٹے تھے سہل، سہیل اور صفوان اور ماں ان کی بیضاء تھی کہ نام ان کا وعد تھا اور بیضاء ان کا وصف تھا اور لڑکوں کا باپ وہب تھا۔ اور اس حدیث میں دلیل ہے امام شافعی رحمہ اللہ کو اور اکثر اہل کوفہ کو کہ وہ نماز جنازہ کو مسجد میں روا کہتے ہیں۔ اور یہی مذہب ہے ابی حبیب مالکی کا، احمد، اسحاق، ابن ذئب، ابوحنیفہ اور مالک رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں جائز نہیں۔ اور دلیل لائے ہیں یہ لوگ ابوداؤد کی روایت کو کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھے اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اور دلیل شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کی یہ سہیل کی حدیث ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت کے ان لوگوں نے بہت جواب دیے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ ضعیف ہے دلیل لانے کے قابل نہیں، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے یہ حدیث ضعیف ہے کہ اکیلے صالح مولیٰ توئمہ نے روایت کی ہے اور وہ ضعیف ہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو لَا شَيْءَ عَلَيْهِ کے معنی میں ہے یعنی اس کیلئے کچھ ملامت نہیں۔

(٢٢٥٣) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَمُرُّوْا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ فَفَعَلُوْا فَوُقِفَ بِهِ عَلٰى حُجَرِهِنَّ يُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِيْ كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا مَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلٰى أَنْ يَعِيْبُوْا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ عَابُوْا عَلَيْنَا أَنْ يُمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سے روایت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہلا بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں سے لے جاؤ کہ ہم لوگ بھی نماز پڑھ لیں، سو ایسا ہی کیا اور ان کے حجروں کے آگے جنازہ ٹھہرا دیا کہ وہ نماز پڑھ لیں اور جنازہ کو باب الجنائز سے جو مقاعد کی طرف تھا وہاں سے باہر لے گئے اور لوگوں کو یہ خبر پہنچی تو عیب کرنے لگے اور کہا کہ جنازہ کہیں مسجد میں لاتے ہیں؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ کیا جلدی عیب کرنے لگے جو چیز نہیں جانتے۔ انہوں نے ہم پر عیب کیا کہ جنازہ کو مسجد میں لائے اور بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد کے اندر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ قَالَ مُسْلِمٌ: سُهَيْلُ بْنُ دَعْدٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَيْضَاءِ أُمُّهُ بَيْضَاءُ. [راجع: ٢٢٥٢]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ سہیل دعد کے بیٹے ہیں کہ ماں ان کی دعد ہیں اور وصف ان کا بیضاء ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٥٤) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ: ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ. [ابوداود: ٣١٩٠]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ کہ میں نماز پڑھوں۔ لوگوں نے اس میں تامل کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی پر مسجد میں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا.

باب: قبر میں داخل کرتے وقت کیا کہنا چاہیے اور قبر والوں کے لیے دعا کا بیان۔

(٢٢٥٥) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ)). وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ: ((وَأَتَاكُمْ)). [نسائي: ٢٠٣٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی باری جب میرے پاس ہوتی تھی تو آخر رات میں بقیع (قبرستان) کی طرف نکلتے تھے اور کہتے: ''سلام ہے تمہارے اوپر اے گھر والے مؤمنو! آچکا تمہارے پاس جس کا تم سے وعدہ تھا کہ کل پاؤ گے ایک مدت کے بعد اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ملنے والے ہیں۔ یا اللہ! بخش بقیع غرقد والوں کو۔'' اور قتیبہ کی روایت میں ((وأتاكم)) کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٥٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي! قَالَ: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: بَلَى قَالَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ

محمد بن قیس نے ایک دن کہا کہ کیا میں تم کو اپنی بیتی اور اپنی ماں کی بیتی سناؤں۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ شاید ماں سے وہ مراد ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں تم کو اپنی بیتی اور رسول اللہ ﷺ کی بیتی سناؤں؟ ہم نے کہا: ضرور۔ فرمایا: ایک رات نبی ﷺ میرے یہاں تھے کہ آپ ﷺ نے کروٹ لی اور اپنی چادر لی اور جوتے نکال کر اپنے پاؤں کے آگے رکھے اور چادر کا کنارہ اپنے بچھونے پر بچھایا، لیٹ رہے اور تھوڑی دیر اس خیال سے ٹھہرے رہے کہ گمان کر لیا کہ میں سو گئی۔ پھر آہستہ سے اپنی چادر لی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((مَالَكِ؟ يَا عَائِشُ! حَشْيَا رَابِيَةً)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ قَالَ: ((لَتُخْبِرِينِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: ((فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ: ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟)) قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللهُ! نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ)) قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ؟ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَا

اور آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے نکلے اور پھر آہستہ سے اس کو بند کر دیا۔ اور میں نے بھی اپنی چادر لی اور سر پر اوڑھی اور گھونگٹ مارا تہبند پہنا اور آپ ﷺ کے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ بقیع پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھائے تین بار۔ پھر لوٹے اور میں بھی لوٹی اور جلدی چلے اور میں بھی جلدی چلی۔ اور دوڑے اور میں بھی دوڑی۔ اور گھر آ گئے اور میں بھی گھر آ گئی مگر آپ ﷺ سے آگے آئی اور گھر میں آتے ہی لیٹ رہی۔ اور آپ ﷺ جب گھر میں آئے تو فرمایا: ''اے عائشہ! کیا ہوا تم کو کہ سانس پھول رہا ہے اور پیٹ پھولا ہوا ہے؟'' میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم بتا دو، نہیں تو وہ باریک بین خبردار (یعنی اللہ تعالیٰ) مجھ کو خبر دے گا۔'' میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں اور میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کالا کالا میرے آگے نظر آتا تھا وہ تم ہی تھیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر گھونسا مارا (یہ محبت سے تھا) کہ مجھے درد ہوا اور فرمایا: ''تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تیرا حق دبا لے گا۔ (یعنی تمہاری باری میں اور کسی بی بی کے پاس چلا جاؤں گا) تب میں نے کہا: جب لوگ کوئی چیز چھپاتے تو ہاں اللہ اس کو جانتا ہے (یعنی اگر آپ ﷺ مجھ سے کسی بی بی کے پاس جاتے بھی تو بھی اللہ دیکھتا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے۔ جب تو نے دیکھا انہوں نے مجھے پکارا اور تم سے چھپایا تو میں نے بھی چاہا تم سے چھپاؤں۔ اور وہ تمہارے پاس نہیں آتے تھے کہ تم نے اپنا کپڑا اتار دیا تھا اور میں سمجھا کہ تم سو گئیں۔ تو میں نے برا جانا کہ تم کو جگاؤں اور یہ بھی خوف کیا کہ تم گھبراؤ گی کہ کہاں چلے گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا پروردگار حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع کو جاؤ اور ان کیلئے مغفرت مانگو۔'' میں نے عرض کیا کہ میں کیوں کر کہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: سلام ہے ایماندار گھر والوں پر، اور مسلمانوں پر رحمت کرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔"

فوائد: اس حدیث سے دلیل لائے ہیں جو لوگ عورتوں کیلئے زیارت قبور کو جائز کہتے ہیں اور اس میں علما کا اختلاف تین طور پر ہے ایک تو یہ کہ عورتوں کو زیارت حرام ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ)) لعنت کرے اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ عورتوں کو مکروہ ہے۔ تیسرے یہ کہ مباح ہے۔ اور جو مباح کہتے ہیں وہ اس حدیث سے اور حدیث: ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا)) سے دلیل پکڑے ہیں۔ اور اس کا جواب یوں ہے کہ اس میں اجازت کا صیغہ مذکور ہے۔ پھر اجازت میں عورتیں داخل نہیں۔ اور اصول میں بھی مذہب مختار ہے کہ صیغہ مذکر میں عورت داخل نہیں۔

(۲۲۵۷) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ. فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ: اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ. وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ. مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُوْنَ اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ. [نسائی: ۲۰۳۹؛ ابن ماجه: ۱۵۴۷]

سلیمان بن بریدہ کے باپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو سکھلاتے تھے جب وہ قبروں کی طرف نکلتے۔ پس ان میں کا کہنے والا کہتا یہ لفظ ابوبکر کی روایت کے ہیں سلام ہو گھر والوں پر اور زہیر کی روایت میں (یہ لفظ ہیں) سلام ہو تم پر اے صاحب گھروں کے مؤمنوں اور مسلمانوں سے اور تحقیق ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ اُمِّهِ.

باب: نبی ﷺ کا اپنے رب سے اجازت طلب کرنا اپنی والدہ کی قبر دیکھنے کی۔

(۲۲۵۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاُمِّيْ فَلَمْ يَاْذَنْ لِيْ وَ اسْتَاْذَنْتُهُ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ)). [ابوداود: ۳۲۳۴؛ نسائی: ۲۰۳۳؛ ابن ماجه: ۱۵۷۲، ۱۵۶۹]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "میں نے اپنی ماں کی بخشش مانگنے کے لیے اللہ سے اذن مانگا، پس نہ اذن دیا مجھ کو۔ اور میں نے اس کی قبر کی زیارت کے لیے اذن مانگا، پس مجھ کو اذن دے دیا گیا۔"

○ ○ ○ ○

(۲۲۵۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ اُمِّهِ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ ﷺ: ((اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهُ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ)). [راجع: ۲۲۵۸]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زیارت کی نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی پس آپ روئے اور جو آپ کے پاس تھے ان کو رلایا پس آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی اپنی ماں کی بخشش مانگنے کی تو مجھے اجازت نہ ملی پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی پس تم بھی قبر کی زیارت کیا کرو کیونکہ تمہیں موت یاد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۲۲۶۰) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ. [ابوداود: ۳۲۹۸؛ نسائی: ۲۰۳۱، ۴۴۴۱، ۵۶۶۸، ۵۶۶۹؛ وانظر فی مسلم: ۵۱۰۴، ۵۱۹۸، ۵۲۰۰]

بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو منع کرتا تھا قبروں کی زیارت سے تو تم اب زیارت کیا کرو۔ اور منع کرتا تھا تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا تمام گوشت رکھنے کو اب جب تک چاہو رکھو اور منع کرتا تھا میں تم کو نبیذ بنانے سے مگر مشکوں میں سو اب پینے کے برتنوں میں جس میں چاہو بناؤ مگر نشہ کی چیز نہ پیو۔'' ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت ہے عبداللہ بن بریدہ سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانٍ. [ترمذی: ۱۰۵۴، ۱۵۱۰، ۱۸۶۹؛ نسائی: ۵۶۹۴؛ ابن ماجه: ۴۰۵]

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے باپ بریدہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے، سب نے ابی سنان کے مانند روایت کی (یعنی جو اوپر گزری)

○ ○ ○ ○

بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَهُ.

باب: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت۔

(۲۲۶۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ. [نسائی: ۱۹۶۳]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے تیر سے مار ڈالا تھا تو آپ ﷺ نے اس پر نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے ان لوگوں نے جو فاسق پر نماز جنازہ کو منع کرتے ہیں اور اس پر کہ جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا ہو چنانچہ یہی مذہب ہے عمر بن عبدالعزیز، اوزاعی، حسن، نخعی، قتادہ، مالک، ابوحنیفہ، امام شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ اس پر نماز پڑھیں اور اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ نبی ﷺ نے خود نماز نہیں پڑھی تاکہ لوگ ڈریں اور اس حرکت سے باز آ جائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھی۔ اور یہ یقین بات ہے جیسے آپ قرضدار پر نماز نہ پڑھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز سے منع نہ کرتے تھے تاکہ لوگ قرض سے ڈریں اور اس کا خیال رکھیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تمام مسلمانوں کا مذہب ہے کہ ہر مسلمان پر نماز پڑھیں اگرچہ اس پر حد ماری گئی ہو یا اس کو رجم کیا ہو۔ اور جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا ہو اور ولد الزنا ہو سب پر۔ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے کہ جو امام ہو وہ ان کی نماز سے پرہیز کرے کہ فساق ڈریں اور ان کو جھڑکی اور تنبیہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسری جلد اختتام کو پہنچی۔ تیسری جلد کا آغاز کتاب الزکوٰۃ سے ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Sahih Muslim





